بعون صانع مکین و مکان و بفضل خلاق زمین و زمان

ان ایام فرخی التیام مین ملک الشعرا عرفی شیرازی کے قصائد کی شرح اُردو سراپا زینت و زیب المسمی بہ

عجیب و غریب

جسکو اسوۂ سخنوران سحربیان جناب مولوی عبدالمجید خان لسان الملک ...

مطبع منشی نولکشور واقع کانپور مین بزیور حسن نقش زیبا چھپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقہو قولی شعر سلام علی خیر الانام وسید
حبیب اله العالمین محمد * وعلی آلہ وصحبہ اجمعین اما بعد یہ لبیک گو خدمت ارباب فضل و ہنر کا یعنی اضعف العباد عبد المجید خان
ولد عبد الرحیم خان متوطن بنگلی بھیت عرض کرتا ہی کہ اکثر شروح و حواشی قصائد عرفی کے نظر سے گذرے اور بعض اعزا
واحبا کو پڑھتے پڑھاتے اور معانی متنوعہ اور نسخجات مختلفہ بیان کرتے بھی دیکھا تھا لیکن مین جو اپنے اوستاد مرحوم مغفور مقبول کونین مولوی
سید بہاء الدین حسین عفی اللہ لہ کی خدمت سے فیضیاب ہو چکا تھا اونکیسکو برحج نہ پایا فرماتے تھے کہ شاعر ایک ہی معنی
اور ایک ہی لفظ تجویز کرتا اور لکھتا ہی ذہن سلیم اور فکر مستقیم ہو کہ مدعاے شاعر کو ادراک کرے نہ اقسام معانی اور انواع نسخجات
کہ یہ شعار طبیعت مستقل کا نہین بلکہ گرفتار وہم و وسواس کا ہی الحق مین نے بھی بہت جگہ متعدد معنی شعر مین یہ بات دیکھی کہ
ادہی شعر مین کہین بنتے ہین کہین بگڑتے ہین یا سابق لاحق سے مربوط نہین ہوتے اور فرادی فرادی معنی شعر کے جو شارحین نے
لکھے بدون لحاظ ربط بیربطی کے گنتی ہی گنادی ہین محض بیفائدہ طالب شائق کو اس سے کیا نتیجہ تا وقتیکہ مربوط نہون کہ
مین دلیل صحت معنی کی ہی البتہ اشعار مدح کا اپنا اپنا مضمون ہوتا ہی انمین ہر جگہ ضرورت ربط کی نہین علاوہ اسکے
غلطیان لفظ و معنی کی مزید بران ہو دیا الحاصل امر اتب کے مجھ خام خیال کو بھی یہ خیال خام پیدا ہوا شعر فضل و ہنر ضیافت نا ہنرمند
عود آتش ہند شکر بسا بند * اپنے مافی الضمیر کو دل سے زبان قلم پر لاؤن اور امانت اوستاد کی ناظرین شائقین پر
عرض کرون اگرچہ کلام شاعر کا بقول اوسکے مصرع شکر گوہرست و راست قابل العاد * از بس وسیع و فسیح پہنچا تھا
لیکن بخوف ملالت طوالت کا مانع لہذا اختصار اختیار کیا اور چونکہ عالم غیب سے مادہ تاریخ کا **عجیب و غریب**
عطا ہوا اسواسطے یہی نام تجویز کیا گیا کہ شاید بحکم الاسماء تنزل من السماء کے یہ نسخہ بھی درجہ قبول پایا انشاء اللہ تعالیٰ

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب ۱۲

۱۹ ۔ ۱۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گر رفیق خامہ ہو توفیق حق
صورت معنی ہو اس سے اک پری
سحر کاری اوسکی ہو باد و ضلال
چشمہ حیوان کی بلکہ جان سنے
یہ دمادم وہ دمے چندا و رحرام
جو کوئی دیکھے کہے جانم فدا
جبکہ ہین توفیق مین یہ خوبیان
زیب فیروزی و بہروزی ہو یہ
مین بھی ہون بس دل سے اسکا خواستگار
متکلف ساختہ پرداختہ
لکھگئے ہین اور شارح بھی شرح
اور قطب الدین کہتے یہ سب فہیم
اب اسے دیکھینگے ارباب نظر
تا جدا ہو سب سے طرز و رسم مین
ہان مگر ہوگا فقط مطلب ادا
ہین جو معنی مین کلمح فی الطعام
ہو کنایون مین اوا کا قصد جو
متن ہی کے ہو یہ شایان آئنا
منقسم ہوکے خدا کی عون یہ
سر مخفی کو عیان کرتا ہون مین

خامہ معنی سے لیجانے سبق
ہو قلم اوسکی گر اسکی ہو طرف
سحر کاری اُسکی سب سحر حلال
جام جم سے خوب تر ہو اسکی مے
اسکے حلقے مین کسیکو کیا کلام
پھیکی ہو جائے شکر شیرین کی بات
خوبیان خوبی کی خوش اسلوبیان
بے تلاش و تلخی فکر کلام
تا عطا فرمائے مجکو کردگار
ہے یہ دل مین شرح عرفی کی لکھون
جنمین ہی باہم گرفت و جرح و جرح
گو کیے ان سب نے حل مشکلات
سب عیان ہو جائیگا نقص و ہنر
نظم لکھنا کچھ مجھے مشکل نہین
لابد و دیگر لوازم کے سوا
پورے پورے نظم مین آئینگے کب
حاشیے کی شرح خود محتاج ہو
بس یہی بہتر کہ چھوڑون نظم کو
فیض جسکا ہے تمامی کو نوا
یا الٰہی ہو یہ مقبول انام

اوس سے صورت کی ہوئی صورت گری
سر جھکائے لو جائے موجھت
رشحہ اسکا چشمہ حیوان سنے
گو بظاہر ہی فقط اک خشک سنے
ہر ادا مین اسکے ہو ایسی ادا
شاخ شاخ اس سے دل شاخ نبات
ای خوشا رو لے جسے رونی ہو یہ
میٹھے میٹھے اوسکے سب نکتے کلام
جس سے ہو یہ مطلب دل خواستہ
اوسکے عمق و رمز کو ظاہر کرون
کیا شفیع اور کیا منیر اور کیا رحیم
اور لکھے ہر شعر مین عمدہ نکات
بعض کہتے ہین لکھہ اسکو نظم مین
دل مرا اس کام سے بیدل نہین
مثل آیات و خبر و اقوال کرام
ربط بحر و وزن سے کہان بنینگے کب
جبطرح سعدی نے لا اچھی کہا
شرح چھیڑون تا بجزئی بسط ہو
قصد آغاز بیان کرتا ہون مین
بالنبی و آل و اصحاب فخر کرام

معذرت نگار دش اس تمہید کے گزارش یہ کہ معنون کرنا اسکا اس عنوان پر نہ خالص حمد ہے نہ خالی از حمد کچھ دعا کچھ مدعا اس وجہ سے ہی کہ پہلا قصیدہ شاعر نے حمد مین لکھا ہی دوسرا نعت مین حسب رعایت ترتیب طریقۂ اہل تصنیف کے اور مین اونکی شرح لکھونگا پھر کیا حاجت کہ علیحدہ حمد و نعت لکھون اور اسی پر اکتفا نہ کرون معہذا نظم سری اوس سے خالی بھی نہین بس شمولاً اور استقلالاً دونون صورتین حاصل ور اس سے زیادہ تحصیل حاصل الخ

قولہ ای متاع درد در بازار جان الخ تو رحیرت در شب الخ انتباہ مخفی نہ رہے کہ قصیدہ کے معنی لغت مین مغز غلیظ
وسطبر کے ہین اور اصطلاح مین وہ نظم کہ دونون مصراع بیت اول کے ابیات دیگر کے مصرعون ثانی سے ہم قافیہ ہون اور
اوسمین مدح یا ذم یا نصیحت وغیرہ مندرج ہو مگر پندرہ بیت سے کم نہو اور وہ معانی جلیلہ مذکور کیے جاتے ہین کہ لذت بخش
طبع مستقیم کے ہون پس مناسبت معنی لغوی اور اصطلاحی کی ظاہر ہو یہی وجہ تسمیہ کی ہے الغرض یہ قصیدہ بحر رمل مین ہے ارکان اسکے
فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن یا فاعلات ایک مصرعے مین اور ایسے ہی دوسرے مصرعے مین اور دونون شعر باہم
مربوط پہلا صفت منادی محذوف کی جو لفظ آن ہے دوسرا جواب ہے ای بالفتح عربی ہے اور بیای مجہول فارسی حرف ندا اور ہندی
مین بھی حرف ندا ہے موافق توافق لسانین اور یہان ندا سے توجہ منادی کی مقصود ہے نہ اقبال کہ وہ واسطے بعید کے موضوع ہے نہ
قریب کے اور مقصود شاعر کا بحکم اللہ معکم کے ندا قریب ہے متاع وہ شے جس سے نفع اوٹھائین درد وہ لے در وعشق بازار جا
آب و طعام مرکب ابا اور آرا سے آبا بالفتح آش اور شوربا کنایہ اقسام طعام سے زار جاے افراط شے جیسے گلزار لالہ زار
دوسرا مصرع معطوف ہے جیسے نون بھکتا ہے ایسے ہی گوہر ہر سود ترکیب وصفی اور اضافی صفتی اے گوہر بلکہ بسراسر سود دست
اضافی گوہر بہر فائدہ کا گوہر مطلق مروارید اور جواہر ہے جیب بالفتح گریبان اور پیراہن اور سینہ مجازاً کیسہ زیر گریبان الخ
مطلقاً ہے کیسہ جامہ کا پس مجاز در مجاز ہے جیسے چربی کی بتی شمع کہلاتی ہے حالانکہ شمع بفتحتین موم کو کہتے ہین پھر بتصرف
فارسی اولین کے میم ساکن ہوکے مجازاً موم کی بتی کہلائی منبعد مجاز در مجاز چربی کی بتی حیرت تعجب ہے ایک حال پر
رہجانا شب معروف آور آگ جلانا اور بلندی ہر چیز کی یہ دونون معنی مناسب نور و آشیانہ کے ہین ہمایون مرکب
ہما اور یون کلمہ نسبت سے ہما کہ وہ ایک مرغ مبارک مشہور ہے پس معنی ہمایون کے خجستہ اور مبارک مرغ بالضم پرندہ بال
و پر منقار والا اور معنی آفتاب نیر عقل بالفتح دانش اور یہ ایک قوت ہے انسان مین کہ مدرک دقائق و غوامض اشیا
اور مانع افعال ذمیمہ کی ہے اس واسطے کہ لغت مین عقل بمعنی بند پا کے ہے اور بند پا مانع رفتار یہی مانع ذمائم سے
ہوتی ہے پس یہی وجہ تسمیہ کی ہے حکما اسی سبب سے اسکو فرشتہ کہتے ہین بنظر ہدایت افعال نیک کے آشیان اور آشیانہ
بزیادت ہا مطلق خانہ حیوانات اور سقف خانہ چنانچہ خانہ یکسقفہ کو خانہ یک آشیانہ اور دو سقفہ کو خانہ دو آشیانہ
کہتے ہین متاع درد اور بازار جان اور جیب زیان اور نور حیرت اور شب اندیشہ سب استعارات و رعایات
ہین ہاے مختفی انداختہ کے کہین مفید معنی مفعول کے ہین کہین اظہار حرکت کے المعنی دوسرا مصرعہ محتمل دو وجہ ہے
اول یہ کہ وہ متاع درد جو بازار جان مین ہے گمی ہے بذات خود ایسی شریف اور سراسر سود و بہبود ہے کہ مقابل
اوسکے جان سی چیز عزیز مثلا ایسی زیان ہے اسی واسطے مردان خدا اور اہل اللہ اس متاع کو جان و دل سے
زیادہ عزیز و مکرم جانتے ہین اور اوسے اختیار کرتے ہین جیسا کہ کہا ہے ؎ غم او را بدل ہمی خواہیم محنتش را
بجان خریداریم۔ دوسرے یہ کہ جس جان مین یہ متاع درد کی خالی ہے اول تو وہ جان ہے موجب لعنت فیہ من وحی

کے گئے عزیز او مکرم اور اسکے ساتھ سطح اس متاع شریعت کے بنا پر نور علی نور اور گوہر ہر سود ہو گئے اور ترقی اوسکو
جیب زیان کہ جسم خاکی فنا پذیر ہی اوسمین ڈالا چنانچہ نظامی رح نے فرمایا ہے مرا در غبار چنین تیرہ خاک ÷ تو دادی
دل روشن و جان پاک ÷ ان دونون معنی مین صفت استغنا کی بھی ہی تیسرے یہ کہ سود و زیان دونون کو لازم و ملزوم
کیا یعنی تا وقتیکہ زیانمندی اختیار نہین کرتا کسی سودے سے سودمند نہین ہوتا جیسا کہ سعدی رح نے فرمایا ع گنج و مار و
گل و خار و غم و شادی بہم اند ÷ چوتھے یہ کہ وہ زیان و ذلت و خواری جو عشق مین لوگونکو پڑتی ہی اوسکو گویا گوہر ہر سود ہونے
بنا رکھا ہی کہ عشاق بطوع و رغبت اختیار کرتے ہین و الا اپنی رسوائی کون گوارا کرتا ہی دیکھو حضرت حافظ شیراز رح کیا
بیتکلف فرماتے ہین ع مائیم و خواہیم ننگ و نام را ÷ الحاصل شاعر مع ان وجوہ مذکورہ کے منادی ہی کہ اے موصوف
بصفات چنان و چنین مرغ عقل نے شب اندیشہ اوصاف مین کچھ ارادہ تیری اوصاف کا کیا تھا ناگاہ ایسا نور حیرت اوسپر
طاری ہوا کہ بے اختیار آشیانہ دماغ سے گر گیا اور مبہوت و متحیر بحال خود رہ گیا قید شب کی بدین وجہ کہ شب مین مرغ آشیانہ نشین
دفعۃً روشنی ہو جانے سے آشیانے سے گر جاتے ہین پرواز نہین کر سکتے **اختلاف** اکثر حضرات نے ان دونون شعرون کے
معنی جدا جدا لکھے ہین مربوط نہین کیا غور کیجیے کہ انداختہ صیغہ غائب کے ساتھ ندا کیسی صحیح ہو گی جب تک پہلے شعر کو
بطور جملہ معترضہ صفت منادی کے نہ ٹھہرایا جائے کما لا یخفی بعض نے بجائے زیان بمعنی نقصان زبان ترجمہ لسان
اختیار کر کے یہ معنی لکھے ہین کہ متاع درد کی جسکی جان مین پیدا کی ہی گوہر ہر سود اوسکی زبان مین رکھا ہی چنانچہ اہل اللہ
مستجاب الدعوات ہوتے ہین انتہی اگرچہ یہ معنی بھی ہو سکتے ہین لیکن زبان کے مناسب صرف ایک لفظ جان کا ہی اور زیان
کے موافق متاع اور بازار اور سود یہ سب لفظ متجانس ہین اور محشی نے جان کو سرمایہ زیان لکھا ہی اور ان الانسان
لفی خسر پر استدلال کیا نہ دعوی صحیح نہ دلیل صحیح جان سرمایہ زیان کب ہو سکتی ہی کہ بمضمون و نفخت فیہ من روحی ایسے
کل کی خبر ہی اور قل الروح من امر ربی ایسے امر کے امر معتد احکما اور علما دونون فریق اسکی بقا پر متفق ظاہری فنا
جسم کو ہی نہ جان کو جسم کی فنا کو جان کی فنا کہنا خلاف عقل اور نقل کے ہی اور جب دعوی جان کے سرمایہ زیان ہونیکا
ہی اوسپر دلیل خسر انسان کی کیسی یہ اور بات ہی ایسی آیتین تو قرآن شریف مین نسبت انسان کے بہت ہین جیسی
کان الانسان عجولا اور ضعیفا اور قتورا اور کفورا اور اکثر شی جدلا اور ظلوما جہولا صرف اتنی مناسبت کہ خسر
بمعنی زیان کے ہی اور شعر مین بھی لفظ زیان کیا کار آمد اور کیا مفید نہ شاعر نے جان کو سرمایہ زیان ٹھہرایا ہی البتہ
مبالغہ تعظیم و توقیر درد عشق کا مد نظر ہی اور جان سے بڑھکے کوئی شے دنیا مین عزیز و مکرم نہین اسواسطے اوسکے
مقابلے مین اسکو گھٹا کے جیب زیان کہا ہی آئندہ اپنی اپنی سمجھ چنانچہ اول شعر کی پہلی وجہ مین مین نے یہی لکھا ہی ملاحظہ
کیا جائے **قولہ** از کمان ناجستہ الخ الاغتباہ کمان مبدل گمان بالف دونون نسبت منسوب بچشم و ابدال [illegible]
بہ نون نفی و چشم کسے جا کردن عزیز و مکرم ہونا معرفت بکسر اول پہچاننا تیر حکمی تیر بے خطا اسواسطے کہ حکم اللہ تیر اندا

کامل کو کہتے ہین تیر حکمی تا آخر یہ جملہ علیحدہ صنعت معرفت مین ہی اور معرفت سے مراد اہل معرفت موافق زید عدل کے
المعنی معمول ہی کہ ہنگام فکر و تامل ہر امر کے انواع اقسام خواطر خاطر انسان مین خطور کرتے اور گذرتے ہین اور رطب و یابس کچھ نہ کچھ
کہتا ہی لیکن عجب حال ہی تیر حکمی اہل معرفت کا تیری حمد و ثنا مین کہ بمجرد خیال تیری عظمت و جلال کے ناجستہ از کمان غریبہ
چشم حیرت ہو گیا یعنی کمان کا کمان ہی مین رہا مطلب یہ کہ کچھ بات اوسکے منھہ سے نہ نکل سکا ایسی حیرت طاری ہوئی مثال اسکی
خارج مین یون سمجھنا چاہیے کہ مثلاً کسی حکم انداز نے بقصد تیر اندازی تیر کمان مین رکھکے بشدت کمان کو کھینچا عین کشش مین نوک
تیر کی قبضہ کمان پر اٹک گئی اور تیر کمان سے نکلنے نہین پایا پس حکم انداز ہونا اور تیر کا کمان سے نہ نکلنا اور چشم تحیر مین جاگیر کرنا
کہ وہی خانہ کمان بصورت چشم و اماندہ حیران کے ہی سب باتین ظاہر حاصل یہ کہ تمامی اہل معرفت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے کوئی بڑھکے نہین تھے اس معاملے مین ایسا کوئی حکم انداز سوا آن حضرت کی یہ کیفیت کہ باصدار لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت
علی نفسک کے معترف بعجز و حیرانی ہوئے پھر دوسرے کی کیا مجال کہ کچھ قیل و قال کر سکے اور دم مارے الخلاف محشی نے
بجائے ناجستہ بنون نافیہ کے تاجستہ بتاے توقیت کو مقدم کیا ہی کہ ایک ایرانی سخندان سے مسموع ہوا فقط ایرانی و اصفہانی کو
نفس مطلب مین کچھ دخل نہین یہ اپنی اپنی فکر پر منحصر ہاں لغت یا اصطلاح یا محاورہ اور ہر گاہ کہ مبالغہ نون نفی کے ساتھ زیادہ ہی
پھر کیون تقدیم تا تسلیم کیجائے علاوہ اسکے شاعر ہندوستان مین آیا اور ہندوستان ہی مین کتاب لکھی اگر ایران مین ہوتا اور وہین
لکھی ہوتی تب بھی ایرانی واسطے صحت نسخہ ہمارے مستند ہوتا اور لیس فلیس اور کیا عجب کہ کسی ہندوستانی نے یہ نسخہ بنایا ہو
عمداً نام ایرانی کا لگا دیا ہو واسطے کہ قطب یا میزان مین کسی نے اعتراض کیا ہی کہ شعر مین اجتماع متضادین کا ہی یعنی ناجستہ و در چشم
تحیر جا کردہ و تیر حکمی انداختہ اور تا سے یہ بات رفع ہوتی ہی اور تضاد کی کیفیت معنی مذکورہ شعر سے ظاہر قولہ ای بطبع باغ کون الخ
الالف تنبیہ ندا اور منادی کا وہی حال جو اوپر مذکور ہوا طبع بالفتح سرشت سرشت بمعنی پیدا کیا جاتا ہی وضع ہو کے طبع طباع طبیعت تینون
لفظ ہین طباع کا استعمال صاحب شعور مین طبیعت کا غیر شعور طبع کا مطلقاً ہوتا ہی اور طباع بالکسر سوا ے معنی طبع کے جمع
طبیعت کی بھی ہی باغ معروف مشترک فارسی عربی اسواسطے کہ باغات اور بستان انکی جمع آتی ہی جیسے تاج اور تیجان کون بالفتح ہونا
اور دنیا اور عالم موجودات جمع اکوان بمعنی وجود ہوا اور شے نو پیدا برہان بالضم دلیل قاطع فرق برہان و دلیل مین عام و خاص کا ہی
یعنی برہان خاص ہی دلیل عام حدوث چیز نو پیدا جیسے مخلوق و نیز بمعنی مصدر ہین معنی طرح انداختن کسی چیز کی بنیاد ڈالنا کردن بمعنی
افشاندن کے ساتھ بھی مستعمل ہوتا ہی رنگ آمیزی نقاشی رنگ آمیز نقاش فصل بالفتح ایک قسم چار موسم سے کہ ربیع خریف
زمستان تابستان ہین خزان بالفتح ایام زمستان کہ آفتاب منزل میزان و عقرب و قوس مین ہوتا ہی مرکب یہ خز اور الف و نون
نسبت کے ہی وجہ تسمیہ خزیدن بمعنی … اور … جو کہ گرم مکان مین گھسے یا ایسی پوشش پہنے گئے ہین لہذا یہ نام رکھا گیا
المعنی شاعر کہتا ہی کہ ندا کرتا ہون مین … پاک معبود و واجب کو جسنے باغ عالم کو پیدا کیا اور عالم عدم سے عالم وجود
مین لایا اور بمقتضای حکمت بالغہ اپنے کے طرح رنگ آمیزی فصل خزان و بہار کی ڈالی تا اپنے اپنے وقت پر دونون

اُپنا اپنا رنگ دکھاتی رہیں اور یہی رنگ بے رنگی اسکی دلیل قاطع ہو اسکے حدوث پر ورنہ ایک رنگ پر رہنے سے قدم لازم آتا
کما قیل العالم متغیر وکل متغیر حادث پس نتیجہ اس شکل کا یہی ہوگا العالم حادث اور تغیر سے تغیر کلی مراد ہے اگرچہ شاعر نے تغیرات
باغ صرف بہار وخزان کو مذکور کیا ہے قولہ سرعت اندیشہ افگند الخ الانتباہ سرعت بالضم شتابی عجلت اور تیزی
اور عجلت میں یہ فرق بھی کیا ہے کہ سرعت تھوڑی دیر میں بہت کام کر لینا اور اول وقت کہ یہ محمود ہے عجلت بالضم شتابزدگی
در کار پیش از وقت اور تھوڑا کام بہت دیر میں تر کر پانا کہ یہ مذموم ہے تیر بالکسر معروف اور قدرت اور طاقت خمیازہ بفتح
انگڑائی اور جمہائی کہ نشاء اسکا سستی ہے مرکب لفظ خم اور یازہ سے کہ مشتق یازدن اور یازیدن سے ہے بمعنی دست درازی
اور کسی قصد سے ہاتھ بڑھانا چونکہ خمیازہ میں بھی آدمی ادھر ادھر ہاتھ بڑھا کے بدن میں خم ڈالتا ہے اسواسطے خمیازہ نام رکھا
المعنی ظاہر ہے کہ قوت وسرعت تیر کی قبضہ قدرت کمان میں ہے جیسی قوت اس سے پاتا ہے ویسی ہی سرعت وتیزی کھلاتا
ہے ورنہ قوت اسکی فعل میں نہیں آتی یہاں اندیشہ تیر ہے اور طبیعت کمان کسواسطے کہ تیر کمان سے نکلتا ہے اندیشہ طبیعت سے مگر تیر اندیشہ
کا کیا کرے جبکہ کمان طبیعت میں از روئے عادت خمیازہ کی پیدا کردی کہ اس معاملے میں ہر وقت جسم وجوارح کو انگڑائی اور سستی والوں کی
طرح پھیلائے جھکائے ہے سیدھی نہیں ہوتی جیسا کہ صورت کمان سے ظاہر ہے تیر اندیشہ کی سرعت اوسکے دامن میں کیسے بھرے اور
کیونکر قوت سے فعل میں آئے الحاصل طبیعت نے اندیشہ کو یہی مجال وقدرت ہی نہیں دی کہ اوسکی ذات وصفات میں کچھ دم
مار سکیں بس یہی فکر معاش یا معاد میں اپنی کارگزاریاں کریں اور غلطاں وپیچاں ہیں اور خدشہ قوت اندیشہ کا باعتبار اصلیت
اور فرعیت کے باقی نہیں رہتا اسواسطے کہ اندیشہ فرع طبیعت کا ہے اور جبکہ وہ حال الخلاف شارحین لکھتے ہیں یہ ہے قدرت کہ
خاصہ حیوانات کا نباتات کو لازم کیا وبس فقط دوسرے فرماتے ہیں کہ اوس کریم مطلق نے سرعت فکر کی امان تیر کو عطا کی اور
روش خمیازہ کی کمان کو اسواسطے کہ کمان وقت کشش مشابہ بخمیازہ ہے انتہی آیا بلا کشش کیا کمان سیدھی تنکا سی ہوتی ہے جو قید
کشش کی لگائی اور معانی جو دو فرض صورت پر ہیں منجملہ معانی شاعر کا شعر کیا تیر وکمان بازیچہ طفلان ہے ناظرین غور فرمائیں
کہاں عجز توحید کہاں صفت قدرت قولہ در چمنہاے محبت الخ الانتباہ چمن چبوترہ میان باغ ومقام خاص میان باغ جس کے
چار طرف اقسام گل لگاتے ہیں اور روش باغ کی مرکب بمعنی چمیدن سے نون بحذف [illegible] محبت اور مجازاً خیابان باغ
محبت بفتح میم بضم ملفظ کربلا مشہد حضرت امام حسین علیہ السلام اور اصل کرب بلا تھا جب ان دونوں کلموں کو مرکب کیا تو
حسب قاعدہ ترکیب آخر کلمہ اول سے ایک حرف متجانس کو حذف کیا معنی کرب کے اندوہ ونج بے آرامی اور بے آرام واندوہگین
ہونا پس کرب بلا بمعنی جائے کرب بلا نسیم باد نرم اور ہر چیز خوشبو عشوہ بحرکات ثلثہ مگر کسرہ افصح ناز وفریب اور حرکات معشوق
فریبندہ دل عاشق ارغوان بفتح اول وسوم نام درخت کہ بہار میں پھولوں سے بالکل سرخ ہو جاتا ہے پتی نہیں ہوتی مگر
اور موسم میں کیونکر بقول بعض گل سرخ المعنی آہ عجب شان چمن اور حسن شان وبہار حقیقی کا کہ چمنہاے محبت میں جو مقام
قتل وشہادت جانبازان حقیقی اور ان روشوں کی سیر کرنیوالوں کا ہے ایک ادنیٰ عشوہ جانستان سے شل کربلا کے

قدم قدم پر پاؤن کے خون سے فرش زعفران بچھا دیا ہی تشبیہ کربلا مین یہ اشارہ بھی ہی کہ حضرت امام حسین علیہ السلام سر دفتر عاشقان
خدا سے ہین جنھون نے راہ خدا مین اپنا خون بہایا اور جادۂ رضا و تسلیم سے قدم نہ ہٹایا قولہ مرغ طبع اند ہے الخ الانتبا
ہوا ابالقصر آرزو اور اشتیاق اور رغبت نفس امارہ جیسا کہ فرمایا حضرت صلعم نے ونہی النفس عن الہوی ہندی چیانو بال کشادن پرواز کرنا عفو
بروزن سرو معاف کرنا خطا کا باوجود قدرت عقوبت وبفتح فانیز چنانچہ سعدی رح مصرع عفو کردم از وی عملہای زشت ۔ اور یہ ایک
قسم تصرف کی ہی شاہین پرند شکاری اور ترازو کی ڈنڈی یا موٹھ بجاے ہائے کے ہمزہ بھی درست ہی المعنی شاعر کہتا ہی کہ تیری وہ شان کریمی
و رحیمی کی ہی کہ مرغ طبیعت نے ہواے معصیت مین قصد پرواز کا کیا ہنوز پرواز کرنے نہین پایا تھا جو عفو نے شاہین رحمت کو اوسپر چھوڑا
کہ اوسنے دبوچ لیا اور مرتکب معصیت کا ہونے دیا سبقت رحمتی علی غضبی اسیکو کہا ہی یعنی عفو نے جانا کہ اگر یہ معصیت کریگا تو مجکو ضرور ہی معاف
کرنا پڑیگا پھر کیا فائدہ جو نسبت معصیت کے اسکی نسبت قائم ہو قولہ سایہ پرورد غمست الخ الانتباہ غم یہ لفظ بتشدید میم عربی ہی فارسی مین
بتخفیف مستعمل کسو اسطے کہ فارسی مین کوئی لفظ مشدد اصلی نہین چنانچہ شپر اور فرخ بضرورت ادغام کہ اصل مین شب پر اور فرخ تھا اور کلاہ
اور پلہ بندرت در نظم و نثر اگر ترکیب فارسی بطور عربی ہو یعنی بلام تعریف جیسے عوام الناس و خواص الملوک اور عوام بیت اللہ تشدید ظاہر
کرنا نثر مین بھی اولی و انسب ہی اور اگر بدون لام تعریف تاہم مشدد کو مخفف پڑھنا چاہیے جیسے غم و ہم اور قد و خد اور در و حر اور سر اور اسکے
اور در صورت ضرورت نظم اور اضافت اور کسرہ صفت کے تشدید بھی جائز ہی آفتاب معروف و مجازا دھوپ اور ماہتاب قرص ماہ کے معنی مین مجازا
ہی چاندنی کے معنی مین حقیقۃ برعکس آفتاب و نیز بمعنی شراب حلقہ تار رستخیز بضم قیامت معنی ترکیبی اسکے روئیدن و رخاستن جو کہ یہ رستخیز
قیامت کے دن ہوگی لہذا اس نام سے موسوم کیا اور علی ہذا رستاخیز بزیادت الف وبیال الف یعنی واو عطف استبرق بالکسر معرب استبرہ یعنے
دیبای سفت وہ مثل اطلس المعنی اس شعر مین تین صورتین ہین ایک یہ کہ مبالغہ حرارت آتش عشق کا ہی یعنی جن لوگون نے کہ تیرے غم کے سایہ مین
پرورش پائی ہی اور اس نار سوزان کے عادی و خوگر ہوے ہین وہ بموجب ع سمندر چہ اند عذاب الحریق ۔ کے تابش و تپش آفتاب قیامت کو کہ
اظہر من الشمس ہی کیا سمجھینگے ایسا جانینگے گویا سایبان کے نیچے فرش استبرق بچھائے بیٹھے ہین کسو اسطے کہ آتش عشق کے مقابلے مین تپش
و تابش آفتاب کی کچھ خبر نہین ہی دوسرے یہ کہ صفت عیش و شان عاشقان عالی مقام کی ہی کہ روز قیامت شدت حرارت آفتاب سے تمامی
مخلوق جیسی پریشان و بے سر و سامان ہوگی معلوم مگر یہ لوگ اس رتبہ خاص سے خصائص پائینگے کہ سایبان عرش اعظم کے نیچے بہ تمکین و وقار
و [illegible] مسند پر بیٹھے ہونگے ع تنگ نی از محشر عاشقان ۔ کہ باشد ز عرش برین سایبان ۔ تیسرے یہ کہ صفت وجد و استغراق اون
لوگون کی ہی جو شوق دیدار محبوب حقیقی مین محو و مستغرق ہونگے یعنی جیسے بحالت حیات دنیا و مافیہا سے خبر نہین ہوتے تھے اوس روز آفت و
مصیبت و عذاب سے بھی اصلا واقف نہونگے کہ کیا تھی اور کیا گذری جیسے کہ فرش استبرق زیر سایبان انداختہ کو شدت و سختی دھوپ
گرمی مین پہچنے کی اون کی خبر نہین ہوتی مثل مشہور ہے بانگ دہل خواجہ بیدار گشت ۔ چہ اندیشہ پاسبان چون گذشت ۔ بالخلاف محشی نے
لکھا کہ عاشق بمشاہدہ جمال لایزال ایسے مست و بیہوش ہونگے کہ تابش خورشید قیامت کی اونکو کچھ اذیت نہ پہونچیگی اور منقول ہین کہ
کہ بعد تابش آفتاب صاحب کتاب نے [illegible] کے دیدار الہی علی قدر مراتب ہوگا عاشقان خدا کو ہر وقت اور اولیا کو وقتا فوقتا

حسب منشا اور یہ تمامی معانی آخرت سے افضل تر ہی قولہ طعمہ عشق تر از مغز جان الخ الانتباہ طعمہ بالضم خورش اور عشق ورزی عشق بالکسر افراط
محبت اور نہایت دوست رکھنا کسی چیز کا اطبا کے نزدیک قسم جنون سے ہی کہ بسبب دیکھنے صورت حسین کے پیدا ہوتا ہی ماخوذ عشقہ
سے اور وہ ایک نبات ہی کہ جس درخت پر لپٹتی ہی خشک کرتی ہی اور لبلاب بھی کہتے ہیں بس یہی حال عشق کا ہی کہ اپنے صاحب کو زرد و خشک
کرتا ہی اور بمعنی سلام وداع نیز اسواسطے کہ آزاد لوگ بجائے سلام علیک عشق اللہ کہتے ہیں وقت وداع و تلاقی دونوں وقت میں مغز جان
خلاصہ جان ہما بالضم مرغ معروف و تمام شعر یعنی کہ موافق شریعت انکی رشتی کے عقد ہمین میں تھی ہوا اب اوس سے پیدا ہوا آنجناب
عشق کا ہمارے نظر تعظیم عشق کے ہی کہ جو دولت سایہ ہما کے آدمی دولت سلطنت کو پہونچتا ہی ایسے ہی استخوان بدعایت ہما کو استخوان
کھاتا ہی اور پھر ملجا ملتجا ہی اپنی اچھی غضب ہمارے ہمایون عشق تیرے نے مجھے حقیر ناچیز مشتے استخوان پر سایہ مرغی فر خندگی
کا ڈالا ہی میں نے بجائے استخوان لفظ انتی مغز جان سے تعبیر کی ہی اور رشک جا عشق کا مغز جان کا کھاتا ہی بخلاف ہمانے جو وہ صرف اسکی
خوراک استخوان ہی اختلاف بعض نے استعارہ مغز جان پر توقف کیا ہی بعض نے استخوان مراد جان سے لی ہی دونوں
ہیں ہما بمعنی روح عجیب جان مغز جان جا گرفت قولہ نے ذلت لسوائی الخ ہر گیا تاثیر عمر الخ الانتباہ ذلت بضم اول
ونانی و تشدید لام خوار و نا روانی نفع رواج و رونق اور بر آمدن حاجت اور بمعنی بر آوردن حاجت نیز عزت ارجمندی بخلاف
ذلت اور ایسے ہی عز بکسر و تشدید زا شان درعربی شوکت عظمت اور کار و حال اور حق سی سے شان نزول مستعمل ہی
فارسی میں ٹونکا او اوج بالفتح طرف بالا ہر چیز اور بلند تر درجہ کوکب از کواکب سبعہ در افلاک سبعہ اور معرب اوج بمعنی زوال
اور رواو معد ولا دستگوں جیم فارسی کا ہی کہ لفظ ہندی ہی اذن بالکسر امر و فرمان عمو بمعنی بس کو گھیر لیا یہاں یعنی حکم
حکم عام سے ہی فشان فشاندن بکسر سے توان بالضم اول و فتح خطا نور و قوت المعنی پہلے شعر کا یہی حال ہی اوپر لکھا گیا معنے
دونوں مصرعہ صنعت تنافی ہی محذوف کے بطور جملہ معترضہ دوسرا شعر جواب اسی ندا کرتا ہوں میں آدمی کو میسر نہ
عشق میں ذلت وخواری کو مرتبہ اور رواج اور عزت و شان دنیا کو جہان تک کہ ہی کی بلندی تھی وہاں سے گرا کر
ذلیل و خوار کر رکھا ہی جہان کہیں کہ تاثیر عمر کو حکم عام اپنی تاثیر کا دیا ہی کہ جیسا چاہیے ویسا عمل کرے اور ایسا ہی زیادہ
شادی ہر چند راحت فشان ہی مگر اوسکے سامنے محض ضعیف و ناتوان یعنی شادی کو کوئی اختیار نہیں کرتا ہی اور غم کو اختیار
کرتے ہیں ایسی لذت و کیفیت اوسکی تاثیر میں ہی چنانچہ دوسری جگہ خود شاعر نے لکھا ہی لذت تلخی درد تو اگر شیریں دہم
نوشدار و بفرستم بسلامت خطل قولہ زمین خجالت چون برون الخ الانتباہ خجالت بالفتح و خجلت بفتحات اول و سکون ثانی
جامے سے لکھا ہی مگر کلام اوستادوں میں شائع دوسرا بصرف فارسیان بسکون مستعمل بمعنی شرمندگی و حیا کشیدن برون دادن
رسیدن بر داشتن کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہی مخفف اسکا چون استفہامیہ بمعنی چگونہ بیرون آمدن از عہدہ بمعنی لائق
ہونا اوس سے عہدہ بفتح اول نوکدخدا خواہ زن خواہ مرد لیکن زیادہ اطلاق زن پر کرتے ہیں بعضوں نے خطا موکنا لین
ادیبہ رسوائی و بیعزتی تمام مسلکی ہندی ہی جھوٹے پکڑنے کے غیر یا المعنی اس شعر میں شاعر اپنی کم ظرفی و کم حوصلگی کا اظہار

کرتا ہو کہ خوبی قسمت سے تیرے غم کی نوعروسین میرے پردۂ دل مین نزول فرما ہوئی تھین اس دل ناصبور و مضطر نے قدر اونکی نجانی اور رسوائی
ماملان تمام راہ دیدہ بکو کشان میچ خون مین ڈال دیا ایسی بیعزتی کی اس خجالت سے مین کیسے بری ہوونگا ظاہر ہو کہ جب غم
دل مین پیدا ہوتا ہی تو آدمی گریہ و زاری کرتا ہی بتار اشک علی الاتصال کا یہی صورت موکشانی اون نوعروسون غم
کی ہی موج خون سے اشک خونی مراد ہین کہ غایت الغایت رونے کی ہو قولہ فیض بہ آنا زم کز الخ الانتباہ فیض بالفتح
طغیانی آب رود کہ اوسکے کنارون سے اطراف مین پھیلجاے اور خیر بسیار اور فاش ہونا خیر کا را اقائم مقام اضافہ
تازم صیغہ امر غائب سے بایدکہ نازم فیض کنم کاف علت یا براہ ماندن کسی راہ مین چلنا دل سے مقصود یہی مضغہ گوشت
نہین بلکہ وہ دل جسکی تعریف خلاق المعانی حکیم خاقانی نے کی ہی قطعہ دل برصنگاہ در ہیش بہا گوہر ہست + فرحل ابد
عشق آن فیض ازل کان او + شمۂ از سر دل حاصل خاقانیست + کز سر آن شمہ خاست جنبش ایمان او + یعنی شاعر کہتا
ہی مجکو چاہیے کہ تیرے فیض بے پایان پر نازان اور متکی ہوون اسواسطے کہ جسنے تیری راہ مین قدم رکھا اوس فیض نے
اوسکے ساتھ یہ معاملہ کیا کہ دل اوسکو حاصل ہوا اور وہ دل جسکے سامنے اپنی جان کو تصدق کرکے پھینکدے بلکہ حقیقت
اوسکی دیکھی ورنہ دل خادم جان کا ہی قولہ صید دل را ابر الخ الانتباہ صید وہ جانور جسکو شکار کرین اور شکار کرنا
آگاہی معروف آمدن آوردن و شتن و دادن یا فتن بودن کے ساتھ مستعمل ہوتا ہی ازل جسکی تعریف ہی لا ابتداء لہ
اوسکی صیاد ازل معشوق حقیقی کمند مبدل غند بجاے نسبت وجہ تسمیہ کی اسکی پیچ و خم سے ظاہر طرہ بالضم و تشدید را
زلف اور موی پیشانی اور کنارہ ہر چیز اور علاقہ مقیش در مکان کا چھوٹا عنبر خوشبوی معروف بعض کہتے ہین کہ سرگین گاو
بحری کا ہی بعض کے نزدیک منبع اوسکا ایک چشمہ ہی دریا مین لیکن صحیح یہ ہی کہ موم ہی آگ سے پگھلتا ہی اور مگس شہد بھی اوسمین
پائی گئی سرگین کہنے کی یہ وجہ معلوم ہوتی ہی کہ کوہستان نہر چین سے سیلاب مین بہکے دریا مین آتا ہی اور شستہ ہوتا ہی
گاے دریائی اوسکو کھاتی ہی اور بسبب نہ ہضم ہونے کے ویسے ہی بطور فضلہ کے گرا دیتی ہی خوشبو دار بسبب اثر انواع گل دریا
خوشبو کے جسکو مگس شہد کھاتی ہی ہوتا ہی المعنی شاعر کہتا ہی کہ اس عالم مجاز مین جو اوس محبوب حقیقی ازلی نے سلسلہ عشق مجازی کا
جاری کیا ہی اور صید دل عاشقون کو کمند زلف معشوقون مین پہانستا ہی غرض اس سے ہدایت و ارشاد خاص واسطے شناخت
اپنی ذات کی ہی کہ مجھسے واقف ہون در اصل صیاد مین ہون تو وہ معشوق مجازی جیسا کہ مرزا صائب نے کہا ہے دلبرے
نیست باہر وے کج و قامت راست + یکی از ہر چہ از تیر و کمان بر خیزد + بس عجب خامی دیے تیزی کہ باوجود اس عنایت
و ہدایت کے اوسکا طالب نہو اور مصداق ع ما بہ تو مشغول تو با عمرو زید + سکا بنکر طلب غیر مین پھنسا ہی اور المجاز قنطرۃ
الحقیقہ پر عمل کرے قولہ کز رو از عرفان الخ الانتباہ عرفان بکسر شناختن لیکن استعمال شناخت الٰہی مین ہی و نیز شرم و حیا
عجز بالفتح و بالکسر عاجز ہونا المعنی پاکیزہ مرتبہ کہ ہر کوئی نہ جان سکے او نہ تیز سمجھے نقطہ دوسرے مصرعہ مین تقدیر مکرری ہی
المعنی اپنی معرفت و شناخت سے تو دامن عجز کا از راہ دراز کیا ہی کہ جسقدر عرفان حاصل ہوتا جاتا ہی اوسیقدر عارف کا عجز

بڑھتا جاتا ہی کچھ نہین جانا جیسے حکیم فارابی نے باوجود پایہ علم کے کہ معلم ثانی کہلاتا ہی کہا کہ مجکو اپنے جہل کا زیادہ علم ہوا
اور علی ہذا قول اکابر ما عرفناک حق معرفتک مگر عقل کو رسائی اپنے دریافت کی نہین دی اور سکی جیب مین اس امر سے
کوتاہی رکھی ہی بقول حافظ شیراز رح ع در میکدہ زین بیش صلا خبری نیست * بس اسکے واسطے اسی پر بس کیا کہ اپنی
نکتہ رانی معاملات دنیا مین کیا کرے قولہ طعمہ کز خوان عشق الخ الانتباہ خوان معروف خواہ خالی ہو خواہ پر طعام اور مائدہ
خاص ہی لے پر طعام و نعمت جحیم نام ایک طبقہ کا ہفت طبقات دوزخ سے کہ باقی چھ یہ ہین سقر سعیر لظی حطمہ جہنم ہاویہ کہ یہ
سب نیچے ہی اور آتش بسیار و قوی و بلند یعنی اس شعر مین بیان شدت حرارت عشق کا ہی یعنی مشہور ہی عشق نار نار کیا سب
بڑی نار کہ جسکا جحیم نام ہی وہ اس نار کا ایک ریزہ جو خوان سے جھاڑ دیتے ہین منھہ مین ڈال کے سخت ترین طبقات دوزخ سے
ہے اور آتش قوی و بلند کہلائی آفرین میرے دل کو کہ پوری خوراک کی خوراک اسی نار کے خوان سے کھائے بیٹھا ہی اور خبر
نہین مصرع بل بے سمائی تیری اف رے سمندرکے جگر انتہی الخلاف بعض نسخ مین بجائے افگندہ کے افکندہ ام مگر یہ صحیح نہین
اسواسطے کہ عشق الہی ایک نعمت اوسی کی عطیات سے ہی نہ خود اختیاری قولہ شرع گوید منع الخ الانتباہ شرع راہ پیدا
کی ہوئی خدائے تعالی کی دین محمدی مین واسطے معاملات اور عبادات مخلوق کے منع لب کن اور نعرہ زن مین یا دونون صیغہ امر
کے ہین بمعنی خود یا دونون مجموع حال شرع اور عشق سے عنان در راہ انداختن چلنا انتہی یہ شعر متضمن توجیہ ہی محتمل بدو معنی ایک یہ کہ
شرع اور عشق دونون مین ہمیشہ سے معارضہ ہی شرع کی حد ہمہ از وست عشق کا مقام ہمہ اوست پس دونون اپنی اپنی حد
مقام کے موافق نسبت عاشقی و معشوقی کی اوسکی طرف کرتے ہین عشوقی مین دونون متفق اسواسطے کہ ذوالجلال والجمال
کے ساتھہ شرع بھی ناطق ہی مگر عاشقی مین مختلف شرع بپاس ادب اس نسبت سے لب کو روکے ہوئے ہی اور عشق بتقضائے
جوش اور ولولے کے نعرہ زن کہ وہ خود اپنے راہ عشق مین عنان انداختہ ہی یعنی عاشقی و معشوقی دونون اوسی سے ہین خود عاشق
ہی خود معشوق غیر کو یہان کچھ دخل نہین جیسا کہ مولانا جامی رح نے فرمایا ؎ کی بجز نیکوئی عشق ستودہ * از دو سر پردہ در تو
نمودہ * دوسرے یہ کہ شرع اور عشق دونون نسبت عاشقی و معشوقی کی اوسکی طرف کرتے ہین مگر اتنا فرق ہی کہ شرع خفیہ عشق برملا
جیسے کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق مین لفظ احبببت کا کہ آخر حب و عشق ایک ہی تو ہین اور علی ہذا
ان اللہ جمیل یحب الجمال کہ دونون حدیث قدسی ہین اور شرع انکے ساتھہ ناطق ہی بقول جامی رح ؎ من و تو درمیان کار
نداریم * بجز بیہودہ پندارے نداریم * الخلاف محشی نے لکھا کہ کاف واحد بیان و مقدموں مستفاد کا نہین سکتا
یہ نقص ہی انتہی معلوم نہین ہوتا کہ نقص کیا ہی کاف تو بیان ایک مرواحد کا ہی یعنی در راہ عشق عنان انداختہ کہ مقولہ شرع
اور عشق کا ہی جو بتقدیر عطف معطوف و معطوف علیہ تابع متبوع کا مرواحد ہین اور مقولہ دونون کے قول پر صحیح و صادق
پھر نقص کیا ہی اگر لکھنا تھا تو مصحح اور شرح لکھا ہوتا یعنی فی بطن قائل قولہ دولت وصلت کہ دریا الخ الانتباہ
دولت ظفر اور اقبال و مال اور یہ پنپا مال جو دولت کا کیمیا اور گردش زمانہ بہ نیکی اور وہ چیز کہ ہاتھون ہاتھہ پھیرے

ہی سبب ہے اسکو دولت کہتے ہین کہ نوبت بنوبت پہنچتی ہے وصل پیوند و خوشی اور وابستگی تا آنمین خطاب کی ہے کاف کدا آئے
محرم مجی یار او دزر آ در وار ا ور واقف کار یا اسمین مصدری جوہر اول باعتبار اولیت خلقت کے کئی شخصون سے مراد ہوتی
ہے اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنظر اول ما خلق اللہ نوری کے دوسرے حضرت جبرئیل کہ ملائکہ مین سابق الخلقت ہین تیسرے
حضرت آدم کہ ابو البشر ہین چوتھے قلم بموجب اول ما خلق اللہ القلم کے پانچوین عرش عظیم کہ خلقت افلاک مین اول ہے اور قول
حکما کا یہ ہے کہ پہلے حق تعالی نے ایک فرشتہ پیدا کیا کہ وہ جوہر اول اور عقل اول ہے اوسنے ایک فرشتہ اور پیدا کیا کہ وہ عقل
ثانی ہے اور عقل ثانی نے عقل ثالث اور ایک آسمان ایسے ہی عقل عاشر تک کہ یہی عقول عشرہ ہین ہر ایک نے ایک ایک
فرشتہ ایک ایک آسمان پیدا کیا پس نو آسمان اور دس فرشتے ہوئے سوائے انکے حکما کے نزدیک اور کوئی فرشتہ نہین ہے حاصل
جوہر اول حضرت جبرئیل ہین اور اس شعر مین یہی مقصود علم انداختن عاجز ہو کر بیٹھ جانا جیسے علم برداشتن مستعد ہونا ہے معنی شاعر کہتا ہے کہ
کہ دولت تیرے وصل کی کون پا سکتا ہے اور کسکو میسر ہو ہرگاہ جوہر اول جیسے شخص بے علم آستانہ پر ڈال دیا کہ امین اسرار
او محرم راز ہین اور ملائکہ مقربین مین سرفراز و ممتاز آستانہ مراد سدرہ ہے کہ جسکی حد سے تجاوز نہین کر سکتے جیسا کہ شب
معراج آنحضرت کے حضور مین عرض کیا ؎ اگر یک سر موی برتر پرم ÷ فروغ تجلی بسوزد پرم ÷ ایراد لفظ آستانہ
سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت آدم علیہ السلام دونون مستثنی ہوگئے اسواسطے کہ نہ اونکے لیے کوئی آستانہ
مقرر ہے نہ انکی بجز حضرت جبرئیل بلا خلاف محشی لکھتے ہین کہ ہرگاہ سید عالم شب معراج حجاب کبریا تک پہونچے اور سراپردہ
جلال کا درمیان حائل رہا پھر آدم و جبرئیل کا کیا رتبہ اور یہی مفہوم محمد شفیع کے معنی کا ہے انتہی اس شعر مین تو نہ کچھ شب
معراج سے غرض ہے نہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مطلب شاعر کا تو حضرت جبرئیل سے ہے اور اسکا جواب جو حضرت
نظامی شب معراج کی کیفیت مین لکھتے ہین ؎ حجاب بسا بیست بر انداختند ÷ ز بیگانگان حجرہ پرداختند ÷ او بہ علی ہذا
حضرت جامی ؎ کیے ماند آنہم ز نعت تکیے یاک ÷ ز بسیاری قرب حرف ز انزد کہ باک ÷ انکے سوا اور بہت نظیرین شعرا
کے کلام مین و نیز قرآن شریف مین ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی یہی دین جنھون نے اپنے معنی کرم
کرنے کو حجاب جلال حائل کردیا ہے شاعر کا یہ مقصود ہی نہین ؎ جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ÷ چون ندیدند
حقیقت رہ افسانہ زدند قولہ حیرت حسن الخ الانتباہ حیرت بکسر کے معنی اور برگذرے اور یہ محمودہ ہے اور مذمومہ
کی نسبت فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہم زدنی حیرۃ فیک اسواسطے کہ یہی فرقت ہے ظاہر ہے کہ ذات پاک حضرت
کبریائے الہی جل جلالہ کے بیحد و بے پایان ہے عارف کو جسقدر عرفان حاصل ہوتا جاتا ہے اوسی قدر اوسکی حیرت بڑھتی جاتی ہے
پس حیرت ہی معرفت ہے تحفہ موافق نسخ مطبوعہ کے ہے مین نے بجائے حیرت کے غیرت بھی دیکھا بلکہ یہی پڑھا ہے معنی معروف
اور رشک بر بندہ میری دانست مین غیرت الفاظ مصرع ثانی سے مطابق تر ہے نسبت حیرت کے وصال بالکسر معنی وصل آنا
اس سے قرب المعنی یعنی تیرا حسن غیور ایسا نہین کہ جس کسیکو اوس سے قرب نصیب ہو لی اسنے چھوٹے دوسرے کی عزت

عزیزی کو پسند کرے لہذا جان جسکے برابر کوئی عزیز نہین اوسکے ہاتھ سے جام آب زندگی کا پھینکدیا کہ میسر ہوتے اسکا
کیا کام ہے جیسا کہ جامی نے فرمایا ہے ؎ بلے سلطان معشوقان غیورست ✤ ز شرکت ملک معشوقیش دورست ✤ الخلاف
غیرت کے ساتھ بھی معنی ظاہر ہین لیکن جیسے کہ لفظ نازم اور انداختہ غیرت کے ساتھ چسپان ہوتی ہین ایسی حیرت کے
ساتھ چسپان ہوتے ہین ایسی حیرت کے ساتھ نہین ہوتے فافہم قولہ وصف صنعت الخ الانتباہ صنعت بالضم و بحرف
تای خطاب کام کرنا اور پیدا کرنا ہنر کیا کرنا ارلب ریختن بسبب کثرت کے منھ سے نکلنا اور ٹپنا کسی چیز کا نطق بضم نون بات کرنا
معرض بفتح اول و فتح و کسر رائے مہملہ جگہ ظاہر کرنے کسی چیز کی ذرہ بفتح و تشدید را معروف کہ نور آفتاب سے بار
باریک روزن وغیرہ مین چمکتا ہے اور سوان حصہ ایک جو کا اور غلہ ارزن و جوار خرد و عقد اللسان بفتح عین و قاف گرہ گی
زبان ہندی ہکلانا یہان سکون قاف کا حسب تصرف فارسیون کے ہے جیسے برکت بفتحتین کو بالفتح بھی جا ترکیا ہے
المعنی شاعر کہتا ہے کہ غور کرتا ہون تو وصف تیری صنعت کا ہر ذرہ کے لب کھٹ رہا ہے اور ہر ذرہ حال بنگیا ہے
بس اسکو دیکھ دیکھکے میری نطق و گویائی معرض عقد اللسان مین پڑ گئی کہ کوئی بات باآب وتاب اسکے منھ سے نہین نکلتی
جو ہنر اوار و شایستہ تیری وصف کے ہو حیران ہون کیا اور اگر سکون مطابق اسکے قول حضرت سعدی رح کا ہے شعر
نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانیست ✤ کہ ہر خارے بتسبیحش زبانیست ✤ یہ شعر مع دو اشعار لاحقہ کے مشتمل عجز ہے قولہ دشنا یت
چون کشایم لب الخ الانتباہ شنا بالفتح ستایش چون بمعنی چگونہ برائے استفہام ناکسی بفتح کاف فرومایگی اور نااہلی اور ناداہی
و بکسر کاف نگونساری منطق بفتح میم و کسر طائے مطبقہ بات کرنا اور بات اور نام علم معروف جسکی تعریف ہے تعصم مراعاتہا
الذہن عن الخطاء فی الفکر را قائم مقام اضافت آتش بفتح تائے فوقانی بدلیل قافیہ سرکش چنانچہ جامی رح کا شعر
چہ باشد کزنے آیم بر آتش ✤ بنالش ہمچو آتش گرم و سرکش ✤ و بکسر تا بنظر اشباع کہ آتیش آتا ہے خان و مان
خان مخفف خانہ مان اسباب خانہ المعنی یعنی تیرے وصف مین کیسے لب کھول سکون اور کوئی بات منھ سے نکالون سو اسطے
کہ جسوقت قصد تیری وصف کا کیا اوسکے ساتھ ہی یہ خیال بھی گذرا کہ پہلے اپنی کسی و ناکسی کو بھی سمجھ لے آیا اس قابل ہوا یا
نہین بالآخر کسی کیلی ناکسی کی برق ایسے خان و مان نطق و منطق پر سے گری کہ سارے مواد و اسباب کو اوسکے جلاکے
خاک سیاہ کردیا الحاصل باینہمہ پایہ نطق و منطق کے کسی طرح آپ کو تیری وصف عظیم کے نہین جانتا جیسا کہ سعدی رح نے کہا
ہے ؎ کہ خاصان درین رہ فرس راندہ اند ✤ بلا احصی از تگ فرو ماندہ اند ✤ قولہ منکہ باشم عقل کل الخ الانتباہ
عقل کل آنحضرت اور حضرت جبرئیل اور عرش عظیم را قائم مقام اضافت یا بمعنی بجائے ملائے بجائے عقل کل یا ادا
ادب عقل کل کا ناوک انداز ادب ہے استاد اور ادب آموز ناوک بفتح واو ایک قسم تیر سے ہے جو چھوٹا ہوتا ہے معرب ناوہ یا
ناوی کا کہ وہ ایک لکڑی مجوف ہوتی ہے ہندی پر نالہ خواہ چوبی خواہ سفالی خواہ آہنی ہو پس ناوک ایک لکڑی مجوف
ہے کہ اوسمین تیر کو بوضع خاص رکھکے لگاتے ہین اور اسکی کمان کو کمان گروہہ کہتے ہین مجازاً تیر کا نام ہو گیا اسوا فق الالحاق

اوسکے حصول سے الم آشوب یعنی مجموعۂ آلام کاٹ ہوکے زلف الم کو پریشان کیون کرون اور اس پریشانی مین پڑکے شیرازہ جمعیت کو
کیون بگاڑون لان من اتبالی بلیتین تھیا اونہا انخلاف ملا عبد الرحیم نے لکھا آن عالی ہمتم کہ بطمع دنیا زلف درد و
شوق راکہ دارم پریشان نکنم وازہوائے آن غمگین نیز باشم وفیہ ما فیہ قولہ فقرم کہ سیاست کش الخ الانتباہ فقر بالفتح درویشی
سیاست بہت جتانا قابو مین لانا بدکار لوگون کا ڈرانے اور حد مارنے اور حکم چلانا رعایا پر بقہر وغلبہ اور نگہبانی ملک
کی سند بالفتح تکیہ گاہ اور تکیہ برام وجود بمعنی ہستی اور یہان مقصود او سے جسم بدن کے معنی مین عرفاً مستعمل اور زبان زد
ثقات ہی مجاز ہی عدم بفتحتین نیستی فاعل کشد کا فقر مفعول میم متکلم ملصق بفقر المعنی یعنی اگر رغبت دنیا کی کرون اور اس مع عبدا
کو کہ بحقیقت معدومات ہین چشم وجود سے دیکھون عدم سمجھون کہ نتیجہ اسکا طلب و تلاش ہی تو یہ فقر جسکے نسبت آنحضرت نے
فرمایا ہی الفقر فخری اور مین اسکی مسند پر بیٹھا ہون مجکو سیاست کری اور مسند سے کھینچ کے نیچے ڈالدے قولہ بے برگی
مین الخ الانتباہ برگ بفتح وکاف فارسی ساز ونوا اور سامان سرانجام اور التفات وپروا سامان منسوب بسام و
سام بمعنی زر بسبب آنکہ سامان کو زر ضرور ہی اسواسطے یہ نام رکھا گیا مہر بالکسر محبت اور آفتاب اور ماہ کاتک اور سولھوین تاریخ
ہر ماہ شمسی کی درم معرب اسکا درہم بعض کے نزدیک مخفف درہم کا بسبب و نون عربی مین اور یہ ازروے وزن کے
ساڑھے تین ماشے ہوتا ہی عار و ننگ المعنی یعنی مین جو مسند فقر پر بادشاہ بنا بیٹھا ہون اور ہون محض بے سامان
تو کیا غم ہی میری بے سامانی ایسی باسامان ہی کہ خود سامان کے دل پر داغ رشک کا لگاتی ہی پھر سامان والے کیا چیز ہین
کہ سامان دنیا کے ساتھ اندیشہ سود وزیان کا بھی لگا ہوتا ہی اور بیسامان فارغ از سود وزیان بس جمعیت خاطر بیسامانی
مین زیادہ ہی سامان سے گو سامان واسطے حصول جمعیت کے کرتے ہین جیسا کہ کہا ہی مصرع گدا بادشاہست نامش
گداست ۱۲ اور مین جو دینار و درم سے محبت نہین کرتا اس ندامت سے منہ اونکا زرد ہوا جاتا ہی کہ اگر
ناقصان دنیا نے ہمسے محبت کی تو کیا عرفی جیسا کامل تو نہین کرتا وہ محبت کرے تو ہم آپ کو کچھ جانین اور دینار زرد
بھی ہوتا ہی جو اصلی قسم نقد کی ہی قولہ این جوہر فاسد الخ الانتباہ این کا بیان کبھی ماقبل ہوتا ہی کبھی مابعد جوہر معرب
گوہر بمعنی سنگ قیمتی اور اصل شے اور قائم بالذات عرض ضد اسکی ہے قائم بالغیر جیسے کپڑا اور رنگ کپڑا جوہر عرض
رنگ و بمعنی آہن اور موج اور چوب اور استخوان حسب اطلاق فارسیان عربی مین ورنہ جوہر عربی مین اس معنی کے ساتھ پایا نہین
گیا یہ قول خان آرزو کا ہی واللہ اعلم ذات بمعنی ہستی اور حقیقت ہر چیز و نفس ہر شے اور مونث ذو اور صاحب و
والا اور صاحب خداوند در حقیقت یہ لفظ اسم اشارہ ہی اصل مین ذا تھا ہا سے وقف جو کہ یہ جزو کلمہ ہوگئی
تھی تا سے بدل لیکن ذات ہوا اور معنی اصلی اسکے اسکا مشار الیہ کہ وہ ہستی ہر شے کی ہی لہذا اسکے معنی صاحب
اور ہستی ہر شے کی ہوئے اور ذوات بمعنی توہم مبدل جات ہندی الاصل کا ہی خواہ بنظر فصاحت خواہ ابدال
جیم بالگاف خان آرزو کے تفردات سے کیکہ غلط ہی کہ ذوال ہندی مین نہین آتا ہی ملا غیاث الدین نے فرمایا معجمہ تجویز کی فقط

یعنی ان حضرات میں ہیں کہ ہم جھگڑوں سے حیران ہیں یہ تو صحیح ہے کہ ذال حرف ہندی کا نہیں لیکن ہندوستان میں جب شیخ سید مغل
پٹھان یہ لوگ عرب اپنے ولایت سے آئے اور ذال اور رے دونوں انکے تلفظ میں تھے اونھوں نے جات کو محض محاورہ
دہقانان جانکر ذال یا زے کے ساتھ تغیر کیا اور آئین فصاحت جانی میں بعد بعثت ثمانان فرس و عرب نے رسم خط اسکا ذال
سے مقرر کیا مناسب جو اوس معنی سے جو عربی میں رکھتے ہیں نہیں ہے حقیقت ہر چیز اس واسطے کہ توام و رعیت کے شئے دونوں
ایک ہی قبیلہ سے ہیں اور یہی شائع ہوا طغرائی لکھا جسکو حضرت آرزو نے خطا ٹھہرایا ہے مگر نہیں معلوم کہ ملا غیاث الدین
نے اسے صحیح قرار دیکر کہاں ٹھکانا لگائینگے اب بھی ہندو لوگ جات پر جاتے ہیں اور اونکا محاورہ ہے کہ جات کو جاتی ہیں اکثر
مسلمان تلفظ جیم کو مکروہ جانکر چاہے ذال سمجھو چاہے زے انکے ساتھ تلفظ کرتے ہیں فقط شرف بفتحتین بزرگی آبا بالمد جمع اب
بمعنی پدران اور اب اصل میں ابو تھا اور جمع میں ہمزہ ہوگئی فارسی والے بالقصر استعمال کرتے ہیں ابر ترجمہ سحاب مرکب
اب بالقصر سے کہ یہ بھی ایک لغت ہے آب بالمد میں اور را بجائے نسبت جیسے انگشتر میں یم بفتح و تشدید میم دریا مگر فارسی میں
بتخفیف میم سر بیم سودن ایسا ہی جیسے سر بفلک سودن اے تفاخر کردن واضح ہو کہ ابر بخارات دریا سے متکون ہوتا ہے
اور وہی بخارات باران ہو کے برستے ہیں شاعر نے در سے اپنے ذات سے مراد رکھی ہے اور یم سے اپنے آبا و اجداد سے المعنی اس شعر میں
جزا مقدم اور شرط موخر ہے یعنی اگرچہ اپنے دریائے خاندان کا میں بھی ایک ایسا گوہر ہوں کہ سر دریا کا ابر تک پہنچایا ہے
اور مایہ الفخر اپنے آبا و اجداد کا ہوں تاہم یہ جوہر ہمت و فقر کا مجھ میں انھیں کے شرف نسبت سے ہے کہ وہ سب ارباب
ہمم اور اصحاب کرم تھے پھر میں کیسے نہ ہوں مطابق قول عرب کے شنشنۃ اعرف من اخزم قولہ ہر چند کہ در کشمکش الخ الانجبا
مناصب جمع منصب مجازاً بمعنی عہدہ اور رتبہ جلیل القدر مخصوص بجائے امرا حضور بادشاہ ہندوستان سے دودمان بدال مجہول
و فتح دال فارسی میں بمعنی خاندان و خویش و تبار اور دود بمعنی چراغ ہندی کاجل نقش معروف و بمعنی لیاقت و سزاواری
و بمعنی انداختن اسا نیان اور دعا و بازی کا بر حرف [illegible] نقش و بت و محبوب نقش حنا و نقش در و دیوار سکتہ ہم او
اپنی ذات سے آثار بالمد جمع اثر نشانہا اس لفظ میں ایہام ہے کہ بنا دیوار کو بھی کہتے ہیں بد بد بفتح ظاہر غیاث میں یہ
لغت بائے موحدہ کے باب میں لکھا ہے اور بپیدا ربائے فارسی کے باب میں صنادید بفتح جمع صندید بر وزن
صدیق مہتر اور بزرگ عجم بفتحتین ملک غیر عرب خصوصاً ایران و توران اور مردم غیر عرب اور بالضم گنگ زبان چونکہ اکثر
ملکوں کے لوگ عرب میں آ جاتے میں جاتے تھے اور زبان عرب نہ سمجھنے سے عند المکالمت خاموش رہتے تھے لہذا عرب
اونکو عجم کہتے تھے یعنی گنگ و کند زبان المعنی یہ دونوں شعر قطعہ بند ہیں شاعر تائید قول صدر کے کہتا ہے کہ ہر چند
میرے خویش و تبار بھی بدامن ہمت و استغنا کو چھوڑ کے کشمکش جاہ و مناصب میں جو خلاف ہمت و استغنا کے ہے ہوکے
مشغول و از خود رفتہ ہوگئے کہ ساری عزت و حرمت خاندان کی کھو دی اور گمنام کر دی لیکن میں ایک خستہ شکستہ
مثل نشان در و دیوار افتادہ کے ابھی باقی ہوں مجھ سے میرے خاندان کا حال ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عالی تبار اور عمدہ

خاندان سے ہے اسواسطے کہ ان کے لئے سرمایہ ہے قولہ تا گوہر آدم نسبم الخ الانتباہ تا انتہا یہ ہے کہ گوہر ذات شریف اور اصل بہتر اور نژاد
نژاد آدم ابو البشر ماخوذ ادیم الارض یعنی روے زمین یا ادمت بالضم سے بمعنی گندم گون چونکہ آدم علیہ السلام خاک سے
پیدا ہوے یا گندم گون تھے لہذا یہ نام رکھا بعض کہتے ہیں کہ آدم عجمی ادیم و ادمت عربی لفظ عجمی عربی سے کیسے ماخوذ
ہوا اور نیز بمعنے شتر سفید اور آہوے سفید جسکے پشت پر سیاہ نقطے ہوں نسب بالفتحتین نسل و نژاد بازا ایستادن رک جانا اور
پھر کر ٹھیرنا ہونا از مخفف اگر المعنی شاعر اس شعر میں فخر کیا جاتا ہے کہ میں وہ شخص ہوں اگر اپنے آبا و اجداد سے اصحاب کرم
شمار کروں تو دو چار نہیں بلکہ حضرت آدم تک جو ابو البشر ہیں یہ سلسلہ چلا جائیگا اور سب اصحاب کرم ہی نکلینگے فائدہ
ایک شارح نے لکھا کہ آدم پر منحصر نہیں آدم سے بھی یہ سلسلہ آگے بڑھجائیگا اسواسطے کہ آدم سے قبل بھی آدم تھے اور یہ
اس روایت کی حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے دی ہے مگر محققین کے نزدیک باطل ہے آدم سے قبل جو مخلوق
تھے اونکو بعض کلم کرکے لکھا ہے خواہ جن ہوں خواہ دیگر مخلوق مگر بشر نہیں قولہ ما بیہ وصف اضافی الخ الانتباہ و صفت
اضافی وہ وصف جو نسبت آبا و اجداد سے ہو قنوعی بالفتح آخر الف بصورت یا حکم شرع فارسی ڈالنے اس الف کو
پڑھتے ہیں اور یعنی اسمے اسوسی اور عیسی کو جیسے طوطی المعنی شاعر کہتا ہے کہ یہ تو ہمنے مانا کہ آدم تک جملہ آبا و اجداد اصحاب کرم
ہی نکلیں لیکن اپنے ہمت تو اسپر راضی نہیں ہے کہ وصف اضافی کو اپنا شرف سمجھوں چنانچہ اسی پر تمامی ارباب ہمت کا فخر
ہے کہ جسکا شرف ہو اوسی کے واسطے ہے دوسرے کو کیا جب اومین کوئی شرف نہو مطابق اسکے ایک قطعہ کسی شاعر کا
مجھکو یاد آیا قطعہ وہی شنیدم کہ المی بگفت * پدر من وزیر و خان بودست * گرچہ بابونیکم اور ا * فرض کردیم
آن چنان بودست * ہیچکس دیدہ کہ گہ خوردہ * کہ زمان قدیم نان بودست قولہ اینہاست نجابت الخ الانتباہ
نجابت بالفتح اصالت اور بزرگواری اور گرامی ہونا حمید بمعنی درخشندگی ہے مدح اور مدح ستایش حمد میں اور مدح میں بعضے
یہ فرق کیا ہے حمد وہ ستایش ہے جو خوبی اختیاری کی ہو جیسے زید خوش نویس ہے اور مدح وہ جو غیر اختیاری ہو جیسے زید حسین ہے
بعض کے نزدیک دونوں مرادف ہیں کرم بالفتح و تشدید میم ہے اور یہ پر فارسی میں بتخفیف المعنی شاعر کہتا ہے کہ میں جو اپنی اصالت
و نجابت جتا رہا ہوں کہ میں اون لوگون کی اصل و نسل سے ہوں جو آدم تک اصحاب کرم ہی سے گذرے ہیں گو اس سے
اصالت و نجابت میری ظاہر ہوتی ہے اور مدح ہے لیکن عبث بحقیقت غور کرتا ہوں تو یہ مدح میری نہیں ہے بلکہ اب عمر
کی ہے آخر یہی تو کہا جائیگا کہ فلان فلان لوگون کی نسل و نژاد سے ہے جو اصیل و نجیب تھے اسمیں کیسے خوش ہوون کہ
کہ خود مجھے شرف و ہنر نہیں کہتا جیسا کہ کہا ہے مصرع بندگی باید پیرزادگی منظور نیست قولہ وصف گل و ریحان الخ
الانتباہ گل یہ لفظ عام ہے لیکن اگر تنہا بلا اضافت واقع ہے تو گل سرخ یعنی گلاب مقصود ہوگا اور ریحان اضافت
وہی مضاف الیہ جیسے گل نرگس اور گل بادام اور معنی اخگر مجازا اتیجہ اور بہتر خوب ریحان نازبو اور ہر گیاہ خوشبو
اور ہر گل سواے گل سرخ اور نام خط اور مجازا شراب عطر بالکسر خوشبو اور بوے خوش احد بالفتح مقصد نہیں معنی

شمّ بالفتح و تشدید میم بوئیدن یہان قوت شم مراد قوت شامہ سے ہے جس سے تمیز خوشبو و بدبو کی ہوتی ہے المعنی یہ شعر تعلی پر مشتمل
کی شاعر کہتا ہے میں نے جو کہا کہ نجابت اور اصالت بحقیقت میری مدح نہیں بلکہ اب یہ تم کی ہے فی الواقع ایسی ہی ہے
دیکھو ہوا جو مجھے خوش قوت شامہ کو پہونچاتی ہے وہ اوسکی نہیں ہوتی گل اور ریحان کی ہوتی ہے سب جانتے ہیں کہ ہوا
بذات خود خوشبو نہیں پس وصف خوشبو کا گل اور ریحان کے واسطے ہے نہ ہوا کے ایسے ہی یہ شرافت اور اصالت میری
وصف اجداد و آبا کا ہے نہ میرا گو مجھ سے ظہور بھی کرے۔ انحراف ملا عبد الرحیم نے کہ محشی بھی انہیں کے ناقل ہیں عجب معنی
لکھے ہیں حیران ہوں کہ آیا یہ سمجھ کر موافق معانی کی نہیں یا انکی سمجھ کو سوا اسکے نہیں لگی **قولہ** المنتہ قدرہ نازم الخ
الانتباہ کلمہ شکر ہے نازم و نسب بہ نون بیانی اوپر لکھے گئے اشکال مصنف ہیں اور تقیید نیز واسطے تقلیل مفہوم ہیں کہ ہے جو بڑی
اشارہ قریب ہے شہادت گواہی دینا اور خبر درست اور گاہی مثل طلیع و نالہ تیشہ تکلم طلبیدن مصدر جعلی ہے جو طلب لفظ
عربی سے بنا لیا گیا ہے جیسے فہمیدن فہم اور رقصیدن رقص اور بلعیدن بلع بمعنی نرز دن اور غارتیدن
غارت اور شرم الفاظ فارسی و عربی سے بنائے گئے ہیں لوح بالفتح ہر چیز پہن کی خواہ چوب خواہ سنگ سے
اور درخشندگی برق اور طلوع ستارہ اور ہر چیز منقطع بالفتح
سے کہ بمعنی بریدن اور تراشیدن اور ناخن گرفتن کے ہے اہل تصوف کی اصطلاح میں عقل اول لوح و قلم ان دونوں
لفظوں میں ایہام ہے ایک لوح و قلم وہ ہیں جنسے تقدیر ایزدی مراد ہوتی ہے ایک لوح و قلم یہ جو روزمرہ کا تحریر میں مستعمل
ہیں یہاں یہی مراد ہیں بلکہ اس سے بھی تحریر یعنی نظم و شعر المعنی شاعر بطور متقولات قصیدہ کے کہتا ہے کہ یہ جو کہتا ہوں
کہ نسب قابل ناز کے نہیں ہوتا اور نکا احسان کرنا بلکہ نسب پہ نازاں نہیں ہوں جو ہر ذاتی رکھتا ہوں کہ مراد نظم
و کلام سے ہے اور یہی اس دعوی کے دو گواہ عادل یعنی لوح و قلم جو میرے خوبی سخن سے خوب واقف ہیں اگر یقین
کسی کو شبہ ہو تو ابھی اونکو بلاؤں تاکہ تحقیق حال کرے حاصل یہ کہ کلام میرا جو ہر ذاتی دریافت کرے اور جانے
صحیح بدین دعوی کہ کرم شاہ سے ہے **انحراف** یا شرح متن میں نے دیکھا کہ شارح نے لوح و قلم تقدیر
ایزدی سے مراد لی ہے اور بہ سند طال المومنین ضرار کے لکھا عجب کیا مصنف ایسا کر سکے انتہی یہ تو بموجب ظن السوء کے
گمان باطل ہے شاعر تو خود اسبات کو نہیں کہتا بلکہ وہی جو اوپر لکھا گیا یعنی مراد لوح و قلم سے شعر و سخن ہے چنانچہ اسی کی تفسیر
میں شعر مابعد ہے اور جو نسخہ مطبوعہ میں بجاے نازم بنازم لکھا اگرچہ یہ معنی وہ لیکن اوپر سے وہ باتیں مذکور کی
ہیں جن پر عوام ناز و فخر کرتے ہیں اور شاعر اونپر نازاں نہیں پس نازم ہی مرجح ہے **قولہ** اقبال سکندر بجہانگیری الخ
الانتباہ نظم بالفتح اکٹھا ہونا اور سلک مروارید اور جواہر یعنی کلام موزون بمقابلہ نثر کے ہے بمعنی یکسان
یکدست ہونا شناختن پہچان جاننا علم نشان لشکر و گروہ مجازاً بمعنی مشہور اسواسطے کہ لشکر اور گروہ دونون واضح ہوں
المعنی شاعر بہ تفسیر شعر صدر کہتا ہے کہ میں جو لوح و قلم کو بلاتا یعنی چاہتا ہوں کہ لوگ میری نظم و سخن کو معاینہ کریں غرض

یہ ہی کہ دیکھیں میری نظم نے بزور قلم کیسی جہانگیری کی ہی جسکی جہانگیری دیکھ کے سکندر سے بادشاہ صاحب اقبال نے علم و قلم دونوں کو
برابر اختیار کیا اور یکسان رکھا ہی اور بیشک بادشاہ لوگ صاحب علم اور صاحب قلم ہوتے ہین اور دونون آلات جہانگیری
الخلاف محشی نے ملا قطب کی طرف سے لکھا کہ علم و قلم بیک دست گرفتن کنایہ از اضطراب ہے معنی یہ کہ سکندر بادشاہ بھی تھا
اور حکیم بھی لاجرم صاحب علم و قلم تھا جو جانا کہ نظم عرفی کی جہان کو سے لے گی اسواسطے مضطربانہ بھاگا انتہی ملا عبد الرحیم
یعنی اقبال سکندر نے نظر جہانگیری میری نظم کے قلم اور علم آلات جہانگیری کو کیا مگر اوٹھا لیا اور جہانگیری میری نظم کو
چھوڑ دی تھی مین نے معنی ان دونون شارحون کے بھی لکھدیے الخ بقول حضرت سعدی رح ع صفا ہست در آب آئینہ
نیز ٭ و لیکن صفا را بباید تمیز ٭ قولہ نوبت من افتاد الخ نے غلط این نغمہ الخ دوران کہ بود الخ الانتباہ اب
شاعر اگلے مقولات سے اعراض کر کے متوجہ تمہید گریز اور گریز کا ہوا چنانچہ یہ تینون شعر مربوط مشتمل ہین مدعا مین مین بھی تینون
کے لغات و معنی الگ الگ لکھون تا بدستور مربوط رہین نوبت بالفتح کرت اور مرتبہ اور وقت ہیں اور خیلہ و رپاس اور نقارہ
و دوران بفتحات گردش فلک اور سر فارسی والے ایسے اوزان کو بھی سکون استعمال کرتے ہین جیسے جریان و طیران اور
امثال انکا بھی بفتحات آرائش حاصل مصدر آراستن سے جسکے معنی عام و خاص ہین عام آرائش بلا قید خاص وہ آرائش جو کسی
شے کے بڑھانے سے ہو جیسے زیور اور حنا وغیرہ جم اور جمشید جیسے معروف و مجہول نام بادشاہ لیکن ان دونون لفظون
کے ساتھ کسی کلام مین اگر ذکر خاتم یا نگین یا تخت یا مسند یا ماہی اور طیور اور آصف وغیرہ کا ہوگا تو حضرت سلیمان ع
مقصود ہونگے اور اگر سد و آئینہ یا خضر یا آب حیات او رمثل انکے تو سکندر اور اگر جام و شراب اور جشن و بزم اور نوروز
تو جمشید اور سر یہ تو ایک حکیم اور جام جہان نما تو کیخسرو جہان اول الخ ہی اور ثانی بھی حسن نے بکسر و یائے مجہول کلمہ نفی
تکرار مفید تاکید غلط بفتحتین خطا در حساب و کتابت حاصل و مفعول دونون معنی مین آتا ہی لئے غلط کنندہ یا غلط کردہ شدہ
یا بڑھا کے غلطی کرنا غلط ہی اور یہ دو قسم ہی غلط عام کہ اگرچہ بحقیقت غلط ہو لیکن فصحا استعمال کرتے ہون جیسے لفظ منصب مشہور
بفتح صاد کہ بکسر صاد صحیح ہی اور لب و تعب اور طلب کے قافیہ مین لاتے ہین دوسرا غلط عوام جسکو فصحا استعمال مین نہین لاتے
جیسے لفظ تعینات بمعنی تعین کے سرود و سرود ان بفتحتین سے بمعنی سرائیدن اور علی ہذا سرود بضمتین ہی تشدید بکسر و یائے
مجہول اگ اور آلاب اور بفتح اول و یائے معروف شعر پڑھنا اور آواز بلند کرنا نغم بفتحتین جمع نغمہ کہ بود یہ کاف کدیہ
ہی شہنشاہ بادشاہ عظیم الشان مخفف شاہان شاہ بحذف دو الف مقلوب شاہ و شاہان عرب ملک معروف و مردم شہری
انکو عربی بھی کہتے ہین اور دیہاتیون کو اعراب عجم بفتحتین ملک معروف خلاف عرب الممعنی ان تینون شعرون مین
شاعر نے کس خوبی کے ساتھ تشبیب یعنی تمہید سے طرف حسن تحصیل کے جسکو گریز کہتے ہین گریز کیا ہی یعنی زمانہ نے اپنے
اپنے وقت پر بہت مسند آرائیان لوگون کی کی ہین کبھی سکندر کبھی جمشید کبھی حضرت سلیمان ع وغیرہم اب اوس سے
بعد و کہ میرا وقت آیا اور میری باری ہی مسند جمشید کو از سر نو آراستہ کرے پھر اوس سے بھی اعراض کر کے تا تاکید

کہتا ہی کہ استغفر اللہ کیسی بموقع غلط بات میرے منھ سے نکلی یہ نشید تو انکی نغمہ و راگ کی ہی جو مداح دیگر ملوک و سلاطین کے
ہین ایسے تو وہ بھی کہہ لیا کرتے ہین نہ میرے نغمہ کی کہ مداح شہنشاہ عرب و عجم کا ہون پس زمانہ کیا چیز ہی جو میرا سند آرا
بنے اور پھر سے یہ تو ایک سند آرا عام ہی اور مین مداح اونکا جو اخص الخواص ہین لا بد میرا مسند آرا بھی کوئی خاص ہوے
آیندہ ہی **قولہ** آرایش ایوان نبوت الخ **الانتباہ** ایوان بالفتح نشستگاہ بلند سقف در دالان بزرگ بیاے
معروف معرب نوبت نبوت بفتحتین وتشدید واو خبر دنیا اور پیغمبری یعنی شاعر کہتا ہی کہ اے مخاطب تونے کچھ جانا جنکو مین کہتا
ہون وہ شہنشاہ عرب اور عجم کون ہین وہ ہین کہ ہزارون نبی گذرے سبکی افضلیت و آرایش نبوت انسے ہوئی یہ ایسے
نبی ہوئے کہ جسوقت ایوان نبوت مین جلوس فرمایا نبوت کی آرائش و زیبائش انسے ہوگئی ظاہر ہی کہ آرائش
ہر شی کی اوسکی پوری تکمیل سے ہوتی ہی پس الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا شاہد صادق
اوسکے تکمیل و آرائش پر ہی اور معہذا ایسے اکرام و توقیر والے ہین کہ جنکی خاک آستانہ کا ادنی شرف یہ ہی کہ اگر کوئی اوسکی قسم
کھائے تو قسم کو عزت و حرمت ہو جاے اور وہ خاک اوسکی سر کی تاج سے بنے مثلاً اگر کوئی کسی سگ کے خاک در کی قسم
کھاے کون مانیگا مگر خاک آستانہ پاک کی ہر کوئی مان لیگا اور طفیل اس خاک کے قسم معزز و قابل تسلیم ہو جائیگی
یہ صورت شرف قسم کی خاک سے ہی اور برخلاف محشی لکھتے ہین کہ جناب باری نے شہر مدینہ کی قسم کھائی ہی
لا اقسم بہذا البلد وانت حل بہذا البلد پس مدینہ کی قسم گویا خاک دروازہ آنحضرت کی قسم ہی کہ تعظیم مدینہ کی آپ
کے سبب سے ہی اسوجہ سے قسم کو شرف حاصل ہوا انتہی مین اس استدلال و معانی غیر الفاظ کو کیون کہون کہ پر تکلف
اور خلاف ہین جو ہین وہ ہین مگر محشی کو یہ ضرور چاہیے تھا کہ بجاے مدینہ منورہ کے مکہ معظمہ کو آستانہ آنحضرت کا ٹھہراتے
تا مطابقت آیت کی بخوبی ہوتی اسواسطے کہ یہ سورہ مکی ہی نہ مدنی جب قبل نزول مدینہ سے نازل ہو چکے تو پھر مدینہ
کے ساتھ اسکا استدلال کیا اور آخر مکہ بھی مولد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی اور غور تو کیجیے کہ قسم سے تعظیم
مقسم بہ کی ثابت ہوتی ہی نہ قسم کی اور شاعر کا مقصود قسم **قولہ** سوزیکہ شمر دید الخ **الانتباہ** محالات بالضم جمع محال امور
نابودنی جنکا ہونا ممکن نہین عدیل ہم قدر و ہم مرتبہ و ہم سنگ اور وہ دو آدمی جو ایک کجاوہ مین دونون طرف
بیٹھین کہ ایک دوسرے کا عدیل کہلاتا ہی تاریخ اسکے لغوی معنی کسی چیز کا وقت ظاہر کرنا اصطلاحی تعین کرنا مدت کا
ابتدا کسی امر عظیم قدیم مشہور سے ظہور امر ثانی تک کہ بعد اوسکے ظاہر ہوتا زمانہ آیندہ مین معلوم کیجائے مدت
ظہور اس امر ثانی کی بلحاظ مدت امر قدیم مشہور اول کے تولد زائیدہ شدن کردن کے ساتھ مستعمل ہوتا ہی
تمر وند اور نوشتند کے فاعل کارگزاران قضا و قدر یعنی جسدن کہ کارگزاران قضا و قدر نے جو واقعات ہر
کلی و جزئی عالم وجود کے ہین بلکہ بقول حکما خالق تمامی اشیا کے کہ باستثناے عقل اول عقول تسعہ کو خالق ایک دوسرے
اور ملک اور فلک اور تمامی موجودات کا بتاتے ہین عدیل آپکا تلاش کیا تو منجملہ دیگر محالات یعنی امورات نابودنی

وغیر شدنی سکے اوسکو بھی ٹھہرایا اور انھین مین داخل کیا مثلاً جیسے شریک خدا کا کہ ہر زمانہ مین ممتنع الوجود ہی اور ممنوع و
محال اور تاریخ لت سکے تولد کی عدم کو مقرر کیا تا ثابت ہو کہ اوس عدم سے جو سوا ے ذات پر صفات حضرت خالق کا ئینات
کے کچھ نہ تھا اوس عدم تک کہ جب کچھ نہو گا وجود اوسکا ممکن نہین اوسکے واسطے عدم ہی عدم ہی الحاصل قضا و قدر نے
سب کچھ پیدا کیا مگر آپ کا عدیل نہین پیدا کیا معنے التساوی اعداد عدیل و عدم کی بھی ایک دلیل صریح ہی اس مقصود
پر کہ جو عدیل ہی وہ عدم ہی الخلاف محشی و ملا عبد الرحیم نے بھی اس شعر کے معنی لکھے ہین جنکو شوق ہو اونکی شرح
اور نسخہ مطبوعہ مین دیکھین شاید سمجھ لین اگر کچھ سمجھتا تو مین بھی لکھ دیتا قولہ آنجا کہ سکر وشش الخ الانتباہ سکر وحی
خوش کلامی وحی سے تعلق تکلم باتین کرنا تجز وخریدن سے بمعنی رہانیدن گرانی گوش کری وناشنوائی اصم کر وناشنوا
اور شہر رجب جسمین جدال وقتال ممنوع ہی اور آواز زدو ضرب سے اصم ہی المعنی اس شعر مین تلمیح ہی معجزۂ قوت ناطقہ
آن سرور صلی اللہ علیہ وسلم یعنی جسوقت کہ آپ کلام معجز نظام تکلم فرماتے تھے سوا ے فصیح زبانی اور شیوا بیانی کے کہ خود
انا افصح العرب والعجم فرمایا ہی قوت ناطقہ کا یہ معجزہ بھی تھا کہ کلام آپ کا شنوا اور ناشنوا سب سنتے تھے اور گوش اصم سے
گرانی جاتی رہتی تھی جیسے خرید لینے سے بائع کی شے مشتری کے قبضے مین آجاتی ہی بس اصم کی گرانی آپ کی سکر وحی
کے قبضے مین تھی جب وہ ناطق ہوتی تھے یہ سامع بنتے تھے اور علی ہذا تمام جسم شریف معجزہ تھا سامعہ وہ کہ دور و نزدیک
اور خفیہ و علانیہ بات سب سنتے تھے باصرہ ایسا کہ قریب و بعید اور آگے اور پیچھے سب یکساں تھا اور علاوہ اسکے
الغرض سے فزون بینم اوصاف شاہ از حساب ؛ نہ گنجد درین تنگ میدان کتاب الخلاف محشی نے اپنی
راے لکھی تخز دبون نفی نہین معلوم ہین کیا صفت ہی اور ایسے والد ماجد کی طرف سے تخز رد جانے اسکے کیا
معنی قولہ تا رایت عفو و غضبش الخ الانتباہ تا توقیت کا ہی رایت نشان لشکر ہیئت بر وزن غیرت صورت و
شکل و ہیئۃ و نام علم جس سے اشکال افلاک و مساحت کرہ زمین کیجاتی ہی متصور ماخوذ از تصور کسی چیز کی صورت اپنے
دل مین باندھنا آرام فارسی مین بمعنی قرار و سکون رم بالفتح رمیدگی مراد خرابی و پریشانی سے را علامت مفعول
یا قائم مقام اضافت المعنی اس شعر مین لف و نشر مرتب ہی در صورت را مفعول کے متصور نشد کے اسم آرام و رم
ہونگے یعنی جب تک کہ عفو و غضب آپکا عالم امکان مین سایہ افگن نہوا آرام و رم دونون حیران تھے اور کوئی صورت و
ہیئت اپنی اونکے خیال مین نگذرتی تھی جب عفو و غضب آپکا عالم ظاہر مین ظاہر ہوا تو آرام نے جانا کہ میری صورت
آپکا عفو ہی اور رم نے سمجھا کہ میری ہیئت آپکا غضب ہی الحاصل عالم کا آرام و رم آپ کے عفو و غضب سے مصور و مجسم ہے
بر تقدیر قائم مقام اضافت کے بھی یہی معنی البتہ متصور نشد کے اسم اسوقت مین اہل عالم ہونگے قولہ تا شاہد علم
عملش الخ الانتباہ شاہد فارسی والے صاحب حسن کے معنی مین استعمال کرتے ہین اور بمعنی خوب و خوشنما مگر در اصل
گواہ اور حاضر کے معنی مین ہی علم بالکسر آگاہ ہونا اور جاننا اور دانش اور علم کے انواع اقسام ہین صرف نحو لغت

معانی بیان عروض قافیہ انشا رسم الخط معما مناظرہ قرأت تفسیر حدیث فقہ فرائض اصول کلام منطق حکمت اور حکمت
کے بھی انواع ہین ہیئت ہندسہ عدد طب فلاحت کیمیا نجوم موسیقی مناظرہ مرایا جبر و مقابلہ جر اثقال رمل جفر طلسم
قیافہ مساحت اصطرلاب محاضرات لطیفہ گوئی و حاضر جوابی تعبیر تعویذات تصوف اخلاق و تواریخ وغیرہ
کیف و کم چگونہ و چند مخفی نہ رہے کہ موجود کو دو قسم کیا ہے واجب الوجود و ممکن الوجود واجب الوجود ذات خدا تعالی کہ
صفات ممکن سے پاک و منزہ ہے ممکن مخلوقات جسکا وجود اپنی ذات سے نہ عدم اور نہ وجود اوسکا ضروری پھر ممکن دو
قسم ہے جوہر کہ قائم بالذات یعنی محتاج محل کا نہو عرض بالعکس اسکے پس جوہر پانچ قسم ہے جسم جو قابل ابعاد ثلثہ ہے اے طول
عرض عمق اور ہیولی اور صورت اور نفس ناطقہ اور عقول یعنی عقول عشرہ جو ثابت ہین حکما کے نزدیک صرف دس فرشتے
ہین اور اشراقین اور متکلمین کے نزدیک غیر محصور دوسری قسم ممکن کے عرض اور وہ نو ہین منجملہ نو کے ایک کیف اور
کہ بالذات تقسیم نہین ہو سکتا مگر باتباع محل اور یہ دو قسم ہے جسمانی جیسے گرمی سردی یا سیاہی سفیدی اگر کسی جسم کو لاحق
ہوگی قابل قسمت ہوگی دوسری قسم نفسانی اگر نفس ناطقہ کو عارض ہو جیسے علم و جہل اور وجود و بخل دوسری
قسم عرض سے کم ہے کہ بالذات تقسیم ہوتا ہے اور اسکی مقدار کو وزن یا عدد یا پیمائش سے دریافت کر سکتے ہین چنانچہ
تمامی اشیا جسدار تیسری اور چوتھی قسم عرض سے این اور متی ہین اور وہ ہیئت ہے جو کسی جسم کو کسی مکان یا
زمان مین ہونے سے حاصل ہو پانچوین نسبت ایک کی دوسری طرف جیسے پدر پسر چھٹے وضع مثلاً بیٹھنا اوٹھنا اگر
یہ ہیئت کسی جسم کو حاصل ہو تو اوسکو ہیئت خارجی کہتے ہین یا زمین پر پشت لگا کے لیٹنا اسکو ہیئت داخلی سے
نامزد کرتے ہین ساتوین آٹھوین فعل و انفعال فعل وہ ہیئت جو بار بار کسی فاعل سے ظاہر ہو اور دوسری چیز مین
تاثیر کرے اور انفعال وہ جو کسی فاعل سے اثر پذیر ہو جیسے ملامت لائم کی نادم کے حق مین پس ملامت فعل ہے اور
ندامت انفعال نوین ملک بکسر میم اور وہ ایک ہیئت جسم کی ہے کہ بسبب احاطہ کسی شے کے جسم کو کلی یا جزئی
حاصل ہوتی ہے جیسے برقعہ پہننا یا جبہ یا ٹوپی اوڑھنا یا عمامہ باندھنا الحاصل ایک جسم اور نو عرض مل کے سب دس
ہوگئے انھین کو مقولات عشر کہتے ہین چنانچہ کسی شاعر نے سبکو اس ایک بیت مین جمع کیا ہے ع مردے دراز نیکو
در شہر خویش مروزہ باخواستہ نشستہ از کرد خویش فیروزہ اگرچہ یہ سب بحث مانحن فیہ مین چندان دخل نہین
رکھتی صرف کیف و کم سے مطلب تھا لیکن مین نے خالی از فائدہ نہ سمجھ کے لکھدی کہ جہل شے سے علم شے کا اچھا
ہے دوسرے مصرع مین را واسطے مفعول کے ہے المعنی یعنی زمان آدم علیہ السلام سے تا زمان آن حضرت صلعم
ہزارون انبیا و رسل علیہم السلام مبعوث ہوئے اور سب کے واسطے علم و عمل اور ہدایت و ارشاد تھا کبھی کوئی
ناسخ ہوا کبھی کوئی منسوخ کسی کا ایک حال اور ایک قرار نہ تھا اس سبب سے کیف و کم کو کچھ اپنے وجود سے فائدہ نہ
معلوم ہوتا تھا کہ ہماری کیفیت و کمیت کیسی اور کتنی ہے اب جو شاہد آپ کے علم و عمل کا حلیہ الکمالات الکم و کیف

سے آراستہ ہو کے عالم ظہور میں جلوہ فرما ہوا تب کیف و کم کو اپنی کیفیت و کمیت معلوم ہوئی کہ ہم ایسے اور ایسے ہین یعنی سارا علم و عمل آپ پر ختم ہوا اور پوری پوری کیفیت و کمیت علم و عمل کو اپنے معلوم و حاصل ہوئے چنانچہ دوسری جگہ فرمایا ہو الذی

ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ الخلاف محشی نے مختصر سے معنی اسکے لکھدیے اور یہ نہ جانا کہ اس سے پیاس نہین بجھتی اور علی ہذا املا عبد الرحیم سب جانتے ہین کہ قل کے ساتھ دل کی بھی قید ہے لفظ قل ہے قل قولہ تاثیر برد سہم الخ الانتباہ سہم بعربی تیر و بفارسی بیم اور خوف حکم بالضم فرمان اور رونستن کواکب جمع کوکب ستارہ رخشندہ تغییر بر وزن تشریف معروف عربی والے ایک یا ہمزہ سے بدلتے ہین جیسا کہ اس جگہ فارسی والے کبھی ایک یا کو حذف کرتے ہین اور یہ ایک قسم تفریس سے ہے بلفظ واد ن و کردن مستعمل طعم بالفتح مزہ و لذت نعم بکسر نون و فتح عین جمع نعمت المعنی اس شعر کے دونون مصرعون مین تلمیح ہے بمعجزات آن حضرت صلعم پہلے مین یہ کہ قبل تولد آن حضرت سے کاہنین اور منجمین اوس زمانہ کے روز دوشنبہ اور اسکے ستارہ کو نحس جانتے تھے اور اسی شب مین تولد آپ کا ہوا بس بعد تولد آپ کے سب مقبے اسکی سعادت کے ہوئے کہ وہ نحوست قطعاً اس ستارے سے جاتی رہی اور سعد ہوگیا اور وجہ اسکی یہ کہ حکمت الٰہی کو منظور ہوا کہ جو بڑی بڑی چیزین اسوقت مین مشہور و مکرم ہو رہی ہین آپ کی شوکت و ہیبت سب مین سرایت کرے چنانچہ نوشیروان کہ بڑا بادشاہ عظیم الشان تھا اوسکا ایوان ہل کے جا بجا شق ہوگیا اور بارہ کنگرے اوسکے گر گئے آگ فارس کی کہ سیکڑون برس سے جلتی تھی بجھ گئی لات و ہبل جو بڑے نامور بتون مین تھے اوندھے گر پڑے خانہ کعبہ سجدہ کو جھکا ایسے ہی یہ ستارہ بھی ایک اعظم شے تھا یمن تولد آن حضرت اسکی تاثیر بھی بدل گئی نحس سے سعد ہوگیا تا کاہنین و منجمین سمجھین شاعر جو بلفظ سہم کا لایا ہے اوس سے یہی مقصود ہے دوسرے مصرعے مین یہ کہ ابوجہل ایک دن ایک خربزہ ہاتھ مین لیے حضور مین آن حضرت کے حاضر ہوا اور کہا کہ جب جانون کہ یہ خربزۂ شیرین تلخ ہو جائے آپکی دعا سے وہ شیرین میوہ تلخ و حنظل ہوگیا اسواسطے حنظل کو خربزۂ ابوجہل کہتے ہین جو کہ یہ وقت بھی اظہار ہیبت و عظمت کا تھا لہذا آپ کی ہیبت نے اوسکے مزے کو بدل دیا الخلاف محشی لکھتے ہین کہ بروز ولادت آن حضرت سب سیارے سعد ہوگئے تھے نحوست زمانہ سے جاتی رہی تھی دوسرے مصرع مین یہ کہ ایک شخص کھانے مین زہر ملا کے لایا اوس کھانے کو آپکو ساتھ سب نے کھایا کسیکو کچھ اثر نہوا انتہی ظاہر ہے کہ نحوست و سعادت سیارون کی زمان آن حضرت مین بھی بدستور رہی موقوف کب ہوئی اگر کہا جاے کہ فقط اوسی ایک رات تو کیا کمال ایک ناقص بات ہے اور نہ ہم کہتے ہین کہ وہ سیارہ جسکا اوس رات مین عمل تھا اوسکی نحوست ہمیشہ ہمیشہ کو جاتی رہی نہ اور دنکا عمل تھا نہ اور دن سے کچھ غرض دوسرے مصرعے مین جو نقل زہر طعام کی لکھی ہے اوسکو الفاظ تغیر دہد اور طعم نعم سے مطابق کیا جاے اگر مطابق ہو جاے فبہا و الا فلا قولہ انعام تو برد دخت الخ الانتباہ انعام بالکسر نعمت دینا اور زیادہ ہونا آز بدال معجمہ حرص یم بفتح و تشدید میم دریا فارسی مین بتخفیف مستعمل ہے

المعنی شاعر کہتا ہی کہ آپ ایسے منعم اور محسن ہین کہ انعام نے آپ کی حرص کو سیر کرکے چشم و دہن اوسکا جو ہمیشہ
کھولے پہیلائے رہتی تھی بموجب مصرع ع حرص از دریاست سنے چیزے خورد ٭ بند کر دیا اور احسان نے
ہنگام شمار و حساب اپنے دریا کو قطرہ قطرہ کیا اور ہر قطرہ کو دوبارہ تب بھی حساب و شمار مین نہ آیا الخلاف
اس شعر کے دوسرے مصرعے مین محشی کو ملا عبد الرحیم پر ترجیح ہی قولہ ان گریہ دیدہ روشنی الخ الانتباہ
روشن بواو مجہول بالفتح معرب اسکا بقول بعض بواو معروف مرکب از رو بمعنی چہرہ و شن کلمہ نسبت جیسے گلشن
چونکہ چہرہ تمامی اعضا مین ظاہر و نمایان تر ہوتا ہی لہذا ہر شئے تابان کو روشن کہتے ہین معرب اسکا بھی وہی بالفتح
بیاموخت لازم و متعدی دونون آتا ہی روشنگری صیقلگری آئینہ مراد دل سے نم سے مراد اشک چشم المعنی
یعنی معہود تو یہ ہی کہ نم سے آئینہ پر زنگ پڑکے آئینہ سیاہ و تاریک ہوجاتا ہی مگر بخلاف اس نم اور اس آئینہ کے
یعنی نم اشک عاشقون کو آپ کے انصاف نے روشنگری سکھائی ہی جس سے آئینہ دل کا روشن اور
اور مجلا ہوجاتا ہی کما جاء فی الحدیث البکاء ینور القلوب الخلاف محشی نے اس شعر کو خالی چھوڑا مگر ملا
عبد الرحیم کچھ لکھا ہی قولہ ور کوئی تو تبدیل کند الخ الانتباہ مردمک بکاف تصغیر چھوٹی سیاہی آنکھ کی جسکو تل
کہتے ہین جسمین چھوٹی سی صورت آدمی کی نظر آتی ہی ہندی پتلی عربی انسان العین قدم بفتحتین بمعنی پای و مسافت
میان ہر دو پاے در رفتار المعنی ظاہر کہ تمامی اعضا مین آنکھ ممتاز ہی اور آنکھ مین مردمک سو وہ مردمک
ہر گاہ قدم کو آپ کے گلی مسجود ملائک مین پھرتے چلتے دیکھتی ہی حسرت کرکے کہتی ہی کاش میری اجزائے
وجود ان قدمون کے اجزا سے بدلجاتے اور مین بدین وسیلہ اس گلی مین چلتی پھرتی مگر مجبور حیثیت قدم
بننے کی نہین رکھتی یا کند بصیغہ امر غائب اے باید کہ بکند یعنی مردمک کو چاہیے کہ آپ کو قدم سے بدل لے
حاصل یہ کہ گلی آپ کی قابل ان قدمون سے چلنے کے نہین ہی بلکہ آنکھون سے الخلاف محشی نے لکھا کہ
مردمک چشم آپ کو قدم بناکے آپ کی گلی مین آتی ہی اور ایسے ہی کچھ ملا عبد الرحیم نے ادب خرچ کیا ہی لیکن
مصرع موسیا آداب دانا دیگرند ٭ قولہ از بس شرف گوہر تو الخ تا حلم نزول تو درین الخ الانتباہ از
بسبب شرف بفتحتین بزرگی گوہر کے معنی اوپر گذرے منشی آغاز کنندہ اور موجد کسی چیز کا اقلیم بالکسر ساتوان حصہ ربع
مسکون کا اور یہ سات ہین ہندوستان چین ترکستان خراسان یعنی ایران توران روم بلخ قدم بکسر اول و فتح
دال کہنہ ہونا اور کہنگی اور قدیم اور ایک صفات خدا تعالی سے آہ کرت [?] اور مرتبہ بعض نسخ مین نوشید بعض مین نوشتہ
است المعنی یعنی حسرو ذرکہ [?] آپ نے اقلیم قدیم کو چھوڑ کے ارادہ مقدم شریعت کا اس طرح انشا یا انداز مین کیا بسبب
نہایت شرافت ذات پاک کے جو جو شرف کہ اس ارکو حاصل ہوئی تھی منشی تقدیر نے زبان تحریر حکم نزول سے انکی قلمبند کرنیکا
قصد کیا اور کیے اس طور کہ قلم تراشا اور قط لگا لگا کے لکھتا رہا پھر تراشا پھر لکھا علی ہذا سیکڑون بار نوبت

قطع اور تراش قلم کی ہوئی لیکن وہ تمام ہوئے بحقیقۃ یہ قصد اوسکا بالکل عبث و بیفایدہ تھا علاوہ شرف کمیں ختم
ہونے کی تھی جو اوسکو لکھا یا اانخلاف محشی نے ایک یہ معنی لکھے کہ جب منشی کو کوئی مطلب مشکل پیش آتا ہے تو بار بار
قلم تراشتا ہے اور ظاہر ہے کہ ظہور آپ کا آسان نہ تھا اتنی نہ معلوم مشکل کیا تھا دوسرے یہ معنی کہ منشی تقدیر کو آپکی
جدائی شاق تھی اسواسطے دیر کرتا تھا تغیر کیطرف سے الکا کہ اس دار کو قابل آپکی استقامت کے نہیں جانتا تھا
اسلئے اعجلت نہیں کرتا تھا ان دونوں صورتوں میں یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ آخر جدا کیا اور بھیجا تو ہے لیکن قطع
کی طرف سے معنی لکھے وہ موافق میرے لکھے ہوئے کے ہیں میری دانست میں سوائے معنی مذکورہ کے سب نحو
ہیں لفظ عبث اور بار بار اچھی طرح غور نہ کرکے اپنی اپنی باتیں بنائی ہیں شاعر نے یہ رنگ برنگ معنی رکھے ہونگے
لیکن معنی اگر راست درست اور ٹھیک ہو جائیں وہی ٹھیک ہوتے ہیں اور جو بجاے نوشتہ است کے نویسد
بعض نسخہ ہیں شارحین کے بعض معنی میں راست آتا ہے ملا عبدالرحیم منشی تقدیر نے اس عالم کو آپکے مناسب نہ جانا
اس سبب سے بعض سوم تیسیر وہ قلم تراشا کہ شاید نزول میں اہمال ہو جائے انتہی میں نے سب کے معنی لکھدیئے
تاکہ تمیز خداداد صفائی مادہ پر تامل فرمائیں **قولہ گرچہ ہر اول بحریم الخ الانتباہ** حریم احاطہ اور گرد اگرد خانہ تن
اذن قبول کرنا اور راضی ہونا سی امر پر قامت یعنی قد اور اشارت بقد قامت الصلوٰۃ نیز ہوتا ہے المعنی
یہاں یہ کہ حضرت جبرئیل جیسے سردار ملائک اور ملک مقرب ہمیشہ آپ کے حریم مبارک میں آتے رہے اور آپ
بسبب مقتضاے بزرگی خود کبھی اونکی تعظیم کو خم نہوئے **قولہ آن روز کہ امکان الخ الانتباہ امکان** مراد اس سے
ہے ہوا ہستہ اہل حکمت کی اصطلاح میں وہ چیز کہ عدم اور وجود اوسکا دونوں ضروری نہوں جیسے کہ جزئیات
حادثہ مثل انسان اور دیگر حیوان اور شجر و حجر ایسے ہی امتناع وہ جسکا عدم ضروری ہو مثلاً شریک خدا تعالیٰ کا
اور وجوب وہ کہ وجود اوسکا ضروری ہو جیسے حضرت واجب تعالیٰ فارسی والے بمعنی طاقت و قدرت کے بھی
استعمال کرتے ہیں لیکن لغوی معنی اسکے قدرت دادن اگر مجرد اسکا لکنت ٹھہرایا جاسے جو معنی قدرت کے ہو
اور جاے دادن اگر مکانت سے اخذ کریں جسکے معنی جگہ اور جگہ پکڑنے کے ہیں حشم بفتحتین چاکر لوگ اور خدمتگار
وغیرہ حادثہ کے معنی امکان کے معنی میں موجود ہیں ماخوذ حدوث سے بمعنی نو پیدا شدن چیز سے اور یہ صفت
ممکنات کی ہے حشم حادثہ باضافت بیانی فاعل آراست و مفعول است دونوں کا امکان المعنی یعنی ہمیشہ بادشاہ
لوگ آرزومند اس بات کے تھے اور رہتے ہیں کہ امکان یعنی ملک دنیا ہمارے سایۂ انصاف میں کر مراد
اوس سے فرمانروائی ہو ئے چنانچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی درخواست تھی رب ہب لی ملکا لا ینبغی
لاحد من بعدی موافق اونکے حضرت واہب مطلق نے جیسے سلطنت اونکو دی سب کو معلوم ایسے ہی سکندر
اور بڑے بڑے بادشاہ مگر آنحضرت صلعم وہ شہنشاہ کون و مکان ہیں کہ خود امکان اور ظہور اپنے سے خود بات

۱۳۷

اور خواستگار تھا کہ یہ سارا میر الشکر آپ کی ظل حمایت میں رہے اور حضرت سلیمان نے تو سوال کر کے پایا سو بھی تو کچھ موجودات نہیں الخلاف ملا عبد الرحیم کے یہ معنی ہیں روزیکہ بود موجودات بوجود ہنوز لطف تحفا خود و زیپا یہ انصاف تو داد قولہ تا کون تر اصل الخ الانتباہ کون بالفتح ہونا اور مست ہونا اور بمعنی دنیا اور چیز حادث تو پیدا ہوا بوجود بودت ضم در ہم انداز ندہ او رہم بفتح و تشدید میم بمعنی اندوہ مجازا امر عظیم اور کار دشوار اسواسطے کہ کار دشوار آمدہ ہیچ انداہی کنایہ امر ضروری انخوانند کے فاعل قضا و قدر قضا اس لفظ سے کبھی ارادہ فلک ہو رگردش فلک سے بھی کرتے ہیں چنانچہ دوسری جگہ شاعر نے لکھا ہے مصرع دست او عنبد اگر دست قضا گردش فلک ہو ترجمہ بفتح اول و سکون ثانی و جیم مفتوح ایک زبان کے مطالب دوسری زبان میں بیان کرنا ماخوذ ترجمان معرب ترزبان سے کہ بعد تعریب افعال و اسما اس سے اشتقاق کیے گئے جیسے ترجم تترجم ترجمۃ فهو مترجم علی زنۃ دحرج یدحرج دحرجۃ اہم بفتحتین و تشدید میم سخت اندوہ میں الغیوا لااور مشکل تر اور ضرر رسان تر اس شعر میں ساندہ ہے المعنی یعنی فلک کہ بڑا چرانا اور اعظم مخلوقات ہے تمامی موجودات اسکے تحت و فوق میں مخلوق ان مہمات یعنی موجودات کو دیکھ دیکھ کے حیران و سرگردان تھا کہ آیا یہ مہمات کسکے واسطے ہیں اور انمیں اہم اور ضرورتر کون ہے جب قضا و قدر نے اسکو بتایا کہ ظہور ان سب موجودات سے اہم اور ضرورتر آپ کا ظہور ہے تب اوسکو کیفیت اہم کی معلوم ہوئی کہ مقصود اصلی ایجاد عالم سے آپ کی ذات ہے الخلاف محشی نے اس شعر کے معنی نہیں لکھے ملا عبد الرحیم نے کچھ بطور اختصار قولہ تا مجمع امکان و وجوب الخ الانتباہ امکان اور وجوب کے معنی اوپر کے شعر یعنی آن بر فرق امکان الخ میں لکھے ہیں تورد بصیغہ ظرف جاے ورود اور آب خور د اور جاے آبخور د هردوم و بہائم در صحرا متعین ماخوذ تعین سے جسکے معنی ہیں مخصوص ہونا ایک چیز کا بہت چیزون سے اور کبھی مراد ہستی و وجود سے بھی ہوتی ہے اطلاق بالکسر روان کرنا اور قید سے چھوڑ دینا اور کھول لینا اور بولنا اعم بصیغہ تفضیل حسب قاعدہ فارسی تخفیف سے گیر الغیوا الار اقائم مقام اضافت المعنی واضح ہو کہ بلا لحاظ تقدیم و تاخیر زمانہ وغیرہ کے تمثیلاً کہتا ہون کہ حکمت حکیم علی الاطلاق کی مقتضی اس امر کی ہوئی ہے کہ ہر اشیا کو مفرد اور مرکب پیدا کیا ہے مثلاً اشجار کہ بعض صرف پھول رکھتے ہیں بعض فقط پھل بعض پھول پھل دونون ایسے ہی قبل موجودات سے ذات واحد مطلق حضرت جل جلالہ کی تھی بصفات وجوب پھر موجودات موجود کی گئی کہ وہ خاص ممکن تھی بصفت امکان اب کوئی ایسا نہ تھا کہ جسمین وجوب امکان دونون جمع ہون لہذا قضا و قدر نے اس خصوصیت کے ساتھ سب میں آپکو مخصوص کر کے باعتبار اسکے کہ نور آپ کا بواسطہ نور احدیت سے ہے اور بلحاظ اسکے کہ لوازم بشریت بھی آپ کے ساتھ لگی ہیں آپکو مجمع امکان و وجوب کا لکھا اسواسطے کہ اور انبیا و رسل کوئی بیواسطہ نہیں ہیں بلکہ بواسطہ نور آن حضرت کے وہ اور تمامی مخلوق مخلوق ہوئے پھر کس میں حیثیت اس مجمع بننے کی کہاں تھی جو اور کوئی تھا بس جب آپ کی ذات مجمع امکان

وجوب کے ٹھہرے تو ایک عام بات جاری کرنیکو کہ کوئی ایسا بھی ہو جسمین امکان و وجوب دونو جمع ہون ایک ٹھکانا ملگیا اور یہ اطلاق
آپ کی ذات پر کیا گیا ورنہ وجوب وجوب ہے اور امکان امکان اور حکمت اس مجمع ٹھہرانے مین یہ ہے کہ رابطہ
اضافت و استفاضت کا بسبب عدم مناسبت میان تقدس و تدنس کے جاری نہین ہو سکتا تھا یعنی وجوب سراسر
تقدس تھا امکان سراپا تدنس پھر تدنس تقدس سے کیسے مستفیض ہوتا اب کہ ذات بابرکات دونون صفات وجوب
و امکان سے موصوف ہوگی دونون کے درمیان مین واسطہ ہوئے لاجرم اوس نسبت سے جو وجوب کو وجوب
کے ساتھ ہی وجوب سے مستفیض ہوئی اس نسبت سے جو امکان کو امکان سے کے ان کے ساتھ ہی امکان کے حق مین
مستفیض ہوئین شہیدی مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎ اودھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق کا شامل ۔ خواص
اوس برزخ کبری مین ہے حرف مشدد کا الخلاف محشی اور ملا عبدالرحیم نے بھی اس شعر کے معنی لکھے ہین جنکو شوق
ہو نسخہ مطبوعہ اور اونکی شرح مین دیکھین اور مین نے جو معنی مین قید نور بیواسطہ اور بالواسطہ کی رکھی ہے اس سے
سب اعتراض مندرجہ حاشیہ رفع ہوتے ہین اور نیز یہ بھی کہ اور انبیا بھی تو مستفیض و مفیض ہوتے تھے وہی
واسطہ بیواسطے باقی نہین رہتے قولہ تقدیر بیک ناقہ نشانید الخ الانتباہ نشانید نشانیدن سے
متعدی نشستن کا محمل بصیغۂ ظرف کجاوہ شتر مراد اس سے مظروف ہے اہل محمل سلمی بفتح نام ایک عورت معشوقہ
کا کہ عرب مین تھی مجازاً مراد معشوق اس لفظ کو بصورت الف کے بھی لکھتے ہین حدوث و قدم دونون کے
معنی تحریر ہو چکے لیلی یہ لفظ بفتح اول و بیائے معروف و مجہول دونون طرح درست ہے نام معشوقہ مجنون معلوم ہوتا ہے
لا اصل یہ لفظ لیلاء بالف ممدودہ تھا اہل فارس ہمزہ کا اعتبار نہ کرکے حذف کرتے ہین اور لیلا کو بیائے مجہول
پھر حسب لہجہ اپنے مجہول کو معروف پڑھتے ہین بعض کے نزدیک بیائے مجہول امالہ ہے اور چونکہ یہ عورت سیاہ فام تھی
اسواسطے اسکا نام لیلا رکھا ہے المعنی یعنی تقدیر الٰہی جسنے اندازہ ہر شے کا مناسب اوسکے کیا ہے وہ آپ کے
حق مین اس طرح پر مقتضی ہوئی اور آپ کو شایان اسکے جانا کہ آپ کی حدوث و قدم دونون کو ایک ناقہ پر
بٹھایا اور برابر رکھا کہ وہ قدم روح مطہر ہے اور حدوث جسم پاک جو لطافت و شرافت مین دونون یکسان ہین
اسی واسطے جسم مبارک کا سایہ نہ تھا مولانا جامی ؎ نش کرا بود از جان پاک مایہ ۔ ندید از جان کسی بر خاک
سایہ الخلاف ملا عبدالرحیم نے بجائے نشانید و محمل کے نشانیدہ و محمل بجائے محقق و واو عطف اپنی
طبیعت سے پیدا کرکے دیگر شراح کو ہدف تیر مطاعن کا کیا ہے اور کچھ محمل معنی لکھکے مطابقت شعر صدر پر ملا لاہے اور
محشی نے بھی انکی تردید کرکے یہی آش درکاسہ رکھا پھر مجکو اسکی تردید سے کیا غرض جب یہ حال ہے ؎ چو
دزدان زبہم باک ارند دیدیم ۔ رود در میان کار رو لانے سلیم ۔ قولہ تا نام تر الخ الانتباہ فہرست بکسر
اول و سوم و بعض نے بفتح اول معرب فہرس بزیادت تا تفصیل عدد الابواب و فصول وغیرہ کی جو ابتدائے

کتاب مین لگاتے ہین مع بیان ساحی الواح فصول ایسا کہ چھڑتی جسکے دوسرے مصرعے مین قائم مقام اضافت
کے شیرازہ مجموعہ کرم المعنی یعنی جو اہل کرم دنیا مین ہوئے اور ہونگے اور جو کیفیت و کمیت انکے کرم کی تھی
قضا و قدر نے سب کی ایک کتاب بنائی اور سب کے نام کی ایک فہرست جو کہ آپ سب اہل کرم مین
بادشاہ ہین اور کرم آپ کا عالم پناہ چنانچہ حضرت باری تعالیٰ نے بھی رسول کریم کے ساتھ خطاب فرمایا ہے اسواسطے
آپکے نام کو سب کریمون کے نام کا افسر کیا الغرض جب تک آپ تمام نہ کیا مجموعہ کرم کو ناقص و ناتمام جلد کے
مجلد و شیرازہ بند نہین کیا بخلاف محشی مولوی عبدالاحد دونون نے معنی اس شعر کے قلمبند نہین کیے یہانتک
اشعار مدح کے ہوچکے آیندہ عجز و عرض مطلب قولہ عرفی مشتاب این رہ الخ انتباہ نعت بالفتح وصف کرنا
کسی کا اور مطلق تعریف لیکن اکثر استعمال اسکا صفت و ثناء آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین ہے اور یہ لفظ بمعنی صیغہ
اسم فاعل و اسم مفعول اور صفت مشبہ کے بھی آتا ہے دم تیغ تلوار کی دھار رہ بر دم تیغ راہ نہایت دشوار گذار
ہشدار کہ نتوان الخ آہنگ ہندی الاپ مدح اور مدیح کے ایک ہی معنی ہین سکے بروزن مے شہنشاہ بلند
قدر اور اس لفظ کو کیوان سے اخذ کیا ہے باعتبار قدر و بلندی کے یعنی عادل و لطیف و اصیل اور وہ چار
بادشاہ جو زمان قدیم مین سے کہلاتے تھے یہ ہین کیکاؤس کیخسرو کیقباد کیلہراسپ جم کے تحقیق اوپر
گذری یہان کے و جم عموماً بادشاہان جلیل القدر سے مراد ہے یعنی تیری عادت کے و جم کے مدح کی بکر
بس ہوش کھو ایسا نہو نعت اور مدح ہم آہنگ ہو جائین اسواسطے کہ نعت اور ہے مدح اور ہے شائستہ بدست الخ
الخ انتباہ شائستہ لائق و بہتر درین شہر اے در شہر نعت چہ دوسرے مصرعے مین مفید معنی مساوات قولہ گیرم کہ
خود حصر الخ انتباہ گیرم گرفتن بکسرتین سے یہ لفظ سوائے معنی معروف کے اور کئی معنی مین مستعمل ہوتا ہے بمعنی بریدن
جیسے شاخ و ناخن گرفتن اور بند کردن جیسے در و رخنہ گرفتن کندق جیسے دندان گرفتن شروع کردن و فرض
کردن جیسا کہ اس شعر مین ہے حصر بالفتح گھیر لینا کسی چیز کا حصار بفتح اول حصار ہندی پوٹہ مرغ کا اور بکسر و سکون جا خطا
المعنی معنی اس شعر کے یہ کہ اول تو خود آپ کی نعت گو حصر نہین کر سکتی اور بفرض محال مانا کہ حصر بھی کر سکے تو نطق
در قم کو اد سکے بیان و تحریر کا حوصلہ کہان قولہ شاہا بعطایت تو الخ انتباہ شاہا مین الف ندا کا یا حرف ندا
محذوف و الف متکلم کا عطایت کی تا بمعنی خود کہ دانی جملہ معترضہ ہل ہلیدن بکسرتین سے چھوڑنا دژم بفتحتین و
زائے فارسی افسردہ اور اندوہگین اور بکسر اول و فتح ثانی آشفتہ اور بد دماغ اصل مین دژن تھا قولہ از باغ
نعیمش مع الخ انتباہ نعیم بہشت اور نعمت فراخی اور دسترس اور مال و ناز اصحاب متکلم بیان مراد شیخ و
زاہد خشک سے ہے جو طالب نعیم اور غلمان کے ہین جنکی شان مین مصرع سودا کا ہے ع اسباک کھا کے
بیٹھا ہے جنت کی حور پر قولہ آسائش ہمسایگی الخ انتباہ یہ شعر اور اگلا شعر مربوط ہین ہمسایگی سے مراد قرب

ہمیمہ بیاے مجہول ہی ارم بکسر اول و فتح ثانی نام شہر عاد اور بہشت شداد اوسکو بہشت
ہشتم جاننا خطا ہی کہ یہ مابین صنعا اور حضر موت کے ہی چشم مردم سے پوشیدہ یعنی ان دونون شہرون سکے یہ کہ مین
بقید کے انعام وصلہ مین آپسے باغ نعیم نہین چاہتا یہ مطلب تو بیٹو لوگون کا ہی نہ میرا مین تو خواستگار قرب
الٰہی کا ہون باغ ارم کو اس دوزخ شکم کا ہیمہ بنانا نہین چاہتا جو بنائین وہ بنائین یا یہ کہ مین تو باغ ارم
کو اس قابل بھی نہین جانتا کہ ہیمہ دوزخ کا بناؤن جنکے نزدیک وہ بہشت ہی اونکے نزدیک ہو مین بعد از رو سے
عجز و انکسار کے کہتا ہی **قولہ** دانم نہ رسد ذرہ الخ **الاشتباہ** طیران نفحات اس قسم کے الفاظ عربی مین
تحریک عین کلمہ آتے ہین فارسی والے کبھی تصرف کر کے ساکن کرتے ہین کبھی نہین یعنی یہ تو مین جانتا ہون کہ ذرہ
خورشید تک نہین پہونچ سکتا کہان مین کہان قرب الٰہی لیکن ہمت میری مجکو اوڑاتی اور اوس طرف کو کھینچتی
ہی مین نعیم کے ناز و نعم پر کیسے راضی ہو جاؤن اور قرب الٰہی جو سب سے بڑھکے ہی اوسکو چھوڑ دون اصحاب حکم کیطرح تو
دون ہمت نہین کہ نعیم پر گر رہون مخشی نے میکشد کشتن سے لیا ہی سلئے قتل میکند انتہی اور داند و کار او ع
مرا از انچہ پروانہ خویشتن بکشد ✣ **قولہ** ہر چند طبیعی بود این الخ **اشتباہ** یہ شعر بھی موید شعر صدر کا ہی
ہر چند بجہت تاکید طبیعی اور طبعی منسوب بطبیعت اور طبع سرشتی اور ذاتی جو زائل نہو قید طبیعی کے موافق تو
حکما کے ہی کہ قلب ماہیت اشیاء کے قائل نہین ہین یعنی مس زر نہین ہو سکتا مس ایک قسم ہشت اقسام جوش
سے ہی اور وہ مس ہی اور آہن ارزیز سیم زر اسرب جست سیماب روئین مین اختلاف ہی بقول بعض کانی
بقول بعض مصنوعی یعنی ترکیب جست و مس وارزیز سے ایسی ہی برنج مصنوعی ہی جلوہ بکسر ایک خاص طور پر آپ کو
کسی پر ظاہر کرنا اسواسطے کہ فعلہ کا وزن نوع کے واسطے آتا ہی اور در صورت فتح کے بلا نوعیت اور
مجازاً بمعنی خرام فیض کی تحقیق اوپر گذری اکسیر بالکسر کیمیا یعنی اگرچہ ذرہ خورشید کو نہین پہونچتا اور مس
وجود میرا کہ ذاتی ناقص ہی بقول حکما قلب نہین ہو سکتا مگر مین اس بات کو کیسے مانون آپ اپنے فیض کو حکم
تو فرمائین کہ وہ اکسیر کرم کا عمل اوسپر جاری کرے پھر مس کا مس رہے اور زر کامل عیار نہو تے تو جانون
قولہ من ہم بسوالے لب تحجلت الخ **اشتباہ** ہرگاہ کہ در مدح الخ **اشتباہ** سوال بضم و فتح ہمزہ کہ بصورت
واو کے ہی مانگنا پوچھنا بخشا بخشائیدن سے اس لفظ کو عفو و ترحم کے موقع پر استعمال کرتے ہین اور نیز
بمعنی جود و کرم ایسے ہی بخشودن رحم کرنا ذم بفتح و تشدید میم ہجو کرنا اور برا کہنا ربط اس قطعہ اور لفظ
ہم کا کہ معطوف علیہ کو چاہتا ہی یون معلوم ہوتا ہی کہ تمامی لغت و مداح معترف بعجز و قصور ہوتے چلے
آتے ہین مین بھی بخجالت تمام ایک سوال حضور مین پیش کرون چنانچہ اوسکو مصدر بندا کر کے کہتا ہی
کہ اے لب جان بخش تمھارے لذائذ نعم کے حق مین آب حیات جبکہ تمھاری مدح مین مین ڈگجاؤن اور

اور کوئی کلمہ خلاف ادب کے نکلے تو اوسکو معاف کردو اسواسطے کہ مین آپ کی مدح مین ایسا حیران و مبہوت ہو رہا ہون کہ
مجکو کچھہ شناخت مدح اور رسم کی نہین ہے قولہ تحصیل صواب و شرف نسبت الخ صواب بالفتح راست و درست اور
راستی و درستی ضد خطا نسبت بکسر سندی لگاؤ خجل بفتح اول وکسر جیم شرمندہ اور بالفتح شرم و حیا حسان بفتح
اول و تشدید ثانی لقب خاقانی اسواسطے کہ حسان عرب بن ثابت تمام عمر آپ کی مدح لکھتے رہے اور خاقانی
بھی بڑا مداح ہے اسواسطے حسان اسکا بھی لقب ہے مقرر ہوا یہ شعر بطور نظیر کے ہے اور نوع دلیل قیام قرینہ معطوف
علیہ سابق کے یعنی دیکھو حسان عجم کیسا بڑا شخص گذرا ہے اور تمام عمر مداح آپ کا رہا لیکن اسیطرح جیساکہ مین شرمندہ
ہون وہ بھی شرمندہ ہے جو انہ راستی و درستی اور شرف نسبت نعت اوسکو حاصل اور نصیب مجکو تا کہا جاے کہ فلان
نے تو شرف نعت کا کما حقہ حاصل کرلیا پھر کیسے مین سوال عفو لغزش کا نہ کرون قولہ تا مدح تو آمد مشیت الخ
انتباہ مشیت بفتح میم وکسر شین معجمہ و تشدید تحتانی خواستن مگر استعمال اسکا خواہش و مرضی حق تعالی مین ہے اور
ارادہ الٰہی اور بقول بعض مشیت خاص ہے ارادہ سے اور بقول حضرت جعفر صادق یہ کہ بعض ارادون
الٰہی سے انبیا اولیا کو خبر ہوتی ہے لیکن مشیت سے کسیکو اطلاع نہین ہوتی ہے یاد بمعنی یاد کردن اور بمعنی دل
و خاطر شد بمعنی رفت رابدل اضافت المعنی یہ شعر بھی تفریع ہے شعر سابق پر شاعر نعت نویسی کی کیفیت بیان
کرتا ہے کہ جسوقت سے مشیت الٰہی مقتضی اس بات کی ہوئی کہ مین نعت آپ کی لکھون چنانچہ لکھنا شروع کی
اور ایسا مصروف ہوا کہ قلم اوپر کو سر اوٹھانا بالکل بھول گیا تاہم نہ معلوم کہ شایان شان والا کے ہے یا نہین جیساکہ شعر
لاحقہ علت اوسکے قولہ انکش بکشاید بسر الخ انتباہ دانش ترجمہ علم سزا اسلے لائق و سزاوار با آمین زائدہ
ہے عقدہ بالضم گرہ علم نگون گردہ عاجز ہونا اور جنگ سے باز آنا یعنی نعت آپ کی ایک عقدہ لاحل ہے کہ سلف
آجتک لوگ کہتے چلے آئے اور سب معترف بعجز و تقصیر رہے دانش کیلیے ناخن تیز کہان جو اس عقدہ کو
کھول سکے یہ تو وہ جگہ ہے کہ جہان دانش نے اپنے اندیشے کے جھنڈے گرادیے ہین اور قابو نہ دیکھکر علم افرازی
باز رہی ہے ہان مگر کچھہ یہ صورت ہے قولہ مدح تو ز اخلاص کنم الخ انتباہ گدیہ بالکسر گدائی کرنا بت کدہ
مراد علم سے اسواسطے کہ بتکدہ مین اشکال اور صورتین ہوتی ہین اور بعض علوم مین بھی اشکال اور صورتین ہین
جیسے ریاضی کے بعض علوم ہیئت وغیرہ آہوے حرم وہ آہو کہ گرد و نواح مکہ معظمہ کے جنگل مین ہین جنکا مارنا
حرام ہے اور حدود حرم کہتے ہین شرق کعبہ چھہ کوس جنوب کو بارہ کوس غرب اٹھارہ کوس شمال چوبیس کوس
المعنی یعنی بہتر یہ ہے کہ علم و دانش سے اعراض کرکے دروازہ اخلاص کا بجاؤن اور وہان سے گدائی مدح
کی کرون علم سے مدح کا قصد کرنا بتخانہ مین آہوے حرم کا ڈھونڈھنا ہے اسواسطے کہ علم مین مخلص اور غیر مخلص
یکسان ہے نقل ہے کہ ابوجہل نے آپ کو دیکھکے کہا کہ ہمسا قبیح کوئی نہین اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ

نے کہا کہ بتا حسین لوگ نہیں آپ نے دونوں کے جواب مین صدقت فرمایا جب اختلاف سوال و اتحاد جواب کی وجہ پوچھی گئی فرمایا مین ایک آئینہ ہون ہر کوئی اپنی صورت مجھمین دیکھتا ہی بس اخلاص و نفاق مین اتنا فرق ہی المعنی محقق نے یہ سب شعر جو واسطے شاعر نے شعر بہ تجز نعت اور عرض مطلب کے لکھے ہین تینتیس بھی بلحاظ ربط کے سب کو اکٹھا لکھا اور معانی لغت اور مطالب ضروری اشعار کے بھی لکھدیے نہ محشی نے انکے ربط پر توجہ کی نہ شارحین نے حالانکہ لحاظ ربط کا ضرور تھا کہ مشتمل صحت و صداقت معنی کے ہی ناظرین انصاف مند غور فرمائین اختلاف نسخہ مطبوعہ مین بجائے ہنر دہ اشعار کے دسوین شعر مین بجائے من ہم بسوالے کے من ہم بجالت لکھا ہی غلط ہی ایسے ہی دوسرے مصرعے مین بجائے طعم نعم کے خضر نعم مین حیران ہون کہ لفظ خضر کا سوائے رعایت آب حیات کے اور کون سے معنی پر مزہ کی طرف رہتا ہی طعم کے ساتھ لذت لب شیرین کا کس خوبی کے ساتھ مبالغہ ہی کہ لب آپکے جان بخش جمیع لذائذ کے ہین بارھوین شعر مین محشی نے ملا قطب کیطرف سے زین گو نہ بمعنی بسیار کے لکھا ہی اول تو لفظ کے خلاف معنی دوسرے مربوط و چسپان نہین ملا عبدالرحیم نے حسان عجم مراد ذات عرفی رکھی ہی نہ خاقانی اور شعر بشعر مابعد قطعہ بند بلکہ جنھون نے حسان عجم خاقانی سے مراد لی ہی اور نیز جرح اور بجائے صواب ثواب بثائے مثلثہ الحاصل عیانراچہ بیان محشی کے حاشیے موجود ہین شراح کے شرح سب شعرون کے معنی اور ربط دیکھا جائے آپ کیفیت کھل جائیگی میری تو کچھ سمجھ مین نہین آتے اپنے منھ سے کوئی بیان ٹھونہیں ہو سکتا واللہ اعلم بالصواب ط

قصیده (۳) اے بر زدہ دامن الخ چون دررہ مردمی الخ الانتباہ یہ قصیدہ بحر قریب مین ہی ارکان اسکے مفعول فعول فاعلاتن ایسے ہی مصرعہ ثانی دامن بر زدن دامن چڑھانا بلا کسیکو آزمانا خواہ بزحمت خواہ بنعمت و نیز بمعنی زحمت و سختی اور مکروہی پوہنچانا اور نعمت دینا اور فارسی مین بمعنی بسیار اور کار عجب اور عمدہ اور فوق الطاقت مردمی مروت و رعایت وفا وعدہ پورا کرنا اور پورا کرنا دوستی و عہد سخن کا طلب صیغہ امر کا ہی لے بجو المعنی اس قصیدہ کی تشبیب عشقیہ ہی اور دونون شعر مربوط مثل اول قصیدہ تحمید کے یعنے پہلا صفت منادی محذوف دوسرا جواب ندا مع ثانی بتقدیر عطف شاعر معشوق کیطرف مخاطب ہوکے کہتا ہی کہ اے ہر دم بلا اوٹھانیوالے اور اے عاشقون کے دیوانہ کرنیوالے تو معشوق ہی تیری صفت وفا نہین ہم عاشق ہین البتہ ہماری صفت ہی بس اگر آیا تا تجکو بھی شوق مروت و رعایت کا پیدا ہوتے اور کچھ عاشقون پر رحم کھاکے وفا اختیار کرے تو ہمارے کوچے مین ڈھونڈھیو ہمین او سکا مسکن اور ٹھکانا ہی اور کہین نہین ملیگی **قوله** یادم نکنی الخ الانتباہ یاد کے معنی اوپر گذرے مژدہ بالضم بشارت و خبر خوش المعنی شاعر بتائید کلام صدر کہتا ہی کہ اے بیوفا تیرا تو وہ حال کہ کبھی مجکو یاد نہین کرتا ایسا فراموش کیا ہی گویا کالعدم

اور میری یہ کیفیت کہ تیری یاد مین ایسا محو و مستغرق ہون کہ جسوقت صبا آتی ہے اور مس کرتی ہے مین یہی جانتا ہون
کہ تیری کوئی خبر خوش لائی بعینہ مصداق شعر مولانا جامی کا بن رہا ہون ؎ بسکہ در پیش نگاہم حشم بیدارم
توئی ٭ ہر چہ پیدا میشود از دور پندارم توئی ٭ بس ویدم کہ ترجمہ رایت کا ہے یعنی بصرت کے ہے الاختلاف
محشی نے ملا عبد الرحیم کی طرف سے لکھا ہر چند کہ بظاہر تو مجکو یاد نہین کرتا لیکن صبا جو تیرے سے التفات باطنی
کی مجکو پہونچاتی ہے جس سے زندہ ہون انتہی مین نے دونون معنی لکھدیے اب الخ اور غیر الخ کا تمیز حوالہ
ناظرین شاید شارح سے مژدہ اور دیدم کی لفظون نے یہ معنی لکھائے مین یہ نجانا کہ تعظیماً معشوق کی خبر کو
مژدہ ٹھہرایا ہے قولہ دیوانگی محبت الخ بیگانہ ز تاج کرد الخ الانتباہ دیوان بیاے معروف معرب
بیاے مجہول کا مجازاً بمقام کچہری و دار العدالت و دیوانخانہ ملوک و امرا اور صاحب دار العدالت اور صاحب
مسند اور داد و فریاد اور کتاب غزلیات پس دیوانگی صاحب حکومت اور عدالت ہونا دوسرا مصرعہ
جملہ معترضہ مسلم مانا ہوا اور سونپا ہوا تارک بفتح را مصغر تار یعنی فرق سر ہندی مانگ آوارہ یعنی جدا المعنی
یہ قطعہ بھی متفرع کلام سابق پر یعنی جب سے کہ تیرے عشق نے مجکو منصب اپنی دیوانگی کا بخشا ہے چنانچہ آج کل
مین اس منصب سے سرفراز ہون تب سے اس رتبے کو پہنچا ہون کہ سر کو خواہش تاج کی ہے نہ پانون کو پروا پاپوش کی
سر و پا برہنگی مین خوش ہون اصلا پروا تاج و کفش کی نہین رکھتا الاختلاف بعض نے بجاے دیوانگی سے
دیوانگی اختیار کی ہے نہین جانا دیوانگی عشق کی معمولی بات ہے اور دیوانگی منصب اعلی پھر اس مبالغہ کو کیون
چھوڑین قولہ جان و دل من الخ الانتباہ جا بر اے کسے خالی کردن کسیکو تعظیماً بجاے خود بٹھانا
المعنی شاعر کہتا ہے میرے جان و دل مین تیرا غم بھرا ہوا ہے اور سزاوار تیری نشست کے بھی جان و دل لہذا
حیران ہون کیا کرون مگر کچھ اندیشہ نہین جسوقت تو قدم رنجہ فرمائیگا خود غم جان و دل سے نکل جائیگا اور تیرے
جگہ خالی ہو جائیگی مجکو جگہ خالی کرنی کیا فکر الاختلاف محشی نے لکھا کہ تمام جان و دل میرا تیرے غم واسطے عشق مین
بھرا ہے اور چاہتا ہون کہ تیرے واسطے جگہ خالی کرون لیکن کوئی ٹھکانا نہین پایا جہان تیرا غم نہووے انتہی
یہ نہ خیال کیا کہ جب وہ آئیگا تو پھر غم کہان رہیگا اور لفظ چہ کیا کہ رہا ہے ناظرین منصف دونون معنون کو
غور فرمائین شایدکہ مین مصرع این متاع از کاروان دیگرست قولہ آمادہ صد سرود الخ صد چاک سینہ
ام الخ الانتباہ سرود بضم سین بواو معروف و مجہول ہندی راگ نوا مطلق آواز و نام مقام از
دوازدہ مقام موسیقی نیا بفتح جامہ و دتی المعنی یہ دونون شعر ایک قسم مضمون کے ہین یعنی مین نے جو
بسبب درد عشق کے نوا نالہ فریاد کے شروع کئے ہے یہ نجانا کہ جلدی ختم ہو جاے ابھی تو اس ایک
ہی مقام سے طے کرنیکو مدت چاہیے معہذا سیکڑون سرود درد کے دل مین اور بھرے ہوئے ہین پھر انکو چھیڑونگا

کیا ایسے سهل تمام ہوئے جاتے ہین اور سیکڑ ون چاک اپنے ہاتھون کے سپرد کر رکھے ہین خیر یہی ہے کہ عریان ہون ذرا قبا میرے سامنے تو لائے پھر دیکھے کیسی دھجیان اوسکی اڑتی ہین ابھی تک تو کوئی قبا دوش تک نہین پہونچی ہے **اختلاف** محشی کے معنی کا ترجمہ بجنسہ سرود باضافت بیانیہ مصرع دوسرا معطوف برآمادہ یعنی مستعد سیکڑون نغمۂ رنج والم کا ہون اور ایک بھی کمال کو نہ پہونچایا یا حال ضمیر متکلم سے یعنی مین بباعث غم دوستی اپنے کے باوصف اسکے کہ ایک صدا کو تمام نہین کیا اور سیکڑون صدائے غم واندوہ کا طلبگار ہون دوسرے شعر کے معنی عریانی کو اپنا لباس بنایا ہے مین نے اپنی معنی اور محشی کے معنی دونون لکھدیے لیکن ہے یہ بات ع بندۂ طلعت آن باش کہ آنی دارد **قولہ** اے بخت چنان مکن الخ یا دست جفائے چرخ الخ تا کے بشکیب الخ **الانتباہ** ممنون نعمت دادہ اور احسان نہادہ اور نقصان کردہ شدہ اثر بفتحتین مطلق نشان اور نشان پا اور نشان زخم یا حروف عاطفہ سے ہے فائدہ تردید کا دیتا ہے اور کبھی معطوف علیہ اور معطوف دونو پر آتا ہے جیسا کہ اس جگہ جفا بالفتح اور بے ہمزہ ستم کردن زدن رفتن آمدن گفتن کشیدن بردن دیدن جستن گستردن کے ساتھ مستعمل ہوتا ہے باعتبار عطف بر بند دوسرے مصرعہ مین بھی مقدر ہوگا **المعنی** یہ دونون شعر شکایت بخت مین ہین یعنی اے کم بخت بخت خفتہ خوابیدہ ذرا تو بیدار ہو اور میری طرف آنکھ کھولکے دیکھ کیون یہانتک نوبت پہونچاتا ہے کہ مین اپنی دعا کو اثر کا ممنون کرون اگر تیرا یہی حال ہے تو آخر مجبوری ممنون کرنا پڑیگا پس لازم ہے کہ یا تو ہاتھ جفا سے چرخ کا بند کردے یا بخل عطا سے دعا کو سبکے چھوڑا دے اگرچہ شعر مین استدعا دو امر کی ہے لیکن تقدیم جفا اور تاخیر عطا سے مقصود اصلی شاعر کا بندش جفا سے ہے اسواسطے بندش جفا کے ضمن مین عطائے مدعا بھی ہے ورنہ ع مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان ۔ سے خالی نہین اور اگر عطائے مدعا بھی ہو اور بندش جفا کی بھی تو نور علی نور **اختلاف** محشی لکھتے ہین اے نصیب کے مدد کر اور ایسا مت ہو کہ محتاج و عاجز ہوجاؤن اور دعا میری احسان اثر کا اوٹھائے یا دست درازی ظلم چرخ کی بند کردے یا بخل اوسکا میرے انجاح مرام مین انتہی اب یہی گو ہے اور یہی میدان ہے اور اپنی اپنی چوگان بازی دیکھیے ناظرین کی نظر مین کسکی سبقت ٹھہرے **قولہ** تا کے بشکیب الخ یا رب چہ عداوت الخ **الانتباہ** شکیب بکسرتین و یائے مجہول صبر و آرام بفتح خطا یا رب بحذف یائے متکلم اے یا ربی و نیز بمعنی آہ کارکیان جمع کارکیا بکسر کاف دوم عربی و یائے تحتانی مقلوب یعنی کیا سے کار یعنی خداوند کار کہ جسکے کام متعلق ہون بقول بعض بکاف دوم فارسی وزیر اور نیز کارفرما اور کاردار اور پادشاہ اور ایک عنصر عناصر اربعہ سے مراد افلاک اور سیارگان وغیرہ سے کبریا بکسر بزرگی مراد عالم بالا **المعنی** شاعر کہتا ہے کہ کب تک صبر کرون اور ہجوم فتنہ زائی آفتین سہون الٰہی مین نہین جانتا کہ ان اہلکاران عالم بالا کو مجھسے کیا عداوت ہے کہ دم بھر مجکو چین پر نہین چھوڑتے **اختلاف** نسخ مطبوعہ اور قلمی ہماری کتابون مین کارکنان ہے مولوی نے لکھا

ہی یہ نتیجہ بے توجہی اور عدم وقفیت لغت کا ہی اگر کہا جاے کہ معنی مین دونون قریب این ہرگز یہ
بات نہین اس واسطے کہ کارکیا لغت اہل زبان کا اور کارکنان مصنوعی اہل ہند کا اور شاعر بھی اہل زبان پھر
لغت مصنوعی اہل ہند کا کیون پابند ہوتا یہ سخن مسلمانون کا کام ہی نہ محققون کا اور عجب نسخ مطبوعہ خصوص
مطابع لکھنؤ سے کہ مردم خیز جگہ ہی قولہ تا کے بمیان خود الخ الانتباہ تا کے شعر با نتظار ہی بمیم بنون نفی
وبای موحدہ دونون طرح ممکن ہی المعنی شاعر نہایت اضطرار سے کہتا ہی کیا اجل کے پانون ٹوٹ گئے وہ
بھی نہین آتی کب تک ایسا رہیگا کہ مین اوسکا ہاتھ اپنی کمر مین نہ دیکھون کہ مجکو ٹھکانے لگا دے تا ان
کارکیان کبریا کی عداوت سے نجات پاؤن صورت بباے موحدہ یون کہا جاے نہین معلوم کونسا وہ روز
نیک ہوگا جو اجل کا ہاتھ مین اپنی کمر مین دیکھونگا باقی بدستور قولہ با خویش چو الخ در ملک فرنگ الخ
الانتباہ ہوا بالمد کہ فارسی والے ایسے لفظ کو بالقصر استعمال کرتے ہین جیسے صحرا اور صہبا وہ ہوا ساتھ
جو جوف مین مکانین بھری ہی اور جوف میان زمین وآسمان بمعنی خالی فرنگ بفتحتین ملک معروف کنایہ
صبیح وسفید یہان مراد کفر سے صبا باد صبح وبقول بعض باد شرقی المعنی ان دونون شعرون مین شاعر
صفت اپنی رازداری کی کرتا ہی کہ کسی اور کا کیا ذکر اگر اپنے ساتھ خود آپ راز دوست کا کہون
تب بھی ہوا کو جس سے خلو محال ہی گھر سے نکال دون اور قابل محرمیت کے نہ جانون جیسا کہ کسی کا
قول ہی ع کہ درمیان من تو ہمین من و تو بسیم ٭ اور حال یہ کہ کفر واسلام دونون مین سے کسیکو مین نے اپنا
نہین دیکھا جسنے صبا کو معزول کیا ہوا اور پیغامبر نہ بنایا ہو مگر میری غیرت غیر کو محرم بنانے کی مقتضی نہین
قولہ در انجمن جمال الخ الانتباہ انجمن نون آئین نسبت کا ہی جیسے چمن مین اے منسوب بانجم وجہ مناسبت
کی یہ کہ جیسے ستارے خرد وبزرگ ودور ونزدیک ہوتے ہین ایسے ہی مجلس کے لوگ بھی درجہ بدرجہ ہوتے ہین
بگرفتہ کا فاعل لفظ رو کا ہی المعنی معمول ہی کہ صدر نشین مجلس کا ہنگام قدوم کسی بزرگ تر کے اپنی جگہ اوسکے واسطے
چھوڑ دیتا ہی تیری صورت نے مجلس جمال وخوبی مین آفتاب سے جگہ چھینی اور اوسکی جگہ جلوس فرمایا کہ
با اینہمہ نور وفروغ اوسکو کوئی نہین دیکھتا تجکو سب دیکھتے ہین قولہ گر نقش جمال تو الخ الانتباہ گیرد لے
نہ پذیرد صفا بالفتح پاک وبیغش اور بیکدورت ہونا نقش جمال مراد صورت معشوق المعنی قاعدہ ہی کہ ہر شی مصفا
ومجلا مین ہر شی انطباع پذیر ہو جاتی ہی مثلا آئینہ شاعر کہتا ہی کہ ہم نے اپنے سینے کو بریاضات شاقہ مصفا کیا ہی پس
پس اگر صفا اوسکی نقش پذیر تیری صورت کی نہو تو ہم صفا اپنے سینے سے نکال دون کہ پھر کس کام کی ہی
قولہ تا کی فلکم الخ از عشق فلان الخ ہرچند کہ راست الخ رفتم کہ زگنج خانہ الخ گنجے بکف آید رم بلا آرد
الانتباہ فلک آسمان افلاک وفلک بفتحتین جمع دوسرا مصرع جملہ معترضہ وہم خیالات جو جو وجود دین

پیدا ہوتے ہین پے کرون کو پیچین مارنا فلان بضم وفتح خطا شخص غیر معلوم یہ لفظ عربی فارسی والی بولی برہا کی فلانی کہتے ہین جیسے
قربان ہین بڑھاتے ہین بباد دادن برباد کرنا تو کا بالفتح اول دانش یعنی تیزی طبع اور زیرکی تیسرے شعر مین را بمعنی
برائے اے برائے خاموشی ستم نمز اشارہ بفلک یاغنہ آوردن حاصل کرنا شایاں لائق شود مصطفیٰ چھپا تھا ہوا اور
صاف کیا ہوا صفات میمہ بشری سے المعنی یہ پانچون شعر ہو واقعیہ گریز بنت ہین یعنی فلک عشوہ گرسے کب تک یہ
بات کہلاؤن کہ اے عرفی تو وہ شخص ہو کہ تیرے وہم و عقل نے صبا کو نہین پایا یعنی جہان تیرا دہم پہونچتا ہو صبا نہین
پہونچ پاتی لیکن تونے فلان کے عشق مین بالکل سرمایہ اپنے علم و ذکا کا برباد کیا اور تیرا ترک اسکا نکرون اگرچہ کہتا
تو سچ ہو مگر مین اسکی خاموشی کے واسطے اب اپنی کنج طبیعت کیطرف چلا تا کہ اسکی ثنا کرکے ثناگو مصطفیٰ ہون وزیر بار منت
شرف کا کرون اور ایسا گنج گنج خانہ طبیعت سے نکالون کہ سزاوار نعت مصطفیٰ کے ہوا اونسے ٹہکلے اور کون ہی
تب یہ ظالم خاموش ہوگا اور قلم سے بھی باز رہیگا **قوله** درج گہر آورم الخ وشی سخن الخ **انتباه** درج بالضم صندوقچہ
اور ڈبہ کہ زیور اور جواہرات وگوہر رکھتے ہین دست یہان بمعنی طرز وروش کے ہو **المعنی** یہ دونون شعر بھی تائید
شعر سابق کے ہین یعنی اوس گنج خانہ ایسا ڈبہ گوہر کا نکالون جسکے گوہرون کو انبیا اپنے گوش کا آویزہ بنائین
یعنی ہر وقت بطوع ورغبت سنین اور اس طرز کا سخن کہون جسکو سنکے اولیا ایسا لطف فرمائین کہ وہ مجموعہ اونکے
لطف کا ہوجائے **قوله** اینک بزبان الخ **الانتباه** داغ کردن جلانا رشک مین ڈالنا سما بفتح آسمان مشتق
سمو سے بمعنی بلندی کہ یہ صفت اوسمین ظاہر ہو اور یہی وجہ تسمیہ کی **المعنی** شاعر کہتا ہو کہ یہ باتین کہکرکے کہ ایسا
سخن کہون جو انبیا و اولیا سب کے مقبول خاطر اور مطبوع طبع ہو کب تک لوگونکو مشتاق وآرزومند رکھون لو
اب مین دل سے زبان پر لایا تا آسمان کو جلاؤن اور حیرت سے داغ کرون کہ سرمایہ اسکے علم و ذکا کا بدستور
ہر کچھہ برباد نہین ہوا بخلاف محشی نے جو معنی لکھے اونکے ربط وضبط کو بھی دیکھا چاہیے اور اس تحقیق کے خبط
کو بھی **قوله** اے جود تو دست الخ **انتباه** دست ودل قوت وہمت عزم بالفتح ارادہ اور قصد کرنا وضم
نیز **المعنی** ظاہر ہو کہ جود دست ودل سے تعلق رکھتا ہو شاعر موافق زید عدل کے کہتا ہو کہ آپ کا جود و سخا
کے واسطے دست ودل ہو اور ہوا سے زیادہ کوئی چیز تیز رو نہین اوسکے حقیقت آپکا عزم بال و پر خانہ
کیفیت عزم کی واقعہ شب معراج سے روشن اب نہین معلوم کہ یہ قصیدہ ختم ہونے سے رہگیا یا مدوّن کو صرف
یہی مطلع ملا باقی پریشان ہوگیا واللہ اعلم

قصیدہ (۴) **قوله** اے داشتہ در سایہ ہم الخ ہم مرتبہ خانخانان کرد الخ **الانتباه**
یہ قصیدہ مقتضب ہو اے بدون تشبیب بحر اسکی مثل بحر قصیدہ دوم نعت کے جو مذکور ہوئی ہم بجہت
مراعات یعنی برائے موافقت تیغ وقلم سے مراد اہل تیغ واہل قلم ایسے ہی فضل وکرم فضل بالفتح افزونی احسان

فضل بالفتح افزونی و بخشش اور غلبہ کرنا کسی پر فضیلت مین جم کی تحقیق اوپر گذری یہان مراد سلیمان علیہ السلام بلحاظ
ذکر لفظ نطق جم مرتبہ مبدل منہ خانخانان مخفف خانخانان بدل خان لقب پادشاہان ترکستان اور خطا و
ختن و بمعنی امیر اور نیز لقب پادشاہان ایران ہمگی بفتحتین و کاف فارسی مزید علیہ ہمہ یا مخفف ہمگین کہ مرکب ہمہ
اور گین کلمہ نسبت سے ہی ہمگی گوش ہو یعنی ہمہ تن گوش تشبیہ گل و گوش کی ظاہر ہے جذر اصم اہل حساب کی اصطلاح
تو اور ہے یہان معنی کر مادر زاد کے ہین یعنی اس شعر مین منادی محذوف مخاطب ہے شعر اول سوال شعر ثانی
جواب یعنی اے مخاطب وہ شخص جسنے اہل تیغ و اہل قلم دونون کو ایک دو پیکر پناہ و حمایت مین رکھا ہے اور جسکے معنے
اپنے جود و کرم سے آرایش اہل فیض و کرم کی کی ہے یعنی اہل فضل اوسی کے فیض و کرم سے آراستہ ہوئے ہین اور اہل کرم
نے بھی اوسی سے اعانت و استطاعت کرم کی پائی ہے جانتا ہے وہ کون شخص ہے وہ ایک جم مرتبہ ہے اے سلیمان
جاہ جسکو خانخانان کہتے ہین سلیمان علیہ السلام کے قول علمنا منطق الطیر سے ثابت کہ وہ باتین پرندون کی
سمجھتے تھے اسکے نطق مین وہ خوبی و اثر ہے کہ جسوقت گفتگو کرتا ہے قطع نظر شنوا لوگون کے کہ یہ تو ہمہ تن گوش
ہو ہی جاتے ہین بہرے مادر زاد کو جنمین اصلا لیاقت شنوائی کی نہین ہمہ تن گوش بناتی ہے یعنی سلیمان کی
قوت سامعہ کا وہ معجزہ تھا اسکی قوت ناطقہ کی یہ کرامت کہ اسی اعتبار سے اوسکو جم مرتبہ کہا ہے الخلاف محشی نے
بھی محمد شفیع اور ملا عبدالرحیم کیطرف سے معنی لکھے ہین دیکھیے مصرع تا یار کرا خواہد و میلش بکہ باشد قولہ الخ
جامم کہ از راے منیر الخ الانتباہ جام فلک آفتاب زدود آسے یہ اشارہ کہ خانخانان حسب الطلب پادشاہ
دکھن سے چلا ہے شاعر نے یہ قصیدہ قبل اوسکی آمد سے لکھا ہے بعض الف زدود آکو بمعنی است کے کہتے ہین کند
کردن سے یہ کردن بمعنی جمع کرنے کے نہ فعل کے غنچہ بضم و جیم عربی گل ناشگفتہ مبدل گنجہ بکاف فارسی و جیم
عربی گنجیدن سے جوکہ غنچہ مین گنجیدگی برگ گل کی ہے اسواسطے یہ نام رکھا پھر بجہت فصاحت کاف فارسی کو
غین سے بدلا بقول بعض بجیم فارسی نیز غنچہ ہونا گل کا مرجھا کے مجتمع ہو جانا جم یہان بلحاظ جام در راے
منیر فہم سے جسنے اپنی راے سے جام جہان نما بنایا تھا یعنی معمول ہے غنچہ کھلکے گل ہوتا ہے گل مرجھا کے پھر غنچہ ہو جاتا
ہے شاعر کہتا ہے یہ جو فلک پر آفتاب کر کے مشہور ہے یہ ایک جام ہے کہ فلک نے تیری راے روشن سے بنایا ہے
اور جام جم کی شہرت کا گل بھی جہان مین کھلا ہوا ہے اب تو جلد ہی آ کہ فلک جم کی شہرت کے گل کو اس
جام سے غنچہ کردے یعنی تیرے سامنے اوسکو سب بھول جائین اور شہرت اوسکی کالعدم ہو جاے اور سب
جانتے ہین کہ گل آفتاب سے مرجھا کے غنچہ ہو جاتا ہے الخلاف محشی نے ملا عبدالرحیم کی شرح سے
معنی لکھے ہین زدود کا الف بجاے کثرت یا زائدہ غنچہ کردن پنہان کردن یعنی فلک نے یہ جام کہ راے
منیر تیرے سے بنایا یقین کہ ظہور شہرت جمشید کو چھپا دے ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

قولہ یک شیوہ شناسند غضبت الخ **الانتباہ** شیوہ بیائے مجہول ناز و کرشمہ و طرز و ہنر اور یکمال مکافات بضم میم برابر ہونا اور برابر کرنا ارہناؤ سرے ابدی نغمہ آواز خوش **المعنی** یعنی اے ممدوح تو غضب اور کرم دونون صفات مین اپنے اپنے محل پہ پورا اور کامل ہے غضب ایسا کہ اوسکے موقع پر عفو بھی مکافات ہے یعنی عفو کا نام و نشان نہین اور کرم ایسا کہ اسکے ٹھکانے لا کو بھی نعم جانتا ہے یعنے لا مطلق نہین **الخلاف** محشی لکھتے ہین کہ تیری فات مین مکافات بدی اور تیرے کرم مین لا نہین ہے بلکہ پاداش بدی عفو اور عوض لا نعم انتہی محشی جانے کیون ڈر گئے جبکہ غضب کا لفظ موجود ہے اور سعدی ایسے شخص بھی ڈر گئے ہین **ع** مبخشاے بر ہر کجا ظالمست + کہ رحمت بر و ظلم بر عالمست **قولہ** جاوید ہمی بخشد واز مایہ الخ **الانتباہ** جاوید بیائے تحتانی مجہول بمعنی ہمیشہ و بفتح خطا ہے تر اند بخشد صیغہ مضارع بقصد تجدد و حدوث واو حالیہ مایہ اصل و مادہ اور مقدار اور دستگاہ اور سامان اور بنیاد اور ضد نر اور وہ گاے جو فربہ ہو اور دودھ بہت دیتی ہے ترشح بالفتح پانی ٹپکنا ثروت بفتح بسیاری مال و تونگری و دستری اصناف جمع صنف بکسر نوعے از انواع اور قسمے از اقسام موجودات جیسے حیوان کہ جنس ہے انواع اسکی انسان فرس بقر غنم وغیرہ ایسے ہی انواع کے اصناف ہوتے ہین مثلاً انسان مین چینی رومی ترکی حبشی فرنگی فرس مین تازی ترکی کچھی کو بھی ثروت اصناف موصوف صفت اُمم بضم ہمزہ و فتح میم گروہہاے مردم مفعول بخشد ترشح قلم فاعل **المعنی** یعنی اے ممدوح تو ایسا جواد و فیاض ہے کہ انواع اقسام کی ثروت کیا زر و جواہر کیا ملک و باغ کیا اسپ و فیل وغیرہ تیرے قلم گروہا گروہ مردم کو ہمیشہ تجدد و حدوث بخشتے اور وہ جو مادہ بخشش کا اوسمین بھرا ہے کبھی خالی نہوا اور بس نہ کرے **الخلاف** محشی لکھتے ہین کہ جیسے کی تیرے قلم کی ہمیشہ اصناف گروہ تونگری بخشنے اور مایہ سے کم نہوئے انتہی اگر ثروت اصناف کی جو بکسرہ اضافت ہے یہ معنی ہوسکتے ہین تو کیا مضائقہ ہم بھی مان لینگے لیکن تو شخصے اگر ہیچ کمین بنی تو بلی ہی سہی **قولہ** گنجینۂ احسانش تہی مایہ الخ **الانتباہ** گنجینہ منسوب گنج و جاے گنج مجازاً مال کثیر باطلاق ظرف بر مظروف تہی مایہ مفلس و محتاج ابد جسکی تعریف ہے لا انتہا لہ صفر بالکسر تہی اور خالی اور وہ شکل خالی جو حساب مین ہر جہ عدد کا دسگونہ کر دیتی ہے بہذا صورت ہ آپ جسکی جگہ فارسی والے نقطہ لگاتے ہین مگر ہندی والے بدستور رقم سے مراد ہندسہ ہے اسواسطے کہ رقم اعداد کو ہندسہ کہتے ہین فاعل وہ کا احسان مفعول اسکا سائل محذوف **المعنی** یعنی احسان ممدوح کا ایک گنج بے پایان ہے اگر سائل کو صفر رقم کامیں سے ہر وقت دسگونہ دیتا ہے انعام دینا شروع کرے تو ابد تک اوسکے گنجینۂ احسان مین کچھ کمی غمی نہو بجال خود جاری ہے **قولہ** ہیچ از سر الخ **الانتباہ** طلسم بکسرتین خیالات موہوم عجیب و غریب در صورت مہیب جو دفینہ اور خزینہ پہ بنائے جاتے ہین واسطے حفاظت کے کہ نا واقف اوسکی دست اندازی سے جان بر نہین ہوتا **المعنی** یعنی ہیچ شعبدہ بازی بھی ایسی عجوبہ کار ہے کہ طلسم ابجد بے ارضی یعنی اودیہ اور بعض سے سماوی یعنی ستاروں سے ترکیب پا کر بنا ہوا ہے اپنے تیری

خاک دروازہ سے کہ اجزائے ارضی ہی اور وہ شرف جو اوس خاک کو عالم بالا سے حاصل ہوا ہی ان دونون کی ترکیب سے
ایسا ایک طلسم بنا رکھا ہی کہ قسم کو اوس طلسم سے نکلجانے کی راہ ہی نہین ملتی حاصل یہ کہ تیرے خاک دروازہ کے
سوا کوئی کسی چیز کی قسم ہی نہین کھاتا ایسا بزرگ اسکو جانتے ہین اور معلوم کہ جو شخص طلسم مین پڑجاتا ہی نکلنا مشکل ہوتا ہی
الخلاف محشی نے لکھا ہی چرخ نے تیرے دروازے کی خاک سے ایسا طلسم بنایا ہی کہ قسم بجز خاک دروازہ تیرے کے
اور کسی کے دروازے پر نجاے انتہی انکا کیا یہ تھا اور ونکے بجوبے پر شکر پاتے ہین قولہ نہ گرفت ز انصاف تو ہد الخ
الانتباہ معرکہ بکسر را صیغہ ظرف کا ہی جنگگاہ اور جاے کارزار ماخوذ عرک سے یعنی گوشمال دینا اور رگڑنا اور نوچنا
چھیلنا چونکہ مبارز لوگ لڑائی مین ایک دوسرکو رگڑتے ہین لہذا جنگگاہ کو معرکہ کہتے ہین طرف گرفتن حمایت کرنا اور
اور گوشہ نشینی لاف بیہودگی اور شیخی مارنا جانب گرفتن ہم طرف گرفتن المعنی دنیا مین ہر قسم کے لوگ ہر قسم کا لاف
و گزاف باہم کرتے ہین اور اونکے حمایتی حمایت اونکی شاعر نے اس شعر مین شادی و غم کو کہ آخر دنیا مین مخلوق
ہین ایک شخص فرض کرکے اونکے واسطے معرکہ لاف و گزاف کا ٹھہرایا اور کہتا ہی کہ جب شادی و غم مین معرکہ لاف
و گزاف کا گرم ہوا تو کسی کے حمایتی کو کسی کی حمایت نہین کرنا پڑی اسواسطے کہ تیرے انصاف نے ایسا موقع ہی
نہین چھوڑا یعنی غم کو تو اپنے عمل و درآمد سے بیکار و معطل کر رکھا ہی کہین کوئی مظلوم کسی ظالم کے ظلم سے نالان
اور گریان نہین اور شادی اپنا عمل دخل قرار واقعی کر رہی ہی کہ سب خرم و خندان ہین اور خوشحال و فارغ
زبان لاجرم جب غم خود ہی دبا ہوا ہی سر نہین اوٹھا سکتا پھر شادی کو غم کے دبانے کی کیا ضرور جو غم حمایتیون
کا محتاج ہو اور جب شادی کا دبانیوالا کوئی نہین خود غالب ہو رہی ہی تو شادی کو اپنے طرفدارون کی حاجت
بس تیرے زمان انصاف مین شادی ہی شادی ہی قید انصاف کی اسواسطے ہی کہ وہ غم و شادی جو انصاف و
بے انصافی سے تعلق رکھتا ہی نہ عام کہ خدا کی خدائی ہی کا کوئی مزاحم و مانع نہین الخلاف عبدالرحیم لکھتے
ہین کہ ممدوح کے وقت مین شادی و غم دونون مجادلہ اور خودفروشی سے بند ہین اور یہ اقتضائے انصاف
ہی اور جب نفوس غیر عاقلہ کا یہ حال تو نفوس عاقلہ مین کیسے خلاف و نزاع ممکن ہو مگر یہ معنی درصورت نہ گرفت
بنون نفی کے ہین اور درصورت بگرفت بباے موحدہ یہ معنی کہ معرکہ لاف مین شادی نے اپنی طرف اختیار
کی غم نے اپنی طرف یعنی جو لایق شادی کے ہی شادی سے ہی اور جو لائق غم کے ہی غم سے خلاصہ یہ کہ جو سزاوار
شادی ہی شاد ہی اور جو سزاوار غم ہی مغموم دونون اپنی اپنی حد پر کسیکو کسی کام مین دخل نہین انتہی مین نے
دونون معنی شارح کے لکھدیے ناظرین الفاظ و معنی کو مطابق کرین اور غور فرمائین کہ ابر سطرین یا محض غلط
قولہ سلطان غم از عدل تو الخ الانتباہ اوتاد جمع وتد میخ اور بعض اولیاء اللہ کہ سارے جہان مین چار ہین
خیم بکسر اول و فتح دوم جمع خیمہ جو بالفتح ہی نہ بکسر المعنی یہ شعر گویا تفسیر اگلے شعر کی ہی یعنے تیرے زمان عدل مین

قبل سلطان غم کی بوجہ شیوع ناانصافی کے عالم مین خوب حکومت جاری تھی گویا ویرے ڈال رکھے تھے اب
اب جب کہ تیرا عدل فرمانروا ہوا سب ویسے ڈنڈے لیکر بھاگ گیا اگر کسیکو شک ہو تو ادن لوگون کے سینون
کو جو اسوقت مین بسبب تیرے عدل کے دشمن ہین اور اسوقت مین بوجہ ظلم و ایذا پسندی کے اوسکے دوست
تھے دیکھے کہ اونکے سینون مین اوسکے غم کی میخین گڑی ہین الخلاف یہ شعر نسخہ مطبوعہ مین نہین مگر شرح ملا عبدالرحیم
مین ہے بفاصلہ کئی شعر کے اور میری کتاب مین اسی جگہ اور موقع بھی یہین کا ہے اسواسطے کہ شاعر نے انعدام
غم کی جو شعر مذکور سے مترشح ہے توضیح کی ہے جیسا کہ قاعدہ اچھے شعرا کا ہے اب حضرت شارح اپنے معنی کو دیکھین اور
شعر بھی اسکی تائید کا جاتا ہو نگا انشاء اللہ تعالی **قولہ** گر نشنوی از دہر الخ **الانتباہ** درہم بالفتح زبانہ سکہ بکسر و
تشدید کاف وہ آہن جس سے سیم وزر پر نقش کرتے ہین **المحشی** آہنی سکہ نے درہم کو اس لالچ سے آغوش مین لیا ہے کہ اس
حیلے سے تیرے ہاتھ تک پہنچے اگر یہ سخن ہے کہ درم کو اوسکے ہاتھ سے دور کیا ہے وہ اپنے ہاتھ مین نہین سمجھتا
تو فقیر و راپنی آغوش سے نکال لیے **الخلاف** محشی نے اس شعر کو معرا چھوڑا ملا عبدالرحیم نے کچھ تیر کا تیمنا
نہ پوری تقریر جو کیفیت کھلتی **قولہ** تا گوہر ذات الخ **الانتباہ** حوادث کے معنی اوپر گذرے شرمند
کے فاعل قضا و قدر متعلق چاپلوسی و خوشامد **المحشی** ہمیشہ قدم کو حدوث پر شرف ہے کسواسطے کہ وجود
حدوث کا قدم سے ہے لیکن اب جبکہ قضا و قدر نے تجھ جیسے شخص کو حدوث مین داخل کیا ہے تو حدوث
کو یہ شرف حاصل ہوا کہ قدم سیکڑون طرح خوشامد و چاپلوسی حدوث کی کرتا ہے **الخلاف** محشی پھر خاموش
ہین شارح البتہ گویا **قولہ** آنکہ نیم از شبہ تو الخ **الانتباہ** شبہ بکسر شین اور سکون اور فتح باے موحدہ تمثل اور
مانند اور نظیر دوشیزہ دختر بکر اور زن جوان مرد نادیدہ ر اس شعر مین معنی درست ہے **المعنی** شاعر تجاہل
عارفانہ انعدام شبہ ممدوح کا ثابت کرتا ہے کہ یہ تو مین نہین جانتا کہ تیرا شبہ کوئی ہے یا نہین مگر یہ خوب
جانتا ہون کہ عدم مین کوئی ایسی دوشیزہ پیدا ہی نہین ہوئی جو حمل اور دن کے عدم سے عالم وجود مین
آئے اور کسی سے مزدوج ہو کر تیرے شبہ کو جنے حاصل یہ کہ صورت اوسکے تولد ہی کی ممتنع ٹھہری ہے
الخلاف محشی نے اس کو بھی صاف رکھا **قولہ** از عدل تو گر الخ کز کم شدگی در الخ **الانتباہ** جنین
بوزن فعیل وہ بچہ کہ شکم مادر مین ہو اور یہ اسم جنس ہے معتدل مشتق اعتدال سے جسکے معنی ہین گرمی
سردی خشکی تری طول و عرض مین برابر ہونا بھی کنایہ اعضاے ظاہری سے بھی ہوتا ہے اسواسطے کہ اکثر
دو دو ہین اور باہم برابر مگر مجازاً باطلاق مصدر بر اسم فاعل عہد بالفتح زمانہ اور روزگار اور پیمان اور
سوگند اور زنہار فرتوت بالفتح بہت نہایت سالخوردہ و ترہم کے معنی عرفی محروم و مدہوش مراین گذرے
امکان بالکسر قوت و قدرت دنیا ہم کے معنی بھی دوسرے قصیدے مین گذرے **المعنی** تیرے

ہمیشہ عناصر سے ترکیب پاکر باعتدال مزاج عالم وجود مین آتے ہین اور ناگزیر وقتاً فوقتاً کیفیت اونکی بدلتی رہتی ہی طفلی
مین کچھ جوانی مین کچھ پیری مین کچھ اگر تیرے عدل سے معتدل ہوکر بود و نمود اپنی ظاہر کرین جو کہ عدل کو تیرے ترقی
ہی اور روز افزون زمانہ اونکی ترقی کا تو بدستور رہے لیکن ہان پیری جو زمان تنزلی ہی ایسا عالم سے گم جاے کہ
کسیکے قلم و وہم مین اوسکی مفہوم کی نہ گذرے جو قدرت اوسکی لکھنے پائے الخلاف محشی نے صرف جنین اور رحم کے
معنی پر اکتفا کیا ملا عبد الرحیم نے البتہ قدم بڑھایا ہی قولہ گرچہ حسودت بہنر الخ الانتباہ حسود بفتح اول و ضم ثانی
بدخواہ اور بنہایت حسد کرنیوالا بضمتین غلط مگر جمع مصدر کے معنی مین صحیح ہندسہ سے مراد حساب المعنی یعنی اے
حاسد کے مرتبہ کو ہر وقت پستی کمی و تنزل ہی کہ بالفرض اگر منجملہ ہنر و فن کے یہ ہندسے بجائین تو اسکی شامت سے
رقم کو صفر سے نقصان پہونچنے لگے گو صفر رقم کو دسگونہ بڑھاتا یعنی ایک کو دس اور دسکو سو اور سوکو ہزار کرتا ہی و
علی ہذا قولہ بدخواہ تو خوشدل الخ الانتباہ آشتی صلح گرگ آشتی وہ جو مصلحتاً از راہ فریب بظاہر دشمن سے
مصالحت کر لیتے ہین غنم بفتحتین بز و گوسفند المعنی شاعر کہتا ہی کہ بدخواہ تیرا جو تو نے اوسکا تمام کرنیکا ہی اور جو تونے
اوسکو چھوڑ رکھا ہی وہ تو اس خیال مین خوش ہی کہ چرخ مجھسے بصلح ہی اور حال آنکہ یہ چھوڑ دینا ایسا ہی جیسے بھیڑیا بکری
کو چھوڑ کے تھوڑی دیر اوسکے ساتھ کھیلتا ہی پھر پھاڑ کے دل و جگر کھاتا ہی اور یہ حرکت اسواسطے کرتا ہی کہ سیر
سہم سے جو خون و گوشت اسکا گھٹ جاتا ہی تمنی سے پھر بدستور ہو جاے قولہ از بسکہ کف راد الخ الانتباہ
راد براے مہملہ سخی اور جوان مرد فاصلہ دوری میان دو چیز المعنی یعنی ہتیلی تیری ایسی جواد و کریم ہے واصلہ بخشش ہی
یعنی برابر بخشتے جاتی ہی اس سبب سے تیغ و قلم کو اوسمین کچھ دخل نہین ملتا جو امتیاز پیشی کمی کو کرسکین قولہ دست تو
زین الفت شان الخ الانتباہ الفت خو کرنا اور دوستی بلفظ دادن و گرفتن و کردن مستعمل شان ضمیر جمع کی راجع
بہ تیغ و قلم قبل الذکر المعنی یعنی تیغ و قلم کو تیرے ہاتھ نے ایکجگہ الفت و آمیزش دی ہی کہ وہ خود تیرا ہی ہاتھ ہی
جسمین دونون رہتے ہین لہذا دونون مین ایسا ربط و ضبط پیدا ہو گیا ہی کہ دونون ایک دوسرے کے منصب مین دخیل
ہین اسطرح کہ بعض جگہ کام تیغ کا ہوتا ہی بحکمت عملی خوبی تحریر سے بزور قلم نکلتا ہی اور بعض جگہ قلم کا اور وہ دوسرے کی کشتی
و شرارت سے بزور قلم نہین نکلتا تو تیغ اوسکو سر انجام کرتی ہی الغرض تیغ زنی و قلم زنی دونون تیرے قبضہ اقتدار مین ہین
کوئی بات تجھسے رہ نہین گئی ہی الخلاف گرچہ حسودت سے یہانتک تو محشی نے قلم اندازی کی بلکہ ملا
عبد الرحیم نے کہین کہین قلم اوٹھائے لیکن اس شعر مین انھون نے بھی ڈال دیے شاید بحکم آن مصرع کہ جا ہا سپر باید انداخت
قولہ آن روز کہ ایثار الخ ہر عطسہ کہ از الخ الانتباہ ایثار بکسر ثالث مثلثہ نفع غیر کا اپنے نفع پر مقدم کرنا اور یہ نہایت
درجہ سخاوت کا ہی شجاعت بفتح صحیح ہی بضم غلط قوت متوسط درمیان جبن و تہور کے آہو سے حرم کی تحقیق اور گذری
مراد اس سے ناکشتنی عطسہ ہندی چھینک عطسہ کمان وہ آواز کمان جو کمان سے وقت تیر چھوٹنے کے نکلتی ہے

خون عدم سے خون مصدر میت المعنی یعنی جس روز کہ تو اپنی شجاعت دکھائے اور اوسکے بذل و ایثار
سے کسیکو بے بہرہ نہ چھوڑے مگر ہان ناکشتنی یعنی آہوے حرم کو جو مراد غربا و ضعفا وغیرہ سے ہے تو جسوقت کمان
تیری عطسہ زن ہوئی اور عطسہ مین آخر دماغ سے کچھہ رطوبت وغیرہ نکلتی ہے بجاے اسکے تیرا تیر ہے وہ جسوقت کمان
سے نکلے تو بقا جو ضد فنا کی ہے اوسکے گریبان کو بھی خون عدم سے رنگ دے اور لت پت کر دے ظاہر گلے کے
خون سے گریبان خون آلودہ ہوتا ہی حاصل یہ کہ جتنب بقا کو بقا نہ رہے اور کوئی کیا قولہ آنجا کہ نہیب تعبے تب الخ
الانتباہ نہیب بکسر تین امالہ نہاب بمعنی ترس و بیم از عظمت اور آواز نہیب و غارت اور بروزن نقیب
غارتگر اعمی با لف بصورت یا نابینا بقم بفتح و تشدید قاف مفتوح فارسی مین تخفیف مجیطہ جس سے رنگ سرخ حاصل
ہوتا ہی اور یہ لکڑی رگدار ہوتی ہی المعنی یعنی جس جگہ کہ عظمت وہیبت تیرے تب و لرزہ کو پھیلاے تو یہ حال
حال ہو جاے کہ سواے حیوانات کے نباتات و جمادات ایسے کانپنے لگین کہ چوب بقم کی رگ رگ مثل رگ
نبض کے اسقدر متحرک ہوئے کہ اندھا بھی اوسکو مس کرے ہر چند کہ رگ نبض خود دیکھا ہی بینا لوگونکو محسوس
بچشم نہین ہوتی اور رگ بقم تو قابلیت متحرک ہونے کی مطلق نہین رکھتی نہ اندھا لیاقت حس کی بس اس سیاق
سے اغراق شدت و صراحت تپ لرزے کا منظور ہی معہذا عادت بھی ہی کہ صریح و بدیہی چیز کی نسبت کہتے
ہین کہ اسکو اندھا بھی دیکھہ لیگا اختلاف محشی نے بجاے بقم کے سقم کو ترجیح دی کہ سقم بیماری کے معنی مین ہی
مگر یہان بمعنی سقیم اسواسطے کہ اکثر مصدر ذکر کرتے ہین اور ارادہ فاعل کا ہوتا ہی اور محمد شفیع کی نسبت جسنے نسخہ بقم کا
اختیار کیا ہی لکھا کہ یہ نسخہ بھی مخدوش ہی تخصیص اسکی میری سمجھہ مین خوب نہین آتی انتہی یہ قول محمد شفیع کا کہ سقم مخل
قافیہ ہی جیسا کہ حاشیہ مین لکھا ہی ٹھیک نہین اسواسطے کہ سقم بالضم و بفتحتین دونون طرح لغت مین موجود لیکن سقم سے
بقم بدرجہا بہتر سقم بمعنی سقیم کیا ہوتے ہین اور تخصیص بقم کی اسواسطے کہ اسکی لکڑی رگدار ہی اور لفظ قافیہ مین کھپتا
ہوا قولہ از سیلہ بو بیاد تو الخ الانتباہ نسیان بالکسر فراموشی اور فراموش کرنا بالفتح وہ شخص جسپر فراموشی غالب ہو
طینت بالکسر سرشت اور غوار واندکی از کل المعنی یعنی اے ممدوح تو ایسا عزیز خواطر اور مقبول دلہا ہی کہ کسیوقت
کوئی شخص تجکو فراموش نہین کرتا گویا د تیری خمیر طینت و اشیا کی ہی بالفرض اگر فراموش بھی کرین تو اتنی یاد جب
بھی باقی رہیگی کہ شہرت جمشید کو شرمندہ کرے قولہ افلاک در آغوش مشیت الخ الانتباہ مشیت سے معنی اور یہ
گذرے بیع خریدن و فروختن یہ لغت لغات اضداد سے ہی بیع مسلم ایک قسم بیع سے ہی جسکی ہندی کنوتی کہ قبل
وجود شے بائع کو قیمت شے کی دیجاتی ہی ہفت شرائط شرعیہ اول جنس یعنی گندم یا جو یا نخود دوم نوع
اے سرخ یا سفید سوم قدر یکمن یا دومن چہارم صفت یعنی قسم اول یا دویم پنجم وعدہ یکماہ یا دوماہ ششم مکان پہنچانے
جنس کا ہفتم تعین قیمت چنانچہ دس روپیے یا بیس روپیے قانون یہ لفظ سریانی یا یونانی ہی بمعنی اصل ہر چیز اور

مسطر اور مقیاس ہر شی مجازاً قاعدہ اور دستور معرب کا نون المعنی یعنی افلاک نے کہ رکھا ہی قضا و قدر کے زمین ہی آغوش خواہش مین بیج بابت پیچ تمنا کی قاعدہ بیج سلم کا رکھا ہی یعنی قبل وجود تمنا سے تمنا کی چیزین سب تیرے ہاتھ بیچ رکھی ہین اپنے وقت پر موجود ہوتی چلی جاتی ہین قولہ در کار کہ عدل تو الخ الانتباہ کار گہ مخفف کارگاہ جہان ہر قسم کا کارخانہ جاری ہو خصوصاً جگہ کپڑا بننے کی ہندی کرگہ المعنی یعنی ازبسکہ ستم زیر تعلیم تیرے عدل سے رہا ہی اب وہ خود ایسا ہنرمند ہوگیا کہ تیرے عدل نے اوسکو بیٹا کیا اور فرزندی مین لیا ہی حاصل یہ کہ تیرے عدل سے ستم پیشون کی ایسی اصلاح ہوگئی کہ حد عدل سے قدم باہر نہین رکھتے قولہ ازبسکہ زرای تو ستد الخ الانتباہ ستد بکسر اول و فتح ثانی صیغہ ماضی یعنی گرفت یہ تین صیغے ماضی کے ہین جنمین ال ساکن ماقبل مفتوح آیا ہی ستد زد کرد ماضی موقوف الآخر ہوتی ہی صحت بکسر و حاے مہملہ مشدد و مفتوح تندرستی ضد بیماری اور بزیادت یا بعد صاد غلط سقم بضم و فتحتین بیماری المعنی یعنی سقم نے جو تیری راے صحیح سے بہت ہی بہت علاج صحت کے پائے ہین لہذا اب وہ اس رتبے کو پہونچے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے معالجت کیواسطے بجاے خود بٹھایا اور قائم مقام اپنا کیا غرض یہ کہ تیری راے صحیح نے سقم کو صحت بنا دیا جیسے بعض عطار نسخے دیکھتے دیکھتے طبیب بنجاتے ہین قولہ و میکند اسباب ہرم الخ الانتباہ رد بفتح و تشدید لوٹنا اور لوٹانا اور لوٹا لانا المعنی یعنی بخت جوان تیرا رد و اراسبات کا نہین کہ کوئی علامت علامات پیری سے اس دار کہن روزگار مین رہنے پائے اس سبب سے مجکو بھی ڈر پیدا ہوا کہ میرے معشوق کی زلف مین خم ہی اور خم علامت پیری سے ایسا نہو کہ بھی کھو دے اور اوسکی آرائش جاتی رہے قولہ ازبسکہ حسد جمع کند الخ الانتباہ حسد بفتحتین کسیکا زوال نعمت چاہنا ملفظ بردن اور کردن اور داشتن مستعمل گوی بردن فوقیت پانا زیادتی کرنا غالب آنا ورم بفتحتین آماس و آماسیدگی اور داغ کرنا المعنی یعنی تیرے دشمن کا حسد جمع کر رہا ہی جیسی ترقی تیرے رتبے کی دیکھتا ہی ویسے ہی اوسکا حسد بڑھتا جاتا ہی اور یہ ترقی تیری داد الٰہی روز افزون پس ضرور حسد بڑھتے بڑھتے سینہ اوسکا ایسا موٹا ہو جائیگا کہ سینۂ افلاک سے بھی ورم مین فوقیت لیجائیگا منقول ہی کہ موٹائی فلک اول کی پانسو کوس کی ہی قولہ خصمت چو زر روبہ صفتی الخ الانتباہ خصم بالفتح دشمن اور مالک اور صاحب اسی سبب سے شوہر کو کہتے ہین روبہ صفتی مراد مکر و فریب سے لا بہ بفتح باے موحدہ تملق اور چاپلوسی اور خوشامد مجازاً فریب و عجز اور اخلاص گرو بیسطے افادۂ فاعلیت کے آتا ہی مقام اضافت سردی نامردی تپ شکستن دور ہوجانا تپ کا المعنی یعنی دشمن تیرا روبہ صفت ہی مکر و فریب بہت یاد ہین دلیری و مردانگی کچھ نہین جانتا اگر حسب اقتضاے روبہ صفتی تیری حضور مین خوشامد و چاپلوسی کرے تو ایسی سردی اوس سے ظاہر ہو کے عالم مین سرایت کرے کہ شیر اجم جو ہر وقت تپ و حرارت مین رہتا ہی اوسکی بھی تپ ٹوٹ جاے اور حرارت چلی جاتی رہے الخلاف محشی نے شیر اجم

کو الٹا ہے یعنی سردی اوسکی گرمی خشم ممدوح کو رفع کر دے وفیہا فیہ قولہ زد کوس حیات ابدی الخ تقدیر ہے کا ہش
احسن الخ الانتباہ زد کوس یہ زدن بمعنی نواختن کے ہی ہستی وجود اور بمعنی من وجود اور حاصل ہو جانا مطلوب کا
اور ہستی مجازاً بمعنی بسم و بدن عدم یہان مراد دنیا سے اسواسطے کہ عالم وجود کو عدم سے تعبیر کی ہے جیسا کہ کہا ہے
او بوجہ بین العدمین فعدم المعنی یہ دونون شعر قطعہ بند ہین یعنی دشمن نے جو دیکھا کہ اس عالم فانی کو تیرے وجود کے
سرمایۂ ہستی کا حاصل ہوا ہے اسطرح کہ تیرے وجود کو تابید ہے پس اسکو بھی تابید اور یہ ادعا بطور تفاول و دعا کے
ہے جیسے فقرے اور اشعار دعائیہ تابید کے ساتھہ لکھتے ہین لاجرم نہایت خوش ہوکے دشمن نے شادیانے
حیات ابدی کے بجائے مگر تقدیر کو تو اوسکا چھوڑنا منظور ہی نہین اسواسطے اوسنے تیرا غم اور کھٹکا اوسکے
پیچھے لگا دیا اور غم کو اکسیر فنا کی دیدی کہ اوسکو گلا گھٹا کے فنا کر دے تا اوسکے دل کی دل ہی مین رہجا ئے
انخلاف محشی نے اس قطعہ کے معنی نہین لکھے مگر ملا عبد الرحیم نے جو لکھے ہین اونکی شرح مین موجود ہین
قولہ رامشگر عدل تو الخ الانتباہ رامشگر بکسر میم نغمہ اور سرود گوئندہ آہنگ کوک و موافق کرنا ساز و آواز کا
اور الاپ آہنگ مخالف یہان خارج آہنگی سے مراد نہین ہے بلکہ قسم قسم کے راگ گانا نواز نواختن سے
بمعنی بجانے سازندین کوک کردن موافق کرنا ساز و آواز کا زیر بہ یاے معروف آواز باریک ہندی مین گوئیے اوسکو
مدھم کہتے ہین بم بالفتح صدائے بلند ضد اسکی ہندی پنچم المعنی قاعدہ گوئیون کا ہے جب ایک راگ چھوڑ کے
دوسرا شروع کرتے ہین تو پردے زیر و بم سرود وغیرہ سے موافق اوسکے کر لیتے ہین تیرے عدل کا گوئیا ایسا
اوستاد کامل ہے کہ سیکڑون راگ مخالف گاتا ہے یعنی قسم قسم کے انصاف مختلف کرتا ہے مگر زیر و بم کو کوک نہین کرتا
اور موافقت خرد و بزرگ کی ملحوظ نہین رکھتا جیسا جسکا عمل ہے ویسا ہی اوسکا وہ پاداش پاتا ہے قولہ محویت
عدیل تو کرد الخ الانتباہ محو بالفتح چھلانا اور مٹ جانا حرف و نقش کا اور مٹا دینا صوفیون کی اصطلاح مین اوصاف
بشری کا مٹ جانا اور بمعنی شیفتہ و دیوانہ نیز آتی محو و نابود کنندہ المعنی یعنی عالم مین دو چیزین ہر چیز کی محو
کرنیوالی ہین نسیان اور عدم سوا ان دونون کو تیرے عدیل کی محویت مین دخل نہین وہ بذات خود ہی مٹا ہوا
ہے اگر ان دونون کو دخل ہوتا تو وجود اوسکا ثابت ہوتا کہ آخر عدیل تھا تو مگر نسیان و عدم نے کہ دونون محو کرنیوالی اشیا
کی ہین محو کر دیا انخلاف محشی اور ملا عبد الرحیم نے بجائے عدم کے قدم لکھا ہے ناظرین فائدہ عدم اور قدم کا ملاحظہ
فرمائین بس یہانتک تشبیب مدح کے تھے آیندہ فخریہ قولہ اے آنکہ در ایام الخ بجزام و لفظ کن الخ الانتباہ
صوفی معنی لغوی پشمینہ پوش اصطلاح اہل تصوف مین وہ شخص کہ دل کو خیال غیر سے بچائے بقول بعض منسوب
بصوفہ کہ ایام جاہلیت مین یہ ایک فرقہ تھا کہ خدمت کعبہ اور مخلوق کی مدد کرتے تھے اسلیے اہل تصوف انسے
منسوب ہوئے اور بمعنی مخلص نیز آتی یکسانی دم اے یا ہمہ نفاس چنانچہ قول صوفیہ کا ہے مصرع مجھے ہے یاد اوبون

حرامست چو خرام بالکسر رفتار نرم با ناز چو لانگہ بسکون جیم او خبب بفتحتین دو الالغت عرب بمعنی تک اوہی جاسے
دو دیدن و دوانیدن اسپ مدحت بکسر میم ستائش حور بالضم جمع حوراء وہ عورت جسکی سفید چیزین نہایت سفید اور
سیاہ چیزین نہایت سیاہ ہون مثلاً جلد و رخسار و چشم و موے زاد و زادن سے معروف و بمعنی فرزند نیز المعنی
یہ دونون شعر مربوط ہین شاعر کہتا ہے اے ممدوح تو وہ شخص ہے کہ اسوقت مین کہ وقت تیری ستائش و مدح
کا ہے صوفی لوگ پاس انفاس کو عیب جانتے ہین مقابل اوسکے تیری ستایش کو ہنر اور عبادت اور
زمانہ بازو تنجز چلکے دیکھہ تو کہ برابر انگاہ مدح مین میرے قلم نے جو فی زمانہ حور ہو گیا اگلستان ارم کو جو ایک
مدت سے غائب ہو گیا تھا پیدا کر دیا ہے گویا پھر سے جن دیا اختلاف محشی نے اس قطعہ کو معرا چھوڑا
ملا عبدالرحیم نے صرف حور کی بہت سی صفت لکھی تقریر معنی کچھہ نہین قولہ مدح تو کجا بادہ الخ الانتباہ کجا
بمعنی ہر کجا بادہ مرکب ہے لفظ با و بمعنی غرور و ہا نسبتی سے چونکہ شراب مایۂ غرور ہے لہذا یہ نام رکھا گیا بقول بعض
شراب خام اور عرق نیم نوش ہو او مجہول آب حیات او شہد او شیرین اور گوارا اور تریاق نشہ بروزن پشہ
بیہوشی اور کندی حواس بسبب کہانے شے منشی کے زہر خط اسکا الف و ہمزہ کے ساتھہ اس معنی مین خطا ہے صحیح بفتح
و تشدید میم زہر اور سوراخ سوزن المعنی اس شعر مین ایک تمہید توسل ہے واسطے اغراق مبالغہ فخر کے جو آگے
لاحقہ مین آتا ہے یعنی میرا کلام تو فی نفسہ ایسا نہین کہ کسی شمار و قطار مین ہو مگر یہ تیری مدح کا طفیل ہے کہ
جب میری نطق تیرے مدح کی شراب ہاتھہ مین لیتی اور اس سے مسرور ہوتی ہے تو یہ حال ہوتا ہے کہ میرا
زہر بھی حکم آب حیات و شہد کا پیدا کرتا ہے قولہ انصاف بدہ بو الفرج الخ روح اللہ از اعجاز نفس الخ
الانتباہ بو الفرج اصل مین ابو الفرج تھا حذف اس الف کا جائز ہے جیسے بوعلی و بوتراب نام شاعر انوری
نیز نام شاعر اور ان دونون شاعرون کے قصائد بھی اس زمین مین ہین روح اللہ حضرت عیسی علیہ السلام
کما جاء فی القران کلمۃ اللہ و روح اللہ منہ اعجاز بالکسر عاجز کرنا او معجزہ انبیا جسکو دیکھکے کفار عاجز ہوتے تھے
تا بجہہ علت المعنی یہ قطعہ تفریع اوسی تمہید کے ہے جسکا مین نے اوپر اشارہ کیا ہے یعنی تیری مدح سے میرے
کلام کو جو خوبی حاصل ہوئی ہے ذرا تو اوسکو دیکھہ اور انصاف کر کہ بو الفرج اور انوری اپنے مرجانے کو کیسے غنیمت
نہ جانین اگر آج میرے وقت مین زندہ ہوتے تو کیا حال اونکا ہوتا اور کیسی ندامت اوٹھاتے اور اگر تجکو اسمین
شک ہو تو مین کہتا ہون کہ حضرت عیسی علیہ السلام معجزہ احیاء موتی لیکے اونمین دم ڈالدین اور وہ میرے سامنے
آئین تو مین قلم رکھدون وہ قلم اوٹھائین دیکھہ تو کیسے میرے سامنے عرق عرق پاتے ہین اختلاف نسخہ مطبوعہ اور
متن ملا قطب مین بسم اللہ بجاے روح اللہ کے لکھا ہے اور تکلف کیے ہین میری دانست مین روح اللہ سے اور
نہین اسواسطے کہ احیاے موتی انہین کا مشہور ہے نہ بسم اللہ کا گو کیسی ہی برکت اسمین ہے قولہ اول مطلع الخ

الانتباہ راہ سپردن چلنا باز نمودن ظاہر کرنا منزل جگہ اوترنیکی اور وہ جگہ جہان مسافر راہ مین واسطے خواب و آرام
کے ٹھہرتے ہین اور مطلق مکان ایشان کی ضمیر راجع ہے ابوالفرج و انوری المعنی شاعر کہتا ہے پہلے اس نظم کی راہ مین
ابوالفرج اور انوری چلے یعنی انھون نے قصائد لکھے مگر منزل مقصود کو نہین پہونچے یعنی حق نظم ادا نہوا اب مین نے
لکھا اور ایسے طرز سے کہ جو نزاکتین نظم کی تھین سب ظاہر کر دین سب نے جان لیا کہ یہ اونسے رہگیا تھا اور اسنے
ادا کیا الاختلاف شارحین نے اس شعر کو چھوڑ دیا مگر محشی نے کسی کی طرف سے لکھا کہ بعد اونکے مین نے
اونکا مقام حاصل کیا یعنی قائم مقام اونکا ہوا انتہی بالکل سابق لاحق کے خلاف ہے کما لایخفی قولہ باللہ
کہ نہ لاف و گزاف الخ زان دوست مرا داشتی الخ معیار سخن بود تو ہم الخ الانتباہ گزاف بکسر ہرزہ اور
بیہودہ اور بے حد و بے حساب بقول بعض بفتح بلکہ تعریب مین جزاف بکسر لکھتے ہین برعایت وزن مصدر
آیت نشان و علامت دوسرا مصرعہ تاکید قسم اور جواب قسم کا یعنی دوست می داشت مرا محذوف علت
اوسکی زان دوست مرا تا آخر قائم مقام اوسکے زان مین از سببیہ ہے عالم انصاف کنایہ حکیم ابوالفتح گیلانی
سے کہ ممدوح کا برادر دوست تھا دوسرا مصرع جملہ معترضہ معیار سخن بیان علت دوست داشتن معیار ترازو
زر سنج اور سنگ محک معجز بضم میم و کسر جیم عاجز کنندہ اور معجزہ اور کرامات المعنی یہ تینون شعر مربوط اپنی کیفیت
کے بیان مین لکھے ہین یعنی قسم کھاتا ہون اور بے لاف و گزاف سچ کہتا ہون یقین کرنا چاہیے ہان جا
اگر جھوٹ سمجھے تو عجب نہین کہ ابوالفتح مجکو دوست رکھتا تھا جب اپنی رحلت سے ملک قدم کو شرف بخشا
اس سبب سے کہ وہ عالم انصاف و معیار سخن تھا کھوٹا کھرا اوس سے چھپا نہین رہتا تھا اور علی ہذا تو بھی گنج تمیز ہے
بجز تجسس سوائے اسکے کیا کہون کہ میری جو کچھ کرامات ہے تیرے سامنے موجود ہے تو اسکو دیکھ کے میرا حسن و قبح
دریافت کرے کہ کلام میرا کیسا معجز دم مردہ کو زندہ کرنے والا ہے شعر ما بعد سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاعر
کی ابھی تک دربار مین رسائی نہین تھی یہ قصیدہ بامید حصول رسائی لکھا ہے چنانچہ کہتا ہے قولہ چند انکہ در ست
الخ الانتباہ عار و ننگ و عیب تجم کے معنے اوپر گذرے المعنی شاعر کہتا ہے کہ باینہمہ مراتب مذکورہ
تیرا دروازہ مجھسے ننگ و عار رکھتا ہے اور کہ اپنے پاس نہین چھوڑتا اور یہ ہے کہ مین فخر عجم ہون خوب جان لے کہ
جسقدر تیرے دروازے کو مجھسے عار ہے اوسیقدر ملک عجم کو میری نسبت سے فخر و ناز ہے بس حیف کہ مجھے
شخص کو تو اپنے دروازے سے دور رکھے من مدح کرم لیک الخ یک منعم و یک نعمت الخ الانتباہ مگر
مراد منت بکسر میم و تشدید نون مفتوح نیکی اور احسان کسیکے ساتھ کرنا بقول بعض کسیکو نعمت دینا اور
بیان کرنا بقول بعض شمار کرنا منعم کا نعمتین اپنی منعم علیہ پر داشتن نہادن بر داشتن نشستن کشیدن زدن
کے ساتھ مستعمل شکر وہ فعل کہ خبر دے تعظیم منعم پر بمقابلہ نعمت کے خواہ بجان خواہ بلسان خواہ بارکان

المعنی شاعر کہتا ہی کہ اے ممدوح تو اگر یہ سمجھتا ہی کہ یہ مرد گرستائش پیشہ عام لوگون کی طرح ہی اس سبب سے مجھکو اپنے دروازے پر
دخل نہیں دیتا سو مین ایسا نہین بے شک مین تو مدحگر لیکن نہ ہرجائی نہ طامع کہ ہر کسیکے دروازے پر جاؤن اور اس
لالچ مین ہر کسی کے سامنے گردن جھکاؤن اور بذل و کرم کا احسان اوٹھاؤن مین تو ہمیشہ سے ایک ہی منعم اور
ایک ہی نعمت اور ایک ہی منت اور ایک ہی شکر کو جانتا پہچانتا رہا ہون اور سیکڑون شکر اسبات کے بجا لاتا ہون
کہ تقسیم نے اسطور پر میرے مقدر مین لکھا کہ مثل طامع اور لالچیون کے مارا مارا پھرنا اور قناعت نہ کرنا میرا کام ہی
قولہ گر جا بلے آوازدہد نہین الخ گویم کہ بروز ترانہ محال الخ آمکان بود امکان الخ سلطان و گدا الخ لیکن ہنرش الخ
الانتباہ ترانہ سرود و نغمہ اور ایک راگ خاص تراشہ مخاشی ہی تراشیدن سے اور تراشہ ایک گیاہ سفید خار دار
سخت بدمزہ ہوتی ہی کہ اونٹ ہر چند چاہے نگل نہین سکتا پس مراد بیہودہ کاری سے ہوتی ہی آبہ بھی ماخوذ ہی یا بیہودہ
کار بیفایدہ کرنا حاتم بکسر تا نفتح نام ایک مرد سخی و جوان مرد کا اسکے باپ کا نام عبد اللہ بن سعد طائی تھا امکان کی
تحقیق اوپر گذری ہی تکرار بجہت تاکید فطرت بکسر آفرینش سودائی باز گرفتن پھیر لینا فاعل نگیرند کے قضا و قدر اشیا کے
معنی بھی اوپر گذرے المعنی یہ پانچون شعر مربوط مشعر سوال و جواب ہین یعنی اگر کوئی جاہل بول اٹھے کہ دعوی استغنا
کا بھی کرتا ہی اور اوسکے ساتھ التجا بھی کرتا ہی یہ کیسا راگ گاتا ہی ہمنے مانا کہ ایک ہی منعم اور ایک ہی نعمت آخر
ہی تو پھر بھی حاجت تھوڑی ہو یا بہت چاہیے یہ حاجت کو مطلق بھولجائے تب استغنا ہی بجواب اوسکے کہتا ہون
کہ اے ترشہ خا باو بیہا جا اپنا کام کر یہ رتبہ کہ حاجت مطلق نہ رہے حاتم و جم کو بھی حاصل نہوا کہ حاتم جود و سخاوت
مین اور جم یعنی حضرت سلیمان ع مراتب مین مو تون عدیم المثال گذرے ہین اسواسطے کہ مخلوق کیسی ہی ہو پھر بھی
مخلوق ہی مدنی الطبع کہ مایۂ پیدایش اسکا عجز و نیاز ہی چاہے سلطان ہو چاہے گدا اور خود صفت امکان کی محتاج ہی
پھر اسی قول کی توضیح ہی کہ سلطان و گدا سب تلاش و جستجو مین جامہ و نان کے ہین قضا و قدر نے یہ تن پیٹ اسکے
پیچھے ایسا نہین لگا دیا ہی جب تک وہ اونکو آدمی سے پھیر نہ لین اور یہ تا حیات ممکن نہین تب تک اونسے چھوٹ سکے
مگر بجا یک و گیر محکم گیرکے ایک در طرزی پر التجا لیجانا عیب نہین بلکہ ہنر کہ اوسکے ضمن مین قناعت منطوی ہی اور در در پھرنا
عیب کہ مشتمل حرص ہی قولہ یارب مدہ این عیب الخ الانتباہ باز زائد زیور سے مراد آرایش زشت بد برہان
بفتح جمع برہان دلیل قاطع حکم بکسر اول و فتح ثانی جمع حکمت المعنی شاعر دعا کرتا ہی لیکن زور اپنی سخنوری کا
بھی جتاتا ہی یعنی اے پروردگار میرے مجکو یہ عیب ورد پھر نیکامت دے اگر مجھ مین یہ عیب پیدا ہوا تو مین اسکو بھی
بزور دلائل حکمی آراستہ پیراستہ کر دونگا کون ایسا ہی جو میرا بحث سکیگا مگر کیا ضرور جو یہ اپنی حکم کو زحمت او تھانا پڑے
الخلاف نسخۂ مطبوعہ مین بجاے نہ دہم صیغۂ نفی کے بدہم صیغۂ مثبت لکھا ہی اور درمیان براہین و حکم کے واو
عطف میری دانست مین باضافت صحیح ہی قولہ عرفی ہمہ لافی بدعا الخ الانتباہ میدان بالفتح مشتق میدن

سے بمعنی جنبیدن مجازاً بمعنے فراخ بقول بعض بکسر ماخوذ ودون بالفتح لاغر کرنا جو سواری وگشت زمین فراخ کی جا پر بیا
کرلاغر کرتی ہی اس سبب سے میدان بصیغۂ آلہ کہتے بقول بعض بفتح فارسی ہی بکسر عربی المعنی یہ شعر واسطے اختصار
کلام ہے کہ ہمصرف ندا محذوف یعنی اے عرفی مین خیال کرتا ہون تو تو بالکل بیہودہ اور لاف گزاف معلوم
ہوتا ہو تجھ چاہیے کہ جلدی تدارک اس لاف کا ممدوح کی دعا سے کر اس قسم کے لاف وگزاف لکھکے میدان
سخن کا کیون تنگ کرتا ہو تیری تحریر کی تو کچھ حد نہین لیکن اور بھی دنیا مین لکھنے والے ہین کچھ تو اونکے
واسطے چھوڑ دیا تنگ بیان اپنی کیفیت کا تھا آیندہ دعا سے تابید الخلاف محشی وشارحین نے یہ شعر
اور اور چند شعر معرا چھوڑے ہین نہ معلوم اونکے ذہن مین کیا تھا بدون لکھے سہل انکاری کیسے سمجھی جائے
بلکہ حرف گریز کا لگایا جائیگا **قوله** تا از کشش خواہش عمر تو الخ **الاشتباہ** پہلے شعر مین لف ونشر غیر مرتب ہی
دوسرے مین مرتب باعتبار خواہش وآویزش کے بیجادہ بیاے معروف ایک جوہر ہی سرخ رنگ کہ مثل کہربا
کے کاہ کو کھینچتا ہی **مولہ** صیغۂ مفعول از باب تفعیل شیفتہ اور عاشق اور دیوانہ بجاے اسکے مولع بھی نسخہ ہی
صیغۂ مفعول اسی باب کا بمعنی حریص گردانیدہ شدہ **المعنی** شاعر دعا کرتا ہی کہ اے ممدوح تا وقتیکہ خواہش مین کشش
او مقصود مین آویزش ہو یعنی خواہش کی کشش سے مقصود خواہش کو جا چپکتا ہی جیسے کاہ کو کہربا کھینچ لیتا ہی پس
جب تک یہ طبیعت وخاصیت آز وکرم کی دنیا مین رہے کہ قیامت تک رہیگی تب تک تیری عمر کی خواہش
مین ابد جسکی صفت لا انتہا ہی عاشق اور دیوانی اور تیرے عہد کی آویزش سے قدم مشرف اور مکرم رہے
حاصل یہ کہ تیری عمر ابدی ہو اور تیرا عہد قدیمی **قوله** صنعت کہ نشان چشم ودل الخ **الاشتباہ** صنعت بالفتح
ونیز بالضم ہنر اور پیشہ تحلیل فانی کرنا کسی چیز کا گلہا کے اور ظاہر کرنا **المعنی** یہ شعر بھی دعا مین ہی یعنی جب تک
آتش وآب مین صفت تحلیل اشیا کی ہی کہ ہر شے کو گلا کے نیست ونابود کر دیتی ہی اور یہ صفت انمین تا قیام رہیگی
مین خدا سے یہ چاہتا ہون کہ انکی صنعتگاہ چشم ودل تیرے دشمن کا ہووے وہان یہ دونون اپنے اپنے ہنر اور
پیشہ کا اظہار کرین حاصل یہ کہ دشمن تیرے ہمیشہ بچشم گریان اور دل بریان رہین اور اسی حالت مین نیست ونابود ہوجاوین ط
قصیدہ ۵ قوله اے مرا زشتی اعمال الخ صورت امیدی بنیم الخ **الاشتباہ** یہ قصیدہ بھی بحر رمل مین
ہی اے حرف ندا منادی اسکا عرفی تبعاً فرضی گواہ بضم کاف فارسی وبفتح غلط کبھی ہا کو حذف بھی کرتے ہین
روسپیدی ضد اسکی روسیاہی صورت بمعنی ظاہر امید بضم اول بیاے مجہول ومعروف وتشدید وتخفیف میم دونون
طرح برہی رعشہ بالکسر ونیز بفتح نام ایک مرض کا ہی کہ ہاتھ پانون بیدون ارادہ کانپتے ہین شرم کا میم مضاف الیہ
نگاہ کا ہی **المعنی** یعنی اے عرفی مین ایسا بد اعمال ہون کہ مجھکو امید اپنی مغفرت کی نہین اور یہی نا امیدی میری
نہایت بد اعمالی کو ثابت کرتی ہی ورنہ بد اعمال بھی نا امید نہین ہوتے اور حسن عمل سے مجھکو اصلا قربت و

نسبت نہین حسن اعمال سے مین ایسا دور ہون جیسے روسپیدی گناہ سے ظاہر ہی کہ گناہ کو روسیاہی لازم ہی
چونکہ اس کلام سے نفی مطلق امید کی مترشح تھی اور یہ نفی مناقض حکم محکم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر
الذنوب جمیعا کے لہذا تدارک اوسکے کرتا ہی کہ ہر چند ناامید ہون مگر یہ بات ضرور ہی کہ جسوقت اپنے گناہون پر
نظر کرتا ہون اور نظر کثرت گناہون سے شرم کے جو کانپنے لگتی ہی اوسوقت البتہ صورت امید کی سامنے آجاتی ہی
کہ شاید یہ خوف و شرم وسیلہ نجات کا ہو جاوے لیکن جو پلہ گناہ کا بھاری پاتا ہون لہذا یہ امید ایسی ہی جیسے آب موج زن
کہ آیا اور چلا گیا قیام پذیر نہین **الخلاف** محشی و شارحین نے یہ دونون شعر مربوط نہین کیے ہین ملا قطب نے لفظ
اے کو صرف واسطے اظہار کے لکھا ہی نہ ندا کے دوسرے شعر مین یہ کہ صورت امید کی مانند آب موج کے لرزان معلوم
ہوتی ہی فتامل **قولہ** گر بصورت کاہ را گویم الخ **الاشتباہ** صورت بمعنی ظاہر کہربا ایک مہرہ زرد رنگ ہوتا
ہی کہ کاہ کو اوٹھاتا ہی تشبیہ کہربا کی چشم معشوقون سے بلحاظ بیمروتی و بیوفائی کے ہی پس سیاہ کے معنی اس جگہ بیمروت
کے ہین بدین وجہ کہ پرند شکاری سیاہ چشم بیمروت و بیوفا ہوتا ہی ورنہ اکثر زرد چشم ہوتے ہین **المعنی** شاعر کہتا
ہی کہ اگر کاہ سے ایک ظاہر طور پر کہدون کہ مین اور تو دونون ہمرنگ ہین یعنی تو بھی زرد مین بھی زرد رو اگرچہ
بحقیقۃ اس کہدینے سے اوسکو کوئی نقصان نہین لاحق ہوتا تاہم کہربا اوسکے کھینچنے مین بیمروتی کرے
کہ مجکو عرفی جیسا زردرو جسکے معنی مردود کے ہین اپنا ہمرنگ بتاتا ہی مین تجکو ہرگز نہین کھینچتا پس میرے کہنے
کی شامت سے وہ بھی نزدیک اوسکے مردود ہو جاوے **الخلاف** محشی و ملا قطب دونون نے لکھا کہ اس شعر
مین شاعر اپنی سیاہ رنگی بسبب شامت گناہون کے بیان کرتا ہی کہ اگر کاہ سے نسبت دون تو بسبب اس نسبت
کے کہربا اوسکے اوٹھانے سے نہایت سیاہ مثل مردم چشم معشوقون کے ہو جاوے انتہی یہ تو سیاہ رنگ اور
کاہ زرد رنگ ضد او دیکھا نہین عقل سے پہچانا یا اوس سے نسبت ہی کیسے کرسکتا ہی کسی رنگ سے کہتا تو مضائقہ
نہ تھا اور ایسے ہی ملا عبد الرحیم نے غوطہ کھایا مگر ملا سعد کے معنی اور میرے مطابق ہین اور اونہین کوئی قباحت
نہین **قولہ** میل فعل زشت الخ و ربعصیان در نمی آیدم الخ **الاشتباہ** شبیہ بروزن فصیح نظیر اور مشابہ
اور مانند اور تصویر مطابق اصل صورت کفر حق کا چھپانا بعینہ بکسر اول و کسر نون بمعنی بحقیقت خود اور بذات
خود شہوت بالفتح مطلق خواہش و خواہش طعام اور جماع ضعف بالضم سستی و ناتوانی **المعنی** یہ دونون شعر
مربوط ہین یعنی فعل بد کی رغبت کو میری طبیعت سے نہایت آمیزش ہی پس خوب جانتا ہون کہ یہ دونون باہم
ایسے ہین جیسے ربط کفر و مکافات الہ باوجود لازم و ملزوم اور جو گناہ سے بچا ہون یہ سبب بیقوتی کے
ہی قابل اعتبار نہین جیسے حریص شہوت اور ضعف باہ مجبور ہی کیا کرے والا حرص تو موجود ہی ایسے
ہی مجکو رغبت گناہ کی **الخلاف** ملا قطب نے شہوت اور ضعف کے درمیان کے واو کو واو معیت

لکھا ہی اوسکے موافق اوسکے معنی میری دانست مین وا ما الیہ مناسب ہی قولہ ایکہ واری الخ چہرہ از آب یاقوت الخ
و نگاہ شاہد معنی الخ الاشتباہ وہ وودال آب یاقوت ایک جوہر ہی کہ سرخ و زرد اور سفید و کبود ہوتا ہی شاہد معنی
عالم کا شاہد حقیقی ہو ط بواو معروف [illegible] سواے اسکے عربی مین واو مجہول نہین آتا ہی دام ستین جال لگاتا
المعنی ربط ان دونون شعرون کا اشعار سابقہ سے اس طرح پر ہی کہ وہ جسکو شاعر نے ندا کر کے اپنی غفلت
بیہودگی بیان کی اب وہ منادی منادی ہی کہ سلسلہ ندامت مین سے تیرا اعمال سنا تجکو لازم ہی کہ یہ جو تو نے اپنے نامہ
اعمال کو معصیت خانہ عاشق کی طرح سیاہ کر رکھا ہی یعنی جیسے اوسکا گھر دود آہ سے کالا ہوجاتا ہی کہ یہ ایک اور عادہ ہی
اب تو اشک خونین یاقوت ندامت سے اپنے چہرے کو ایسا سرخ کر جیسے گل عارض معشوق کا انفعال نگاہ یا حیا سے
سرخ ہوجاتا ہی جیسا کہ کہا ہی الحمرۃ للخجل اور شاہد حقیقی جو ظاہر و عیان ہی اوسکے طرف نظر کر اور ایسی نظر کر اوسمین غرق
و محو ہوجا جب تک کہ نگاہ تیری اس عالم صورت مین جال لگائے ہوئے ہی اور ہر چیز کو اپنے جال مین پھانستی
ہی سواے اوسکے اور کسی طرف نگاہ کو مت پھیر نہ دیکھ الخلاف محشی اور شارحین نے بھی معنی ان اشعار
کے لکھے ہین اور ملا قطب نے جو مطلع کے حرف ندا کو بیکار ٹھہرایا ہی اب وہ اس ربط کو غور فرمائین اور
اوس حرف ندا کو اور نیز آئندہ قولہ ہان سمند آہستہ ران الخ میتوان کردن تلافی الخ الاشتباہ ہان
کلمہ تنبیہ کا ہی بمعنی خبردار باش سمند گھوڑا سفید چہرا ہوا تلافی یا تدارک حاصل کرنا عمر بضم عین و سکون میم بفتح نیز نام
اوس مدت کا جسمین قیام بدن کا ہی زندگی سے المعنی یہ دونون شعر بھی تحت مقولات اوسی منادی کے ہین
ہین یعنی خبردار اپنے سمند نگاہ کو اس جولانگاہ صورت مین آہستہ آہستہ جولان کر اور آہستہ سے یہ مراد کہ
کچھ وہ فنی لابدی ہین اونکو دیکھ باقی بجانب شاہد حقیقی [illegible] سواسطے کہ تو بہکا ہوا اور بیہوش کہ صورت سے
معنی کو نہین دیکھتا اور اولٹا چلتا ہی اور سست جسکو راہ روشن چلنا مشکل ہوتا ہی کہ یہ تاریک راہ دشوار گذار
ہانیکہ اس سبب سے کہ دنیا کو نظر تحت و فوق مین ہونیکے غار عمیق سے تعبیر کیا ہی اور تاریکی عمق غار کی
معلوم ہی مین نے تجکو ہوشیار کر دیا ہی پر عمل کر اور اگر یہ قصد ہی کہ تلافی عمر ضائع کردہ کی کرون تو یہ محال
البتہ اگر کاہ خشک از سر نو گیاہ تازہ ہوجاے تو کیا مضائقہ قولہ مرحبا نیک آمدی اے یاس الخ جیسا اسکے
تو سا عجز کر الخ شاہد معنی عیان و من الخ الاشتباہ مرحبا یہ لفظ بحذف فعل و متعلق مفعول مطلق ہی کہ عرب واسطے
تعظیم مہمان کے استعمال کرتے ہین اصل مین تہا رحبت لک الدار مرحبا بس مرحب رحب سے ہی بمعنی فراخ شدن
یعنی فراخ ہوا واسطے تیرے گھر فراخ ہونا پھر فعل اور متعلق حذف کرکے نصب بجہت دلالت بر محذوف باقی رکھا
نیک آمدی کا اسی کا ہم معنی ہی بنا بر تاکید یاس فارسی مخفف یاسمن عربی مین بمعنی نا امیدی کرم بمعنی تیز اور زیر
آنسو کچھ کرم بھی ہوتا ہی جیسا بالفتح و تشدید باے موحدہ و ذال معجمہ کلمہ مدح کا ہی بمعنی خوب و بہتر عجز بالفتح و بالکسر عاجز ہونا

ناتوان ہونا آمرزش ای گل آمرزش بقرینہ نوبہار اور مَی مدطرف ہنقیح کو شناور کنارہ ملتفت بضم میم وکسر فا ہندی کہنا
دیکھنا اکھ تحقیر اور تمہید اور تولیب محبت یعنی یون صورت مین ہوتا ہے تار معنی سیاہ اخیر یعنی ربط ان دونون شعرون کا اشعار سابق سے
یون ہو کہ جب شاعر نے ہدایت گریہ ندامت و نیاز الی اللہ کی اور مین نے اپنی طرف غور کیا تو یاس و عجز کو اپنے
مین بخوبی پایا پھر اپنا تجاوز ثابت کرکے ایسا خوش ہو کر کہتا ہے کہ جیا خوش آمدی کہ جب ابر سبب تیری ایسا گریہ
دیدہ رودن کا اب بے شک ساری تیری گناہونکی پاک صاف ہو جائیگی کما قال علیہ الصلوۃ والسلام التائب من الذنب
کمن لاذنب لہ اور کیا کہنا ہے تیرا ای عجز تیری تاثیر سے معصیت کے سرکی زیبائش گل آمرزش سے کیجاتی ہے لیکن
بڑی حسرت وافسوس کی یہ بات ہے کہ شاہد معنی کا ظاہر بینون صورت کیطرف متوجہ ہے نتیجہ جس مین نادانی کا ہے خدا ان
کے منھ اور دل کو تار و سیاہ کردے سب جرائی انکی ہے بالخلاف ہمتی وما عجب ہمارا ہم دونون نے بجائے رودن جل
تار و سنے نادانی کے اور رودن جل ماچون شیرے نادانی اٹھایا ہے اسی مین حیران ہون کہ دے نادانی سیاہ کیا
ہے جس سے تشبیہ لیگی **قولہ** اسکے بے تاثیر ضائع الخ بعدازین و جب کہ بالجملہ جانتے یا ہم کہ اثر کفر مین الخ **الانتباہ**
دیر بالفتح گنبد عبادتخانہ اور مطلق عبادتخانہ ترسایان ہندی مندر لیکن اس معنی مین عربی ہے فارسی والے عالم بند
کے معنی لیتے مین پس دیر بچاہنا دنیا کہ بعیرت تشبیہ کے ہے تلخ معروف و بمعنی سیاہ اور ناگوار سے کے ہے اور نالہ آم اور تاثیر
جیسے مے تلخ مصرع تلخ و پر زور ہے بادہ عشرات شیراز بہ نالہ نالیدن سی چلانا سوز دل حالت کیفیت آدمی کی جس مین
وہ ہووے اور تکفیر کسیکو کافر کہنا اور چھپانا لیس فی دلقی او سواہ یہ قول شاعر قول حضرت جنید بغدادی کا یعنی لیس فی
جبتی سوا اللہ کے معنی قول شاعر کے نہین ہے میری دلق مین سوا اوسکے اور حضرت جنید کے نہین ہے میرے جبے مین
سوا اللہ کے المعنی ربط ان اشعار کا سابق سے اسطرح ہو گا کہ شاعر بطریق ایجاز حسب قرینہ قیاس کہتا ہے کہ موجب ہدایت
اپنے مناوی کے اس پر مجاز مین بہت سا رونا و شام وسحر گریہ تلخ اور نالے پرسوز کیے لیکن کچھ تاثیر نہ دیکھی سب
بیکار و برباد گئے مگر اب اس تلاش مین ہون کہ کوئی ایسا سبب ڈھونڈھون جسکی برکت سے مجھ پر آہ کرنے کے قضا و قدر
گوہر مقصود ابد کا بے منت و احسان میرے دامن آہ مین کھدین اور ایسی حالت پاؤن کہ اگر میری زبان سے لیس
فی دلقی سواہ نکلے اور لوگ میری تکفیر کرین تو خود کافر ہو جائین بخلاف حضرت جنید کے کہ وہ تکفیر سے محفوظ نہ رہے
اس سبب سے کہ مین تو اون مین ہون جنکے لیے یہ حالت ہمیشہ پہونچا ہو کہ جو مقام جاء الحق و زہق الباطل کا ہے بخلاف کسی وہ
حضرت جنید کی خانقاہ تو نہین ہے پس یہانتک تشبیب تھی **الخلاف** شارحین مین ہے کسیلئے اول سے یہانتک کچھ
لحاظ ربط اشعار کا نہین کیا حالانکہ یہ تو اپنی کیفیت کا بیان ہے نہ مدح مین ربط ہونا پر ضرور ہی ناظرین انصاف مند
ملاحظہ فرمائین کسواسطے کہ ربط و ابیات سے معنی کی ہے سوا اسکے معنی بھی جیسے ہین ویسے ہین اور اشعار متفرق کرکے
اور خرابی لگائی ہے کچھ تقدیم و تاخیر کا خیال نہین بلکہ ہونا اور بات ہے اور سمجھنا اور بات **قولہ** معقد ورجے الخ

الانتباہ مقصد بصیغہ ظرف بکسر صاد ضرب یضرب سے بفتح صاد کا جیسا کہ مشہور ہی درست نہین بمعنی جاے قصد روانگی کے معنی اوپر گذرے **المعنی** یہ شعر گریز مین ہی معنی یہ جو تیرا قصد ہی کہ مین جنید پر فائق ہو جاؤن یہ تہ تونے دور کا ارادہ کیا ہی اوبڑے بلے کی بات کہی بالفرض اگر یہی قصد ہی تو کار روائی اسکی اونکی مدد سے ہوگی جو دنیا و دین کے بادشاہ ہین یعنی آنحضرت صلعم پس قدم ہمت کا اونکی مدد کے ساتھ رکھہ تا منزل مقصود پر پہونچے **قولہ** قہرمان عرش مسند **الانتباہ** قہرمان بالفتح و فتح رائے مہملہ معرب کہرمان بمعنی کار فرما اور حکم بالجلال و قہر او ربقول بعض مان کلمہ نسبت ہے منسوب بقہر یعنی غلبہ پس بمعنی حاکم مجازا حکومت اور بقول بعض ترکی ہی عرش تخت او ر سقف مسند بالفتح تکیہ گاہ اور تکیہ بڑا واو ر در اصل واو در تھا ای صاحب واو ایک واو کو بنظر تخفیف حذف کیا امی بضم و تشدید میم منسوب بام وہ شخص کہ گویا اوسکا مرجانے اور تعلیم باپ سے محروم رہی مان یا دایہ و سکو پالے مجازا وہ شخص کہ لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو اگرچہ باپ کے سامنے جوان ہو چنانچہ آنحضرت کی بھی یہ صفت ہی کہ کسی سے تعلیم نہین پائی تا فضیلت استاد کی ثابت ہو او علم لدنی رب سے ممتاز رہین لقب تفتحتین وہ نام کہ جسمین مدح اور ذم کی رعایت ہو بخلاف علم کہ فقط نام ہوتا ہی مرآۃ صیغہ آلہ بمعنی آئینہ صنع بالضم کام کرنا اور پیدا کرنا اور نیکی کرنا کسی پر **المعنی** پہلے مصرعے کے معنی تو معانی لغات سے ظاہر دوسرے مصرعے کے یہ کہ آئینہ مین صورت اصل ہی اور نقطہ مین معنی پس آنحضرت صلعم آئینہ معنی کی صورت ہین اور نقطہ صنع کے معنی جو کوئی معنی کی صورت دیکھا چاہے آپ کو دیکھے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہی **ع** جسکی کہ نظر پڑی نبی پہ بالله اوسنے تو بعینہ خدا کو دیکھا + اور صنع آلہ کے معنی حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک سے ظاہر ہین **اختلاف** محشی اور ملا عبد الرحیم اور ملا قطب انمین سے کسی نے اس شعر کے معنی نہین لکھے ناظرین غور فرماوین قابل لکھنے کے تھا یا نہین بلکہ نسخہ مطبوعہ مین بجاے معنی صنع آلہ باضافت کے صنعش بنایا ہی اس سے تو معلوم ہوتا ہی کہ کچھ بھی نہین سمجھے واللہ اعلم **قولہ** گر محیط سراے اولخ **الانتباہ** محیط گھیرنے والا اور سمندر شوید امر صاف پاک کند دامن موج وہ پانی موج کا جو بصورت دامن تلے اوپر ہوتا ہی اور کنارے تک آجاتا ہی **المعنی** اس شعر مین صفت آپکی سراے روشن کی ہی جسکے سامنے آفتاب و ماہتاب با اینہمہ فروغ و عالمتابی مکدر اور تاریک ہین گو بظاہر نورانی معلوم ہوتے ہین ہان اگر محیط آپکی سراے کا چرخ پر موج زن ہو تو اسکے دامن موج کا اونکو پاک صاف کردے پھر اوسوقت انکا کوئی نور دیکھے **اختلاف** نسخہ مطبوعہ اور نیز شرح ملا عبد الرحیم دونون مین بجاے موج زن سراے تن اور بجاے شوید برو بد رفتن سے لکھا ہی اور اسی موافق دونون نے معنی ایسی لکھتے ہین کہ جھاڑنا چشمہ خورشید و ماہ کا کنایہ اونکے بے نور کرنے سے اور دور کرنے سے انتہی بھلا محیط کے واسطے سراے تن اور برو بد کیا مناسب ہی اگر برو بد صاف کرنیکے معنی مین لیا جاے تو شوید کیا برا ہی اور موج مین کیا قباحت ہی سراے تنی کا یہان کیا کام بہرحال مناسب مناسب ہوتا ہی اور غیر مناسب غیر مناسب جہدا معنی جو کچھہ ہین وہ ظاہر ہین

قولہ در شب معراج کان بکتاس الخ زان کسے محرم نبود الخ **الانتباہ** معراج بالکسر آلہ عروج ہندی سیڑھی شب کے معنی اور پرگذرے محرم مجازاً بمعنی واقفکار آہی یعنی یہ قطعہ بیان شب معراج مین ہی شاعر شیعہ مذہب ہی اور شیعہ مذہب معراج بروح کے قائل ہین نہ بجسم کے موافق اوسی کے کہتا ہی کہ شب معراج جو آنحضرت صلعم جامہ بصورت یعنی جسم ظاہری کو آرامگاہ مین کہ اوس رات ام ہانی کے گھر تھے چھوڑ کے بروح متوجہ حریم ایزدی کے ہوئے جو کوئی واقفکار اور رازدار حریم ایزدی کا نہ تھا اس سبب سے وہم غلط ہونیکا اشتباہ سے اس مین نہین رہا اور منکر معراج کے ہوسکے کہ ما خرق الفلک ما التام یعنی کیسے آسمان پھٹ گیا اور کیسے ملگیا بعض نے جسم ثقیل خاک کا آسمان پر جانا محال جانا بعض نے کہا کہ دولت معراج کی وہین آگئی کہین گئے نہین شیعہ بروح کے قائل ہوئے مگر اہل تسنن عرش تک بجسم باقی بروح کے قائل ہین چنانچہ اقوال اکابر سے ثابت الحق من یہدی اللہ فھو المستدو من یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا **الخلاف** اس قطعہ مین شارحین محشین کا عجیب حال دیکھا کسی کے معنی کچھ صاف صاف سمجھ مین نہین آتے جانے کیا تاثال طول کی ہی ایسی شرحین اور حاشیے کس کام کے زیادہ تر مصروف ادھر ہین کہ بجسم معراج ثابت ہوجانے ہمکو کیا غرض کہ صنف کی لفظون اور عقیدے کے خلاف اپنے عقیدے کے موافق بات پیدا کرین موسی بدین خود عیسی بدین خود **قولہ** اے ز روے نسبت ذات الخ سایۂ یزدانی وانوار الخ **الانتباہ** ولایت بکسر تقرب بندۂ نیک کا خدا تعالی سے اور بفتح صداقت اور مددگر تا نبوت بضمتین وتشدید واو پیغمبری اور خبر دینا نبوت کے پناہ اس سبب سے کہ قبل ظہور آنحضرت گویا نبوت ماری ماری پھرتی تھی اب اوسکو پناہ ملگئی کہ آپ خاتم النبوت ہین سایۂ یزدانی ظاہر ہی کہ سایہ مثل ذات کے ہوتا ہی سیما بکسر نشان اور علامت کہ جس سے خیر وشر سیما والے کے سمجھی جائے مجازاً پیشانی کہ اس سے بھی خیر وشر معلوم کرتے ہین منقول ہی کہ کفار آپ کو کاذب وساحر کہتے تھے ایک اعرابی آیا اور آپکو دیکھتے ہی بولا تاللہ لیس ہذا الوجہ بکاذب یہ قطعہ صاف ہی محشی نے بالکل معرا چھوڑا ملا عبدالرحیم نے صرف نبوت پناہ کے معنی مین نے ضروری معنی سب لکھدیے **قولہ** دست غفلت بہر الخ شاخ وشاخ الخ شاہد عدلت بدت الخ **الانتباہ** یہ سب اشعار صاف ہین اسلیے لغت کے معنی مع مطلب ضروری کے لکھے لکھتا ہون چالاک بمعنی تیزی چستی بچالاکی بر بستگی مستعدی وآمادگی نعاق بکسر نون ہندی پٹکا یعنی حفاظت آپکی محل کو موجود کرے طوبی بضم نام ایک درخت بہشتی کا ہی جسکی ہر محل مین بہشت کے ایک شاخ ہی کہ بہشتیونکو انواع اقسام کا میوہ حاصل ہوگا فارسی والے بکسر بائے موحدہ بھی استعمال کرتے ہین بر تم ریختید بصیغۂ لازم مراد کثرت سے جسکی ہندی ہی ٹوٹ پڑنا یعنی چرانے برگ وشاخ تو ادہین تھی ہی اب گیاہ کھدینے کی خوشی سے تازہ تیازہ اور برھگی دہر زمانہ سنبل وریحان فشاندن سے مراد آرام وآسایش پہونچانا یعنی ہر کوئی فتنہ کا کھونا چاہتا ہی آپکا عدل

بسبب خوش خلقی کے اوسکے آرام کی صورت کرتا ہی اور سنبل و ریحان کا اوسکے واسطے بستر بناتا ہی تا آسایش تمام
سوتا رہے نہ اس سے کسیکو ایذا پہونچے اور نہ اسکو کسی سے چنانچہ فتنہ کی نسبت کہا ہی خوابش بردہ بہ **الخلاف**
بعض نے بجاے برہم کے از ہم اور تازہ کے باز ایسے ہی ملا قطب نے پژمردہ شدن لکھا ہی سب مزخرفات ہی
قولہ سکہ دست رحمت الخ توشہ گیر انتفاع الخ از خیال ہیبت اندیشہ الخ تا ازل گوید ابد الخ **الانتباہ** ان چاروں
شعروںکی بھی کیفیت مثل اشعار صدر کے ہی یعنی امید کہ معشوق عشق کی ہی اور یاس معوض اوسکی اب آپکی رحمت نے
یاس کو ایسا آراستہ پیراستہ کردیا کہ عشق پہچان نہین پاتا یاس کونسی ہی امید کونسی و الا عاشق اپنے معشوقوںکو کہین
پہچانتا ہی توشہ گیر فائدہ پانیوالا انتفاع نفع اوٹھانا بلفظ بردن مستعمل ارتفاع بالکسر بلندی اور بلند ہونا اور غلہ اوٹھانا
مجازاً محصول ملک اور حاصل زراعت یعنی جود و جاہ خود دونوں آپ کی جود و جاہ سے توشہ گیر و خوشہ چین ہین جباہ
بکسر اول جمع جبہہ یعنی پیشانی یعنی اندیشہ جو خیال آپ کی ہیبت کا کرتا ہی تو دل کا دل ہی مین سہم کر مرجاتا ہی اور سجدہ نشان
آستانہ کی خوشی سے پیشانیوں مین ناچ رہا ہی یعنی نہایت خوش ہی ازل و ابد اور جوہر اول تینوں لفظوں کے معنی اوپر لکھے
گئے شناہ بکسر اول شناوری یعنی آپکا علم بے پایان ایک محیط ناپیدا کنار ہی بالفرض اگر جوہر اول اوسمین ازل سے پیرنا شروع
کرے ابد تک آخر ازل سے کہے کہ جو لوگ ناامید از ساحل ہوتے ہین از انجملہ ایک یہ بھی ہی عبث پیرتا ہی اور نہین جانتا کہ
مین محروم الساحل ہون یہانتک ابیات مدح کے ختم ہوے **الخلاف** محشی نے تیسرے شعر مین اندیشہ میرد کے معنی
لکھے اندیشہ مین کچھہ وسوسہ نہ رہے **قولہ** یکہ از احرام آگاہی الخ میتراود آب شور الخ سینہ مد را الف بشگافد الخ **الاحیا**
مہمل الیدین بکسر تین چھوڑدینا عفت بکسر عین و تشدید فا پارسائی و پرہیزگاری خصوصاً شہوت حرام سے مد بفتح و تشدید
دال یہان ازمین خط سے مراد ہی جو الف پر بنا ہین تحت الثری زیر زمین اسواسطے کہ ثری زمین نمناک کو کہتے ہین **المعنی**
یہ تینوں شعر اپنے بیان حال مین ہین یعنی ای حضرت باوجود اسکے کہ آپ میرے حال سے واقف ہین مجھکو ایسا بحال
تباہ کیون چھوڑ رکھا ہی جیسی میری کوشش حصول عفت و طاعت مین تباہ ہی کہ کچھہ مفید نہین ہین تو ایسا شوربخت ہون
کہ اگر میرے بخت شور کے میدان مین کوئی تحت الثری تک کنوان کھودے جب بھی ابد تک آب شور ہی نکلے چاہ اور
تحت الثری کی ایراد سے سواے شوربختی کے پستی او ضعف بخت کی بھی مقصود ہی اور ایسا پریشان خاطر ہون کہ اگر بجاے
پریشانی تیرہ آہ کا کہ وہ الف ہی لکھون تو اثر پریشانی سے ہرگز اپنی جگہ قایم نہ رہے سینہ مد کو چیر کر فوراً باہر نکلجاے
میکند و میتراود دونون واسطے استمرار کے ہین **الخلاف** نسخہ مطبوعہ مین بخت شورم کی جگہ تیرہ بختم غلط لکھا ہی یہان
ذکر شوربختی کا ہی یا تیرگی کا کیا مطبوع نمین صحیح نہین سے یا توجہ نہین فرماتے کہ نہ معنی درست نہ متن صحیح **قولہ** تو
نفس م از آسیب الخ یا فریب غول الخ **الانتباہ** اخوان بالکسر برادران یہ وزن فعلان بکسر کا ہی غول ایک
قسم جن سے ہی کہ جنگل مین رہتا ہی اور ہر شکل سے متشکل ہوسکتا ہی انبار بفتح شریک **المعنی** یہ قطعہ اپنی استدعا مین

لکھا ہے یعنی یوسف نفس میرے کو آسیب اخوان سے کہ حرص وغیرہ ہین یا ابناے روزگار انسے دور رکھ اور بچائے رہ
کسواسطے کہ چاہ سد بعد بے دت اس بیگناہ کے ساتھ کہ یہی وجہ نفسکو یوسف ٹھہرانیکی ہے راہ سلوک مین فریب غول کی ہمراہ
اور نزدیک چاہ ظلم کے فساد گرگ کے بھی انباز ہوئے ہین یعنی اخوان یوسف نے تو یوسف کو صرف چاہ ہی مین ڈالدیا تھا
تو فساد گرگ کا بھی پھیلائے ہین بعانت گرگ کی اسوجہ سے ہے جو بھائیون نے خلاف حضرت یعقوب سے کہدیا تھا فاکلہ
الذئب اور میری نفس کے اخوان تو سچ کرتے ہین **قولہ** تا اسیران محبت را الخ احتمال روسپیدی الخ **الانتباہ**
مضمر بضم میم اول وفتح میم دوم وہ بات جو دل مین چھپی ہو اور پنہان اور پوشیدہ ماخوذ ضمیر سے بدین مناسبت کہ وہ بھی
چھپا ہوتا ہے روسفیدی معززی و دولتمندی اور ممتازی **المعنی** یہ قطعہ موافق قاعدۂ قصیدہ کے دعا کے تابید مین
ہے یعنی جب تک کہ نسبت عاشقون کے یہ گمان ہے کہ جو لانگاہ دوست مین سجدہ کرین گے اور یہ احتمال انکی
پیشانیون مین پوشیدہ ہے چنانچہ تا مدت عمر زمانہ کے یہ سلسلہ عاشقی و معشوقی کا جاری رہیگا تب تک احتمال
روسپیدی کا اوس شخص سے دور رہے جو آستانہ مبارک چھوڑکے دوسرے آستانہ پر جبین سائی عذر گناہ مین کرے ۵

قصیدہ ۶ قولہ سپیدہ دم چو زدم آستین الخ بدل ز شاہد بزم الخ نہ ہے اطاعت و حسن ادب الخ زیادہ
نہ حلاست الخ طلب بیار و مترس الخ اگر بخشیمہ مقصود الخ نہ کوتہی ز عطا بود الخ تو در معاملہ اہبطوا الخ در بلاطفت الخ
ہی مشاہدہ الخ بیا بنوش کہ در سینت الخ بیا کہ در طلبت بر فراز الخ چو عشق تو ہمہ الخ **الانتباہ** یہ قصیدہ ذو مطلعین
بحر مجتث مین ہے ارکان اسکے مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات دو بار کبھی رکن آخر فعلاتن اور فعلن اور فعلان بھی
آتا ہے تیرہ شعر ذکر عالم نور اور ندا ے شاہد ازل ہین ہین مین ان سب کے معنی مع لغات اکٹھے لکھون اسواسطے کہ صاف شعر ہین
المعنی سپیدہ دم صبح صادق استفتحوا یعنی کشایش چاہو مطلب یہ کہ صبح کے وقت جو مین نے شمع شعور کی بجھائی خواہ بیگانگی
خواہ بحر مکاشفہ مین مستغرق ہوگیا تو یہ آیت عالم نور سے میرے کان مین پہونچی کہ استفتحوا یعنی کشود چاہو اور طلب فتوح کی
کرو شاہد ازل معشوق حقیقی تمام وفا ہے تن وفا تنہ بکسر و ضمہ بفتح کلمے تحسین و تعجب کے ہین یہ دونون شعر قطعہ بند ہین جلال و رب
و مناسب ہے یعنی نزدیک متاع منع کلیم لن ترانی یعنی جب ہم نرد ملاتے ہین اور کہتے ہین کہ متاع منع کلیم سے مست ڈرکھ
تجکو کیا عذر ہے حشمہ مقصود مراد ہے فلما تجلی ربہ للجبل سے حسب استدعا موسی علیہ السلام دوسرے مصرع اور چوتھے مصرع
سے اشارت ہے جعلہ دکا و خر موسی صعقا کے ساتھ یہ دونون شعر قطعہ بند ہین یعنی حشمہ مقصود ہم پیچکے جو موسیٰ کا
ساغر امید بسنگ فتور ہوا ٹوٹ گیا تو کچھ کوتاہی ہماری عطا سے نہ تھی عشق اس بات کا گواہ ہے خوب جانتا ہے بلکہ ہمارے
کرشمے کا طور متحمل نہوا اہبطوا قرآن شریف مین دو جگہ آیا ہے ایک تو حضرت آدمؑ و حوا وغیرہ کے خطاب مین جیسے قلنا
اہبطوا منہا جمیعا یعنے اوتر جاؤ تم سب جنت سے اور نتیجہ اسکا نافرمانی تھا گیہون کا کھانا دوسرا بنی اسرائیل کے
حق مین جیسے اہبطوا مصرا یعنی جاؤ تم شہر مین یہ ثمرہ انکی ناشکری کا تھا کہ من و سلوی چھوڑکے عدس اور بصل وغیرہ کا

سوال کیا بہر حال اسطو سے مراد نا فرمانی ہی یہان چاہے جسکو اختیار کرین مگر حضرت موسیٰ کے ذکر کے مناسب ثانی ہے
یعنی تو نا فرمانی مت کر ہم بلاتے ہین اور تو تامل کرتا ہے ایسا نہو کہ تیری بیع وسعی غیر صحیح و ناشکور ہو جاوے اور خریداری تیری
باطل ٹھہرے ملاطفت مہربانی کرنا آتینا آیت صیغہ امر اتی یاتی سے یعنی آ تو نا ضمیر متکلم علیحدہ جیسے دفنا یعنی تیرے
واسطے تو در ملاطفت اتینا کھلا ہوا ہے اسواسطے کہ تیری سعی مشکور آشتی طلب ہے تو کیون نہین حضور مین داخل ہوتا ہم تو
کہتے ہین کہ آ ہمارے پاس مشاہدہ دیکھنا اور کسی کے ساتھ ایک جگہ حاضر ہونا پاک صاف نزع جان کندن شہید سے
مراد شہید عرفی نہ حقیقی شہادت مستورہ کہ جسکے شہید کا قاتل معلوم نہو اہل شرع اسکو شہادت کامل نہین جانتے اور اسپر
احکام شہادت جاری نہین کرتے یعنی غسل و کفن کا حکم کرتے ہین شاہد ازل کہتا ہے کہ اے نادان شراب مشاہدہ کی مستی
اور بادہ میکدہ کی کیسی پاک کہ مین خود تجکو بلاتا ہون اور تجھمین جو خمار تعلقات کا باقی ہے اوسکے سبب سے تو مشقت نزع مین
آتا کیون نہین کہ شراب دیدار پلا کر تجکو بحالت مستی شہید کرون تا شہادت تیری کامل ٹھہرے اور قابل رحمت ہووے
صدر بالفتح سینہ اور پیشگاہ خانہ اور بالا سے ہر چیز اور امیر اور بالا نشین صفہ بالضم ایوانخانہ اور دالان جلوہ تحتین
فارسی مین بسکون جیم ہندی جھلکٹ بضم اول و سکون ثانی غلط سور بالضم جشن و شادی عروسی یہ قطعہ بطور خطاب شاہد
ازل کا ہے کہ اے فلان آشنا ہر وصل تیری طلب اور تیری خاطر صدر سریر اور صفہ سرور مین ہمہ تن مہیا ہو رہا ہے جیسے
تیر عشق اور جلوہ سور تمامی آرائش جیسے بہار احسن یہ سب اشعار مقولات شاہد ازل سے ہین **الخلاف** نسخہ مطبوعہ
مین استفتحوا کے معنی بکشائید ابواب رحمت را لکھے ہین اور یہ امر باب استفعال کا جسکی خاصیت طلب بھی ہے جو یہان
مناسب پانچوین شعر مین محشی نے استدلال انا عرضنا الامانت اس آیت سے کیا ہے حالانکہ محض بے محل ہین
جو آیتین لکھی ہین ناظرین انصاف فرماوینگے یہی وجہین آٹھوین شعر مین بعد معنی اسطوا کے کچھ ترجیح و تفصیل تنبیہ و نکی
رقم فرمائی ہے جس سے نفس معنی شعر مین کچھ علاقہ نہین نوین شعر مین در ملاطفت آشنا لکھا ہے غضب کی بات ہے یہ
آشنا کا لفظ شاہد ازل کی نسبت کیا مکروہ بنا دیا ہے اور طرفہ یہ کہ محمد شفیع و ملا عبد الرحیم کی شرحون مین بھی آشنا
ہے کہ دوست کے معنی لکھے ہین جسمین گمان غلطی کاتب کا بھی نہین جانے انکے دونون نے کیسے قبول کر لیا صحیح
اتینا ہے جیسا کہ مسطور ہوا بارھوین شعر مین بجاے وصفہ کے بر صفحہ غلط ہے یہان صفحہ سے کیا مطلب ایسے ہی تیرھوین
شعر مین بجاے چو حسن ملک کے کہ مقابلہ مین چو عشق تو کے ہے چو حسن یا ہم صحیح نہین ہے آلہ العالمین جب ایسے
مطبوعون اور ایسی جگہونکی کتابون اور شرحونکا یہ حال ہے تو ہمسے ہیچمیر زہیدان کیا کرین انت ولیی فی الدنیا والآخرة

قولہ بکرد ترزمسا مین عطیہ الخ ہلم بنالہ ور آمد الخ عنان نگندہ الخ بدست ہمت طاعت در ان الخ تردم
بحبل متین الخ کمال جذبہ بلعت الخ **الانتباہ** یہ چھ شعر شاعر نے اپنی کیفیت مین لکھے ہین انکے معنی
بھی اگر لکھون تا ہر قسم کی بات علیحدہ ہوتی جاے آتی ترزمسا بالفتح مہرو و زنے بمعنی بقضا اور ترتم اور دو کلات

کہ مغ لوگ آتش پرستی کے وقت پڑھتے ہین آہستہ آہستہ اسواسطے کہ زمزم بمعنی آہستہ آہستہ کچھ پڑھنا بھی نغمہ کے مجاز ہی
دم بفتح نفس اور سخن اور افسون اور مرکز صور معروف منقول ہی کہ دوبارہ صور پھونکنے سے سب مردے زندہ ہو جاینگے
ایسے ہی اس نغمہ سے مجھین جان پڑگئی صبوری کسی کام مین جلدی نہ کرنا کس مبادا صبور جملہ علیحدہ ہی بنا بر تاکید معنی
نظاہر عنان فگندہ اے گجھپٹ جہاندم کا مفعول دل جو شعر صدر مین ہی سیر بالفتح رفتار اور رفتن ستور بفتحتین
اسپ اور شتر اور گاؤ یعنی وہ راہ سعی اور سیر گام دستور سے پاک تھی دل کے پاؤن سے چلنے کی تھی اسواسطے
مین نے دل کو بگجھپٹ کر دیا تھی کہ زیر بام وصال پہونچا ہمت ارادۂ دل طاعت وران مراد عباد وزاہد
جنکا مقصود خلد اور حور و قصور سے ہوتا ہی بخلاف عاشقان کہ انکا اصل مطلب دیدار معشوق حقیقی کا ہی یعنی پہلے
ہی قدم مین یہ سب اسباب و سامان حوالہ انکی ہمت کے کر دیا اور خود کسی کی طرف ملتفت نہوا کہ محض غیر تھے
حبل متین رسن استوار حوار بالکسر و بضم نیز نہ بفتح ہمسائگی یہان مراد قرب ہی برشدن چڑھجانا تقریر معنی ظاہر
جذبہ بالفتح یکبار کشیدن لیکن کشش قلبی مین مستعمل ہی خلوت بفتح نہ بکسر تنہائی اور خالی ہونا مکان کا غیر سے بلفظ
گزیدن و داشتن مستعمل رنگ کے بہت معنی ہین یہان طرز و روش اور خوبی و رونق کے مناسب
ہین یعنی لطف شاہد ازل کا جو میرے حال پر نہانت مبذول تھا اوسکی کشش نے میری آستین پکڑی
اور کشان کشان مجکو ایک ایسی خلوت مین لیگئی جہان سایہ و نور کا ایک ہی حال تھا یعنی نور ہی نور تھا سایہ
نہ تھا **قولہ** تبارک اللہ ازان بزم الخ بسط انجمن افتادہ الخ جماعتے ہمین الخ زطعن محروم و دار الخ دلیل
دعوی منصور الخ **الانتباہ** یہ پانچون شعر بیان اوس خلوت گاہ خاص مین ہین معنی سکے یہ **المعنی**
تبارک اللہ بزرگ اور پاک ہی خدا تعالی استعمال اسکا مین وقت تعجب کے کرتے ہین دوستی مراد عشق سے
شاعر کہتا ہی اوس خلوت مین پہونچکے مین نے ایک بزم عجیب و غریب دیکھی کہ خوبی و بزرگی مین اوس سے بڑھکے
سوا خدا تعالی کے اور کوئی نہین اور نیز وہان تھی نور حسن و عشق سے لبالب اور معمور سطح بالفتح بام ہر مکان کی اور وہ چیز
جسمین طول و عرض ہو عمق نہو سیفور بالفتح ایک قسم کپڑا لطیف ریشمین سیاہ رنگ معنی شعر کے ظاہر ہین راست بسیار جب
مہد بالفتح گہوارہ اور جاے آسائش اطفال دوسرا مصرع بیان جماعت کا اور نیز اشعار مابعد قصد سے کثرت
مراد ہی نہ عدد معین منشور فرمان عنایت و احسان طعن ضرب نیزہ اور عیب گیری کسیکے کام مین سیاست حکم چلانا اور ہیبت
جتانا اور ضبط کرنا لوگون کا بدکاری سے صدا مار کر نغمہ منصور انا الحق منصور درحقیقۃ انکا نام حسین ہی انکے باپ کا نام
منصور تھا اپنے باپ کے نام سے مشہور ہین اولیا کامل تھے اور حلاج اس سبب سے مشہور ہوئے کہ کسی حلاج سے کسی کام
کے واسطے کہا اوسنے اپنے ہرج کا عذر کیا آپنے کہا تیرا کام مین کر دونگا ذرا ہی دیر مین جو حلاج لوٹ کے آیا ساری
روئی اپنی دوکان کی دھنی ہوئی پائی اوس روز سے حلاج مشہور ہوئے مبالغہ بصیغہ مبالغہ نہ بصیغہ نسبت جیسے

بقال صدا و پھر لوگون کو اشتباہ صیغہ نسبت کا ہو گیا اور یہ انا الحق کہنے سے دار پر کھینچے گئے تھے شاعر کہتا ہے اس
بزم کے لوگ ذات حق مین ایسے محو تھے کہ سب انا الحق کہتے تھے لیکن طعن مردم اور دار سیاست سے آسودہ لب دلیل
معنی لغوی اسکے راہبر اصطلاحاً وہ چیز جسکے جاننے سے دوسری چیز جانی جاوے مبین بضم میم و کسر یاے موحدہ
ظاہر کنندہ اور ظاہر شدہ یہ شعر تائید شعر صدر کے ہے یعنی منصور نے انا الحق کہکے اس سبب سے سزا پائی کہ منصور کا
دعوی عند الشرع باطل ٹھہرا گو حق تھا اسواسطے کہ کوئی ظاہر اس دعوی کی ایسی نہ تھی جس سے حق جانا جاتا شریعت
کا مقام تو ہمہ از وست ہے نہ ہمہ اوست اور یہ لوگ بیرنگی وحدت سے یکرنگ تھے انکا اتحاد جو انکی ذات سے ظاہر
تھا وہی دلیل متین اور ثابت مبین تھا اسواسطے ثبوت اس دعوی کے پھر طعن و سیاست کو انکے دعوے مین کیا
دخل ہوتا **قوله** بس از مشاہدہ جمع سروری الخ جمال صدر نشینان الخ فرو شدم بتحیر الخ ہنوز در وطر الخ کہ گفت شاہد
الخ کدام محل کہ نہ گفتی الخ بر آستانہ ما ہست الخ اجازت قدم او الخ دگر صبور نتا نگویم الخ بصورت آینہ حسن ما الخ
ز راستین نہ رسید الخ طراز صورت و معنی الخ کنونکہ معرفت حاصلست الخ بعون لطف الٰہی الخ **الانتباہ**
یہ چودہ شعر حسن تعلیل اور گریز مین ہین بالاجماع ضروری معنی سب کے لکھونگا **المعنی** جمع بالفتح گروہ مردم و بمعنی
ہمہ صدر صدور راے بالا نشین بالا نشینان شعر ما بعد صفت بعد صفت شاہ اختران آفتاب فرو شدم بتحیر
یعنی مین اوس سردار کو دیکھکر حیرت مین ڈوبگیا کہ یہ کون ہے کاف استفہامیہ ہے جمہور بضم جیم گروہ نہ بفتح جیم جیسا کہ
مشہور ہے اور جو کلمہ اس وزن پر ہے بضم اول ہے صحیح ہے جیسے دستور زنبور عصفور سواے صعفوق کے کہ بفتح اول ہے
بمعنی لئیم یا نام ایک قوم کا خجستہ بضم خا و فتح جیم و سکون سین مبارک اور ہمایون بکسر جیم غلط کہ گفت یہ کاف مفاجات
کا ہے شاہد تنہا نشین وہی ازل کدام بضم اول براے استفہام ذوی العقول و غیر ذوی العقول سب پر اسکا اطلاق
کیا جاتا ہے محل بضم میم عین کے لفظ مین ایہام ہے بیان معنی اسکے ذات شے اور شخص و حقیقت ہر چیز قصور بضمتین
کوتاہی اور عاجز ہونا کسی چیز سے ہنوز در وطر سے یہان تک تینون شعر مربوط ہین ذرہ ذرہ یعنی ذرہ کا ذرہ چشمہ چشمہ
نور نور کے چشمے کا چشمہ تو تیا بضم میم بجا خطا یہ دونون شعر بھی مربوط ہین تا نگویم یہ تا واسطے نتیجہ کے ہے این کا
مشار الیہ وہی سرور ناظر منظور عاشق و معشوق صورت ظاہر معنی باطنہ یعنی ہمارے اسکے بیچ مین آئینہ کی سی آڑ
ہے ورنہ ادھر بھی ہم ہین اور ادھر بھی ہم ہین دوسرے مصرعے مین مراد صورت سے عالم اجسام معنی عالم ارواح کہ ان دونون
کی جان و روان بھی اسی کی ذات مین مستور ہے یعنی اسی کے سبب سے چنانچہ شعر لاحقہ مین اسکی تصریح ہے روان بفتح
اول روح اور جان اور نفس ناطقہ بقول بعض روح حیوانی جان نفس ناطقہ روان اسواسطے کہ ہمیشہ حرکت فکری
مین رہتا ہے اور جو جان کے معنی مین بضم کہتے ہین خطا ہے ہوا آرزو اور اشتیاق اور خواہش یعنی وجود کو اپنے سبب
سے نقد موجودات کا نکالنا کیا معنی اوسکا ہاتھ آستین سے جیب ہی تک نہین پہونچا اگر اسکی ذات کو رغبت ظہور کی

نہ ہوتی الحاصل وجود کا وجود ہی نہ ہوتا یہ دونون شعر مبہماً صفت آنحضرت کے ہین شعر مابعد صریحاً طراز بکسر معرب تراز
نقش ونگار ہر چیز اور بوٹہ کپڑے کا اور سجاف مراد آرائش سے معرفت بکسر رای مہملہ پہچان اور پہچاننا استجازت
اجازت چاہنا اس شعر مین پھر رجوع ہی طرف اصل مقصود کے عون بالفتح یاری اور مددگاری لمحہ بالفتح چمکنا بجلی کا
مجازاً بمعنی زمانہ قلیل مثلاً مقدار یک ماہ رنگی قصیدہ کے معنی اوپر لکھے گئے مطلع بفتح میم وکسر لام جگہ طلوع کواکب
کی مجازاً پہلی بیت قصیدہ یا غزل کی کہ دونون مصرعون مین قافیہ ہو یہ شعر خاص گریز مین ہی الاختلاف نسخہ
مطبوعہ کے آٹھوین شعر مین بجاے این کے ازین دسوین مین بجاے مستور مسرور بارھوین مین مذکور کی جگہ مسطور
تیرھوین مین استجازت کی بجاے استعانت صحیح نہین نہ دسوین شعر کے معنی کہ ہمارے حسن کا آئینہ ہی ہم
اپنا حسن اسمین دیکھتے ہین بھلا یہ بھی کچھ بات ہی ایسے ہی شعر مابعد مین جیب کے معنی گریبان کے لکھے ہین کہ ہاتھ
ہستی کا آستین سے نکلے گریبان وجود تک نہین پہونچا اگرچہ جیب کے معنی گریبان کے حقیقی ہین مگر یہان مجازی
مراد ہین یہان تک تشبیب تمام ہوئی آیندہ مطلع ثانی سے مدح شروع ہی وہو ہذا **قولہ** زہے لوای نبوت الخ **الانتباہ**
لوا بکسر علم فوج ونشان شکن بفتح لام خطا مزاج بکسر آمیزش اصطلاح اطبا مین وہ کیفیت جو کئی چیز ملنے سے پیدا ہو
مثلاً کتھہ چونہ پان ملنے سے جو رنگ سرخ حاصل ہوتا ہی رنجور صاحب رنج در اصل رنج ور تھا تخفیفاً جیم کو ضمہ دیکر واو
ساکن کر کے **المعنی** شاعر کہتا ہی اے ممدوح آدمؑ کے زمانے سے آپکے زمانے تک علم نبوت کا ہر نبی ورسول کے
پاس مارا مارا پھرا اور ہر کسی نے اس علم کو اٹھایا لیکن مظفر ومنصور نہوا بجز آپ کی ذات بابرکات کے
کہ خاتم النبوت اور خاتم الرسالت ہی اور ایسی نبوت ورسالت جسکے حیوانات اور نباتات اور جمادات
سب مقر اور گواہ چنانچہ کتب معجزات سے ثابت بس لواے نبوت کو ظفر کامل آپ سے حاصل ہوئی اور اگرچہ تمامی
انبیا واولیا عاشق خدا کے گذرے ہین ہر ایک کے دل کو عشق رنجور کرتا رہا مگر یہ خاصہ رنجوری کا عشق مین
بدولت آمیزش قلب مبارک کے ہی جس سے روز ازل مین آمیزش پاچکا ہی گویا اصل عشق کی آپ سے ہی
الاختلاف شارحین ومحشی نے اس شعر کے معنی بطور ترجمہ کے تو لکھے لیکن رفع خدشہ کا نہ کیا کہ قبل آپ سے
بھی انبیا اور بڑے بڑے عاشقان خدا گذرے ہین جنکے دلون کو عشق رنجور کرتا چلا آیا ہی پھر یہ قول جامع کیسے
ہو سکتا ہی مگر اس قید روز ازل سے شاید کوئی امر مانع نہو میری دانست مین لحاظ اس بات کا ضرور چاہیے
تھا **قولہ** نور وسایہ چو امر سکون الخ **الانتباہ** سکون بضمتین آرام سیر ضد اسکی فاصلہ مشتق فصل سے جدا
کرنا جدا ہونا اور حجاب میان دو چیز اور باز رکھنا مجازاً بمعنی قطع چیزے **المعنی** اس شعر مین صفت حکم کی ہی
یعنی آپ کا حکم ایسا نافذ وناطق ہی کہ اگر نور وسایہ کو حکم سکون وسیر کرین ہر چند دونون کا ایسا اتصال نہین کہ
انفصال محال ومستحال نہو مگر تعجیل حکم آپ کے ایک ساکن ہو جاے ایک سائر اور ایسے ساکن وسائر کہ اہل زمانہ

بچشم ظاہر دیکھین جیسے شق القمر کہ عند العقل مستبعد تھا اور ہوا یا یہ معنی کہ زمانہ سایۂ نور مین ایسا فاصلہ پائے اور دونون حجاب ہو جائے یعنی تا قیام زمانہ وہ سایہ اثر شے عود نہ کر سکے **بخلاف** محشی لکھتے ہین اگر نور و سایہ کو حکم سکون و سیر کا کرو یعنی نور کو حکم دو کہ ٹھہر اور سایہ سے کہو جا الخ مانہ نور کو بے سایہ کے دیکھین اور سایہ ہرگز نہ پائین اور یہ اشارت ہے طرف معجزۂ آن سرور کے کہ اونکے نور ذات کا کسی نے سایہ نہ دیکھا تھی اوپر سے تو معنی ٹھیک تھے مگر اخیر کا اشارہ اشارہ اصل مقصود کیطرف نہین کرتا اسواسطے کہ سایہ کا ہونا تو خود خدا تعالی کو پسند نہین ہوا جو آپکو بیسایہ پیدا کیا اور شعر مین نفاذ حکم کا ذکر ہے ممتنعات مین کہ معجزوں کے نزدیک بھی ممکنات سے ہے اسیواسطے مین نے نظیر شق القمر کی اوپر لکھدی تا محض مبالغہ نہ ٹھہرے نہ انعدام سایہ کہ وہ معجزہ علحدہ ہے اور نور و سایہ کیا علاقہ اور شاعر نے بھی تخصیص نہ نور کی کی ہے نہ سایہ کی علی العموم دونو کی نسبت یہ کہا ہے جو کوئی ہو **قولہ** باغ طبع تو برا وج الخ **الانتباہ** باغ طبع تو اے در مقدمۂ طبع تو استفادہ فائدہ گرفتن عقل و دانش کہ مدرک غوامض اشیا کی ہے حکما کے نزدیک یہ ایک فرشتہ ہے ہادی الی الخیر و مانع عن الشر عصفور بالضم بالفتح کنجشک **المعنی** یعنی آپ کی طبیعت کے باغ شگفتہ اور شاداب ہے اوسکے اوج و علو کا کیا بیان وہ تو معاملہ ہی جدا ہے وہان کی ایک کنجشک جو ایک ادنی چڑیا کم پروا ہے اونکی طبع سے استفادہ فیض کا اس اوج کو پہونچی ہے کہ ہمارے عقل جیکی رسائی و بلند پروازی معلوم اوسکے سایے کو نہین پا سکتا ہر چند متلاشی و طلبگار ہے حاصل یہ کہ آپکی طبیعت عالی کا ادنی سے ادنی علو اندازۂ عقل سے باہر ہے **بخلاف** محشی لکھتے ہین ہر گاہ باغ طبع اپنے مین واسطے افادۂ خلائق کے بیٹھو تمہارے عقل کل طالب سایۂ کنجشک مدرسۂ طبیعت تمہاری کا ہوا اور ایسے ہی کچھ محمد شفیع اور مولا عبد الرحیم انتہی مین نے اپنے بھی اور انکے بھی معنی باقی انصاف بدست اہل انصاف غور کی جا ہے سب نے باغ طبع کے معنی مین بیٹھنا بعض نے نسبت اور دونکی طرف کر کے بیٹھین لکھا ہے یہ بیجا نا کہ یہ بالیی ہے جیسا اس شعر مین **ع** بہ تن بو یا کند تصویر گلہاے نہانی را ٭ بپا بیدار سازد خفتگان نقش قالی را ٭ یعنی حال تن کا وہ ہوا اور حال قدم کا یہ ایسے ہی حال آپ کی باغ طبیعت کا ناوج کے لفظ پر نظر کرکے اور استفادہ کے معنی جو محشی نے فائدہ دادن کے اور عقل کے معنی عقل کل کے لکھے ہین خلاف لغت و اصل سے بنائے ہین تا ان معنی کی کچھ ضرورت **ع** بر دانچہ نمیاید پیش گیر **قولہ** ہدایت تو نماید بچشم الخ **الانتباہ** ایزد بکسر اول و ثالث نام خداے تعالی کا اور اس نام مبارک کے چار حرف ہین ہر ایک حاوی ہے چار اوتاد یعنی اول و عاشر و سابع و رابع پر یعنی ان حرفون مین الف کا ایک عدد ہے جس سے اول مراد ہے اور یا کے دس جو عاشر سے اشارت ہے زا کے سات اس سے سابع مقصود ہے اور دال کے چار کہ رابع سے کنایہ ہے اور منجملہ ان چارون اوتاد کے خانۂ اول طالع ہے یعنی برج طالع جس سے تعلق جان و تن اور عمر و زندگی کا ہے خانۂ دہم متعلق بحکومت و سعادت اور عمل و دولت خانۂ ہفتم کا علاقہ تزویج و زوجہ اور مراد و مقصود سے خانۂ چہارم منسوب بمعاش و روزی و ملک و مقام پس یہ ایسا پاک لفظ ہے جسپر مدار سارے عالم کا ہے **المعنی** یعنی راز الہی و اسرار معنوی کہ بجز نور بصیرت و دیدۂ دل کے مرئی نہین ہوتے اور نیز مخصوص باہل اللہ سو بھی جزئی جزئی بکلے بھر کہان چشم ظاہری

جسکی کیفیت لا تدرکہ الابصار لیکن آپکی ہدایت وہ راز واسرار مخفی بے تکلف چشم ظاہربین کو دکھلا دے ایسی عبارت
خاطر آپ کی جناب رب العزت کو منظور ہی **قولہ** ز نور ناصیہ ات ماہ الخ **الانتباہ** ناصیہ معنے پیشانی مجازاً پیشانی
نسخہ باعضم نوشتہ شدہ مشہور بضمتین جمع شہر بمعنی ماہ **المعنی** سب جانتے ہین کہ قمری حساب مہینون کا چاند سے ہوتا ہی
اور چاند آفتاب سے نور جمع کرتا ہی بالفرض اگر آپ کی پیشانی نورانی سے نور جمع کرے تو کتاب حساب مہینون کی جو
اوسکے سپرد ہی حوالے آفتاب کے کردے یعنی اوسکے آگے آفتاب چاند ہوجاے اور چاند آفتاب بجاے **اختلاف**
محشی و ملا عبد الرحیم نے نسخہ سنین بجاے شہور لکھا ہی محمد شفیع نے نسخہ حساب شہور یہی ٹھیک ہی اسواسطے کہ شہور کے
ساتھ چندان حاجت سنین کی نہین اور نسخہ کے ساتھ حساب کی ضرور اسلیے کہ معلوم ہوئے نسخے سے حساب شہور کا جو اوسکے
متعلق تھا کہ اب بقیہ کو آفتاب بنائیگا اور لفظ حساب کا ہونا یہ ضرور **قولہ** ازان نفس کہ داده اند الخ **الانتباہ**
نفس بفتحتین دم اور بمعنی وقت داده اند کے فاعل قضا و قدر گنجور مثل رنجور اصل مین گنج ور تھا واو کو ماقبل ضمہ
کرکے ساکن کرلیا تخفیفاً **المعنی** یعنی قضا و قدر نے ہزارون گوہر گران بہا ایک سے ایک زیادہ کہ عبارت
نفوس قدسیہ انبیا و رسل سے ہی سپرد گنجور جواہر خانہ الٰہی کے کیے تھے تا وقتاً فوقتاً بازار [illegible] ظہور
اونکی کرتے رہے آپ کا گوہر ذات بھی کہ سرتاج بلکہ درۃ التاج سب گوہرونکا ہی اوسکے سپرد تھا جب آپ
ظہور عالم ظہور مین ہوا تب سے اوس گنجور کو تعلق اس جواہر خانہ سے نہ رہا کہ اب نہ کوئی ایسا گوہر ہو کہ جسکا **اختلاف**
محمد شفیع نے لکھا کہ جس گوہر کی محافظت اوسکے ذمہ تھی وہ آرائش اکلیل وجود کا ہوا پھر تعلق اوسکا کس سبب
سے ہو اور اسکو ملا عبد الرحیم نے نقل کیا انتہی مین کہتا ہون محافظت سے کیا مطلب بلکہ یہ کہ کوئی گوہر ہی
نہ رہا نہ کوئی آیندہ کو ہونے اس وجہ سے تعلق رہا **قولہ** شعاع شعلہ الخ **الانتباہ** رماد بفتح دو دال
مہملہ خاکستر صبا بفتح و قصر پوربی ہوا اور باد بہاری لیکن اول صحیح ہی دبور بفتح دو واو معروف ہواے مغربی ماخوذ
دبر سے بمعنی پشت چونکہ یہ ہوا پشت کعبہ سے اوٹھتی ہی اسواسطے اسکو دبور کہتے ہین **المعنی** یعنی قہر کامل کا تو آپکے
کیا ٹھکانا ہی اگر کچھ شعاع اوسکی ابر پر پڑ جاے تو برق ہر چند فروزان اور دوسری شے کی جلا دینے والی ہی جلکے
ایسی خاک سیاہ ہو جاے کہ صبا و دبور کی آنکھونکا سرمہ بنے جیسے کوہ طور تجلی نور الٰہی سے جلکے سرمہ چشم مردم کا
بنا ہی **قولہ** اگرچہ ہست مبرہن الخ اجل رسیدہ چو نامست الخ **الانتباہ** مبرہن بضم میم و فتح موحدہ و سکون را و
فتح ہا ثابت کیا ہوا بحجت ساطع و دلائل قاطع مسیر اسم ظرف و نیز مصدر میمی بمعنی جاے سیر و سیر کرنا پس مسیر وجود عالم
موجودات موثر بضم میم و کسر ثاے مثلثہ تاثیر کنندہ و بفتح ثا تاثیر کیا ہوا حسب تصرف فارسیان خلاف لغت عرب
کہ اوس مین بجاے اسکے متاثر صحیح ہی خجل بفتح اول و کسر جیم شرمندہ مراد اس سے انفعال یعنی اثر پذیری **المعنی**
یعنی اگرچہ بدلائل قطعی ثابت ہی کہ عالم موجودات مین صفات الٰہی موثر ہین نہ ماثور جیسے صفت خالقیت الخ

رازقیت اور احیا و اماتت وغیر ذلک غرضکہ سب صفات صفت فاعلی رکھتے ہین نہ انفعالی مگر آپکے سبب سے سب
انفعالی ہوجائین مثلاً موت اوسکا یہ حال ہوئے کہ اگر کوئی اجل رسیدہ نام مبارک آپکا اپنی پیشانی پر لکھلے اجل
جسکی صفت ہی لاابالی استاخرون ساعۃ ولا یستقدمون دور ہی سے اوس نام کو دیکھکے شرما جائے اور اپنے کام سے
باز رہے کہ ایسے جناب کا نام لینے والے کیونکر اور کسواسطے لکھا ہی مین اسکی جان کیسے لون **قولہ** زسر کلاہ حکومت
بدامن قدم الخ کہ این کلاہ بسر ان الخ **الانتباہ** قضا وہ حکم الٰہی کہ دفعۃً مخلوق کے حق مین صادر ہو قدر بتدریج موافق
حکم اول کے پس قضا آمر ہی قدر معمور مجبور رجوع بز در کوئی کام کسی پر لگایا گیا ہو گوشۂ کلاہ شکستن ٹیڑھی ٹوپی رکھنا
بلحاظ زیبائی **المعنی** یعنی قضا کہ خود آمر اور حکم مبرم ہی اوسنے اپنی حکومت کی کلاہ سر سے اوتار کے آپکے
دامن مین رکھدی کہ اب آپ اسکو گوشہ شکنی کے ساتھہ سر پر رکھین کہ آپ کو زیبا ہی اسواسطے کہ دونون جہان مین
آپ آمر ہین مین مامور رہون جو حکم ہو بجالا ؤن **قولہ** بعہد حکم تو امر قضا الخ **الانتباہ** منسوخ مشتق نسخ سے دور کرنا
زائل کرنا رد کرنا کسی چیز کا کسی چیز سے کہ اوس سے بہتر ہوئے زبور نوشتہ فعول **المعنی** مفعول کے ہی وہ نام کتاب حضرت داؤد ع
قضا یہان اوہی گردش افلاک و انجم سے **المعنی** یعنی قبل زمان سعادت اقتران آنحضرت صلعم کے احکام انجم و افلاک پر بہت عمل تھا کاہنون اور
منجمون نے اسکو خوب شائع کر رکھا تھا جب کہ آپ کے احکام یعنی شریعت غرا کا عمل جاری ہوا وہ سب الٹے منسوخ ہوگئے جیسے نزول قرآن مجید
سے حکم زبور کا غرض یہ کہ حکم آپ کا ناسخ احکام نجوم و کہانت بھی ہی اور احکام ادیان سابقین بھی **الخلاف**
محمد شفیع کہ انھین کے ناقل ملا عبد الرحیم لکھتے ہین کہ نکتہ اس بیت مین یہ ہی کہ ہم لوگون کو حکم قضا و قدر پر عمل کرنا
اور ظاہر شرع کو ترک کرنا ایسا ہی کہ قرآن کو چھوڑ کے زبور وغیرہ پر عمل کرنا کہ کفر ہی انتہی اچھا نکتہ نکالا قضا و قدر سے
شریعت مین انکار کب ہی بلکہ سب پر مقدم غرض شارح کی نگہداشت حد شریعت کی تھی اسواسطے کہ شاعر نے
حکم قضا کو منسوخ ٹھہرایا ہی سو ہوسے اب مین نے جو لکھا ہی شارح ذرا اوسکو دیکھین کہ نہ خوبی شاعری سے جو مبالغہ
سے خالی ہی نہ حد شرع اور جادۂ ادب سے خارج ان اللہ لذو فضل عظیم **قولہ** اگر ز روے ضمیرت الخ **الانتباہ** ضمیر
بفتح اول اندیشہ اور خاطر اور اندرون اور دل اور جو کچھہ دل مین گذرے اور راز نہانی و خبر نقاب بکسر بفتح پردہ جو منھہ
ڈالین یا کسی نفیس شے پر سایہ سے مراد شب جسکو ظل الارض کہتے ہین **المعنی** یعنی بالفعل تو طعمۂ آفتاب کا شب ہی جو سایہ
زمین کہلاتی ہی اگر آپکے ضمیر منیر سے نقاب اٹھجاے تو اوسوقت مین اوسکے نور کا طعمۂ آفتاب بنے یہان آفتاب
بمعنی روشنی آفتاب کے ہی کہ مجازاً یہ معنی آفتاب کے ہین اور حقیقۃً قرص آفتاب یہان تک صحیح تھی اب آئینہ اپنی کیفیت
الخلاف محشی اور محمد شفیع اور ملا عبد الرحیم نے کہ پیرو محمد شفیع کے ہین لکھا کہ نسبت سایہ اور آفتاب کی نور
ضمیر اور آفتاب مین ہی اگرچہ معنی ہوئے لیکن مطابق الفاظ کے نہین **قولہ** شہا توئی کہ زکوۃ الخ منم کہ کردہ ام
الخ **الانتباہ** تو ئی واسطے حصر کے ہی ایسی ہی منم زکوۃ رسم خط اس لفظ کا الف بصورت واو و تا بصورت

ہاسے مدور مقرر ہی معنی اسکے چالیسوان حصہ مال کا جو راہ خدا مین دین بضاعت یکسر مال و اسباب ننگ بالفتح شرم
شرکت نوعی یہ کہ انسان نوع ہی بس سب انسان باہم شرکت نوعی رکھتے ہین المعنی یہ دونون شعر مقابلہ مین ایکدوسرے
کے ہین یعنی آپ تو ایسے کریم کہ اگر زکوۃ اپنے کرم کی جو چالیسوان حصہ ہوتا ہی نکالین دونون جہان کو گرانمایگی سے
معمور کردین اور مین ایسا بد کہ نوعیت مین جو شریک نوع انسان کا ہون بحقیقۃ انسان نہین ہو جاس شرکت کے
فرقہ انسان پر انواع اقسام ننگ قصور کے لگ گئی کہ اس فرقے مین ایسے بد پیدا ہوتے ہین بقول سعدی رح
ع چو از قومے یکے بیدانشی کرد نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را **قولہ** در روزگار من آثار الخ **الانتباہ** آثار
بالمد نشانہاے قدم سنوات نفحات سالہا جمع سن ماخر بدہمزہ وکسر ثاے مثلثہ نشانہاے نیک وکارہاے
پسندیدہ ماجور بواو معروف سختی گرما یماہ تموز یعنی ساون اور یہ آٹھہ دن مقرر ہین اونیسوین ساون سے چھبیسوین تک
اگر ان دنون مین نہایت گرمی ہو تو علامت ارزانی کی ہی اور اگر سردی تو صورت گرانی کی بقول بعض یہ لفظ ماجور
ہی بحران سے بمعنی حکم یعنی یہ آٹھہ دن حال ہین کیفیت آٹھہ ماہ پر بھادون سے چیت تک کہ اس درمیان مین
دونون فصلین ہو جاتی ہین **المعنی** یعنی بسبب اس غایت درجہ بدی کے کہ میرے سبب تمامی فرقہ انسان ننگ
قصور کے راجع ہوئے ہین بھی مایوس ہین اور خود میرے حال سے نشانیان یاس کی ظاہر ویا ہر جیسے ایام باجور سے
نشان سنوات کے ظاہر ہوتے ہین کہ ہمیشہ سال بھر کا حال کھلتا ہی **اختلاف** بعض نے سنوات کو بمعنی زمین
شور لکھا ہی بعض نے باجور کو بمعنی ہوا مگر یہ لغت مین یہ معنی کہین معلوم نہ ہوئے الا بحر الزاخر قطب کہ وہ بھی شارح
اس کتاب کے ہین اسکی کیا سند اور محمد شفیع نے لکھا کہ میرے زمانہ سے آثار حرمان کے ایسے ظاہر ہین کہ جالت
زمین شور کی باد بجور کے چلنے سے نہتی کرکچھ تشریح وتوضیح اسکی نہین کی کہ زمین شور کی باد بجور سے کیا حالت
ہوتی ہی ایک گول بات بیفائدہ لکھدی ہی **قولہ** تنزل عملم زشو الخ **الانتباہ** تنزل ضد ترقی غورہ بواو مجہول
انگور خام بالحوق یاے مصدری کے کاف سے بدل گئی جیسے بندگی زندگی **المعنی** شاعر کہتا ہی کہ مجکو یا
کیسے نہو ساری امید وطمانیت اعمال نیک کی ہوتی ہی وہ ایسے تنزل وکمی پر ہین کہ اگر یہ تنزل انکا نسیم ریاض
سے بے تو انگور پختہ رسیدہ ترقی یافتہ کو پھر از سر نو غورہ کردے **قولہ** زحرص نعمت عصیان کہ الخ **الانتباہ** زہر
معنویت جلیہ معترضہ تبارک اسکے کہ نعمت کو عصیان کہا ہی زلہ بند بفتح اول وتشدید لام وہ طعام جو دوسرے
وقت کو رکھہ چھوڑین سحور بفتح اول طعام سحری رمضان **المعنی** یعنی عمل نیک کے تنزل کا تو حال سنا اب عصیان
کی کیفیت سنیے کہ نفس میرا ایسا حریص نعمت عصیان کا ہی جو فی الحقیقۃ زہر معنوی ہی کہ اوس وقت جو کچھ کھاتا ہی وہ
کھاتا ہی اور دوسرے وقت اوسکا سامان پہلے سے کر رکھتا ہی جیسے بعضے شکم بندے حریص نعمت روزہ تو
رکھتے ہین مگر سحری کے واسطے ضرور رکھہ چھوڑتے ہین اور وہ روزہ والون کی طرح کھاتے ہین قولہ

ردے سیاہم الخ **الانتباہ** دیجور بفتح اول و واو معروف شب تاریک اور شب بست و ہشتم ہر ماہ بقول بعضے شب
تاریک کو کہتے ہیں بعض کے نزدیک مرکب دیج بالکسر امالہ داج سے بمعنی سیاہ اور سیاہی شب او ور کلمہ نسبت مثل گنجور
اور رنجور کے **المعنی** بعد بیان اپنی خواری و خرابی مذکورہ بالا کے مستدعی ہے کہ آپ اپنے آب احسان سے
میری اس سیہ روئی کو دھو دیں کس واسطے کہ آپ کا آب احسان شب دیجور جیسے سیاہ رو کو روسپید کر دینیوالا ہے
قولہ بس ست صاحب اعمال الخ **الانتباہ** مقہور قہر کردہ شدہ **المعنی** شاعر کہتا ہے کہ آپ آب احسان سے میری
روسیاہی کیوں نہیں دھوتے اتنی مدت سے تو میں بداعمال کہلاتا چلا آتا ہوں اب کیا عمر بھر ایسے ہی مقہور و معتوب
رہوں بداعمالی حد سے تو گذر گئی **الخلاف** محشی و شارحین نے اس شعر کو معرا چھوڑا **قولہ** نعوذ باللہ اگر روز
حشر الخ ز شرم کثرت الخ **الانتباہ** نعوذ باللہ کلمہ تنزیہ کا ہے بمعنی پناہ چاہتا ہوں میں ساتھ اللہ کے طے کردن
ہندی لپیٹ کر اناث بکسر و در آخر ثائے مثلثہ جمع انثی مادہ ذکور ضد اسکی یعنی نر جمع ذکر نیشاپور بالفتح و بام
نام شہر خراسان معدن فیروزہ زلزلہ اسمیں اکثر رہتا ہے اصل میں نے شاپور تھا و نے بمعنی شہر اے شہر شاپور **المعنی** اس قطعہ میں
بیان بداعمالی کا ہے یعنی بروز حشر تمامی اناث و ذکور حسابگاہ قیامت میں حاضر ہونگے میں بھی ہونگا اور عملنامے کھولے
اوسوقت میں اگر آپ کی شفاعت نے اونکو طے نہ کیا اور نوبت حساب کتاب کی پہنچی تو میں اور ونکا کچھ نہیں کہتا مگر میرا
نامہ اعمال اگر کھولا گیا تو نعوذ باللہ ایسی بداعمالی ظاہر ہوگی کہ حسابگاہ قیامت مثل زمین نیشاپور کانپنے لگیگی **الخلاف**
محشی محمد شفیع لکھتے ہیں کہ ایک وقت میں نیشاپور اگر لرزہ میں غرق ہو گیا تھا انتہی یہ اونکو ثابت ہوا ہوگا مجکو تو یوں معلوم ہے
کہ اکثر پہاڑوں اور بعض شہروں میں ہمیشہ زلزلہ آتا رہتا ہے اس سبب سے کہ زمین وہاں کی سخت ہوتی ہے اور بخارات قوی جو
زمین یا پہاڑونکے نیچے حبس ہوتے ہیں اپنے خروج کیلیے زور کرتے ہیں اور زمین کو ہلاتے ہیں اور راہ نہ پانے کی شدت سے زمین
پھٹ جاتی ہے پہاڑ گر جاتے ہیں وہ بخارات راہ پا کر نکل جاتے ہیں اور یہ برف کے ملکوں میں اکثر ہے دل کی جوڑی بات چھپتی
نہیں مرے بے اعتقاد کرتی ہے **قولہ** دم سوال الخ امید ہست کہ مہر الخ **الانتباہ** تا شبیت و حرارت شکستہ گلو مراد
اوس شخص سے جسکی حلق سے بات نہ نکلے زمانے اہل زمانہ مہر لب سوال ہونا قبل سوال سے کسیکو دیدینا اور استغنا **المعنی**
یہ قطعہ شکایت اہل زمانہ میں ہے یعنی اے حضرت یہ مردم زمانہ ایسے مغرور و پر زعم ہیں کہ اگر بضرورت حاجت کوئی سوال انکے سامنے عرض
کیا جاے تو ایسا انفعال عارض ہوتا ہے جسکی شدت حرارت سے نفس شکستہ گلو ہو جاتا ہے بات منھ سے نہیں نکلتی جیسا کہ گرمی میں دم
چڑھ جانیسے آدمی کا حال ہوتا ہے پھر کیا ضرور کہ باوجود وجود باجود ذات آپکے میں انکا محتاج بنوں اور آپکی عنایت بے پایان کہ میرے
گمان ہونکی طرح تا حصے بے حد ہے مہر لب سوال نہو اور مجکو مستغنی نہ کرے **الخلاف** محشی و شارحین نے اس قطعہ کے معنی نہیں
لکھے شاید سہل سمجھا ہو **قولہ** اگر بہ پنجہ خورشید الخ **الانتباہ** پنجہ خورشید شعاع اوسکی افشاردن دبانا نچوڑنا مسام بفتح میم اول
و تشدید میم ثانی کہ فارسی والے بتخفیف استعمال کرتے ہیں سوراخ جسم آدمی وغیرہ کے جلد بدن میں زیر موہیں جن سے

بخارات وعرق نکلتا رہتا ہی **المعنی** شاعر مبالغہ اپنی سیاہ دلی کا کرتا ہی کہ کثرت معصیت سے میرا دل ایسا سیاہ ہو رہا ہی بالفرض
اگر بجائے خورشید کے جو خود بھی روشن ہی اسکو نچوڑون تو بجائے خون اسکے مسامات سے شب دیجور ہی ٹپکیگی ہر چند کہ آفتاب کے سامنے
کوئی تاریکی نہین ٹھہرتی **الخلاف** نسخہ مطبوعہ مین بجائے مسام کے مشام صحیح نہین لکھا ہی **قولہ** وفا نیکند مغفرت الخ
ز طول معصیت الخ ہمین بسبت کہ گیتی الخ **الانتباہ** استغفر اللہ کلمہ تنزیہ کا ہی قصر بالفتح کوتاہی ذیل بفتح دامن ناجی نجات
یا بندہ ولا بکسر دوستی و محبت و قربت ہمی شوم مین ہمی زائد ہی **المعنی** یہ تینون شعر مربوط دفع دخل قبیح ناامیدی مین ہین یعنی
مین جو بہت سا اظہار یاس کا کر رہا ہون کثرت گناہ ہونسے میری یہ ہی کہ ناامیدی کے ساتھ امید پوری نہین پڑتی اوسکو بیان کرتا
ہون نہ یہ کہ عفو الٰہی مجکو مغفور نہ کریگی استغفر اللہ میرے گناہ ہی کیا ہین جنسے دامن فراخ عفو کا گرد قصر سے بھیگے اور آلودہ ہو خود ناشفیعا
مین رحمت اللہ فرمایا ہی پھر مین ناقص اسکا کیسے ہون لیکن اب سارے جھگڑے چھوڑکے یہ کہتا ہون کہ اگر ناجی ہون یا مقہور بہر حال
حشر کو آپکی محبت مین محشور کیا جاؤن بس یہی کافی ہی **قولہ** بعون نعمت الخ زعود مہر وگلاب الخ بزم جنتیان الخ
الانتباہ نعیم جمع نعمت اور نام بہشت جوئے شیر وہ نہرین جو جنت مین جاری ہین جیسا کہ فرمایا وانہار من لبن اور نیز وہ
نہر جو فرہاد شیرین کیواسطے پہاڑ سے کھود کر لایا تھا طارم بالفتح وضم را خانہ چوبین اور خانہ بلند اور بالاخانہ یہان ٹٹی انگور کی
معنی ہین اور اوس سے انگور بند کر ظرف اور ارادہ مظروف عود بواو معروف ہندی اگر کہ جلانے سے خوشبو دیتا ہی عنصر بالضم
اول و ثالث اصل اور بنیاد اور خاک و باد اور آب و آتش ہمی شوم مین پھر ہمی زائد ہی انجمن طراز بہشت رضوان بخار بالضم
ہندی دھوان اور بھاپ مجمر بالفتح و واو معروف خوشبو اور وہ چیز جو جلانے سے خوشبو دے **المعنی** اور یہ جو کہا ہی کہ آپکی
محبت مین محشور ہون اور کچھ نہین چاہتا اوسی تفریع پر یہ اشعار ہین کہ جب نعمت آپکے عشق کی مجکو روزی ہوئی ہی اسکی
لذت سے ایسا محظوظ ہون کہ نعیم دنیا اور نعیم دونون سے فارغ ہوگیا نہ شیر کی پروا نہ شراب کی قطع نظر اسکے جنت سے
تو محروم رہ ہی نہین سکتا اسلیے کہ اصل و طینت سرشت میری عود عشق اور گلاب وفا سے ہی پر تقدیر اگر دوزخ ہی کو بھیجا گیا تو یہ دھوان
میری جو آپکی بوئے محبت سے خوشبو ہو رہی ہی رضوان انکا دھوان جنتیون کی مجلس مین بطور بخار بخور ضرور ہی لیجائیگا
پھر جنت کی خواہش کیون ہو **الخلاف** محشی تو دوم سوال سے یہانتک مصرع چھوٹتے چلے آئے ہین ملا قطب اور محمد شفیع
اور ملا عبدالرحیم نے کوئی چھوٹے اور کوئی لکھے ہین **قولہ** زکوۃ مہر تو حاشا الخ محبت تو ندارد الخ **الانتباہ** حاشا کلمہ تنزیہ
بمعنی پناہ اور بعید اور پاکی و خالی اور کبھی کلمہ استثنا کے ہی طباع جمع طبیعت کافور مفرد دوائے خوشبو سفید رنگ نہایت بارد جسکی
سمیت ہی اگر زیادہ از مقدار ہو اور نامرد کرتا ہی چنانچہ کافور خوردن خود نامرد شدن کے معنی مین ہی نوش بواو معروف و
کسر نون برادہ آہن مع الماس و مس وغیرہ الماس بالفتح ہندی ہیرا کہ ایک جوہر سفید گران قیمت ہی اور نیز زہر کشندہ الف و
لام اسکا جزو کلمہ ہی ناسور معروف کتابت اسکی بصاد نیز صحیح **المعنی** یہ دونون شعر بھی بتائید اشعار صدر مبالغہ بیان عشق مین ہین یعنی
ایسی حدت و حرارت آپکے عشق کی میرے دل مین بھری ہی کہ اگر زکوۃ اوسکی نکالون اور طبائع اشیا پر تقسیم کردون تو کافور

سی بار دو تنے شراب جیسی چار چیزین پر ٹھیٹھے مارے اور تا چیز دو تعمیر کیجیے اور سینہ مہیا جو داغون سے لامال ہے محبت کے کوئی داغ خالی نہین
چھوڑا جسمین ریزہ الماس کا نہ رکھدیا ہو جو زہر بھی ہے اور گوشت کا گلا دینے والا بھی اور کوئی داغ ایسا نہین کہ معنی ناسور نہو
جو کبھی اچھا نہین ہوتا یہانتک بیان اپنی کیفیت کا تھا آئندہ مطلب پر آ **غلاف** بجائے نفیست سوزش کے بعض نے
ہست اختیار کیا ہے والا ولی اولی **قولہ** شبے نہ دولت ہے الخ خمیر مایہ این الخ کسے گمان نبرد کز برائے الخ لذیذ بود
حکایت الخ **الانتباہ** خواب بالضم اول و سکون واو کہ بحقیقت ہمزہ ہے خواب جسے آدمی خواب مین دیکھتا ہے افتخار یعنی مایہ الفخر خمیر مایہ وہ
چیز کہ باعث زیادتی اور چیز کی ہو عرفاً فقط خمیر کو کہتے ہین سر قصیدہ مراد تشبیب سے حرف عصا کنایت اس آیت شریف سے ہے
وما تلک بیمینک یا موسی قال ہی عصای اتوکؤ علیہا واہش بہا علی غنمی ولی فیہا مارب اخری شاخ و برگ الفاظ و عبارت طیور
مضامین و معانی عالی **المعنی** یہ چار شعر ایک غزل مین ہین جسکو شاعر خود بیان کرتا ہے کہ ایک رات مجکو خواب شعور مین کہ مراد شکر خواب
مراد ہے وہ دولت دیدیت سرور عالم صلعم حاصل ہوئی اور یہ دولت اس دولت کے عالم اپنا مین نے عرش پر پہونچایا بس یہی خواب
خمیر مایہ اس قصیدہ کی ہوئی جسکو مین نے سر قصیدہ کیا اور شاخ و برگ یعنی الفاظ و عبارت طیور معانی کیواسطے بڑھائے کہ عالم قدس
آتے جائین اور ان شاخون اور پتون کے سایہ مین بیٹھتے جائین اس بات کا ہرگز کوئی گمان نہ کرے کہ دنیت شعر کیواسطے اصل مدح پر
خواب بنا دی ہے اور مجھے اصل نہین رکھتی یہ مجکو منظور نہین ہے بلکہ بد نظر یہ ہوا کہ مدح آپکی ایک حکایت لذیذ ہے یعنی طول طویل ہوا کی
ابھی جیسے حضرت موسی نے اپنی باتین عصا کی حضور مین حضرت رب العالمین کے طوالت دا کین کہ دولت حضور کی میسر اسوقت
تھی باتین زیادہ ہون تو ہی بہتر چنانچہ جب باری عز اسمہ نے پوچھا اے موسی تیرے سیدھے ہاتھ مین کیا ہے کہا میرا عصا ہے جس پہ مین ٹیکیان
کرتا ہون اور بکریون کیواسطے پتے جھاڑتا ہون اور کتنے کام اس سے لیتا ہون یہی معنی آیت مرقومۃ الصدر کے ہین بحقیقت جواب
سوال اتنا ہی تھا کہ عصا ہے آئندہ حسب التزام شعرا دعا ہے تا بید **الخلاف** دوسرے شعر کے دوسرے مصرع مین بجاے زبان
مین بطیور کے جو طیورا اور زبان پر مرغ طیور بھی لکھا ہے مگر ملا قطب نے بطیورا اور مراد اس سے طالبان سخن اور رمز طیور کے معنی کہ
زبان مرغ مخصوص کی جاننے والی ہوا اور مین نے بھی لکھے میری دانست مین نسخہ اول ٹھیک ہے اور معنی حوالہ انصاف اہل انصاف
قولہ ہمیشہ تا جگر الخ خرابہ دل مجروح الخ **الانتباہ** تا واسطے تابید کے ہے زنبور بالضم معروف اور ایک قسم پیکان تیر خرابہ
ویرانہ مجاز ملک ضیم نوشابہ تریاق اور یا پادزہر اور معجون شیرین مفرح قلب و معدہ اور ایک دوا ہے دافع جمیع جراحت و آلام **المعنی**
یعنی دنیا مین دو قسم مردم ہین بعض آستانہ ہدایت آشیانہ سے گمراہ بعض اسکے ہوا خواہ گمراہ ہر معاملہ مین خوار و خجل ہوتے ہے جیسے
آگئے ہین ایسے کہ جگر مین چھان اور سینہ زنبور خانہ کیطرح سوراخ سوراخ جب تک ان گمراہون کا یہ حال ہے کہ ہمیشہ ہیگا
جو لوگ کہ اول آپکے عشق مین مجروح و خراب ہے کہ دوسری شی کا ان مین ٹھکانا نہین ہو جب العشق نار یحرق ما سوا
المحبوب کے آپ کے الطاف کی نوشابہ رہے جو شامل حال انکے ہے معمور و آباد ہے محشی و شارحین سب نے ان اشعار
دعائیہ مین گریز فرمائی ہے تقریب سابعہ کے مکرر عرض ہے کہ شائقین و ناظرین بصیرت مزاج ابتدا سے یہانتک نظر فرمائین

اور ربط و ترتیب اور معانی کو بغور دیکھین واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل ان اللہ نعما یعظکم بہ ۵

قصیدہ در منقبت حضرت علیؑ

قولہ جہان بگشتم و دردا الخ کفن بیاورد و تابوت الخ
مراد زمانہ ظلم الخ زمانہ مرد مصاف الخ **الانتباہ** یہ قصیدہ بھی مثل قصیدہ بالا کے بحر مجتث مین ہی تشبیب اسکی
بشکایت چرخ ہو کہ اشعار اول چندان مشکل نہین ہین لہذا چار چار شعر کے معنی اکٹھے لکھون دردا مین الف ندبہ کا ہی
یعنی مین تمام جہان مین پھرا کوئی شہر ایسا نہین پایا جہان نصیب بکتا ہوتا مول لیکے مین بھی صاحب نصیب ہوجاتا
تابوت صندوق مردہ کفن اور تابوت اور جامہ نیلی ماتمی سب سے مراد سامان ماتم کا ہی یعنی عافیت تیری بیمار
ہی اور زمانہ سا ظالم طبیب عافیت پس مرگ اوسکا یقینی تو سامان ماتم کا ذکر حاصل یہ کہ کچھ قدرے قلیل جو عافیت
ہی یہ بھی زمانہ نہ چھوڑیگا طناز بفتح و تشدید نون نہایت طنز اور رمز کرنیوالا اور ناز کرنیوالا اخر یدین توقف و بہانہ
کرنا مینجوار ارام استمرار ی یعنی دیکھو ظلم اس ظالم کا کہ میرے ہاتھ باندھدیے ہین اور تیغ میرے سر پر لگا رہا ہی اور کہتا جاتا ہی
طنز اگر سر کھجائے جا مطلب یہ کہ دست قدرت مجکو دی نہین پھر اوسکے ساتھ بھی ظلم و طنز مرد مصاف مرد جنگی اور وہ
شخص جو کبھی سے لڑنیکو آئے سادہ دل نادان احمق جربزہ بالفتح زیرہ مضار بفتح میم و تشدید یا راجع مضرت یعنی گزند و نقصان
یعنی زمانہ کا حال تو سنا میری حماقت کو غور کرو کہ ایسا شخص جب سے کچھ پیش نجاسکے میرا مرد مصاف اور مین تدبیر و ہمہ سے
دفع اوسکی مضرت کا کرتا ہون وہ کب ہنسنے دیگا **قولہ** زمنجنیق فلک سنگ الخ عجیب کہ نشکنم این کارگاہ الخ چنین
کہ نالہ زدل الخ اگر کرشمہ و حلم الخ **الانتباہ** منجنیق بفتح میم و سکون نون و فتح جیم و یاے معروف ایک قسم کا آلہ ہی
آلہ قلعہ شکنی سے ہی اور یہ معرب من چہ نیک کا ہی ورنہ عربی خاص مین جیم و قاف جمع نہین ہوتے جو کہ زمانہ سابق مین
یہ آلہ واسطے قلعہ گیری کے نہایت مفید تھا لہذا آتفاقا اوسکا نام رکھا آبگینہ ہندی کانچ و شیشہ یہ شعر گویا نظیر ہی شعر پیشین کی
یعنی تدبیر و ہمہ سے دفع مضار زمانی کا کرنا ایسا ہی جیسے بارش سنگہاے کلان مین کوئی احمق کانچ کے قلعے مین گھسے کہ
وہ بچیگا نہ قلعہ اسوقت مین کہ منجنیق فلک سے سنگ فتنہ برستے ہین میری تدبیر کیا کار آمد ہوگی کارگاہ وہ جگہ جہان ہر قسم کا
کام جاری ہو مینا بالکسر شیشہ اور کانچ اور ایک جوہر کہ اوس سے طلا وغیرہ پر نقاشی کرتے ہین پس کارگاہ مینا وہ
جگہ جہان مینا سازی یا مینا کاری ہوتی ہو مراد آسمانون سے تعجب بفتح مبالغہ کرنا یعنی بعید و کہ خواہان کسی چیز کا
ہونا اور گرد گرد آنا خمار بضم اول و تخفیف میم آثار نشہ شراب کا کہ درد سر اور اعضا شکنی عارض ہوتی ہی شاعر کہتا ہی کہ
خیال کرتا ہون تو یہ افلاک کیا ہین ایک کارگاہ مینائی ہی تمام شیشے جمع ہین اور میرا یہ حال کہ خمار مین مبتلا اور شیشہ
لیے انکے سامنے گرد گرد آ رہا ہون مگر میرے شیشے کو نہین بھرتے بس اگر جھلکے ہین اس کارگاہ کو توڑ ڈالون تو کچھ تعجب
مت جانے نفس زدن خاموش رہنا چنار بفتح ایک درخت ہی ولایتی بہت بڑا اپنے لوسکے بصورت پنجہ آدمی
کے ہوتے ہین کو اوس سے چنگاریان نکلتی ہین معنی یہ کہ مین تو خمار مین بھرا ہون اور شیشہ میرا خالی اور یا وصف تعجب

افلاک میری سنتے نہین کیا تعجب جو کھٹ کھٹکے اور دل سے جو نالۂ آتشین اوبل رہا ہی اوسکو ضبط کر کرنے چنار کی طرح مجھسے
بھی آگ سی نکلنے لگے کرشمہ بکسرتین و نیز بفتحتین اشارۂ چشم و ابرو یعنی گردش زمانہ سے ایسا بیخبر از خود رفتہ ہو رہا ہون کہ بالفرض
اگر کرشمۂ وصل یا غم ہجر کسی معشوق کا مجکو مارنا چاہیے ہر چند یہ دونون امر ایسے ہین کہ آدمی ان دونون مین سب کچھ بھول جاتا ہی
مگر مین کرشمہ کی تعریف کرونگا نہ غم سے پناہ چاہونگا مجکو اپنی آفت و مصیبت سے ہوش و فرصت ہی نہین جو کسی کو جانون
سمجھون **قولہ** لم ز درد گرانمایہ الخ دل خراب مرا الخ دلم چو رنگ زلیخا الخ ز سلک مدت عمرم الخ **الانتباہ** گرانمایہ
نہایت مالدار فغان بالضم اول نالۂ بلند بکسر مشہور ہی مگر ضمہ لہجۂ اہل عراق کا ہی و نیز بمعنی ناقوس اسواسطے کہ فغ بضم
بمعنی بت و الف و نون نسبت یعنی حال تو میرا یہ ہی کہ دل و جگر درد و فغان سے خوب بھری پڑی ہین لیکن کلمہ سے
دماغ خالی ہی غبار سے خاطر آسودہ اسواسطے کہ زمانہ کے مقابل دونون بیکار ہین انسے ہوتا ہی کیا ہی شعر ثانی
کے یہ معنی کہ ابتک آسرے آسرے مین گذری اور کوئی مقصود حاصل نہوا نہ ہوتا نظر آتا ہی اب بالکل مطلب میرا یہ ہی کہ
قطعی یاس ہو جاے کہ سارا انجمال جاتا رہے جیسے ادھر اشکار جان نکلے انکو غنیمت جانتا ہی زلیخا بروزن سوید تصغیر
زلخا مونث ازلخ ماخوذ زلخ بمعنی جاے لغزیدن پا ہی جو یہ عورت بسبب حسن و جمال کے محل لغزش پاے عقل دیکھنے
والونکی تھی لہذا یہ نام رکھا اور تصغیر بجہت ترحم و محبت یا تعظیم بقول بعض اصل نام راعیل ہی زلیخا موضوعہ عرب اور بفتح اول
و بکسر لام مختلف فیہ بقول بعض غلط کہ اس وزن کا کوئی لفظ کلام عرب مین نہین ہی بقول بعض صحیح کہ فریثا بمعنی خرما کے
آیا ہی تہمت بضم اول و فتح ہا و میم گمان بد کرنا استعمال فارسی مین بسکون ہا ہی یعنی شعر کے یہ کہ مین تو اپنے درد و
فغان کو ضبط کیے ہون بسکون زلیخا اور یوسف کیسے حال کو کیا کرون کہ خلوت مین بیٹھے بیٹھے رنگ زلیخا کا شکست
ہوا ایسی ہی خفیہ خفیہ میرا دل شکست ہوا اور حضرت یوسفؑ کی تہمت کہ اوس خلوت مین سواے انکے اور زلیخا کے
کوئی نہ تھا اور راز حد فاش ہوئی یہی حال میرا کہ مین ہون اور غم پھر جاے شہرت کیسے پاے شیب بالفتح پیری اور
سپیدی مو شباب بفتح اول جوانی اور جوانان اسوقت مین جمع شاب کی ہوگی شب تار سے تاویل مصیبت سے
کرتے ہین شاعر کہتا ہی ہر کسی کی مدت عمر مین رات بھی ہی دن بھی مین حیران ہون کہ میری عمر کی سلک مدت سے
گوہر روز کے کسنے چن لیے کہ تمام جوانی اور پیری میری شب تار مین گذری روز روشن کی صورت ہی نہ دیکھی **قولہ**
گل حیات من الخ ز دوستان منافق الخ برون ز صورت الخ عجوز بختم اگر ز لعب الخ **الانتباہ** نیز نداے یعنی
یعنی یا صعب اسقدر کشاکش غم و اندوہ کے مجکو اجل بھی تو نہین آتی گل ترمردہ میری حیات کا اوسکے پسند
خاطر نہین گویا مردود الموت مین ہی ہون الماس بالفتح جوہر معروف اسکی برابر کوئی چیز سخت نہین اور بمعنی فولاد نیز
معنی یہ کہ اب مین دوست منافق بن گئے ہین انسے ایسا بیزار ہون کہ انکے سامنے دیوار الماس یا فولاد کی بناتا ہون
کہ کسی کے توڑے نہ ٹوٹے برون بمعنی سوا بالش بکسر لام تکیہ زیر سر اور ایسے ہی بالین منسوب بہ بال پہلے ہین

بال یعنی بازو و دوسرے مین یا دونون واسطے نسبت کے ہین جو کہ پر ان مین گھیرے جاتے ہین اسواسطے منسوب یا بال مرغان کرکے یہ نام رکھے گئے باشم کا میم مضاف الیہ رخسار کا ہی یعنی منافقون سے بیزار ہوا اب کوئی میرا غمگسار نہین تنہا پڑا پڑا روتا ہون کون آنسو پونچھے ہان صورت دیبا تکیہ کی البتہ میرے رخسارے سے آنسو پونچھتی رہتی ہی جیسے کہ عادت ہی اکثر آدمی سر جھکا کے تکیے سے پونچھ دیتا ہی عجوز بفتح اول بیرزن اسکے ساتھ ہا لکھنا یعنی عجوزہ خطا ہی اسواسطے کہ فعول کے وزن مین مذکر و مونث یکسان ہین شان اضمار قبل ذکر راجع بشاہدان زلفین بضم اول و یاے معروف زنجیر مراد زلف سے بلکہ اسی مشابہت سے زلف کو زلف کہتے ہین یعنی میرا نصیبا یک ایسی عجوز ہی کہ اگر شاہدان تتار کی یہ زلف آرا ہو تو اونکی زلفین بھی اسکی شامت سے سفید ہو جائین اور آرایش جاتی رہے

قولہ کدام فتنہ بشب سر نہاد الخ جراحتم چو بخارد الخ وگر طبیب دہد الخ وگر ز بوتہ خاری کنم الخ **الانتباہ**

یہ چار شعر پایدار سانی زمانہ کے ہین کہ جو مجھے سے پیش ہین یعنی کوئی فتنہ زمانہ کا ایسا نہین کہ رات کو سو جاتا ہو اور صبح ہی صبح خواب سے میرے سامنے آکے نہ بیدار ہوتا ہو حاصل یہ کہ رات بھر البتہ محفوظ رہتا ہون صبح ہوتے ہی ساری جہان کی فتنے میرے سامنے آموجود ہوتے ہین جراحت بالکسر زخم بفتح خطا مطلب یہ کہ ایک تو یہی شفقت زمانہ کی اور سناؤن کہ جب میرے زخم مین خارش پیدا ہوتی ہی تو یہ اوسکے کھجلانیکو پلنگ ناخن ہو جاتا ہی جو تیز بھی ہین اور زہر دار بھی یہ تو اسکی شفقت ہی ناگوار بضم کاف فارسی چیز غیر ہضم یعنی اول تو طبیب یہان نہین اگر کسی نے دوا بھی دی تو ناگوار جو ہضم بھی نہو اور فائدہ نہ بخشے تیز ... یعنی شیرہ دندان مار کا ملتا ہی بنظر پیش بینی کہ شاید دوا ہضم ہو جاے اور فائدہ کرے تو اس شیرے کے اثر سے نہ بچنے پائے بوتہ بواو معروف درخت خرد خشک یعنی تکیہ نرم نکلیں تو مجکو میسر کہان اگر کسی بوتہ خار کو تکیہ بناؤن تو یہ کب دیکھ سکتا ہی زلزلہ پیدا کر دیتا ہی جسکی جنبش سے میری آنکھون مین خار چبھنے لگتے ہین **الخلاف** محشی دوسری شعر کے معنی لکھتے ہین کہ کونسا فتنہ رات کو سویا اور خواب مین میرا منہ دیکھے صبحکو بیدار نہوا اسواسطے جو کوئی خواب بد دیکھتا ہی خوف سے جاگ پڑتا ہی خلاصہ یہ کہ ایسا بدصورت ہون جس سے فتنہ بھی خواب مین ڈرتا ہی انتہی دوسرے شعر مین لکھتے ہین کہ اگر میری صحت کے واسطے دارو تلخ دے انتہی یہ دونون معنی دونون شعرون کے قابل ملاحظہ ہین پہلے مین تو شارحین نے گریز کی دوسرے مین البتہ شریک ہین اورون نے اپنے معنے بھی لکھے ہین **قولہ** بعید بود اگر ناوکے الخ یقین شناس کہ منصور الخ **الانتباہ** ناوک مصغر ناوہ کا تیر خرد ناوہ ایک لکڑی ہوتی ہی مجوف کہ اوسمین یہ تیر بوضع خاص رکھکے چلاتے ہین پس تیر کے معنی مین مجازاً ہی موافق ذکر ظرف و ارادہ مظروف نہ بستین مستعد تیر اندازی ہونا شاعر کہتا ہی یہ خوبان زمانہ کی ہین کہ بھلا مور بھی کچھ چیز ہی اگر اسکے شکار پر مین مستعد ہوؤن اور تیر کو زہ کردن تو وہان سوفار کو میرے کاٹنے کے واسطے وہان مار بنا دے میرے اتنے فائدہ کا

بھی روا دار نہین یقین بمعنی شبہ اور وہ بات کہ کسیکے شک سے جاتی نہ رہے اور شک وہ کہ جسکی دو طرفین برابر ہون
عدم اور وجود اور اگر راج مرجوح ہین تو جانب راجح ظن ہی اور جانب مرجوح وہم کبھی یقین کو بمعنی ظن اور ظن کو بمعنی یقین
کے بھی استعمال کرتے ہین منصور کی تحقیق اوپر گذری بائے موحدہ بدستگیری ہین توسل استعانت سببیت سب ہو سکتی
ہی یعنی منصور کا حال تو سنا ہوگا یقین جانو کہ وہ اور کچھ نہ تھا سوا اسکے کہ زمانے کے ظلم و ایذا سے دکتا کے یہ قصد کیا
کہ انا الحق کہا اوٹھون تا لوگ مجکو سولی دیدین اور بوسیلۂ سولی کے زمانہ سے نجات پا جاؤن یہان تک شکایت
زمانہ کی تھی آیندہ ذکر دیگر **قولہ** شب گذشتہ بزانو الخ سر سے چنانکہ بیاری الخ **الانتباہ** پہلے شعر کے دوسرے
مصرعے مین کاف مفاجات کا ہی خمار بہ مراد اپنی ذات سے سری اور غمی دونون مین یا قائمقام کسرہ موصوف
کے ہی حسب قاعدۂ متقدمین کہ درصورت فصل موصوف صفت جیسا کہ یہان بیسامان صفت مفصول سر کی ہی اور صفت مرکب
یا جملہ کے کسرہ پر اکتفا نہ کرکے یا لکھتے تھے یہ شعر بیان و توضیح اوپر کے شعر مین ہی یعنی جس سر کو کہ مین نے زانو پر رکھا
تھا ایسا بیسامان تھا اور جس غم کے سبب رکھا تھا وہ ایسا تھا یہ دونون شعر ایک تمہید صفت روضۂ مقدس
کے ہین بسوال و جواب خرد چنانچہ پہلے شعر مین خرد کا آنا قائم کیا ہی **قولہ** بدید و گفت بعالم الخ سے چنین ہمہ
برای الخ مرض بین و سبب جسے الخ **الانتباہ** جہان بخوشتن آرا کنایہ اس سے کہ تیرے سبب سے جہان کی
آرایش ہوگئی کہ تجھسا شخص جہان مین ہی خوشتن بے راز سے یہ اشارہ کہ آپکو ایسا بدحال کر رکھا ہی صافی
بمعنی صاف و بے غش اسم فاعل ہی صفا سے جیسے قاضی قضا سے یعنی سر تیرا بالکل برائے صواب ہی اور عجب کہ
بے سامان اور دل تیرا تمامی صافی شراب ہی اور تو دردخمار مین مبتلا دونون مصرعون مین دونون واو حالیہ
ہین پھر خرد کہتی ہی کہ اپنے مرض کی تشخیص کر اور علامت و سبب مرض کے معلوم کرکے اپنا معالجہ آپ کر بھلا
یہ تو سمجھ کہ اگر افلاطون بیمار ہوجے تو اوسکا معالجہ سوا اوسکے کون کر سکتا ہی یہ تینون شعر مخاطبہ خرد مین سے تھے
قولہ بگریہ گفتمش ای سر الخ کسے چگونہ بسامان الخ **الانتباہ** یہ دونون شعر جانب شاعر سے ہین بجواب خرد شعر
ثانی صفت سر اور علت انصاف کے معنے ظاہر **قولہ** بخندہ گفت سرا گیت الخ رہت نمائم و برخوشتن الخ
تہی کن از ہمہ الخ **الانتباہ** یہ تینون شعر پھر جواب خرد اور گریز بسوے مدح روضۂ مبارک ہین ہین بخندہ گفت
سے یہ اشارہ کہ خرد واسطے میرے تجویز کیے ہوئے تھی اور اوسکی تجویز کے نزدیک میری اس کیفیت پریشانی کی کچھ اصل
نہین ٹھہری چنانچہ تیسرے شعر مین ہی کم دار یعنی تجکو بہکائے ہوئے ہی راہ راست پر نہین چلنے دیتے برخوشتن
نہ منت کی علت مصرع ثانی ہی کہ میرے سے کہرے کھوٹے کا چانچنے والا تیرے سوا کون ہی اندیشہ خطا اس سبب سے کہا
کہ مین جو بتاؤن اوسکے سوا سب اندیشے خطا ہین بہ فعل یا فاعل مفعول اسکا سر جسکی نسبت کہا ہی زانو سے
اوٹھایا تو دیوار پر مارا مرقد بفتح میم و قاف صیغۂ ظرف رقود سے بمعنی خوابگاہ مجازاً قبر کحل الجواہر وہ سرمہ

جسمین موتی اور جواہر واسطے روشنی چشم کے ڈالتے ہین اَبصار عام ہی یعنی اوس خاک سے ہرکسیکو بصیرت حاصل
ہوتی ہی لفظ بصیرت **قولہ** چہ مرقدا نکہ بود الخ بحیرتم کہ چہ صنعت الخ کہ گر بقدر بلندی الخ **الانتباہ** یہان سے
بیچ روضہ مبارک کی شروع ہی پہلا شعر فرادی ہی دوسرا قطعہ بند چہ بنا بر تعظیم شکنجہ نوعے از عذاب اور عذاب
او آلہ جلد بندی منظر بالفتح میم و ظائے معجمہ دریچہ اور چشم اور صورت دریچہ اس لحاظ سے کہ اوسمین بیٹھ کے ہرطرف
نظر کرتے ہین چشم بدینوجہ کہ محل نظر ہی صورت منظر اسلئے کہ جاے انداخت نظر ہی تراکم بفتح اول وضم کاف ہجوم و انبوہ
انظار جمع نظر یعنی جن و انس حور و ملک سب کی نظرین جو اوسکی طرف لگی ہوئی ہین اونکے ہجوم سے وہانکی ہوا کو
راہ مرور کی نہین ملتی ایسی اون نظرونمین پھنسی ہوئی ہی بکار بردن عمل مین لانا محیط بضم میم گھیر نیوالا کردار
بکسر کاف طرز و روش یہ لفظ اگرچہ بکسر مشہور ہی لیکن قیاس مقتضی فتح کا ہی اسواسطے کہ کرد صیغہ ماضی کا ہی کردن سے
اور آر مفید معنی مصدری جیسے گفتار و رفتار و بہار معنی قطعہ کے ظاہر ہین مایہ حیرت اوسکی بلندی ہی کہ
ایسی عمارت کیسے بنا پائی دوسرا شعر علت حیرت **قولہ** کتابہ اش کہ بود الخ **الانتباہ** کتابہ بکسر کاف عربی
وہ چیز جو بخط جلی خواہ نستعلیق خواہ طغرا مساجد و مقابر اور دروازۂ امرا پہ لکھتے ہین یا کھودتے ہین عالم کو دنیا
جامۂ یوسف جسکی بو سے حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھین بینا ہوئین کما جاء فی القران فلما ان جاء البشیر القاہ
علی وجہہ فارتد بصیرا **المعنی** یعنی کتابہ اوس مرقد شریف کا جسکو سر نوشت عالم سمجھنا چاہیے کہ اوسکے حکم سے
کسیکو گریز نہین حکم جامہ حضرت یوسف کا رکھتا ہی جو کوئی اوسپر آنکھین ملے اوسکی آنکھین نور بصر اور بصیرت
دونون سے روشن ہوجاتی ہین جیسے حضرت یعقوب ع کی آنکھین حضرت یوسف ع کے جامہ کی بو سے روشن
ہوگئی تھین **قولہ** نہ بے صفاے عمارت الخ **الانتباہ** صفا پاک و بیغش اور بیکدورت عمارت آبادی اور آباد
کرنا اور مرمت **المعنی** یعنی وہانکی عمارت خاص کی جلا و صفا کا کیا بیان ہر دیوار اوسکی ایسی مجلا و مصفا ہی کہ
یہ جلا و صفا خانۂ چشم مین بھی نہین اسی سبب سے نگاہ جو اوسکی دیوار پر پڑتی ہی خانہ چشم کو مکدر و مغشوش جانکر پھر کے
خانۂ چشم مین نہین آتی وہین چپک رہتی ہی اور یہ وہ بات ہی کہ اچھی چیز سے نگاہ ہٹانیکو دل نہین ہوتا یہی جی چاہتا
ہی کہ دیکھتا ہی رہون **الخلاف** محشی اور محمد شفیع نے یہ معنی لکھے کہ دیوارین اوسکی چشمہ عینک کیطرح نہایت
صاف و شفاف ہین نگاہ اونکی پار نکلجاتی ہی یہ نہین کہ دیوار مانع ہو اور نگاہ آنکھ مین لوٹ آئے انتہی ان معنی
مین صرف صافی و شفافی کی صفت ہوئی اور میرے معنی مین صافی و شفافی بھی ہی اور مطبوعی اور مرغوبی بھی
پس **مصرع** چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار الخ **قولہ** ز سقف گنبدش الخ **الانتباہ** گنبد بالضم و
فتح باے موحدہ عمارت مدور اور چارون پاؤن سے کودنا ہرن اور اسپ کا اور معنی شعر ین نیز صدا و آواز
جو گنبد یا پہاڑ یا چاہ سے لوٹتی ہی اور مطلق آواز پار سال بگذشتہ اور پار و پارسال گذشتہ **المعنی** شاعر

کیسی بڑی عظمت و رفعت اوس گنبد کی بیان کرتا ہی یعنی معمولی بات ہی کہ گنبد کی بات فوراً لوٹ آتی ہی کیسا
ہی گنبد بلند ہو ایسا گنبد عالیشان ہی کہ پارسال کی آواز ابھی تک چلی آتی ہی سال بھر ہو گیا اور مسافت
اوسکی بلندی کی طی نہین کر پائی اور جانے کب طے ہو الخلاف محشی نے فقط پار کے معنی لکھے نہ اور کسی شارح
نے قولہ چہ قدر صبح شناس الخ الانتباہ حوالی بفتح حا و یاے معروف گرد اگرد کسی چیز کا یہ لفظ اس حلیہ کے
ساتھ موافق تصرف فارسیون کے ہی ورنہ عربی مین بفتح لام اور الف مقصورہ بصورت یا کے مستعمل ہے
المعنی مشہور ہی کہ صبح کا وقت نورانی اور نزول فیض ربانی کا ہی تمامی ابرار و اخیار اسوقت کو جمیع اوقات
پر ترجیح دیتے ہین یہ روضہ مقدس انوار تجلیات رحمت الٰہی سے ہر وقت زیادہ تر از صبح روشن اور منور ہی شام کا
یہان ہونا کیا معنے اس پاس کوسون تک کہین پتہ اور گذر نہین پھر یہان کے رہنے والے صبح کی قدر کیا جانین
اسلیے کہ اونکو ہر وقت صبح حاصل ہی اور برکات و حسنات اوس سے زیادہ شامل قولہ گر آفتاب در آید الخ
الانتباہ فانوس دراصل سخن چین کے معنی مین ہی اور فانوس شمع کو اس سبب سے کہتے ہین کہ روشنی شمع کی
باہر نکالتا ہی طیار بر وزن قہار پرواز کنندہ المعنی یعنی بر تقدیر اگر آفتاب اوس روضہ منور کے گنبد مین آجاے
تو ایسا معلوم ہو کہ فانوس مین مکھی اڑ رہی ہی اور اس تشبیہ مین دو مقصود شاعر کے ہین ایک تو نورانیت اوس
گنبد کی جیسے فانوس نور سے بھرا ہوتا ہی اور بے نوری آفتاب کی مقابل اوسکے کہ مکھی اوسمین سیاہ معلوم ہوتی
ہی دوسرے کلانی گنبد اور خردی آفتاب کی ہرچند آفتاب زمین سے ہزارون حصہ بڑا ہی اور ظاہر کہ مکھی
کی فانوس کے سامنے کیا حیثیت الخلاف شارحین نے اس شعر کے معنی مختصر سے لکھدیے ہین اچھی
توضیح نہین کی جس سے معلوم ہو کہ کیا سمجھے قولہ ز ذرہاے پریشان الخ الانتباہ ذرہ بالفتح و تشدید را
مور ریزہ خرد اور وہ جو آفتاب کے نور سے باریک باریک اجزا روزن مین سے دیکھے جاتے ہین اور سوان حصہ جو کا شعاع
بالضم روشنی آفتاب نجوم بضم ستارگان اور یہ نجوم دو قسم ہین سیار اور ثوابت سیار سات ستارے ہین
زحل مشتری مریخ شمس زہرہ عطارد قمر کہ ہر ایک ایک آسمان پر ہی اور بحرکت خود سائر اور ان
سات کے سوا سب ثوابت ہین اور کل فلک ہشتم پر غیر متحرک بذات خود مگر بحرکت فلک کو بعض حکما قائل
انکی بطی السیر کے ہین سیار یعنی گردندہ اور سیر کنندہ المعنی یعنی اون ذرون پریشان سے جو بسبب شعاع
آفتاب کے روزن اور روشندانون سے اوس مکان عالیشان کے اندر اڑتے اور چمکتے ہین اور
ایسے چمکتے ہین کہ جنکی شعاع سے مہر ٹوٹتے ہین یعنی اونکی روشنی سے آفتاب جھڑتے ہین ایسا جانا جاتا ہی
کہ یہ مکان تو ایک آسمان ہشتم ہی اپنی رفعت و علو مین اور یہ ذرے نجوم ہین اور نجوم بھی ایسے کہ
بحرکت آسمان کے سیار ورنہ ثوابت کی سیر سر فلک سے ہی نہ بذات خود مگر یہ عجیب ثوابت ہین کہ انکی

سیر بذات ہی نجوم کا لفظ عام ہی سیارہ و ثوابت دونونکو شامل ہی یہان بمقابل سیارے کے ثوابت مراد ہین الخلاف ملا قطب نے لکھا ہی
پریشان صفت ذرہ یا اور شعاع نور افشان صفت بعد صفت باختیار لفظ نور بجاے مہر اور یہ بھی لکھا ہی کہ سپہر کو اگر کی یہ ید فلک کے [illegible]
اِسکے ساتھ قید ثوابت کی ضرور تھی تا سیارے جو بذات خود بھی متحرک ہین احتراز ہو جاتا انتہی ہین بجاے نور کے مہر کو اچھا جانتا ہون بنظر یہ بیان
اور یہ عبارت یا ذرہ اور شعاع اور نجوم اور آسمان و رستارے کا و یہ نہین معلوم ہوتا انکی تقریر سے کہ شعاع نور افشان کو کہ ٹھہرا کے صفت بعد صفت
لکھا ہی یا سیّرا اور علی ہذا القیاس سارے شعر کی پریشان ہی **قولہ** غبار فرش تا بتاج عرش **الخ الانتباہ** فرش بالفتح بچھونا ملفوظ کردن افگندن آنداختن مستعمل
المعنی شاعر اس شعر مین علو اور بلندی اوس روضہ انور کی بیان کرتا ہی کہ اوج عرش برین کی سطح حضیض فرش زمین اُس روضہ سے ایسی ملحق اور
پیوستہ ہی کہ اگر جنبش ہوا سے ذرا بھی غبار اوٹھے تو عرش کا تاج بھی احتمال کیا جاے جنبش ہوا اور اوسکے سبب غبار اوٹھنے کی مقدار کو کہ دونون معلوم و
موہوم ہین اور نیز علو و رفعت اوس روضہ کی **قولہ** کلکیت [illegible] چمن صنع **الخ الانتباہ** قبہ بضم و تشدید باے موحدہ بناء مدور شکل گنبد اور طلسمی چھتری
اور خیمہ اور عماری کا بھی خود چھتری و خیمہ وغیرہ سے مراد ہوتی ہی مورب کبہ کنگرہ بضم و کاف دوم فارسی ہندی کنگورہ خار دراشتن ہی خار خوردن رشک
کرنا اور رنج اوٹھانا **المعنی** یعنی قبہ اوسکا چمن صنع مین ایک ایسا گل خوشنما ہی کہ عرش اوسکے زبانی اوسکو دیکھکے خار کھاتا ہی یہ کنگورے جو اسکے گرد ہین یہی خار ہین نہ
کنگورے **قولہ** نسیمی [illegible] **الخ الانتباہ** [illegible] ترتیب ضام آم بضم و تشدید ال [illegible] خادم آتی یہ شعر تفریع ہی شعر سابق پر یعنی عرش نے جو
رشک قبہ خار کنگرہ کے جمع کر رکھے ہین تو کیا اندیشہ اب تھوڑے دنون خدام اوس عالیمقام کے اپنی کثرت شدت آمد و رفت صعود و ہبوط سے کنگرہ
اوسکی خاک کے برابر کیے دیتے ہین اور اس رشک کا نتیجہ اوسکو ملا جاتا ہی **قولہ** آستانہ او **الخ الانتباہ** طعنہ یعنی ایک بار زنبور زنا اور عیب گیری تشنیع و
صفت طعنونکی یا یہ معروف اور رتبہ او مرتبہ اور خوار و زبون **المعنی** یعنی آستانہ فیض آشیانہ اوسکا ایسا بلند پایہ ہی کہ عرش طعنہ پستی و حضیضی
کرتا ہی اور طعنہ بھی وہ کہ ندید و شنید اسواسطے عرش نے اپنے پایہ سے اظہار اور شکوہ اسکے طعنونکا کرتا ہو اور یہ ایسا ہی جیسے کسیکا کسی پر بس
نہین چلتا اور دوسرے سے کہتا ہی کہ دیکھو یہ مجکو ایسے کہتا ہی **قولہ** بگاہ جوش زیارت **الخ** فلک بہ تیغہ خورشید **الخ**
الانتباہ زیارت سے مراد اہل زیارت نہ آسمان اور کم کنند مین مطابقت جمع کی کچھ ضرور نہین ہی فارسی مین
ایسا استعمال بہت ہی تیغہ خور خورشید شعاع خورشید از ہوا گیر یعنی بیچ ہی مین کو بچے عمامہ بکسر عین و تخفیف میم کہ تشدید بھی
جائز ہی دستار **المعنی** یعنی جسوقت کہ ازدحام و ہجوم زوار کا ہوتا ہی تو کثرت مردم سے تو آسمان کی پگڑی سر سے
گرکے جوتیون سے نیچے ایسی پامالی مین آجاتی ہی کہ پتہ نہین چلتا کیا ہوئی چنانچہ اکثر نہایت ہجوم و انبوہ مردم مین
ایسا ہوتا ہی کہ پگڑی وغیرہ سر سے گر جاتی ہی با اینہمہ بلحاظ تعظیم اس مکان مقدس کے فلک کا یہ حال کہ اگر کسی زوار
کے سر سے پگڑی گرے تو فلک بوسیلہ تیغہ خورشید کے بیچ ہی مین گویا ہی زمین پر گرنے کا روادار نہین ہوتا
اور اپنی سربلندی جانتا ہی **الخلاف** محمد شفیع کے میرے معنی مطابق ہین گو اونہون نے دونون شعرون کو
علحدہ علحدہ لکھا ہی **قولہ** بباغ لالہ الوان وید **الخ الانتباہ** باے موحدہ بباغ مین تو افق یا تبادری کی ہی
یاسمن یاسمین یاسمون تینون طرح ہی ہندی چنبیلی زرد و کبود و سفید تینون رنگ کی ہوتی ہی بیان ذکر فردوس [illegible]

افزاو یعنی ہر قسم گل و ریحان کا ہر سترون بفتحتین بتین و قبل بکسر اول و ضم ثانی مونڈنا دور کرنا المعنی یعنی اوس مکان تقدس بنیان کی دیوارین ایسی بلند و عالی شان ہین کہ تمامی گل و ریحان جو ہانکے اونکے سایہ مین تپش آفتاب سے محفوظ و مصئون ہین اسواسطے یاسمین و ہانکی کہلا مرجہا کے برنگ داغ لالہ نہین ہوسکتی ہمیشہ تر و تازہ و خوشاب ہان اگر آفتاب اوسکے سر سے سایہ دیوار کا دور کرسکے تو وہ بھی برنگ داغ لالہ سیاہ نظر آئے سو یہ محال اسلیے کہ آفتاب اوس دیوار و نسے نیچا ہے بسمت الراس نہین ہوسکتا پھر سایہ کیسے دور کرسکے اور یاسمین کیسے سیاہ ہوسکے مضمون یہ ہین کہ یاسمین رنگ سفید مین خوب ہے پس کلم یاہ ہو انحلاف اس شعر کے معنی محشی اور محمد شفیع اور ملا منیر سب نے لکھے ہین اول محشی کے معنی لکھون یعنی یاسمین روضہ مبارک کی برنگ داغ لالہ کے نظر آتی ہے اگر آفتاب سایہ اوسکی دیوار کا اوسکے سر سے آسمان کیطرف اوٹھالے اسواسطے کہ وہ نہین چاہتے کہ سایہ اوسکی دیوار کا میرے سر سے کم ہو جاے انتہی محمد شفیع لکھتے ہین اس بیت مین بیان نورانیت روضہ منورہ کا ہے کہ انوار الٰہی تابان ہے یعنی جسوقت کہ آفتاب سایہ دیوار کا کہ باعث سپیدی یاسمین کا ہے اوسکے سر سے منفک کرے اوسوقت یاسمین مذکور مانند داغ لالہ کے سیاہ معلوم ہوئے پس حجب انفکاک سایہ کا محال انتہی ملا منیر کیطرف سے حسب تحریر محمد شفیع یعنی وہ روضہ نزہت آئین کہ نسرین اوسکے سر زمین کی جوش بہار ہے ایسے گلون کے دل مین جگہ کرگئی ہے کہ کوئی سایہ اوسکی دیوار کا اپنے سر سے کم ہونا نہین چاہتا اگر مہر اندرسے جیبری کے سایہ دیوار اوس روضہ کا سر یاسمین اوٹھاتا ہے مانند لالہ کے داغ حسرت کا اوسکے دلمین جگہ پکڑتا ہے انتہی ملا عبد الرحیم نے بھی یہی معنی نقل کیے ہین ہیچمدان نے اپنے معنی بھی لکھدیے شارحین کے بھی نسبت انصاف ناظرین کے کیا لکھون مصرع دیکھیے اپنی اپنی قسمت ہے

قولہ دریچہ اش بضیا الخ **الانتباہ** دریچہ بفتح دال و یاے معروف و جیم فارسی در کوچک بعض نے نسبت یاے زائدہ کے لکھا ہے کہ شائد دریچہ اصل مین دریزہ تھا کہ در اور ریزہ سے یعنی خرد و کوچک جیسے مشکیزہ ناویزہ مشک کوچک اور ناو کوچک حالت ترکیب مین یا کو ساکن کرکے زا کو جیم فارسی سے بدل لیا سہیل بضم اول و فتح ہا نہ بکسر نام ستارہ روشن منسوب بیمن نشیمن بکسر نون و یاے مجہول و فتح میم خلوت خانہ و آرامگاہ و آشیانہ مرغان بضیا اور ہوا لے در باب ضیا و ہوا کعبہ نام بیت اللہ معنی لغوی اسکے مرتفع اور بقول بعض مربع اور چار گوشہ اسواسطے کہ کعب یعنی چار گوشہ کرنیکے ہین جو کہ کعبہ زمین بلند پر ہے یا ازروے مرتبے کے بلند ہے اور نیز چار گوشہ لہذا اس اسم سے مسمی ہوا المعنی یعنی دریچہ اوس مکان مقدس کا نور و ضیا مین جیسے سہیل یمن کا ہے جو ہماری چشم مین روشن تر اور صاف تر ہے اور خود سہیل بھی نہایت روشن و نورانی اور یمن اوسکا خوبی ہوا مین کعبہ نسیم بہار کا یعنی نسیم بہاری بصد عجز و نیاز اوسی کی طرف متوجہ رہتی ہے اور اپنا قبلہ سمجھتی ہے

قولہ چو صبح بقبضہ خورشید الخ **الانتباہ** بقبضہ با لفتح تخم مرغ شپرش کا شین مضاف الیہ دیوار **المعنی** یعنی شپر کہ آفتاب سے چھپتا پھرتا ہے تاب اوسکی شعاع کی نہین لاتا اگر خوبی قسمت سے اوسکی دیوار مین آشیانہ بنا پاوے تو صبح کیطرح آفتاب جیسے انڈے پیدا کیا کرے **قولہ** ہنوز غبب مصور الخ **الانتباہ** مصور بصورت کردہ شدہ اسرار بفتح جمع سر یعنی بھید **المعنی** اکثر مکانات مین تصویرین بھی بناتے ہین اور آخر وہ تصویر کیسی صورت کی ہوتی ہے

اس روضہ منورہ مین صورت رموز غیب اور اسرار لاریب جنکی صورت کوئی نہین صرف بدیدہ بصیرت ادراک کیجاتی ہین نہ بچشم بصارت ہر دم منبی ہوئی ہی جیسے یہ رموز غیب خاطر صاف صفا کیشون صافی دل مین ہر وقت مرکوز و مستغرق رہتی ہی **الخلاف** محشی شارحین نے اس شعر کو معرا چھوڑا **قولہ** ازان زمان کہ قادش الخ **الانتباہ** شمسہ بفتح حرف سوم سین مہملہ تابدان اور قرص مدور جو زیر کلس ہوتا ہی حربا بکسر نام جانور ہندی گرگٹ بوقلمون بھی اسکو کہتے ہین اسواسطے کہ رنگ بدلتا ہی مشہور ہی کہ آفتاب پر عاشق ہی آفتاب پرست ایک فرقہ ہی کفار سے کہ اونکو شماسی بھی کہتے ہین تمام دن آفتاب بے نظر علی (دیکھتے) نہین رہتے **المعنی** یعنی جسوقت سے کہ نظر آفتاب کی اوسکے شمسہ پر پڑی ہی آفتاب پرست ہوگیا کہ دن بھر اوسیکو دیکھا رہتا ہی اور کبھی زرد کبھی سرخ رنگ بدلتا ہی جیسا کہ طلوع و غروب کے وقت حال آفتاب کا ہی بیانتک صفت مرقد کی ہی زبانی خرد کے **الخلاف** محمد شفیع نے شمسہ کے معنی تصویر آفتاب کے لکھے ہین کہ آب طلا سے بناتے ہین ملا عبدالرحیم نے بھی ایسے ہی خیال آنکہ دونون خلاف لغت مناسب بلفظ شمسہ کے دل کی جوڑی ہوئی ہین اور شاید کسی لغت مین دیکھی ہون پھر لکھتے ہین آفتاب گل نیلوفر نہین معلوم کہ نیلوفر اور لکھتے ہین ایک گل ہی کہ جدھر آفتاب پھرتا ہی اودھر کو اوسکے پتے بھی پھرتے ہین یہ بھی غلط اس پھول کو سورج مکھی کہتے ہین مدور زرد رنگ بصورت آفتاب سے ہوتا ہی مگر پھرتے کبھی نہ دیکھا جس رخ کو اوسکا پھول ہوتا ہی اوسی رخ کو رہتا ہی ایسی غلط مشہور باتون کو بے تحقیق کتاب مین لکھدینا کہ واسطے نفع عام کے ہوتی ہی سراسر خلاف تحقیق کے ہی اور جب شاعر حربا کا نام لکھ چکا پھر نیلوفر اور سورج مکھی سے کیا مطلب **قولہ** ندانم اے فلک انصاف الخ فرو نشین بدوزانو الخ اگر صواب گویم الخ بگو و شرم الخ **الانتباہ** فرو نشین بدوزانو یعنی سنبھل کر بیٹھ چین برابر وزن اے چین بجبین شو **المعنی** یہ تینون شعر تمہید مخاصمہ فلک مین ہین باستماع صفات روضہ شریف کے خرد سے یعنی اے فلک تیری ذات سے مجکو یہ بھروسا ہرگز نہین کہ مین تیرے ظلمون سے جو ہزار ون مجپر کیے ہین اگر ایک بھی ظاہر کرون تو تو مانے اور انصاف کرے اے اب مین تجھسے بر سر مخاصمت اور ستیز ہون تو اوہم ہوکے سنبھل بیٹھ اور خوب چین بجبین ہو اور صورت نگار جیسے دغا پیشہ دعویدار واسطے صداقت دعوی کے بڑا زور شور جاتے ہین اور مین تیرا ظلم بیان کرتا ہون اگر صواب ہو تو میرے منھ پر کہدے شرمائے مت اسواسطے کہ مین ایک غریب حقیر آدمی ہون میری آبرو ایسی کہان جس سے کوئی شرمائے اور صاف بات نہ کہہ سکے **الخلاف** محشی و شارحین سب نے ان بیتون کو چھوڑ دیا مگر انصافاً کچھہ تو لکھنا چاہیے تھا اور مربوط کرنا کسواسطے کہ اوپر سے مدح روضہ مقدس کی تھی اور یہ شعر اجنبی شروع ہوگئے تھے **قولہ** مرا ز چشم تو چندین الخ نہ بال روح قدس الخ ازین معاملہ خون دل الخ بکاوش مژہ از گوہر الخ **الانتباہ** روح القدس قاف و دال ہر دو مضموم حضرت جبرئیل علیہ السلام عیار بالفتح زر و سیم و جز آن یعنی کھونٹی تمام عیار کامل و خالص مژہ بالضم و بالکسر معروف بجف بفتحتین نام ایک شہر

کہ وہان مرقد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہی تتار ایک شہر ہی ترکستان مین تتر مخفف اسکا یعنی ان چارون شعرون مین
بیان ستیزہ اور مخاصمت کا ہی یعنی اے ظالم نا انصاف ذرا تو انصاف کر کہ ایسا مرقد جسکی صفت غرض نے بیان کی اور
ایسا بازار فیض کا گرم کہ جو کوئی نقد شوق لیکر جاتا ہی دامن امید کا بھر لاتا ہی اور مجکو تو میرے شوق ہی مین دیکھ رہا ہی
اور خالی ہاتھ چھوڑ رکھا ہی نہ بازو روح القدس کے مجکو دیتا ہی دیکھ تو بحکم زیارت وہ کیسے سیکڑون بار وہان آتی
جاتے ہین نہ پر مگس کے کہ ایسے ضعیف و حقیر مخلوق کو تو نے دے رکھے ہین اور مجکو محروم رکھا ہی نہ پوری استعداد
وہان پونہچنے کی نہ ناقص ذرا خود ہی اس معاملے سے شرما کہ ادنی مخلوق چیونٹی ہی اسکو بھی تو پر دیتا ہی اور مین انسان
اشرف المخلوقات مجکو نہین دیتا بلکہ میری رفتار ہی قطعاً قطع کر دی یعنی کوئی قوت وہان پہونچنے کی نہ چھوڑی
خیر اب تو جو تیرا جی چاہے سو کرلے مگر یہ سمجھ لے کہ اگر مجکو تو نے اسی شوق مین ہلاک بھی کیا خواہ ہندوستان خواہ
ترکستان مین مین قبر مین پلکون سے کھودتا ہوا نجف تک پہونچونگا پھر تو کیا کریگا الخلاف نسخہ مطبوعہ اور شرح
مین بجاے بباش صیغہ امر مباش صیغہ نہی کا لکھا ہی اور معنی بتکلف پیدا کیے ہین کہ تیری عادت ہی کہ نیکون سے
بدی کرتا ہی اور سفلون سے نیکی کہ چیونٹی کو پر دیتا ہی اور میری رفتار بھی نہ چھوڑی شرمندہ مت ہو انتہی بقدرہ
اور بے ربط اور یہ نقل کہ ایک دوست اسکا نقش اسکی لاہور سے نجف کو لیگیا گو صحیح ہو یا غلط شعر کے معنی کو
اسکی کچھ پروا نہین ہی پھر کیا ضرور کہ ضروری معنی چھوڑے جائین اور غیر ضروری بھرے جائین قولہ ستیزہ با چہ تو الخ
ترجمے بکن الخ سخن چرا نبود الخ مرا کہ دست بگیر و الخ الانتباہ ستیزہ جنگ و خشم و ناسازی قاہر غالب و
زبردست اور چیرہ استفہام بکسر اول و ثالث آمرزش چاہنا ترجمے مین یا تحقیر کی ہی خون از گفتار چکانیدن رنج و نا
باتین کرنا تکرار عاجزی کی بنا پر تاکید کے چوتھے شعر مین دونون مصرعون کے پہلے دونون کاف استفہامیہ اور
دوسرے مین علت کے ہین تیسرا شعر علت خون چکانی کی اور چارون شعر بطلان ستیزہ مین مع گفتگوے عجز اور
خوشامد کے تقریر معانی ظاہر قولہ چہ ہرزہ گو شدم الخ ہمان کہ شوق الخ شہ سمہ یہ خلافت الخ الانتباہ
ہرزہ بالفتح بیہودہ ارسیبیہ کہ شرمم باد جملہ معترضہ دعائیہ طواف کسی چیز کے گرد گھومنا اور تصدق ہونا طوفان
بالضم اول اہلاد اور آندھی لعد ہر چیز غالب جو سب کو گھیرلے بطوفان دادن طوفان مین ڈالدینا کشاند یعنی
کشند ورطہ بفتح و بکسر گرداب اور محل ہلاک بجاز اوہ زمین جہان راہ نہو محیط سمندر کہ گرد جہان کے ہی ان تینون
شعرون مین ہم گریز عجز و خوشامد سے ہی اور یہ ہم گریز بسوے مدح چنانچہ تیسرا شعر مشتمل بر مدح ہی معنی سب کے ظاہر قولہ
لغت نویس خرد الخ الانتباہ لغت بضم اول و فتح غین معجمہ زبان کسی قوم کی اصطلاح اور وہ الفاظ جنکے
معنی غیر مشہور ہون صحاح نام کتاب لغت عرب کا بالفتح و بکسر ہر دو جائز لیکن فتح افصح ہی اندک تصغیر اند کہ یعنی
چند کے ہی جو عدد مجہول ہی تین سے نو تک المعنی یعنی خرد کہ اصل و معانی ہر شے سے واقف ہی اور مناسب

اوسکے معانی ضبط کرتی ہو آپکی لغت ہمت اندک کے معنی بسیار لکھتی ہو اس خیال سے کہ آپکی ہمت عالی ہین جو اندک کے
تصور کیجاسکے وہ بسیاری از بسیار ہی اور بسیار سے کا تو ٹھکانا نہین پھر اندک کو معنی بسیار کے کیسے نہ لکھے
الخلاف محشی نے ملا عبدالرحیم کیطرف سے لکھا کہ بسیار کو اندک کے معنی مین لایا یعنی اونکی ہمت بسیار اندک
ہو انتہی اور یہی معنی ملا محمد شفیع کی جانب ہے لیکن ملا قطب کے معنی موافق میرے معنی کے ہین و الفرق علی الفارق
قولہ مثل آئینہ اندیشہ الخ الانتباہ اندیشہ سے شاعر نے اپنا اندیشہ ارادہ کیا ہو کہ اے حضرت مین آپکے
دشمن سیاہ رو کی سیاہ دلی کا کیا بیان کرون اور کیسے اندیشہ کو اوس سیاہ دل کے دل جانے کی رخصت دون
اوس کمبخت کا تو یہ حال کہ اگر کسی کے اندیشے کا سہواً بھی وہان گذر ہوا تو آئینہ کیطرح زنگ آلود و سیاہ ہو گیا
ایسا سیاہ دل ہو پھر کیسے اوسکی سیہ دلی کا بیان کرون الخلاف محشی لکھتے ہین بعض نسخے مین بجاے بر دارد
بر زاید اس صورت مین اندیشہ فکر آن حضرت اور در صورت اول فکر مطلق انتہی اللہ اللہ کیا خوب فکر ہین مین
معنی یہ ہین جو ہمنے لکھے مختصر نویسی اچھی آز ملگئی ہو ایسی ہی محمد شفیع کے مطلق معنی مہمل کہ اگر اندیشہ صاف باطن کا
گذر اونکے دشمن کے دل مین پڑے مانند آئینہ کے زنگ آلودہ تاریکی کا ہو جاے انتہی یہ نہ لکھا کہ اندیشہ کس کا
اور اسکا نتیجہ عمدہ کیا ہو قولہ بہ رنگ دائرہ در حصر الخ الانتباہ دائرہ بکسر ہمزہ خط گرد اور گردش نیز حصر
بالفتح گھیر لینا کسی چیز کا اور احاطہ کرنا المعنی یعنی اگر کوئی حصر و شمار آپکی جود و عطیات کا کرنا چاہے تو ممکن
نہین اسلیے کہ انتہا شمار کی تو ہو جایگی مگر انتہا جود کی نہین ہو گی ناچار ملاقی ابتدا کا ہونا پڑیگا یعنی از سر نو شمار
شروع ہوگا جیسے دائرہ فلک کا سال بھر میں دورہ ختم کرتا ہو اور پھر ملاقی ابتدا کا ہوتا ہو سنے سر سے دورہ
شروع کرتا ہو چنانچہ سالہا سال سے یہی حال اسکا چلا آیا ہو اور جانے کب تک چلا جائیگا یہی کیفیت آپکے
جود کی ہو اب بتاؤ کوئی کیسے حصر کر سکتا ہو الخلاف محشی اور ملا عبدالرحیم اور ملا قطب نے اس شعر سے بالکل
گذر کی خیال کیجیے کیا قابل لکھنے کے نہ تھا لیکن کیا کرین سچ کسی نے کہا ہو ع کہ جہان بس نہ چلے ہاے
وہان کیا کیجے ملا محمد شفیع جنکو سینہ بسینہ گوش بگوش کا عرفی سے دعوی ہے اونکی تحریر واضح سنیے کہ دائرہ
آئین دونون جانب شمار کے کہ ابتدا و انتہا ہو ہر دم بیچ محاصرۂ عطا ممدوح کے جمع ہوتی ہین قولہ
فلک بجوہر کل گفت الخ الانتباہ میلاد بالکسر زمان ولادت و نام پہلوان ایرانی المعنی حکماے کہتے ہین
کہ تیس ہزار برس فلک گردش کرتا ہو تو ایک شخص جامع صفات جمیع پیدا ہوتا ہو اب فلک نے جو دیکھا کہ آپ
جیسا موصوف بہمہ صفت ہونا آیندہ کو ممکن نہین لہذا جوہر کل سے پوچھا کہ ابھی گردش کیے جاؤن یا میرے
ٹھہرنے کا وقت آگیا اب ایسا کون پیدا ہو گا جسکے واسطے گردش کرون قولہ ز خلق اوست کہ قندیل الخ
الانتباہ قندیل بالکسر نیز بفتح معروف جسمین چراغ جلاتے ہین و نیز ترکش معرب کندیل بالفتح کا المعنی یعنی

اگر روح القدس کے دل کو اوس بارگاہ عالی کی قندیل سے نورانیت مین نسبت کرین تو بحقیقت ہی تو یہ مصرع
چہ نسبت خاک را با عالم پاک ہے لیکن اوس قندیل کی خوشخلقی کہ اس نسبت سے عار و ننگ نہین کرتا گوارا کرلیتا ہے
قولہ ز فیض خندہ الخ جحیم شاخ گلے الخ **الاشتباہ** صیحہ بالفتح و جاچطی بانگ و آواز و فغان و عذاب جحیم نام دوزخ
کا اور آتش بلند و قوی حدیقہ وہ باغ جسکے گرداگرد دیوار ہو یا احاطہ چوب و خار سے نعیم نام جنت کا مُشت خس مراد
اوس خس سے جو روغن گر کنجد کتان وغیرہ پیرنے کی چیزون مین ملاکے پیرتے ہین تا اس خس سے وہ پیرتے ہین تا
اس خس سے وہ پیرنے کی چیز زکی رہے چکنے پن کے سبب سے کولھو سے نکلجائے شکنجہ مراد کولھو سے عصار بفتح
و تشدید صاد، روغن گر جیسے حداد و نجار **المعنی** اس قطعہ مین بطور لف و نشر مرتب صفت اونکے لطف و قہر کی ہے
یعنی لطف اونکا جو کیمیا اثر ہے قلب ماہیت کرنیوالا اور ادنی کو اعلی بنانیوالا اوسکے فیض خندہ سے دوزخ
جسکا ایک طبقہ جحیم ہے سراسر نار اور نعوذ باللہ کا مقام ایک شاخ گل باغ احسان کی بنجاسے کہ لوگ اوس سے
احسان اوٹھاتے ہین اور ہنگام آواز قہر کی اکہ وہ ایک صیحہ صور نما ہے بہشت کا کہ اوسکا ایک روضہ نعیم سراپا ناز
و نعیم ہے خوف سے خشک ہوکے ایک مشت خس ہو جاوے جسکو عصار کولھو مین ڈال کے پیر ڈالین اور اکثر قسم تعذیب
پادشاہون سے پیرواڈالنا بھی مشہور ہے اور یہی شکنجہ ہے **الخلاف** ملا قطب نے مشت خس کے معنی عصارہ روغن
اور صحیح بفتح صاد آواز اسپ انتہی لیکن محمد شفیع کے معنی ٹھیک ہین جنکے ناقل و محشی ملا عبد الرحیم ہین بعض نے
... بکسر اعصار لکھا ہے بالکسر معنی بگولہ نسخہ مطبوعہ مین بہشت نیست خسے بجاے نعیم مشت خسے غلط لکھا ہے
قولہ قدچو سایہ علش الخ **الاشتباہ** متعدی ماخوذ تعدی سے اپنی حد سے تجاوز کرنا مجازاً ظلم و ستم آئینہ
آئین معنی زیب و آرائش اور ہاسے نسبت ہے چونکہ آئینہ دیکھکے زیب و آرائش کرتے ہین لہذا یہ نام رکھا
بقول بعض آہینہ اور آہین بزبان گیلان بمعنی آہن بس وجہ یہ ہے کہ اول آئینہ آہن سے بنایا گیا ہے یہ صورت
بھی مناسب اس نام کے ہے پھر بکثرت استعمال سے ہاے ہمزہ ہوگئی **المعنی** یعنی بالفعل نور آفتاب کا تعدی کرکے
اپنے بڑے سایہ مین کو کہ شب ہے زائل و معدوم کر دیتا ہے اگر آپکے حلم عظیم کا سایہ اسپر پڑجاے تو نور اسکا آئینہ
کیطرح منجمد ہو جاے ہرگز تعدی نہ کرے اسواسطے کہ تعدی مقتضاے حلم سے نہین بلکہ سکون و ثبات **قولہ** کشتہ
شاہد الخ **الاشتباہ** مشک تاتار مین عمدہ اور بکثرت ہوتا ہے خلق کی تشبیہ خوشبو سے کرتے ہین اسواسطے کہ خلق
بھی مفرح دل و دماغ آدمی کا ہے اور خوشبو بھی دریچہ سے یہ غرض کہ ایک ادنی کھڑکی اوس خلوت کی ناف آہو
تاتار کی ہے ناف آہوے تاتار مین لحاظ جنسیت کا ہے **قولہ** چو مہر اے تو الخ **الاشتباہ** فرط بمعنی زیادتی
و غلبہ تہوع بشد ضمہ کے کرنا فگار بکسر اول و رکاف فارسی مجروح و جراحت دو نون معنی مین آتا ہے خش ریش سے
المعنی یعنی اگرچہ صبح ہے صبح آفتاب عالم آرا آپکی رائے کا طلوع کرے صبح جو قرص خورشید سے ناشتا کرکے نکلتی

ہے اس خورشید کو دیکھکے وہ قرص اوسکو ایسا ناگوار ہو کہ قے کرتے کرتے گلا اوسکا پھٹ جاے آخر اوسکو نکال ہی کے چھوڑے اور اس نور سے خوب دل بھر کے اپنا پیٹ بھرے کیفیت گلو فگاری کی چاک چاک صبح اور نیز اوگل دینا آفتاب کا ظاہر **الخلاف** ملا قطب نے کہ انھین سے ناقل ملا عبدالرحیم معلوم ہوتے ہین لکھا کہ صبح نور آفتاب آپ کی برا ے سے ایسی ممتلی ہو کہ غلبۂ قے سے گلا اوسکا مجروح ہوا انتہی یعنی اور اوپر کے معنی ایسے ہین جیسے چراغ پیش آفتاب پرتو سے ندارد **قولہ** کمان قصد تراالخ عبا دتیکہ محلی الخ زہس بعہد تو الخ **الانتباہ** زہ بکسر چلۂ کمان اور کنارہ ہر چیز جیسے زہ گریبان اور زہ حوض زہ بگوش رسانیدن مستعد تیر فگنی کا ہونا یعنی بمجرد قصد مقصود آپ کو حاصل ہو جاتا ہے کچھ دقت و کلفت اوٹھانا نہین پڑتی چنانچہ رسانی صیغہ ماضی کا اسپر دلالت کرتا ہے کہ قصد کیا اور مقصود حاصل ہوا محلی آراستہ بروزن مصلی آراستہ کیا ہوا مجاز اچہرہ آمیدار او رصفت کیا ہوا اجتہاد کوشش کرنا اور نیک راہ ڈھونڈھنا اصطلاح فقہا مین نکالنا مسائل شرعیہ کا قیاس سے موافق کلام اللہ اور حدیث اور اجماع کے اون شرطون سے ساتھ جو کتب اصول مین لکھی ہین سیئہ بفتح و تشدید یاے تحتانی بدی اور گناہ صغیرہ یعنی شعر کے ظاہر مین ریاضت بکسر اول رنج اوٹھانا و تربیت نفس ناہید بیاے معروف ستارۂ زہرہ اسکو لولی اور مطربۂ فلک بھی کہتے ہین موسیقار بفتح نام ساز جسمین چھوٹے بڑے نیچ بطور مثلث لگاتے ہین اور نیز نام جانور کہ علم موسیقی اوسی سے نکالا ہے یعنی آپ کے عہد سعادت مہد مین بسبب اعتبار زہد و اتقا کے تمام بدی بے شرع متقی و متشرع ہوگئے حتی کہ زہرہ مطربۂ فلک جو فلک سوم پر ہے اور ہر وقت موسیقار لیے رہتی تھی اب ایسی زاہدہ مرتاض ہوگئی کہ لاغری سے خود پہلو اوسکا بشکل موسیقار ہوگیا موسیقار بسبب مثلث اور ہونے چھوٹی بڑی نیون کے مشابہ پہلو ہے جیسے پسلیان چھوٹی بڑی ہین اور نوع مناسبت مثلث اور فلک سوم سے بھی ہین مین نے اس شعر کو سید صاحبان کے مشمول اور شعرون کے لکھا لیکن قابل علحدہ لکھنے کے تھا **الخلاف** محمد شفیع نے معنی تو لکھے مگر فصاحت او خوبی بیان سے جس سے لطف شعری حاصل ہو خالی اور ایک معنی لچر سے اور بھی لکھے ہین مگر مین غلطی کاتب سے شرح نہین سمجھ سکا **قولہ** عمل طراز فلک الخ نہ خرج از منش الخ **الانتباہ** عمل طراز یہان مراد عقل فعال سے ہے جسکو عقل عاشر بھی کہتے ہین حکما کے نزدیک یہی خالق جمیع افراد عالم کا ہے صلاح بفتح ضد فساد بکسر آشتی کون و فساد مراد دنیا ہے اسواسطے کہ کون کے معنی موجود ہونا فساد کے معنی جاتا رہنا اور یہ دونون باتین اسمین جاری ہین مدار بجاے دور او ر بجاے گردش اور بمعنی دائرہ اور دور و حلقہ نیز خرج بالفتح و جیم عربی نکلنا ضد دخل فارسی والے اوس مال کو کہتے ہین جسکو خرچ کر سکے اور بجیم فارسی غلط از منہ بفتح اور میم مکسور و نون مفتوح جمع زمانہ دخل بالفتح گھسنا اور آمدنی ضد خرچ اور اعتراض کسی کے کلام مین آثار افعال و اثر ہاے طبیعت جیسے اثر آگ کا جلا دینا ہے اور اثر پانی کا بھگو دینا **المعنی** یعنی عقل عاشر کہ منتظم اس کارخانہ دنیا کا ہے اگر اسکے معنی دنیا

کی اصلاح و فلاح کیواسطے مدار گردش فلک کا کسی دور پر مقرر کرے اور وہ خلاف آپکے مشورے اور صلاح کے
ہو تو سب کھیل اوسکا بگڑ جائے یعنی نہ موافق گردش فلک کے نتائے ہون حالآنکہ مخالف ہو نہین سکتے نہ مطابق
آثار کے حوادث کا اسکا ہونا بھی غیر ممکن غرض جو ممتنع اور غیر ممکن ہین وہ ظہور مین آتین **قولہ** غبار صحن سرائے تو الخ
الانتباہ ہفت اورنگ مراد ہفت فلک کہ ہر ایک ایک ایک اورنگ ہفت سلطان کا ہے کہ وہ سبع سیارے
ہین شکنج بکسر اول وفتح ثانی تاب و پیچ دریا بار دریا بے بزرگ **المعنی** یعنی اے ممدوح تم وہ عالی رتبہ عالی مقام
ہو کہ تمہارے صحن خانہ سے جو غبار وغیرہ جھاڑ کے پھینکدیتے ہین وہ تاج ہفت اورنگ کا بنتا ہے اور سخاوت تمہاری
ایک معشوق دل نواز ہے جسکی زلف مین ہزارون شکنج ہر شکنج اوسکی ایک موج دریا بار اور فیض دریا کاسب کو معلوم
تشبیہ موج و زلف کی شکنج مین ہے **الخلاف** نسخہ مطبوعہ اور شروح سب مین اوج بجاے تاج کے لکھا ہے مگر
مجکو تاج یاد تھا کہ مناسب اورنگ کے ہے ملا قطب نے اس شعر مین تقابل الفاظ کا خوب لکھا ہے موج اوج سخا سرا
شکنج زلف مقابل غبار صحن لیکن بعض مین تقابل مقابل اور الفاظ کے نہین ہوتا **قولہ** اگر نہ قہر تو یاد الخ
الانتباہ خط منطقہ اے خط منطقۃ البروج کہ بکسر میم ایک دائرہ ہے کہ جسپر بارہ برج اور سیارے واقع ہین اور یہ دائرہ مثل حلقہ
کے حوالی ساتون آسمانون سے نکلا ہے اور دائرہ معدل النہار کو تقاطع کیے ہوئے **المعنی** ظاہر ہے کہ آسمان
نہ کسی کے قہر سے ڈرتا ہے نہ کسی کے مہر کی پروا خود مختار ہے جو جی چاہتا ہے وہ کرتا ہے کوئی کچھ کر نہین سکتا ہے لیکن خیر
یہ ہے کہ آپ کے قہر سے ڈرتا ہے اور ہر دم خیال اوسکا اسکے دل مین رہتا ہے ورنہ یہ ظالم جفا کیش ایسا ظلم برپا
کرے اور کفر اس سے ظاہر ہوئے کہ خط منطقہ جو اسکی کمر مین پڑا ہے وہ زنار تصور کیا جائے **الخلاف** بعض
شروح مین بجاے یاد آرد و باز آرد اور بجاے قہر مہر بھی پایا گیا مہر سے یہ مراد کہ محبت آپکی اوسکا ایمان ہو رہی ہے
باز آرد کے معنی یہ کہ قہر آپ کا اوسکو اوسکی حرکت سے لوٹا لاتا ہے انتہی اب ناظرین ہر ایک کی بلاغت کو
غور فرمائین شاعر نے ایک لفظ کہا ہوگا اگرچہ مہر مین رعایت آسمان کی ہے مگر رعایت وغیرہ پر نشست معنی کی
مقدم ہے یاد آرد و باز آرد و قہر و مہر ذرا سے تغیر مین بدل سکتے ہین ضرور ہے کہ صناعی ناقلین کی ہو **قولہ** شباب
سدرہ و طوبی الخ **الانتباہ** شباب جوانی شیب پیری سدرہ بکسر اول درخت کنار کہ ساتوین آسمان پر ہے
اور مقام حضرت جبرئیل کا اور منتہا ہے رسائی اعمال و افعال مخلوق طوبی کے معنی اوپر لکھے گئے نشو بفتح نون
و سکون شین پیدا ہونا و نیز جینا بڑھنا اور نشو و نما کہنے کے وقت نما کو بضم نون کہنا غلط ہے بفتح صحیح مجاری جمع
مجری جگہ جاری ہونے اور راہ روان ہونے کسی چیز کی **المعنی** اس شعر مین صفت نفاذ حکم کی ہے یعنی آپ کا
ایسا حکم نافذ و ناطق ہے کہ اگر آپ قوت نامیہ کو منع کردین کہ خبردار مجاری اشجار مین جاری نہو تو نے پائے
تمامی درخت سرسبز و تازہ خشک اور کہن ہو جائین یہان تک کہ سدرہ و طوبی کہ ہمیشہ بحال خود ہین شیب و

خزان کو اونہین مطلق تصرف باتباع حکم محکم اونکی جوانی بھی پیری سے بدلجائے تا تصرف حکم مین یکسان ہوجائین **الخلاف**
محمد شفیع و ملا عبدالرحیم نے اونکے شیب کو شباب سے بدلا ہی اور از سرِ نو جوان کیا ہی مجکو نہین معلوم ہوتا وہ کیا صورت ہی اور
کون الفاظ **قولہ** ز مردمک نرسد نور الخ **الانتباہ** مفاصل بفتح میم و کسر صاد جوڑ بند **المعنی** یہ شعر بھی مثل شعر صدر کے
ہی یعنی نور مردمک کہ مجرد دیکھنے کے آٹھوین آسمان کے ستارون تک پہونچتا ہی آپ اگر مفاصل نظارے حرکت
اسکی توڑدین تو ابد تک فلک ہشتم کسکا دیدہ سے پلک تک بھی نہ آسکے جیسے مفاصل سے علیحدہ ہوکر اعضا حرکت
سے رہجاتا ہی **قولہ** بہر دیار کہ آید الخ **الانتباہ** نوا کنشان شکر فراز کیسا اول بھاگنا ڈرنا **المعنی** یعنی جس شہر نشان
تمہارے عدل کا جاے اوسکو دیکھتی ہی ظلم درازی دست ستم کی اوسکے پانون فرار کو دیتے کہ اب تو یہان سے
بنا ہو تیر اٹھکانا نہین **قولہ** بطور عالم معنی الخ **الانتباہ** عالم معنی ضد اسکی عالم ظاہر شوق کلیم مراد دیدار انی انظر
الیک سے ایراد لفظ روزہ کا بدین نظر کہ تجلی قبل سے حکم روزہ رکھنے کا ہوا تھا **المعنی** یعنی عالم ظاہر مین تو موسیٰ ع
کو افطاری روزہ شوق دیدار کی نہوئی کہ تاب دید تجلی الٰہی کی نہ لا سکے لیکن عالم معنی مین آپکے ناز و نعمت حسن کے
یہ روزہ اونکا کھلا اسواسطے کہ حسن آپ کا معاً حسن شاہد غیب کا ہی آپ کو دیکھا گویا اوسی کو دیکھا **قولہ** ہنوز ناصیۂ
آفتاب الخ **الانتباہ** در عرق ہونا پیشانی آفتاب کا اوسکے جرم سے ظاہر کہ بسبب فروغ و تلملاہٹ کے عند النظر
ڈوبی ڈوبی معلوم ہوتی ہی یعنی باوصف اسقدر ضیاء فروغ کے آپ کی ایک فروغ رخسار کا تحمل نہین ہوا عرق
مین ڈوب گیا اسی شرم سے آفتاب جسطرف جاتا ہی رو بدیوار رہتا ہی یہ بھی اوسکی ہیئت سے عیان رو بدیوار
خجل اور شرمندہ **قولہ** ہمہ تراوش جو مے الخ محیط بر کف الخ غبار چشم تو آرائش الخ زشوق کو تو یا درگل الخ **الانتباہ**
تراوش ابر سے نسبت رکھتی ہی کاوش کان سے ناموس سے اہل ناموس عار سے اہل عار سے نثار بالضم اشیائے نثار
مثل زر و گوہر وغیرہ اور بکسر مصدر بمعنی نثار زر و گوہر کا کسی کے تصدق مین شعار بکسر وہ کپڑا جو نیچے عمدہ کپڑے کے
پہنین جو بدن سے لپٹا ہوا اور جو اوپر پہنین وہ دثار ہی مثلاً ابرہ اور آستر یا در گل ہندی اندھا ہوا **المعنی** ان
چارون شعرون سے تین ختم مدح مین بمخاطبت چوتھا پھر رجوع بمقصود یعنی سبب یہ کہ آپ تو ابر جود اور کان امید نواز
اہل حرمت و ناموس گداز ندہ اہل ننگ و عار ہین آپ کی جود کا یہ حال کہ محیط نے اوسکے ہاتھ پر موج کو جود در گوہر دریا
سے نکال کے کنارہ پر ڈالدیتی ہی فدا کیا اور جاہ کی یہ کیفیت کہ سپہر نے جسکے برابر کوئی بلند نہین اپنے اوج کو
تمہارے جاہ پر نثار کیا غبار آپ کے غصے کا تاج خزان جو ہر درخت کو بے برگ و بار کر دیتی ہی اور شعار آپکے
لطف کا آرایش جمال بہار کہ خفیہ خفیہ اوسکو مدد پہونچاتا ہی الغرض آپ تو بدین صفات موصوف اور میری یہ
صورت کوئی مبارک مین اندھا ہوا ہون اور اس بدحالی مین زندگی کرتا ہون ایسی زندگی میری کس کام مین تو
یہ چاہتا ہون کہ ہزارون جان گرامی ہون کہ ہر قدم رفتار پر قربان کرتا ہوا آپ کی طرف جاؤن **قولہ** چو

خیمہ دو روزہ الخ بگلشن آمدہ از رو فتہ الخ ز شوق کو تو الخ نہ دین بہا ؤ نہ ایمان الخ ز وعدہ با کہ بجز و الخ نثار کوئی تو
الخ اگر ز آتش الخ مراچہ دیدہ بود الخ چگونہ بنا ے کم الخ **الانتباہ** یہ تو شعر گزارش اپنی کیفیت مین ہین اور صاف ہے
اظہر شعری ہو اوسکو لکھون **المعنی** خیمہ بافتح خیمہ و کسر یا ے مجہول غلط ہے اسواسطے کہ یا ے مجہول عربی مین نہین آتی مگر ناما
مین بلفظ زدن اور کشیدن بر کردن افگندن برپا کردن نصب کردن مستعمل ہوتا ہے بکسر سیان خیمہ مسمار بکسر میخ آہنی یعنی مرزا
فرد من غالب آفتی ایک خیمہ بنا ہی جسکو سیا ہون سیون میخون سے جکڑا ہی کہ ہلنے نہین دیتا گلخن بضم آتشگاہ اور بعضے
مین حمام کو بھی کہتے ہین مرکب کل بمعنی اخگر و خن مخفف خانہ یا کل بکاف عربی لغت ترکی خاکستر دو معنے
ہین مقابل گلخن کے ہند ہی بس اسکے درجرص سے حق مین بددعا کرتا ہی یعنی حرص کے مارے ہند کو آیا روضہ مقدس کو
نہ چلا گیا اہر جا شود اسکے بجاے تحریر صحیح ہو اور آسمان فاعل معنی ظاہر ہے سو جو تشنم خوران یعنی اپنے پاس مجھکو بلالو کہ نہ میرا دین
ٹھیک ہی نہ ایمان ایک کافر ہون تماہ آپکی شرم سے راہ دین پر آجاؤن اسواسطے آپ سے اپنے وعدون اپنے وعدہ بھی کیا
ہی لکھنا لعلو لغت خب گریہ و زاری کرون گا تا آپ رحم فرما کر مجھکو راہ راست پر کردین اور جو وہان جانیوالے حسب نثار
بھی لیجاتے ہین میری متاع دست تہی ہی جان ہی بچہ یار اسواسطے کہ جان سے بڑھکر کوئی چیز نہین لیکن اگر ہزارون جانین لیجاؤن
تب بھی کہون کہ میری متاع دست تہی ہی سلسبیل بفتح ہر دو سین نام چشمہ بہشت کا اور چیز نرم اور خوشگوار ادبر
مرغ آتشخوار ایک یعنی سمندر اس شعر مین پھر بیان اپنے شوق کا ہی یعنی مرغ آتشخوار ہر چند آتش خوار ہے لیکن اگر میری
آتش شوق کی ذرا فروغ اوسپر پڑجاے تو دنیا ایسا کوئی چشمہ سرد نہین ہی جس سے اوسکی تسکین ہو مگر سلسبیل مین جاکے
غوطہ لگاے ابلق اسپ دو رنگ خواہ سیاہ سپید خواہ سرخ سپید گرنگ بضم و کاف فارسی بروزن تفنگ اسپ سرخ رنگ
حرون بفتح اول و واو معروف سرکش کمیت بضم کاف عربی اسپ کمیت رنگ رہوار مخفف راہوار ایک قسم رفتار
اسپ کہ نہایت ہموار ہوتی ہی اور اس چال کے گھوڑے کو بھی کہتے ہین شاعر اس شعر مین اپنا شوق و ادب
ظاہر کرتا ہی کہ اور لوگ تو پاؤن یا سواریون پر جاتے ہین مین وہ شائق با ادب ہون کہ آنکھونکے ابلق پر جنکی ابلقی ظاہر
سوار ہوکے جاؤنگا پھر مجھکو اورون کیطرح کیا وسوسہ جو سوچ کرون کہ یہ حرون ہی اور یہ رہوار مجھکو حرون رہوار کی
پروا ہی کیا ہی کم آوردن کسی سے گھٹنے کے رہنا بسر رفتار سر کے بل اور رفتار آسمان کی سر کے بل ظاہر ہے شعر
علت ابلق دیدہ پر جانے کے ہی کہ آسمان جسنے مجھکو وہان سے روکا ہی سر کے بل وس آستانہ پر چلتا ہی مین اس
گھٹنے کیسے رہون مین آنکھون کے بل چلونگا **الخلاف** ما قطب نے جو دوسرے معنے لکھے ہین کہ آسمان سر کے
بل چلتا ہین پاؤن کے بل تو چلون انتہی ایک معنی جو پہلے لکھے تھے وہی کافی تھے یہ آخر کی بھرتی جانے
کیون بھر دی **قولہ** بدان فدائی الخ بجز روضہ محیط الخ نکند اوکہ الخ بکلک اوکہ نوشت الخ بجا ونتے کہ
ز دار و سے الخ بلطف او الخ بخشم اوکہ ہش الخ بعشوہ اوکہ بہ پہلو سے الخ **الانتباہ** یہ آنشعر

شعر مین یہان سے قسمین شروع ہوتین سب آٹھ قسمیہ ہین ان آٹھون مین ذات وصفات خدا تعالیٰ کی قسمین ہین
چنانچہ کہتا ہی کہ قسم اوس خدا کی جسکی معرفت ایسی بے پایان ہی کہ نظر بے پایانی اوسکے غور کیا جاتا ہی تو اس عالم امکان
مین کہین فرسہ بھر کیا نیم ذرہ بھی نہین معلوم ہوتے جزر بالفتح ٹوٹ جانا آب دریا کا اور کم ہونا ضد مد بالفتح افزونی
اور درازی اور کشش پس جزر و مد کو اس ملک مین اوتار چڑھاؤ دریا اور پورب مین جوار بھاٹا کہتے ہین دو عالم
تمیز ہی گناہ کی یہ سب اشعار بتقدیر عطف ہین اور قسم ہی جزر و مد محیط عطا اوس معطی کی کہ اگر بعد دو عالم کے
گناہ ہون تو فوراً لے موج مین کنارہ سے کھینچ لیجائے اور سبکو بہا ڈبا دے کنہ بالضم انتہا کسی چیز کی اور حقیقت
اور وقت کسی چیز کا اور کسی کام کی نبی سے آنحضرت صلعم مقصود ہین اور قسم کنہ اوس ذات پاک کی کہ حضرت
نے جو ادراک سے اوسکے اقرار عجز و قصور کا فرمایا تو کچھ بڑا تعجب نہین وہ حقیقت ایسی ہی بے پایان ہی کلک
بکسر ہی بے میان خالی عموماً اور قلم خصوصاً اور قسم قلم اوس کاتب قدرت کی جسنے صفحۂ زمانہ پر سطرین لیل و
نہار کی لکھین اب تک اور جانے کب تک لکھیگا لیل و نہار کی تشبیہ سطرون سے سیاہی سطر اور سپیدی
بین السطور سے واضح حاذق بکسر ذال معجمہ دانا اوستاد کار بدال مہملہ غلط حکمت دانائی و درست کاری اور
نام علم اور قسم اوس حکیم دانا کی جسکی وارستے حکمت سے خزان شکستہ رنگ ہوئی بہار شگفتہ رو اگر ہمیشہ بہار یا
خزان ہی رہتی تو بہت فوائد و منافعون سے مخلوق محروم رہتی نمونہ بفتحتین نمودار کار بقول بعض اصل
مین نمودہ تھا نون دال سے بدل کیا نمک حبشی بحار کی باعتبار شور آبی کے بحار جمع بحر بمعنی دریا اور فیض سے
بحال خود عیان باقی یعنی ظاہر شعلہ فشان شعلہ کا دبانیوالا آئینہ دار خدمتگار اور حجام وغیرہ جو آئینہ سامنے
رکھتے ہین یعنی اوسکی آتش خشم کو اوسی کا آب حلم بجھانیوالا ہی اور اوسکے کنہ کا آئینہ دار اوسی کا علم کہ
اپنے کنہ کو آپ ہی خوب جانتا ہی بہ پہلوے جان نشاند در کسی کے پہلو مین بیٹھنا دعوی برابری کا کرنا
یعنی قسم اوسکے عشق کی جسنے اپنے درد کو رتبہ جان کا دیا ہی کہ مثل جان کے عزیز و شیرین ہی اور قسم
شوق کی کہ بازو دلکو خدمت پرواز کی بخشتا ہی اختلاف نسخہ مطبوعہ مین بجاے ز کنار رسے بکنار غلط
لکھا ہی اسواسطے کہ کشد بکنار کو نہین چاہتا نہ معنی اچھے ہوتے ہین ساتوین شعر مین شعلہ فشان بجاے
شعلہ نشان اور آئینہ دار ہوا و بجاے آئینہ دار بدال ہے قولہ پیرایۂ علم مصطفی الخ بجاہ او کہ
پیروش الخ تا آستین کرمش الخ الاشتباہ عرصہ عرصہ عرصات سے اشارہ ہی علاقہ بکسر اول لٹکنے والی
چیز جیسے کوڑیکے ترے یا جھالر پالکی وغیرہ کی یا پگڑی کا طرہ یعنی قسم سایۂ علم مصطفی کی کہ عرصہ گاہ قیامت
مین نصیب ہوگا اوسوقت مین کہ آفتاب اپنی دستار کا طرہ لوگون کے طرہ سے ملا دیگا ایسا قریب
آجاویگا دستار آفتاب جرم آفتاب طرہ شعاع تعجب ازو ہمی شعر مابعدین قدم کشادہ نظر سے یہ مراد

کہ وہ اول مین سواے قدم کے کچھ نہ تھا من بعد جواد سنے دیکھا تو آپ ہی کو دیکھا پس قدم بالذات آپ کا جملہ اشیا پر تھا ببت
کہ قدم تھا یا آپ تھے شبیہ نظیر او مثل آپکا سو عدم او سکو گھیرے ہوئے ہی کہ یہان سے نکلنے نہ پائے تیسرے شعر مین ناصیہ پیشانی
زار جاے روئیدن شی اور انبوہی اور بسیاری ہر چیز اور کثرت و انبوہی اشیا جیسے لالہ زار گلزار یہ پہلا مصرع صفات
ہی دوسرے کے معنی کہ قسم آپ کے آستانہ کی جسپر ہزارون پیشانیان ایسی رکھی ہوئی ہین کہ اوٹھانیکا نام نہین
لیتے گویا جم او گئی ہین ان تینون شعرون مین قسم صفات حضرت کی ہین الخلاف محمد شفیع نے قدم کشادہ نظر
کے معنی مین لکھا کہ جاہ او منظور نظر قدم ست انتہی یہ کیا بات ہی بلا منظوری نظر قدم کے ہو کب سکتا اور ملا قطب نے
علاقہ دستار مین بہت باتین بنائین ہین **قولہ** نعمت تو کہ اندازہ را الخ بسلک یازدہ عقد سے الخ **الانتباہ**
پہلے شعر مین قسم ممدوح کی نعمت یا رحمت کی ہی یعنی نعمت ایسی بے حد و بے شمار کہ اندازہ کو بیکار کرتی ہی اور
رحمت ایسی بے پایان و بیکران کہ اندیشے کو بیمار بناتی ہی خیال کرتے ہی بیمار ہو جاتا ہی دونون سے کوئی کام
نہین نکلتا سلک بکسر موتیون کی لڑی عقد گرہ موتیون سے یازدہ عقد گیارہ امام کہ بارھوین اونسے سکی
اصل ممدوح ہین اسیواسطے گیارہ کہے ہین اسامی گرامی اونکے یہ ہین حضرت حسنین امام زین العابدین امام محمد باقر
امام جعفر صادق امام موسی کاظم امام موسی علی رضا امام محمد تقی امام محمد نقی امام حسن عسکری امام مہدی سلام اللہ علیہم
اجمعین لولو بضم ہر دو لام مروارید کلان مراد حسنین علیہما السلام سے استثناء ان دونون بزرگوارون کا گیارہ سے
مع ذکر حضرت علی شیر خدا اور بتول خیر النسا اور بنظر ذکر آن حضرت صلعم کہ اوپر ہو چکا ضمناً مقصود پنجتن سے بھی ہی
اور نیز چہاردہ معصوم یعنی آن حضرت صلعم اور حضرت بتول و دوازدہ امام مطیر بروزن فعیل مطر سے بمعنی بارندہ بتول
بفتح اول و ضم ثانی بمعنی قطوع اے بسیار قطع کنندہ لقب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا اسواسطے کہ دنیا
سے نہایت قطع تعلق کرنے والی تھین مذکر مونث فعول کے وزن مین درصورتیکہ فاعل کے معنی مین ہو
یکسان ہوتا ہی نسبت ابر مطیر کی حضرت علی سے باعتبار فرق کے ہی اور نسبت حضرت بتول کی دریاے
کلان سے بلحاظ تحت کے کہ یہ صفت مرد و زن مین ظاہر تقریر معنی کی اس بیان سے خود عیان یہان تک
قسمین خدا و رسول اور پنجتن پاک اور دوازدہ امام چہاردہ معصوم کی صریحاً اور ضمناً نہین کہ بزرگی و عظمت
انکی جو منشاے قسم ہوتی ہی خود پیدا و ہویدا آیندہ متفرق مگر عظمت و عجایبات کا سب مین ثابت ہونا چاہیے
تا قسم راست آئے الخلاف محمد شفیع نے سیدھے معنی لکھ دیے ہین ملا قطب نے جانے بموجب بزبانیکہ دانست
کیا لکھ دیا ہی میری سمجھ مین خوب نہین آیا **قولہ** بطارم ارنی سنج الخ **الانتباہ** طارم ارنی سنج حضرت موسی علیہ السلام
ارنی سے معنی دکھلا تو مجکو یہ لفظ بکسر را ہی جیسا کہ اس شعر مین مگر فارسی والے بسکون را بھی استعمال کرتے
ہین سبب اثر نغمہ بدین وجہ کہ قائم بمرام نہین ہوئے یعنی تجلی الہی نہ دیکھ سکے لن ترانی کے معنی ہرگز نہ دیکھیگا

مجکو ہنوز مژدۂ دیدار اس سبب سے کہ لن ترانی کا مفہوم یہ ہی کہ ہم تجکو اپنا جلوہ دکھائین تو لیکن تو اوسکا متحمل نہو سکیگا
پس یہ مژدۂ دیدار کی اوس سے ظاہر ہی نہ نفی مطلق المعنی اس شعر مین تلمیح ہی بذکر موسی علیہ السلام اور علی ہذا
اگر شعر اس سے خالی نہین تو بیجا ہوتے یعنی قسم حضرت موسی کی جنھون نے رب ارنی کہا اور اثر اوسکا نہ دیکھا
اسواسطے کہ استعداد دیکھنے کی تھی اور دیکھ نہین پائے اور قسم لن ترانی کی جو مشتمل بر مژدۂ دیدار تھی اور
حکمت ان قسمون کی بھی محتاج بہ بیان نہین قولہ عشوہ کہ زلیخا برید الخ **الانتباہ** عشوہ ناز و فریب
یہان دونون معنی ہوسکتے ہین در صورت ناز کے ناز یوسف علیہ السلام سے مراد ہوگی اور بر تقدیر فریب
فریب زلیخا کہ ضیافت کے دھوکے زنان مصر کو بلایا اور حضرت یوسف کو دکھا کے ہاتھ اونکے کٹائے
کٹانے کی نسبت زلیخا کی طرف بدین اعتبار کہ وہ فاعل اور باعث اسکی ہوئی تھی فتنہ مراد اوس شورش عظیم
سے جو یہود نے حضرت عیسی علیہ السلام پر کی تھی اٹھی یعنی قسم اوس عشوہ کی جس سے زلیخا نے بجاے
ترنج زنان مصر کے ہاتھ کٹائے اور اوس فتنے کی جس سے تنگ ہو کر حضرت عیسی دار پر راضی ہوئے کیسا وہ عشوہ
تھا اور کیسا وہ فتنہ چنانچہ ذکر ان دونون کا قرآن شریف مین ہی اول قطعن ایدیہن وقلن حاشا للہ ما ہذا بشرا
ان ہذا الا ملک کریم اور دوسرا ما صلبوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ قولہ ببرقعہ مہ کنعان الخ بآن متاع کہ گوہر فروش
الخ بآن دروغ الخ **الانتباہ** مہ کنعان حضرت یوسف حسن آباد وہ جگہ جہان حسن بستا ہو پس برقع کا حسن آباد
ہونا ثابت کہ اوسکے اندر اونکا چہرہ ہی جلوہ گاہ زلیخا وہ مکان زلیخا کا جسمین ہر طرف تصویرین حضرت یوسف
کی بنائی تھین کہ وہ بھی یوسف زار تھا گوہر فروش سے فروشندۂ گوہر کنعانی مضاف الیہ گوہر یعنی فروشندۂ
گوہر کنعانی مراد مالک سے متاع سے مراد حضرت یوسف کہ متاع حسن تھے حسن سے بازار کا لبالب ہونا
وہی جو زلیخا مین جامی صاحب نے فرمایا ہی کہ اوس روز ابر تاریک تھا تیرگی اوسکی عالم مین بھری ہوئی تھی
جسوقت انھون نے برقع روے پرنور سے اوٹھایا سب نے جانا کہ آفتاب نکل آیا ایسی روشنی ہوگئی دروغ
سے وہ دروغ مراد ہی کہ فرہاد سے کہدیا شیرین مر گئی فوراً سنتے ہی تیشہ سر مین مارکے مر گیا اور واقعی راہ عشق
مین مرنا شہادت ہی ترانۂ منصور کلمۂ انا الحق جس سے اونکو سولی دیگئی مشہور ہی سب جانتے ہین تقریر معانی اشعار
کی پوشیدہ نہین شارحین نے یہ اشعار نہین لکھے قولہ بناقہ کہ لیلی خیال الخ **الانتباہ** باے موحدہ بلیلی
مین تقرب کی ہی خیال بالفتح بمعنی اوس دھوکے کے بھی جو زراعت اور درخت میوہ دار پر واسطے ڈرانے
وحوش وطیور کے بنادیتے ہین خیال مجنون سے یہ مراد کہ بسبب لاغری و نزاری کے مجنون مجنون نہین بلکہ تھا
ایک خیال و دھوکہ رہگیا تھا برد کا فاعل ناقہ مفعول خیال مجنون المعنی مشہور در کتب قصص مین مسطور
ہی کہ مجنون ایک ناقہ سوار کے ساتھ ہو لیا اوس سے اپنا پیام جو لیلی کو کہنا تھا کہتا ہوا کوسون اپنے

دیہات مین چلاگیا حتی کہ خود دروازہ لیلی تک پہونچ گیا اور لیلی آگاہ ہوکر بناز و کرشمہ پیش آئی اسمین اوس ناقہ
اور اون کرشمون کی قسم ہی کہ اتنی دور اسکو لگا لیگیا اور لیلی نے اپنے ناز و کرشمہ سے خوش کیا **اختلاف**
بعض کتب مین بجاے ناقہ نامہ لیکن نامہ ٹھیک نہین ہوتا شارحین نے معنی اس شعر کے لکھے نہین کہ
اوس سے کچھ معلوم ہوتا مگر شعر تو قابل لکھنے کے تھا **قولہ** بہ تیشہ کہ بر اطراف الخ **الانتباہ** اطراف
جمع طرف کنارہ و جانب ہر چیز باصطلاح اطبا دست و پا کرشمہ اشارہ بچشم و ابرو یہ لفظ بکسرتین وفتحتین دونو
طرح لغت مین لکھا ہی تیشہ کرشمہ تراشید مبالغہ ہی مثل زید عدل کے **المعنی** کہتے ہین فرہاد جب بحکم خسرو کوہکنی
کے واسطے گیا پہلے اپنے بجہت تسکین خاطر ایک شبیہ شیرین کی تراشی وہ اسکو ٹھیک نہ معلوم ہوئی دوسری
با ناز و کرشمہ اور بنائی وہ بھی ناپسند ہوئی تیسری اوس سے بھی بڑھکے علی ہذا سارا پہاڑ اسی طرح
ایک سے ایک بڑھکے تصویرین بنا بناکے بھر دیا اور کاٹکے ادھر اودھر پھینک دیا پس شاعر کہتا ہی کہ
وہ تیشہ عجب صناع تھا کہ بالکل ناز و کرشمے تراشتا تھا لہذا اوسکی قسم ہی **قولہ** بنوش نوش نبیذ الخ بغم فروشی الخ
الانتباہ نبیذ وہ شراب جو خرما و جو سے بناتے ہین بعض کے نزدیک بوزہ یہ لفظ استعمال فارسی مین بدال
مہملہ بھی آتی ہی صبوحی بالفتح اول شراب جو صبحکو واسطے دفع خمار کے پیتے ہین کاوکاو تجسس و تفحص اور کاو و تیا
اور بکارنا تکرار اس لفظ کی واسطے تاکید کے ہی ایسے ہی نوش نوش کی کلند بروزن سمند ہندی کسی غم وہ
اظہار غم کا کرنا طراز بکسر نقش و نگار اور سنجاف اور بوٹہ کپڑے کا معرب تراز **المعنی** معمول ہی کہ واسطے
دفع خمار شب کے شرابخوار صبح کو شراب کے واسطے نہایت مضطرب ہوتے ہین اور طبیعت اونکی حسب اتفاق
وقت نوش نوش مچاتی ہی شاعر نے مجازاً نسبت نوش نوش کی شراب کی طرف کی ہی بنظر مبالغہ اور
طبیعت ہوشیار حکم کلند کا رکھتی ہی کہ ہر وقت کھود کرید ہر امر مین رہتی ہی خواہ شعر و شاعری ہو خواہ دوسری
چیزین ان دونون کی بھی قسم کہ اپنے اپنے موقعے پر خالی خوبی و نفع سے نہین پہلے دافع خمار اور سرور افزا
دوسرے مفرح خاطر و دلکشا دوسرے شعر کے یہ معنی کہ اکثر لوگ ایسے ہوتے ہین جنکو ہندی محاورے
مین سدا رونے کہتے ہین کہ باوجود حصول سامان عیش و آرام کے اونکی عادت ہمیشہ شکوہ اور دکھڑہ رونے
کی ہوتی ہی اور اظہار غم کا کرتے ہین اور بعض برخلاف انکے کہ باوصف عدم حصول اسباب جمعیت خاطر
اور افسردگی و پژمردگی کے تازہ رو اور خندان رہتے ہین اور نیز شکرگزار چونکہ یہ دونون صفتین بھی خالی
نہین کہ قابل شکرگزاری کے شکوہ طراز اور لائق شکوہ کے شکرگزار اسواسطے انکی بھی قسم **الاختلاف**
نسخہ مطبوعہ مین بجاے نبیذ کے ندیم بجاے کلند کے کلید لکھا ہی کہ ایک رعایت صبوحی دوسرا رعایت
کاوکاو سے خالی ہی محمد شفیع و ملا قطب نے اوپر کے شعرون مین خیال مجنون اور بر اطراف صورت

شیرین اور کرشمہ تراشیدا ور ریخت بر کہسار قابل لکھنے کے تھے گریزی پیچ کے دونون شعر [illegible] ملا
قطب نے نوش نوش والا اور محمد شفیع نے غم فروشی والا لکھا سو بھی جیسا لکھا ویسا کیا [illegible] مناسب
فرمائین کہ وہ قابل لکھنے کے زیادہ تھے یا یہ افسوس شرح لکھنا اور شرح کا نام بدنام کرنا قولہ پیچ بازئے
ہمسنفع الخ الانتباہ کاسب کسب کنندہ ضعیفت اس جگہ بمقابلہ کبار کے ہی یعنی انکے مقابل مختنم کے ہونے
وجہ کا لفظ ایسا ما ہی خواجگان جمع خواجہ یعنی خداوند اور مالک اور وزیر اور لقب سادات و امیران کبار مکرر اولی
جمع کبیر یعنی بزرگ المعنی یعنی قسم پیچ بازو کا سیون کی اور چین ابرو خواجہ لوگون کی کہ وہ اوس سے روزی
و نفع اوٹھاتے ہین اور یہ دونون تین سبب وجہ سے رعب و ہیبت جتاتے ہین دونون پیچ اپنے محل پر بفائدہ
نہین قولہ بختی کہ کند جذب الخ الانتباہ خست بکسر و تشدید سین بمعنی شہوت خواہش خصوص خواہش
نفسانی فال شگون بالفتح زدن اور دیدن اور کشودن آور گرفتن اور جستن اور برآوردن او بستن مستعمل ہے
برلب مار سے مراد محرمات شرعیہ ہین کہ اونکے لب پر بوسہ دینا گویا لب مار پر دینا ہی المعنی یعنی قسم اوس خست
کی جو کف مور سے طعمہ چھینے اور قسم اوس شہوت کی جو لب مار پر بوسہ دینے کی فال دیکھے کہ کب یہ میرا
مطلب برآئیگا جو کہ خست اور شہوت فی حد ذاتہ کمال کو پہونچی ہوئی ہین نظر اس کمال کے سزاوار قسم
ہوتین الخلاف بعض نسخ مین بجائے مار یار بیائے تحتانی لکھا ہی بمقابلہ مور کے محض غلط قولہ گوشہ
گیری عنقا الخ الانتباہ عنقا بالفتح کہ زمان سلف مین ایک پرند عظیم الجثہ چارپایہ بصورت انسان اور
پہاسے الوان نہایت دراز گردن پیدا ہوا تھا لڑکونکو اوٹھا لیجاتا تھا حق تعالی نے پیغمبر اوس زمانہ کی دعا
اوسکو جزائر مین بحر الافیل وا ثردہا کھاتا ہی اور بقول بعض وجود فرضی ہی کسی نے نہین دیکھا فارسی والے
اسکو سیمرغ کہتے ہین بعض نے تعریف اسکی کی ہی معلوم الاسم مجہول الجسم بضم جیسا کہ مشہور ہے غلط ہی جوہر فعل
عقل عاشر جسکو حکما خالق ہر شے کا کہتے ہین چندار بکسر تصور اور تکبر اور خیال المعنی یعنی قسم گوشہ گیری
عنقا کی کہ جب وہ گوشہ گیر ہوا ہی جوہر فعل نے بھی جو خالق جمیع اشیا کا ہی کبھی اوسکی صورت سوائے
تصور و خیال کے چشم ظاہر مین سے نہ دیکھی گوشہ گیری اسکا نام ہی بدین خصوصیت قابل قسم ہوا الخلاف
محمد شفیع قطعاً لکھتے ہین کہ عنقا کو سیمرغ کہنا گمان محض اور خطائے فاحش ہی وہ ایک اسم بے مسمی ہی کسی
زمانہ مین وجود اوسکا نہین ہوا اب نہین معلوم کہ اقوال مختلف لغات کے غلط ہین اور قول قطعی انکا
صحیح یا بالعکس مگر عنقا لفظ تو ایسا معنی نہ رکھتا ہی کہ کسی وقت مین کسی شی کا نام ہوا ہو چنانچہ بعض کتب سے
معلوم ہوا کہ عنقا زن دراز گردن کو کہتے ہین اور اسکی صفت مین بھی دراز گردن ہونا اسکا لکھا ہی
قولہ بہ وشمندی آن سایہ خفت الخ الانتباہ سایہ خفت نخل حیات مراد حضرت زکریا علیہ السلام کے

کہ کفار کے ظلم سے ایک درخت کے تنے مین پناہ لی تھی کفار نے مع درخت اونکو دو پارہ کرکے شہید کیا انتہا
بروزن محراب آرہ المعنی یعنی قسم ہوشمندی اون سایہ خفت نخل حیات کی کہ اب بآرام تمام اوس نخل حیات
کے سایے مین سو رہے ہین جسکو خداوند تعالی نے فرمایا ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم
یرزقون فرحین بما اتٰہم اللہ من فضلہ کیسی ہوشمندی کی کہ کشاکش آرہ سے آنکھ بھی نہ کھولی ایسا صبر کیا اور
درجہ شہادت پاکے اس رتبے کو پہنچے کہ حیات ابدی اور قرب ایزدی حاصل ہوا الخلاف محمد شفیع لکھتے
ہین سایہ خفت نخل حیات وہ شخص کہ دیدہ و دانستہ بے مزاحمت غیر کے آپ کو خواب غفلت مین ڈالے
اور اوس غفلت مین بکار خود ہوشیار رہے پس معنی یہ کہ قسم ہوشیاری اوس شخص کی کہ عین زندگانی مین بخواب
عدم ہوا اوس مرتبہ کشاکش آرہ اجل سے بھی آنکھ نہ کھولی تلمیح بقصہ حضرت زکریا انتہی ملا قطب نے اپنی شرح
مین بہت تاویلین اور سوال و جواب لکھے ہین عیان را چہ بیان مین کہان تک بھرتی بھرون جنکو شوق ہو
انکی کتاب ملاحظہ فرمائین اور نیز معنے محمد شفیع کے شاید محشی نے بھی انھین سے نقل کیے ہین **قولہ** بعقد
گوشہ دستار الخ **الانتباہ** عقد سے مراد طرہ دستار برآت یہ لفظ فارسی ہے وہ نوشتہ جسکے ذریعے سے
زر تنخواہ وغیرہ خزانہ سے ملتا ہے بلفظ نوشتن اور کردن اور دادن اور گرفتن اور آوردن اور زدن اور
شدن کے مستعمل صلہ بکسر و فتح لام انعام اور عطا دینا سلہ بفتح و تشدید لام ترکی مین سبد اور زنبیل کو
کہتے ہین اور وہ ظرف جسکو ہندی پٹارہ ہے المعنی یعنی قسم دستار شاعران حریص کی کہ بطمع صلہ مدح کرتے
ہین اور عجب یہ کہ اگر صلہ پایا تو وہ دستار دستار ہے ورنہ ایک پٹارہ سانپون کا ہے پر از رنج و آزار تشبیہ پگڑی
کے پیچون کی سانپون سے خوب ہے حال یہ کہ مدح کا صلہ نہ پاوین تو فوراً قدح کرین **الخلاف** نسخہ مطبوعہ
مین سینہ الیست پر آزار بجایے سلہ الیست پر از مار کے لکھا ہے تحریف ناسخین کی ہے ٹپا سے اور دستار مین
مشابہت ظاہر ہے نہ سینہ مین اور اکثر بازیگر پٹارہ بازیگری کا کہ اوسمین سانپ بھی ہوتا ہے سر پر رکھے پھرتے
ہین **قولہ** بدست ہمت من الخ بطبع گرسنہ چشم الخ **الانتباہ** کنار بفتح کنارہ کسی چیز کا اور گوشہ اور طرف
بکسر بغل اور آغوش بقول بعض بالعکس یہان مراد دامن سے ہے کنارہ پہ ہوتا ہے دریوزہ دروزہ دونون صحیح
ہین بمعنی گدائی ہا اسمین اسمیت کی ہے پس اگر دریوزہ کہین در بمعنی دروازہ اور یوزہ یوزیدن سے بمعنی
جستن یعنی دروازون سے ڈھونڈھنا اور اگر دروزہ تو ویزہ آویختن سے بحذف الف بمعنی دروازون کا لٹکنا
یا ویزہ مقلوب یوزہ واو کو مقدم کرکے زا کو بجاے واو کے رکھا گرسنہ چشم حریص اور گدا اور ممسک
اور بخیل ناہار وہ شخص کہ صبح سے کچھ نکھایا ہو اصل مین ناآہار تھا الف ممدودہ بجہت تخفیف حذف کیا ناہار ہوا
اور ہار بمعنی خورش و طعام دمعنی نشہ نیز المعنی ان دونون شعرون مین اپنی ہمت اور طبیعت کی قسم

ہی یعنی ہمت میری ایسی عالی و محتاط ہی کہ جب دیکھا کہ دامن کنار در یوزہ سے آشنا ہین سائل ہمیشہ گرسنگی کے
اسی مین رکھتے ہین میری ہمت نے ایسے دامن و کنار ہی سے کنارہ کیا اور طبیعت میری بھی حریص محبت
آپ کی ہی کہ سوا نعمت جود آپ کا ناسپاسی نہین کرتی خاص آپ ہی کو ولی نعمت اپنا جانتے ہین الخلاف
نسخہ مطبوعہ مین بجاے طبع کے طمع گرسنہ چشم لکھا ہی حال آنکہ طمع تصحیف ہی غلطی کاتب کی ہو شارحین نے
یہ دونون شعر چھوڑ دیے ہین **قولہ** خاک جبہ کہ باد برودت الخ **الانتباہ** جبہ بالفتح پیشانی خاک جبہ وہ خاک جو سجدہ
سے پیشانی پر لگ جاتی ہی باد برودت تکبر اور غرور اور بمعنی لاف سُبحہ بضم تسبیح صوفی جاہل اور صاف خاطر
از غیر حق اور مخلص المعنی شاعر کہتا ہی تعجب ہی کہ خاک کا کام تو عاجزی و افتادگی ہی یہ خاک سجدہ پیشانی عابد کی
عجب خاک ہی کہ باد برودت عابد مین پیدا کرتی ہی اور تار تسبیح کہ شعار اسلام ہی صوفی عجب مقام وحدت کو پہنچا
جسکے حق مین تار اوسکا حکم تار زنار کا رکھتا ہی اسواسطے کہ وہ قطع غیر کا کر چکا ہی اور تسبیح غیر اوسکے لہذا
دونون کی قسم **قولہ** بناز حسن کہ بند الخ **الانتباہ** نقاب تو موضوع واسطے جلوت کے ہی نہ خلوت کے اور
معشوق بمقتضاے ناز جو خلوت مین نقاب ڈال لیتے ہین یہ لطف دیگر ہی اور راز عشق کہ قابل چھپانے کے
ہوتا ہی مگر ہر چند چھپاو چھپ نہین سکتا بلکہ سر برہنہ سر بازار پھر لہذا اس ناز معشوق اور راز عاشق کی قسم
قولہ بنکتہ گیری ناموس الخ **الانتباہ** نکتہ گیری عیب گیری ناموس توقع حرمت کی رکھنا روستائی منسوب بروستا
بمعنی قریہ اور دریہ افسوس بالفتح دریغ و حسرت اور ظلم لب گزیدن تاسف اور ندامت کرنا اور غصہ ہونا
اور شرم و حیا جتانا اور منع کرنا المعنی یعنی ناموس روستاے طبع جو بتوقع عزت و حرمت نکتہ گیری کرتا ہی
کہ لوگ دیکھین اور میری عزت و حرمت کرین اور وہ ندامت غایت الغایت جسکے سبب آپ سے بیزار ہو جاے
کہ میرا ہونا کس کام کا ہی اور اوسپر لب کاٹے ان دونون کی بھی قسم ہی **قولہ** بمردمی کہ بود الخ **الانتباہ**
مردمی مروت و شجاعت طویلہ بیاے معروف ماخوذ از طول وہ رسی دراز جس سے چند گھوڑے یا نون باندھ
مجازاً مقام اسپان کہ وہ بھی طویل ہوتا ہی بیاے مجہول غلط ہان اگر تصرف فارسیون کا ٹھہرائین مثل غوطہ اور
مدہوش کے کہ بواو معروف ہی تو ہو سکتا ہی محرمی مجازاً واقف کاری قبیلہ وہ گروہ اور جماعت کہ ایک باپ سے
ہون المعنی اس شعر مین مردمی و محرمی کی قسم ہی کہ دونون عمدہ خصائل انسان سے ہین اور دونون
مفقود و معدوم مردمی ہم طویلہ عنقا کی محرمی ہم قبیلہ اسرار کی دونون ایسی چھپی ہوتی ہین یعنی کوئی قابل
محرمیت نہین آتا نہ صاحب مروت **قولہ** بگرم چشمی من در الخ **الانتباہ** گرم چشمی تیز نظری کہ مراد اوس سے
غور و تعمق ہی نظارہ بتخفیف و نیز بتشدید ظاے معجمہ بغور دیکھنا کسی چیز کو افادت فایدہ پہونچانا المعنی یعنی
مجکو اپنی گرم چشمی کی قسم کہ جیسے نظارہ ہمنی مین رکھتا ہون اور صحت و ستم پر اوسکے نظر کرتا ہون اور شرمگینی کی

تفصیل کہ اگر کسی کو خامہ اشعار کا پہونچاتا ہون تو خود شرمگین ہوتا ہون ورنہ سب اپنا فخر و افتخار جتاتے ہین کہ گو ہمسے مستفید ہین **الخلاف** میر اور ملا قطب کا یہ خلاف ہی وہ لکھتے ہین کہ لوگونکو شعر اشعار سے مستفید کرنا کون فضیلت ہی اسواسطے شرماتا ہون مین نے دوسری طرح لکھے **قولہ** سنبلے کہ بگلزار الخ بنافہ کہ ز آہو الخ **الانتباہ** پہلے شعر مین قسم زلف کی ہی دوسرے مین خال کی چنانچہ سنبل گلزار حسن زلف ہی اور خاص جو گوشہ دستار سے جہتا ہی اور نافہ آہوے صنع کا خال قدرتی نہ مصنوعی کہ وہ جس جگہ چہرۂ معشوق پہ پڑتا ہی نہایت لطف الخ ہوتا ہی ز چہرۂ یار یہ جار مجرور متعلق بمی افتد نہ مفصل علیہ چہرۂ یار تقریر معنی ظاہر **الخلاف** پہلے شعر کے دوسرے مصرع مین بجاے نہ گوشہ گلزار و گوشۂ دستار بہتر معلوم ہوتا ہی کہ مشتمل بر تخصیص و نگیر ہی اے از گوشۂ دستار معشوقان نہ از میانہ گلشن **قولہ** بشور قمری دستان الخ بعندلیب چمن الخ **الانتباہ** دستان بالفتح سرود و نغمہ اور آواز خلاف قیاس جمع دست یک نغمہ جیسے قمری برابر ایک ہی آواز کیے جاتی ہین جسکی تاویل حق سرہ سے کرتے ہین توحید ایک جاننا ایک کہنا تکرار بار بار کسی بات کو کہنا درس سبق کہنا اور سبق پڑھنا عندلیب بفتح عین و دال بلبل بکسر عین بین چطا بوقلمون اصل ابوقلمون تھا ہمزہ حذف کی گئی جیسے بوتراب بوتیار مین بقول بعض و پیلے روحی کہ رنگ برنگ معلوم ہوتا ہی اور نیز نام مرغ موصوف بہین صفت اور جرباگر مرغ اور جرباکے معنی مجازی ہین **المعنی** ان دونون شعرون مین رعایت صنعت تضاد کی ہی یعنی یک نغمہ قمری و نواے گوناگون بلبل شاعر کہتا ہی قسم شور قمری کی کہ ایک ہی نغمہ توحید کا بار بار تکرار کرتی ہی اور قسم نواے گوناگون بلبل کی کہ بباس بوقلمون شاہد گلزار کو پہناتی ہی اے انواع اقسام خوبی و رونق اپنی آواز رنگارنگ سے دیتی ہی **قولہ** بدودگلخن امید الخ بآفتاب مراد الخ **الانتباہ** تشبیہ امید کی گلخن اور ہوس کے دودگاہ سے جسکی ہندی دخشدانہ ہی باعتبار پریشانی اور سیاہی اوس مکان کے ہی جوار بکسر و بضم ہمسایگی بفتح غلط طالع وہ برج اول جو کنارے آسمان کے ہو اور اوس سے حساب شروع ہو **المعنی** شاعر کہتا ہی کہ دود گلخن امید اور دودگاہ ہوس اور آفتاب مراد اور دریچۂ طالع کی قسم کہ پہلے دونون چیزون کو تو سواے قرب و جوار میرے دماغ کے کہین ٹھکانا نہین اسکو تباہ و سیاہ کرتے رہتے ہین اور پچھلے جو دو ہین اور میرے زمانے سے کبھی کچھ سروکار نہین زمانے مین لوگون کے واسطے دریچۂ طالع کا کھلا ہی اور آفتاب مراد اونکا طلوع کرتا رہتا ہی میرے لیے ہوا و ہوس کا دھوان دھار ہی اور طلوع آفتاب مراد کا ذرہ بھر نہین **قولہ** بیتیم قطرہ شرابیکہ الخ **الانتباہ** باز میماند یعنی بچ رہتا ہی کیسا عزیز و مکرم ہوتا ہی عاشقون کے نزدیک یہی وجہ قسم کی ہی باقی معنی صاف ہین **قولہ** بکان کسب کہ زائد الخ **الانتباہ** کسب بفتح حاصل کرنا مجازاً ہنر اور پیشہ بذل بالفتح خرچ اور بخشش نصب بالفتح ضد عزل کہ بفتح بیکاری اور بیکار کرنا ہی بالضم خطا غیاکہ بسر

مین

غین و یائے تحتانی زرد کپڑا جو یہودی برابر کندھے کے پیراہن وغیرہ میں لگاتے ہین تا معلوم کہ یہودی ہی المعنی یعنی قسم اوس کسب کی جو بمنزلہ کان کے ہی بذل کے نام سے درم پیدا کرے نہ بخل کے جو خواری و خواری نصیب ہو اور نیز اوس نصب کے کہ جسکی شان سے عزل کی کیفیت الگ معلوم ہوجاتی ہی کہ یہ شکستہ حال صاحب عزل ہی **قولہ** باستین کلیم و دریچہ الخ **الانتباہ** کلیم حضرت موسی علیہ السلام آستین کلیم اشارت بمعجزۂ ید بیضا کہ حضرت موسی جب آستین میں ہاتھ چھپا کے نکالتے تھے مثل آفتاب کے روشن ہوتا تھا واو اسمین لزوم یا تقابل کی ہی دوسرے مصرعے مین حالیہ یا دونون عطف کے پذیرہ بکسر استقبال کرنا اور سامنے کسی کے جانا اور بمعنی مقبول نیز ادرار بکسر جاری ہونا ور بارش تند اور انعام اور بخشش بار بار مجازاً وظیفہ اور راتبہ **المعنی** یہ شعر محتمل بدو صورت ہی اول یہ کہ دونون مصرعون مین دو دو قسمین یعنی آستین کلیم اور دریچۂ مشرق کی قسم کہ دونون ایک حکم رکھتے ہین جیسے دریچۂ مشرق سے آفتاب طلوع کرتا ہی ایسے ہی اونکی آستین سے ید بیضا نکلتا تھا اور آستانۂ کریم اور پذیرہ ادرار کی قسم یعنی خود وادرار اون کریمون کا استقبال سوال سایلون کا کرتا ہی نوبت سوال کی نہین پہونچتا جو کوئی اونکے آستانے پر جائے سائل کا لفظ بقرینۂ کریم اور ادرار کے پیدا کیا گیا دوسرے یہ دونون مصرعون مین ایک ایک قسم یعنی قسم آستین کلیم کی کہ مقابل دریچۂ مشرق کے تھی اور قسم آستانہ کریم کی حال آنکہ مقبول ادرار یعنی اہل ادرار کا ہی مثل واو تقابل کی ہے **۵** **عشقست** و ہزار شعلہ در تاب ٭ **عقلست** و ہزار پنبہ در آب ٭ مثال واو حالیہ کی ہے **۵** داغم ز ناتوانی و افسون زندگیست ٭ دندان نماند در دہن و لب گزیدنیست **الخلاف** محمد شفیع نے لکھا ہی دریچۂ مشرق بدل اور ابطال عطف بیان اور ایسے ہی پذیرہ ادرار کا یعنی وظیفہ کے ہی اور معنی بیت ظاہر انتہی ملا قطب لکھتے ہین جو کریم انعام و اعطاے مستحقونکو کرتا ہی آستانہ اوسکا پذیرندہ ادرار ہی پھر لکھتے ہین کہ بجاے کلیم کریمان اور بجاے کریم لئیمان بھی نسخہ ہی پس دریچۂ مشرق بدل از آستین کریمان اور ایسے ہی دوسرا مصرع یعنی قسم آستین کریمان کی کہ دریچۂ مشرق ہی ہر صبح اوس سے آفتاب عطا طلوع کرتا ہی اور قسم آستان کہ پذیرہ ادرار ہی یعنی لئیمون دون ہمت سے گوشہ گزین ہین کہ وسیلہ حصول وظیفہ کا ہی بعد نقد سے انتہی مین نے معنی دونون شارحون کے لکھدیے مجکو کیا ضرور کہ مین نسبت جواز و عدم جواز عطف بیان و بدل اور تغیر نسخہ اور معنی بتکلف خلاف عبارت اور ذکر تحریر و عدم تحریر معنی پذیرہ کہ ایک صاحب نے قطعی ترک کیے اور دوسرے صاحب نے پذیرندہ کے خلاف لغت لکھے رد و قدح کرون واللہ اعلم و احکم بالصواب **قولہ** بعرضہ دادن خوق الخ **الانتباہ** عرضہ ایکبار ظاہر کرنا کسی چیز کا اور پیش کرنا دستیاری مددگاری توفیق کی تعریف جعل الاسباب موافقاً للمطلوب رنگ دینا نفع اور رونق دینا

المعنی باب شستن یاس اس باب مین احتمال قسم اور صلہ دونون کا ہوتا ہی اگر قسمیہ ٹھہرائی جاوے تو واو عطف کا ہوگا
اور باعتی کے مقابلے مین باعتبار عطف وہان بھی یعنی مصرع ثانی مین واو کے بعد یا ہوگی یعنی برنگ وان
اور معنی یہ کہ قسم عرض شوق کی کیسے لطف و لذت سے ہم آغوش ہی اور قسم ہی یاس کی جو آب شستن سے
ہمدوش کہ آناً فاناً مین تمامی آرزوئین اور خیالات دھو میٹ ڈالتی ہی اور قسم توفیق کی جو سب
سامان درست کر دیتی ہی اور قسم نفع اور رونق کار کی جو کچھ اوسکو اس توفیق سے حاصل ہوتا ہی اور
اگر باقسم کی نہین صلہ کی ہی تو دونون واو معیت کے ہونگے اور دونون مصرعون مین ایک ایک قسم یعنی
قسم عرض شوق کی کہ مع آب شستن یاس ہی یعنی قبل عرض سے یاس وسکو دھوئے میٹے ڈالتی ہی کہ وہ
کب سنیگا اور قسم مددگاری توفیق کی جو مع رونق و نفع کام کے ہی یعنی جہان توفیق مددگار ہوئی رونق
و نفع دونون آموجود ہوئے ساتھ ہی لگے رہتے ہین الخلاف محشی لکھتے ہین سوگند باظہار شوق کہ
محو کنندہ ناامیدی کا ہی اور اعانت توفیق کی کہ رونق بخش کار ہی انتہی فعل آب شستن کو کہ معطوف ہی بحرف
عاطفہ تتمہ عرض دادن شوق کا کہنا چاہیے معنی علت غائی اظہار شوق کے کہ اقتضا رفع ناامیدی کا
ہی اور مصرع دوسرا موافق وضع معنی مصرع اول کے یہ ملا قطب لکھتے ہین اور محمد شفیع نے گریزی کی محشی اور
ملا قطب کے معنی ایک ہی سے ہین بے تشریح و تصریح کچھ سمجھ مین نہین آتے سمجھنے والے سمجھ لین بعینہ ترجمہ انکی
عبارت کا ہی سوہ من کار خویش را بخداوند کار ساز ❊ بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند قولہ بانبساط الخ
الانتباہ انبساط فراخی اور کشادہ ہونا مجاز آغوشی مکان صیغہ ظرف از کون جائے بودن او مطلق جا
مراد دنیا سے جہت بکسر طرف اور جانب کنایہ کسی جہت کا جہات ستہ سے اختلاط ملنا اور نیز تباہ ہونا
احتراز پرہیز کرنا اور آپ کو بچائے رکھنا المعنی اس شعر مین چار قسمین چار چیز کی ہین چار دن مین اپنی اپنی
صفت ظاہر دنیا مین فراخی کہ سطح آسمان سے روے زمین تک کسقدر ہی اور کیسی کیسی مخلوق بھری
ہوئی ہی جہت مین امتیاز کہ ایک کی نسبت سے دوسری جانی جاتی ہی وسط مین اختلاط کہ جو وسط
دنیا مین ہین مختلط ہین اور جو کنارہ پر محترز سب سے علیحدہ الخلاف محشی اور شارحین سب نے سوائے ملا قطب
کے اس شعر سے کنارہ کیا کیا معلوم کیا سمجھے اور کیا جانا اور ملا قطب کا سمجھا ہوا سمجھنا مشکل آیسے مصرع
دیگر چنین ناگفتنی ناگفتہ قولہ بعطلت سکنات الخ بہ توبہ و بہ پشیمانی الخ بعیش زہرہ چنگی الخ الانتباہ
عطلت بضم بیکاری کوشش ضد اسکی جیسے سکنات و حرکات باہم متضاد ہین اور حسنات واو کار باہم
ستار بعیش خوش زندگانی المعنی ان تینون شعرون مین بھی چار چار قسمین ہین معنی سب کے یہ کہ سکنات
مین عطلت ہی جس سے آدمی ناکارہ ہو جاتا ہی اور حرکات مین کوشش جس سے ہر کام رونق پاتا ہی

حسنات باعث عزت دین و دنیا ہی جوشش اذکار جو ذاکرونکو وقت ذکر حق کے ہوتی ہی کہ سبب نزول واردات
ہی توبہ اور پشیمانی دل تائب کی ایسی ہی کہ گناہ بالکل رفع ہو جاتا ہی جیسے فرمایا التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ
اور وہ مستی و پریشانی مستان حق کی جنکو نہ سر کا ہوش ہوتا ہی نہ پگڑی کی خبر اور زہرہ چنگی کا عیش اور میرے نالہ کا
درد کہ دونون ہم اثر ہین وہ بھی دل مین جگہ کرتا ہی یہ بھی اور علی ہذا فیض سرمہ کی اور گرد کوچہ یار دونون ہم
خاصیت ہین جیسے سرمہ نور بخش بصر ایسے ہی یہ گرد بھی موید نور نظر بس ان سب کی قسم الخلاف نسخہ مطبوعہ
مین بعیش نالہ چنگی بجاے زہرہ چنگی اور بجاے بگرد کوچہ یار زر گرد دونون نسخے پہلے دوسرے سے بہتر ہین
ہین اسواسطے کہ زہرہ چنگی مین مبالغہ او خصوصیت ہی اور زر گرد سے جو فوقیت سرمہ کی پر نکالی ہی اسکی کیا
حاجت سرمہ کی کے مقابلہ مین اسکا ذکر مساوات پیدا کرتا ہی ایسے ہی اکثر اشعار مصدرہ مین بھی قولہ بخون
فشانی شبنم الخ الانتباہ خوے بفتح و واو معدولہ ہندی پسینا خود فروشی اظہار اپنی خوبی کا کرنا سوسن
بواو مجہول و فتح نیز نام گل آسمان گون ظاہر ا بالفتح معرب ہی دشنہ بالفتح خنجر المعنی ان چارون چیزون مین
چارون صفتین انکی صورت و ہیئت انکی بھی قسم ظاہر پوشیدہ نہ رہے کہ قسمون کیواسطے تو اسقدر یعنی ہیئت
ظاہری انکی کافی ہی مگر خیالات شاعری بھی ہوتے ہین اکثر شعرا اون خیالات کو باندھتے ہین ان چارون
صفات اور چارون چیزون کے اجتماع سے ضمنا مقصود شاعر کا یہ بھی ہی کہ جب گل نے خود فروشی یعنے اظہار
اپنے حسن و خوبی کا کیا شبنم کہ اوس سے نہایت ربط و ضبط رکھتی ہی گرمی محبت سے پسینے پسینے ہو گئی
سوسن نے بنظر حفاظت نیزہ اپنا سنبھالا اور خار نے خنجر کھینچا چنانچہ سوسن کو قریب گل کے لگاتے ہین یا
یہ کہ دیکھو خود فروشی ایسی بری چیز ہی جسوقت گل نے اظہار خود فروشی کا کیا اوسکے جلیس و انیس ہی دشمن
اوسکے ہو گئے شبنم بلحاظ اختلاط باہم شرم سے پسینے مین ڈوب گئی اور سوسن و خار نیزہ و خنجر لیکے مستعد
ہوئے قولہ بیکہ تازی وحدت الخ الانتباہ یکہ تاز وہ سوار کہ تنہا لشکر پر حملہ کرے وحدت یگانہ ہونا اور تنہائی
کثرت بہت ہونا مجاز آ انبوہ مردم مین بیٹھنا و علائق دنیوی نیز معروف بالفتح و کسر راے مہملہ و نیز بفتح جگہ
ظاہر کرنے کسی چیز کی المعنی اس شعر مین وحدت و کثرت کی قسم ہی کہ جسوقت مین کثرت نہ تھی تو وحدت
یکہ تازی اپنی عرصہ توحید مین کرتی تھی نہ یہ کہ ہنوز کثرت سے خالی بیٹھے ہوا اور کثرت نے جو اپنی فوجین
اس عرصگاہ آثار و علامات مین دوڑائے ہین اور اس مجلس مین نشست اختیار کی ہی ان دونون کی
قسم قولہ بدعوت لب عابد الخ الانتباہ دلق بفتح ایک قسم پشمینہ پوشش فقرا المعنی اس شعر مین
دعاے لب عابد اور آتش دل عاشق کی قسم ہی مگر وہ دعا مستجاب کہ مراد کو پہونچائے اور دعا گ
[illegible] بعد مرگ [illegible] مزار کو جلا دے یعنی عاشق سے بعد مرگ بھی منفک ہو موجب مصرع

چہ سیر دمبتلا سیر و چہ خیز دمبتلا خیز دونے کہ یہی دو نون تحقیقین وجہ قسم کی ہین **قولہ** بر شگفتن امر و الخ
الانتباہ بر بیہودہ اگرچہ زائدہ ہی مگر خالی ایہام سے نہین شگفتن بکسر اول و ضم کاف عربی و نیز فارسی معروف
غنچہ کھلنا گشتن کھلکے بند ہوجانا دری بجاے معروف روز گذشتہ جسکو دیروز کہتے ہین بقول بعض بیاے مجہول
یعنی اس شعر مین چارون کی کیفیت عیان پس عیان را چہ بیان مگر بجاے خو شہ بردن پارسے نامہ بردن
نسخہ مطبوعہ مین ٹھیک نہین **قولہ** شیوہ دانی شہر الخ **الانتباہ** شیوہ بیاے مجہول ناز و کرشمہ و طرز و روش
و ہنر زلہ بالفتح و تشدید لام پس خوردہ اور طعام جو کسی کے فواسطے اوٹھا رکھین کار بمعنی فعل مجاز اگر زراعت و صنعت
و پیشہ اور ہنر **المعنی** یعنی اگرچہ موافق ~~س~~ بنی آدم اعضاے یکدیگر اند کہ در آفرینش زیکجوہر اند سب
آدمی آدمی ہین لیکن فرق بھی ہی مردم شہر شیوہ دان ہوتے ہین اور مردم دہ زلہ خوار کنوار پس شہر و دہ
شیوہ دانی اور زشت خوئی کے ہین بہ ین تخصیص ان دونون کے قسم اور کشت و کار کی بھی قسم کشت مین یہ خوبی کہ
دہ زلہ بندی یعنی کاشتکار کے لیے غلہ وغیرہ جمع کرتا ہی اور کار ہر کسی سے فائدہ اور نفع حاصل کرتا ہی **قولہ** بصبح قاقم
پوش الخ ہوشمندی عدل الخ **الانتباہ** قاقم بضم قاف دوم نام جانور کہ پوست اوسکا نہایت سفید و ملائم
ہوتا ہی اوسکا پوستین بناتے ہین اکسون بکسر کاف عربی و واو معروف دیباے سیاہ و بفتح اول نیز سیاہ مستی
بدمستی تر زبان تیز زبان اور فصیح **المعنی** صبح کی سفید پوشی شام کی اکسون بافی صلح آب فشانی جنگ کی آتش باری
عدل کی ہوشمندی ظاہر ظلم کی سیہ مستی اس سبب سے کہ ظالم اپنی غفلت سے مآل کار سے غافل ہی تر زبانی تیغ
کی خود عیان کیا قطعی جواب دیتی ہی سرگرانی دار کی بوجہ رکھی نہ نہنے ہر دار کشیدہ کے ہویدا **قولہ** بکذب بی بدر الخ
بہ بخل وعدہ تراش الخ **الانتباہ** کذب بے پدر اس سبب سے کہ صدق تو آدمی سے پیدا ہوا کذب نہین معلوم کس سے
پیدا ہو تنبیہ یہ بھی ہی کہ جو کاذب ہین آدمی نہین ہین جہل کا بے اثر ہونا بدین وجہ کہ جاہل کی بات موثر نہین
ہوتی فوراً کہتے ہین کہ یہ جاہل ہی کیا جانے علم جبرئیل آثار اس مبتدا نہ سے کہ جبرئیل حضرت پر وحی لاتے
تھے جسکو آج تک سب مانتے اور قبول کیے ہوئے ہین یہی علم کی کیفیت ہی کہ عالم کے قول پر سب عمل کرتے
ہین بخل مین وعدہ تراشی ضرور کہ بخیال صدق ہونے کے خوب بنا بنا کے وعدے کرتا ہی دیتا ہرگز نہین
قناعت کے برابر کوئی عیاش نہین کہ پروا کسی شے کی نہین رکھتی کہ بخلاف حریص کہ ذرا کمی شے مین مرا جاتا
ہی صدق مین تنگ معاشی ظاہر کہ اگر کسی سے سچ بات کہو اوسیوقت نکالدیتا ہی اور وجہ معاش مسدود
کردیتا ہی ہان خوشامد جو العینی نفع کنندہ ہی کہ اس سے لوگ خوش ہو کے خوشامدیون کو بہت نفع پہونچاتے
ہین **الخلاف** بجاے علم کے نسخہ عقل کا بمقابلہ جہل صنعت تضاد سے خالی ہی **قولہ** بنا گواہی الخ
بمنزل معرکہ گیر الخ آبروے قناعت الخ **الانتباہ** نزع بالفتح کسی چیز کا اپنی جگہ سے اوکھاڑنا کندن ہر آب بالفتح

سخن بیہودہ اور مسخرگی معرکہ بفتح جنگ گاہ نفاق بکسر دو روئی تو بواو مجہول پردہ اور تہ بقول بعض بواو معروف
اور بواو مجہول ور تمہ آتشین گفتار تیز گفتار قناعت بالفتح تھوڑی چیز پر راضی ہوجانا و بکسر خرابی معنی نزع
اور مرگ اور غم اور سایہ ان چارون کی ناگواری ناگزیری بیداری بیوفائی صفات واقعی ہین ایسے ہی
ہزل باعث معرکہ اور اکثر مستلزم نفاق تو بر تو ہو نیکے اور صبر کم سخنی اور شوق آتشین گفتاری کا بروے
قناعت اور ذلت سوال جیسے کہ حدیث مین وارد ہی عز من قنع وذل من طمع فرصت کی کامرانی کہ جو جی
چاہا وہ کیا ظاہر دیدار محبوب تو خود ایک دولت ہی قولہ بہ تنگنای گریبان الخ بداغ پہلوے بیمار الخ
الانتباہ تنگنا کوچۂ تنگ اور مطلق جاے تنگ گریبان بکسرتین و یاے مجہول مرکب از گری بمعنی گردن و بان
کلمۂ دارندہ و محافظ خاکسار اسمین سار بمعنی مانند کے ہی نخوت بالکسر بزرگی و تکبر المعنی ظاہر آ تنگناے
گریبان وسعت دامان خاکساری کفش بزرگی و معززی دستارکی ظاہر اب کہتا ہی کہ وہ بیمار ممتنع الحرکت
جو ہل نہین سکتا ایک پہلو سے پڑے پڑے اوسکے پہلو مین داغ ہو گئے ہین اور وہ جو بیاے مطلب جو درد زانو
کے سبب سے چل نہین سکتا ان سب کی بھی قسم یہان تک قسمین تمام ہوئین اور شاعر نے یہ صنعت کی ہی کہ
جویاے مطلب منقطع رفتار پر انکو ختم کیا کہ اپنا بھی یہی حال بیان کرتا چلا آتا ہی اور آیندہ بھی ایسا ہی کچھ
کہیگا تا مناسب سابق و لاحق سے ہو قولہ بحق اینہمہ سوگندہا سے الخ کہ گر شود رہ الخ الانتباہ بحق باہمین
بھی بدستور قسمیہ ہی حق کے معنی یہان راستی کے ہین صدق آمیز سے یہ اشارہ کہ کوئی راستی سے علیحدہ نہین
ہی یہ دونون شعر جواب قسمون اور بیان مقصود مین ہین یعنی قسم کھاتا ہون ان قسمون کی سب سچی سچی
ہین اور آپ کے علم پر منکشف مجکو حاجت ایسی گنتی گننے کی نہ تھی کہ اگر راہ آپ کی گلی کی بالکل نشتر زار
ہو تو اوسکو بھی بچشم و دیدہ طے کرون ایسا مشتاق ہون قولہ نے زشوق الخ الانتباہ نہ بے تکلیف تعین
تعب کا ہی سراسیمہ صفت شوق المعنی یہ شعر بھی موید شعر سابق کا ہی یعنی شوق میرا جو گھبرایا ہوا ہی اوسکی سراسیمگی سے
بہین طور اس راہ کو طے کرون کہ اگر سر خار سے اوٹھاؤن تو اوس سے بڑھکے وہان نشتر مین رکھون الخلاف
نسخۂ مطبوعہ اور نیز محشی نے بجاے نہ بے کے ز بے بجاے مہملہ لکھا ہی اور معنی یہ کہ راہ کو مستانہ طے کرون کہ
اگر قدم سر خار سے اوٹھاؤن دہن نیشتر مین رکھون یعنی اس خار سے اوٹھانا دہن نیشتر مین رکھنا ہوا تھی
شارحین نے اس شعر کو چھوڑا ہی محشی کو سہارا نہین ملا اس سبب سے راہ غلط کی کہ معنی مین ترقی چھوڑ کے
غلط کاری یا بد دماغی نکالی ایسے ہی ز بے بجاے نہ بے کہ سبب اوپر ذکر ہو چکا فرے راہ کے یہ راہ اجنبی معلوم
ہوتی ہی قولہ آب مہر توشستم الخ گدای کو چۂ مہرت الخ نہ در پناہ الخ اگر ولاے تو ابلیس الخ نیابت
تو کند الخ الانتباہ تقاضا بجای مہملہ و ضاد معجمہ یاد رکھنا اور کسی کا حاضر ہونا چاہنا ولا بکسر دوستی و محبت الخ

بالکسر نا امید از رحمت و نام شیطان زورق بفتح اول و سوم کشتی خرد المعنی یہ پانچ شعر اظہار تولا مین ہین شیعہ
مذہب مین تولا و تبرا سے بڑھکے کوئی حسن عمل نہین بلکہ اسکے ہوتے کسی حسن عمل کی ضرورت نہین شاعر کہتا ہی کہ مین نے
آپ کے آپ محبت سے سارے گناہ دھو ڈالے اگر کاتب اعمال بروز حشر حکم استحضار مخلوق کا کریگا کرے مجکو تو
نہین بلا سکتا میرا نامۂ اعمال تو صاف پائیگا اسواسطے کہ ادنی گدا تمھاری کو سے محبت کا بڑے بڑے بادشاہون
ملک طاعت و استغفار سے بہت بڑھکے ہی اور خراجگیر پھر مین بھی تو آپ کی پناہ محبت مین ہون مجکو کیا غم گو گناہ میرے
قیاس و شمار سے زیادہ ہین جو جو کہ مین نے کیے ہین کسواسطے کہ صرف محبت آپ کی کافی و وافی ہی خوب
جانتا ہون کہ شیطان جو بدترین خلائق اور نا امید از رحمت خالق ہی اگر آپ کی محبت دل مین پیدا کرے
تو ابھی دم بھر مین کشتی اوسکی کہ ڈھہ لعنت کی پڑی ہوئی کنارے پر آ لگتی ہی اور مین تو وہ بندۂ با اخلاص
آپ کی محبت مین یکتا ہون کہ سوا آپ کے میرے دل مین کسیکو گذر اور دخل نہین حتی کہ آفتاب جسکا ہر جگہ
گذر ہی اسیواسطے وہ در در کی دریوزہ گری کر رہا ہی کہ کہین سے آپ کی شباہت دریوزہ کر کے اسکے دل
مین گذر کرون الخلاف محمد شفیع لکھتے ہین کہ آفتاب میرے دل کا مردود کیا ہوا ہی اور آپکی شکل محبوب
اسواسطے آفتاب شباہت آپ کی گدائی کرتا ہی تو اس وسیلے سے میرے دل مین گذر کرے اور ایسے ہی کچھ
ملا عبد الرحیم کیطرف سے محشی اور کوئی وجہ مقبول و مردود ہونے کی نہین بیان کی اسی کا نام اختصار
ہی قولہ پیرایہ عروس سخن الخ مگر بدامن جود تو الخ چو کرم پیلہ الخ الانتباہ نرگس بکسر کاف فارسی معرب
اسکا نرجس بکسر جیم قلم کو نرگس سے تشبیہ کرتے ہین ناخن نرگس پنکھڑی اوسکی گنج حسن سے کنایہ زردی کی
کو پٹی پھول کی کرم پیلہ بکسر اول و یاے معروف کرم ابریشم المعنی یہ اشعار بھی موید اور متفرع ہین اوپر کے
اشعار پر تعلی آمیز یعنی کیسی ہی عروس سخن ہو باحسن و جمال اور کیسی ہی عشوہ گری اگر مجلی بحلیہ مدح آپ کے نہو مگر
اور جب کہ ہم آغوش بنو ورنہ اور میرے قلم کا تو یہ حال کہ جب سے لوٹے دامن آپکے جود کا پکڑا ہی نرگس کی طرح گنج
اوسکے ناخن سے اوگتا ہی مگر وہ سب آپ ہی کی مدح مین صرف ہوتا ہی اسواسطے کہ ہنگام طاعت الہی جو
قلم کو بیکار چھوڑتا ہون تو اوسوقت وہ کرم پیلہ کے مانند اپنے اوپر پیورتی رہتی ہی بیکار نہین ہوتی قولہ معلی کہ
تر اکنت الخ کجاست مانی الخ بچار سوے چمن الخ کلام من کہ متاع الخ نہ انجم ست فلکہ الخ الانتباہ
مانی نام نقاش رومی کہ دعوی دروغ نبوت کا کیا تھا اور نقاشی کو معجزہ اپنا ٹھہرایا کتاب اوسکی ارژنگ فن
مصوری مین بنائی تھی اسی کو نگارنامۂ مانی کہتے ہین بقول بعض ارژنگ نام مانی اصفہانی [illegible]
ہین کہ پھر بھی اوسکا نام ہوگیا چار سو چورا ہہ چارسوے چمن باعتبار چار رستون کے [illegible] وہ علوی
بجز خورشید عیار علوی ور بست وہ متاع جسکو ہاتھ زیر رکھکر کہ وہ دیا زرین سمین آپ خان [illegible]

ہندی تھوک المعنی یہ پانچون شعر فخریہ ہین شاعر کہتا ہی کہ مین وہ روشن طبع ہون کہ جس استاد نے میرے خامہ
طبیعت کو تراشا اوسنے مناسب میری طبیعت کے تختی سادہ آفتاب کی مشق کے واسطے میری بغل مین دیدی
اور وہ نقاش سحر کار ہون کہ ملا زمانی کو جو بغرور مصوری دعوی پیغمبری کا کرتا تھا آئے اور ذرا دیکھے اپنی
تصویرون بیجان ارژنگ کو اور میری صور جاندار با معنی کو جو مین نے کھینچین اور مین وہ نقاد کامل عیار ہون
کہ چار سوے چمن دنیا مین نقد رایج آفتاب عیار رکھتا ہون نہ غیر مروج ہیچو ماہ زر اندود یعنی ملمع اور میرا وہ کلام شاع
جید ولایت سخن کا ہی کہ تخت سلیمان کیطرح صبا ہاتھ پر دھرے گلی کوچہ لیے پھرتی ہی یعنی تمام دنیا مین شائع ہو رہا
ہی اور وہ عالی ہمت ہون کہ یہ جو انجم فلک پر نظر آتے ہین میری ہمت نے کھڑے کھڑے اس دون ہمت کے
منھ پر تھوکا ہی وہ تھوک ہی انجم نہین ہین ایسا تو میرا تھوک ہی الخلاف محمد شفیع نے ارژنگ مراد اس قصیدہ سے
لی ہی انتہی میری دانست مین ٹھیک نہین بلکہ مقابلہ بہتر ہی کہ اپنے نگارخانہ صور کو بھی دیکھے اور میرے جاندار کو بھی
اور قصیدہ کو جو خود بقیام قرینہ سمجھا جاتا ہی اسلیے کہ محل صور جاندار وہی ہی نہ یہ کہ گاؤن تیرا ناؤن میرا گو سیطح
ہو قولہ ازان بعالم سفلی الخ ترجمہ جایزہ الخ بکام دل نویسم چون الخ چو این قصیدہ در الخ الانتباہ عالم
سفلی دنیا عالم علوی عالم بالا نہاد بالکسر بنیاد اور خلقت جایزہ صلہ اور انعام ہجا بالکسر وجیم ہجو اور بر افکنان قو
جمع فوہ بمعنی دہن ترجمہ بفتح جیم بیان کرنا مطلب ایک زبان کا دوسری زبان مین احرار جمع حر بمعنی آزاد
المعنی پہلا شعر گویا جواب ہی سوال مقدر کا کہ اگر کوئی کہے کہ تم آسمان پر تھوکنے کو کیسے پہونچے لہذا کہتا ہی کہ
مین باشندہ عالم علوی کا ہون اور عالم سفلی مین اسوجہ سے آیا کہ میری بنیاد وخلقت غریب دوست آشنا
پرور ہی اور یہان سب غریب بستے ہین اسواسطے وہان کے آشنا چھوڑکے یہان آیا ہون ظاہر کہ غریب دوست
ہونا بڑا سے یہ بھی ایک صفت ہی بعد جواب اس سوال کے پھر فخریہ کہتا ہی کہ وہ شاعر غرا ہون کہ اگر ہجو کہون
تو جہل سے صلہ پاؤن اور اگر مدح لکھون تو علم ودانش کو عزت وزینت بخشون اور جو کہ دنیا دوست نہین
ہون اسواسطے مطالب دنیوی میری زبان سے نہین نکلتے جنکو ظاہر کرکے آپ سے مستدعی اس قصیدے
کے صلے کا ہون اسکی باتین حشر مین ظاہر کرکے مقاصد دینی سے کامیاب ہونگا اخیر شعر تتمہ اس قصیدے
مین ہی یعنی جب یہ قصیدہ میرا خاص وعام مین مشہور ہوا تو احرار لوگون نے اسکی کیفیت ملاحظہ فرماکے
خطاب ترجمۃ الشوق کا دیا فقط معانی اور ربط وغیرہ اس قصیدے کے بھی اول سے آخر تک قابل غور
وملاحظہ ناظرین وشائقین اہل انصاف کے ہین ۵

قصیدہ (۸) **قولہ** اے مہر تو جان الخ **الانتباہ** یہ قصیدہ مقتضب بحر قریب مین ہی مہر سے اشارہ
اوسی محبت سے جو کنت کنزا مخفیا مین فرمایا ہی گویا اوس محبت سے مقصود آپ کی محبت سے

یعنی شاعر کہتا ہے اے ممدوح آپ کی ہمت جان آفرینش کی ہے یعنی جب صانع باکمال کو آپ کے پیدا کرنے کا خیال ہوا تو آفرینش کے قالب مین جان ڈالی گئی اور اوسکو پیدا کیا گیا اگر یہ نہوتا تو آفرینش جیسی بیجان تھی ویسی ہی رہتی اور آفرینش مین ہر آفریدہ سے اشرف انسان ہوا اوسکو آپ کی ثنا و صفت کے واسطے گویا کیا آپکی نعت ہی اوسکی زبان ہے قولہ لطف تو چمن الخ جود تو ہے بخش الخ بالقمہ ہمت تو الخ ہمتا ہے تو بہترین الخ در جنت نعیمت الخ الانتباہ یہ اشعار بیشتر مشکل نہین ہین لہذا انکے اور اوراکثر شعر کے معنی اگلے لکھدئے یعنی یہین وجہ کہ بقولہ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین آپ رحمت عالم ہین بتحقیق آپ ہی کے لطف و رحمت سے یہ چار چمن دنیا پر بہار ہے اور جو لطف کی ضد خشم ہے پس ظاہر کہ خشم آپ کا باعث اسکی خزان کا ہے یعنی بے برگ و بار کر دینے والا عالم کون جمیع ماسوا مجموع ایک سائل جود آپ کا ہے بخشش اوسکا جیسا کہ ظاہر عالم کون مین جو موجودات اور ضروریات ضروری ہین سب بطفیل وجود با جود آپ کے موجود ہوئین اور جو کچھ راز و اسرار اس آفرینش کے ہین سب آپ پر منکشف اور عیان کہ آپ صاحب علم اولین و آخرین کے ہین بالقمہ یہ با واسطے تقابل کے ہے یعنی آپ کی ہمت کا ایسا خوان وسیع ہے کہ اوسکے ایک لقمے کے مقابلے مین یہ میدان فراخ آفرینش کا نہایت تنگ ہے ایک لقمہ کی گنجائش نہین رکھتا ہمتا شبہ او نظیر یعنی اس شعر کے صاف ہین جنب بالفتح پہلو او برابر تعین مخصوص ہونا کسی چیز کا بہت سی چیزون مین بہمان بالفتح ایک اسم ہے مثل فلان کے واسطے شخص مجہول غیر معین کے جیسے عربی مین زید و عمر فرض کر لیتے ہین واسطے مثال کے یعنی دونون عالم اور ان مین جو تخصیص و تعین والے ہین بنسبت ایک دوسرے کے بمقابل تعین آپ کے سب مجہول و نامشخص ہین جیسے آفرینش مین بہمان و فلان قولہ تا گوہر فطرت الخ تیزی بگذاشت الخ الانتباہ فطرت بکسر اول پیدائش ارواح آئین زیب و آرائش دکان بہ تشدید و تخفیف دونون صحیح و بواو غلط کاوش کندیدن المعنی یعنی زمان آدم علیہ السلام سے آپ کے زمانہ تک تیشہ صنعت کا بڑی تیزی و تندی کے ساتھ کان آفرینش کی کھودتا اور گوہر نکالتا رہا کہ وہ گوہر ذات انبیا و رسل علی نبینا و علیہم السلام ہین اور اصل مقصود اوسکا گوہر ذات والا تھا جب سے یہ گوہر تزئین دکان آفرینش کا ہوا تب سے تیزی و تندی اوسنے چھوڑ دی کہ اب اس سے زیادہ کوئی گوہر گرانمایہ بھی نہ نکلے اور خوب معلوم تھا کہ آپ خاتم الانبیا و رسل ہین اسیواسطے اوسکو جلدی تھی کہ آپ کو نکالے اوس گوہر مقصود کو نکالون چنانچہ تین تین چار چار نبی ایک وقت مین ہوئے ہین قولہ ناشے سہو الخ در ضمن شمردن الخ اندیشہ احتمال الخ مہمانی میزبان الخ شمشیر کمال تو الخ معراج تو الخ با طالع حاسد الخ با لطف دشمن الخ الانتباہ ناشی پیدا ہونیوالا اور نوجوان ہوا آمدہ و اشتیاق بہ خاکبر خاطے معجمہ سست کرنا

اور چھوڑ دینا المعنی شاعر کہتا ہی اول ہین عنان آفرنیش کی سست اور چھوٹی پڑی تھی یعنی آفرینش نہ تھی جب خلاق
عالم کو آپکی جلوہ نمائی کا شوق ہوا تو اسکو بھی نشو و نما بخشا جیسا کہ فرمایا لولاک لما اظہرت الربوبیۃ افلاج فالج بالتحریک پیچیں و حرکت
دینا عضو کا بنان بفتح و تقدیم با بر نون سرہائے انگشتان جمع بنانہ یعنی عطیات بخایات آپ کی ایسی بجید و حساب
ہین کہ آفرینش کی انگلیان اونکی شمار مین پیچیں و حرکت ہوتی ہین اور معلوم ہی کہ عقد انامل کا حساب اونگلیون پر ہزارون
کا ہوتا ہی احتمال اوٹھانا اور گمان کرنا عقلانے اپنے اندیشے کو ہر شے مین جو موجودات سے ہی دوڑایا اور پہونچایا ہی پلی
طرف ہی مہمان بالکسر معروف مرکب مہ اور مان سے مہ بمعنی بزرگ مان بمعنی خانہ یا مانند یعنی بزرگ خانہ یا مانند بزرگ بلحاظ
عزیز و گرامی ہونے کے میزبان بیائے مجہول مہماندار اسواسطے کہ میز بمعنی اسباب ضیافت اور کرسی طعام کے ہی اور بان
بمعنی دارندہ عید بکسر روز جشن مسلمانان عید اس سبب کہتے ہین کہ عید کے معنی عود کرنے کے ہین اور یہ دن ہر سال
فرحت و شادی عود کرتی ہی رمضان بفتحات ثلاثہ مشتق رمض سے جسکے معنی جلانے کے ہین چونکہ یہ ماہ مبارک گناہون
کو جلاتا ہی لہذا یہ نام رکھا یہان عید رمضان مجموع عید الفطر سے مقصود ہی کہ نسبت عید اضحی کے اسکی خوشی زیادہ
ہوتی ہی اور طعام و خورش بھی اوسکی نسبت اسمین زیادہ لذیذ اور اقسام الوان کے ہوتے ہین غرض شاعر کہتا ہی کہ عید الفطر
تو سال بھر مین ایک دفعہ ہوتی ہی آپ کے میزبان جود نے ایسی میز الوان نعمت کی ہر کسی کے واسطے لگا رکھی ہی کہ آفرینش
کو ہر روز و ہر وقت عید الفطر موجود ہی اور سب جانتے ہین کہ جو کچھ نعیم و نعمت دنیا مین ہی وہ سب آپ کی بدولت آپ کے ہی طفیل سے ہی چنانچہ
حضرت نظامی رح نے فرمایا ع ولی نعمت فرع خواران خاک ٭ شارحین نے اس شعر کے معنی نہین لکھے ثم شیر کف
ہی ثم اور شیر سے شم بمعنی ناخن اور دم جو کہ یہ آلہ مشابہ ناخن اور دم شیر کے ہی لہذا یہ نام رکھا کمال پورا اور پورا ہونا
فسان بفتح ہندی سان مراد زبان سے یعنی اللہ تعالی نے پورا پورا کمال ہر مرتبہ کا آپ کو عطا کیا اور کمال جو
کہ بذات خود ایک مدح ہوتا ہی پس کمال آپ کا محتاج مدح آفرینش کا نہین خود مدح ہو رہا ہی ٥ خاتون خوبصورت
پاکیزہ روے را نقش و نگار و خاتم فیروزہ گو مباش ٭ معراج بصیغہ آلہ نردبان اور وہ رتبہ جو آپ کو شب معراج عطا ہوا
لاہوت عالم ذات الہی کہ سالک کو اوس مقام مین رتبہ فنا فی اللہ کا حاصل ہوتا ہی اور مرتبہ صفات کو جبروت
اور مرتبہ اسما کو ملکوت کہتے ہین در اصل لاہوا الا ہو تھا یعنی نہین ہی تجلی صفات کی مگر تجلی ذات کی عرب اکثر
لفظ مغلق کے ٹکڑے بولتے ہین اسواسطے الا ہو حذف کر کے تا زیادہ کر دی ہی طیران بفتحات اڑنا اور بسکون یا نیز یعنی
شب معراج آپ ایسے مقام پر پہونچے اور ایسا رتبہ پایا جو مدار طیران آفرینش کی ہی کون ایسا ہوا جو دنی فتدلی فکان
قاب قوسین او ادنی سے معزز ہوا ہی ہوا ہو ہمزاد ہم عمر حدثان بفتحات حادثہ اسمین بھی سکون دال کا روا ہی
توام بروزن روزن وہ دو بچے جو جوڑوان پیدا ہون مرثیہ بفتح میم و کسر مثلثہ و فتح یائے تحتانی صفت مردہ
بسین مہملہ و تشدید یا غلط ہی یہ دونون شعر ایک مضمون کے ہین اور صاف اور نیز یہ شعر امکان وجود الخ شبل

دونون سابق کے یعنی آپ کے دشمن کے وجود کو آفرینش ایسا بد جانتی ہی جیسے مسلمان زنار کو آخر عالم امکان مین ہر چیز مخلوق ہوئی ہی چنانچہ سانپ بچھو بھی اس سے مجبور ہی مگر ہمیشہ فکر انعدام مین رہتی ہی جیسے سانپ بچھو کو جب موقع پاتے ہین نہین چھوڑتے ہین **قولہ** عیسی نکس والخ صافی شکر الخ بادیدن الخ تاثیر ملال الخ **الانتباہ** حلو ہمونث حلی ہی بمعنی شیرین یعنی حضرت عیسی کے کلام کی شیرینی جو مشہور ہی کہ مردے زندہ ہوتے تھے وہ حضرت آپکی شیرین کلامی کی نکھی ہین اور آپ کا کلام حلو اوجہ ترجیح کی یہ کہ آپ کے زندہ کیے ہوئے سالہا سال رہے اونکے زندہ کیے ہوئے آناً فاناً صافی اسم فاعل ہی صفا سے جیسے قاضی قضا سے اس شعر مین بیان شفاعت کبری کا ہی کہ بروز حشر شکر صاف آپ کی شفاعت کی پھیلائی جائیگی تمامی آفرینش ایسی دوڑیگی جیسے شکر پر مگس امید سب اوس سے قوت پائینگے اور متلذذ و محظوظ ہونگے یرقان نفحات و بسکون را نیز نام ایک مرض کا ہی کہ صفرا و سودا دونون خلطون سے پیدا ہوتا ہی سودا وی سے بدن مریض کا سیاہ ہوجاتا ہی صفراوی سے زرد دونون مریض کو تحلیل کرکے منجر بہلاکت ہوتے ہین اور معمول ہی کہ یرقان والے کے سامنے پانی طشت مین بھر کے اوچھالتے ہین اس سے تسکین پاتا ہی یعنی آفرینش یرقانی کی طرح بیہوشی عدم مین ڈوبی پڑی تھی کچھ اوسکو نظر نہین آتا تھا جیسے آپکی گوہر پاک نے آپ کو دیکھا ہوش مین آگئے اور سب کچھ اوسکو نظر آنے لگا غیبت ضد حضور خفقان نفحات دل دھڑکنا اور گھبرانا اس مرض والیکو کسی پہلو چین نہین پڑتا یعنی جب تک آفرینش کو آپ سے غیبت رہی اور دولت حضور کی حاصل نہوئی اس ملال سے اوسکو خفقان رہا کہ قرار نہ تھا کبھی کسی کے پاس کبھی کسی کے پاس امید آپ کے دوڑی دوڑی پھرتی رہی کہ وہ حضرات انبیا و رسل ہین لیکن چونکہ کوئی موافق مرضی اوسکے نہین ملتا تھا تسکین نہین پاتی تھی اب جب سے آپ کو پایا تسکین ہوگئی اور قرار سے بیٹھ رہی **الخلاف** محشی نے محمد شفیع کی طرف سے اور نیز خود اونھون نے ایسی تقریر یعنی کی لکھی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ غیبت جو بفتح اول ہی اوسکو غیبت بکسر اول سمجھا ہی اسواسطے کہ قید استغفر اللہ کی لگائی ہی اور غیبت گندگی انتہی میری سمجھ مین یہ سمجھ اونکی قابل استغفر اللہ کے ہی **قولہ** نعلین تو تاج الخ دربازوے قدرت الخ باعلم تو آشنا الخ **الانتباہ** قاب قوسین مقدار دو کمان مین نے ایک کتاب مین دیکھا کہ یہ ترکیب قلب کی ہوئی ہی در اصل قابین قوس تھا قاب یعنی گوشہ کمان یعنی دو گوشہ یک کمان عرب کا قاعدہ ہی کہ جب باہم عہد و پیمان کرتے ہین تو دونون ایک ایک گوشہ کمان کا پکڑتے ہین اور معاہدہ کرتے ہین جیسے یہان تلوار پہ ہاتھ رکھتے ہین اس جگہ اوس مقام قرب سے مراد ہی کہ خدا تعالی نے حضرت سے شب معراج مغفرت امت کے معاملے مین عہد و وعدہ فرمایا تمکین جگہ دینا اور قدر اور رفع اور نام مقام سالکان یعنی معراج مین نعلین آپ کی تاج قاب قوسین کی بنین اور آفرینش کی بسبب آپ کے شان و تمکین پر چلکی کہ آپ جیسے ذات والا صفات اس سے منسوب ہوگئے

مضمر بضم اول مضموم دوم مفتوح دل کی بات اور پوشیدہ مشتق ضمیر سے کہ وہ بھی پوشیدہ ہوتا ہی صدسے مراد کثرت تعداد
معین یعنی اللہ تعالی نے آپ کے بازوے قدرت کو سیکڑون زورکشش کمان آفرینش کی بخشے ہین جیسا چاہین
ویسا اسکو لچاہین جھکاہین آپکے قبضۂ قدرت مین ہی مسئلہ بفتح میم وسکون سین وفتح ہمزہ اور حذف ہمزہ درست
نہین مانگنا اور پوچھنا اون باتون کا جنکو اور لوگ پوچھین اور مقدمات عقلی ونقلی یعنی ارسطو افلاطون بقراط بڑے
بڑے حکما وعقلا اس آفرینش مین گذری اور بڑے بڑے مسائل حکمت وغیرہ کے ترتیب دیے لیکن آپ کے علم
جاننا تو بہت مشکل کسیکو آشنائی بھی نصیب ہوئی اور کیسے ہوتی کہان علم لدن کہان علم کان لم یکن قولہ نظارہ چہرہ الخ
افسانہ سرنوشت الخ الانتباہ غشیان بفتحات وغین معجمہ بیہوشی اور بیہوش ہونا یعنی بیہوشی تو آپ کے حاسدون
سے خالی نہین آخر اسمین موجود ہی ہین مگر ایسی بد صورت کریہ منظر کہ آفرینش دن بھر انکی صورت دیکھتے دیکھتے
بیہوش ہوکے گرجاتی ہی اور رات بھر بیہوش رہتی ہی اگر کچھ افاقہ بھی ہوا تو اوسکو خیال کرکے پھر بدستور ہوجاتی
ہی کہ یہ حال مخلوق کا آنکو ظاہر ہی تزریق بتقدیم زاے معجمہ برراے مہملہ ریا ونفاق اور دروغ اور نسبت ان
چیزون کی کسی کی طرف کرنا یعنی آپ کے دشمن کی سرنوشت کا افسانہ تو طول وطویل ہی کیا بیان کرون
بس یہی کافی ہی کہ جو بیان آفرینش مین تزریق کے ساتھ ہو رہی اوسکی سرنوشت ہی تمام آفرینش نسبت ریا
ودروغ ونفاق کی اوسی کی طرف کرتی ہی یہی اوسکا مقدر ہوا انخلاف محمد شفیع غشیان کے معنی بیہوشی
واستفراغ دونون لکھتے ہین اور دونون کو روا رکھتے ہین انتہی اول تو استفراغ کے معنی خلاف لغت دوسرے
ثبوت استفراغ کا کس بات سے ہوگا ایسے ہی تزریق کے معنی بیہودہ کے یہ بھی خلاف نہین معلوم یہ لوگ اٹکل سے
لغت کے معنی لکھدیتے ہین یا کیا بات ہی قولہ ہستی شوق تست الخ درمغز دماغ اوالخ الانتباہ یہ دونون شعر
بیان اپنی کیفیت مین ہین یعنی دنیا والے تو اپنے ذوق وشوق مین مست وخوش ہین مگر عرفی آپ کے شوق
مین ایسا مست ولایعقل ہو رہا ہی کہ اصلا خبر آفرینش کی نہین رکھتا کہ آفرینش کون ہی اور کیا چیز ہی بان نام
خوشبو اور بید مشک تیز اور ایک درخت ہی اوسکے تخم کا روغن ہوتا ہی نہایت نافع اور خوشبو یعنی ایسا بیخبر
اور بیہوش ہی کہ بیہوشونکو خوشبو سونگھاکے ہوش مین لاتے ہین اسکے دماغ کا مغز عنبر وبان وغیرہ خوشبو
سے خبر ہی نہین ہوتا قولہ دعوی کن نعت الخ دار وبعنایت تو الخ برخیز کہ شور الخ الانتباہ ان شعرون
سے پہلا شعر کسر نفسی مین ہی اور دو متضمن باستدعا یعنی جو کوئی اس بات کا دعوی کرے کہ مین نعت آپکی
آپکے لائق کہونگا وہ بے شک جہان مین رسوا ہوگا ہر کوئی کہیگا کہ یہ ادعاے بیجا کرتا ہی کیونکہ جسکا
مداح خالق ہو اوسکی مدح کا مخلوق کو کب مقدور ہی لہذا نعت کو ختم کرکے استدعا اپنی پیش کرتا ہون اگر
یہ استدعا نکلتی تو میرے منھ سے ہی مگر سب تمام آفرینش کی زبان سے کہ آپ کی عنایت کے سب امیدوار

ہین اور وہ یہ کہ منقول ہی جب دنیا مین کفر ہو جائیگا تو پھر آپ کا ظہور ہوگا بنام نہاد مہدی آخر الزمان کے اور اتنے
زور شور کفر کا بہت برپا ہی آپ اپنا جلوہ کیون نہین کرتے کہ آپ کی ذات والاصفات فتنۂ آفرینش
کی دبا دینے والی ہی الخلاف محمد شفیع لکھتے ہین کہ یہ اشعار طرف سرکشی بادشاہ اسلام کے ہین انتہی ہو
مین کچھ نہین کتنا شایقین فہیم نصفت پیشہ اسکو اور نیز ابتدا سے انتہا تک کل قصیدے کے معانی کو غور فرماین

قصیدہ (۹) قولہ صبحدم چون درد مدالخ **الانتباہ** یہ قصیدہ بھی بحر رمل مین ہی تشبیب اسکی حالیہ
بدون گریز صور بوا و معروف شاخ حیوان جسکو بجاتے ہین اور وہ چیز جسکو حضرت اسرافیل حشر کے دن پھونکین گے
شیون بیاے مجہول نوحہ اور نالۂ ماتم اور فریاد صحن بالفتح صحن خانہ اور زمین ہموار **المعنی** یعنی دل اسرافیل صفت میرا
جو صور نالے کا لیے مستعد ہی اگر صبح ہی صبح اوسکو پھونک دے تو آسمان صحن قیامت ہوجاے اور شور دعوغا سے
بھرجاے جیسا کہ قیامت کے دن شور مخلوق سے بھرجائیگا قید صبحدم کی بدین وجہ کہ وہ قیامت جسکا نام ساعت
ہی صبح سے جانب مغرب بصورت ابر سبز کے ممود ہوگی **قولہ** گوش اہل آسمان الخ **الانتباہ** حلقۂ ماتم دائرہ
ماتم کہ اکثر ماتمی لوگ حلقہ باندھتے ہین ہایا ہاے مین الف اتصال کا ہی تکرار بلحاظ کثرت **المعنی** شاعر کہتا ہی دیکھو
آخر نہ میرے دل نے آہنگ ہاے ہاے علی الاتصال کا شروع کیا اب گوش اہل آسمان کے اور حلقہ
میرے ماتم کا دونون ایک حکم رکھتے ہین جیسا اس حلقۂ ماتم مین نالہ و فریاد بھرا ہی ویسا ہی اونکے کانون مین
بھرا ہی سر موفرق نہین مشابہت گوش و حلقہ کی ظاہر **الخلاف** ملا قطب نے جانے یہ کیا لکھدیا ہی کہ فغان مرگ را
بسکہ جوش گرفتہ بآسمان رسیدہ است انتہی مرگ کی قید کیسی مرگ سے کیا غرض **قولہ** مصر ویران کردالخ **الانتباہ**
مصر نام شہر یہان مراد دل سے اسواسطے کہ گریہ دل سے پیدا ہوتا ہی ویران بیاے معروف وادی
ایمن وہ جنگل جسمین حضرت موسی علیہ السلام مع اپنی زوجۂ حاملہ کے وارد ہوئے تھے اور ہنگام وضع حمل تلاش
آگ انوار تجلی الہی سے مستفید ہوئے وادی یعنی جنگل ایمن بمعنی دست راست والاصفت مشبہ یمین سے کہ
دست راست کو کہتے ہین چونکہ یہ جنگل کوہ طور سے جانب دست راست کے ہی اسواسطے وادی ایمن
کہتے ہین یہان مراد آنکھون سے کہ گریہ دل سے پیدا ہو کے آنکھون مین آتا ہی یعنی صیغۂ واحد غایب مضارع
کا عیانت سے بمعنی قصد کرنا بس معنی کے معنی قصد کرتا ہی اور چاہتا ہی وہ اگرچہ ہونا چاہیے اعنی بصیغۂ متکلم
لیکن استعمال مین یعنی شائع ہو رہا ہی **المعنی** اس شعر مین بیان گریہ کا ہی یعنی گریہ میرا کہ مثل رود نیل کے
جوش زن ہی مصر دل کو تو ویران کر چکا اب متوجہ وادی ایمن چشم کا ہی دیکھیے وہان کیا خرابی لاتے
الخلاف محشی کو بوی قدرت احمد ہین اونکی طرف سے لکھتے ہین مصر سے مراد وجود عنصر سے اور
وادی ایمن دل انتہی گریہ تو دل سے آنکھ مین آتا ہی یہ اولٹا دل کو جاتا ہی **قولہ** زان دل شوریدہ الخ

الانتباہ شوریدہ دیوانہ بر تارک نہادن تعظیم و توقیر کرنا مرغ مجنون وہ مرغ جسنے مجنون کے سر پر آشیانہ رکھا
تھا یہان مراد جنون و دیوانگی سے ہی بموجب ذکر مسبب و ارادۂ سبب اسواسطے کہ سبب وقوع اس امر کا جنون ہی
تھا شیدا دیوانہ اور آشفتہ **المعنی** اس شعر مین فوقیت اپنے جنون کی جنون مجنون پر نکالی ہی یعنی مجنون کے
سر پر تو بحالت جنون چندسے مرغ خارجی نے آشیانہ رکھا تھا مین وہ ہون کہ میرے دل مین خاص مرغ جنون
کا آشیانہ قدیم ہی مجنون نے اوس آشیانہ کو باوجود کم رتبگی کے سر پر رکھا تھا مین باوصف ایسی فوقیت کے کیسے
سر پر رکھون **الخلاف** ملا قطب لکھتے ہین کہ دل میرا آشیانہ مرغ جنون کا ہی اسواسطے سینے سے نکال کے
اوسکی نشست کے واسطے سر پر رکھتا ہون دوسرے معنی لکھے کہ تعظیماً سر پر رکھنے کو کہا ہی اور مجنون بمعنی دیوانگی
اور اسکے ساتھ کچھ اعتراض اس طور پر کہ دل مرغ مجنون می گفت لکھ کے مجنونی فکر کی نسبت شاعر کیطرف کی انتہی
انکے معنی سے تو شاید ناظرین نسبت جنون کی انھین کی طرف کرین گے اور شاعر تو بڑا شخص ہی ع درانداز
من غلط بودہ ÷ کہ بازوے بہمن نہ بیہودہ ÷ **قولہ** زان ملائک چون مگس الخ کام جان را تازہ کردی الخ **الانتباہ**
بالا یا بالائیدن سے صاف کرنا غم پالا ترکیب مفعولی ہی اسلیے غم پالودہ من بفتح و تشدید نون ترنجبین اور ہر رطوبت
شیرین جو بعض درختون کے پتون پر جمتی ہی جیسے گز انگبین بید انگبین شیر خشت اور وہ ترنجبین جو حضرت موسی کی
قوم پر برسے تھے سلوی بفتح اول و سوم نام ایک مرغ کا عربی مین سمانی فارسی مین بودنہ ہندی مین بٹیر
کہتے ہین بعض نے لکھا ہی کہ سلوے ایک پرند خوش رنگ خوش آواز بٹیر سے چھوٹا تھا کہ شاخ پر بیٹھکر آواز کرتا
تھا اور اپنی آواز سے برشتہ ہو کے ایک کباب صاف بن کے گر پڑتا تھا یہی سلوے اور ترنجبین اوس تیہ مین
بنی اسرائیل کا رزق تھا **المعنی** ان دونون شعرون مین صفت غم کی ہی یعنی غم عشق کا ایسی لذیذ و شیرین چیز ہی
جیسے اپنے مجھمین سرایت کی ہر مسام میرا ایک چشمۂ لذت کشا ہو گیا جس سے حلاوت جاری ہی اسی سبب سے
اب بجاے مگس ہر طرف سے مجکو فرشتے لپٹے گھیرے ہوئے ہین اور مین اونکا لذت رسا بنا ہون من بعد شعر
بعد مین کہتا ہی کہ قدیم سے جان کو شیرین کہتے آئے ہین اور ہی یہ کہ میری جان شیرین کے کام کو اس کامنے
لذت تازہ بخشی ہی اور سر نو شیرین کر دیا مین نے جو اس غم کو غم کہا بڑی غلطی کی یہ غم نہین بلکہ میرے حق مین
من و سلوی ہی مین اسکو من و سلوے کہون **الخلاف** ملا قطب نے اول مین لکھا یہ قصیدہ متقدمین و متاخرین
کے نزدیک برا تین ہی مگر تین شعر کے معنی لکھے ان دونون سے گریز کی مین انشاء اللہ ایک ایک شعر کے
معنی لکھونگا **قولہ** در خمار احتیاجم الخ آسمان دریوزہ گرد الخ **الانتباہ** احتیاج نیازمندی بلفظ آوردن
و درد اشتن اور افتادن مستعمل یلدا شب تاریک و دراز و بحمن سب راتون سے بڑی کہ انتہا پوس مین
ہوتی ہی یا گیارھوین شب ماگھ کی بقول بعض دوسرے عشرۂ پوس مین ہوتی ہی کہ نہ اس رات سے

بڑی کوئی رات ہو نہ اس مین سے چھوٹا کوئی دن المعنی پہلے شعر مین شاعر بیان اپنے استغنا کا کرتا ہو کہ اور
لوگ نشاء احتیاج مین سرشار ہین اور میرے حق مین احتیاج خمار کہ خمار زدہ اون کیطرح اوس سے ایذا و تکلیف پاتا
ہون اس سبب سے کہ اللہ تعالی نے شراب دونون جہان کی مقصد کی میرے استغنا کے جام سے دور
رکھی ہی اور مجکو طالب اپنا پیدا کیا نہ طالب دنیا و دین کا پھر مجکو خمار احتیاج کا کیسے ہو دوسرا کہتا ہی اسکے
کہتا ہی کہ بدولت اسی استغنا و طلب کے ایسے رتبے کو فائز ہوا ہون جسکی ادنی کیفیت یہ کہ آسمان جو سبب
غالب ہی خود میرا دریوزہ گر کہ میرے ہی شب یلدا سے ایک لعل بے عدیل و بے بہا مانگ لیا ہی اور آفتاب
اوسکا نام رکھا ہی اور ایسے ایسے جانے کتنے لعل اوسکے آویزہ گوش ہین اب خیال کرو میری خسروش
یا روز روشن کو جب شب یلدا کا یہ حال ہی **قولہ** نیلگون گردید الخ **الانتباہ** این شعر مین آفتاب و آسمان
دونون نسخے ہین مگر نیلگونی آسمان کی نسبت آفتاب سے اظہر ہی اگرچہ آفتاب بھی نظر کرنے سے سیاہ سا
نظر مین آتا ہی تکیہ اوم کے دو مفہوم ہین ایک یہ کہ اوسنے میرا تکیہ لگایا ہی دوسرے یہ کہ مین نے اوسکا تکیہ لگایا
ہی کوہستان جگہ پہاڑون کی **المعنی** اس شعر مین بیان شدت و کثرت غمون کا ہی اور نیز اپنی عالی مقامی کا
یعنی کچھ جانتے ہو کہ یہ آسمان نیلگون کیون ہو رہا ہی میرے تکیہ لگانے سے اور میرا یہ حال کہ بال بال کثرت
غم سے ایک کوہستان بنگیا ہی اور ہر کوہ ایسا بلند کہ آسمان تک پہونچا بس اونھین سخت پتھرون کے تکیے
سے دوش اسکا نیلگون ہو گیا ہی **قولہ** منت بازیچہ عیسی الخ **الانتباہ** منت احسان بازیچہ کھلونا بازیچہ
عیسی معجزہ احیاے موتی ارزش قدر و قیمت مردن ترجمہ موت کہ وہ دو قسم ہی ایک عرفی کہ جو مخلوق مین
جاری ہی دوسرے موتوا قبل ان تموتوا کے حصہ عاشقان خدا مرگ آرا مین ترکیب فاعلی و مفعولی دونون
ممکن اے آرایندہ مرگ و آراستہ مرگ **المعنی** شاعر اس شعر مین مخاطب سے مخاطب ہی کہ اے طالب حیات
دنیا کے بازیچہ عیسی کا کیون احسان اوٹھاتا ہی یہ تو ایک لڑکون کا کھلونا سا ہی کہ حیات حاصل بھی ہو تاہم
تا کے آخر مر جائیگا تو اگر حیات کا طالب ہی تو اوس مرگ کا طالب ہو جو حصہ عاشقون کا ہی اوسکی قدر و قیمت
میرے نفس مرگ آرا سے پوچھ جسنے قبل مرنے سے مر کے حیات ابدی حاصل کی ہی جسکو موت ہی نہین
۵ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ✦ ثبت ست بر جریدۂ عالم دوام ما **قولہ** خوردہ ہر دم صد الخ
الانتباہ صد سے کثرت مقصود ہی قدبن آشوب صفت فوج **المعنی** یہ شعر بھی بتفریع شعر ماقبل کے ہی یعنی
اے طالب حیات دنیا کے تو طالب درست دنیا کا ہی جو عین شکست ہی مین طالب شکست کا جو در اصل
درست ہی دیکھ تو میرے شوق کو کہ برابر سیکڑون شکستین فوج حسن کی کھاتا اوٹھاتا ہی اور خوش خوش
نہ وقت دیکھتا ہی نہ بے وقت مست و بے پروا کی طرح اودھر ہی کو دوڑتا ہی اور اوس شکست کو درست

جاتا ہی نہ تیری طرح کنارہ کش **الخلاف** ملا قطب نے مست و ناپروا کے ایک معنی لکھے مُراد معشوق ہو دوسرے معنی لکھے کہ اضافت مست و ناپروا کی طرف ضمیر کے اضافت بیانی بھی ہو سکتی ہی اور علاوہ اسکے تقریر معنی شعر کی جو کچھ ہم نے بیان اونکی شرح مین لکھی ہین **قولہ** منکہ مستی کردن الخ شاہد عصمت تلاش الخ منکہ اندل تا دماغم الخ **الانتباہ** ننگ ہوشم باد یہ جملہ قسمیہ ہی اسواسطے کہ مستی و بیہوشی عشق کی عاشقون کو عزیز ہی اور ہوشیار انکے نزدیک خوار و ذلیل صہبا شراب سرخ انگوری عصمت پاکدامنی خون حیض ذخت رز شراب سرخ باعتبار نجاست کہ ام الخبائث بھی اسکا لقب ہی اور قرآن شریف مین بھی اس صفت سے موصوف یہ مصرع حال ہی مینا شیشہ شراب **المعنی** یہ تینون شعر مربوط ہین پہلا دفع شک مین دوسرا دلیل تیسرا بیان اپنی کیفیت مین معنی تینون کے یہ کہ مین نے جو اوپر آپ کو مست و ناپروا کہا ہی کوئی یہ نہ جانے کہ مست شراب ظاہر کا ہون مین نے مستی خون جگر سے سیکھی ہی اور عشق کی مستی سے بیہوش ہون ورنہ قسم کھاتا ہون کہ اگر شراب ظاہر سے بیہوش ہوا ہون تو یہ بیہوشی عشق کی جسکو عزیز و مکرم جانتا ہون خدا کرے جاتی رہے اور ہوشیاری دنیا کی جو میرے نزدیک خوار و ذلیل ہی مجکو لاحق ہو جاے اور اس ننگ و عار مین مبتلا ہوؤن پھر کہتا ہی بھلا خیال تو کرو مین وہ شخص کہ شاہد عصمت تلاشی میری صحبت کا ہو میرا یہ حال ہو کہ میرے لب ایسی نجس چیز سے آلودہ ہون یہ کب ہو سکتا ہی اور پھر وہ کب میری صحبت کا خواہان ہوگا اسکے ساتھہ میری تو خود یہ کیفیت کہ شراب کیسی بلکہ دل سے دماغ تک منکے سے منکے شراب معنی کے چُنے ہوئے ہین مین مخمور کب ہو سکتا ہون اور میرا شیشہ یعنی دل اس شراب سے کب خالی ہو سکتا ہی مین تو ہر وقت اس نشے مین غرق ہون **الخلاف** محشی نے تینون شعر مع اصفہ کے ملا قطب نے ایک شعر شاہد عصمت کے معنی لکھے ہرگاہ کہ اون دو شعرون کو علیحدہ کیا ہی تو پھر کیا سمجھے ہونگے **قولہ** مریم من الخ آن بہشت معنیم الخ **الانتباہ** مریمی یا اسمین فعلیت کی ہی اسے کار مریم کردن حجزا دن حیثیہ مہر بالا بردن غالب ہو جانا کسی کام مین معزولی بیکاری چمن پیرا باغبان **المعنی** ان دونون شعرون مین بیان اپنی سخنوری و طبیعت و ذہانت کا ہی یعنی مشہور ہی کہ حضرت مریم حضرت جبرئیل سے فیضیاب ہو کر حاملہ ہوئین اور حضرت عیسٰی جنکا معجزہ احیاے موتیٰ تھا اونسے پیدا ہوئے یہ مریمی اونکی مشہور ہی میرے نزدیک یہ کیا مریمی ہی مریمی میرے ذہن کی ہی کہ اپنے مزاج سے فیض حاصل کرتا ہی اور عیسی نفس اوس سے پیدا ہوتے ہین بدون استفاضۂ غیر کے جو مُردے مین جان جان ڈالتے ہین کہ وہ کلام و سخن ہی پھر تائید اسکے کہتا ہی کہ مین وہ بہشت معنی عالی ذہن شگفتہ طبع ہون کہ اگر اپنے چمن پیرا کو چندے معزول کر دون اور اوسکو خدمت طولی کی دون تو باوصف بیکاری کہ ایسے ویسے کام کو بھی بمجبوری آدمی اختیار کر لیتا ہی ہرگز اختیار نہ کرے اور ننگ سمجھے **الخلاف** ملا قطب لکھتے ہین کہ ذکر لفظ ہر کا فائدہ خاص نہین دیتا بلکہ واسطے اتمام مطلب کے ہی کہ ایسا محاورے مین بہت لاتے ہین انتہی میری

دانستہ مین بے فائدہ ٹھہرانا خود بے فائدہ ہی اور وہ فائدے سے خالی نہین اسواسطے کہ معزولی سے معزولی
مطلق مراد نہین ہی بلکہ ایسا جیسے براے چندے تنہا کسی سے کام نکال لیتے ہین پس مطلب شاعر کا یہ ہی کہ ابھی وہ معزول
ہی ہی منصوب نہین ہوا اس حال مین ایسی خدمت عظیم کو حقیر و ننگ سمجھے قولہ مرحباے بادہ الخ الانتباہ شاعر
لوگ روح القدس کو اپنا خادم اور پیام آور ٹھہراتے ہین کہ ہمارے دل مین سخن لطیف و پاکیزہ القا کرتا ہی در حقیقت
از سر تا پاے من سرایت کردی یعنی بعد صفت ذہانت و شگفتگی اس شعر مین شاعر اوسکی شکرگزاری کرتا ہی کہ
اے جیالے شراب کیفیت روح القدس تجھ پہ وہ لطف و خوبی ہی جو القاے روح القدس مین ہوتی ہی خوب آئی اور
ایسی کہ سر سے پانون تک عشق کی طرح مجھ مین سرایت کر گئی اور مجھکو ہمہ تن اپنی ذات و صفات سے مجسم کر دیا قولہ
من قیامت زار عشق الخ نفخ صور آمد الخ من مطیع ملک کجا الخ الانتباہ قیامت معروف بدین وجہ کہ اوس روز
مخلوق زندہ ہو کے قائم ہوگی فارسی مین معنی نہایت کار عجیب کے مستعمل نفخ بالفتح پھونکنا نفخ صور مشہور لحن بالفتح
آواز نغمہ و خوش خواندن قرآن لحن داؤد معلوم جسکے سننے سے دام و دد اور درندون گزندون کو امتیاز
دوست و دشمن کا نہین رہتا تھا سہی بر وزن غنی بمعنی راست لیکن استعمال اسکا مقید ہی بسرو اور مشبہ بسرو
جیسے قد قامت بالا نہ مطلق المعنی چونکہ اوپر کے شعر مین بادہ روح القدس کی تشبیہ عشق سے کی تھی
اسواسطے پھر ذکر عشق کا کرتا ہی کہ مین عجیب و غریب قیامت زار عشق کا ہون قیامت مین تو ایک
بہشت ایک دوزخ ہوگا میرے صحراے قیامت کے ہر گوشے مین سیکڑون دوزخ بہشت ہین دوزخ رنج
و آلام عشق کے بہشت عیش و آرام اور کیسے عیش و آرام کہ بالفعل بجاے لحن داؤد کے
نفخ صور ہو رہا ہی یعنی ایسا زمانہ منقلب ہی کہ عیش و عشرت کی جگہ بجز درد و محنت کے کچھ نظر نہین آتا مگر
میری طبیعت اسی طرح بدستور رقص و وجد معنی کا کرے جاتی ہی اسکو اوس نفخ صور کی کچھ پروا
نہین اور کیونکر پروا ہو کہ مین مطیع حاکم ملک استغنا ہون جو عشق ہی یہ وہ مان ہوس کا کہ میرے ملک
استغنا مین حکمرانی کر سکین ظاہر ہی زبردست کے مطیع کو ہر کوئی کب دبا سکتا ہی اختلاف ملا عبد الرحیم
کی ہم سنو کہ کلام میرا صفت زبر [illegible] صفت ہم کو پہونچا یہ مراد نفخ صور اور لحن داؤد سے لی ہی انتہی
یہ اپنے دیر ہم مچایا کرین تم ہم سکتے ہین نہ کوئی عاقل منصف بنے بجز شعر ثالث مین بجاے کجا کے
دیکھے کہ محض غلط ہی اور ایسے ہی نسخہ مطبوعہ مین قولہ [illegible] ترکیب [illegible] نور و ظلمت را الخ بلکہ در [illegible]
[illegible] لا تقنطوا من رحمۃ اللہ الخ الانتباہ [illegible] اور [illegible]
[illegible] ایک [illegible] کہ موجد [illegible] ہوتا ہی [illegible] علامت [illegible] پیشانی [illegible]
[illegible] پیشانی [illegible] یہ مراد [illegible] لکھتا ہی [illegible]

ہو زبان جسکی عربی ہو عقد اللسان ہکلا نا المعنی یہ چار دن شعر عجز و کسر نفسی مین ہین کہ داخل صفات حمیدہ ہین یعنی
اپنی شامت اعمال پر نظر کر کے مین نے ایسا طوفان گریہ کا اوٹھایا ہو اور آنکھین دامن سے پونچھ پونچھ کے
ایسا دامن تر کیا ہو کہ درحقیقت موج دریا کی اور موج میرے حلہ غارا کی ایک ہو اصلا فرق و تغایر نہین اور
کیسے نہ طوفان اوٹھاؤن کہ سیاہ روئی میری اس حد کو پہونچی کہ نور آفتاب سے ہی ظلمت مجھسے جیسے نور اوس سے
ظہور کر رہا ہو کہ ہر کوئی جانتا ہو یہ نور آفتاب کا ہو ایسے ہی ظلمت مجھسے ظاہر ہو سب سمجھتے ہین کہ یہ ظلمت سیاہ روئی
عرفی کی ہو کیا یہ در تابندگی کے معنی ہین اور عجب حال ہو میرا کہ سب تو میری کی طرف رجوع کرتے ہین جو وقت
ہوش و عقل کا ہو یعنی شباب کو عود کرتا ہون جو زمان غفلت و نادانی ہو یعنی میری غفلت و نادانی تنزل کیا یعنی روز
بروز ترقی پر ہو اسی سبب سے فرشتہ کاتب بدی وہ غفلت کہ عمر دا مین مجھسے ظہور کرے اوسکو دل پر قیاس کر کے
کل کی بھی آج ہی لکھ لیتا ہو کہ آخر تو یہ پیچھے کو لوٹتا ہی ہو پھر کیا تامل اب کہتا ہو ذرا خیال تو کرو میرے جرائم صحائف
کو کہ آیت لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ایک حکم عام امیدواری کا ہو بلکہ یغفر الذنوب جمیعاً اوسکے ساتھ لگا ہو کہ صغیرہ اور
کبیرہ سب کو شامل تاہم شرم کثرت میرے گناہون سے آیت شریفہ حضرت جبرئیل کے منہ سے نہین نکلتی تھی حیران
تھے کہ الٰہی ایسا بد اعمال کثیر الذنوب کیسے قابل مغفرت کے ہو سکتا ہو انخلاف ملا قطب نے دامن تر
کردہ طوفانی پیالے غلیت لکھکے عجب طوفان مزخرفات کا اوٹھایا ہو محض بے ربط و خبط قولہ معنی پنہان
من الخ لوح دل نقش صمد وار وا الخ بال طاؤس اوگلاب الخ اصل من از دودمان الخ الا انتہاۃ بضم تحتین
مہتر اور بے نیاز اور بلند اور دائم اور وہ شخص جو بھوکا پیاسا ہوتا ہو اور جسکے سب محتاج ہون تمثال بکسر
صورت و پیکر و صنم بفتحتین بت مجازاً معشوق شقہ بضم شین و تشدید قاف پارچہ جامہ اور کاغذ وغیرہ اور
جامہ [illegible] شگافتہ مروجہ بکسر یا و کیش [illegible] نام حضرت ابو البشر ماخوذ ادمۃ سے بمعنی
گندم گون [illegible] ادیم الارض سے جو کہ یہ دونون وصف حضرت آدم مین تھے لہذا یہ نام رکھا گیا المعنی
یہ چاہتا ہون [illegible] صاحب صباحی گریز تو نہین مگر قایم مقام گریز کے ہین چنانچہ قطعہ آیندہ سے ظاہر ہوگا یعنی صورت
ظاہری تو میری جو تشبیہ میرا ہو اسکے وجوہ کے مت [illegible] باطن میرا محبت و عشق آن حضرت صلعم سے مملو ہو [illegible]
دیکھو کہ [illegible] ہین وجہ کہ [illegible] کو کعبے سے تعبیر کرتے ہین [illegible] سب جانتے ہین کہ باطن اچھا
ہونا چاہیے گو ظاہر برا ہو پھر بھی لوح دل پر نقش صمد کا ہو اگر بظاہر شقہ دیبا پر اسکا [illegible] صنم کی
بنا لی ہو کیا پرواہ ہین وہ شخص ہون کہ رضوان باغ [illegible] کے گلاب [illegible] مین بسانے [illegible] گریبان
میرے واسطے [illegible] خوشبو دار کپڑے کا بناتے ہین [illegible] ہین کہ جیسے تمام
[illegible] آدم و حوا سے پیدا ہین ایسے ہی میں بھی ہو [illegible] ہین [illegible] آدم رضوان [illegible]

طبعش الخ الاشتباہ بانگ کوثر یعنی آؤ کوثر کا پانی پیو فدا بکسر سر بہا اور سر خرید اور وہ چیز کہ فدا کی جاوے معنی مصدر نیز زادہ دریا مراد اولاد امجاد سے المعنی یعنی جو لوگ کہ اونکی اولاد امجاد پر فدا و قربان ہین اونکی اونکے نسبت اونکی موج طبیعت نے یہ ندا کی ہے کہ آؤ آب کوثر سے سیراب ہو پیاسے مست ہو مطلب یہ کہ حشر کے روز محب اہل بیت آب کوثر سے سیراب کیے جاوین گے یہ آپنے فرمایا ہے اختیار صیغہ ماضی کا بنظر تاکید اور ثبوت کے ہے گویا یہ امر ہوگیا قولہ در دم اندیشہ قدر تو الخ المعنی یعنی جس وقت فکر آپ کی قدر مین کرتا ہون کہ اوسمین کچھ لکھون خوف کے مارے جملے انواع اقسام علوم کے جو میرے دل دانا کے دوش پر ہیں پارہ پارہ ہوئے جاتے ہین کہ مبادا کوئی بات خلاف قدر و منزلت آپ کے میرے قلم سے نہ نکلجاوے قولہ تا تو گشتی غائب چشم الخ الاشتباہ غائب چشم اضافت بتقدیر از سے غائب از چشم اور غائب از چشم وہ شخص کہ نظر کے سامنے نہو سبل بفتحتین آشوب اور سرخی کہ آنکھ مین پیدا ہو جس سے پانی بہتا رہتا ہے و بقول بعض پربال کہ اس سے بھی پانی بہتا ہے المعنی یعنی آنکھین تو میری مشتاق آپ کے دیدار سراپا انوار کی اور آپ غائب از چشم ٹھہرے دیکھنے کو ملتے نہین بسبب اسی نسبت شوق کے میری آنکھون نے حکم سبل کا پیدا کیا ہے کہ رات دن آپ کے شوق اشک ریزان اور خونفشان ہین کوئی وقت اس سے فارغ نہین الخلاف ملا قطب نے بجاے غائب نائب لکھکے یہ معنی زیب رقم فرمائے کہ جبسے آپ نائب چشم کے ہوئے مردم چشم نے از راہ نسبت میرے دیدے مین حکم سبل کا پیدا کیا یعنی معطل ہونے کسواسطے کہ آپ کے ہونے ہوئے مردم چشم سے کیا حاصل ہوئے غرض سابق نور دیدہ کا مردمک سے تھا اب آپکی ذات سے اور ایسے ہی ملا عبد الرحیم نے انتہی اللہ اللہ کیا معنے ہین اور کیا شارح بھلا ایسے معنے کوئی نکال سکتا ہے مصرع ماہچنان در اول وصف تو ماندہ ایم قولہ سایہ من نا بچو من در الخ آسمان وحدتم بر عالم الاشتباہ بر تتابد سے متحمل نہ شود جوزا نام برج کا ہے دوازدہ برج فلک سے بصورت دو لڑکون بوہنہ کے پشت سے پشت ملائے اور نیز ایک شکل ہے آسمان پر بصورت ایک مرد قائم بدو کرسی پٹکا باندھے شمشیر حمائل کیے سیدھے ہاتھ مین عصا سر پر اوٹھائے ہوئے بائین ہاتھ کو آستین مین کیے ہوئے یہان پہلے معنی مقصود المعنی یہ دونون شعر اپنی یکرنگی و یکتائی مین لکھے ہین یعنی اس ملک ہستی مین تو مین اور میرا سایہ ملک آپکی امت ہے کہ سایہ بہ اتفتی ہوتا کچھ ضرور نہین اور عدم مین اگر میرا کوئی ہمتا ہے تو آپکا سایہ عدم مین ہے وہان سایہ اوسکا پیغمبر ہوگا اور ہمتا امتی اسواسطے کہ مین ایک آسمان وحدت کا ہون اپنے عالم فطرت پر دوئی اور دورنگی نہین رکھتا یہان تک کہ آسمان کے تو اسواسطے جوزا مردود رہی اور جوزا کو توامیت لازم میرے آسمان کا جوزا بھی توامیت کا متحمل نہین وہ بھی یکتا ہے قولہ دودمان عشق را الخ نازش سعدی الخ

الانتباہ بامرد عشق سی ہے آباو اجداد نازش حاصل مصدر فخر کرنا المعنی یہ دونون شعر فخریہ ہین یعنی خاندان عشق ہین مجھسے زیادہ نامی گرامی کوئی پیدا نہین ہوا میری ذات نے اصل و نژاد میرے آباکو روشن کردیا ایسا فخر خاندان مین پیدا ہوا دیکھو سعدی جو خاک شیراز پر نازان تھے کیا وجہ تھی یہی کہ وہ کاملین سے تھے جانتے تھے کہ عرفی سا شخص یہان پیدا ہوگا اور یہ جگہ اوسکا ماوا و مولد ہوگی قولہ این کباب آتش جان الخ من پریشان گوئی الخ الانتباہ شعر مین دونون مصرعے بتقدیر عطف بتا کے المعنی یہ دونون شعر بطور استدعا ہین یعنی یہ آتش اور شراب سوزناک اور مست کنندہ جسکا سخن نام ہی کب تک میرے لبون سے اوگلے جائینگے اور کب تک مین پریشان گو سودا اندیش سودا ہرزہ دوست رہونگا کہ یہ سب باتین شعر و شاعری مین ہوتی ہین اور کب تک مین اس سودا مین رہونگا اور یہ سودا میرے ساتھ رہیگا بس مجکو اس سے چھوڑائیے اور نجات دیجیے اسواسطے کہ اوپر سے تنافر ثابت ہی اور تنافر کے واسطے آتنی بات بھی ضرور کہ وہ اسپر دال ہی الخلاف ان دونون شعرون کے معنی نہ محشی نے لکھے نہ کسی شارح نہ ملا قطب جنھون نے ابتدا مین لکھا ہی کہ یہ قصیدہ بڑا تین ہی شارح تھے چاہیے تھا کہ تعین کو بین کرتے سو بجز مگر یہ کیون کہ تصحیف میرے جھسے ہین جھج رہی ع کہ حلوا بہانہ شایست خور دو چہ ناظرین شائق ایک ایک شعر کو بنظر انصاف ملاحظہ فرمائین ۞

قصیدہ (۱۰) قولہ دمیکہ لشکر غم الخ الانتباہ یہ قصیدہ بحر مجتث مین ہی ارکان اسکے مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات اور کبھی بجاے فعلات کے فعلان تشبیب اسکی عشقیہ جو اشعار اس تشبیب کے صاف ہین اونکو آیندہ اکھٹے لکھون اور پھر ایک سے کے ساتھ ہر ایک کے معنی یعنی جسوقت کہ لشکر غم کا میری خونخواری پر آمادہ ہوتا ہی مین ایسا غم دوست ہون کہ اوسکی شان و شوکت کیواسطے اپنے نالہ کو علم اوس لشکر کا بناتا ہون ظاہر کہ علم سے نمود اری لشکر کی ہوتی ہی نالہ سے اظہار غم کا قولہ خراب نرگس الخ مریض عشق تر الخ ولی توجہ آن حسن الخ ہزار چشمہ الخ چنان بشہر الخ الانتباہ خراب بمعنی ویران کرنا مصدر ہی عربی کا فارسی والے ویران وضائع کے معنی مین استعمال کرتے ہین مجازا بمعنی مست و بیخود اور گدا و ویرانہ یعنی تیری نرگس مستانہ پر عشق ہون اور مست و بیخود کہ ہزارون شیوے مستی کے خاص ہوشیاری کی طبیعت مین پیدا کرکے ہوشیاری کو مست کرتے ہین توجہ کسی کی طرف متوجہ ہونا نامیہ ایک قوت ہی جسم حیوانی و نباتی مین کہ جسم کو طول عرض و عمق مین بڑھاتی ہی یہ دونون شعر قطعہ بند ہین یعنی جو مریض تیرے عشق کا ہی اور جگر خواری اوسکی غذا ایسی اشتہا اوسکی نہین ہوگی کہ مر جاے اور جگر خواری سے چین سے لے بعد مرگ بھی اسی شغل مین مشغول رہیگا لہذا اس ضرور کہ توجہ حسن کی بھی اوسکی طرف ہمیشہ مرعی رہے تا فیض توجہ کا مثل قوت نامیہ کے اوسکے جگر

کو نمود یا بیدگی بخشتا ہے اور وہ بعد مرگ بے غذا نہ رہجاے سرزدن ظاہر ہونا یعنی مین اگرچہ خاک قبر
مین مستواری بھی ہوجاؤن لیکن موافق جو میرد مبتلا میرد کے تیرے ہی شوق و تصور مین پڑا ہوؤن گا وقت
مین بہ تقدیر اگر تو میری خاک پر قدم رنجہ ہوگا تو جب بھی ہزارون چشمے خون کے میری خاک کے ذرہ ذرہ
سے ظاہر ہونگے ایسا شوق تیرا اپنے ساتھ لیجاؤنگا بوالہوس مین بو مخفف ابو کا ہی ایسے پدر ہوس جیسے
بوالفضول و بوالعجب اسواسطے کہ ہوس لفظ عربی کا ہی پس ترکیب اسکی لفظ ابو کے ساتھ جائز بخلاف بلکامہ و
بلغند بمعنی صاحب کام و صاحب پیچ اسواسطے کہ کامہ اور غند لفظ فارسی ہین اور بل بھی بضم بمعنی صاحب
فارسی پس فارسی کی ترکیب فارسی سے اولی جنھون نے ہوس کو فارسی سمجھکے بو کے ساتھ ترکیب
اوسکی ناجائز ٹھہرائی ہی دھوکہ کھایا یعنی میرے شہر دل مین جنس درد کی ایسی ارزان اور بافراط ہی اور ظاہر
کہ افراط ہی باعث ارزانی ہوتی ہی کہ بوالہوس دم عاشقی کا بھرنیوالا اور جان محنت و درد سے بچانیوالا
بھی رغبت خریداری کی رکھتا ہی کہ لاؤ سستی چیز ہی لیلین کو کام مین لائین یا نہ لائین **قولہ** زخوش متاعی الخ
در آمد یار الخ زبس ملال جدائی الخ بدرد عشق کہ ہرگز الخ **الاشتباہ** کساد بفتح و دال مہملہ ناروائی متاع اور
بیرواجی اشیا اور عدم خریداری اور بہ بیادت یا نیز جائز المعنی یعنی آج کل اگرچہ بازار ہمارے عشق کا نہایت
گرم اور خوش متاع ہو رہا ہی مگر مین ڈرتا ہون حسن سے کہ وہ بڑا غیور ہی اور استغنا صفت اوسکی کسی کی گرم بازاری
و خوش متاعی کب اوسکی آنکھ مین سماتی ہی ایسا نہو کہ بے توجہی سے ہمارے بازار کو کاسد کردے یعنی خریداری
ہمارے متاع کی نہ کرے تو پھر یہ متاع کس کام کی ہی سو وا یعنی خرید و فروخت یعنی میرا دل اوس شہر مین
خرید و فروخت کو جاتا ہی جہان جو بھر ملال عوض عمر ابد کے ملتا ہی سو بھی بسبب کثرت و افراط ملال کے
ورنہ جو بھر بھی نہ ملے حاصل یہ کہ ایک جو ملال عشق کا عوض عمر ابد کے ملے تو بھی سستا ہی تمام بیزاری بنطلے
ہمہ تن بیزاری یعنی بسبب تیری جدائی کے اسقدر ملال مجکو لاحق ہی کہ تن میرا محبت جان سے ایسا بیزار ہی
جیسے زخم عشق کا مرہم سے بدرد عشق با اسمین قسمیہ ہی فرق مزہ چکھنا اور چاشنی فارسی والے لذت اور
مزہ اور نشاط کے معنی مین لاتے ہین و داون چشیدن کردن زدن بردن و داشتن انگیختن دیدن وغیرہ ہا مصادر کے
ہمراہ یافتن کے ساتھ مستعمل یعنی اگرچہ ملال جدائی سے وہ حاصل ہی لیکن قسم ہی درد عشق کی کہ ابھی درد مین وہ
مزہ اور لطف ہی کہ جس مزہ کے ساتھ مین رہتا ہون اس مزہ سے کے ساتھ کبک کہسار ہی کبھی نہ ہنسی ہوگی
الخلاف ملا قطب لکھتے ہین پہلے شعر کے معنی کہ خوش متاع ہونا عزیز دلبا ہونا یعنی عشق ہر کسی کے دل کو
عزیز ہی اور روا نا اور بوالہوس سب عشق پر مستعد ہوئے ہین ایسا نہو کساد بازاری حسن کے ہاتھ کو
باندھے یعنی حسن کو بیکار کرے اسواسطے کہ قبول و اختیار حسن و عشق مین خوش متاعی ہوا سطے

تھی اب عشق خوش متاع ہوگیا لوگ محتاج واسطہ کے ہونگے بیرونق ہوجائیگا اور کچھہ ایسے ہی مغلق مہمل محشی نے
انتہی دست حسن ببندد کے خوب ہی معنی لکھے اور کیا ہی حسن کو بیکار کیا ہی اور عشق کو گرم بازار بارک اللہ
شرح لکھنا انھین کا حصہ تھا کہانتک وصف کرون لاجرم مصرع بخاموشی ادا کردم سخن را نیست پایانے
قولہ ہواے شہر محبت الخ منم خراب عمارت الخ چنان بعشق الخ زحیب غم الخ **الانتباہ** اثر بفتحتین نشان
پا اور نشان زخم اور مطلق نشان زبیماری یہ از سببیہ ہی یعنی ہواے شہر محبت کی ایسی مرض خیز ہی کہ مرگ جو
اور مریضون کی جان لیتا پھرتا ہی اس شہر سے اٹھ کے ہی نون انھین نشانون پر قدم رکھتا ہوا بھاگ نکلتا
ہی کہ مبادا راہ بھولکے اس شہر مین پھر جا پڑون اور مبتلاے مرض ہوجاؤن معمار کی معمار صیغہ مبالغہ
بسیار عمارت کنندہ اور معنی نبنا ہندی براج یعنی مین وہ آبادی برباد کردہ اوس ملک کا ہون جہانکی
معماری خرابی کے قبضہ مین ہی جسقدر وہ خرابی خراب و ویران کرے اوسیقدر اوس ملک کی
آبادی سمجھی جاے نالم نالیدن سے چلانا شور کرنا یعنی ہرچند آبادی میری برباد ہوئی کہ وہ ہوش و
حواس وغیرہ مین لیکن درد عشق کو ایک نعمت عدیم البدل جان کے ایسا اوسکی شکر گزاری مین نالان
اور پرافغان ہون جیسے تنگ حوصلہ واسطے تحمل رنج و مصیبت کے نہونے کے گریہ و زاری مین بیقرار
ہوتے ہین نگونسار مین سار بمعنی سر کے ہی یاے مصدری شاعر کہتا ہی کہ مین جو گریبان مین غم کے مارے
سر ڈالے بیٹھا ہون ایسا رفیق شفیق کہان سے لاؤن کہ بمقتضاے شفقت سر میرا گریبان سے اوٹھاوے
اور میری تسلی کرے بڑا رفیق طالع اوسکا یہ حال کہ اپنی نگونساری سے خصم شاہ کو مایہ نگونساری کا دیتا
ہی یہ شعر گریز مین ہی بس یہان تک تشبیب تھی آیندہ مدح **قولہ** شہ سریر سخاوت الخ مخالفش چو درآمد الخ
نجوم سبعہ اگر الخ بدیدہ کہ بنوک الخ زہے جواد کہ تاثیر الخ **الانتباہ** بذوق مین باتوافق کی ہی یعنی
موافق دیدۂ عاشق کے علی الاتصال بھی کہ گہرباری مین وقفہ نہونے پاوے اور لطف و مزہ کے ساتھہ
بھی جیسے رونے مین عاشق لطف اوٹھاتا ہی زمرہ باکراہ واجبار زمرہ بالضم گروہ مردم یعنی جو شخص کہ اوسکے
خلاف ہی ہرچند زمرۂ اسلام مین داخل ہو اسلام اوسکو کچھہ نفع نہین بخشیگا بلکہ وہ اسلام قائم مقام کفر
کے ہوکے ایسا شائع ہوگا کہ فرشتون کے تار تسبیح کا حکم تار زنار پیدا کریگا حاصل یہ کہ مخالف گو مسلمان
ہو مگر ہی اشد کافر تساوی باہم برابر ہونا یعنی سیارات سبعہ کہ کوئی نحس ہی کوئی سعد اگر آپ کے عدل
کا حال سن پائین جو مقتضی مساوات کا ہی تو ڈر کے مارے سب اپنی سیر نحوست و سعادت مین تساوی
اختیار کرلین کہ ایسا نہو ہم عدل کے مخالف ٹھہرین حال آنکہ وہ نحوست و سعادت اونکی تغیر و زوال
شدنی نہین مگر سب سعد ہو جائین بقرینہ مدح اعادت بکسر اول لوٹانا مسمار بالکسر میخ آہنی نگاہ کا محو

ہی جس چیز کو دیکھو اوس چیز میں لگ کے لوٹ آتی ہی تب وہ چیز سوجھتی ہی اس شعر میں صفت اونکی سنان کی ہی یعنی
سنان اونکے نیزے کی ایسی شفاف و براق ہی کہ جسکی نگاہ اوسپر پڑتی ہی اوسکی براقی سے نگاہ اوسکی برق
بنکے لوٹتی ہی اسی سبب سے آنکھ بنیدہ کی متحمل اوسکی نہیں ہوتی بچ جاتی ہی جیسے بجلی کی چمک سے بچ جاتی ہی
سماری سے یہی مراد ہی آنکھ کا متحمل نہونا جہاد بفتح و تخفیف و او بسیار بخشندہ اور تمام صفاتی خدا سے تعالیٰ
اور اسپ تیز رفتار تینون معنی مین بتخفیف ہی بتشدید خطا یعنی آپ کی ذات والا صفات عجب چیز ہی
تمام جان بخش کی تاثیر کو صحت کے بہانے کے سر نثار کرتی ہی **الخلاف** ملا قطب جو تھے شعر کے معنی یہ
لکھتے ہین کر اوس دیدہ مین جو جانب آپکی شان کے نظر کرے نظر وقت لوٹنے کے نشتر رگ کے منہ ہوکر
دیدے مین آتی ہی اور دیدے کو پھوڑتی ہی محشی نے شاید محمد شفیع کی طرف سے بنا اور بڑھایا کہ اسی
سخت ہو جاتی ہی کہ دیدے مین چبھتی ہی اور دیدہ سے مراد دیدۂ مخالف ہی انتہی عجب شارح ہین دو عجب
محشی ناظرین غور فرمائین **قولہ** اگر بعون سبکروحیت الخ سزد کہ حسرت دیدار الخ **الانتباہ** سبکروح مرد لطیف
وظریف و بے تعلق و بے تکلف و بے کبر و بے عناد عوارض بفتح جمع عارضہ وہ چیز جو لاحق ہو ثقل بالضم
اول گرانی سلسلہ بکسر ہر دو مین زنجیر مجاز انسل و اولاد و قرابت اور سلسلہ فقرا **المعنی** یعنی اگر بمدد
سبکروحی کے کہ مقتضی بار و ثقالت کی نہین عوارض ثقل و ناگواری طبیعت حادثات سے کہ حادثات تو
عوارض سے خالی نہین ہوتے بلکہ اونکو لازم اور لابد آپ دور کردین تو لائق ہی کہ حسرت دیدار کی جو
نزع کے وقت عاشق کو عارض ہوتی ہی اور وہ اس سے خالی نہین ہوتا اور نہایت ہی ناگوار و ناطبع
مایہ سبکباری ہو جائے ایسی ثقالت جہان سے جاتی رہے **قولہ** چو برق عزم تو الخ جہان بجاہ الخ شعاع
دیدۂ آن کس الخ مسیح خلق ترا الخ **الانتباہ** عزم بالفتح ارادہ اور قصد بالضم تیر اس شعر مین صفت آپکے
عزم کی ہی اسواسطے کہ عزم و بزم و رزم تینون عمدہ خصائص پادشاہون سے ہین دیکھو آفتاب کہ سلطان
عناصر و افلاک ہی کیسا عزم رکھتا ہی کہ ایکدن مین تمام عالم کو مسخر کرتا ہی لیکن آپ کا ایسا عزم با جزم ہی کہ اگر
اوسکے برق کا ذرا پرتو چرخ پر پڑجاے تو آفتاب کے سارے سیر و سیاحے جلا کے خاک سیاہ کر دے
حرکت فتحات نہ بسکون مگر بعض و ستادون کے استعمال مین بسکون بھی بعنی شک کے ہی اسواسطے کہ جاہ مصدر
ہی نہ مصدر یعنی جہان آپ کے جاہ و جلال سے ایسا بھر گیا ہی کہ آسمان کو حرکت کرنا دشوار ہی مبالغہ ہی
جاہ و جلال کا ہی اور ضرور کہ پر سے شے مین مرد و جبود و سری شی کا مشکل ہو جاتا ہی شعاع روشنی آفتاب
اس شعر مین سیاہ روئی دشمن کا بیان ہی یعنی دشمن آپ کا ایسا سیاہ رو ہی کہ اگر کوئی اوسکا منہ
دیکھکے آفتاب کیطرف دیکھے آئینہ آفتاب کا سیاہ ہو زنگاری نظر آئے ہر چند اور بھی خود

اور آفتاب بھی ایسی چیز نہین کہ اوسپر کسی عوارض کا اثر ہو سکے اور آفتاب عند النظر سیاہ سیاہ معلوم
ہی ہوتا ہی کنعان بروزن مرجان خلق کو خوشبو اور آب حیات سے تعبیر کرتے ہین یعنی خلق جان بخش آپ کا
کہ مسیح وقت ہی اسی کی خوشبو گریبان حضرت یوسف مین تھی جس سے حضرت یعقوب ع کی آنکھین کھلگئین قید
جیب کی بدین وجہ کہ اکثر خوشبو گریبان مین لگاتے ہین وکان عطاری بوجہ افراط خوشبو قولہ نہیب
عدل تو الخ بسان رنگ الخ الانتباہ نہیب بکسر و یاے مجہول امالہ نہایت ہیبت اور ترس
او زبیم اور عظمت اور غارت اور بروزن نقیب غارتگر محیل بضم میم ویاے معروف حیلہ گر دوسرا مصرع
جملہ معترضہ بروسے ہم اے علی الاتصال طرار بالفتح وتشدید را تیز زبان اور دزد اور گرہ بر ماخوذ طر
سے کہ تیز کرنے اور کاٹنے کے معنی مین ہی آیراد لفظ زلیخا کا اس قطعے مین برعایت ذکر دلبر کنعان کے
ہی جو شعر صدر مین مذکور ہوا اور نیز باعتبار مکاری وطراری اوسکے جو حضرت یوسف کے ساتھہ کی تھین
المعنی یعنی یہ آسمان جو بڑا غالب عظمت والا حیلہ گر مردم آزاری سے بھرا ہوا ہی آپ کے عدل کی ہیبت
سے اسکا یہ حال ہی کہ شیوے طراری کے جو تجویز کرتا ہی یہ ابرا سکے اسی پر پڑتے ہین کوئی پیش نہین جاتا
دل کے دل مین رہتے ہین جیسے زلیخا اپنی مکاری اور حیلہ گری سے آپ ہی اپنی زنگ و زلف کیطرح
شکستہ ہوتی تھی اور کوئی حیلہ حضرت یوسف ع پر نہین چلتا تھا قولہ بعہد امن تو گر الخ زروے فتنہ الخ
الانتباہ رفع بالفتح اوٹھانا دل آشکنان اے معشوقان کز بیم رفع امنیت مع مصرع ثانی جملہ معترضہ المعنی
اس قطعہ مین صفت امنیت کی ہی یعنی آپ کے عہد مین ایسی امن وامان جہان مین ہی کہ معشوق جنکا غمزہ
دل شکن اور بے اختیار ہی وہ اپنے غمزے کو تکے رہتے ہین کہ ایسا نہو کسیکی دل شکنی کرے اور امنیت مین
نقص آجاے خود زمانہ کا جو فتنہ و فساد سے خالی نہین ہوتا یہ حال کہ بیداری کے ہاتھہ مین نرگس اُن
دیا ہی کہ کھیان اسکے منھہ کی اوڑانا بیدار ہونے پائے الخلاف نسخہ مطبوعہ مین بجاے امن اس قطعہ
مین بھی عدل لکھا ہی حال آنکہ عدل کا ذکر اوپر ہو چکا قولہ تبارک اللہ ازان برق سیر الخ سبکرو یکہ زمین
را الخ الانتباہ تبارک اللہ بزرگ و پاک ہی خدا تعالی استعمال اسکا مدح مین متعجب ہوتا ہی برق سیر
مراد گھوڑے سے دنبال بضم پس چیزی اور عقب اور دم حیوانات پویہ رفتار قریب دوڑنے کی
المعنی ان دونون شعرون مین صفت گھوڑے آن حضرت کی ہی شاعر کہتا ہی اللہ اللہ عجب گھوڑا
برق سیر کہ ہر گھوڑے کا سایہ اوسکے پیچھے لگا ہوتا ہی یہ گھوڑا نور کی طرح اپنا سایہ آپ چورا تا ہی یعنی
گرم رفتاری سے زمین پر پڑنے ہی نہین دیتا یہ کیفیت تو گرم رفتاری کی تھی اب سبکروی کا حال
سُنو کہ جسوقت سبکروی کے ساتھہ زمین پر چلے پھرے تو محل چلت پھرت مین سایہ اوسکا زمین کو

نور سے نورانی کر دے ایسا نور مجسم ہے **الخلاف** محشی لکھتے ہین دونون شعر سابق لاحق سے ربط نہین رکھتے
غالباً الحاقی ہون اور اکثر کتابون مین پائے نہین گئے انتہی یہ سب اشعار اوپر سے مدح مین چلے آتے
ہین جنمین عدل وامن وغیرہ ہر قسم کی مدح کے اسی طرح گھوڑے کی بھی صفت کی ان مین حضرت محشی ربط
کیسا ڈھونڈھتے ہین اور ربط کی جگہ خبط اور الحاقی اصلی کا پہچاننا ع نہ کاریست بازیچہ دسرسری **قولہ**
برنج خصمت اگر الخ **الانتباہ** بوالہوس کے معنی اور تحقیق اوپر گذری کاری سے موثر **المعنی** یعنے
دشمن بدنصیب آپ کا ایسے رنج مہلک مین مبتلا ہی کہ جان بری اوسکی ممکن نہین اگر بوالہوس بتقضاے ہوس
اوسکے رنج سے آمیزش کرکے نالہ کرے ہر چند اوسکا نالہ بے اثر ہوتا ہی شامت آمیزش سے ایسا
موثر ہو جاے جیسے تیر عشق کا کاری سینے پر لگتا ہی ایسے ہی اوسکے سینے پر لگے اور فنا کر دے یہانتک
مدح تھی **الخلاف** محشی بعد تحریر معنی کے لکھتے ہین کہ شنوندگان بتاثیر اور بجیدہ شوند انتہی جاننے
سننے والے اور کونسے نالے سے خوش ہوتے ہین یہ بھی بھلا کچھ بات ہی **قولہ** بمدح کردہ سرایت الخ **الانتباہ**
سرایت بکسر معنی تاثیر اور کسی چیز کا کسی چیز مین اثر کر جانا سریان لغات ایک چیز کا دوسری چیز مین چلا جانا
علت ساری وہ مرض جو بطور تعدیہ دوسرے شخص مین اثر کرتی ہی مثلاً خارش خرام وغیرہ اسواسطے
کہ علت بمعنی بیماری اور ساری بمعنی اثر کنندہ کے ہی اور دور روندہ بہمہ اجزاے چیزے **المعنی**
شاعر نے یہ شعر بطور تعجب کے لکھا کہ مین نے اول مین ذکر عشق کا شروع کیا تھا پھر کیا بات ہی جو مدح
لکھنے لگا اوسکے عذر مین خود ہی کہتا ہی اگر ایسا ہوا تو کچھ بیجا نہین اسواسطے کہ عشق ایک علت ساری
ہی اگر مدح مین یہ علت سرایت کر گئی تو اسکا تعجب ہی کیا **الخلاف** ملا قطب نے گزیرش کے ضمن معنی کی
کو شین ضمیر راجع بسوے علت ساری لکھا ہی اور اضمار قبل الذکر انتہی **قولہ** منم کہ طالع فیروز من الخ فلک
بسہو ہمی الخ دلم بعون الخ تہی شکنجہ طالع بزیر تیغ ہلال الخ بروزگار فریبم الخ ہزار جرعہ زہر الخ **المعنی** یہ سات شعر شکایت
طالع اور فلک مین ہین معنی ہر ایک کے ہر ایک کے ساتھ لکھون شاعر کہتا ہی کہ ایک تو رموز عشق کے
تھے جسنے سرایت کرکے مدح کو بھی گھیر لیا ایک مین ہون کہ میرا طالع ایسا نگونسار ہی کہ جسوقت فیروزی اور
عروج پہ ہوتا ہی تو تحت الثریٰ کو مایہ نگونساری بخشتا ہی نہ یہ کہ علو و ترقی کو گھیرے فتح بمعنی کشود معمول ہی کہ
جب مدتون قفل کا کھولنا منظور نہین ہوتا تو اوسپر میخ آہنی ٹھونک دیتے ہین شاعر کہتا ہی کہ اول تو فلک
در مقصود مجکو راہ ہی نہین دیتا بر تقدیر اگر سہو سے کسیکا دھوکہ کھاکے دے بھی دی تو کلید کشود اوس سے
عہد کر چکی ہی کہ مین اسکے حق مین کام مسمار کا کرون گی کہ کھل ہی نہ سکے پڑا رہے اگر نے نثار صاحب
اور شعر سخن پراگندہ ضد نظم یعنی ان کیفیتون کو دیکھ دیکھ کے دل میرا ایسا غم سے بھر گیا ہی کہ کتنی ہی شکایت

کرون ہرگز غم سے خالی نہوئے جیسے میری نظم کے معانی نثاری کی کوشش سے خالی نہین ہوسکتے ہرچند
شرمین بڑی گنجایشین ہوتی ہین شکنجہ کے معنی اوپر گذرے یعنی عجب طالع وارزون کے شکنجہ مین پھنسا ہون
اور عجب عذاب مین گرفتار کہ مرگ ظالم گرچہ درد مندون کو درد و ایذا سے چھوڑا دیتا ہی مجھسے وہ بھی ناراض
ہوگیا تمام جہان کی مدد کرتا ہی میری نہین کرتا مجکو اس درد و غم سے نہین چھوڑتا سرباری بار سر والاوہ
بارسر اور بار اندک اور علاوہ جو بہت سے بوجھ پر تھوڑا سا اور رکھہ لیتے ہین بزیر تیغ ہلاکم یعنی مراجاتا ہون
یعنی بوجھہ درد کا اسقدر میرے اوپر لدا ہی کہ بوجھ کے مارے مراجاتا ہون اگر ایسے حال مین بوجھہ احسان کی
کا سر پر اوٹھاؤن تو کچھ عار و آمین المجبور معذور والا مین نے تو آج تک کسیکے احسان کا بوجھہ نہین اوٹھایا آگر
بروزگار فریبم مضاف مضاف الیہ سپہر مضاف الیہ اے بیرائے فریب روزگار من شعبدہ باز بفتح بازیگر کہ بازیان
عجیب دکھلائے بیان تنگ بمعنی ... کے ہی شل کم یعنی میرے زمانہ کی فریب وہی ہین یہ سپہر شعبدہ باز متاع
عیاری سے بے متاع ہوگیا ساری بازیان عیاریان میرے ہی زمانہ کے ساتھہ خرچ کین کوئی اوٹھا نہین رکھین جرعہ بہرسہ
حرکت یکبار آشامیدن وبالضم اوسقدر کوئی چیز کہ ایک گھونٹ مین پیجائے یعنی یہ فلک ایسا دشمن میرا ہی کہ اگر
ہزار وقت خوشگواری ذرا بھی تبسم طالع کے ساتھہ کرون نہ یہ کہ دل کھول کے ہنسون تو ہرگز دیکھہ نہ سکے
اور جب تک اسکے بدلے مین ہزارون گھونٹ زہر کے مجھسے تیرہ کرالے تب تک چین نہ لے یہان تک شکایت
طالع اور فلک کی ہوئی الخلاف ناقطوفی نسبی نثاری اس شعر مین بعد تحریر معنی کے خلاصہ یہ لکھا کہ کتنی ہی مین نثر
لکھون فخر ہی میرا نظم مین معنی سے کمی نہ کرے اور سرباری اس شعر کے معنی یہ کہ مین بار سے درد کے دب
مرنے کے ہون روا ہی کہ سرباری سے بار منت مرون گا اوٹھاؤن مرنا میرا کیا نفع رکھتا تھا کہ منت مرنیے
ہوگا اور ہوسکتا ہی کہ ذکر دواے اظہار خوشنودی سے مرنے کا ہی انتہی محشی کے بانکے بروزگار فریبم اس شعر
مین کہ زمانہ نے مجکو ایسا فریب دیا کہ جس چالاکی سے کم نہ یہ ہوگا انتہی یہ شارح اور محشی کی کرامات ہی وفیہ تامل
اللہم اہدنا الصراط المستقیم قولہ خموش عرفی ازین شکوہ الخ بیان درد دلست الخ الانتباہ یہ دونون شعر
شعر باختتام اور مشتمل گریز دعا ہین یعنی اے عرفی ان شکوون ملال انگیز سے خاموش ہو تو تو بڑی شیخی
اپنے فراخ حوصلگی کی مارا کرتا تھا پھر اس رونا رونے کیون نہین کرتا یہ تو اپنے درد دل کا بیان ہی دعا
ہی جو کچھ نہین ہی کہ چاہے کتنی ہی طول و طویل ہو ملال افزا نہین ہوتی پس دعا کر قولہ ہمیشہ تا نفس الخ
مجموعہ ... الخ الانتباہ بیک لباس در روح یعنی دونون ایک لباس یعنی ... ہین تا ... ہی
... لوگ بجاتے ہین تا ... نفس گرم نفس موثر با خلاص ... کا
لفظ ہم لباسی سے نہایت مناسب ہی المعنی یعنی ہمیشہ جب تک کہ دعا مانگیو کی اور اجابت ...

دونون ایک لباس مین ہین کہ بمجرد دعا اجابت موجود ہوجاتی ہی تب تک حاسد آپکے جاہ و مرتبہ کے
رحمت الٰہی سے ایسے دور و مہجور رہین جیسے ناقوسی اور زناری یہ قصیدہ بھی قابل غور اور ملاحظہ ناظرین انصاف اندیش کے ہی
قصیدہ (۱۱) قولہ آمد آشفتہ بخوابم الخ **الانتباہ** یہ قصیدہ بحر رمل مثمن مین ہی ارکان اسکے فاعلاتن فعلاتن
فعلاتن فعلان تشبیب اسکی حالیہ یہ بیان خواب آن مایۂ ناز مشار الیہ اسکا جو کوئی ذہن شاعر مین ہو کہ اس
ہیئت حیثیت سے مجکو خواب مین معلوم ہوا **قولہ** وہ چہ شب سرمۂ آہوے الخ خواب بے زاویۂ الخ چہ بچہرہ
نگارے الخ خواب را شب الخ **انتباہ** وہ بفتح کلمہ تحسین و تعجب اور تاسف کا ہی طراز بفتح نام ایک شہر حسن خیز کا
حدود ترکستان سے معرب تراز اس شعر مین صفت شب کی ہی معنی ظاہر زاویہ گوشہ خانہ اور گوشہ ہر چیز یعنی
خواب نہ تھی وہ ایک گوشہ تھا جسمین وہ والی حسن وارد ہوا اور گوشہ ہونا خواب کا ظاہر کہ سواے بنیندہ
کے اور کوئی اون واقعات کو نہین دیکھتا اور خواب نہ تھی ایک آئینہ تھا جسمین صورت معنی ناز کی نظر آتی
تھی لعبت بضم لام و باے مفتوح ہندی گڑیہ اس شعر مین صفت اوسی مایۂ ناز کی ہی کہ فلک نے ہر چند اس
پردے کی آڑ سے لاکھون صورتین نکالین اور نکالتا ہی مگر ایسی صورت اوسکے پردے مین کوئی نہو گی شب
اول سے مراد شب گذشتہ جسکو ہندی محاورہ مین مثلاً کہتے ہین رات ایسا ہوا دیدہ بپای خواب سودن عجب
لطف کے ساتھ ہی واقعۂ خواب اس شعر مین شکر گزاری خواب کی ہی یعنی رات تمام رات خواب
کے قدمون پر اپنی آنکھین رگڑتا رہا اس شکرانہ مین کہ بدولت اوسکے یہ خواب میرے دیکھنے مین آئی
قولہ دیدم القصہ الخ گفتم اے عربدہ جو الخ گفت این خود نکنامت الخ منفعل گشتم الخ رہ بنزدم بسر
کشو الخ گریہ آلودہ فتادم الخ از جبین چین الخ این سخن الخ بیجا بانہ زدم الخ درثناے شہ کونین الخ
الانتباہ یہ دس شعر مین تقریر انکے معنی کی ظاہر ہی بعض باتین جو ضروری ہین وہ لکھون القصہ کلمہ حصر کا
ہی یعنی اور باتین چھوڑون خاص جو گفتنی ہی وہ کہون خوش یہان بمعنی خوب و نہایت کے ہی گرم عنان
تیز عنان عربدہ بفتح و باے موحدہ بدخوئی و جنگجوئی تعرض کسی سے پیش آنا اور کسی چیز مین مشغول ہونا تغافل
بلفظ داشتن کردن زدن مستعمل اعجاز بکسر عاجز کرنا کسی کا اور معجزۂ نبی اسواسطے کہ کافر اوسکو دیکھکے عاجز
ہوتے ہین شاہ سریر اعجاز ممدوح ہے حضرت علی شیر خدا وادی زمین نشیب ہندی جھادہ اور صحراے
مطلق اور مقدمہ ہر چندسے کے بعد جو دوسرے مصرعے مین کاف ہی متعلق بہر چند ہے ہر چند کہ بادیہ صحرا دیبا یابان
گریہ آلودہ فتادم مع شعر مابعد کے قطعہ ہی محابہ اصل مین محابات ہی فارسی والے بدون تا استعمال کرتے ہین
چھوڑ دینا اور مروت اور لحاظ اور صلہ وحی بالفتح پیغام خدا اور سخن نرم یہ شعر بھی مابعد سے مربوط ہی اور
گریز ہی سوے مدح ثقلین بفتحات بمعنی دو گروہ اور عالم انس اور عالم جن لمعہ بالفتح روشنی اندک یعنی لغوی

برق غضب کی دب آیندہ مدح شروع ہی **قولہ** آنکہ گر افعی محش الخ آنکہ گر رخش الخ الانتباہ آن سے
مشار الیہ وہی شہ کونین ہین افعی بالفتح ایک قسم مار نہایت زہرناک کو کہتے ہین اوسکے دیکھنے سے آدمی
مرجاتا ہی اور وہ زمرد سے اندھا ہوتا ہی اکثر لوگ اوس ملک کے زمرد اپنے پاس رکھتے ہین تیغ بالضم
جاے حطی نیزہ تشبیہ نیزے کی مار سے باعتبار کلانی اور مشابہت سنان کی سر مار سے ہی اور سنان اکثر
زہر مین بجھائی جاتی ہی رخش بالفتح اسپ سرخ وسفید رنگ اور نام اسپ رستم کہ اسی رنگ کا تھا اور مطلقا
ہر اسپ بطور مجاز شیر فلک برج اسد یا استعارہ گاؤ فلک سینہ باز کنایہ سیاہ وسفید الم‍عنی پہلے شعر
مین صفت نیزہ بازی ممدوح کی ہی اور بڑی صفت نیزہ بازون اور نیز تیر اندازون کی یہ ہی مثلا نیزہ
سے اونگلی کی انگوٹھی نکال لیجانا یا تیر سے چراغ کی لو اڑا دینا کہ اونگلی اور بتی کو ہوا نہ لگے اور علی ہذا بہت
باتین مشہور ہین پس شاعر کہتا ہی کہ اے ممدوح آپ وہ نیزہ باز ہین کہ اگر افعی آپ کے نیزے کا تہ خاک جائے
جیسے کہ مار کی بھی عادت ہی تو دل محمود کا جو گرفتار زلف ایاز تھا اور ویسے ہی گرفتار رتہ خاک کیا ہی
اوس دل کو اوسکے زلف سے نکال کے مثل مہرۂ مارکے لے آئے خیال کیا جاے کہ انگوٹھی وغیرہ
اونگلی سے نکال لینا مقابل عاشق کا دل معشوق کی زلف سے نکال لینے کے کیا چیز ہی کہ یہ تو نکل ہی
نہین سکتا دوسرے شعر مین صفت شیری اور دلیری گھوڑے کی ہی سب جانتے ہین گھوڑا شیر سے بہت
ڈرتا ہی شاعر کہتا ہی کہ آپ اگر رخش فلک سیر اپنا افلاک پہ کودائین تو پشت شیر فلک کو روند کھوند کے
سینہ باز بنا دے پھر زمین کے شیر کی اوسکے سامنے کیا بنیاد و قیاس کیا جاے جسکا مرکب ایسا شیر دلیر
ہی وہ راکب شہسوار کیسا شیر و دلیر ہوگا پشت شیر پر سیاہ سپید داغ ہوتے بھی ہین پشت اسد سیاہی
آسمان اور سپیدی ستارون سے شبیہ سینہ باز ہی یا خود فلک کا یہ حال کر دے اسکا سینہ باز ہو یعنی
سیاہ سپید شب مین ظاہر الخلاف محشی نے پہلے شعر مین لفظ ہیبت اخذ کرکے لکھا کہ اوس نیزہ کی
ہیبت سے دل محمود کا زلف ایاز سے پھر جاے محمد شفیع لکھتے ہین کہ اوس عقدۂ لاحل کو یعنی
دل محمود کا جو زلف ایاز مین پابند ہی حل کر دے دوسرے شعر مین محمد شفیع نے بجاے شیر نسر اختیار
کیا ہی اور معنی یہ کہ وہ گھوڑا اس قسم کی بازی کرتا ہی کہ پشت کرگس فلک کی شبیہ سینہ باز کی ہو جاتی
ہی کرگس فلک ستارہ نسر جو فلک ہشتم پر ہی ملا قطب نے لکھا کہ صلابت اوسکی سُم کی فلک ہشتم پر یہ کام
کرے انتہی محمد شفیع نے جو نسخہ نسر کو شیر پر ترجیح دی ہی اگرچہ برعایت باز کے ہو سکتی ہی لیکن صفت
رسائی اسپ مین دونون یکسان کہ دونون فلک ہشتم پر ہین مگر پشت نسر کو سینہ باز بنانے مین ایسا
مبالغہ نہین جیسا پشت شیر مین بلحاظ خوف و دلیری اسپ کے معہذا یہ رعایت خوف کی بھی باہم

شیر واسپ کی موجود بعد نگارش اس وجہ کے گزارش یہ کہ مین نے اپنے بھی معنی لکھے شارحین کے بھی آیندہ
خذ ما صفا ودع ما کدر مین کوئی مانع کسی کا نہین ہو سکتا ان البتہ والوا العلم قائماً بالقسط بھی آیا ہو **قولہ** آن کہ
چون در کنف الخ زہرہ گیہ و بشاید الخ فتح گو بدیجہ کنی الخ **الانتباہ** کنف بفتحتین جانب و در کنارہ اور پناہ دینا
یہی معنی مناسب ہین ہمعنان ہمراہ برابر غزا بفتح دشمن دین سے لڑنا کینچی لے چہ کنی یا کے نبی صاف
المعنی یہ تینون شعر قطعہ بند ہین اور صاف مگر پچھلے دونون شعرون مین شاعر نے ایسے الفاظ رکھے ہین جنسے
اضطراب زہرہ اور فتح کا مترشح ہو بنظر تعظیم **قولہ** عرش را گفت الخ مسند جاہ سے الخ **الانتباہ** ہیہات
یہ اسم فعل ہی کہ معنی ماضی کے رکھتا ہو یعنی بعید شد اور جو تاسف کے وقت ہیہات ہیہات کہتے ہین یہ معنی ہوتے ہین کہ
بعید شدم از مقصود فارسی والے تعجب و تحیر مین استعمال کرتے ہین دوسرے شعر مین بارگاہ بری
از نشیب و فراز لامکان اور مقام لاہوت معنی اس قطعے کے بھی ظاہر گو محمد شفیع نے تقریر ایکی لکھی **قولہ** شعلہ
خاطر او را الخ درجواب حرمش عرش الخ **الانتباہ** گریۂ خامہ تحریر خامہ موظف بر وزن مشرف وظیفہ کردہ
شدہ اور دادہ شدہ خاطر یعنی دل **المعنی** یعنی دل اونکا ایسا روشن ہو جسکے شعلے کی ایک چنگاری یہ آفتاب ہی
اور قلم اونکی جسوقت گریان ہوتی ہو راز و اسرار نہانی خندان ہوتے ہین یعنی سب کھل جاتے ہین عرش مجید
اوس حرم شریف کے آس پاس مشرف بسجود ہوتے ہین یہ منصب کہان پائے جو خاص اوسین جائے
جود و جوا و رون کا راتبہ بخش ہی اونکے کرم سے اپنی حاجتون کا وظیفہ پایا ہوا ہی جو جوادی کرتا ہی **قولہ**
ایکہ از فتنہ افسانہ الخ ز احتساب تو پے الخ **الانتباہ** پا دراز کشیدن پانون پھیلانا یہ مصرع جملہ معترضہ
ہی احتساب ممنوعات شرعیہ سے منع کرنا اور باز رکھنا ورع پرہیزگاری دلق نوعے از پشمینہ پوشش
فقرا سوزن عیسیٰ کہتے ہین حضرت عیسیٰ جب فلک چہارم پر پہونچے اونکے دامن مین ایک سوزن نکلی
اسواسطے وہین رہنے کا حکم ہوا تشبیہ فتنہ کی زلف سے بغایت الطف ہی **المعنی** شاعر کہتا ہی اے ممدوح
آپ کے افسانۂ عدل کا ایسا نشہ فتنہ کو چڑھا ہی کہ مانند زلف دلارام بآرام تمام پانون پھیلائے
سوتا ہی جاگنے کا نام نہین لیتا بخوف احتساب آپ کے زہرہ کہ لولی فلک ہی راگ اور سرود اوسکا
خاصہ اوس سے تائب ہو کے واسطے سینے جامۂ پرہیزگاری کے حضرت عیسیٰ کی سوزن مین تار
ابریشم اپنے ساز کا ڈالتی ہی اور ایسی مکرم سوزن سے جامۂ پرہیزگاری سیتی ہی اسقدر محتاط ہو گئی
ہی اور دونون ہین بھی قریب قریب یعنی زہرہ فلک سوم اور حضرت عیسیٰ فلک چہارم پر **قولہ**
تا بد ار نیر رایت الخ **الانتباہ** نیر بفتح اول و تحتانی مشدد و مکسور صیغۂ مبالغہ بسیار نور کنندہ بسبب
کثرت نور آفتاب و نیر اصغر ماہتاب **المعنی** یعنی معمول تو یہ ہو رہا ہی کہ آفتاب آسمان پر چمکتا ہو اور ساتھ

برستے کا زمین پر پڑتا ہی لیکن آپ کی رائے وہ آفتاب روشن ہی اگر یہ زمین چمکے تو ایسا نور ظاہر ہوئے کہ نور آفتاب کا محو ہو کے اسکے نور سے سایہ پرندون کا زمین سے آفتاب کی پیشانی پر پڑے **قولہ** احتساب تو اگر الخ زخمہ ہر چند الخ **الانتباہ** نہی بفتح و سکون ہا باز رکھنا او منع کرنا عارض افروختن رنگ اور رونق بخشنا انگشت برلب زدن کسیکو بلانا اور باتین کرانا اور استدعاے سخن اکثر بچون سے کے لب پر او نگلی بغرض بلانے کے مارتے ہین **المعنی** یعنی اے ممدوح آپ کی وہ ذات والاصفات ہی جسکے سبب سے پردۂ عصمت کو ساز و سامان رفعت کا حاصل ہی اگر احتساب آپ کا چہرۂ نہی کو رونق بخشے تو یہ کیفیت ہو کہ زخمہ ہر چند لب ساز پر انگشت مارے نغمہ ڈر کے مارسے ہرگز آواز نہ نکال سکے جیسے ڈرا ہوا بچہ نہین بولتا **قولہ** عقل کل نسبت الخ ہر چند پیشے کہ رضایت الخ **الانتباہ** عقل کل اور قضا اور طنازی سب معنی اوپر گذرے رضا بکسر خوشنودی یہ دونون اپنے اپنے معنی کے ہین **المعنی** یعنی عقل کل نسبت آپ کے حکم کی قضاسے کرتے تو کر گیا لیکن اب ڈرتا ہی ایسا نہو لوگ مجکو طناز سمجھین کہ طنز کرتا ہی دوسرے کے یہ معنی کہ اگر کوئی بات کہے جاے اور آپ کی مرضی اوسکے سننے کی نہو تو ویسے ہی گھبرا کے درگوش سے پھر لبون کو لوٹ جاے کہ محل در محل ہی **قولہ** نیر راے تو گر عرض الخ چہ کند گر نہ کند الخ **الانتباہ** نیر بفتح و تشدید یاے مکسور صفت مشبہ بسیار روشن کار بخش کندہ لے تقسیم کند کسوف بضمتین ہندی گہن آفتاب و ماہتاب مگر عرفاً آفتاب مین کسوف ماہتاب مین خسوف مستعمل ہی فراز کشادہ اور بستہ ضد نشیب اور نیز بمعنی نشیب یہ لغت لغات اضداد سے ہی **المعنی** یہ قطعہ بطرز لف و نشر و مرتب کے ہی یعنی اگر آفتاب آپ کی راے روشن کا ذرا لمعہ نور کا چمکائے یا جواد آپ کی جود کا ناز و نعمت تقسیم کرے تو آفتاب سواے اسکے کہ منھہ اپنا کسوف مین نہ چھپائے اور کیا کر سکتا ہی اور حور کو بجز اسکے کہ دروازہ بہشت کا نہ بند کرلے اور کیا بن آتا ہی **قولہ** چون برافراشت قضا الخ آسمان بانگ بر وزد الخ **الانتباہ** عنان بر تافتن لوٹنا بانگ برزدن للکارنا **المعنی** یعنی جب قضانے آپ کے رایت عدل کو بلند کیا فتنہ ڈر کے مارے بھاگا کہ عدم کو جہان سے آیا ہون لوٹ جاؤن یہان اب گذارے کی صورت نہین آسمان نے للکار کے کہا کہان جاتا ہی تجکو وہان بھی امن نہین ملیگی بہتر یہی ہی کہ ممدوح کے سامنے سر بکف ہو بیہودہ بجا گا بھاگا مت پھرے یہان تک مدح تھی **قولہ** داور اطبع من آن الخ نامہ ام وادہ الخ جوہر طبع من الخ خصم و طرز سخن من الخ معنی از خامۂ من الخ نو عروسی بنود الخ اعتبار صدف الخ کم از مائدۂ معنویش **الانتباہ** یہ آٹھہ شعر فخریہ ہین پہلے شعر مین شجر اشعار اور ثمر مضامین و معانی تلخین و شیرین ہمہ سحر او رہمہ اعجاز راے بالکل سحر اور اعجاز نامہ مراد قصیدہ سے یا کتاب وحی پہونچا نا حضرت

جبرئیل کا کام تھا جنکو روح القدس کہتے ہین اور شعرا انکو پنا پیام آور یعنی وحی سے یہ مراد کہ کلام میرا القا کیا ہوا
روح القدس کا ہی اور وہ راز جو کسی پر ظاہر نہ تھے میرے قلم نے انکو گویا کردیا مگر یہ بات مجکو آپ کے وصف
کمال سے حاصل ہی اور نظم میری نسبت آپ کی ذات سے ممتاز ہوئی بھلا میرے مخاصم کو یہ فہم و درک
کب حاصل ہوا جو اس طرز و ادا کے ساتھ سخن کہہ سکے اور دوسرے نے ایسا ساز و سامان کہان پایا
جو میری سی نظم آرائی کر سکے میرے تو قلم سے جبوقت روان کرتا ہون معنی ایسے برستے ہین جیسے معشوقون
کی رفتار سے فتنے اور یہ سب طفیل اسکے ہی کہ کوئی نیا مضمون عمدہ میرے پردہ فکر مین ایسا نہین کہ آپکی
مدح سے آراستہ پیراستہ نہو انوری نام شاعر مہنہ بکسر میم و سکون ہا بعد نون ایک گاؤن ہی خراسان مین
مولد انوری شاعر کہتا ہی کہ صدف کا اعتبار گوہر سے کرتے ہین یعنی سب سمجھتے ہین کہ بڑا گوہر بڑی صدف
مین ہوتا ہی بس مجھمین اور انوری مین بھی یہی قیاس کرنا چاہیے کہ وہ ایک چھوٹے سے موضع مہنہ کا رہنیوالا
ہی اور مین کیسے بڑے شہر شیراز کا حاصل یہ کہ وہ دیہاتی مین شہری مجھمین اوسمین کتنا فرق ہی ارزقی نام
شاعر یعنی ارزقی اب نہین رہا عالم عدم کو چلا گیا بر تقدیر اگر عالم وجود مین پھر آجاے تو مین اوسکی مائدہ معنی سے مہمانی کردن
گو ارزقی تھا مادہ رزق کا اوسکے نام مین موجود مگر نعمت معنی کسے سیر نہین ہوا معلوم ہوتا ہی کہ ان دونونکے قصائد
ان زمین مین ہین قولہ عرفی این طرز الخ الانتباہ یہ شعر عذر لاف و گزاف صدر اور کثر نسخون مین ہی معنی ظاہر قولہ تا
کہے رو بفراز الخ بیکر خصم ترا الخ الانتباہ یہ قطعہ دعا سے تابید مین ہی یعنی جبتک آسمان اپنے دورے مین متوجہ نشیب و
فراز کا ہے اور اس دورکے سے احداث حوادث کا کرے آپ کے دشمن کی پیکر کو تو خاک نشیب مین بجائے اور
حاسد جاہ کو دار سے رو بفراز کرے غرضکہ فلک اپنے نشیب و فراز سے انکے واسطے یہ نشیب و فراز
لگاے رہے پوشیدہ نرہے کہ نسخہ مطبوعہ کی سرخی مین اس قصیدے کو نعت آن حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم مین ٹھہرایا ہی مگر مضامین اشعار سے معلوم ہوتا ہی کہ منقبت مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہی او
تشبیب مین جو خواب لکھی ہی اشارہ پھر رویت مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ ایک دفعہ کا
بیان قصیدۂ سپیدہ دم کہ زدم آستین تشنیع شعور مین گذرا دوسری دفعہ یہ چنانچہ لفظ ذکر گفتم اے
عرمیدہ جو اس شعر مین ہی اور یہ قصیدہ گویا موافق ارشاد فیض بنیاد کے انشا کیا ہذا ما القی فی البال

واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۵

قصیدہ (۱۲) قولہ اے مرتفع ز نسبت ذات تو الخ اے ساکنان مصر معانی الخ سلطان
دین علی الخ الانتباہ یہ قصیدہ مقتضب بحر مضارع مثمن مین ہی ارکان اسکے مفعول فاعلات مفاعیل
فاعلات مرتفع بضم میم و کسر فا بلند اور بلند ہونیوالا رطب اللسان تر زبان خلق بفتح پیدائش سرشت

بالفتح زہگیر المعنی یعنی اے ممدوح آپ وہ ذات شریف ہین کہ بموجب انا مدینۃ العلم وعلی بابہا کے علم نے
جو آپ سے نسبت پائی تو شان علم کی بڑھگئی ورنہ علم سے شان آدمی کی بڑھتی ہے اور قلم گہرفشان آپ کی
علم کی زبان ہے اور کیسی زبان کہ تر وہر طوب جس سے باآب وتاب سخن نکلتے ہین دوسرا شعر بتقدیر عطف اور اے
ممدوح ساکنان مصر معانی نے آپکے حسن خلقت کو جو علم مین ہے دیکھکر کہا کہ آپ سا یوسف کاروان علم مین نہ کوئی پیدا
ہوا نہو ئے جیسے یوسف حسن مین یکتا تھے آپ علم مین یکتا ہین ان دونون شعرون مین شاعر نے گول گول
صفت ممدوح کی کری نام نہین لیا تا سامع مشتاق ہو کہ وہ کون ایسا ہے بدین صفات موصوف جب اوسکو
مشتاق پایا تو شعر مابعد مین نام اوسکا لیا کہ وہ سلطان دین حضرت علی ہین رضی اللہ تعالی عنہ کہ جو تیر کمان علم
سے نکلا وہ اونہین کے شست کمان سے ہے یعنی سارے علم اونہین سے ہین کہ وہ باب علم ہین اور
درآمد برآمد ہر شے کی متعلق بباب **الخلاف** نسخہ مطبوعہ مین بجائے بحسن خلق بالفتح کے حسن عقل ملا قطب نے
بحسن وخلق بعض نے بحسن عقل اور حسن معنی دریافت یہ سب نسخے لکھے ہین والاول اول **قولہ** حبیب وکنار عقل
الخ سلک عقول والخ پیش از وجود الخ امکان اگر نہ تکیہ زدے الخ وست مجردات الخ علم ست جان آنخ ذات تو
الخ صدرہ فقد الخ بر گوش فطرت الخ **الانتباہ** یہ نو شعر ہین سب کے معنی اکٹھے لکھون پہلا شعر تو صاف
ہے دوسرے مین جیسے سلک ونظم دونون کے ایک معنی ہین ہندی لڑی ایسے ہی عقول وجواہر کے ایک
معنی ہین یعنی عقول عشرہ کہ بقول اعتقاد حکما دس فرشتے ہین کارگزار عالم اور خالق جمیع اشیا بباد رفتہ اے
برباد شد شاعر کہتا ہے جب آپ کے گوہر کا کان علم سے نکلنے کا شہرہ ہوا سلک عقول اور نظم جواہر جو حکما نے بنا رکھے
تھے درہم برہم ہوگئے اور وہ سلک ونظم یہ کہ اول خدا تعالی نے ایک فرشتہ پیدا کیا جسکو عقل اول کہتے ہین
اوسنے عقل ثانی کو پھر عقل ثانی نے عقل ثالث کو اور ایک آسمان اور اسی سلسلے کے ساتھ عقل عاشر تک
کہ دس فرشتے اور نو آسمان ہوئے اور عقل عاشر نے تمامی مخلوق آپ کے علم نے ان سب کو باطل اور
لاطائل کیا اور یہ سلک اونکی بگاڑ دی اسواسطے کہ خالق جمیع اشیا کا خدا تعالی ٹھہرا نہ عقول عشرہ کہ خود
مخلوق ہین صلب بضم استخوان پشت ہندی کوڑی صلب فلک یا بقول حکما وہی نو فرشتے جنکو خالق افلاک
کا قرار دیتے ہین یا خود افلاک کہ انکو بھی آبا ے علوی سے تعبیر کرتے ہین اور فلک سے مراد افلاک موافق
ذکر جز اور ارادہ کل کے توامان بروزن نوجوان مثنیہ توام وہ دو بچے جو ایک حمل سے پیدا ہون یعنی
قبل اس سے کہ اصلاب افلاک سے عقول جو ابا انکے ہین یا افلاک کہ خود بھی آبا ے علوی کہلاتے ہین
پیدا ہون اور وجود پائین آپ کی ذات پاک بطن صنع الہی مین موجود تھے اور کیسے موجود کہ علم سے
توامان غرض اصل خلقت آپ کی توامیت علم کے ہے پھر عقول وجواہر مقابل آپکے کب ہو سکتے ہین تکیہ زدن

ٹیک لگانا یعنی علم گرانبار آپکا جو عالم امکان مین سمایا اور امکان متحمل اس بار گران کا ہوا حیرت تھی کہ ایسے بھاری اور بے حد بوجھ کو اسنے کیسے اوٹھا لیا مگر غور کیا تو یہ معلوم ہوا کہ اُسنے آپ ہی کے وجود باجود کی ٹیک لگالی اسوجہ سے اوٹھائے ہوئے ہی ورنہ اسمین تاب وطاقت کہان تھی مجردات وہی جواہر مجردہ دست ستون زنخ شدن متحیر ہونا فطرت بالکسر اول پیدایش ارواح زند بمعنی ایستادہ کند کے ہی یعنی مجردات جو بقول حکما خالق جمیع اشیا اور ایسے بڑے بڑے افلاک کے ہین علم اونکا ظاہر و باہر اگر آپکی فطرت ذرا سا نبان اپنے علم کا نصب کرے پورا پورا انمیں بھی نہین تو ہاتھ اونکا ستون زنخ ہوجاے اور حیران رہجائین نہاد بکسر بنیاد وخلقت فطانت بفتح زیرکی ودانائی معنی شعر کے ظاہر اعتدال بالکسر میانہ ہونا گرمی وسردی وخشکی وتری کا مزاج بالکسر وہ کیفیت جو ان چارون کی آمیزش سے انسان مین پیدا ہوتی ہی عقل اور علم ایک ہی بات ہی یعنی آپ کی ذات تو اعتدال ہی اور حضرت سلیمان مزاج علم کے اگر آپ کی ذات نہو تو بوجہ شدت اوس علم کے کہ علما منطق الطیر فرمایا ہی مزاج علم کا مختل ہو جاے ایسے ہی عقل آپ کی مغز اور جوہر کل جسکو عقل اول کہتے ہین استخوان علم ظاہر کہ استخوان بے مغز کس کام کی ہوتی ہی سوا پھینک دینے کے رہ اور راہ بمعنی کرت اور مرتبہ اور قاعدہ اور قانون اور آہنگ بس صد رہ بمعنی صدبار یعنی علم اگرچہ باعث ہدایت ہی مگر وہی علم کہ جسکی کمر مین آپ کی ہدایت ہاتھ ڈالے اور سنبھالے ہوئے ہی ورنہ رنجور کی طرح ہر قدم مین سیکڑون بار چاہ ضلالت مین گرے چنانچہ اکثر فریق اہل علم گمراہ گذرے ہین زا اول نفس سے یہ مراد کہ پہلے اوسنے بھی کام کیا شمردن ایسا ہی جیسے کوئی کسی کی امانت کسی کو گن دیتا ہی یعنی جسوقت آپ پیدا ہوتے جو نکتے کہ قضا وقدر نے لب واستان علم کی ودیعت مین رکھے تھے اوسنے وہ سب نکتے ایک ایک کرکے آپ کے گوش فطرت پر عرض کرکے گن دیے اختلاف نسخہ مطبوعہ اور شرح ملا قطب دونون مین سلیمان مزاج عدل لکھا ہی بلکہ شرح مین سلیم المزاج عدل شرح کے دونون لفظ غلط ہین اور نسخہ مطبوعہ کا عدل اسواسطے کہ اس قصیدے مین ذکر علم کا ہی نہ دوسری چیز کا اور جو کسی نے نسخہ مطبوعہ مین اعتدال اور سلیمان کے درمیان سے واو عطف کو خط کش کیا ہی بمقابلہ دوسرے مصرعے کے یہ بھی غلط ہی قولہ آنجا کہ دانش تو ہند الخ دست ضعیف جہل الخ الانتباہ تقویت قوت پہونچانا دوسرا مصرع جملہ معترضہ صفت ممدوح قشان یہان بمعنی حق کے ہی اور جسکے حق مین آیت نازل ہوتی ہی وہ چیز معتبر ہو جاتی ہی المعنی پس شاعر کہتا ہی کہ جس جگہ آپ کی دانش رسم تقویت کی جاری کرے اور قوت بخش ضعیفون کی ہوئے تو اے ممدوح آپ وہ ذات شریف ہین کہ آپ کے شعور سے اعتبار علم کا ہوگیا ہاتھ ضعیف جہل کا کہ آستین سے نکلنے نہین پایا آستین ہی مین لوٹتا ہی اوسنے ایسی قوت پائی کہ عقل اول کے ہاتھ سے باگ علم کی چھین لے اور غالب ہو جاے قولہ آسمان علم خمیر الخ

الانتباہ مسیر بصیغۂ ظرف سیر کردن اور مصدر میمی نیز چلنا اور سیر کرنا المعنی یعنی ایک تو یہ آفتاب ہی جو فلک پر ہر روز نکلتا ہی اور ایک آفتاب آپ کا دل نورانی ہی کہ وہ آسمان علم پر طلوع کرتا ہی لیکن اس آفتاب کا مسیر فلک چہارم ہی اور اوسکا مسیر فلک نہم پس اسمین اوسمین کتنا بڑا فرق ہی قولہ زانما یہ دشمنی کہ الخ اندر ضمیر جوہر الخ الانتباہ ضمان بفتح پذیرفتاری اور حسب محاورہ بمعنی ضامنی المعنی اس قطعہ مین شاعر ممدوح کو پھر بخطاب ونداموصوف کرکے کہتا ہی کہ اے حضرت آپکی ذات وہ عالی صفات ہی کہ کعبۂ آپکے وجود باجود کا بموجب من دخلہ کان امنا کے دار الامان علم کا ہی جسقدر دشمنی کہ جہل کو علم سے ہی اگر یہ دشمنی اوسکی پیش جاتی تو بالفرض اگر علم جوہر اول کے دل مین پناہ ڈھونڈھتا تب بھی خراب وتباہ ہی ہوتا مگر یہ اچھا ہوا کہ آپ کی ہستی جو تقدیر اللہ مین تھی روز ازل ہی سے ضامن اسکی ہوگئی اس سبب سے بچا رہا اور کچھ قابو جہل کا نہ چلسکا گویا ابتدا ہی سے آپ پشت وپناہ علم کے ہین میری دانست مین شاعر نے یہ قطعہ اور قطعۂ صدر دونون اسطور پر انشاد کیے ہین کہ علم وجہل دونون متضاد ہین اور دونون غالبیت ومغلوبیت ایک دوسرے مین دخل رکھتے ہین اسواسطے پہلے قطعے مین جہل کے ضعف کا بیان کیا ہی اور اس قطعہ مین اوسکی قوت کا مذکور فرمایا اور علم کا ضعف وقوت خود اسکی ضعف وقوت سے عیان قولہ ارزان متاع الخ الانتباہ ارزان متاع مقلوب روسے دکان کم بہا کنہ حقیقت سے مخفی المعنی یعنی جس جگہ کہ آپ کی فطرت دکان علم کی کھولے اوس دکان کی ارزان متاع کم بہا گنہ ہستی کی ہی جسکی نسبت خواجہ حافظ شیراز نے فرمایا اعلی متاع اوسکے تو جانے کیا کیا راز خدا ہین سے حدیث از مطرب ومے گو وراز دہر کمتر جو ۔ کہ کس نکشود ونہ کشاید بحکمت این معما را قولہ تا عزم خاکبوس الخ از بیم دورباش ادب الخ الانتباہ دورباش ایک نیزہ ہوتا ہی دو شاخہ پر تکلف کہ آگے آگے سواری ملوک وسلاطین کے لیکر چلتے ہین لوگ اوسکو دیکھکر ایک طرف ہو جاتے ہین کنایہ موانع اور راہ بوسہ خوردن سے یہ مراد کہ آرزو بوسہ کی ہی مگر لے نہین پاتے المعنی شاعر کہتا ہی کہ ایکمدت سے ساکنان نہم آسمان قصد خاکبوسی آپکی حریم فطانت کا رکھتے ہین اور بخوف دورباش ادب حاضر نہین ہوسکتے کہ دیکھیے اوس حریم مین مجال باریابی کی پائین یا نہ پائین تاہم جب سے یہ قصد اونکے دل مین گذرا ہی اون روحانیان علم کا کہ فلک نہم پر سب روحانی رہتے ہین یہ حال ہی کہ دوری نے سیکڑون بوسے شوق کے صبح وشام اونکے لبون پر پیدا ہوتے اور مرتے رہتے ہین یعنی دل اونکے دل مین ایسے مشتاق ہین قولہ گر ضنع ایزدی الخ الا در آستان الخ الانتباہ الا الا نہ کے ہی دیل بالفتح دامن ملازمت ہمیشہ کسی جگہ یا کسی کے پاس رہنا بدال معجمہ غلط محض و امن میان زبان

مستعد ہونا المعنی شاعر کہتا ہے مین جانتا ہون کہ مستعد ... مقصود تھا کہ آپ کا عزو شان خاطر نشان
علم کے ہوا اور جانے کہ آپ سب مین ممتاز ... نہ تھی تو علم کہ آپ کی ملازمت مین کیون کھا
کہ ہمیشہ آپ کے پاس رہے اور آپ کے ... الخلاف محشی اور ملا قطب اِلّا کو حرف استثنا
قرار دیکے لکھتے ہین کہ اور لوگونکو جو علم نصیب ہوا اور ... اور ونکی ملازمت پر جو علم کو مستعد کیا گیا یہ اسواسطے
ہے کہ آپکے علما اور اورون کے علم مین امتیاز پیدا ہوسے ... بحسب الاشیا تتبین باضدادہا انتہی شاید یہ معنی
الفاظ اس قطعے سے نکلتے ہون اور الا سے استثنا ٹھیک پڑتا ہو **قولہ** روزے زروے نسبت الخ
در دل فتاد سایہ طبع الخ آشفتہ گشت طبع الخ کز سایہ طبیعت او الخ **الانتباہ** ترتیب ٹھیک کرنا
درجہ ہر شے کا اور رکھنا چند چیز کا اپنے اپنے موقعے پر تصور کسی چیز کی صورت اپنے دل مین ٹھہرانا بصفت
اے درصفت خود ہان کلمہ تنبیہ کا ہے پے غلط کرنا راہ بھول جانا منبسط بصیغہ ظرف جگہ اوترنے کی ذروہ
بالضم وکسر بلندی کوہ وبالاے سرکوہ اور کسی چیز کا بلند تر ٹھکانا جو اسکے ہو زروہ بفتح خطا **المعنی** یہ
چار شعر کا قطعہ ہے شاعر کہتا ہے کہ ایک روز بطریق سہل ... اجزا ترتیب کرکے اپنے تصور مین ہے فلک
جہان علم کا مرتب کیا اوسی حال مین آپ کی طبیعت عالی کا سایہ میرے دل مین پڑا مین نے خیال
کیا کہ یہ ایسی چیز ہے کہ اسکو آسمان علم کا ٹھہراؤن بمجرد اس خیال کے طبیعت غیور میری نہایت آشفتہ و
پریشان ہوکے بولی کہ تو اس دھوکے مین مت رہ اور بھاگ مت جا کہ شان اونکی بلند ہے لہذا اس سایہ کو
اوسکا آسمان بتاؤن اے نادان اس سایہ کا جو مہبط ہے اوسکا ذروہ تو لامکان علم کا ہے تو اس سایہ کو آسمان
علم کا کیسے بناتا ہے **الخلاف** نسخہ مطبوعہ مین کز سایہ طبیعت تو مہبطش اور ایسے ہی شرح ملا قطب مین بلکہ
ایک نسخہ اور منبسط شود بجاے کز سایہ طبیعت او مہبطے کہ ہست ٹھیک نہین لکھا فتامل **قولہ** شاہا تو ئی
کہ فیض الخ از دست بخت طبع تو الخ دارم امید آنکہ بعرفی الخ در مجمعے کہ الخ مسند نشین خاکر در الخ باآنکہ
دست بستہ الخ چون داہناے گوہر الخ **الانتباہ** شاہا مین الف ندا کا یا حرف ندا محذوف الف عظم کا
بعد اسکے کاف بیان تا آخر شعر جملہ معترضہ صفت شعر ما بعد بتقدیر عطف نیز بطور جملہ معترضہ دست بخت
بختہ دست اور پروردہ دست عرفی مین تغائر اعتباری وظیفہ روزینہ اجرا تیہ یہ شعر جواب ندا
شاہا کا ہے نعیم جمع نعمت در مجمعے یہ شعر بھی بتقدیر عطف معطوف ہے شعر صدر اے دارم امید پر سلطان
نشان وہ شہنشاہ جسکی طرف سے اور لوگ بادشاہ ہون یہ شعر خبر ہے دارم امید کی دست بستہ ملتجی ہو
بے مقدور خیل بالفتح سوار اور گروہ مردم اور ملائک اور جن اور وحوش وطیور اور حشرات اور گلہ
اسپان اور بسیار اور کم اور اس لفظ کا واحد نہین ہے مگر بعض اسکی جمع خیول کے ساتھ کرتے ہین پس مفرد ہو

نزدیک **المعنی** یہ سات شعر قطعہ بند و مربوط ہین خلاصہ سب کا یہ کہ اے شاہ عالی جاہ آپ وہ ذات سامی صفات ہین کہ اگر چمن علم مین کسی سبب سے خزان آجاے تو آپ کی ہواے طبیعت کا فیض اوس خزان کو نوبہار سے تبدیل کرکے اور سرسبز اور شاداب بنا دے اور آپ ایسے منعم و معطی ہین کہ جو کوئی آپ کی خوان عقل پر مہمان علم کا ہوئے تو دست بخت آپ کی طبیعت سے الوان اقسام کے طعام نکات و اسرار کے پکے پکائی تیار اسقدر پائے کہ سیر و پر لذت ہو جاے مین بھی آپ کے عین لطف سے امید رکھتا ہون کہ عرفی بیچارے کو بھی کچھ راتبہ نعماے جنت علم سے عطا ہوا ور اوجس مجمع مین کہ اپنے فیض سے قوت معنی کو بخشو اور ہاتھہ مستفیض کو زور و طاقت عطا فرماکے آستین بے استعدادی سے خوان علم پہ پہونچاؤ اوس مجمع مین اسکو بھی خاک نشین در دانش کا فرماؤ اسواسطے کہ فضل آپ کا وہ شہنشاہ بے نیاز بخش ہی کہ دم بھر مین بے مایہ کو مایہ دار کرکے سلطان علم کا بنا دیتا ہی اور سیکڑون بنا دیے پھر باعتبار اوکے تعاظر کے وہ گوینده امید وار کہتا ہی کہ اگرچہ عرفی مرد میدان معرکہ دانش کا نہین ہی بلکہ عاجز اور دست بستہ تاہم اگر آپ عنان علم کی اوسکے نامزد کرین اور حوالہ فرما دین تو جیسے گوہر آپ کی مدح کے سلک نظم مین پرو رہا ہی ایسے ہی سپر لشکر اہل راز کی سنان علم مین پرو دے اور بڑے بڑے معرکہ آرایان سخن پر مظفر و منصور ہوئے یہ معنی اس قطعہ کہ ہین **الخلاف** محشی اور ناسخین نے کیسے معنی اس قطعہ کے پریشان کیے ہین اور انتشار ضمیرون وغیرہ مین ڈالا ہی اور شارحین نے کیا گریز کو کام فرمایا ہی بجاے دستی دستم اور وانشست وانشم اور بجاے کف او کف من و کشتم بجاے کشند نہتی اسواسطے کہ یہ استدعائین اوسکی طرف سے ہین حق عرفی مین کہ عرفی نے جسکو غیر ٹھہرایا ہی انصاف مند غور فرمائین مین تو نہ کسی محشی کی مانون نہ شارح سے کے ناسخ کی جب تک ٹھیک نہو **ہ** ہرگز امین زمارنہ نشنیم تا بدانستیم انچہ عادت اوست **قولہ** تا دل شگاف الخ بادا ہدایت الخ **الانتباہ** جہل بسیط مطلق نجاننا کسی چیز کا جہل مرکب گمان کسی کی جانب ہست جاننے کا رکھنا اور جاننا خلاف ماہیت اوسکے مثلاً رانگا کو چاندی جاننا معیار بصیغہ آلہ کسوٹی اور کاشتار سنج **المعنی** یہ قطعہ بدستور دعاے تابیدین ہی یعنی جب تک کہ زخم دلائل قطعی اور تیغ زبان علم کی دل شگاف جہل بسیط و جہل مرکب کی ہین کہ زمان حشر تک رہین گی آپ کی ہدایت کہ کسوٹی علم کی ہی واسطے تیغ زبان جوہر داران علم کے فسان ہوئے یعنی آپ کی ہدایت سے علم اونکا ہیچو تیغ بران رہے معانی اس قصیدے کے بھی بہ مقابلہ حواشی و شروح قابل دید اہل دید کے ہین و علی اللہ التکلان ۲۴ ذی ۵

قصیدہ (۱۳) **قولہ** دل مین باغبان الخ **الانتباہ** یہ قصیدہ بحر ہزج سالم مین ہی ارکان

ایک مصرع کے مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن علی ہذا دیگر مصاریع تشبیب اسکی تصوف مین ازل ودو

ابد کی تعریف اوپرمین نے لکھدی ہی خیابان روشنا ازل دروازہ بموجب انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان کے کہ امانت مراد عشق سے ہی جسکو بروز ازل انسان نے اوٹھایا جیساکہ حافظ شیرازیؒ نے فرمایا ؎ آسمان بار امانت نتوانست کشید + قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند اور ابد کا حد خیابان ہونا بھی انھین کے قول سے ثابت ؎ ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق + ثبت ست برجریدۂ عالم دوام ما شاعر کہتا ہی کہ میرا دل روز ازل سے باغبان عشق کا بنا ہی اور باغ عشق کا اسنے لگایا ہی جسکا گلستان حیرانی ہی یعنی حیرانی کے گل اوسمین شگفتہ ہوتے ہین اور ظاہر کہ عشق مین حیرانی ہوتی ہی اور یہ وہ باغ ہی کہ جسکا دروازہ ازل ہی جیساکہ اوپر آیت شریف سے ظاہر اور روشون کے اسکی حد نہین کہ ابد ہی جسکی تعریف لا انتہا لہ یہ کوئی ایسا ویسا باغ بے ٹھکانے اور ناپائدار نہین ایسے باغ کا میرا دل باغبان بنا ہی الخلاف محشی اور محمد شفیع اور ملا قطب سب نے حاصل یہ لکھا ہی کہ عشق میرا ابتدا و انتہا نہین رکھتا انتہی مین یہ کہتا ہون کہ شاعر کا مطلب اس خلاصہ مین نہین ہی بلکہ وہ صفت اوس باغ کی جسکا وہ باغبان بنا ہی ازل و ابد کے ساتھ کرتا ہی کہ ایسا بڑا باغ ہی شین ضمیر اول راجع بسوے باغ جو لفظ باغبان سے نکلتا ہے اور جو ملا قطب نے لکھا ہی کہ قید باغ کی بعد ذکر گلستان کے عجب ہی ہرچند نسبت جز و کل کیجاتی ہی انتہی یہ نہین جانتے کہ باغ کا لفظ عام ہی گلستان اور غیر گلستان دونون کو شامل اور گلستان خاص جو کہ باغبان کے لفظ سے عشق کا باغ ہونا ظاہر تھا اسواسطے کہ بنظر تخصیص گلستان کا ذکر کیا پھر دوسرے مصرع مین وہی باغ ایراد کیا کہ ازل اور ابد اوسی کی صفت ہین حیرانی گلستانش یہ تو بطور جملہ معترضہ کے ہی یعنی دل میرا باغ عشق کا ہی کہ جس باغ مین حیرانی کا گلستان ہی اور اس باغ کا دروازہ ازل اور حد خیابان ابد اب آیندہ ناظرین غور فرمائین کہ اشعار لاحق کسکے معنی سے مساعدت کرتے ہین اور کچھ اور بھی ملا قطب نے لکھا مگر افسوس کتاب غلط بدخط ہی ورنہ اونکے اعتراض کو دکھیتا قولہ خیابان باغم کز دل الخ گلے کز حرف الخ گلے زین باغ الخ الانتباہ خارچین ہندی باڑہ جو باغ یا زراعت کے گرد واسطے حفاظت مردم اور حیوانات کے کرتے ہین دَی بالفتح ہندی ماہ ماگھ کہ مہینہ اشتداد سرما اور خزان کا ہی فروردین ہندی بیساکھ کہ ولایت مین مہینہ اول بہار کا ہی زمستان مرکب از زم بمعنی سردی و ستان کلمہ کثرت و ظرفیت سے دست بمعنی قوت و توانائی اغصان بالفتح و صاد مہملہ جمع غصن بالضم شاخ درخت الحاصل یہ تینون شعر متفرع اور موید اوپر کے شعر کے ہین یعنی سواے اون صفات کے کہ ازل اسکا دروازہ

ابد اسکی حد ہی اور صفتین بھی اسکی ہین ایک یہ کہ اس باغ سے ایک گل بھی کوئی گلچین باہر نہین لیجا سکتا جیسے باغ علوم
جاتے ہین اور پھول توڑ لاتے ہین دوسرے یہ کہ باغ کے واسطے خارچین ضرور ہی کہ چورون سے محفوظ
رہے اس باغ کو خارچین کی بھی حاجت نہین بھلا دل ہین سے کوئی کیا چرا سکتا ہی تیسرے یہ کہ ہر باغ کو
کبھی بہار ہی اور کبھی خزان یہ باغ ہمیشہ بہار بلکہ عین خزان مین اسکے گل ایسے شگفتہ ہوتے ہین کہ خزان کو بہار
بناتے ہین نہ یہ کہ زمستان یعنی خزان گلون کی رخصت سے اسکی شاخون کو رلائے بعد بیان صفات مذکورہ
باغ وگل کے شاعر کہتا ہی کہ اگر تجکو شوق گلچینی اس باغ کا ہی تو نیش کا ہاتھہ پیدا کر کسواسطے کہ یہ وہ باغ ہی جسکے درختون
کی شاخ و برگ پر نقوش رازہا و اسرار لوح محفوظ کے منقوش ہین ادنی نتائج تو اسکے یہ ہین پھر تو ہی بتا گل کی کیا
کیفیت ہوگی جو عمدہ شے ہو **الخلاف** محشی ملا عبد الرحیم کی طرف سے لکھتے ہین خارچین وہ شخص کہ موسم
خزان مین باغ کو خار وخس سے پاک وصاف کرے اور بجائے وزدان کے دوران بنا دیا انتہی اول تو یہ
خارچین کے معنی خلاف لغت دل کے بنائے ہوئے اور نیز خلاف عادت کے خزان مین کون ایسا خیال
صفائی باغ کا کرتا ہی کہ برف باری سے ایک پتہ بھی شاخ مین نہین رہتا دوسرے اپنے معنی درست ہونیکو
وزدان کی جگہ دوران بنا دیا اب کیا ہوا آخر وہی قول حضرت نظامی رح کا راست آیا ؎ ولیکن عیب
آشکارا شود ٭ دل دوستان بے مدارا شود **قولہ** اگر سر در ہوا گردد الخ نثار مجرمان بزم عشق الخ فشاندم
ورازم گرد سے الخ **الانتباہ** سر در ہوا دیوانہ اور سودائی بائے بیائے مجہول یہ کلمہ واسطے علت قبول اور
استدعائے تعلیل کے آتا ہی آیا یہ کلمہ تمنا اور تعجب اور تاسف واستفہام کا ہی اور شاید اور واللہ اعلم کے محل پر
بھی مستعمل ہوتا ہی خاقان لقب بادشاہ چین اور ترکستان کا ہی یا ہر بادشاہ بزرگ گرد سے مین یائے تحقیر کی ہے
المعنی بیان سے بیان کیفیت عشق وعاشقون کا ہی یعنی اگر کوئی دیوانہ وسودائی ہو جاسے مگر ہو صحرائے
عشق کا اور مثلاً کسی کو رچاہ مین گر پڑے تو یوسف جیسا ماہ اوس کنوئین مین اوسکو ہدر ملے گا خیال
کرو کہ اس وادی کے کور چاہون مین ایسے ایسے معشوق بے نظیر وبے عدیل پڑے ہین اور یہ عشق وہ
بزم ہی کہ اسکے جو بیرون نشین ہین یعنی اہل مجاز اونکا نثار تو درد وداغ ہی جو مجرم اس بزم کے ہین یعنی ارباب حقیقت
اونکا نثار جانے کیا کیا چیزون ہونگی اور اون ارباب حقیقت کے رتبہ کا کیا بیان ایک ادنی مین ہون کہ ذرا
سی گرد اپنے دامن سے مین نے جھاڑ دی تھی اب جو دیکھتا ہون تو اوسکا عالم نام رکھا ہی حال آنکہ میری ہی جھاڑی
ہوئی گرد کہ بڑے بڑے پادشاہ خاقان جیسے اسکو اپنی آنکھ کا سرمہ بنائے ہوئے ہین اور کیسا عزیز ومکرم جانتے
ہین **قولہ** اگر طفل دلم را الخ دلت ریشست الخ دل شوریدہ خوانند ش الخ **الانتباہ** طفل دل کو اسواسطے
کہا کہ ابھی عشق مین پختہ کار نہین ہوا ہی الماس ہندی اسپر کہ زہر قاتل ہی دو شاد وش مین الف الصاق

کا ہی پریشانش کا شین مضاف الیہ پریشانی کا ہی **المعنی** شاعر کہتا ہی کہ یہ عشق وہ چیز ہی کہ میرا دل ابھی اسمین طفل
ہی پختہ کار نہین ہوا تاہم جو روزی اسکی تقدیر مین زہر نوشی مقرری ہی جیسے کہ اور عاشقون کی اگر اسکے واسطے
حور و مریم دایہ بنین تب کیا ہوا اونکی پستان سے بھی وہی زہر جوش کرے گا **الحاصل** عاشق کی تقدیر بجاے
شیر خواری کے زہر خواری مقرر کی ہی پیدا ہی زہر خوار ہوتا ہی دوسرے شعر مین کہتا ہی بس اے مخاطب
اگر تیرا دل زخم عشق کا رکھتا ہی تو اوس زخم کے بال بال کو زنجیر الماس سے جگر ایسا ہو نکلے اور
اوسکے بڑھنے کی فکر کر نہ یہ کہ عیش و عشرت مین غافل ہوکے اوس زخم کو ہدوش درمان کا کرے
اور گھٹا دے مطلب یہ کہ اگر زخم عشق کا نصیب ہوجاے تو غنیمت جان دیکھہ عاشق شوریدہ دل اوس
دل کو شوریدہ کہتے ہین کہ بازار معشوقی مین پریشانی زلف معشوق کی نہایت دل پسند و خوشنما
ہی یہ دل شوریدہ اس خوبی کے ساتھہ پریشانی جمع کرے کہ سیکڑون زلفین پریشان اسکی پریشانی
کی خریدار ہوئین **قولہ** مسلمانی کسے دارد الخ **نیابت** زان معلم جو الخ صفا میجوید از قصر الخ **الانتباہ**
نیابت بکسر کسیکی جگہ قائم ہونا دبستان بفتح اول و کسر ثانی مکتب در اصل ادبستان ہی اور ظاہر مکتب جگہ
ادب کی ہی جنت بالفتح بہشت در اصل وہ باغ جسکے درخت زمین کو چھپالین ایسے ہی جس لفظ
مین جیم و نون ہوتا ہی مگر ہو لفظ عربی اوسمین لحاظ پوشیدگی کا ضرور ہوتا ہی جیسے جن و پری جنین بچہ در شکم
جنہ بالضم سپر کہ یہ سب چیزین چھپنے اور چھپانے والی ہین **المعنی** پہلے شعر مین دوسرے طور پر صفت
عاشقون کی ہی یعنی یہ جو دنیا مین کافر اور مسلمان کا امتیاز و تمیز کر رکھا ہی کوئی مسلمان نہین مگر ہان وہ
شخص مسلمان ہی کہ دورنگی دوئی سے نجات پاکر یکرنگی وحدت سے ایسا یکرنگ ہوگیا ہو کہ اگر اوسکو مسلمان
کہین تو ایسا ناگوار گذرے کہ دل کسکا اوسکے بال بال سے چشمے خون کے جاری ہوجائین اسواسطے
کفر و اسلام دونون رنگ دوئی کے ہین اور وہ اصل توحید سے جسپر بنا اسلام کی ہی یکرنگ ہوچکا ہی
اس ننگ و عار رنگ دوئی کو اپنے اوپر کیسے پسند کریگا اور یہ یکرنگی سوا عاشق کے اور کو کب روزی ہی
اور جو یہ مقام بدون مرشد کامل کے حاصل نہین ہوتا بس تجکو چاہیے کہ ڈھونڈھ کے ایسے معلم کا نائب بن اور
نیابت یعنی بیعت اختیار کر جسکے مکتب مین تجکو جوہر کل جنسے طفل مکتب اور سادہ لوح نظر آئین مگر اوس
معلم کی تلاش مین یہ ضرور ہی کہ ظاہر پر نظر نکرے اسواسطے کہ بظاہر جسکے ایوان کی انواع خرابیات
مسمار ہوتی ہین باطن اوسکا ایسا صاف و نورانی ہوتا ہی کہ قصر جنت اپنی صفائی کا خواستگار اوسکے
دل سے ہوتا ہی سـ جو بیت المقدس درون پر ز تاب بہر ہا کرد دیوار بیرون خراب **قولہ** جراحت
اہل معنی را الخ و داغ آن کسے از الخ از ان نفست بطور الخ **الانتباہ** حرام بالفتح باز رکھنا اور بیانہ

کرتے تھے خلیل دوست صادق اور لقب حضرت ابراہیم روح اللہ حضرت عیسی علیہما السلام تخنہ انداختے
نہ ظاہر کنندہ فاعل تینون فعلون کے قضا و قدر المعنی یعنی ایمان ظاہری سے کہ فی الحقیقت اسکے ڈگ مگ
ہونیکا خوف ہی اگر تیرا دل آسیب زدہ ہی تو اسکو عاشقون مین لیجا کہ وہ تعویذ عشق کا اسکے بازو پر باندھدین
تا آسیب اسکا دفع ہو جائے غرضکہ ایمان کامل عشق سے حاصل ہوتا ہی اور چونکہ عشق مین گریہ و زاری فرض
لہذا کہتا ہی کہ عشق ایسی شے ہی کہ حضرت کلیم اور حضرت خلیل باوجود اوس پایۂ تکلم او رمائش مایۂ خلعت کے
اگر مدرسۂ عشق مین درس عشق پڑھنے آئین تو بدون گریہ و زاری کے وہ بھی ہرگز ذوق اسکا نپائین
ایسے ہی حضرت عیسی کہ فلک چہارم پر ہین اور آفتاب انپر ظاہر مگر یہ جو ہم عاشقون کا آفتاب ہی یعنی معشوق
حقیقی اس آفتاب کو ہرگز اونپر ظاہر نکریگا جب تک اونکو گریان اور بریان نہ دیکھین اور زار و رنجور نپائین
قولہ برنجوری کسے ارزد کہ ہرگہ الخ وصال آفتاب الخ نثار دل کن آن گوہر الخ الی انتہاء ارزدار زیدن
سے لائق ہونا بکنا قیمت رکھنا صاحب کے لفظ مین فک اضافت جائز ہی غرض یہ کہ صبر بر مصیبت اور
صبر و استقامت کرنا مجازاً ماتم پر ہی قید قربان برعایت مرگ کے ہی اور عاشق کو شہید قربانی بھی کہتے
ہین سہیل و زہرہ مراد اشکون سے باعتبار آب و تابی اونکے اور برعایت آفتاب ملک بکسر میم ملکیت المعنی
یعنی یہ جو کہا گیا کہ رنجوری و زاری عشق مین ضروری ہی تو اس رنجوری کے ہزار افراد بھی ہر کوئی کشین بلکہ
وہ شخص ہوتا ہی اور اوسکو عطا کی جاتی ہی کہ اس رنجوری سے تا دم مرگ ایسا متلذذ رہے کہ اگر مرے تو
سیکڑون عید قربان اوسکی عزاداری مین بسبب اوسکی لذت کے کہ ہم سب لذت والون مین گویا یہ قرار
تھا ایسے بالذت ہم نہین جیسے یادرخاطر مرگ کے ہین تمام شہادتی بنتا ہی اور معمول ہی کہ ہر عاشق طالب
وصال معشوق کا ہوتا ہی اسواسطے کہتا ہی کہ آفتاب جمال جانان یعنے شاہد حقیقی کا جب تک کسی پر پرتو انداز نہین
ہوتا کہ اوسکو اپنے درد جدائی مین دامن بھر بھر کے سہیل و زہرہ جیسے گوہر اشک باآب و تاب نثار کرتے نہ دیکھے
اور شعاعت شائق نہ پائے نہ دیتا دادا اور عاشق بس تجکو چاہیے کہ یہ دل تیرا جو بادشاہ ملک بدن کا
ہی وہ گوہر اسکے نذر کر کہ اسکی ملکیت ہو جاے یعنی عشق جسکا دوام ثابت ہی نہ گوہر عشق و آبرو کہ آخر
دست مرگ زبردست اوسکو تجھسے ایک ایک کر کے چھین لیگا انخلاف محمد شفیع نے بجاے عزاداری
عیدان معجمہ اختیار کر کے معنی لکھے کہ میرے مذہب مین بجار عشق کا وہ ہی کہ جب لذت بشری سے گذر جاے
فنا حسب طعام سو عید قربان کا ہو جاے یعنی اسقدر سیر ہو کہ گویا طعام سو عید قربان کا کھایا ہی انتہی
ملا قطب لکھتے ہین رنجوری عشق کی اوس شخص کو لائق ہی کہ جو مرے اور اوسکے مرنے مین بسبب نہایت
لذت ماتم کے صاحب عزا اور اسکے سو عید قربان ہون یعنی عید قربان یک روز شریف ہی اور کیفیت اوسکے

مرنے کے کہ شادی جاودانی ہی اوسمین تعبیہ ہوئے بس بسبب لذت پانے کے ماتم وار او سکے ہون انتہی محشی ملا عبد الرحیم کی طرف سے لکھتے ہین کہ وہ شخص بیماری عشق کے لائق ہی کہ جب مرے اوسکے مرنےمین ایسی لذت ہو کہ اوسکی تمنا مین سو عید قربان کہ روز تہنیت ہی تعزیت دار اوسکی ہون تا لذت اوسکے ماتم کی حاصل کرین اور نسخہ غذا مختار محمد شفیع کو بنظر فک اضافت باطل بھی کیا ہی اور بہت باتین بھی بنائی ہین انتہی تیسرے شعر مین محمد شفیع نے باختیار لفظ نثار کہ مین اوسکو نیاز مجازاً بمعنی نذر کے کہتا ہون اس سبب کہ نثار ملک نہین ہو سکتا اور لوگ لیجاتے ہین البتہ نذر ملک ہو سکتی ہی اول گوہر سے درد یا اخلاص دوسرے سے ریا مراد لی ہی انتہی مین نے یہ معنی عجیب و غریب شارحین کے بھی لکھدیے اور اپنے بھی مجکو کسیکی مدح قدح سے کیا بقول سعدی رح ع داند آنکس کہ این سخن گوید **قولہ** چو نازش تیغ بردار دالخ ز گنج عشق و امان الخ محبت درس معنی گوید الخ **الانتباہ** سدرہ اور طوبی اور تابوت اسکے معنی اوپر گذرے کرسی بضم تخت کو چک اور فلک ہشتم درس بالفتح خواندن کتاب بلفظ خواندن اور گفتن اور دادن اور گرفتن اور کردن مستعمل صغری مونث اصغر زن کو چک تر کبری مونث اکبر ضد اسکی اور اہل منطق کی اصطلاح مین صغری و کبری دو جملے ہین کہ پہلے مین اصغر ہوتا ہی یعنی موضوع جسکو نحوی مبتدا کہتے ہین دوسرے مین اکبر جسکا نام نحاۃ خبر ہی اور مجموع ان دونون جملون کو شکل کہتے ہین اور مبتدا خبر کو نتیجہ اور الفاظ مکرر کو حد اوسط جسکو چھوڑکے نتیجہ نکالتے ہین مثلاً کل انسان حیوان یہ صغری ہی کہ مشتمل ہی اصغر پر جو انسان ہی و کل حیوان جسم یہ کبری ہی کہ متضمن ہی اکبر جو جسم ہی بس ان دونو جملون کی ترکیب سے ایک شکل ہوئی اور نتیجہ اس سے بعد دور کرنے مکرر کے کل انسان جسم نکلیگا المعنی پہلے شعر مین بیان تعظیم و توقیر عاشقون کا ہی یعنی اگر وہ شاہ حقیقی بے نیاز بر سر ناز آئے اور تیغ ناز سے قتل کشتگان ناز کا عمل مین لائے تو سدرہ اور طوبی کیا چیز ہین عرش و کرسی اونکے تہیہ و تیاری تابوت مین صرف ہوئے مطلب یہ کہ مردون کو تابوت مین رکھتے ہین اونکو جگہ عرش و کرسی پر قرب مین اوس شاہ حقیقی کے ملے سدرہ اور طوبی کی کل کائنات یہی تو ہی کہ سدرہ منتہا ہے رسائی افعال و اعمال دیگر خلائق اور سیر فرشتگان اور طوبی میں ہے بہشت مقصود و منتہا ہے آرزوے زہاد و عباد نہ محل تمناے طالبان دیدار کہ فرقہ عشاق ہی بس سزاوار قرب یہی ہین اور ہرگاہ یہ رتبہ اس فریق کا ہی تو شاعر کہتا ہی تو بھی گنج بے پایان عشق سے دامن بھر گوہر سے لے کہ وہ گوہر جسوقت اپنے دل کی سر پر ڈالیگا تو اوسکے مغز ایمان مین گھس جائینگے اور اوسکو آراستہ سرا کر دینگے تو وہ گوہر ظاہری کہ بادشاہ لوگ جنکا تاج گوہرین بناکے سر کی آرائش ظاہر کرکے بیٹھتے ہین کم

کہ ایک وقت مین چھن جاتی ہین اور انکو کوئی چھین نہین سکتا ملک ولا ینفک ہوجاتے ہین تیسرے شعر مین
صفت عشق اور مذمت عقل کی ہی شاعر کہتا ہی دیکھو دیوانگی عشق اور فرزانگی عقل کی یہ کیفیت ہی کہ بڑا
فرزانہ دنیا مین افلاطون گذرا ہی لیکن عشق جس موقع پر اپنا درس کہتا ہی پکارتا ہی کہ کہان ہے افلاطون اور کہان ہے اوسکی منطق
جو بہت مقدمے ترتیب دیدیکر اور شکلین بنا بنا کر نتیجے نکالتا رہا ہی میرے سامنے آئے تا بدیہی ایسا نتیجہ پائے
کہ صغری اور کبری اور سکے مقدمات کے اوسکی برہان پر ٹھٹھے مارین استہزائً اور زار زار روئین ترحماً اور
صغری وکبری گو بظاہر رعایت افلاطون اور منطق کی ہی کہ منطق وحکمت سب علوم مخترعات حکما سے
ہین مگر بحقیقت صغری ا سے مراد مردم غیر ذی شعور جنکا کام کسیکی بات بگڑ جانے پر ہنسنا ہی اور کبری سے ذی شعور
جو بمقتضاے ترحم وبزرگی اوسکی خفت وذلت پر ملول وغمگین ہوتے ہین الخلاف نسخہ مطبوعہ اور
شروح سب مین بجاے افلاطون ومنطق گو کے افلاطون مطلب گو لکھا ہی ملا قطب نے اضافت
بیانی ٹھہرا کے یہ تاویل کی کہ مطلب جو ایک افلاطون ہی اور ایسے ہی کچھ محمد شفیع نے انتہی میری سمجھ
مین سب تاویلین لاطائل ہین منطق صحیح ہی جسمین صاف صاف رعایت صغری وکبری کی ظاہر اور
مطلب بتحریف منطق سے کیا مطلب نکلتا ہی سواے مزخرفات کے **قولہ** فغان از عشق می خیزد الخ گدای
آرزو بر سفرہ الخ باین بیرنگی وبے قیمتی آن طرفہ الخ وگر بے قیمتم الخ **الانتباہ** ہواے اشارت
بہ ہوا وبلا ومے تبقدیر درسلے درحے بیرنگی وبے قیمتی دونون مین ایہام ہی المعنی یہ چارون شعر
صفت عشق مین ہین یعنی بڑے افسوس کی بات ہی کہ عشق ایسی تو شے عالی رتبہ اور باوصف اس عالی
رتبگی کے پکار پکار کے یہ بھی کہہ رہا ہی کہ واے بر جان کسے کہ میرے چراغ سے اپنے بال پر داغ
نہ لگایا اور اس داغ سے بے داغ رہا اور پھر تو اوس سے گھبراتا اور بچتا ہی تو ظاہر خواری اور
خرابی عاشقو پر نظر کرتا ہی کامیابی باطن سے خبر نہین آیک مین عاشق ہون اپنا ہی حال کہتا ہون
کہ ایسی کونسی میری آرزو ہوئی جسنے دسترخوان نعمت کسی مقصد کا لگایا ہوا اور بطفیل عشق اندیشہ میرا
ایکدم مین سو بار مہمان اوسکا ہو کے سیر نہوا ہی یعنی بمجرد آرزو پورا پورا مطلب حاصل ہوجاتا ہی تیسرے
شعر مین اپنی دو صفتین بیان کین ہین بیرنگی اور بے قیمتی پس کہتا ہی کہ بیرنگی تو میری ایسی ہی کہ آفتاب جس سے
یاقوت وغیرہ جواہرات آب ورنگ پائے ہین میرے ہی کان سے سرمایہ آب ورنگ لایا ہی اور انکو
رنگین کرتا ہی اگر تیرے نزدیک بے قیمت ہون مثل قطرے کے تو تحصیل قیمت کی کر رہا ہون یعنی صنا
شاقہ عشق کے اوٹھا رہا ہون جیسے قطرہ ایکدت صدمے امواج دریا کے اوٹھا کے دُر غلطان کہلاتا
ہی مین بھی بدولت عشق کے گوہر بے بہا ہو جاؤنگا **قولہ** لب واو دستی الخ وقلم آہنگ اوجان لیکا

سلامت و آبدار الخ الانتباہ دست بر سینہ نہادن تسلی کرنا گرد چیزے گردیدن کسیکے آس پاس پھرنا جگر بند
یہ پر واسطے تفسیر یا بے استعلا کے ہے جو بدار مین ہے آتشی پہلے شعر مین بیان اپنی افغان پر ورد کا کرتا ہے کہ نغمہ داؤد
تو مشہور ہے جیسا کچھ وہ خوش لحان ہے اوسکا حال یہ ہے کہ ابھی افغان میرے لب سے نکلا نہین گرد لب ہی کے ہے
اور نغمہ اونکا گھبرایا جاتا ہے کہ مین اسکے سوز و درد کو کیسے سہارونگا مجھمین ایسی تاب و طاقت کہان اسواسطے
لب فرد جو کچھ کرتے ہین یہ سب اوسکی تسلی و تشفی کے واسطے ہے نہ بخیال نغمہ سرائی اور میرے جو افغان گرد لب
ہو رہا ہے لب سے نہین نکلتا یہ وجہ ہے کہ دل تو قصد افغان کا رکھتا ہے لیکن لب شکر گزار غم کے ہین جو منشا
افغان ہوتا ہے اب اس فکر مین ہون کہ اگر کہین لب ہاتھ آجائین تو اونکو استقبال افغان کو سطی بھیجون ان لبون
سے یہ کام نکلیگا حاصل دونون شعرون کا یہ کہ اگر فریاد و فغان کرون تو کون اوسکے سوز و درد کی تاب
لا سکے کمر عالی ظرفی سے لب پر نہین لاتا ضبط کیے ہون اگر لب بدل جائین تو افغان بھی لب پر آجائین اب
اس ضبط و خاموشی کو کوئی یہ نہ جانے کہ اسکا حال قرین سلامت ہے عشق وہ قہرمان کشور دلہاے دیران
کا ہے کہ سلامت کو تو پہلے ہی سے دار نیستی پر کھینچ دیتا ہے کہ مبادا میری حکومت مین مداخلت کرے پھر مجھمین سواے
مصائب عشق کے سلامت کہان قولہ زہر موعالمے الخ کیسے کز لذت طاعت الخ بستبل مینہ الخ پریشان
دیدہ الخ الانتباہ زنار و ناقوس آلات و ادوات کفر سے ہین ایمان سے مراد ایمان اہل ظاہر ہے
لذت طاعت عشق میدان بالفتح مشتق از مید بالفتح بمعنی جنبیدن سے مجازاً زمین فراخ اگر بکسر کہین تو
اسم آلہ ہے دون بفتح دال و سکون واو سے بمعنی لاغر کرنا جو سیر و گشت زمین فراخ کا آدمی کو لاغر کرتا ہے اسواسطے
میدان کہتے ہین بقول بعض بکسر عربی ہے و بفتح فارسی گو سے میدان مجازی دنیا کسواسطے کہ زمین کو ہیئت
والون نے بصورت گیند کے قرار دیا ہے بس ذکر جزء سے ارادہ کل کا ہے مجازی بفتح میم غیر حقیقی المعنی
شاعر کہتا ہے کہ میری سلامت حالی کا ہرگز گمان مت کر تیغ عشق مین اوس مرتبے کو پہونچا ہون کہ کافر حقیقی
ہو گیا اور کفر جو عشق ہے میرا دین و مذہب نہ ایمان ظاہری ریائی بر تقدیر یا گر بوے دماغ پریشان ایمان
ظاہری کی ذرا بھی میرے دل کے مغز کو چڑھ جاے تو اوسکے بال بال سے عالم عالم زنار و ناقوس نکلین
جیسے عطر سے رطوبت نکلتی ہے ایسا کفر اس ایمان ظاہر سے میرے دل مین پیدا ہو میرے نزدیک
ایمان اہل ظاہر کا عین کفر ہے اور کفر عشق کا خاص ایمان ہے کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست ہر رگ
من تار گشته حاجت زنار نیست ٭ اور یہ کفر میرا یعنی عشق میرا وہ چیز ہے جسکا نام لذت طاعت ہے اسکی لذت
نعمت و دیدار جو سب نعمتون سے بڑھکے ہے نصیب ہوگی اور جو اس لذت سے محروم ہین جیسے کہ ارباب
ظاہر مین نہ سمجھ کرتا ہون کہ اونکو جنت مین تو ضرور پہونچا دینگے بجزا اونکی ریاضت و طاعت کے مگر داغ حرمانی

دیدار کا بھی لگا دینگے وہ اس نعمت سے محروم رہینگے اور کیسے محروم نہ رہین اونکا مقصود تو فقط جنت اور اسکے
گل وسنبل کے سیر وتماشا سے ہو رہی اونکو ملجا ئیگا جیسے یہان لذت طاعت سے محروم تھے ویسے وہان
نعمت دیدار سے محروم رہینگے من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی اور دیکھو غفلت ونادانی انلوگون
کی کہ جنت کے سنبل وریحان پر ریجھے ہوئے ہین یہ نہین جانتے کہ جو کان زلف معشوق حقیقی نے اس سنبل و
ریحان کو تو سیلی خجلت مار مار کے نکالدیا ہی اسکی زلف کے سامنے حقیقت ہی کیا ہی اور وہ ایسی زلف کہ
جسکے میدان گوسے بازی کے واسطے ناف آہوے چین کی گیند درست کرتی ہی کہ شاید اوس زلف کو
پسند ہوا ور اس سے گوی بازی کرے اسمین اشارت تعطر زلف سے اسواسطے کہ خوشبو اور پیچ و تاب
دونون چیزین صفات زلف سے ہین اور ان ظاہر والون کو اس سے رغبت نہین آرسے ع فکر ہر
کس بقدر ہمت اوست ٭ اب اگر یہ غافل کہین کہ ہم اوس معشوق حقیقی کو کیسے پائین تو وہ اسی گوسے
مجازی سے حل ہوسکتا ہی کہ تمامی اشیاء اوسکی مظاہر ہین اور سب مین وہ موجود مگر ہان جو اس خوابگاہ یعنی غفلت
کی جگہ مین مبتلا سے پریشانی یعنی صرف مقتضیات ظاہری کے ہین کہ یہ عالم مظاہر ہی تو کچھ اور وہ دیکھتے
ہین کچھ اور البتہ نہین پا سکتے تو ذرا بام ہوش سے سر نکال دیکھ تو مین کیسی اسکی رنگین شان تجکو دکھاؤن
ع ز ذرات جہان آئینہ ہا ساخت ٭ ز روے خود بہر یک عکس انداخت ٭ قولہ امام شہر یعنی الخ
بعید رصفہ رقصان میسری الخ کسے کز علم منطق الخ بناز م مرشد گویان الخ مرید مرشد ما جبلی الخ بمبیدان
محبت گوسے الخ الانتباہ امام شہر قاضی خواہ وہ شیخ جو تمام شہر کے پیر ہون تبارکباد بطور طنز کے ہو
صدر بالفتح بالاے ہر چیز اور پیشگاہ خانہ اور بالانشین اور امیر اور ابتدا اور سینہ صفہ بضم و تشدید فا ایوان
خانہ اور دالان انتساب کسی سے نسبت رکھنا فصل باصطلاح اہل منطق وہ شے جو تمیز دے شے کو مشارکات
ذاتیہ سے جیسے لفظ ناطق کا انسان کو کہ انسان کو اور حیوان سے جدا کر دیتا ہی جو شریک ہین حیوانیت مین
حیوان جنس ہی ہر جاندار زہ کنارہ ہر چیز جیسے زہ گریبان اور وہ جو حرف گلدوزی مین گل بوٹا بنا ہو یعنی
یہ پچھہ شعر طنز و طعن ارباب ظاہر یعنی مشائخین وغیرہ مین ہین جو عشق سے بے بہرہ ہین چنانچہ پہلے شعر
مین قاضی شہر یا پیر شہر کی نسبت کہتا ہی کہ امام شہر یا قاضی شہر جو تمام شہر کے ہادی اور پیر کہلاتے ہین
آخر ہم بھی داخل شہر ہین ہمارے بھی ہوئے اونکا تو یہ حال کہ بحالت حیات ایسے دنیا مین مستغرق
اور ڈوبے ہوئے ہین کہ تکمیل ایمان وشہادت سے جو تصدیق قلبی ہی اور بدون عشق حاصل نہین ہوتی کبھی
خبر بھی نہین ہوتے اور اونکو ہدایت فرماتے ہی مگر مرتے وقت معاینہ یاس ضرور ڈر کے مارے
شہادت زبان سے نکالینگے جیسے فرعون نے ڈوبتے وقت کہا اسلمت برب العلمین ہیہات ہیہات

لیکن اوسوقت کا ایمان مقبول کب ہی اسواسطے مین بھی مبارکباد دیتا ہون گویا کہتا ہون کہ اوسوقت
کے ایمان سے منھہ دھو رکھین کما قال اللہ عزوجل فلم یک ینفعہم ایمانہم لما راؤا باسنا بعد بیان کیفیت امام
شہر کے کہتا ہی کہ او رجو فی زمانا صوفی ہین دیکھہ تو کیسا مگر انکا انکو تیز و تند نچاتا ہوا صدر صفہ کو لیے جاتا
ہی بحقیقت یہ رقص و سماع انکا اسیواسطے ہی کہ مکرم و معظم ٹھہر کے صدر صفہ پر جگہ پائین لہذا کہتا ہی کہ اسے مگر ذرا
ٹھہر او رآہستہ آہستہ لیجا کہ انکی شان بگڑی جاتی ہی اسواسطے کہ دوڑاتے کسی ناچیز آدمی کو لیجاتے ہین یا
حال مشایخانہ بنا رکھا ہی یہ رقص و سماع او سکے خلاف نہ انجام کار آمد غرض یہ کہ ذرا بھی مگر انکا نہین دیتا
برابر وہی زور و شور ہی رہے و غلطین متکلمین انکے نسبت اور کیا کہون یہی سمجھہ لے کہ جو کوئی بہت سے
مقدمات منطق کے ترتیب دے اور تقریرین بنا ے اگر عشق نہین رکھتا تو وہ ایک حیوان ہی جس نے نسبت
فصل کی جو ناطق ہی نہین کرنا چاہیے پس وہ ایک حیوان مطلق ہی خارج از پایۂ انسانیت ہی اور جو مرشد
گریان و بریان ہین کہ ذرا بات مین رو دیتے ہین اور ہر دم ٹھنڈی سانسین لیتے اور
اُف اُف کرتے ہین انکو مین بھی مانتا ہون یہ بڑے رتبے کو پہونچے ہین کہ انکے گریبان کی زہ کا طوق
طوق لعنت گردن شیطان پر ہنستا ہی اور ناچیز گنتا ہی اور اپنے مقابلے مین کہتا ہی کہ سچ بات ہی ان
کید الشیطان کان ضعیفا اور انھین مرشد شہر کے جو مرید ہین سب جیسے گلدوز پہنتے ہین ویسے جامۂ
نفیس پر آرایش خلاف لباس عاشقان مگر یہ انکے حق بجانب ہی کہ ہین بھی تو آخر خر عیسیٰ نہ ایسے ویسے
معمولی خر انکا پالان ضرور رنگین ہونا چاہیے آپ کہتا ہی بھلا ان لوگون سے اور عشق سے کیا مناسبت
اوسکو یہ آرایشین کب درکار عشق کا تو یہ حال ہی کہ اگر گوے آفتاب جو سراپا حلۂ نور مین چھپی ہوئی
ہی میدان عشق مین ڈالی جاے تو اوسکی چوگان سیلی کے صدمون سے کسوف حادوان مین پڑ جاے
اور یہ نور و فروغ سب محو و معدوم ہو جاے ساری چمک دمک جاتی رہے الخلاف محمد شفیع نے اس شعر مزم مرشد گریان الخ
کو تعریف مرشد مین لکھا ہی کہ اوسکو مرتبہ فنا فی اللہ کا حاصل ہی اور اس مرتبے مین حکم اور حاکم اور محکوم
تینون ایک ہین اور شیطان نے کہ ابھی مرتبہ عبادت اور محکومیت مین تھا بے حکمی کی اسواسطے
وہ خندہ استہزا کا کرتا ہی کہ محکوم کو بے حکمی کرنا نہ چاہیے انتہی زیادہ کیا کہون اگر سب شعرون سے مربوط
ہو جاے تو یہ معنی بھی مان لون نہ یہ کہ کہین مدح اور کہین ذم شارح نے اپنے زور فکر سے سب اشعار
مدح کر دیے بھتے تو مین بھی جانتا نہ یہ کہ ادھر ادھر سے شعر لکھہ کے جیسے چاہے ویسے معنی لکھدیے قوله
بہال عافیت تا کے الخ سماع آموزدان الخ من آن دریاے آشوبم الخ الا انتباہ بہل ہلیدن کے
معنی بگذاشتن زمہریر یخ بستہ سرماے سخت آور وہ ایک مقام ہی کرۂ ہوا مین فوق مین اسکے کرۂ نار ہی تحت

مین کرۂ ارض سماع بالفتح سننا اور وجد اور رقص اور حالت مشائخ مجاز اً مجنون بمعنی دیوانہ قیس جنبش بالطبع
جنبش ذاتی اور ساکن المعنی یعنی تو جو اپنے دل کو بال عافیت سے اڑا رہا ہی اور بےنوری عشق سے بچاتا
ہی کب تک بچایگا یہ عافیت بہت بری چیز ہی اسکو چھوڑ اور میرے دل کو حوالہ کر کہ اوج زمہریر سے
جو کرۂ نار ہی اسکو سوختہ برشتہ کرلاؤن اور کرۂ نار مراد دل عاشق اہل اللہ سے ہی کہ معدن و مخزن
آتش عشق کا ہی یعنی اوس سے فیض عشق حاصل کرون اور یہ جو بمقتضاے زرق و زور وجد و سماع
کرتے ہین انسے احتراز کر یہ بالکل افسردہ دل مردہ ہین انمین مطلق حرارت عشق کی مثل شعلہ کی نہین بلکہ ایسی
دیوانے شوریدہ حال کو ڈھونڈھ اور اوس سے سماع سیکھ کہ ہنگام وجد و مستی رقص اوسکا مثل
شعلے کے جنبش طبع سے ہو یعنی خود بخود بنزول واردات و تجلیات نہ بجنبش دف و چنگ جیسا کہ سعدی
فرما گئے ہین ؎ نہ مطرب کہ آواز پاے ستور ٭ سماعت گر عشق داری و شور ٭ پھر کہتا ہی دور ست
مجھی کو دیکھ ایک دریاے آشوب بنا بیٹھا ہون جسکی تاثیر سے یہ کیفیت ہی کہ تسکین اوس دریا کی موج انگیز
اور آرام اوسکا طوفان ہی اس تسکین اور آرام سے خاص اوسکی موج انگیزی و طوفان کو تو قیاس
کر وجسکا کچھ ٹھکانا نہین یعنی مین تو نہ وجد کرتا ہون نہ سماع بقول بزرگان دین اللھم استرنی بلاو
ضبط کیے اور چھپاتے ہوئے ہون پھر کیسے ایسون کے وجد و سماع کا مقر ہون الخلاف ملا قطب نے
بجاے بریان کے تمہ بریان ببا و بزاے فارسی اختیار کرکے معنی لکھے کہ چھوڑنا بلندی زمہریر سے مرغ
لاؤن اور ہلاک کرون اور جو مرغ اوج زمہریر پر پہونچیگا ظاہر کہ افسردہ و پژمردہ ہو جائیگا اور نسخہ بریان
اور بجاے باوج زاوج بھی لکھا ہی اور یہ کہ بہل مرہی اسکے ساتھ لفظ کن حسن نہین رکھتا انتہی رکاکت
نسخہ اول اور معنی کی خود ظاہر ہی کہ سوختہ برشتہ بیشتر صفت عاشقون کی ہی نہ افسردہ اور پژمردہ اور
ظاہر کہ اوج کرۂ زمہریر کی کرۂ اثیر ہی پس باوج بھی ٹھیک نہین معلوم ہوتا اور یہ اعتراض کہ بہل کے
ساتھ جو لفظ کن لگایا ہی حسن نہین رکھتا اول تو شاعر اہل زبان ہی پس شاعر اور شارح سے فرق
از زمین تا بآسمان دوسرے یہ کہ یہ امر بمعنی حاصل مصدر کے ہی یا کن واسطے توضیح و تتمیم معنی امر کے
جیسے کہ یہ شعر مولانا حضرت نظامی رح کا ہی ؎ کہ بر بادشاہ جہان نوش کن ٭ جز این ہرچہ داری
فراموش کن ٭ نسخہ مطبوعہ مین جو بحل بجاے حلی لکھا ہی البتہ درست معلوم ہوتا ہی جیسے گلستان
مین آیا ہی من او را بحل کردم اور دوسرے شعر مین جنبشے با طبع بجاے جنبشے بالطبع کے غلط لکھا
ہی قولہ عنان از عرصۂ صورت الخ باغبان یعنی الخ بہ شگان رخنہ الخ دل از حسن عمل الخ
مجھکو شر لب لعلی طلب الخ بنوش آن مے کہ گر الخ الانتباہ عنان گردانیدن کسیکی طرف سے

لوٹنا روش چال سر اویل بفتح شلوار ازیا پائجامہ تذرو بفتح و ذال معجمہ خروس صحرائی کہ نہایت خوشرنگ
اور خوبصورت ہوتا ہی بد اک بہملہ اور بمعنی کبک خطا اور مہمل ہی پایان تک دریا اور چاہ مرجان بفتح مرواید
خرد کو اور جو ہر سرخ رنگ کہ سمندر مین مثل نباتات کے جمتا ہی جسوقت پانی سے نکلتا ہی سخت ہوجاتا ہی چشم
ہم لے رو برو سے یکدیگر برہمن بفتح اول و سکون و فتح ہا و بفتحتین و سکون ہا نیز عالمان ہنود المعنی
شاعر نے اوپر آپکو دریاے آشوب کہکے اہل معنی ٹھہرایا ہی لہذا یہ اشعار اور نیز ما بعد بطور ہدایت
نصیحت کے لکھے ہین یعنی اے طالب خدا کے اس عرصہ صورت سے جو ارباب ظاہر ہین بصورت مشائخ
اور اہل اللہ فوراً باگ اپنی پھیر دے اور ہرگز انکی طرف منھہ نکر اسواسطے کہ یہان کا کبک خرامان زاغ
سے انداز چال کا سیکھتا ہی اور مشہور یون ہو رہا ہی کہ زاغ نے کبک کا انداز روش اوڑایا تھا سو اپنے
بھی بھول گیا ان زاغون مین آکر کبک اپنی چال بھول جاتا ہی یعنی بہتر بد تر ہو جاتا ہی یہ وہ لوگ ہین
جنکی نسبت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعوذ باللہ من فقر المکب ہان باغستان معنی کی ضرور
سیر کر یعنی اہل معنی سے مل اور بدل انکی طرف متوجہ ہو یہان کی ہوا مین یہ تاثیر ہی کہ طاؤسون کے
واسطے جنمین زشت پائی کا عیب ہی سراویل پاے تذرو کی تیار کرتی ہی کہ اوسکے پانون سرخ و خوبصورت
ہوتے ہین یعنی اول تو وہ خود طاؤس زیبا نگار ہین اور جو آنا قبح ہی بھی تو وہ اس حسن سے بدلجاتا ہی یہ لوگ
البتہ زمرہ ماصدق الفقر فخری سے ہین اور یہ کر کہ دریاے عشق مین جسکا ساحل نہین اور پایان
تسلیم ہی آپ کو بے تامل ڈالدے اور ایسا سامان و تدبیر کر جسمین ڈوب جاے بالفرض اگر صورت
سلامت کی نظر پڑے جیسے کشتی نشینون کو عدم طوفان سے نظر آتی ہی تو انتظار طوفان کامت کر نوک
مژگان سے جو بصورت برمہ کے ہین کشتی سلامت مین رخنہ کرکے پایان تسلیم کو پہونچ جا کہ ہذا الفوز
المبین ع غواص گر اندیشہ کند کام نہنگ ✤ ہرگز نکند در گرانمایہ بچنگ ✤ اور یہ بھی جان لے کہ
حسن عمل سے خودی و خود پرستی پیدا ہوتی ہی جیسے شیطان نے کہ معلم الملکوت تھا کہا انا خیر منہ اور حکم
فاخرج منہا فانک رجیم سنا اور عصیان ایسی چیز ہی کہ اس سے عجز و انکسار پیدا ہو کے آدمی مصداق
رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ذالک لمن خشی ربہ کا ہو جاتا ہی پس میری دانست مین جو شخص عصمت پر
نازان ہوئے اوسکو لازم ہی کہ دلکو حسن عمل سے چھین لے اور عصیان کے ہاتھہ مین دیکر دل کی
شکستگی حاصل کرے کہ اس ناز و افتخار سے وہ عجز و انکسار جو بخیال عصیان کے پیدا ہوگا لاکھہ
درجہ بہتر ہی ع برین آستان عجز و مسکینیت ✤ بہ از طاعت و خویشتن بینیت ✤ اور یہ بھی یاد
رکھہ کہ پست ہمت مت بن جیسا عباد و زہاد کہ طالب کوثر اور بہشت کے ہین اسواسطے کہ ایسے

لوگون کو طالب العقبی مؤنث کہا ہی تو عالی ہمت مردانہ وار رہ اور رے لعل عشق معشوق حقیقی کا طالب ہو
کہ طالب المولی مذکر ایسے ہی لوگون کی صفت ہی اسواسطے جو کوئی اس شراب کو پیتا ہی لالہ کیطرح اوسکے سر سے
جام مرجان پیدا ہوتا ہی جام مرجان سے خواہ مراد تاج ہی خواہ وہ لطیفہ لطائف ستہ سے جسکا مقام تحت
سر ہی اور اخیر درجہ فقر کا منقول ہی کہ ایک روز حضرت علیؑ شیر خدا خواب ناز مین تھی اور ایک شعلہ نور کا
دماغ سے نکلکے عرش تک جاتا تھا اور آتا تھا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حال دیکھکے کہا کہ مین
ایکبار عرش پر گیا اور علی بار بار آتا جاتا ہی بتقریب اس ذکر کے لطائف ستہ کا بھی بیان کرون اول
لطیفہ نفس ہی مقام اوسکا ناف دوم لطیفہ قلب محل اوسکا دل کی بائین طرف سوم لطیفہ روح ٹھکانا
اوسکا سینہ جانب یمین چہارم لطیفہ سر اسکی جگہ فم معدہ پنجم لطیفہ خفی موضع اوسکا پیشانی ششم لطیفہ اخفی
محل اسکا تحت سر اور یہ سب لطیفے بڑے کاملیون کے کھلتے ہین والا بعض بعض سب سے بڑھکے لطیفہ تحت کا ہی
اے مخاطب جو تو نے صفت اس شراب کی سنی اور فضیلت اسکی معلوم کی تو تامل مت کر اور بے تامل
پی لے یہ وہ شراب ہی کہ اگر آئینہ کفر و اسلام کا نے اور دونون اپنی اپنی صورت اسمین ظاہر کرین تو ایام
و برہمن دونون حیران ہو کے ایک دوسرے کا منھ تکین اپنی اپنی نادانی و ناسمجھی پر کہ نہ ٹھیک ہم سمجھے
نہ تم اصل صورت یہ ہی جس سے غافل رہے **قولہ** بنوش آن مے کہ گر بر صورت الخ بیار آن مے
اگر لخت الخ سفال از بہر مے الخ اگر از حرمت اندیشی الخ **الانتباہ** یہ چارون شعر بھی تاکید و تائید
قول ماسبق مین ہین جو تھا مشتمل گریز ہی صورت شیرین وہی صورتین جو فرہاد نے تراش تراش کے
کوہ بے ستون پر ڈالی تھین اسکا ذکر مین اوپر لکھ چکا ہون بیع بالفتح خریدن و فروختن ارزان
ضد گران سفال بالضم ظرف گلی اور خذف اور بکسر نیز خضر بالکسر نام پیغمبر و بفتح اول و کسر ثانی نیز
سبو بفتح اول معروف شین آب حیوانش کا بمعنی خود المعنی شاعر پھر مکرر کہتا ہی کہ پہلے یہ ایسی شراب
ہی کہ اگر اسکا ایک جرعہ صورت شیرین پر ڈالدیگا تو با وصف جماد ہونے کے بے ستون سے
مست و رقصان نکل آئیگی اس شراب ظاہر کی نسبت جو مشہور ہی کہ مردے کے منھ مین ڈالو تو زندہ
ہو جاے آخر وہ حیثیت تو حیوانیت کی رکھتا ہی اور جماد تو مطلق نہین رکھتا یہ جماد مین جان ڈال دے
اور مست کر دے تب مستعد ہو اور اسکے تلخ و شیرین ہونیکا کچھ لحاظ مت کر جیسی ملے ویسی لے
اگر دل و دین اسکی قیمت ہو تاہم دونون اسکی خرید مین دیدے اور جان لے کہ مجکو مفت مل گئی
پس اگر خریدار اس شراب کا ہی تو دیر مغان جو اشارت مکان مرشد کامل سے ہی چل وہان اسکی
ایسی افراط ہی کہ مین تو بقدر حیثیت اپنے طالب ایک مثقال کا تھا جسکی ہندی کھجیا ہی مین نے دیکھا

کہ خضر نے سبو کا سبو سنگدلون یعنی عاشقون کے دلونپر کہ متحمل شدائد مصائب کے ہین ڈال کے مست وسرشار
کردیا اور حیات جاودانی بخشی خضر بھی مراد مرشد سے ہی اور آب حیوان شراب ہے اور اگر حرمت شراب سے
ڈرتا ہی تو آ اسکی حلت کا فتوی تجکو دکھادون جو سلطان شریعت نے لکھا ہی بشرطیکہ تو یہ فتوی خاقان کو
نہ دکھائے غرض یہ کہ ظاہر بینون پر ظاہر منکر جاہے خاقان کیون نہو قید خاقان کی برعایت قافیہ کے
ہی و نیز بمقابلہ سلطان کے یہان تک تشبیب تھی آیندہ مع الخلاف ملا قطب نے یہ معنی لکھے کہ مین
بمقتضائے شراب سفال چاہتا تھا ناگاہ میخانہ مین خضر آئے اور دونون کے سنگ پر سبو آب حیات حقیقت محمدی کا
مارا یعنی بیخبرون سنگدل کو اوس آب حیات سے زندہ دل کیا یعنی مجھہ بیخبر سفال طلب کو سبو آب حیات سے
پہونچایا پھر لکھتے ہین یہ معنی سست بھی تکلف نکلتے ہین ورنہ ظاہر یہ ہی کہ مصنف ذی شبہہ گوہر معنی کو پتھر
سے توڑا ہی اور بجائے دُر ٹھکریان پروئی ہین انتہی شارح نے خوب دُر و سفال پہچانے مین بھی اتفاق ع
دروغی راجزا باشد دروغی ۔ کے مداح انکا ہون **قولہ** شہنشاہ سریر الخ شہنشاہ ہے کہ فراشان الخ شہنشاہ ہی
کہ ہست الخ شہنشاہ ہے کہ چون الخ **الانتباہ** بصد منت یعنی عرش کو سیکڑون طرح ممنون پاتے ہین تب گرد
اوس بزم کی اوسکے سر پر ڈالتے ہین بجائے غم لشکر کے جو مراد امت سے ہی غم عالم خوب نہین ہی جمازہ شتر قوی
تیز رفتار جاہ اشارت بمرتبہ شب معراج یعنی جب رتبہ معراج کا عطا کیا تو اوسکی جگہ عرش ٹھہری اور حضرت
موسی کے واسطے طور تھا باقی معنی ظاہر ہین **قولہ** بجنت گر برات الخ دران حالت کہ ریزد الخ بنازم عزت الخ
الانتباہ یعنی جنت پر اگر کسی کو واسطے برات نعمت جاویدکے لکھا چاہین تو رضوان جو خازن جنت ہی انکی لکھوان
کی سیاہی سے لکھوائے اور جسوقت کہ لب شیرین دانش سے نوش بر نوش بڑتے ہین کہ عبارت اظہار وحی
سے ہی یا خود اپنے کلام سے تو بازو جوہر اول کے مگس ران لیکر دوڑتے ہین اللہ اللہ کیسی عزت وشان آپکی
ہی جسکے ایوان مین حضرت علی جیسے آرائش بزم ہین اور حضرت جبرئیل سے مہمان **قولہ** گلستانے ہمارے
فیض الخ بہشتی نزہت گلگشت الخ **الانتباہ** زاغی مین یائے مصدری ہی نزہت بالضم بے عیبی اور نکوئی اور
خوشحالی گلگشت بالضم سیر جا ہاے مرغوب **المعنی** یہ دونون شعر قریب المعنی ہین یعنی ایسا گلستان اونکی
ہماے فیض کے قبضے مین ہی جسکے زاغی پر حضرت سلیمان کو فخر ہی اور اونکی سیر و گلگشت مین ایسی نزہت
ہی کہ ریحان اوسکا طوبی سے ہر وقت باج لیتا ہی یہ اوسکا ایک کھلونا ہی حاصل پہلے شعر کا یہ کہ جس شخص پر
فیض اونکا جاری ہوا ظاہر و باطن ایسا صاحب تبہ کہ حضرت سلیمان جیسے شہنشاہ صورت و معنی اوسکے ادنی
رتبے پر نازان ہوتے ہین دوسرے شعر کا یہ کہ اونکی سیر و گلگشت کے نزہت کا طوبی ہر وقت باجگذار ہی
قولہ نخوردند از محبت انبیا الخ **الانتباہ** نمایان بضم نمودار شوندہ مجازاً کلان اور بسیار اسواسطے کہ ہر چیز

کلان اور بسیار نمایان ہوتی ہی المعنی اس شعر مین دونون فعل ہین دونون مثبت بھی ہو سکتے ہین اور منفی بھی درصورت
نفی کے یہ معنی کہ اگلے انبیا کو تیغ عشق الہی سے کوئی زخم لذت رسان نہین نصیب ہوا اسواسطے کہ آپ کی جان
مست عشق نے کوئی زخم نمایان اوسکا نہین چھوڑا چھانٹ چھانٹ کے سب اپنے اوپر لیے ایسے ویسے اونکو
ملگئے اور برتقدیر اثبات یہ معنی جو کوئی زخم عشق کا نمایان آپ کی جان مست نے انبیا کی پر محرومی پہ نظر
کرکے چھوڑ دیا وہ اونکو نصیب ہوا ورنہ وہ کہان پاتے حاصل یہ کہ جیسے عاشق خدا کے آپ ہین ایسا کوئی ہوا
نہ ہوے مگر پہلے معنی ابلغ ہین **قولہ** کسی کز خوان نافرمانیش الخ گل رحمت بود خودرو الخ **الانتباہ** خلال
بالکسر درمیان اور فاصلہ میان دو چیز اور چوب دندان اور خس اور کاہ نیز خودرو وہ گھاس جو خود بخود جم
اوٹھتی ہی **المعنی** معنی دونون شعرون کے صاف ہین پہلے شعر کا خلاصہ یہ کہ جو آپ کا فرمانبردار نہین وہ دوزخی
ہی دوسرے کا یہ کہ آپ سب کے ولی نعمت ہین اہل امکان جو نہین سمجھتے کفران نعمت کرتے ہین اور حق نعمت
نہین پہچانتے کسواسطے کہ یہ سب کچھ بطفیل آپ ہی کے ہی **قولہ** عتاب او بود الخ عطاے او بود الخ **الانتباہ**
عتاب بکسر ملامت کرنا اور غصہ ہونا اور ناز کرنا آب خضر آب حیات **المعنی** ان دونون شعرون مین عتاب
و عطا کی صفت ہی اور معنی دونون کے ظاہر یعنی عتاب آپ کا وہ آتش محرقہ ہی کہ آب حیات سے جان بخش
کو فنا کرکے دھول مرگ کی اوس سے اوڑھائے اور عطا ایسی کہ خار خشک یاس سے گل مقصود کے تروتازہ
اوگائے **قولہ** زہے عزت کہ بے نعت الخ زہے رحمت الخ کسے کز راہ اولادت الخ **الانتباہ** مذہب زراندود
کرنا یہ مصدر بمعنی اسم فاعل کے ہی عنوان بالضم دیباچہ اور سر نامہ اور اول ہر چیز دوسرا شعر بتقدیر عطف **المعنی**
یہ تینون شعر مربوط بتمہید ذکر اولاد امجاد ہین یعنی عجب عزت حضرت رب العزت نے آپ کو عطا فرمائی ہی باآنکہ کل امر
ذی بال لم یبدا بہ بسم اللہ فہو ابتر آپ کا قول مبارک ہی لیکن مین کہتا ہون کہ اگرچہ بسم اللہ مذہب عنوان
کسی نامہ کی ہوا اور وہ آپ کی نعت سے خالی ہو بیشک لوح معصیت ہوجائیگا بدین وجہ کہ جناب باری
عز اسمہ نے اسم شریف کو بعد اپنے اسم مبارک کے قلم سے لوح محفوظ پر لکھایا ہی پھر نامہ بدون نعت بسبب
عدم اتباع اس ہدایت کے لوح معصیت کیسے نہوگا اور عجب رحمت بے منت آپ کی کہ ایسی بڑی نعمت
جسکو حسن ایزدی نے اپنے نقاب مین چھپائے ہوتے تھا اوس صورت کا آئینہ مخلوق کو دیدیا کہ توسل اوسکے
دیکھا کرے جو کوئی آپ کا فدا اور جان نثار ہی اوسکا تو کیا کہنا آپ کی اولاد امجاد کے محب کا یہ حال
ہی کہ رضوان باغبان جنت گل افشانی اوسکی طوبی کے نام لکھتا ہی کہ یہ تیرے ذمہ ہی یہانتک ہیچ بختی
آئینہ مقصود آپنا **اختلاف نسخہ** مطبوعہ مین بجاے روضہ بر طوبی کے روضہ مطوبی غلط لکھا ہی **قولہ**
شہا بر عرفی تیرہ مردہ الخ دہانش عشیمہ زہر ست الخ زبس کز ہر سر مویش الخ دل او در ہواے عالم الخ

اور سلمان جو شاعر مشہور ہی بھلا میری نظم لامکان سے ہے اوسکی سادہ حصہ کب تھا اور سلمان کا گذر ان قافیون مین
کہان ہوا وہ اس نزاکت و لطافت کو کیا جانے کہان سادہ کہان لامکان اب نظم میری سیر مشرق ہے کو جو
ہی مین ڈرتا ہون ایسا نہو سوء انوری کی بوجہ تنگدستی تمامی ملک خراسان کا اسکے نسخہ میں عرض کرے جو
نظم نے مسخر کیا ہی اور اوسکی شکی دغفت ہوا اسواسطے کہ یہ میری نظم اور حال آنکہ جہانگیر مجھسے اور میری نظم
اور انوری اور اوسکی نظم سے کیا نسبت در بر تقدیر کوئی میرے اور اوسکے درمیان مین نسبت بھی ٹھہرا دے
تو اوسکے سامنے ذکر ماہ نخشب کو ماہ تابان کا کرکے کہدے کہ بس یہ نسبت ہی اب خیال کرنا ماہ نخشب کو کہ ود ایک
مقام چاہ کا رہنے والا اور فروغ اوسکا چاہ چہار فرسنگ اور ماہ تابان کو کہ مقابلہ اوسکا آسمان اور روشنی سے اوسکی منور
سارا جہان اور اگر یہ قصہ ماہ نخشب کا اوسنے نہ سنا ہو تو قیمہ تبسم ہی کہدے کہ ایسا سمجہہ لے جیسے یوسف اور اخوان یوسف
کہ یوسف پیغمبر اور صدیق اللہ اور حسن و خوبی مین بے ہمتا اور اخوان کسانرا ناس اور موصوف فلکید ولک کیدا ہو
حسن و جمال مین یکتا قید تبسم بنظر تسخیر یا عادت کہ اظہار لاعلمی مخاطب مقصود ہی اور ذکر ان شعرا کا اس نظر سے ہی کہ ان کے قصائد
اس زمین مین ہین قولہ فلکندم جو شش آوازہ الخ بباغ نظم خودمی نازم الخ بجال با وزمن بعکس الخ بعید جانش
خریدم سے رد با شد الخ بیک ارزن گرانش الخ تو دانی قیمت آبش الخ **الانعتباہ** آوازہ مین یا تحتانی
صفت کی ہی عطر بالکسر خوشبو بجل باد سے معاف باد ارزن نام غلہ ہندی چینا کہ دانہ اوسکا نہایت خرد
ہوتا ہی خرمن ماہ بالکسر ہالہ آب یعنی درخشندگی و رونق اور عزت **المعنی** یہ چہہ شعر بھی فخریہ ہین یعنی مین نے
اپنے نام کو ایسی شہرت دی ہی کہ اوس آفت قیامت مین بھی کوئی اوسکو نہین بھولیگا ہرچند آفت مین
لوگ سب کچھ بھولجاتے ہین اور مین جو اپنے باغ نظم پر نازان ہون کچھ بیجا نہین اسواسطے کہ جس کے باغ کے
ریحان مین خوشبو گیسوے رسول اللہ کی ہو گی وہ کیسے نازان نہوگا مگر ہان حسد ایک ایسا مرض ہی کہ
وہ عیب نکالیگا تو یہ مین نے حاسد کو حلال و روا کر دیا کہ موافق اللّٰھم اجعلنی محسودا ولا حاسدا اسوقت مین
بھی حاسد سے اچھا ہون لیکن اگر لفظ و معنی میرے سخن کے اوس شمشیر باران کرین تو اسبات سے مجھے کیا
اسکے سوا اسکے دونون جانون کے عوض مین مین نے اسکو خریدا ہی یعنی بڑی جان کاہیون سے لکھا ہی کب
ہو سکتا ہی کہ تنگ نظرون کی تحسین اور لئیمون کے صلے کے عوض مین ایسی عزیز چیز کو بیچ ڈالون حاصل یہ کہ کسی کے
تحسین و صلہ کی بھی پروا نہین رکھتا البتہ اگر آپ عوض ایک ارزن سے خریدین تو سمجھون کہ مین نے بہت
گران اور بڑی بھاری قیمت کو بیچا ورنہ اگر آسمان خرمن ماہ کے عوض خریدے تو بھی جانون کہ مفت اور نہایت
سستا بیچا کسواسطے کہ آپ اس چشمے کے آب کی قدر و قیمت جانتے ہین کہ خضر بھی ہین اور آبحیات بھی
سکندر کیا جانے جسکے لب سے آب حیوان متنفر ہوتا ہی سو نہ گیا میرا یہ آب کہ عذب فرات ہی مقابل

اسکے آب حیوان ملح اجاج **قولہ** تعالی اللہ چہ تخلست این الخ شمار از صدف وش الخ **الانتباہ** تعالی الکلمہ تحسین اور
تعجب کا ہی ایسے موقعے پر لاتے ہین کہ جب کسی چیز کی مثل کسی چیز کو نہین پاتے آب دیدہ اشک سے مراد
نہین ہی بلکہ آب وتاب دیدہ **المعنی** یہ قطعہ شاعر نے اس قصیدہ کی تسمیہ مین لکھا ہی کہتا ہی کہ تعالی اللہ یہ کیا
ہی نخل رطب بار ہی آب دیدہ سے آب یافتہ یعنی بوجہ حسن وخوبی کے آنکھون ہی مین رہتا ہی اور بے تحریک
ہوا گل معنی اسکی شاخون سے بٹتے ہین ایسا پھولون سے لدا ہی الغرض شمار اسکی وصف کا حد اوصاف سے
قاصر ہی بس یہی اشارت کافی کہ اہل عرفان نے اسکو بخطاب عمان الجواہر کے مخاطب کیا ہی شاعر کا قصیدہ
بے شک عمان الجواہر ہی مگر شارحین نے کوئی گوہر آبدار معانی اپنے موقعے پر سوائے صدف وخرمہرہ کے اپنی
طبیعت سے نہین نکالا اگر ناظرین کو باور نہو اب تک کتاب حاضر اول سے آخر تک معانی اور ربط اشعار
کو بغور ملاحظہ کرکے فرمائین کہ حق بجانب کسکے ہی ؎ بگو انچہ دانی کہ حق گفتہ بہ ٭ نہ رشوت ستانی و
نہ عشوہ دہ ٭ وہو المستعان ؎

قصیدہ ۴۳ قولہ منم آن سحر بیان ازمد والخ منم آن مایۂ فطرت الخ منم آن بحر لبالب الخ
الانتباہ یہ قصیدہ بھی بحر رمل مثمن مین ہی ارکان اسکے فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان اور تشبیب
اسکی فخریہ پہلے شعر کا دوسرا مصرع بتقدیر کاف ناطقہ عام قوت ناطقہ نہ خاص اپنی لبالب مین الف اشباع کا
منم مین اجماع ضمیرین سے حصر منظور ہی **المعنی** شاعر نے ان تینون شعرون مین تین القاب اپنے مقرر کیے
ہین سحر بیان مایۂ فطرت بحر معانی اور تینون شعرون کو تین القاب سے مصدر کرکے پھر موصوف بدیگر
صفات کیا ہی چنانچہ کہتا ہے کہ وہ سحر بیان جو اپنی طبع سلیم کی مدد سے بدون استفادہ اور
کی سحر بیانی کرتے ہین ہی ہون اور ایسا فصیح وبلیغ کہ قوت ناطقہ جو افراد انسان مین بٹی ہوئی ہی میرے سخن کا نام
بے تعظیم نہین لیتی اور مین بھی وہ مایۂ فطرت ہون کہ اگر انصاف ہو تو میرے ہوتے اور کوئی کیا چیز خود اندیشہ
کو کوئی فہیم نہ کہے گو اندیشہ مایۂ ہی ادراک ہی مگر کیا کیجیے انصاف نہین رہا جو چاہیے وہ فہیم بنجائے اور
مین وہ ایک دریا لبالب از معانی ہون کہ میرے گوہر سخن کے مقابلے مین در یتیم گوہر بنا بنایا شرم سے آب
آب ہوکے پھر قطرہ آب کا ہو جائے اے مقید رو قیمت **الخلاف** سب کتابون اور شرحون مین کز مدد
طبع لکھا ہی لیکن مجکو اس کاف کا فائدہ یہان کچھ معلوم نہین ہوتا دوسرے مصرع مین کاف تقدیری بیان
آن کا مناسب ہی بشرطیکہ سلیم الذہن تسلیم کرے والا کوئی وجہ موجہ **قولہ** گر بیاد سخنم الخ از حجاب سخنم بسکہ الخ
در حرمگاہ دل والخ فوج فوج ست الخ **الانتباہ** یاد سے ذکر کرنا یا پڑھنا مراد ہی مانند اے بگذارند بجائے
اسکے باشند صحیح ہی حشر بالفتح بالکسر معجزا قیامت نشر بالفتح بوے خوش اور سبز ہونا گیاہ کا دوبارہ اور

پراگندہ اور پراگندگان واحد اور جمع یکسان مجازاً زندگی نسیم نام نہر بہشتی کا کہ غرفون پر بہشت کے جاری ہی
حجلہ بفتحات مکان عروس اور چپرکھٹ عقیم مرد خواہ عورت نازاییندہ مذکر و مونث اسمین یکسان ہین انگلی
اجنحہ بضم اول و کسر لام و سکون جیم و نون و حاے حطی صاحبان بازو کنایہ از ملائک کہ بال و پر انکے
منقول ہین المعنی ان اشعار مین بھی شاعر اظہار اپنے فخر و تعلی کا کرتا ہی کہ معمول ہی ہنگام پڑھے جانے
کسی کتاب متبرک یا فاتحہ اور ذکر بزرگون کے عود جلاتے ہین بجہۃ بخور اور عود کے یہ بھی خاصیت ہی
کہ اسکی بو سی اکثر حشرات اور مکس اور مچھر نکل بھاگتے ہین اگر میرے ذکر سخن یا سخن پڑھنے کے وقت تبرکاً
عود جلائین جو لہ میرے سخن جانبخش کے ساتھ وہ شمیم منتشر ہوگی لہذا جسطرف جاے اوسطرف کے مردون
کو زندہ کر دے کہ اپنے اپنے مسکن سے نکل آئین جیسے حشر کے دن زندہ ہوکے نکلینگے اور میرا سخن ایسا لطیف
و شیرین ہی کہ زلال تسنیم اسکی شیرینی سے شرما کے عرق عرق ہوکر بہگیا اب بصورت شیشہ کے رہگیا ہی رطوبت
کا نام و نشان نہین اور میری حرمگاہ دل اور حجلہ گاہ طبیعت مین ہر عروس مریم صفت عیسی زا حاملہ ہی اور
جو سواے مریم کے ہی وہ عقیم ہی یعنی میرا کوئی کلام ایسا نہین جو جان بخش نہو سب شاعرون کا یہ حال ہی
کہ دس پانچ مضامین عمدہ اونکی خاطر خطیر مین گذر جاتی ہین باقی بھرتی ہوتے ہین میرے دل فردوس منزل
کا یہ حال کہ غول کے غول معانی نفیسہ اوسمین پرواز کر رہے ہین اور اوسکے سامنے چھائے ہوئے مشتاق
بندش کے ہین جیسے باغ نعیم مین فرشتے فوج فوج اڑتے پھرتے ہین **قولہ** غنچہ از نسبت سحبان الخ
در پذیرو زدم صورت الخ آن خرد مند حکیم الخ چون بہ بازیچہ شوم ملزم الخ **الانتباہ** سحبان بن وائل
بالفتح نام ہی ایک شخص فصیح و بلیغ کا عرب سے عار ننگ و عیب صورت دیوار تصویر دام سے مراد مانگنا
ہی سبابہ بالفتح و تشدید باے موحدہ انگشت شہادت چونکہ سب گالی کو کہتے ہین اور ایام جاہلیت مین
گالی کے وقت اوس انگلی سے دشمن کی طرف اشارہ کرتے تھے لہذا یہ نام رکھا اور نقص یہی انگلی اکثر
بھی اونگلی چلتی ہی سقیم بیمار مجازاً چیز ناقص بازیچہ کھلونا ملزم الزام دہندہ ارباب کلام متکلمین کہ مسائل
نقلی کو دلائل عقلی سے ثابت کرتے ہین جوہر فرد جزو لا یتجزی کہ متکلمین کے نزدیک قابل قسمت نہین کسی
طرح اور حکما کے نزدیک قابل قسمت ہی کنایہ دہن معشوق دلیل رہنما **المعنی** یہ اشعار بھی شامل اشعار مدحیہ
فخریہ ہین یعنی باد صبا غنچے گل کے کھلاتی ہی اور میری سخن سے غنچے دل کے شگفتہ ہوتے ہین اگر اس شگفتگی
کے باب مین مین اپنی طرز سخن کی باد صبا کو تعلیم کر دون کہ اس طور پر شگفتہ کیا کر اور باد صبا غنچہ کو
پہونچا کے شگفتہ کیا کرے من بعد سخن سحبان کا اونکے پاس لے جائے اس خیال سے کہ سخن سے
یہ شگفتہ ہوتا ہی جیسا یہ سخن ویسا ہی سخن عرفی کا تو غنچہ سخن سحبان کی نسبت اپنی طرف عار و ننگ سمجھے

کہ یہ کیا آخر راو ٹھا لائی پھر کہتا ہی کہ ہر چند دم عیسٰی سے مُردے زندہ ہوتے تھے مگر وہ مردے زندہ ہوتے تھے
جو حیثیت زندہ ہونے کی رکھتے تھے یعنی جسم جاندار اور تھوڑی دیر زندہ رہتے تھے مین اگر اپنا دم صورت دیوار
پر پھونک دون کہ صرف تصویر ہی تصویر ہی تو علاوہ زندہ ہو جانے کے ایسی مایہ دار عقل و فہم کی ہو جاوے
کہ حکیم مایہ فطرت کا اوس سے قرض ہے یعنی مانگے حکیم کا لفظ عام ہی حضرت عیسٰی کو بھی شامل اسواسطے کہ اکثر
فریق انکے حکیم ہونے کے قائل ہین اور جوہر کل جو حکما عقل کل کہتے ہین کہا کرین مین وہ حکیم عقل کا ہون کہ
اوس جوہر عقل مین ناقص باتین اوسکی سایہ عقل سے بتاؤن اور اوسکے نقص نکالون آپ کہتا ہی کہ حکما
اور متکلمین مین جو جوہر فرد کی تقسیم و غیر تقسیم مین کلام چلا آتا ہی اور طے نہین ہوا اگر مین حکما کی طرف ہو جاؤن تو
کھیل ہی کھیل مین ایسا الزام ارباب کلام کو دون کہ اونکی خفت و خجالت پر خود جوہر فرد ہنسے اور یہی
ہنسنا اوسکا دلیل تقسیم ہو جاوے کہ آخر خندہ دہن سے ہوتا ہی اور دہن خندہ سے منقسم ہوتا ہی بسبب کشادگی
کے الخلاف محشی نے محمد شفیع اور ملا عبد الرحیم کی طرف سے معنی لکھے کہ غنچہ ایسا فصیح ہو جاوے کہ اگر اوسکو
فصاحت مین سحبان سے نسبت کرین تو وہ ننگ و عار کرے اور ایسے کچھ ملا قطب نے ان اشعار کے معنی لکھے
ہین **قولہ** ہر نفس قافلہ الخ زہر خندی کند الخ با چنین رتبہ کہ الخ **الانتباہ** قافلہ بکسر فا گروہ از سفر باز آیندہ
مشتق قفول سے کہ سفر سے لوٹنے کے معنے مین ہی یا اسمین وحدت کی تفاؤل جانیوالون کے معنی مین ہی زہر خند
وہ خندہ کہ بحالت قہر و خجالت کے کرین ہجو بالفتح مذمت کرنا بضم جیم غلط ہی **المعنی** یعنی باوصف ان مدارج
کمال کے عجب و غرور نہین رکھتا اس سبب سے کہ ہر وقت ایک قافلہ عجز و تسلیم کا عالم غیب سے میرے دل
مین چلا آتا ہی بطفیل اوسکے خلاف اہل روزگار کہ ادنی حصول شے مین از خود رفتہ اور بے اختیار
ہو جاتے ہین غرور و پندار سے بھی برطرف اور برکنار رہون اور گرم و سرد زمانہ کا بھی شکوہ گزار نہین
ورنہ کیفیت میری یہ ہی کہ طبیعت میری تلخکامیون سے ایسی چشمہ زہر ہو رہی ہی کہ نوشخند تو مجھکو کسی وقت نصیب
نہین البتہ زہر خندہ وہ بھی بدین تلخی و ناگواری کہ اگر بہشت شیرین سرشت کے ساتھ کرون تو ایسی تلخی بہشت
مین پھیلجاوے کہ تسنیم ڈر کے مارے دروازہ اپنی حلاوت کا بند کرلے کہ مبادا مجکو بھی تلخ کردے یا تلخ ہو جانے
کے سبب سے بند کرلے **الخلاف** بجاے عالم غیب عالم عقل اور چسپت متاعش اور جنس متاعش نسخہ
مطبوعہ مین غلط لکھا ہی اور محشی و ملا قطب نے دوسرے شعر کے جو دوسرے معنی یہ لکھے کہ اگر بہشت کے
ساتھہ زہر خند کرون تو زہر خند سے ایسی شیرینی ظاہر ہو کہ تسنیم خجالت سے دکان حلاوت کی بند کرلے
پس شیرینی شکر خند کو قیاس کیا جاوے انتہی معنی تو بنا لیے لیکن سیاق کلام اور ربط اشعار سے کچھ غرض
نہین یہ خیال نہ کیا کہ تسنیم دکان حلاوت کیون بند کرلے بلکہ بند کو کھول نہ دے تا حلاوت دو چند ان

ہوجاے اور ایراد ان دونون شعرون سے خلاف اشعار سابق کے اور ذکر ہجو تشنیع سے کیا فائدہ تھا اور
کیا مقصود قولہ با چنین ہجیر الخ یا من اہل معارض الخ تا بصد قرن و گرامب الخ الانتباہ آیہ شیخ ملا و ستم کی ہجو
جیم غلط معارض سے مراد جھگڑہ کرنے والا نامنفعل بے حیا قرن بالفتح مدت صد سال اور بعضی سی سال اور
سال علی اختلاف الاقوال مگر صد سال مطابق حدیث شریف کے ہی کہ آپ نے ایک شخص کی نسبت فرمایا
عش قرنا وہ سو برس جیا تھا بدیہی بالفتح اول و کسر ثانی ظاہر چیزیں جو محتاج فکر کی نہو جیسے ایک اور ایک دو ہوتے
ہین براہین مبین دلائل واضح و لائح المعنی یہ تین شعر ہین پہلا تمہید ہجو اور دو ہجو خاص ہین شارحین
نے لکھا کہ ہجو فیضی یا ابوالفضل کی ہی شاید ہو شاعر نے کسی کا نام نہین لیا نہ موقع نام لینے کا تھا سمجھا ہوگا کہ
پانی آخر نشیب ہی کو جاتا ہی بس کہتا ہی کہ مین جو اسقدر اپنے محامد و محامد بیان کر رہا ہون سب بے فائدہ
ہین گویا اپنی ہجو آپ کرتا ہون اسلیے کہ انصاف وادراک دونون جہان سے مٹ گئے اور مطلق کسی مین
نہین پھر کون میرے بیان کو راست و درست سمجھیگا آخر یہ نہوا کہ ایک جاہل بے حیا مجھسے معارض ہوا اور لیا
بے حیا کہ جسقدر اوسکی قدح کرون سب اوسکی مدح ٹھہرے اور جاہل ایسا کہ امر بدیہی ہوا وہ سمجھا نہ ہو اور ہجو ہر
جیسا اور معتدالتفہیم براہین مبین تاہم سو قرن تک امر بدیہی نہ کرے نہ سمجھے الخلاف بجاسے قدح کے
مطبوعہ مین ہجو خلاف مقابلہ مدح کے لکھا ہی کہ لطف لفظی سے خالی ہی ایسے ہی محشی کی یہ بات کہ ہجو کو سمجھ
سمجھے شرمندہ نہوا تھی قولہ ہیچ رنگو نہ دلم را الخ زانکہ از مشک الخ دوش بر دوش نبی و در شرف الخ
الانتباہ واقعہ بکسر قاف حال اور خواب اور جنگ اور حادثہ اور سختی اور زمان تا قیامت اور مرضہ انجم
دردناک استشمام بو دریافت کرنا یہ قطعہ مشتمل گریز ہی اور نیز تسکین چنانچہ شاعر کہتا ہی کہ اوس جاہل نامنفعل
کے معارضے سے مجھکو کچھ ملال نہین نہ کچھ اوسکی پروا اگرچہ یہ حال بحقیقت ہو تو ایک عذاب الیم کہ بے وجہ معارض
معترض ہوا مگر اسواسطے کہ مین جنکا مداح ہون وہ جسوقت استشمام میرے مشک سخن کا فرمائینگے تو تمام حال
اونپر منکشف ہوجائیگا ایسے جاہلون نامنفعلون سے مجھے کیا مطلب میرا مقصود تو اونسے ہی اور وہ شاہ ذوالنور
کہ شرف ذات مین دوش بر دوش نبی ہین اور نام مبارک اونکا علی جنکا عدیل مثل خداوند کریم کے
عدیم ہی دوش بر دوش سے یہ اشارہ ہی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ ایک کفو اور ایک
جد ہی ہین چنانچہ لحمک لحمی ودمک دمی حدیث شریف ہی دوسرے مصرعے مین یہ کنایہ بھی کہ علی اسمائے
حسنی حضرت باری عز اسمہ سے بھی ہی قولہ آنکہ با مرتبہ ہمت الخ آیدا زدو در الخ آنکہ نسبت بجلاق الخ
الانتباہ بباے موحدہ دونون مصرعون مین تقابل کی ہی المعنی یعنی وہ ایسے شاہ بلند ہمت ہین کہ
اونکے مرتبہ ہمت کے مقابلہ مین اوج جو ایک شے ہی وہ حضیض ہی اور طبیعت اونکی ایسی نزاکت طبیعت ہی کہ

اندیشہ باریک ہین اوسکے سامنے نہایت جسیم و فربہی خشم و غضب کے اونکی یہ کیفیت کہ ہوا جسکا بسبب لطافت
کے جسم نہین نظر آتا اوسپر اسمین بھی الطف نسیم وہ نسیم اگر اونکے عتاب سے متاثر ہو تو سوختہ برشتہ ہوکے سیلاب
سیاہ کی طرح مجسم نظر آنے لگے نہ معلوم پوری برق اپڑنے سے کیا حال ہوا ور وہ ایسے شاہ ہین کہ اگر آسمان
باوجود اس علو و سمو کے اونکے شان و شکوہ سے کا نام بے تعظیم زبان پر لائے تو نسبت اونکے جاہ و جلال
کے نہایت بے ادبی ٹھہرے **قولہ** خانہ زاد خروش الخ حرفے از مصلحت گویم والخ جاہ را پایہ بیفزا الخ
الانتباہ جوہر اول بدل ہے خانہ زاد سے خو میم بد و زشت اور آب بینی اور آب ناخوش چوتھا مصرعہ بطور
جملہ معترضہ کے ہے قضا بیان مراد فلک سے ہے یہ تینون شعر قطعہ بند ہین یعنی انکے ظاہر **قولہ** چشم اعمی شود از لہ
چشم اشہل صفت الخ گرم رفتار بجد بیست الخ گر بعمان نگر در رائے تو الخ گر بعصر ابد انجام تو الخ **الانتباہ**
اعمی نابینا نقطہ موہوم وہ نقطہ باریک کہ وجود اوسکا وہم مین گذرے بظاہر محسوس نہو اسکو جوہر فرد اور جزو لایتجزی
بھی کہتے ہین اشہل سیاہ بزردی مائل میکومیش چشم کہتے ہین احول دوبین حسام بضم اول شمشیر ماخوذ از حسم یعنی
بریدن بد و نیم دو نیم دو پارہ سطح وہ جو سوائے طول و عرض کے عمق نہ رکھتا ہو مردمک تصغیر مردم عصر
بالفتح روزگار اور آخر روز عہد قدیم زمانہ دیرینہ اور کہنہ **المعنی** پہلے شعر مین صفت آپ کی رائے کی ہے یعنی
اگر چشم اعمی آپکی رائے روشن سے نور پذیر ہوئے تو ایسی نورانی ہو جائے کہ نقطہ موہوم کو جسکا وجود
ظاہر مین نہین وہم مین ہوتا ہے اس نظر ظاہری سے تقسیم کرے گو وہ نظر عقلی سے بھی تقسیم نہین ہو سکتا دوسرے
شعر مین صفت تیغ اندازی کی ہے یعنی اکثر تیغ انداز تیغ اندازی مین بڑے بڑے ہنر اور کمال دکھلاتے ہین جیسا کہ فی
زمانہ نیبو یا سیپاری کو دو ٹکڑے کرتے ہین اور علی ہذا مگر نگاہ کے دو ٹکڑے کوئی نہین کر سکتا حال آنکہ اوسکو
وہم نہو ایسی صفائی ضرب مین ہے یہ کمال آپ ہی کی ذات باکمال سے مخصوص ہے کہ اگر آپ چشم اشہل کو دو نیم
کرین تو بصفت احول کے ہو جاے لے دو بین تیسرے شعر مین تعریف گھوڑے کی یعنی گھوڑا آپ کا ایسا گرم
رفتار ہے کہ گرم رفتاری کے وقت قدم اوسکا زمین پر تو ٹھہرتا نہین ہوا پر پھرتا ہے اس سبب سے نسیم کو جو ایک
ہوا نرم و سرد ہے ایسا پامال کرے کہ دھوان اوس سے اوٹھا دے یعنی خراب و برباد کر دے چوتھے شعر
مین پھر صفت رائے روشن کی ہے یعنی در یتیم کہ چشم صدف مین مثل دیدہ کے ہے اور با آب و تاب مگر بینا نہین
اور آپکی رائے بینش ظاہر و باطن دونون سے موصوف پس اگر رائے بیضا ضیا سے عمان پر نظر ڈالے ہر در
یتیم لیاقت بینائی کی پیدا کر کے قائم مقام مردمک چشم کا ہو جائے اور اکثر کحل الجواہر مین مروارید عمدہ ڈالتے
بھی ہین یہ مناسبت بھی ہے الغرض یا تو وہ موئد نور بصر کا تھا یا خود ہی صاحب بصر ہو جائے پانچوان شعر
صفت زمان ابد توامان مین ہے یعنی آپکے زمانہ کی تو حد و پایان نہین جانی کب سے تھا اور کب تک ہے

اسواسطے کہ ابد انجام ہو والابد لاانتہاء لہ مگر اوس زمانہ کا ایکدن فرض کر کے اوسکا عصر یعنی آخر روز قرار دین
اور اسکے ساتھہ عہد قدیم یعنی زمانہ سلسلۂ آفرینش کو جب سے ہوا ہی اور جب تک رہیگا اوس عصر کے طول سے
ناپین تو یہ سلسلہ اوسکی کمر تک بھی نہ پہونچیگا برابر ہونا تو درکنار **قولہ** آنکہ از روضۂ لطف تو الخ گر بشمشیر
سیاست الخ **الانتباہ** فردوس بکسر و فتح دال نام بہشت و طبقۂ اعلاے بہشت اور وہ باغ جسمین
سب باغون کی چیزین ہون اور باغ انگور معرب پردوس سلب بالفتح دور اور نیست کرنا نیم یک پارہ
المعنی اس قطعے مین دوسرا مصرع جملہ معترضہ ہی یعنی جو مشہور ہی کہ لطف ایک جان بخش چیز ہی بیشک مگر اورون
کے نسبت تو ایک کہنے کی بات ہی البتہ آپ کا لطف کہ غیرت فرماے فردوس ہی بوجہ افراط ناز و نعیم جو
کوئی اس لطف سے فیضیاب ہوئے اور کسی وجہ سے بہ تیغ سیاست اوسکو دو نیم کرین جیساکہ بادشاہ
لوگ بعض مجرمون کو چیروا ڈالتے ہین او سکے ہر ٹکڑے سے ابد تک سلب حیات کا نہو جیسے بالفعل
وہ ٹکڑے ہر جسم مخلوق جاندار کے ہین اور زندہ ایسے ہی وہ جدا جدا ہو کے بھی زندہ رہین وہ لطف
ہی اونکی جان بنجاے اور ایسی جان کہ ابد تک نہ چند مدت مثل اس جان کے غرض لطف آپکا جان
سے زیادہ تر زندگی بخش ہی **قولہ** ہر کرا ضربت گرز تو الخ **الانتباہ** عظم بالفتح استخوان رمیم کہنہ و بوسیدہ
المعنی یعنی ضرب آپکے گرز کی خدا کی پناہ جس شے پر آپکے ہاتھ سے پڑجاے اوسکا کیا بیان کرون
وہ شخص جسکے دل مین خیال و تصور اوس ضرب کا گذرجاے اوسکا سایہ جیسے پڑے اوس شخص کی ہڈیان
گھس پس جائین **قولہ** ایکہ در عالم اجسام الخ گفتگوئے کہ تا نہ الخ **الانتباہ** افساد جمع فساد عوارض
جمع عارضہ ضمیم کرونا شنوا پہلا شعر ندا ہی بحذف منادی دوسرا جواب ندا یعنی اے ممدوح اگر بمقتضاے
لطف عام اس عالم اجسام مین آپ واسطے دفع عوارض کے متوجہ ہوئین جیسے حکیم لوگ دفع عوارض
کا کرتے ہین لیکن ان سے تو اکثر ناشنوا بھی شنوا نہین ہوتے آپ ان افساد کو ایسا دفع کرین کہ ناشنوا
شنوا ہوجاتا کیا یعنی وہ گفتگو جو معشوق و عاشق کی نظرون مین ہوتی ہی اوسکو گوش صمیم ایسا سنے
کہ ایسا دل عاشق بھی نہ سن سکے حال آنکہ یہ سننے سے جدا دل ہی کے جاننے سمجھنے کی ہوتی ہی جیسا
کہ کہا ہی ع رموز عشق را عاشق بداند **قولہ** کے دہند اہل محبت الخ شیفتہ نیست درین الخ **الانتباہ**
من و سلوی کے معنی اوپر گذرے زقوم بفتح و تشدید قاف ہندی تھوہڑ اور وہ ایک درخت ہی دوزخ
مین کہ خوراک دوزخیون کی اوس سے ہوگی فارسی مین تخفیف بھی مستعمل ہی حمیم گرم اور آب گرم
اور خویشاوند اور تپ گرفتہ المعنی یعنی جو لوگ کہ آپ کی محبت و عشق مین مسرور رہین اور نعیم
لطف سے محظوظ کب ہوسکتا ہی کہ آپکے نعم لطف کو عوض مائدہ نعیم کے دیدین اور نعیم نعیم کے

خرید ار نہین بھلا من وسلوی کے عوض زقوم وحمیم کوئی خریدتا ہی حاصل یہ کہ لطف آپ کا ہر نعمت بہشت سے
بڑھکے ہی **قولہ** اے کہ بانسبت سپر الخ آسمان نہین حصر الخ طمع گوشہ چشمیست الخ زدہ ام پاے الانتباہ
پاے موجدہ بانسبت مین تقابل کی ہی آسمان نہین عرش معلی پا بر چیزے زدن رد کرنا دست قابو اور تقدیر
پہلا شعر ندا ہی بحذف منادی دوسرا معطوف بتقدیر عطف تیسرا جواب ندا چوتھا پھر بتقدیر عطف المعنی
یہ چارون شعر مربوط ہین یعنی اے ممدوح مقابل نسبت فلک عزم آپ کے یہ چرخ کو کیسا ہی ہیچ الاسیر ہی یہی سمجھا جاتا
ہی کہ بے نصیب حرکت سے ہی جیسے حلقہ میم کا کہ اسمین خوردگی و بے حرکتی دونون نکلتے ہین اور اے ممدوح
آپ وہ عالی قدر عالی شکوہ ہین کہ عرش اعظم حصر آپ کے شکوہ کا نہین کر سکتا ہان اگر نقطہ جیم کا دائرہ
جیم کو اپنے بیچ مین سے لے تو البتہ عرش بھی حصر آپ کے شکوہ کا کرلے مجکو آپ کی ذات پاک سے صرف
طمع گوشہ چشم اور التفات کی ہی بس طمع کے نام سے یہی ایک طمع ہی ورنہ دنیا کی طمع مال ومنال سب سے مجکو استغنا
حاصل ہی مین نے دوجہان کے عیش پر لات ماردی ہی اس سبب سے میرے دل مین امید و بیم دونون مین سے
ایک کا گذر نہین کسی کا کچھ قابو نہین چلتا **قولہ** شکر اللہ کہ از ان الخ کہ بصد حیلہ کنم الخ گرچہ معنی کنم الخ الانتباہ
جمع بالفتح گروہ اور جماعت افعال جمع فعل اعمال جمع یہ مصرع جملہ معترضہ ہی دوسرے شعر مین کاف بیان جماعت
کا غصہ وہ رنج کہ بسبب بے قدرتی کے ہو تیسرے شعر مین کاف بیان غصہ کا المعنی یعنی اگرچہ مجھسے بالکل
افعال قبیح اور اعمال فہیم سرزد ہوتے ہین لیکن اللہ تعالی کے اس احسان کا مین نہایت شکر گزار ہون کہ مجکو
اوس گروہ سے نہ کیا کہ کوئی پوچھے نہین اور سیکڑون مکر وحیلے کرکے اگر کسی محفل مین دخل پائین اور
وہان سفلہ نہادون سے گھٹنے جگہ ملے تو رنج بے قدرتی و بے بسی سے پستہ کی طرح دل دو نیم ہوئے
کہ ہم سفلہ نہادون سے گھٹ کے کیون رہے اور صدر نشینون سے بڑھکے کیون نہ ہوگئے اور
مجکو ایسا بنایا کہ اگر سفلہ نہادون مین بیٹھون تو کچھ قدر ومنزلت مین میرے کمی نہوئے بموجب مصرع
صدر ہر جا کہ نشیند صدر ہست ؛ اور اگر صدر نشینون مین بیٹھون تو کچھ بلند رتبگی نہین اسواسطے کہ ع حاجت
مشاطہ نیست روئے دل آرام را ؛ **قولہ** عرفی این طول سخن الخ تا شود منبسط الخ الانتباہ منبسط
مجازاً بمعنی مسرور اور خوشحال منقبض ضد اسکی **المعنی** پہلا شعر تمہید دعا مین ہی دوسرا دعا یعنی اے عرفی
طول سخن کیون کرتا ہی ختم کر اور باہنگ دعا ہاتھ پھیلا اور خداوند کریم کی درگاہ مین درخواست کر کہ جب تک
عطا وبخشش و رسم وجود بنا رہے طبیعت سخی کی مسرور وخوشحال ہوتی رہے اور آپ کے دشمن کا دل مانند
دست لئیم کے بستہ اور منقبض رہے قصیدہ ختم ہوا مگر میری یہ تمنا کہ شائقین بغور اسکو ملاحظہ فرمائین ختم
نہین ہوتے بقول شاعر مصرع ہوس از سر مرا یک سر مونہ رفت ؎

قصیدہ ۱۵

قصیدہ ۱۵ قولہ رفتم اے غم زدر عمر الخ مشتاب اے غم دنیا الخ ایہا الناس نگوئید الخ الوداع از من الخ تا حد وحشت محبت الخ **الانتباہ** یہ قصیدہ بھی اوسی بحر مین ہی جسمین قصیدہ مذکورہ الصدر تھا اور دو مطلعین تشبیب اسکی تصوف مین عمر شتابان موصوف صفت اے گذران ہان کلمہ تنبیہ کا ہی بمعنی خبردار باش اور تکرار بنابر تاکید وداع بالفتح رخصت کرنا بکسر نیز بطور تفریس ایہا الناس ندا و منادی دردی ہندی گادِ بیاے تحتانی عربی ہی اور بدون یا فارسی بیہوشی اے دارو بیہوشی رہبان بضم اول وسوم بباے موحدہ جمع راہب عابد ترسایان وپرہیزگار ایشان ماخوذ رہب سے بمعنی خائف بخوف خدا ہو کہ یہ لوگ خوف خدا بہت کرتے تھے لہذا یہ نام رکھا گیا بقول بعض رہبان بضم مصدر ہی وبالفتح صفت مشبہ بقول بعض مفرد بھی ہی اور جمع بھی مروجہ کے معنی اوپر گذرے آئی یعنی اے غم دنیا سارا معاملہ تیرا اس عمر شتابان گذران تک ہی اسی مین جو تیرا جی چاہتا ہی وہ کرتا ہی اور مین موافق ہو تو قبل ان تمو تو اکے اس عمر شتابان ہی سے درگذرا اور اسکے دروازے سے نکل چلا اے اب خبردار ہو اگر کچھ طلب وتمنا تیری مجھسے اور باقی ہی تو جھٹ کہ اب مین چلا پھر تجکو نہین ملونگا جو کہ اس شعر مین بہا صرف لفظ غم کا کہا ہی نہ صراحت غم دنیا کی ہی نہ غم عشق کی لہذا شعر مابعد مین کہتا ہی کہ اے غم دنیا اگرچہ مین نے کہا کہ کوئی طلب وتمنا تجکو باقی ہو تو دوڑ لیکن تو میرے پیچھے پر گز مت دوڑ اسواسطے کہ مین ایسا بھاگتا جاتا ہون کہ تو میری گرد کو بھی نہ پا سکیگا اگر پچھلے انس کے نباہ نے مجھکو رخصت کرنا منظور ہی تو دور ہی سے رخصت کر لے مین تجکو اب نہین ملتا اور ہر گاہ تنگناے غم سے نکلے عشر تکدہ بے غمی کو پہونچا اور کھلے عمر گذران سے گذر کے امن آباد عمر جاودان مین فائز ہوا اس سے بڑھکے کوئی خوشی نہین لہذا بہ ندائے عام کہتا ہی کہ اے لوگو اس تہنیت کی مبارکباد سب مجکو دو کہ مین فوز عظیم کو پہونچا یعنی صنمخانۂ تن سے کہ بگانہ جسد سے ہی اور سراپا غم سراسر فنا علحدہ ہو کے کعبۂ جان جو یگانہ کیا مکنی بموجب نفخت فیہ من روحی کے جزو جسد اور ہمہ تن راحت اور ہمیشہ بقا اوسکو پہونچا اور اب کہ مین وزروی کش دارو بے بیہوشی دوست کا ہون کہ ایسی پی جو کا دنگ نہ چھوڑی اور بوے شراب کافر عشق سے مست وبیخود ہو گیا ہمین اور خودی اور خود بینی والون دنیا مین مناسبت ہی کیا رہی اسلیے اب سب کو الوداع کہتا ہون جاؤ اپنا کام کرو شعر لاحق مین ہیئت وجد اپنے چلنے کی بیان کرتا ہی کہ تا حد وحشت محبت کہ قیامتگاہ ہی غم دل کو وہ غم عزیز و کرم عشق کا ہی نکیا جھلتا ہوا کیا بھلا کسکا منھ ہی کہ قیامتگاہ مین قدم رکھ سکے اور غم کی ایسی تعظیم و تکریم بلکہ فکر دفع کی کرتے ہین الخلاف محشی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہی کہ دونون جگہ شتابان سے

معنی شتابندہ کے لیے ہین اور مین نے ایک جگہ شتابندہ کے اور ایک جگہ گذرندہ کے تھا قافیہ ایسا قریب
مکرر نہوا اور معنی بھی ٹھیک ہون محشی کے معنی اے غم یار دیرینہ من مین دروازہ زندگی سے شتابان چلا خبر آ
ہوا اور دوڑ اگر تجکو مجھسے کچھہ طلب ہی کہ مین چلا اور دو شعر معرا چوتھے کے یہ معنی کہ اے یاران مجبہ دروی
کش بیہوشی دوست سے رخصت ہو کہ اب مین بوے رہبان سے آپ سے گیا پانچوین شعر مین مرحم
کے معنی لکھدیے ہین انتہی ایسے ترجمے تو سب ہی کر لیتے ہین شرح کا نام کیون بدنام کرین **قولہ** درد
ہمدوش بالا الخ ہوس گریہ شبم الخ آرزو گشتم والخ گر حکومت ہما الخ ہمہ را ماتمی الخ **الانتباہ** ہمدوش برابر کا
ہمسر اکثر بفتحتین نشان قدم رگ ابر وہ جو ایک باریک سی تحریر ابر کی ہوتی ہی کہ مایۂ ابر ہو کاف اس شعر
مین مفاجات کا ہی یا نتیجہ کا کم معنی اندک اور نیز معدوم باد پیمودن سے تہیدست ہونا اور کار بیفایدہ
کرنا ماتمی ہین یا فاعلیت کی ہی اے ماتم والا **المعنی** شاعر کہتا ہی کہ حد دشت محبت تک جس شان سے پہونچا
تو نے سُنا اور جو محبت مین تسلیم و رضا بھی ضروری ہی اوسکی راہگذر مین اسطرح پہونچا کہ درد ہر وقت
ہمدوش رہا کبھی نہ گھٹا اور بلا پیچھے پیچھے قدم بقدم کہ جو قدم رکھا بلا مین پڑا اور غم سامنے رہا کیونکہ وقت
نظر سے غائب نہوا ان باتون کو تسلیم کر کے مقام تسلیم کو پہونچا اب گریہ کا حال سنو کہ ایک رات مجکو ہوس
گریہ کی پیدا ہوئی کہ گریہ کرون تو ہوس نے ایک نشتر غم کا مجکو دیدیا مین نے اُس نشتر سے فقط ایک
رگ ابر چشم کی جو امنڈ رہا تھا کھولدی جس سے ایسا طوفان اوٹھا کہ ناگاہ اوس طوفان مین ہی بہگیا
یا خود بہکیا یہ نتیجہ پایا اب کہتا ہی ظاہر ہی کہ آرزوئین دنیا کی قاتل اور خونخوار آدمی کی ہین مین نے بخلاف
اسکے خود آرزوؤن کو مارا اور خون کھایا بس اس بے آرزوئی مین کیسے چین گئے کہ نہ کسی کا جور سہا
نہ کسیکا احسان اوٹھایا مین کہتا ہون کہ سب آرزوؤن مین بڑی آرزو حکومت کی ہی وہ بھی تو کچھہ چیز
نہین گو وہ حکومت بہمہ تن عدل ہو لیکن ہرگز اختیار مت کر دیکھہ تو مجکو کہ باوجود تہیدستی و بادپیمائی کیسے
سلیمان وقت بنا پھرتا ہون ایسی بے غمی اونکو بھی نہو گی آخر اونکا بھی تعلق باد سے تھا اور مین بھی بادپیما
جو دیکھتا اور غور کرتا ہون سبکو ماتمی حسرت دنیا کا پاتا ہون کیا کافر کیا مسلمان مین نے سب تجربے کا ماتم کدون
کا سیر کیا ہی کسیکو داغ و ماتم حسرت سے خالی نہین پایا **الخلاف** محشی نے ان شعرون کے معنی اور تحقیق
معانی لغت پر ٹالے ہین سو تحقیق بھی سکتی **قولہ** کس عنان گیر نشد الخ خضر اگر نیست قدم الخ پای کوبان
بحجم الخ من کجا کشش الخ آفتاب آمد و در الخ **الانتباہ** عنان گیر مین دو معنی محتمل ہین روکنا کسی کو بنظر
نفع اپنے یا اضرار صاحب عنان کے دوسرے کسیکو راہ کج سے راہ راست مین ڈالدینا سایہ پناہ اور
حمایت میرزن و میکوش ہر دو تیون امر استمراری ہین خذلان بکسر اذل سے بیبرگی اور جھوڑدو دنیا اور

باز رہنا پاے کو فتن رقص کرنا انتہی یعنی یہ گبر و مسلمان سب تمام دنیا مین مشغوف ہین مگر مین انسے مستثنے اور میری
یہ کیفیت کہ بیت حرم سے نکلکے دروازہ تبکدہ تک گیا کہ مراد کافرستان محبت سے ہی لیکن یہ ایمان مین اور
کوئی عنان گیر میرا نہوا نہ بنظر انتفاع اپنے نہ بلحاظ اضرار غیر کے نہ بمقتضای ہدایت اسی سبب سے مین کہتا ہون
کہ اگر کوئی رہبر ہو یا نہو آپ راہ محبت مین قدم رکھے جاے اور کوشش کرتا رہے مجکو دیکھو کہ مین آخر بدولت
اسی خذلان کے حرم ایمان کو پہونچا یعنی جب دنیا سے بے بہرہ ہوا اور ترک کیا اور یہ عجب حال ہی کہ جب
حرم مین بحالت وجد و ذوق گیا کہ اصل کیفیت ایمان و اسلام کی یہی ہی تو الٹا مجکو عیب لگا یا جیسا کہ اقتضا ظاہر
شرع کا ہی اسواسطے در دیر مغان پر سجدے کرتا ہوا گیا کہ یہان کوئی عیب نہین اور محل حصول مقاصد اصلی جس سے
ایمان کامل مراد ہی دیر مغان بمکان مرشد کامل یا عشق آب کہتا ہی کہ یہ اچھا ہوا کہ در عشق پر پہونچکے کفر و اسلام
دونون کے رد و قبول سے چھوٹ گیا نہ کافر رہا نہ مسلمان ان دونون کی کشمکش سے بچگیا اور اس مرتبہ کو پہونچا
کہ جب خواب عدم مین حسرت دیدار جانان کے ساتھہ سویا تو آفتاب میرے سر کا تکیہ بنا اور یہ آفتاب مراد
وہی ایمان کامل سے ہی جو آفتاب ظلمت کور کا ہی الخلاف نسخہ مطبوعہ مین بجاے کس عنان گیر نشد اکثر
کے عنان گیر نشد ورنہ لکھا ہی اور اسی کے موافق معنے کرتے ہین اور خذلان کے معنی گمراہی انتہی شارح نے
جانے شرح کیون لکھی جب یہ بات تھی ع کو خویشتن گم ست کرا رہبری کند قولہ صفحہ تیغم از ان الخ ہر مجاز و
اندوہ الخ منم آن سبز جان گشتہ الخ سفتہ ام گوہرے از من بجز الخ الانتباہ شبخون ہندی چھاپہ مارنا
شب مین اور مطلق جنگ اور یہ لفظ ترکیب مقلوب ہی اور کبھی بسکون باے موحدہ آتا ہی اور کبھی باشباع کسرہ
باے موحدہ سے یاے تحتانی پیدا کرتے ہین بضرورت نظم اور کبھی بکسرہ اضافت تو تازہ یا اسمین
تنکیر کی ہی جلاد بافتح درہ مارنیوالا ماخوذ جلدہ سے کہ بمعنی درہ کے ہی یا پوست کشندہ مشتق جلد بمعنی پوست
سے مگر سیاف کے معنی مین مستعمل اسواسطے کہ سیافی اور پوست کشی دونون قریب ہین اور بقول
بعض جلاد از روے اصل بمعنی سیاف کے ہی ماخوذ تجالد اور مجالدہ سے بمعنی شمشیر زدن المعنی شاعر
کہتا ہی یہ رتبہ کہ آفتاب اوسکا تکیہ بنے جب میسر ہوتا ہی کہ غم دنیا سے احتراز کرے اور غم عشق کا ہمرا
بنے دیکھہ تو میری تیغ کیسی سرخ و رنگین ہو رہی ہی جیسے نسخہ خلد اسی وجہ سے کہ رات مین شبخون
سیاہ غم رنگا رنگ دنیا کو کیا تھا اور خوب خون ریزی اوسکی کی حاصل یہ کہ رات غم و الم عشق حقیقی
مین خوب اشک خونین بہاے کہ اب تک آنکھین سرخ ہین اور بحقیقت وہ اشک بہانا ہی غم الوان
دنیا کا خون بہانا ہی ایسا شائق اس غم و اندوہ کا ہون کہ جسوقت میرے کان مین پڑگیا کہ فلان جگہ ایک
اندوہ نئے قسم کا ہی اس خوشخبری سے شاد شاد ہوگے اور بمناسبت اندوہ دروے بڑا سا توشہ لیکر جو بت

دونون کام آئی کیونکہ چاہتو وہ اندوہ کب مجکو نصیب ہے رقصان اوپاسے کوبان وہین پہونچا اہل دنیا کب ایسے شائق او
خواہان ہوتے ہین یہ تو اون لوگون کا کام ہی جو جان سے سیر ہین اور پروا جان کی نہین کرتے جیسے مین کہ خود
تیغ و کفن لیے جلاد کے دروازے پر جاتا ہون بکمال شوق گاتا غزلین پڑھتا کہ کب مجکو قتل کرے اور جلاد مراد معشوق
حقیقی سے ہی شعر اخیر مین کہتا ہی کہ اے مخاطب یہ گوہر مین نے عجیب غریب معنی کے پروئے ہین اور سیکڑون
کانون سے گدائی کرکے لایا ہون کہ مراد کاملین و واصلین سے ہی تو انکو مجھسے خرید یعنی اختیار کر اور کسی کے ہاتھ مت
بیچ یعنی کسی سے بیان مت کر کہ ہر کوئی لیاقت انکی خریداری کی نہین رکھتا **الخلاف** محشی نے دوسرے شعر
مین لفظ درد گران مین لفظ گر فاعلیت کا ٹھہرا کے معنی دردمندان کے لکھے ہین شعر اخیر مین سفتہ ام گوہر
مراد از نظم و کان مراد از اہل علم و فضل و بلاغت اور یہ معنی کوئی قدرت احمد ہین او نکے ہین انتہی مین نے
بھی اپنے معنی لکھدیے ہین ع گر قبول افتد زہے عز و شرف **مطلع ثانی** از در دوست چگویم الخ بس دیوار
زدم سر الخ رفتم از کوئے تو الخ دل خود دین و خرد الخ آمدم نغمہ کشا الخ آمدم صبح دم و شام الخ آمدم صبح چو
بلبل الخ **الانتباہ** معنی ان اشعار کے بطور ظاہر ظاہر ہین مگر بصورت معنی جیسا کہ اوپر سے طرز کلام شاعر کا
ہمکو ہر ایک شعر کے ہر ایک کے ساتھ مع معانی لغات الحلّ لکھون کہ وہی لغت پتہ ہر شعر کا ہو المعنی عنوان سرنامہ
اور دیباچہ اور راول ہر چیز مجاز آ طرز و طور در دوست مراد عالم ظاہر سے کہ مظاہر عالم معنی کا ہی کہتے
ہین اس در دوست سے کیا بیان کرون کہ کیسے واپس گیا ہمہ شوق آیا تھا اور ہمہ تن حرمان بن کے
گیا مطلب یہ کہ پیدا کیا گیا تھا واسطے شناخت و معرفت خالق کے اور اوس سے محروم و بے نصیب
چلا کوچہ تنگ دنیا یعنی اسی واسطے کہ بقول میر ع کس لیے آئے تھے ہم کیا کر چلے + اس کوچہ تنگ کی
دیوارون سے سر ٹکراتا ہون کہ کیسا مست اور خوش یہان آیا تھا کہ اوس زمان بیہوشی مین
کوئی محاسبہ و مواخذہ میرے ذمہ نہ تھا اور اب کیسا حیران و پریشان جاتا ہون کہ دیکھیے کیا معاملہ
پڑے گلگون رنگ سرخ و نام اسپ شیرین اور مجاز آ ہر اسپ بہتر اس شعر مین شاعر کہتا ہی کہ تیرے کوچے
تو کہ وہی عالم ظاہر ہی چلا لیکن افتان و خیزان بے غیرتون کی طرح نہین جاتا ہون جیسے کھدیڑ کے آگے
رکھہ لیتے ہین بلکہ گلگون سرشک پر سوار یعنی اپنے اعمال پر زار و گریان کہ جس سے امید آبرو اور
سرخروئی کی ہی شعر لاحق مین بازکے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے اعادۂ اشیاء مذکورہ کی بدین نظر ہی
کہ بحالت صحت و عافیت یہ سب چیزین جمع ہوتی ہین اور عند السکرات سختی نزع سے کوئی درست و
بجا نہین سمجھتے لہذا چاہتا ہون کہ پھر لوٹ کے مجھے دیجیو تا جاؤن اور کہون کہ در دوست سے بڑے
سامان کے ساتھ نکلا کہ وہ ایمان ہی جسکے واسطے سب کچھ موجود تھے عروسی بود نوبت ماتمت

اگر نیک روزی بود خاتمت ✤ وندان بر دل وجستن ضبط وتحمل شدائد کا کرنا یہ شعر اور دونون شعر لاحقہ حسرت
وافسوس ایک ہی مضمون کے ہین یعنی کیسی امیدین لیکر یہان آیا اور ان کے حصول کی خوشی مین نغمہ کشا اور ترانہ سرا
رہا اور بلبل مانند کے لطف سے مایوسی کے ساتھ جاتا ہون کہ شدائد ومصائب کا سامنا نظر آتا ہی لیکن مجبور دندان رگ وریشہ
دل پر گاڑے جاتا ہون کچھ بس تو چل نہین سکتا اور صبح کو یہان آیا کہ وقت نور وصفا کا یعنی زمان طفلی کہ میرا غذاب
وعقاب سے بری اور چلا شام کو کہ کنایہ ظلمت وتاریکی مظلمہ گناہون سے ہو اب دیکھو تو کیسا چلا اور مثل بلبل صبح نوروز
کے اس چمن مین آیا اور کیسے چہچہے کرتا رہا اب ایسا جاتا ہون جیسے ماتمی لوگ بھر خاک شہیدون پر ماتم کرتے
ہین شام کو مغموم ومایوس چلے آتے ہین قولہ دوستان زہر گریہ الخ رفتم وسوختم از داغ الخ منم آن قطرہ الخ
منم آن یوسف بہ روز الخ منم آن غنچہ پژمردہ الخ نور پیشانی صبح الخ رفتم آہستہ چو الخ الانقیاد معانی ان
ان اشعار کے بھی بطرز حالی بصدر کے لکھوں المعنی اکثر انسو کو تلخ آب کرکے لکھا ہی اور نوشخند دل کی خوشی سے
ہنسنا جو کہ دوستون کا کام ناکامی دوست پر رونیکا ہی اور دشمنون کا کام ہنسنے کا لہذا کہتا ہی کہ اے دوستو خوب
پھوٹ پھوٹ کے روؤ اور اے دشمنو تم خوب کھلکھلا کے ہنسو کہ مین ناکام بے نیل مرام روتا پیٹتا یہان سے
جاتا ہون شعر مابعد مین اس بات سے اعراض کرکے کہتا ہی کہ اگرچہ مین نے کہا دشمن نوشخند کرین لیکن نہین
میرا جانا ایسا نہین کہ دوست دشمن میری کیفیت سے جو کچھ کہ ہی با وجود وقفیت داغ حسرت سے سوختہ وبرشتہ
نہوئین اسواسطے کہ اس دنیا مین ایسا ہون جیسے اشک یتیم جسکا نشانا کامی ہی اور اشک یتیم کے روان
ہونے پر سبھی کا دل جلتا وکڑھتا ہی آیندہ بیان اپنی کیفیت کا یعنی سوائے اشک یتیم کے آخر مین وہی قطرہ تو ہون
کہ جب نوک مژہ سے ڈھلک کے دامن تک پہونچا ہون سیکڑون دلون اور سینون کو اپنے گریہ سے داغ
کیا ہی ایسا عزیز ودل پذیر کہ کوئی میرے گریہ کا روادار نہ تھا اور مین یوسف بروز تو ہون کہ نجات یوسف
کنعان چاہ سے نکلتی ہی اسیر قید زندان کا ہوا او نھون نے تو مصر مین پہونچکر بعد ناز ونعم زندان دیکھا سو وہ زندان
بھی برائے نام زندان تھا حاصل یہ کہ جب سے چاہ نادانی طفولیت سے نکلا بدون حصول کسی قسم عیش وناز کے
زندانی زندان غم والم کا ہوا اور مین ہی ہون وہ غنچہ پژمردہ از باد خزان کہ گلبن سے نکلتی ہی باد خزان سے معاملہ
پڑا اپس خندہ لب کا جیسے ہی لب پر رہگیا اور بار غم سے سر در پیش ہوگیا غرض دل کی آرزو دل ہی مین
رہی منھ سے نکلنے نہ پائی ایسا رنج وملال گھیر لیا اور ہر چند کہ نور پیشانی صبح وطن کا ہون یعنی صبح وطن سے مجھی سے
دل کشائی پائی ہی لیکن مجھکو کیا فائدہ کہ مین تو غم کے مارے شام غریبان سے بھی بدتر جاتا ہون اور کسی شام
بھی ایسی پریشان نہوگی صبح وطن کی جانفزائی اور شام غربت کی وحشت افزائی مشہور ہی اور جانا میرا بھی
عجب قسم کا ہی ایسا آہستہ کہ کوئی جانے سے میرے کانون کان خبر نہین ہوگا نہ آواز پا ہی نہ صدائے لب خاموش

جیسے کہ کیفیت مرنے کی ہی ہان صاحبدل جو کوئی ہو گا جانیگا کہ زلف عروسون سے زیادہ تر دل آشوب
جاتا ہے یعنی ایسی پریشانی زلف مین نہین ہی جیسی اسکے دل مین ہی الخلاف نسخہ مطبوعہ اور سب شرحون مین
صبح طرب بجانے صبح وطن کے لکھا ہی حال آنکہ دوسرے مصرع مین شام غریبان مقابل اسکے موجود اور
معانی اشعار کے نسبت اخیر قصیدہ مین لکھون گا **قولہ** مردم از گریہ و کارم الخ از پریشانی دل سوختم الخ بازو
ہمتم آن روز الخ منم آن ہیکل روحانی الخ منم آن میوۂ ارزندہ الخ منم آن شیر ختن الخ گوہر قیمتی الخ الا اے
ان اشعار کے معنی بھی ویسے ہی لکھون یم دریا اور بعد لفظ طوفان واو حالیہ محذوف یعنی روتے روتے مر گیا
اور خندہ کیا معنی تمام عمر تبسم بھی نصیب نہوا اور وہ نوح کہ دریا بر سر طوفان ہوا اور حال یہ کہ بے کشتی چلا جا
وہ مین ہی ہون اون نوح نے تو اوس طوفان مین کشتی بنائی تھی مین تمام عمر اس طوفان گریہ مین بے کشتی
چلا ہون سنو کہ پریشانی دل سے ہمیشہ جلتا رہا اور رجوع وا مانگنے گیا تو ولہاے پریشان کے دروازے پر یعنی
عاشقان خدا کہ اپنے پریشانی کی علاج اونکی پریشانی کو سمجھا نہ اہل جمعیت دنیا چہ قیمت شکست یعنی جیسی
قیمت شے کی بگڑ جانے سے ناقدری اوسکی ہوجاتی ہی یعنی ایک وقت مین مین با[illegible] وہمت کا تھا لعل و مرجان
سے بے سروکار اب جیسے یہان آیا ہر چیز کی حاجت ہوگئی یہانتک مرجان کا بھی پھیرنا مستعد ہوا مطلب یہ کہ
طلب اوسکی پیدا ہوئی بس بازو ہمت کا میرے بے قیمت ہو گیا جیسی شے قیمت شکستہ بے قدر ہو جاتی
ہی ہیکل بالفتح جثہ بزرگ اور گھوڑا اونچا پورا اور شکوہ عظمت اور صورت و شکل یعنی مین وہی تو صورت روحانی
باعظمت و شکوہ ہون کہ اندیشہ میری غذا تھا یعنی دھیان اور یاد یوں بود یہان آنے سے ایسا ہو گیا کہ پانی
کی تلاش کرتا ہون اور روٹے کے پیچھے جاتا ہون غرض یہ کہ محتاج آب و نان کا ہو گیا وہ دھیان گیان سب
بھول گیا اور مین ہی تو ہون ایک میوۂ قیمتی باغ کمال کا کہ کب کسی کور وزی ہو مگر اس موقعے مین ایسا بقدر
ہون کہ دست بود ہن خوانقہ مین مفت وارزان جاتا ہون اور لذت بخشتا ہون یہ مراد کلام و سخن شیرین
پر لذت سے ہی انبان بالفتح زنبیل چرمی فقیرون کی اور مشکیزہ اور پوست دباغت کردہ کہ اوسمین غلہ بھی
رکھتے ہین کاف دوسرے مصرعے مین مفاجات کا ہی یعنی مین ہی تو شیر ختن صید ہون کہ شکار آہو کا کرتا تھا
ناگاہ یہ حال ہوا کہ موشون کی طرح انبان کے نیچے گھستا ہون کہ کچھ پڑا گرا مل جاے اور مین ایک گوہر نایاب
قیمتی گنج ازل کا تھا اب یہان اس جنس فراوان یعنی عوام مین مل کے راہ بےعزتی کی چل رہا ہون
اس سبب سے بے قدر ہون الخلاف نسخہ مطبوعہ مین بجاے یم بر سر طوفان ہم بر سر طوفان اور بجاے
اندیشہ غذا اندیشہ غذا غلط لکھا ہی اور محشی نے اس کاف کو کہ آہو گیرم یعنی نفی کے لکھا ہی میری دانست
مین واسطے بیان آن کرہمہ نہ عطف نہ نفی **قولہ** بود م زند قید تریخ زر الخ بودہ ام من جلبی الخ چون صبا الخ

رفتم اندر پے مقصود الخ وذوق عریانی تجرید الخ آخر این باکہ توان گفت الخ شعرہ ورزیدم و از معرفت الخ
الا اعتبار معنی ان اشعار کے بھی بدستور صدر لکھون ترنج زر پرویز ایک قسم زر بے قیمت سے کہ خسرو پرویز کے
پاس تھا بصورت ترنج مانند موم کے نرم بقول بعض کیمیا سے اوسکو نرم کیا تھا پرویز نام بادشاہ بن ہرمز عاشق
شیرین اسکو خسرو پرویز بھی کہتے ہین پرویز اس سبب سے کہ پرویز پہلوی زبان مین مچھلی کو کہتے ہین اور اوسکو
مچھلی کے شکار کا بہت شوق اور بمعنی عزیز و ارجمند نیز یاوہ شیرین زبان بہت تھا اور پرویز غربال شکر یہ
مناسبت وجہ تسمیہ کی ہوئی یعنی از روے قدر کے مین ایسا تھا جیسے ترنج زر پرویز قابل دست
بادشاہان عالی جاہ سو اب اوس پایۂ عالی سے نازل ہوکے اس رتبۂ سافل کو پہونچا کہ لڑکون کے
ہاتھ کے گیند بنا اور سلیمان بقید رہی کی کھاتا ہون اور ایسے ہی مین ایک حلبی شیشہ تھا قیمتی شراب سرخ
انگوری سے بھرا کہ وہ شراب معنی ہی میری حماقت تو دیکھو کہ باوصف اس نزاکت اپنی اور نفاست اوس
شراب کی کہان کیا سندان کے پاس خوشی کے مارے ناچتا اور سندان سخت دلان دنیا کہ شیشہ بھی چور
چور ہوا یعنی ذلت ظاہری اوٹھائی اور شراب بھی گر گئی یعنی معنی سے بھی خالی ہو گیا گشت سیر خیابان
کیاریان روشین یعنی مجھکو تو اجازت سیر اس چمن کی صبا کی طرح ملی تھی کہ چمن مین آتی ہی اور گل بوٹے شگفتہ
و شاداب کر کے چلی جاتی ہی نہ کسی قسم کی ہوا و حرص کہ یہان سے کچھ لیے بھی جاؤن جیسے عام خلائق
باغ مین جا کے خالی نہین نکلتے مین بھی مثل انھین کے تماشائی اس باغ کا ہوا اور بند حرص مین پھنسا
یہ تو وہ جگہ تھی بقول مشہور فقط دیکھنا بھالنا بھولا نہین کہتے ہین کہ شیر جب ماہ کامل کو دیکھتا ہی تو اوسکے پکڑنے
کے قصد سے پہاڑ پر چڑھتا ہی جسوقت اوسکے ذہن مین یہ بات جمتی ہی کہ اب مین اس سے نزدیک ہو گیا
تو بے محابا جست کرتا ہی اور گر کے مر جاتا ہی میرا جانا بھی مقصود کی طرف ہوا تو ایسا ہی ہوا کہ اگر مقصود میرے
دل مین گذرا اور بامید حصول اوسکے کوہ دقاران دنیا کے پاس گیا نہ مقصود حاصل ہوا نہ آبرو سلامت
رہی جیسے شیر کہ نہ چاند ملتا ہی نہ جان بچتی ہی سندس بضم اول و ثالث ایک قسم دیبا ہی بیش قیمت اور لطیف
و نازک زیادہ تر لباس بہشتیون کی اسی سے ہونگے استبرق معرب استبرہ یہ بھی ایک قسم دیبا سفت
و کندہ سے ہی مثل اطلس کے تجرید برہنہ کرنا کسی چیز کا زوائد سے یعنی ایک وقت مین مین روح مجرد تھا
زوائد جسمی سے معرا اور مبرا اور کیا ہی اچھا وقت تھا نہ فکر نوش نہ پروا ے پوشش افسوس مین نے اوس
تجرید کی قدر نہ جانی اوس مزہ کو نہ پہچانا اب کیسا سندس و استبرق کے واسطے پیچھے پیچھے رضوان کے
پھرتا ہون کہ مراد امرا و سلاطین سے ہی اور وہ پوچھتے نہین رضوان برعایت سندس و استبرق کے
کہ لباس بہشتیون کا ہی شاعر نے کہا ہی کما قال اللہ عز و جل ویلبسون ثیابا خضرا من سندس و استبرق

دانش آموز استاد اور شاگرد نیز اسواسطے کہ آموختن لازمی و متعدی دونون آیا ہے یعنی یہ تو سب کچھ ہوا اب مین
اپنی خواری و خرابی کو کس سے کہون کہ مکتب قدس مین استاد دانش آموز خرد کا تھا اور اس عالم دنیا سے
سب کچھ کھوئے ہوئے نادان بنا جاتا ہون اور نادانی یہ کہ شعر گوئی تو اختیار کی اور معرفت جو علت غائی میری
خلقت سے تھی اوس سے علیحدہ رہا گویا ایسا ہوا کہ جان معنی تھا جو یہان آیا اور تصویر بیجان کیطرح یہان سے
چلا اور بعد مرنے کے بصورت صورت بیجان کے ہو ہی جاتا ہے قولہ شب یلدا ے حیات الخ زان شکستم الخ
ماتم اہل دل آن الخ عید این طائفہ آن بود الخ راہ مجنونی الخ ناخن تیشہ نہ راندم الخ آشیان زغم و زاغ
الخ اینہمہ رفتم در رفتم الخ الانتباہ یلدا کے معنی اوپر گذرے مراد جوانی سے سحر پیری یعنی میری مدت عمر کی شب سیاہ
نے جو جوانی ہے سحر پیری سے کہا کہ افسوس مین افسانہ بیہودہ مین تمام ہوئی حاصل یہ کہ جوانی میری بیہودگی
مین کٹی اب جو سحر پیری کی آمد ہوئی تو یہ بات سوجھی تشبیب شکن زلف پریشان قعر و پایان محبت زلف پریشان
یعنی یہ سارا تباہی و بیہودگی اس سبب سے ہوئی کہ جوانی مین دل میرا ہمیشہ طرف شکن زلف پریشان کے دوڑتا
رہا اور مین اوسکے پیچھے اس تشبیب مین سب تھا شاگرتا رہا آخر جو کوئی تشبیب مین گریگا خرد و شکستہ ضرور ہوگا
اس سبب سے مین بھی شکستہ ہوا اور بالکل درستی میری برباد ہوئی لاحق کے دونون شعر ضد ایک دوسرے
مین ہین یعنی ماتم اور عید و دف و چنگ سے مراد سامان شادی اور شادمانی خواہ عروسی خواہ غیر عروسی
حسرتیان اہل دنیا کہ موجب حسرت الاغنیاء حسرۃ الانجام انکا حسرت پر ہے شیونیان لے ماتمداران دنیا کہ عاشقان
خدا ہین موافق ہو تو اقبال ان تمنوتوا کے الغرض شاعر کہتا ہے کہ ہر آدمی کو مدت عمر مین رنج و خوشی اور عید و ماتم
پیش آتا ہے مین بھی ایک زمانہ مین حسرتیون دنیا کا شریک ہو کے بکمال خوشی و بے غمی گاتا بجاتا سیر اس گلستان
عالم کی کرتا رہا اور ایک وقت مین شیونیون ماتم دنیا کے ساتھ جو عاشقان خدا ہین شہنیت گویان شہیدان
عشق کی خاک پہ جاتا رہا لیکن پہلا زمانہ میرا اگرچہ خوشی و خرمی ظاہر کے ساتھ گذرا نزدیک اہل دل کے
قابل ماتم تھا بنظر غفلت و نادانی کے اور دوسرا وقت عید و جشن کا گو رنج و الم عشق مین کٹا بلحاظ ہوشیاری
و دانائی کے الحاصل اہل دل دنیا کی خوشی کو ماتم اور عشق کے رنج و الم کو عید و جشن جانتے ہین اب
آگے تین شعر ہین ایک مین اجمال دو مین تفصیل اوسی اجمال کی مجنونی اور فرہادی کی دونون باتین نسبت
[illegible] کی ہین جو مراد عشق مجازی سے ہین یعنی مجنون اور فرہاد کی راہ جو میرے سامنے آئی تو اس
راہ [illegible] بھی مین چلا اور ایسا چلا کہ انکے چلنے سے بڑھکے تمثال انکے دیکھو فرہاد کوہ بے ستون کو گیا اور
[illegible] کیا کہ تمام تیشے سے کاٹ کاٹ کے ادھر ادھر پھینک دیا اور اپنی راہ نکال لی مین نے کسی
[illegible] رگ و ریشہ کو تیشہ کے ناخن سے بھی نہ چھوا اور کوہ غم کو پاؤن تلے روندتا کھوندتا دوڑتا

چلاگیا مجنون جنگل کو گیا اور شن ہو کے آرام سے بیٹھ رہا زاغ و زغن سے سر پر آشیانہ بنوایا مین سر کو قدم
بنا کے اس پانون سے خار مغیلان مین پھر ایس خیال کر وان دونون نے کیا کیا اور مین نے کیا کیا **قولہ** ہمہ
رفتم و رفتم الخ الانتباہ ردیف مشتق ردف بالکسر سے بمعنی سرین مجاز اُسکے پیچھے سوار ہونیوالا اور وہ سوار
جو پیچھے سوار کے سوار ہوا اور بلفظ مکرر جو آخر مصرع ابیات کے لاتے ہین تبیان بکسر اول و سکون ثانی روشن
اور ظاہر ہونا اور ظاہر کرنا معانی کا اور کبھی نفس کلام پر اطلاق کیا جاتا ہے یعنی مین نے جو رفتم رفتم بہت سی فی
حسب اقتضای ردیف کے ہے اور مقصود میرا تبیین یعنی ظاہر کرنا اپنی اون کی ہے جو اول مقصود ہے اور وہ بیچ ہے
جو ما بعد آتی ہے پس یہ شعر مشتمل ہے مصرع گریز ہے **قولہ** تیغ سے گفت الخ آہنین پیچ الخ الانتباہ یعنے ہمیشہ تما
کہ امید ہے ضمیر شین راجع بممدوح کہ قرینہ معنا مین سے حضرت علی شیر خدا معلوم ہوتے ہین تا آفت سرے تاخت
یکران بکاف فارسی اسپ سرخ یال و دم سفید اور وہ گھوڑا جسکے تین پانون پر کہ ہو چوتھے پچھلے پانون کا کنارہ
سم کا زمین پر ٹیکے جسکو عربی مین صافن کہتے ہین جیسے جیاد صافنات اور ایسا گھوڑا بہت تیز ہوتا ہے آہنین پیچ
سخت پیچ تیغ کو آہنین پیچ کہنا نہایت لطف ہے موج بر موج پر سے کے پیچ لشکر کے تمان کنایہ لشکر عظیم بیحد و
بے پایان سے تعریف یعنی دونون شعرون کی انھین معنی سے ظاہر **قولہ** رمح سے گوید اگر صلح الخ الانتباہ یعنی
نیزہ ممدوح کا کہتا ہے کہ خواہ صلح ہو خواہ جنگ مجھے اس سے کیا میرا کام تو خاقان کی چین جبین کھولنے کا تھا کیا
مطلب یہ کہ خاقان جو بسبب غرور سے چین بجبین رہتا ہے آپ کا نیزہ دیکھتے ہی سب غرور اوسکا مٹ جاسے
اور شگفتہ پیشانی ہو جاے تا احتمال جنگ کا باقی نہ رہے قید خاقان کی برعایت چین کے ہے مع ہر دو مناسبت
قولہ طالعش صبح ولادت الخ الانتباہ یعنی طالع ممدوح نے صبح ولادت اونکے دروازہ دنیا کا بجاسے
کہا کہ دیکھو یہ آفتاب جا لیے اس شبستان تیرہ و تاریک مین مین آیا ہون کہ اب اسکی برکت سے یہ شبستان
روشن اور منور ہو جائیگا جیسے صبح کو آفتاب سے روشن ہو جاتا ہے **قولہ** ہر کہ اندیشہ خلق الخ الانتباہ از
ریودن بیخود کرنا معلوم ہے کہ صفت اخلاق کی خوشبو سے کرتے ہین اور بعض خوشبو نہایت تیز و قوی
بیہوش بھی کر دیتی ہے اور نرم خوئی اور ملائمت بھی عادات عمدہ سے ہین حسن اخلاق سے ہے المعنی
شاعر کہتا ہے کہ جسوقت مین نے اندیشہ آپ کے اخلاق کی توصیف کا کیا تو توصیف در کنار مجرد خیال
مین اوسکی تیز بوئی سے از خود رفتہ ہو گیا اور چونکہ اوس اندیشے کے ساتھ آپ کی نرم خوئی اور
ملائمت عادات کا بھی تصور تھا اور واسطے تشبیہ اس نرمی ملائمت کے اوراق سنبل و ریحان کی
طرف متوجہ تھا سو اوس تصور کے اثر سے خود ایسا سبک اور لطیف ہو گیا کہ اوراق سنبل و ریحان
بے تکلف مثل صبا کے چلا گیا اور کچھ صدمہ اوسکو نہین پہونچا اب اوس اخلاق اور نرمی کو دیکھا

کیا جاے جسکے خیال و تصور سے میرا یہ حال ہوا الخلاف محشی نے محمد شفیع کی طرف سے لکھا کہ جسوقت اونکی فکر خوے خوش نے بے اختیار کیا مانند صبا کے برگ سنبل و ریحان پر پاؤن رکھتا چلا گیا اور بعد اس معنی کے لکھا کہ چند اشعار مشتمل بر مدح ممدوح اس قصیدے کے بیربط ہین شاید الحاقی ہون انتہی قطع نظر معنی مہمل مجمل کے الحاق کا نسخہ پورا پورا علاج اونکی کندی طبیعت کا ہی شائقین ملاحظہ فرمائین جہان کچھہ بن نہین پڑتا وہ الحاقی ٹھہرتا ہی اسکے لفظ و معنی مین کیا نقص ہی **قولہ** این جواہر نثار الخ دارم این قافلہ را الخ الانتباہ جواہر اشعار منظومہ نثار بکسر مصدر کسی پر سے کوئی چیز تصدق کرنا اور بالضم وہ شئے جو تصدق کیجاے قافلہ کی تحقیق اوپر گذری صفاہان بکسر نام شہر کہ اوسکو اصفہان بھی کہتے ہین معرب سپاہان اس شہر مین سرمہ کی کان ہی سرمہ یہان کا خوب ہوتا ہی المعنی تقریر معنی پہلے شعر کی یہ کہ جواہر پر آب و تاب جو مین نے پروئے ہین کوئی یہ نہ کہے کہ عمان سے مانگ لایا ہی اوسنے ایسے کہان پائے بلکہ مین تے اونکے نثار کرم سے پائے ہین یعنی مین نے جو اونکے کرم پر نثار کیا اوسکے صلہ مین کرم نے میری طرف پھینکے وہ مین نے بن لئیے ہین اور یہ جو قافلے کے قافلے مضامین و معانی کے میرے دل مین چلے آتے ہین مین نے انکی آنکھہ کا سرمہ اونکے خاک دروازہ سے بنایا ہی یہ گمان مت کرنا کہ اصفہان سے لوٹ لایا وہان کا سرمہ ہی ذکر اصفہان سے اشارہ کمال اسمعیل اصفہانی سے بھی ہی اور ضرور قصیدہ اوسکا اس بحر مین ہوگا **قولہ** بسکہ عیسی نفسان بوسہ الخ بال اندیشہ ز پرواز الخ السلام اے ملک النظم الخ الانتباہ عیسی نفس مضامین و معانی روح افزا دل کشا بازو شکستن بازو لٹکانا قاعدہ پرند کا ہی کہ جب پرواز سے تھکتا ہی تو بازو ڈالکے قصد اوترنیکا کرتا ہی ملک النظم اے سلطان نظم ناظم شروان خاقانی شروان بکسر نام خاقانی المعنی یعنی جب مین اس نظم کی راہ مین چلا تو عیسی نفس برابر میری راہ چومتی چلی جاتی تھی اس سبب سے جو قدم میرا پڑا چشمہ حیوان پر پڑا یعنی جو بات میرے منھہ سے نکلے مثل دم عیسی یا آبحیات کی جان بخش ہی نکلے اے مخاطب یہ خیال مت کر کہ عرش سخن پر پہونچنا کچھہ سہل بات ہی سیکڑون دفعہ اس ہوا مین میرے مرغ اندیشہ نے بازو لٹکا لٹکا دیے ہین جب کہین عرش سخن پر پہونچا ہی اور یہ علو پایا ہی کہ جب مین شروان مین خلاق المعانی خاقانی کی مرقد پر گیا تو اوسکے خاک سے آواز آئی السلام علیک یا ملک النظم **قولہ** وا اورا دوش بدوش الخ راہ بجد ثناے تو سپردم الخ براہ نفرین حسودان الخ الانتباہ قدر بفتحتین و نیز بسکون دال عزت و بزرگی اور قضا اور حکم اور برابر اور مساہم اور شریک اور اندازہ اور تقدیر نفرین بالکسر دعاے بد المعنی یعنی ابد اور جیسے کہ قضا و قدر آپ کی تحسین و ثنا اور حسودون کی نفرین اور بد دعا مین مصروف و مشغوف ہین مین بھی اپنی راہ عمر مین اوسی شان

(۱۶۰)

اور اوسی حال کے ساتھہ چلا لیکن دونون کی کیفیت یہ ہی کہ راہ بے حد جو تنا کی ہی گو تمام عمر مین اوسمین
چلتا رہا وہ ایسی راہ نہین جسکو کہون کہ مین اسکی حد کو پہونچگیا اور راہ نفرین جسو دو دن مین جو چلا اوسکا
کیا بیان کہ کسطور پر چلا وہ بیان کے لائق نہین ایسے ہی اس قصیدہ کے راہ معانی مین مین بھی چلا اور
شارحین بھی لیکن یہ نہین کہ سکتا کہ صراط مستقیم پر کون ہوا اور برعکس اسکے کون اسکو انصاف ناظرین پر چھوڑون
بعد ملاحظہ معانی و ربط اشعار و اشعار معرا گذاشتہ کے جیسا کچھہ فرمائین سے خودستائی خود نمائی خوب نیست

مرد میدان راچنین اسلوب نیست

قصیدہ (۱۶) قولہ صبحدم کز دریچہ الخ شاہد طبع الخ بند برقع الخ گاہ اندیشہ الخ گاہ چین الخ
گاہ ابرو کشادہ الخ حلہ لفظ بر الخ گوہر نیم سفتہ الخ **الانتباہ** یہ قصیدہ ایک قسم اقسام بحر خفیف مین ہی
ارکان اسکے فاعلاتن مفاعلن فعلن بجواز فعلات یا فعلان عروض وضرب مین تشبیب اسکی حالیہ دریچہ
بفتح دال و یاے معروف وجیم فارسی ہندی کھڑکی شاید اصل مین مبدل دریزہ کا ہو در معروف
ویزہ بمعنی خرد یا بسبب ترکیب کے ساکن ہوگئی جیسے مشکیزہ اور نا ویزہ مشک خرد اور نا خرد ادراک بالکسر
یا ناستی غیر محسوس کا امساک بالکسر بخل غزل بفتحتین بازی کرنا محبوب سے اور جوانی کی باتین کرنا اور عورتون
کا ذکر اور صحبت بازنان سونش بواو معروف وکسر نون برادہ ہر چیز المعنی یہ آٹھہ شعر ہین اگرچہ صاف
ہین لیکن محشی و شارحین نے بھی بعض بعض کے معنی لکھے ہین اسواسطے مین بھی لکھون شاعر کہتا ہی کہ صبح
ہی صبح کہ وقت کشود و فتوح کا ہی مین نے جو کھڑکی ادراک کی کھولی اور عالم بالا پر نظر کی تو اپنی شاہد
طبیعت کو قید عناصر سے کہ سب زیر آسمان ہین آزاد پایا اور بالاے آسمان اس کیفیت سے دیکھا
کہ منھہ کھولے ہوئے ہی جو اشارہ حضور طبیعت سے ہی اور نشہ سخن سے مست کچھہ حلہ پہنے کچھہ نہ پہنے کہ عبارت
ہی بعض سخن درست اور بعض نادرست سے اور یہ بیباک حرف گیرون ناخن زنون سے کبھی متفکر کبھی
متحیر کبھی عبارت خوان کبھی نغمہ زنان کبھی بسبب عدم ادراک خیالات نازک کے اپنی فہم پر طعنے ہنسا
کے کرتا تھا کبھی بوجہ دریافت مضامین باریک کے شگفتہ ہو کے غزل شکریہ پڑھتا تھا جو معانی کہ پیش
وید خاطر حاضر ہوتے تھے اونکی آرایش کے لیے سیکڑون طرح کے لباس الفاظ کے بنا تا پھاڑتا تھا
اور جو گوہر نیم سفتہ تھے اونکے سفتہ کرنے کو سونش اوسکے گرد و پیش سے صاف کرتا تھا اے فضول
و زوائد جیسے کاریگر صاف کرتے جاتے ہین واسطے دریافت حسن و قبح شے مصنوعہ کے بخلاف محشی
نے موافق تحریر محمد شفیع کے تیسرے شعر کے معنی مین اضطراب اور ملا قطب نے عدم ہوشیاری لکھا
مجکو تو کوئی صورت عدم ہوشیاری کی معلوم نہین ہوتی البتہ اضطراب بعض اشعار لاحق سے مترشح

اور یہ سب بند وبست مدح ممدوح کا ہی کما سحی **قولہ** رفتم آہستہ الخ **الانتباہ** نمودم اے ظاہر کر دم استدراک
درک حاصل کرنا یعنی مین شاہد طبع کے سامنے گیا اور آپکو مقام استدراک مین ظاہر کیا **قولہ** خندہ آمیز ساز الخ
چیست اندر الخ **الانتباہ** پہلا مصرع حال ہی شد آمد دونون حال بالمصدر **المعنی** یہ قطعہ مخاطبہ شاہد طبع میں
ہی یعنی جبکہ آہستہ بامید حصول ادراک مین اوسکے سامنے گیا تو بمقتضاے ناز و انداز کچھ ہنسکے کچھ چین ابرو
ہوکے مجھسے پوچھا کہ اے میرے اور ادراک کے پرانے محرم اور رازدار کیا بات ہی کہ تو اسوقت مین ہانپتا
ہانپتا کانپتا آیا ہی کہ تیری سانس ٹھیک نہین جس سے اندیشہ ہلاک کا ہی **قولہ** گفتمش عفو کن الخ توئی
امروز در ممالک الخ نطق باگوش الخ روے اندیشہ از تو الخ داری اندیشہ الخ **الانتباہ** یہ پانچ شعر
مجادبہ شاعر مین ہین دراک بتشدید را نہایت معلوم کرنیوالا پیچاک بیاے مجہول پیچ وخم اور طرہ اور زلف
المعنی یعنی جب شاہد طبع نے کہا کہ تو ایسا مضطرب آیا ہی کہ تیرے تنفس سے اندیشہ ہلاک کا ہی تو مین نے
کہا کہ قصور معاف تجھسے دوری ممکن نہین ہی اوسمین اندیشہ ہلاک کا ہی قرب مین کیا احتمال ہلاک کا ہی آج
مثل تیرے ممالک فضل مین کون ایسا ہی جو لابدی وضروری واسطے طبائع دراک کے ہو پھر ناگزیر سے
کسکو گزیر ہی اور اوسمین احتمال ہلاک کا کب تو نے جیسے عالمگیری علی المخاک کی ہی ہم جیسے لوگون کے نطق ہمہ تن
گوش بنگلی ہی جو تجھسے سنتی ہی وہ بیان کرتی ہی اور گوش ہمارے سراسر ہوش ہوگئے کہ ہوش ہوگئے کہ ہوش
کی باتین اونمین بھری ہین تیرے ہی سبب سے اندیشے کا منھہ طرف مقصود کے ہی یعنی مقصود اندیشے کے سامنے
ہر وقت حاضر اور زلف محبوبہ دانش کے پیچ وخم سے آراستہ حسب مراد خاطر مین تجکو دیکھتا ہون تو اسوقت
ایک فکر وسوچ مین پاتا ہون اگر ہی تو مجھسے بیان کر اور چھپاے مت آخر مین تیرا محرم راز ہی تو ہون
مجھسے کہنے مین کیا خوف ہی **الخلاف** ملا قطب نے چوتھے شعر کے معنی لکھے کہ اندیشہ تیرے فیض سے
منھہ اپنا آئینہ مقصود مین دیکھتا ہی انتہی شارح نے تکلف کرکے آئینہ کا لفظ معنی مین خود پیدا کر لیا حالانکہ
رو بمعنی توجہ کے ہین جیسے رو گردن زدن بچیزے انداختن **قولہ** تلخ شد گفت الخ این عید ست ومن الخ
روشنست اینکہ الخ **الانتباہ** اینت بیاے معروف ونون غنہ وتاے فوقانی کلمہ تحسین وتعجب کا ہی
حدس بالفتح دانائی وفراست سمک بفتحتین ماہی اور اوس ماہی کے معنی مین مستعمل ہی جسکی پشت پر گاو دہلہ ہی اور
گاو کی شاخ پر زمین اور بسکون میم نیز سماک بکسر اول نام ستارہ کہ فلک ہشتم پر ہی چودھوین منزل سے
منازل ماہ سے سباک بفتح وتشدید موحدہ زرگر مشتق سبک بالفتح سے سیم وزر گلانا بمناسبت سیم وزر گلانا
کے زرگر کو کہتے ہین کار بچیزی کشیدن کسی چیز کی نوبت پہونچنا **المعنی** یہ تینون شعر جواب شاہد طبع مین ہین
یعنی بگڑکے مجھسے کہا کہ تحت تیری [illegible] وفراست ہی اسی بھروسے پر تیجی تحت زمین سے فلک ہشتم تک

۱۰/۱

مارتا ہی کیا آج عید نہین اور نہ مین مداح میر کا اور نہ وہ صراف سخن کا نہین نہ مین گرٹ بانیوالا سخن کا ظاہر کہ
آج وہ زمانہ ہی کہ اگر اندیشہ اوسکی صفت وثنا نہ کرے تو نوبت اوسکے ہلاک کی پہونچے **قولہ** باز گفتم دلیر الخ
لطف کن تا بہ بینم الخ بپذیرفت چون الخ مطلعش گو تیا الخ **الانتباہ** معجون خمیر کردہ شدہ اور بہ سرشتہ
اصطلاح اطبا مین وہ دوا جو چند ادویہ سے مرکب کرکے شہد یا قند کے قوام مین بناتے ہین خوش مزہ ہو
یا بد مزہ بخلاف جوارش کہ اسکا خوش مزہ ہونا ضرور ہی تریاک بفتح وکسر اول افیون اور زہر مہرہ اور معجون
مقرری دافع زہر یہان تریاک باعتبار افیون تلخی اور شہد مراد شیرینی سے ہی گو تیا بمعنی گویی الف آخر کا
زائدہ بجاے تشبیہ استعمال کرتے ہین **المعنی** یہ چار شعر بھی سوال وجواب شاعر اور شاہ ہین یعنی یہ
مین ہین یعنی پھر مین نے دلیر اور اوسکی ملامت سے شرم زدہ ہو کے کہا کہ اے گلزار فضل اگرچہ ہم تیرے مقابلے
مین مثل خس وخاشاک کے ناچیز وحقیر ہین مگر تو وہ معجون مدح کی ذرا مجکو عنایت کر مین تو دیکھون کہ اوس مین
شیرینی زیادہ ہی یا تلخی جو کہ قبل اس سے یہ تلخی پیش آیا تھا کچھ اوس سے شرمندہ ہو گئے اس بات کو مان لیا
اور وہ معجون مدح کی مجکو دی کہ بے مطلع کے تھی مین جانتا ہون شاید کوئی مطلع بلند اوسکو نہین سوجھا
جب تو جلدی سے دامن اسم ممدوح کا پکڑ لیا اور بے مطلع کے مدح شروع کی سمجھا کہ اگر مطلع بلند نہین ہی
تو نہو نام ممدوح کا تو ہی اس سے اس سے بلند تر اور کون شے ہی اس شعر مین گریز بھی ہی اور عذر مطلع
نہ کہنے کا بھی **قولہ** میر بو الفتح آنکہ از الخ گوہرش دست بردہ الخ قہر او بے ستم الخ جود او بے نفاق الخ
الانتباہ قلم بفتحتین خامۂ تراشیدہ اور ہر چیز مقطوع وبریدہ ماخوذ قلم بسکون لام سے بمعنی کاٹنا اور تراشنا
اس لفظ مین ایہام ہی قلم تاک سے ساتھ گوہر معرب جوہر ذات واصل نژاد وہر شے اور مطلق جواہرات
لعل وغیرہ اور مروارید دست بردن غالب ہونا **المعنی** یعنی شاہ طبیعت کہتا ہی کہ وہ میر جسکا مین آگے
مادح بتاتا ہون میر ابو الفتح ہی اور وہ ابو الفتح کہ جسکے قلم سے لولوے کچھے ایسے نکلتے ہین جیسے قلم تاک سے خوشے
تاک کے اور وہ ابو الفتح کہ اپنی اصل وذات مین دریا پر غالب ہی جو فیض وجود کہ اسکی ذات سے ہی دریا سے
نہین ہی اور ایسا روشن نہاد کہ اوسکے سایہ نے نور کو شکار بند مین باندھا ہی یعنی نور اوسکے سایہ کے
پیچھے رہتا ہی اسواسطے کہ شکار بند پیچھے سوار کے ہوتا ہی ورنہ سایہ پیچھے نور کے ہوتا ہی قہر کا اوسکے یہ حال
کہ جب وہ قہر پر ہو تو کوئی صورت جانبری کی نہین جان بچانیوالی چیزین جان لینے والی ہو جائین مثلا
تریاک مین خاصیت زہر کی ہو جاے حال آنکہ وہ زہر بچانے کے لیے ہی اور سپر کچھ ظلم وتعدی نہ کرے
مگر وہ خود بخود اپنی خاصیت بدل دے اس خوف سے کہ وہ اسوقت قہر مین ہی مین کیسے اسکی جان
بچاؤن ایسا نہو اوسکے قہر مین مین بھی آجاؤن جود کی یہ کیفیت کہ جسوقت وہ بر سر جود آے تو قلم

حاتم کا نامہ امساک سے ظاہر کرے یعنی بالاتفاق حاتم کو بخیل و ممسک کہین یقین ہی کہ وہ بمقتضاے نفاق
لوگون سے کہلائیے بلکہ امر واقعی ٹھہرے **قوله** چون آمد لطف الخ **الانتباه** کوره بوا و معروف ہندی بھٹی
لوہارون ٹھٹھیرون کی اور بھٹہ چونہ اور خشت وغیرہ کا سکاک بفتح و تشدید کاف اول آہنگر اسواسطے کہ ماخوذ
ہی سک بالفتح و تشدید کاف سے بمعنی کوٹھہ آہنی اور نیز سکہ زن **المعنی** یعنی لطف اوسکا کہ آگ کو ٹھنڈا ملکہ
پانی کر دینے والا ہی اگر آگ مین دم پھونکے تو آگ پانی ہو جاے اور مچھلیونکی مسکن بنے چنانچہ آہنگر وغیرہ
اپنی بھٹی سے مچھلی نکالین بجاے آہن وغیرہ سکے یہ اغراق قلب ماہیت مین ہی کہ ناریت مائیت سے بدلجاے
جو غیر ممکن ہی **اختلاف** نسخہ مطبوعہ اور شرح ملا قطب مین بجاے برکشد کے میکشد لکھا ہی انتہی ظاہر صیغہ
حال کا مناسب شرط کے نہین ہی **قوله** چون کند نام اولخ **الانتباه** خاتم بفتح تا کے **المعنی** ما یختم بہ جیسے عالم
بمعنی ما یعلم بہ عطارد بضم اول و کسر را ستارہ معروف فلک دوم کا کہ دبیر اور منشی فلک بھی اسکو کہتے ہین علم
و عقل کا اس سے تعلق ہی حکاک بفتح و تشدید کاف حک کنندہ اور نگینہ ساز اور مہرکن **المعنی** اکثر نکتے گرکون
کی عادت ہی جسکا قلم اچھا دیکھتے ہین چورا لیتے ہین عطارد بھی اگرچہ منشی فلک ہی علم و عقل اوسکی تعلق مگر اوسکے
علم و عقل کا آخر تو ایک مرتب ہی ہی اسواسطے جب حکاک نام اوسکا خاتم پر نقش کر چکی تو عطارد اوسکی قلم چورا
کہ اس زیادہ عمدہ قلم کونسی ہوگی جسنے ایسا نام نامی لکھا ہی **اختلاف** محمد شفیع اپنی شرح مین لکھتے ہین کہ عطارد
قلم اپنی حکاک سے چرالے یعنی مقابل اوسکے نہ لکھہ سکے پھر اسکی تردید کر کے اپنی سماعت لکھی کہ عطارد قلم حکاک
کی چورالے کہ اسکا تو یہ کسب ٹھہرا ایسا نہوا اور کا نام لکھے انتہی ایسے ہی ملا قطب او رمحشی مذبذب مین ہین الگ
قوله عرش در فخرخانہ الخ **الانتباه** یعنی ممدوح ایسا عالی قدر ہی کہ عرش نے بالاے افلاک اوسکے خانہ قدر
کے آستانہ کو اپنے واسطے چھانٹ لیا ہی کہ مجکو یہان بھی جگہ ملجانے مین فخر ہی فخر ہی **اختلاف** محشی ملا عبد الرحیم
کی طرف سے لکھتے ہین کہ عرش نے اوسکے خانۂ قدر کے آستانہ کو افلاک پر ترجیح دی ہی انتہی ملا قطب بجاے
فخرخانہ کے فخرنامہ قرار دیکر لکھتے ہین کہ فخرنامہ وہ کہ اصول و فروع اپنی حسب و نسب کے اوسمین لکھے
ذریعہ تفاخر کا ٹھہرائین یعنی عرش نے فخرنامہ قدر مین اوسکے آستانہ کو بالاے افلاک قرار دیا ہی محمد شفیع
کے معنی قریب میرے معنی کے ہین اب ناظرین منصف بھی اسمین سے جو معانی عالی ہون چھانٹ
لین **قوله** چرخ در ملک نامۂ الخ **الانتباه** ملک نامہ تملیک نامہ املاک بفتح جمع ملک و بکسر کسیکو کسی چیز کا مالک
کر دینا **المعنی** یعنی چرخ نے جو اوسکے عزم کو ملک نامہ لکھدیا ہی کہ تو اپنی مرضی کا مالک ہی جو تیرے دلمین گذرے
سو کر مجکو کچھہ دخل کسی بات مین نہین اوسی مین اپنی حرکت بھی اوسکی املاک سے لکھدی ہی کہ اسکا بھی تو مختار
ہی جیسی تیری مرضی ہوگی ویسی ہی حرکت کرونگا مین اپنی حرکت کا آپ مختار نہین ہون **قوله** برمہ اوگر الخ

الانتباہ رُمح بالضم نیزہ انامل بالفتح اول وکسر میم سر انگشتہا جمع انملہ ہفت اندام نام ایک رگ کا ہی جسمین خون
ہفت اندام کا آتا ہی اور ہفت اندام ظاہری یہ ہین سر سینہ پشت تین چار ہاتھ پانون بقول بعض چشم گوش
زبان بطن فرج دست وپا اور باطنی یہ ہین دماغ دل جگر سپرز شش زہرہ معدہ یا گردہ شباک بفتح شین
معجمہ وتشدید بائے موحدہ سوراخ کنندہ المعنی جو کہ مشابہت سنان کی سر انگشت سے ہی لہذا شاعر کہتا ہی کہ نیزہ
اوسکا جو سر انگشت ایک انگشت پنج انگشت عدل سے ہی ہفت اندام ظلم مین سوراخ کر کے سارا خون
اوسکا بہادینے والا یا عمدہ اعضائے رئیسہ دل وغیرہ کا چھید کرنیوالا ہی کہ فوراً ہی تمام ہوجاسے **قولہ** بخت
اوکز نژاد الخ **الانتباہ** نژاد بفتح وزائے فارسی اصل ونسب توفیق کی تعریف جعل الاسباب موافقا للمطلوب
المعنی یعنی بخت ممدوح کا کہ نژاد د نژاد توفیق سے ہی اور توفیق کی صفت موافق کردینا اسباب کا واسطے
حصول مطلوب کے لاجرم بمضمون الولد سر لابیہ کے یہ بھی تر دسیم مراد مردم کا صورت بنانے کرنیوالا ہی
قولہ جبروتش نپوشد الخ **الانتباہ** جبروت بفتحتین عظمت وبزرگی اور بکسر اول باصطلاح سالکان عالم عظمت و
جلال اسمائے صفات الٰہی اور مرتبہ وحدت قوس النہار نصف فلک مرئی کہ سیر آفتاب کے دن مین اوپر
ہوتی ہی اسواسطے کہ جب فلک کو دائرہ فرض کر کے نصف کیا جاسے تو ضرور نصف مرئی بشکل قوس کے
ہوجائیگا بہذا صورتہ ⦶ شراک بکسرہ تسمہ جو جوتے کے اوپر باندھتے ہین **المعنی** یعنی آسمان اگرچہ بڑی
شان شکوہ والا ہی اگر ممدوح کی عظمت وجلال کا نعلین بنے اور قوس النہار سے شراک لگائے تب بھی
اوسکی عظمت وبزرگی اسکا پہننا ہرگز قبول نہ کرے اور شایان شان نسمجھے غرض چرخ اوسکے علو وسمو کی
جوتیان بھی نہین بن سکتا **انخلاف** محشی نے قوس النہار کو دائرہ نصف النہار لکھا ہی انتہی ظاہر قوس
کے معنی کمان کے ہین نصف النہار مین کمان کے معنی کیسے نکلینگے اور کیونکر دونون ایک ہونگے ملا قطب پوشیدن
نعلین کے محاورے پر چہم وبکم ہوتے ہین اور کہتے ہین بپا کردن وبپا پوشیدن چاہیے اور قوس النہار
ایک خط ہی خطوط فلک سے انتہی لیکن اوس خط کی تصریح نہین اپنے اجمال واہمال کی توضیح نہین شاعر اہل
زبان پر اعتراض کہ سوائے خموشی کے تقریر نہین ہی انتہی سچ کہا ہی ع اے بیخبر بکوش کہ تا باخبر شوی
قولہ آسمان در رفاقت الخ **الانتباہ** تواضع بضم ضاد وآپ کو گھٹانا اور عاجزی کرنا چرخ ہر چیز گول
گھومنے والی مراد گردش چرخ سے سوا کن بفتح اول رفتار نرم **المعنی** یعنی آسمان کہ کبھی اپنی حرکت مین
توقف وتامل نہین کرتا مگر جب ممدوح کے عزم بالجزم کی رفاقت مین چلتا اور اوسکے ساتھ ہولیتا
ہی تو از روئے تواضع آپ کو کمتر جان کے اپنی گردش مین تیزی نہین کرتا تا عزم اوسکا پیش رو
ہوئے اور مین پس رو بنون **قولہ** چرخ در عرض لشکرش الخ **الانتباہ** عرض لشکر جائزہ لشکر

اسواسطے کہ عارض بخشی اور سردار لشکر کو کہتے ہین جو لشکر کو عرض و شمار کرتا ہی بہرام نام بادشاہ عادل اور
سخی اور ستارۂ مریخ کہ فلک پنجم پر ہی خون ریزی و قتال اس سے علاقہ رکھتی ہی شاک مرد با تمام سلاح
و سپاہی ماخوذ شاک سے کہ بمعنی سلاح کے ہی اور شک کنندہ **المعنی** یعنی ہنگام جائزہ آسمان نے لشکر اوسکا
دیکھکے کہا کہ مریخ ہر چند بڑا خونریز اور سپاہی جنگی ہی لیکن اس لشکر کے مقابلے مین خونریزی کسکی پورا سپاہی
بھی نہین **الخلاف** ملا قطب نے شک سے معنی اختیار کیے ہین یعنی بہرام شک کنندہ نہین ہو سکتا محشی
نے ملا عبد الرحیم کی جانب سے صرف عرض لشکر اور شاک کے معنی لکھے جو لغت سے بھی معلوم ہو سکتے تھے اور
ملا قطب نے تو خود شک اختیار کیا باوجود دوسرے معنے کے پھر اونکے معنے شک سے کیسے خالی ہو گئے
قولہ دست مظلوم را چو الخ **الانتباہ** دست درازی تعدی **المعنی** یعنی ممدوح کہ حامی و مددگار مظلومونکا
ہی جب سے اوسنے ہاتھہ ظالمون کا کوتاہ اور مظلومون کا دراز کیا ہی سیکڑون شبخون خاشاک نے شعلہ پر مارے
ہین اور شعلہ کو دبایا ہی اور ضرور ہی کہ اکثر شعلہ خاشاک ڈالنے سے دب جاتا ہی اس شعر کے معنی نہ کسی محشی نے لکھے
نہ شارح نے **قولہ** اے ابد را العہدت الخ بزمگاہ تو حجلہ الخ **الانتباہ** استظہار پشت پناہ اور قوی پشت
ہونا استمساک چنگل مارنا حجلۂ یوسف مراد اوس مکان سے جو زلیخا نے بنوایا تھا اور اوسمین تصویرین
اپنی اور حضرت یوسف کی مصور کرائی تھین ضحاک بفتح و حاے مشدد بسیار خندندہ اور نام ایک بادشاہ
ظالم کا کہ اوسکے شانے مین زخم ہو کے دو مار ہو گئے تھے کہ غذا اونکی دماغ آدمی کا تھا چنانچہ ذکر اسکا
مشہور ہی بعض نے اسکی وجہ تسمیہ مین لکھا ہی کہ ضحاک معرب دہ آک و آک بمعنی عیب اور اوسمین بھی دس
عیب تھے زشتی کوتاہ قدی بیدادی بے دینی دروغگوئی بد دلی بسیار خواری بے شرمی بخروی
بدزبانی بقول بعض دو دانت لیے ہوئے پیدا ہوا تھا مان اسکی عرب تھی اوسنے اسکا نام ضحاک رکھا
المعنی یہان سے التفات ہی یعنی اے ممدوح تیرا وہ زمانۂ بے زوال ہی جس سے ابد کو قوت ہی اور
پناہ اور تیرا علم ایسا کہ عمل نے اوس سے استمساک کیا ہی یعنی علم بے عمل نہین بزمگاہ تیری یوسف زار ہی کہ
یوسف جمال زلیخا تمثال اوسمین جمع ہین اور رزمگاہ تیری کھوپڑی آدمیونکی کھا نیوالی کہ ہزارون اوسکی
خوراک ہو گئے **قولہ** از خم مدت تو جام الخ از نشاط زمانہ الخ **الانتباہ** یہ دونون شعر دعا مین ہین بعد
ندا و ثنا کے جیسا کہ دستور شعرا کا ہی کہ التفات مین ندا و ثنا کر کے دعا کرتے ہین اور بعد دعا پھر مدح اور
مقصود گویا اسوقت مین آپ کو حاضر بحضور ممدوح سمجھتے ہین اور لفظ باد دونون کے آخر سے محذوف
یعنی تیری مدت عمر کا پہلا جام ہو بیودہ جرعہ جو دور آخر افلاک کا ہی یعنی سالہا دورہ فلک کا جرعہ اخیر
تک قید جرعے کی تاکید تمامیت کی ہی اور دور فلک کا بعض نے تیس ہزار برس کا لکھا ہی اور اس

اعتبار سے کہ ہر سیارہ کا سیارات سبعہ سے سات ہزار برسکا دور مقرر ہی او نچاس ہزار برس ہوئے
معمد ایتر از مانہ ایسا پر نشاط و سرور ہوئے کہ اوس سے نشۂ اول روز تریاک کا شرمندہ ہوئے تریاک
خواہ معجون کہ مفرح دل و دماغ ہوتی ہی خواہ افیون کہ اول مین سرور آور زیادہ ہوتی ہی پھر عادی ہو جانیسے
وہ بات نہین رہتی **الخلاف** ملا قطب نے دونون شعرون کو جملہ اسمیہ ٹھہرا کے یہ ترکیب لکھی کہ جام تخت
خبر مقدم مفہوم مصرع ثانی مبتدا موخر یعنی یہ کہ جرعہ دور آخر افلاک کا خم مدت عمر تیرے سے جام تخت
ہی یعنی نہایت مدت افلاک کی بدایت تیری عمر کی ہی دوسری ترکیب یہ کہ دور آخر افلاک مجموع مبتدا اور جرعہ
خبر مقدم ایسے ہی دوسرا شعر انتہی محمد شفیع نے بھی تقدیم تاخیر کرکے تعقید لکھی ہی انتہی میری دانست مین
نہ تعقید ہی نہ تقدیم تاخیر نہ صرف مبتدا خبر جملہ اسمیہ بلکہ بافعل ناقص محذوف جام تخت موصوف صفت
اسم جرعہ دور آخر خبر اور دونون شعر جملہ دعائیہ شارحین کے لیے ان اشعار کا دعائیہ ہی نہ ٹھہرانا باعث
اس خلجان کا ہی ورنہ کلام شاعر کا راست رو ہی اسمین کچھ بھی کجی نہین اور اس سے مجبور **ع** کج باج
گرا ید راست باراست **قولہ** بذل گوہر بست الخ فقر از زر غنا الخ بر حسود تو رحم الخ دست رفعت
الخ **الانتباہ** شورش حاصل مصدر پریشانی غراک عزہ کرنے والا کا واک خالی و بمعنی اور ہر چیز میان
تہی جائز بود یہ بود بمعنی بودے کے ہی اسواسطے کہ بعد حرف شرط اور فعل تمنا یعنی ے بودے
واقع ہوا کس لیے کہ شرط معنا مقدم ہی گو موخر پڑی جیسے اس مصرعے مین **مصرع** اگر دیوانگی پیغمبری
داشت ﴿ دلق بالفتح ایک قسم پشمینہ کہ فقیر پہنتے ہین **المعنی** یہ چار شعر پھر مدح مین ہین بخطاب یعنی اے
ممدوح بحر ممسک نے جو سالہا سال سے گوہر جمع کیے تھے اور تو اونکو لٹا رہا ہی اب اس نے بس کرکہ
پریشانی اس ممسک کی حد سے بڑھگئی اور وہ پریشانی موج سے پانیکا باہر آکے پھیلجانا اور غرہ اسکا سب
نکلگیا کہ مین بڑا مایہ دار ہون حالانکہ تیرے بذل مین بھی نہ پورا ڈال سکا اور ایسی ہی کاوش کان کی بھی موقوف
کرکہ اب وہ کاواک رہگئی کب تک کسب فیض کا آفتاب سے کرے اور یہ تیری زربخشی فقر غنا ہو گیا
کہ خود صاحب زکوۃ و نصاب بنگیا اور بے احتیاج ہو گیا حاسد تیرا ایسی بڑی بلا مین مبتلا ہی کہ ہر چند جا
پر کوئی رحم نہین کرتا مگر یہ تو بنظر اوس بلا کے ضرور جائز الرحم ہوتا لیکن چونکہ احتمال اوسکے ہلاک کا لگا ہوا
ہی اسواسطے کوئی پروا نہین کرتا کہ اب مرا اور چھوٹا شاعر نے اس شعر مین اوسکا ادھ مرا ہونا بھی نکالا
ہی اور مرنا بھی اور اے ممدوح بہت دنون سے یہ پرانی کملی آسمان کی تنی ہوئی دیکھ رہا ہون تو اپنی
رفعت کا ہاتھ بڑھا کے چاک کیون نہین کرتا جو تیری رفعت کا آسمان بہتر اور تازہ قائم ہوئے یہ پرانی
کملی کب تک رہیگی غرض کہ رفعت اوسکی اور قدرت اوسکی آسمان سے زیادہ ہی **قولہ** داور الخ

معنی انگلک الخ زدوران بجز الخ بدعا میدود کنون الخ **الانتباہ** سمک سماک کے معنی اوپر مذکور ہوئے اور
حضیض و اوج ستارونکو لازم ہی کہ غایت درجہ اونکی پستی و بلندی کا ہی سوانح جمع سانحہ وہ شکار کہ بائین طرف
تیر اندازسے داہنی طرف آئے کہ ایسے شکار کو مرغوب و مبارک جانتے ہین اور بارح کو جو ضد اسکی ہی یعنی
اور شوم اور کوئی چیز ظاہر شدہ ناپسندیدہ اور موحش اگرچہ یہ معنی مفہوم لغوی کے خلاف ہین مگر استعمال
اسی طور پر ہی ابوالفرح نام شاعر المعنی منجملہ ان چار شعر کے تین فخریہ ہین چوتھا مقصود تمہید دعاے تابید یعنی
ابد اور عرفی کا طفیل تیری مدح و ثنا کے یہ حال ہوا کہ حضیض سمک سے اوج سماک کو پہونچا معانی اوسکے
قلم سے ایسے برستے ہین جیسے آجکل سوانح گردش افلاک سے اوپر برستے ہین اسی مین بوالفرح اظہار مقصود کی ہی
اور اوسنے تیری شاگردی کی خاطر ایسے دریا مین غواصی کر کرکے یہ گوہر آبدار اور درر شاہوار نکالے ہین کہ ابوالفرح
کا اس دریا کے پانی سے کبھی حلق بھی تر نہوا آب تیرے حق مین دعا کرتا ہی تا دشمن کیواسطے زہر دوست کا کیلیے تریاک
بنے یعنی دشمن ملول و غمگین ہوئین اور دوست شاد و مسرت قرین معلوم ہوتا ہی کہ ابوالفرح کا قصیدہ بھی اس زمین مین
ہی اسیواسطے اوسکا نام لیا ہی **قولہ** تا توان گفت زہرہ الخ رقص عیش تو باد الخ **الانتباہ** زہرہ بفتح اول و ثانی
ستارۂ معروف بر فلک سوم کہ مطربہ اور لولی فلک اسکا لقب ہی فارسی والے اس لفظ کو بسکون استعمال
کرتے ہین ضحاک بصیغہ مبالغہ بسیار خندندہ خندہ خاک زمین کا پھٹ جانا المعنی یہ دونون شعر دعاے تابید مین
ہین یعنی جب تک کہ زہرہ رقاص کہلائے اور غنچہ ضحاک گردش چرخ کی تیرے بزم عیش مین رقاص بنے اور خندہ
خاک کا تیرے دشمن کی گور یعنی ہمیشہ زمین پھٹ پھٹ کے تیرے دشمنونکو خسف کیا کرے خود اونکی دشمن بنجانے
گور کفن بھی اونکو نصیب نہونے یہ قصیدہ بھی ختم ہوا اور میری تمنا جو بغور ملاحظہ شایقین کے ہی ختم نہین ہوتی کیا کرون

مصرع دل پہ کچھ اپنا اختیار نہین ✤

قصیدہ ١٧ **قولہ** عشق کو تا الخ در دوا الخ مرغ جان را الخ صید دل را الخ آنکہ از تا الخ وز متاع و فا الخ
الانتباہ یہ قصیدہ بھی اوسی بحر مین ہی جسمین قصیدۂ مذکورۃ الصدر تھا تشبیب اسکی بھی حالیہ شوقی مین یا تخصیص کی
ہی بیالا آیدعا لائیدن سے بھرنا آلودہ کرنا بر بستر انداختن بیمار کرنا پر زدن پر ہلانا **المعنی** شاعر نے اس تمہید
مین اپنے عیش و بے غمی کی تین صورتین لکھی ہین منجملہ اونکے ایک عشق ہی چنانچہ اول عشق سے شروع کرکے
کہتا ہی کہ مین حیران ہون کہ عشق کیا ہوا اور کہان ہی یہ عقل کیسے کار فرمائی میرے کشور دل مین کر رہی ہی اور
مجکو پریشانی مین ڈالا ہی سچ کسی نے کہا ہی ع فرصت خاریدن سر نیست در اقلیم عقل مدعا عشق اسکو اپنے
منصب سے گراکے معطل اور بیکار کرے کہ اسکی کشاکش سے چھوٹون اور وہ شوق خاص کا میرے
مجمر سینہ مین سلگا ہے جسکی بو سے بیخود اور از خود رفتہ ہو جاؤن اور درد سے میرے دل کو بھر دے اور دعا

کو بیمار ڈالدے کہ صاحب فراش ہو جاے مرغ جان کو ایسے کسی معشوق ظالم بے رحم کی محبت مین گرفتار کرے
کہ اوڑنا اوسکا اگر ذرا پر ہلائے تو پر نوچ کے پھینکدے علی ہذا شعر مابعد کہ کسی ایسے صیاد کا میرے دل کو صید بناکے
کہ بجبر وسل دو ٹھانیکے سر ہی کاٹ ڈالے اور اپنے ناز و غمزے سے میری جان پہ خنجر و سنان کا مینہ برسائے اور
ایسا بیوفا کہ جس سے نہ اقل وفا کی امید ہو نہ اکثر کی بلکہ یاس ہیت قولہ شاہد سے کو کہ الخ ہر شکستے کہ
از الخ آسمان رنگ شیشہ الخ در شراب افگند الخ خندہ جام الخ نور خورشید سے الخ بادۂ روشنی کہ الخ قہقہہ
شیشہ الخ الاغتباہ آفتاب معروف و نیز شراب دوزخی مین یا مجہول التعظیم کی ہی خندۂ جام لبالب ہونا جام کا
گریہ شیشہ شیشے سے جام مین شراب کا گرنا پر ندکفچتین حریر سادہ اور بافتہ ابیجی اغبر بالفتح و بائے موحدہ تیز
مفتوح خاک رنگ اور گرد آلود قہقہہ شیشہ وہ آواز جو شراب اونڈیلنے کے وقت شیشے سے نکلتی ہی المعنی ان
اشعار مین دوسری صورت کا بیان ہی کہ اگر عشق جو تجویز دل اور زنجیر کرنے والا ہی جسین نہ پریشانی کا غم نہ جمعیت
کی پروا میرے پاس نہین آیا تو دنیا ہی کا سامان سہی کہ کوئی شاہد عاشق پرور عاشق دوست ہو کہ دم بھر
میرے دل درد پرور کی طرف کان لگاے اور متوجہ ہو کے اوسکا درد سنے اور جو شکست کہ جنسے میرا دل
بھرا ہوا ہی اوسمین پاے بدل اوسکا خریدار بنے اور اونکو اپنی زلف معنبر مین ڈالے کہ شکست مناسب
زلف کے ہی نہ دل کے اسمین یہ اشارہ بھی ہی کہ ہر شکست میرے دل کی اس حد کو پہونچی ہوئی ہی جس سے
درستی زلف معشوقون کی ممکن جو حد درجہ کی شکست چاہتی ہی اور نیز وہ شاہد عاشق نواز ایک شیشہ سبز
آسمان رنگ منگائے اور اوس شیشے سے آفتاب ساغر مین ڈالے جیسے شیشہ آسمان سے آفتاب ساغر
مین پڑتا ہی آفتاب کے لفظ مین تغایر فرضی ہی یعنی ذات آفتاب شراب اور جرم اوسکا ساغر ان تشبیہات
سے عمدگی شیشہ اور درخشندگی ساغر و شراب کی منظور ہی اور بعد ڈالنے ایسی شراب کے ساغر مین میرے
دل گرم کو اوسمین ڈالدے کہ آتش پریشانی سے فی نفسہ دوزخ ہو رہا ہی یہ ڈالدینا ایسا ہو گا جیسے دوزخ
کو کوثر مین ڈالدیا تا کچھ تسکین پائے اور خندۂ جام اور گریہ شیشہ کا دونون ملکے غمکو رولائین اور خون
اوسکا بہائین بس وہی شراب جو شیشے سے ساغر مین آئیگی اشک خونین غم کے ہین اور نیز خون غم کا
اسواسطے کہ ایسے موقعے پر غم معدوم ہو جاتا ہی لاحق کے تینون شعر صفت شراب مین ہین پہلے کے یہ معنی
کہ ہر روز خورشید پرند شفق کی آسمان کے سر پر ڈالا کرتا ہی یہ آفتاب شراب کا ایسا چاہیے کہ اپنی شعاع سے
خاک اغبر زمین کے سر پر پرند شفق کی ڈالے اور عکس شعاع سے زمین کو سرخ کردے اور وہ شراب
آفتاب صفت جسکے فروغ سے ستارے بے فروغ ہو جائین جیسے آفتاب سے سب بے فروغ ہو جاتے
ہین اور قہقہہ شیشے کا کہ ہم صوت طبل کوچ کا ہی طبل کوچ بجاے تا ہوش اور اخوات اوسکے سب

چلدین بلکہ ہوش جو مدت سے اپنا خیمہ گاڑے ہوئے مجکو آفت مین ڈال رہا ہی اوسکا خیمہ اوسی کے سر پر پھکے اوسکو اس شان سے نکالے انخلاف محمد شفیع نے اس شعر خندہ جام غم مین بھی دونون مصرعون کے معنی بیان کو لکھا ہی انتہی مین اس شعر کو تحت کارگزاری شاہد اور صفت شیشہ و ساغر مین سمجھتا ہون اور شاعر نے بھی لفظ کو نہین لکھا بلا ضرورت تقدیر کا ماننا کیا ضرور اور جو کا تبون نے بعض نسخون مین کاف لکھا ہی بدون کاف تقدیر عطف اچھا جانتا ہون آیندہ برائے ناظرین کی قولہ کو معنی کہ اضطراب الخ زخمہ از باد گوشہ الخ از رگ و ریشہ الخ الانتباہ معنی بضم میم و فتح ثانی و نون مشدد مکسور ہندی گویا مزمر بالکسر ہندی بانسری وغیرہ بربط اور عود رعشہ بالکسر ایک مرض ہی جس سے آدمی کے ہاتھ خود بخود کانپتے ہین آپ کہتا ہی کہ اگر شاہد موصوف بصفات مذکورہ نہو تو معنی یہ ہی ہو کہ وہ بھی مست و غم غلط کرنیوالا ہی تا میرے دل سے اضطراب کو نکالے اور نبض مزمر مین ڈالے کہ مناسب اضطراب کے نبض مزمر ہی نہ میرا دل اور ظاہر کہ نبض مین اضطراب گرمی سے ہوتا ہی پس گرم ہونا نبض مزمر کا بہتر ہی اسلیے کہ گرمی اوسکی ناشی سرود اور دافع اضطراب کی ہی نبض سے تشبیہ بہین مناسبت کہ نبض پر بھی اونگلیان رکھتے ہین اور تار ساز اور سوراخ بانسری پر رکھتے ہین دامن زخمہ کا وہ حلقہ جو نیچے اوسکے ہوتا ہی اور قاعدہ ہی کہ ہوا سے موج دریا مین پڑتی ہی جس سے خس و خاشاک وغیرہ دریا سے نکلکے کنارے پر آپڑتا ہی پس زخمہ اپنے گوشہ دامن کی ہوا سے دریائے نغمہ تر مین موجین اوٹھاوے جنسے میرے دل کا کہ دریائے غم ہو رہا ہی سارا غم و اضطراب نکلجاے اور یہ بھی معتاد ہی کہ جیسا دل آدمی کا بوجہ کسی اضطراب کے ہلتا اور دھڑکتا ہی تو ہاتھون مین بھی رعشہ ہو جاتا ہی لہذا شاعر کہتا ہی کہ میرے دل کو جو بسبب اضطراب کے رعشہ عارض ہو رہا ہی اسکے رگ و ریشہ سے اوسکو نکال لے اور غم کی جان مین ڈالدے تا بسبب رعشہ کے مجھپر پھر دست قدرت نہ پائے بلکہ ہاتھ نہ لگا سکے قولہ نے غلط گفتم الخ کشتیم درمیان الخ ہر کہ دنبالہ الخ مردم از شرم الخ دست توفیق کو الخ الانتباہ معبر بفتح میم و بائے موحدہ ہندی گھاٹ اور اوتار دریا سے وبالکسر کشتی وغیرہ آلہ عبور دریا کہ بدریا نیہ کاف کدامیہ ہی شنا و بکسر پیرنے والا اژدر بفتح و زائے فارسی و فتح دال مہملہ مار بزرگ جثہ اور وہ شکل جو بصورت اژدہا آسمان مین ہی جسکو راس و ذنب کہتے ہین نشیمن بکسر تین و یائے مجہول آرامگاہ اور آشیانۂ مرغان اور خلوتخانہ المعنی پہلا شعر ما حصل جمیع اشعار ماقبل کا ہی معنی مین جو طالب عشق اور شاہد معنی کا واسطے رفع تردد خاطر کے ہوا سب میرے خیالات خام ہین اور محض غلط مین تو ایسے بھونر جال مین نہین پڑا ہون کہ کوئی مجکو اوس سے نکال کے گھاٹ پر لگا دے میری کشتی تو بیچا بیچ سمندر مین ٹوٹی ہی کون ایسا ناسمجھ ہی کہ سمندر مین شنا دیجیے

اور کسکی مجال جو اوسمین تمنا دری کر سکے یہ بات ہی جو دنیا مین آشیانہ بناتا ہی گویا اژدہے کے منہ مین بستر بچھاتا ہی اوا
مین اس شعر سے مرتا ہون کہ جان بوجھ کے ٹیڑھی راہ چلا اور رہبر کی بات نہ سنی کہ اوسکو بھی مشکل مین ڈال دیا اور
ظاہر کہ رہبر جب کسی گمراہ کے ساتھ ہوگا تو صعوبات راہ سے وہ بھی خالی نہین رہیگا بس یہ مبالغہ اپنی اشد
گمراہی کا ہی اور باعث اس گمراہی کا نفس ہی کہ عجب و غرور سے بھرا ہی اسکا علاج کچھ نہین پڑتا ہان اگر دست توفیق
اپنی شمشیر سے اسکے سر کو دو پارہ کرے تو سب کچھ بن آئے سوا اوسکو کہان پاؤن **قولہ** حسن معنی کہ دار و الخ
یوسف انگس بود الخ او عبیر لباس الخ الانتباہ کہ دار و یہ کاف کدامیہ ہی آنکہ یعنی آن دار و سر انداختن
سر جھکا لینا حسدش کا شین ضمیر مفعول کی ہی عبیر ایک قسم خوشبو خشک کہ کپڑون پر ملتے ہین بقول بعض صندل
اور گلاب اور مشک سے بناتے ہین بعض نے کہا ہی ایک خوشبو ہی زعفران آمیختہ المعنی یہ تینون شعر
ایک مطلب کے ہین ایک فرادی اور دو قطعہ بند شاعر کہتا ہی کہ نفس تو کبر و غرور سے باز نہین آتا اور جا
یہ ہی کہ جسمین حسن معنی کا ہی اور اس خوبی سے بہرہ رکھتا ہی اوسکی عادت پسندیدہ بھی ہی کہ دشمنون کی راہ
مین بھی سر جھکاتا ہی اور تسلیم و تواضع پیش آتا ہی یوسف کی یہی صفت تو ہی کہ اگر بھائی اوسکو حسد سے
کنوئین مین ڈالدین تو اپنے عبیر و خوشبو سے اونکی جیب و گریبان کو معطر و معنبر کرے یعنی خوش خلقی سے
جو خوشبو سے تعبیر کیجاتی ہی خوش رکھے بس جو اس کیفیت کا برتاؤ دنیا مین اخوان دنیا کے رکھیگا وہی اپنے
وقت کا یوسف ہی ع آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است ÷ با دوستان تلطف با دشمنان مدارا **قولہ**
اعظم گشت الخ ذوق وعظم نماندہ الخ بسر شکوہ الخ خویشتن را الخ الانتباہ طرح انداختن کسی چیز کی بنیاد ڈالنا
واعظا مین تغائر اعتباری ہی شکستے مین یا تعظیم کی ہی منبر بالکسر آلا اونچا ہونیکا کہ جگہ خطیب کی ہی مشتق نبر بمعنی
برداشتن سے المعنی شاعر نے اوپر کے تینون شعر بطور نصیحت کے لکھے ہین لہذا ان اشعار مین تغائر ضمنی
آپ کو واعظ قرار دیکے کہتا ہی کہ اس واعظ نے تو مجکو مار اکوئی دقت وعظ سے خالی نہین کہان ہی سنگ
مستی کہ اوس سے اسکے منبر کو شکست پہونچاؤن اور توڑ پھوڑ کے خراب کر دون مجکو اب ذوق وعظ
کا نہین ہی مین چلتا ہون کہ سخن کی دوسری بنیاد ڈالے اور وہ یہ کہ بالکل اوسمین شکایت ظلم کی ہو اور
ایسی شکایت کہ جسمین اصلا پاس و لحاظ شرم کا نہو بلکہ اسکی دیکھا دیکھی جہان سے شکایت کرنے مین
خود رسم شرم کی جاتی رہے اور وہ سخن میرے تنگنائے دل سے نکلکے آپ کو طرب گاہ دلبر مین پہونچاوے
قولہ گویدے بے وفا الخ نقش بین کج مباز الخ کا شکے آن غلیب الخ روید بجوئیش مباد الخ رو کہ
آن تشنہ الخ کہ شکایت بجزن الخ میرو الفتح کز الخ الانتباہ شور در سر انداختن دیوانہ اور عاشق
بنانا اور شور و غل مچانا نقش بالفتح داؤن بازی نرد یہ دفق مراد ششدر وہ مہرہ کہ بازی آخرتہ تحقیق

بند ہوجاے اور مہرون کھولنے حریف کے کسی طرف نہ چلسکے اور مراد اوس جگہ سے جس سے رہائی دشوار ہو مجازاً
عاجز و حیران تشنہ معروف اور بمعنی مشتاق اور آرزو مند نیز سیاست بالکسر حکم چلانا رعیت پر اور قہر کرنا اور ہیبت
جتانا المعنی یہ ساتون شعر مربوط ہین یعنی وہ سخن طرب گاہ دلبرین چلکے اوس سے کہے اور سمجھائے کہ اے بے وفا یہ تیرا ناز
و کرشمہ کب تک لوگون کو دیوانہ بنایا کریگا خیر اور تو جو کچھ ہے وہ ہے لیکن عرفی کے ساتھہ اولٹا کھیل مت کھیلے وہ ٹرا زبردست
کھلاڑی ہے تیرا ہی مہرہ کہین ششدر مین نہ ڈالدے اور ناشکیب ہو رہا ہے اومین یہ گنجائش نہین کہ شکایت اپنی روز
حشر پر موقوف رکھے اگر ایسا ہوتا تو اچھا نہوتا جا اوسکی دلجوئی اور دلداری کر کہین وہ مست لایعقل کوئی زہر آفت کا
تیرے جام استغنا مین گھول لے پھر تکرار و تاکید سے کہے کہ ضرور ہے جا وہ مشتاق اور تلاشی بہانہ مے کا ہو رہا ہے مجکو
یہ خوف ہے کہ مبادا عقل اوسکو یہ بات سمجھا دے کہ شکایت کو خون آلودہ کرکے یعنی تجھے رنج و ملال کے ساتھہ گردن
دادرین نہ ڈالے کہ وہ میر ابوالفتح ہے جسکی ہیبت سے زہرہ کے غمزے نے اپنا خنجر پھینک دیا اور زہرہ کے
آسمان پر چلے جانے سے پھینک دینا خنجر کا ظاہر پانچ شعر اوپر کے تو تمہید گریز مین ہین منجملہ دو شعر اظہار پیام مین
ہین جو سخن کو تعلیم کیا اور کہہ رہا ہے چھٹا گریز مین ساتوان مدح مین آیندہ پھر مدح الخلاف دوسرے شعر مین کہین
نسخے پائے گئے نقش رنج مبازتا عرفی دوسرے مصرعے مین مہرہ تا کی اسمین تکرار تا کی مکروہ معلوم ہوتی ہے اور نیز انداختن
فعل متعدی لازم ہوا جاتا ہے یعنی اپنا مہرہ آپ ششدر مین ڈالنا مقصود ہے سوائے حریف کے اور کج مبازیا عرفی
اور نقش کج ہین اور نقش مین کج مباز مع مہرہ تا بے کے اسمین بھی انداز دکا وہی حال معلوم ہوتا ہے بس میری ا
مین مجموعی مصرعے یون ہی بہتر معلوم ہوتے ہین ؎ نقش را کج مبازتا عرفی ؎ مہرہ تا کہ بششدر اندازد ؎ پانچوین شعر مین
بجائے بہانہ کے پیالہ بھی ہے یہ بھی بہانہ سے بہتر نہین محشی نے زہر آفت بساغر اسکی تاویل مین ساغر ایام اور
ساغر حیات خود عرفی کا لکھا ہے مین نے ساغر استغنا اسواسطے کہا اوپر سے اسی کی شکایت ہے اسکے سوا شاعر
نے زہر آفت کہا ہے فقط زہر کہ عرفی کے ساغر حیات مین گھولا گیا **قولہ** گر ضمیرش کند الخ الانتباہ اس شعر مین
صفت نورانیت دل ممدوح کی ہے کہ اگر دل اوسکا نثار قبول کرے تو آسمان مہر انور کو اوسپر سے تصدق کرکے
پھینکدے مگر وہ ایسا روشن و نورانی ہے کہ اس نثار محقر کو قبول نہین کرتا **قولہ** ناف صحرائے چین الخ الانتباہ
ناف شے وسط شے اور وسط ہر شے کا اچھا ہوتا ہے نافہ تر شدو با قلم کا باعتبار سیاہی مشک یا سیاہی سیاہی
کے نافہ مشک سے ہو خواہ معمولی اور مراد نافہ سے نقطہ کہ شاکل نافہ کا ہے اور اکثر آہو جب بہت دن ہو جاتے
ہین اوسکی بارداری کو تو نافہ گرا بھی دیتا ہے اب جب نقطہ نافہ ہے تو قلم ضرور مشابہ آہو کے ہے المعنی اس شعر
مین صفت اوسکے تحریر کی ہے شاعر کہتا ہے کہ جسوقت قلم اوسکی نافہ تر گرائے یعنی ممدوح اپنے قلم سے ایک
نقطہ لگائے تو اوسکا ایک نقطہ خوبی و خوشبوئی مین صحرائے چین کی ناف سے جو محل اوسکے کمال کا ہے

۱۰

یعنی واسطے تازگی و تفریح دل و دماغ ارباب معانی وکمال کے اوسکا ایک نقطہ ہی کافی و وافی ہی اسواسطے کہ
وہ نقطہ اس درجے کو پہونچا ہوا ہی المخالف محشی نے بجاے ناف نافہ صحراے چین اختیار کرکے اس نافہ سے
مراد نافۂ آہو اور نافۂ ترسے مراد مراد لی ہی بس او نے کچہ نہین لکھا اتنی مین کیون کہون کہ اتنی بات سے کچہ نفع
طالبان معانی کو پہونچیگا یا نہین اسواسطے کہ سعدی رح فرماگئی ہین مشک آن کہ ببوید نہ کہ عطار گوید **قولہ** دانہ
از کشت جود ش الخ ہیچ سیمرغ آسمان الخ **الانتباہ** سیمرغ نام ہی ایک جانور عظیم الجثہ کا کہتے ہین تمام جہان کے
پرندون کے پرون کی رنگت اسکے پرون مین ہی و قیل عنقا اور اسم فرضی بیضۂ زر کنایہ آفتاب سے جسکے فیوض و
فوائد بیحساب سے کوئی شے خالی نہین حتی کہ دہریہ اسکی خالقیت کے قائل ہوئے ہین اب یہ بات بھی قابل
گزارش ہی کہ دن مین آفتاب موجود ہوتا ہی اور روشنی اوسکی مجموع اور رات مین موجود نہین ہوتا اور روشنی
اوسکی منقسم ماہ و ستارون مین پہر صبحکو وہی روشنی منقسمہ مجموع ہوکے آفتاب ہوجاتا ہی اور ان سب کا گردش آسمان
سے تعلق بس شاعر کہتا ہی کہ اگر کشت جود ممدوح سے جو انبار در انبار ہی کوئی مرغ ایک دانہ ادہر اودہر کا پڑا ہوا پایا
ٹونگ لے تو بدولت اوس ایک دانہ کے ایسا مایہ دار اور مادہ والا ہوجاے کہ مثل سیمرغ آسمان کی ہر روز انڈے
زر کے دیا کرے حال آنکہ سیمرغ جب رات مین بیحد وحساب دانۂ زرین کھا جاتا ہی تب صبحکو ایک انڈا زرین
دیتا ہی اگر یہ ایسے بے شمار دانے ٹونگ لے تو جانے کیا کرے ایک دفعہ کے ایک دانے سے تو یہ حال ہوا اور جب
اسکے بیضۂ زر کی تشبیہ آفتاب سے ہی تو جو صفت فیوض و فوائد بحار و معدنیات وغیرہ کی اوسمین ہی اسمین
بھی ہوگی اسطور پر کہ اسکی مایہ داری سے اور لوگ بڑی بڑی مایہ دار ہو جائین جیسے آفتاب سے معادن
اور بحار **المخالف** شارحین و محشی نے معنی بطور ترجمہ کے ہین خوبی کلام شاعر سے متعرا **قولہ** بہر سامان
بزم الخ چمن جنت آورد الخ **الانتباہ** چمن ظرف ہی ارادہ اس سے مظروف کا یعنی گل وغیرہ منظر بالفتح
و فتح ظاے معجمہ دریچہ اور جاے نظر نظر انداختن متوجہ ہونا **المعنی** یعنی اگر ممدوح بخیال سامان بزم فراش کیطرف
متوجہ ہوئے رضوان قاعدہ دان بے حکم دایما تمامی گل و ریاحین جنت کے لاکے اوسکی نشستگاہ مین بچہا دے
کہ ایسا نہو میری خدمت و [illegible]گزاری دریافت کرے اور نہ پائے ایسا صاحب رتبہ ہی **قولہ** مایہ انتعاش
الخ آشیان خراب الخ **الانتباہ** مایہ اصل اور مادہ اور مقدار انتعاش بلند ہونا اور خوبصورت ہونا فارسی
مین بمعنی خوشی اور عیش و عشرت کے مستعمل ہی صرصر بفتح ہر دو صاد تند ہوا اور نہایت سرد ہوا برج کبوتر وہ عمارت
بلند جو جنگل مین خاص کبوترون کے واسطے بناتے ہین قانون دار اسواسطے کہ پنجال انکی رنگریزون کے
کام آتی ہی اور بادشاہی محصول اسپر پڑتا ہی اور نیز خانۂ کبوتر اس قطعہ مین خصوصیت ہوا کی واسطے من کار گزاری
کے بدینوجہ معلوم ہوتی ہی کہ جہان کوئی نہین جاسکتا وہان یہ جاسکتی ہی پس تجسس اور تلاش مظلومون کی اس سے

خوبترین وجہ ممکن اور قید صرصر کی بدین نظر کہ مایۂ انتعاش کو آناً فاناً مین پہونچاے اور نیز آشیانے وغیرہ بادِ صرصر سے اڑجاتے ہین المعنی یعنی ممدوح اگر مایۂ خوشی عیشی مظلومون کا بادِ صرصر کے تعلق کرے کہ جہان کہین کوئی مظلوم پاے فوراً سامان اوسکی خوش عیشی کا کر دے تو صرصر آشیانہ باز کا جو دشمن کبوتر کا ہی خراب کر کے اوس خراب کردہ کو سامنے برج کبوتر کے ڈالدے تا دشمن کی خانہ خرابی و بربادی سے خوش ہوئے حاصل یہ کہ ممدوح کے عہد مین حد درجہ تلاش و تجسس ظالم و مظلوم کی ہی چنانچہ ظالم خانہ خراب و برباد ہوتے ہین اور مظلوم شاد و آباد الخلاف اس قطعہ مین شارحین کی اپنی اپنی تقریر ہی ملا قطب کے ایک معنی یہ کہ آشیانہ کبوتر کا جو خراب کیا ہوا باز کا ہی کبوتر کے سامنے ڈالدے تا خوش ہوئے انتہی اول تو باز آشیانہ نہین خراب کرتا شکار کرتا ہی دوسرے نوعے ظلم بھی اوس سے وقوع مین آیا فقط دوسرے معنے انھین کی بادِ صرصر نے جو آشیانہ کبوتر کا خراب کیا تھا پھر کبوتر کے سامنے ڈالدی مگر کردہ کی اضافت پر خود ہی رُکے ہین انتہی نہین معلوم جب نقص معنی مین تھا تو گنتی گنانے سے کیا فائدہ فقط محمد شفیع جانب مامنیرے آشیانہ باز کا کہ گردش فلکی سے خراب ہوا تھا سامنے کبوتر کے ڈالدے تا اوسکا شکر گزار ہوئے یا تہمت خراب کرنے کی کبوتر پر لگائے یا استرضا اوسکی آبادی کا اوس سے کرے انتہی تینون وجہین ناقص ہین جب گردش فلک سے اوسکا آشیانہ خراب ہوا تو ممدوح کے حکم سے کیا ہوا اور بجاے کردہ کے کشتہ ہونا چاہیے اور شکر گزاری مدح مین صفت ممدوح کی ہی نہ صرصر مین اور کیسی احمق صرصر ہی کہ دشمن کی اوجڑی ہوئی گھر کی آبادی کو اوسکی رضا پر موقوف رکھتی ہی فقط کوئی خلیفہ بلاقی ہین اونکے معنے صرصر نے جو اور بادشاہون کے عہد مین آشیانہ کبوتر کا خراب کیا تھا پھر کبوتر کے سامنے ڈالدی تا خوش ہوئے کہ گمی ہوئی چیز ملگئی انتہی یہ تو خلیفہ جی ہین انکے معنی سب کے معنی کے خلیفہ ہین فقط محمد شفیع کے معنی اور جو مین نے لکھے ایک ہین مگر اونکی وجہ وہی رضا جو آبادی کی ہی سبکا نقص مین اپنی سمجھ ناقص کے موافق لکھ چکا اور میری توجیہ وہی صرف خوشی و خوشنودی خاطر کبوتر کی جو انتعاش کے معنے سے پیدا ہوتی ہی نہ اپنے دل کی جوڑی ع جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

قولہ روز ہیجا چو برکشد الخ الانتباہ بالفتح جنگ اور کارزار خون مین وہی پڑتا ہی جو مارا جاتا ہی المعنی یعنی ممدوح ایسا سفاک و خون ریز ہی کہ اگر بروز جنگ شمشیر کھینچے اور خون [illegible]ی پر مستعد ہوئے تو کیا کیسے رستم نہین ہی جو اوسکو خون مین نہلا کے عدم کو بھیجے البتہ نام اوسکا ہی اس نام ہی کو خون مین غرق ہو کے محو و منسی کر دے بدین صورت کہ اسکی سفاکی و خون ریزی دیکھکے پھر کوئی نام بھی رستم کا نہ لے محض گمنام ہو جائے

قولہ خامہ ہنگام ثبت الخ الانتباہ ثبت بالفتح لکھنا اور قرار دینا یہ لفظ اگرچہ مصدر ہی مگر اسم مفعول کے معنی مین بھی آتا ہی اے نوشتہ اور قرار دادہ المعنی یعنی ہیبت ممدوح کی ایسی ہی کہ حیطۂ تحریر سے باہر اور کیسے تحریر ہو سکے کہ جسوقت قلم میری قصد اوسکے لکھنے کا کرتی ہی نقش بے جان مسطر کا بے اختیار

کانپنے لگتا ہی شاعر نے حد درجہ صفت اوسکی لکھہ بھی دی اور اظہار عدم قدرت تحریر کا بھی کیا تا معلوم ہو کہ کیفیت
مرقومہ سے بھی بڑھکے ہی الخلاف اس شعر کے معنی نہ کسی شارح نے لکھے نہ محشی نے نسخۂ مطبوعہ مین بجاے
ثبت کے شب غلط لکھا ہی شاید غلطی کاتب کی ہو **قولہ** در مصاف قیامت الخ نعرہ را تازیانہ الخ نعرہ سیلی
بر آفتاب الخ دشنہ بر سینہ الخ زہرہ آہنگ الخ حلہ مطربانہ الخ تیغ سیاب کون الخ آفتاب از کشادالی آخرہ
الانتباہ قیامت آشوب یا یہ معنی کہ قیامت کو درہم وبرہم کرنیوالی اسواسطے کہ آشوب کے معنی بہم اندا
ختن کے بھی ہین یا قیامت کیسی شور و غوغا والی اسلیے کہ شور و غوغا کے معنی بھی ہین رو آر و ہندی اسکی
چلو چلو جیسے لشکر بڑھانے کے وقت ہوتی ہی تازیانہ فعل اور وہ شے اور شخص جسکا فعل تازیانہ ہو کند بہ
کردن جعل کے معنی مین ہی فعل کے باد و بر انداختن آندھی دھاندی بنا دینا سیلی بہر دو یاے معروف
چارون انگلیان ہاتھ کی سیدھی کرکے نیچے کی گدی ہاتھ کے زور سے بطور ضرب تلوار کسی کی گردن پر
مارنا آن دونون شعرون مین لف و نشر مرتب ہی سد سکندر مشہور ہی دشنہ بالفتح خنجر دشنہ شکندے یہ مراد کہ
کما حقہ ضرب دشنہ کا حق ادا کرے اور کاری لگائے آہنگ بمعنی الاپ ساز دہرائے درست کند حلہ لباس
فرو بر انداختن پہننا سیماب کون شفاف و بیقرار چو دم نہ لے وو پیکر بحج جوزا کہ بصورت دو لڑکون برہنہ
جوڑوان کے ہی پشت سے پشت ملائے کشاد تیر کمان سے چھوٹنا حاصل مصدر ہی اس لفظ کو فارسی بکاف
فارسی قادر النہری بکاف عربی استعمال کرتے ہین جوشن بفتح و شین معجمہ سینہ اور زرہ اور ایک قسم لباس
جنگ بھی غیر زرہ اسواسطے کہ زرہ مین بالکل حلقے ہوتے ہین اسمین حلقے بھی اور پارچہ آہنی بھی اور بقول
بعض بواو مجہول مرکب جو بمعنی حلقہ اور شن کلمہ نسبت سے جیسے گلشن ایک شین ترکیب مین حذف
ہوگیا حوت بمعنی ماہی اور نام ایک برج کا جو بصورت ماہی کے ہی اور یہ اخیر بارھوان برج ہی بروج
دوازدہ گانہ سے اور اکثر مچھلی کے سفنے بھی پر چلتے مین بھرتے ہین اور بجاے جوشن پہنتے ہین المعنی یہ آٹھہ شعر
کا قطعہ ہی بیان معرکہ آرائی ممدوح مین یعنی اگر کسی لڑائی قیامت آشوب مین واسطے حملہ اور درہم برہم کرنے
لشکر مخالف کے سوار و لشکر مین ڈالے اور لشکر بڑھانا چاہے شعر ما بعد بھی توضیح اسی رو ارد کی ہی کہ نعرہ
کو تازیانہ فعل واسطے تاکید حملہ کے بناکے اور حملہ کو آندھی دھاندی کرے اب شعر لاحق صفت نعرہ اور حملہ
مین ہی پس نعرہ کی یہ کیفیت ہوں کہ سیلی گردن آفتاب پر مارے تا چیز سمجھلے کہ تو اسقدر کسیکو کہان گرم کرسکتا
ہی جیسے کہ مین اور حملہ وہ آندھی دھاندھی کہ ایک ہی جھونکے مین سد سکندر کو گرا دے اشعار آئندہ اوسکے
مصاف کے بیان مین یعنی بعد اس نعرے اور حملہ کے عالم سفلی کسکا عالم علوی مین یہ آفت ڈالدے کہ
دشنہ سے سینہ فلک کا پھاڑے اور جو حق ضرب دشنہ کا ہی پورا پورا ادا کرے اور ستارون کی ناف [illegible]

ڈال ڈال سکے گرادے جیسا کہ شگاف سینہ فلک کا کہکشان سے ظاہر اور گرنا ستارون کا بھی معہود زہرہ یہ
حال دیکھکے سب راگ اپنا بھول جاے سواے راگ رزم کے اور اسیکو شروع کرے چنگ و مزمر کو پھینکے
لباس مطربانہ چاک کرکے زرہ زلف کی پہن لے تیغ اوسکی کہ سیماب کیطرح شفاف و بیقرار ہی کبھی ادھر کو
کبھی ادھر سر دست دو پیکر کے اوڑادے آفتاب تیر سے اوسکے گھبرا کے جوشن حوت کا اوڑھے یعنی اپنی
جگہ نہ ٹھہر سکے سب بے اخیر خانہ مین جا گھسے ایسا تغیر وانقلاب عالم علوی مین ڈالدے اختلاف نسخہ مطبوعہ
اس قطعے کے اکثر الفاظ غلط لکھے ہین بجاے قیامت آشوبی بیاے تنکیر کے شین ضمیر کو خود کے
معنی مین ہو سکے اسواسطے کہ تخصیص سے تنکیر بہتر ہی اور اسی کے دوسرے مصرعے مین بجاے گرکے کاف تیسرے
شعر مین حملہ کی جگہ صدمہ کہ لطف لف ونشر کا بگاڑتا ہی پانچوین شعر مین بجاے وزلغل سکے وزبردن اور
اسی شعر مین ساز دہد کے ٹھکانے بردارد کہ بے رعایت ہی کسی شارح نے اس قطعے کے اشعار مربوط کرکے
مجموع نہین لکھے بس اول کے دو شعر بطور قطعے کے لکھدیے ہین اوسمین بھی ملا قطب نے روا ردوسے ہزیمت دین
ٹھہرائی ہی اور اسی کے موافق معنی شعر ثانی کے اور محمد شفیع نے خلاف اسکے رود روا سے لشکر کا قرار دیا مگر
حد اشعار قطعہ کی مقرر نہین کی اہل انصاف انصاف فرمائین شارح کو چاہیے یا نہین قولہ گر بزد بر بزد الخ
الانتباہ مغفر بصیغہ آلہ ماخوذ غفر سے جو معنی چھپانے اور پنہان کرنے کے ہی المعنی یعنی جسوقت کہ دشمن کے
خود پر گرز لگانے ضرور ہی کہ اوسکی ضرب سے پیکر خاک ہو نیگا گاؤزمین ہیبت ضرب سے زمین کو اپنے سر سے پھینک
ماہی سکے نیچے جا گھسے کہ مبادا کہین مجکو بھی صدمہ نہ پہونچے اسواسطے اُس کو اوپر کرون نیچے مین رہون قولہ
باد آتش نہاد الخ الانتباہ بحر کے لفظ مین تغایر اعتباری ہی سلئے آب کے بحر علیحدہ اور ذات بحر علیحدہ یعنی
باد سموم اگرچہ گرم ہوتی ہی اور پانی خشک کرتی ہی لیکن نہ ایسی جیسے باد آتش نہاد اوسکے حملہ کی پہلا اوسمین
یہ قوت کہان کہ سمندر کو خشک کردے اور یہ تو سمندر کو خشک کرکے اوس کو تشنہ
جنگل مین چھوڑدے کہ لب بھی نہ تر کر سکے ہوا کے تشبیہ سے گرمی وتندی دونون منظور ہین قولہ علت
رعشہ الخ رمح فولاد موج الخ الانتباہ تگاو بفتح اول و کاف فارسی و واو مفتوح اسپ تیز رو مرکب تگ بمعنی
دویدن اور آور صیغہ امر سے عرض ظاہر کرنا کسی چیز کا کسی پر الماس بالفتح ہیرا اور فولاد جوہر دار اور تیغ اور
خنجر اور کارد المعنی یعنی یہ رعب اور خوف ممدوح کا ہی کہ جسوقت میدان مین گھوڑا اوڑاے ہیبت کے مارے ہر شے
کو رعشہ ہو جاے یہان تک کہ اشیاے غیر جاندار مثلاً سنان اور تیغ سنان کی آب تو ہل ہل کے صورت موج
کی ظاہر کرے اور تیغ الماس کو ایسی جنبش پہونچے کہ اپنے جوہر جگہ ی کرادے صورت اسکی یہ کہ مثلاً ایک
غول نیزہ بازون کا ہی اور ممدوح کی ہیبت سے اونکے ہاتھ کانپتے ہین ضرور ہی کہ سنان بھی ہلینگی اب

اب اونکے ہلنے سے شعاع آفتاب مین بصورت آب متحرک موج زن کے بیشک معلوم ہوگی ایسے ہی جب کہ تیغ
کے جوہر ظاہر نہون تو گویا جوہر سے خالی ہے اور ظہور جوہر کا بسبب رعشہ دست تیغ والے کے ممکن نہین تو ایسا سمجھنا
چاہیے کہ اوسنے اپنے جوہر پھینک دیے دونون جگہ مبالغہ ہے اور تیغ کو فاعل ٹھہرایا ہے حاصل یہ کہ نیزہ باز اور تیغ زن
رعشہ کے سبب سے دونون بیکار ہوجائین الخلاف محشی نے محمد شفیع کی طرف سے اور نیز ملا قطب دونون شارحون
نے لکھا ہے کہ رمح فولاد کا باوجود سختی ہیبت سے گلکے آب منجمد کی طرح ہوجاے انتہی انصاف شاعر نے پہلے ہی مصرع مین رعشہ
قائم کیا ہے کوئی لفظ گداخت گذار کا نہین پس خلاف شاعر یقین تو ہے کہ غلط ہی ٹھہرے **قولہ** تا بسنجد متاع الخ
سر خاقان الخ الانتباہ متاع بازور روز باز و جدل بفتحتین جنگ خاقان لقب بادشاہ چین و ترکستان کوئی ہو ایسے
ہی قیصر لقب بادشاہ روم قیصر رومی زبان مین بچے کو کہتے ہین جسکی مان مرجاے قبل جننے سے اوسکو پیٹ چاک کر کے
نکالین چونکہ اتفاقا مین اغسطوس نامی بادشاہ کا یہی حال ہوا تھا لہذا اوسکا یہ لقب ہوکے پھر سب پر جاری رہا اسی
واسطے روم کے بادشاہ قیاصر کہلاتے ہین جیسے کسریٰ کی اولاد اکاسرہ دوسرے شعر مین بردار و انداز دو دونو صیغے
امر غائب کے ہین المعنی یعنی اگر کوئی اوس سے قصد لڑائی کا کرے اور چاہے کہ پہلے اوسکے بازون کی قوت
کو جانچ تول لے تو ان پہلوون تو اوس سے کہدو یہ جانچ تول یون ہوگی کہ قیصر کا سر کاٹ کے ایک پلہ مین رکھے اور اسی
قیصر کے پلہ مین سر خاقان کا رکھے اور ان دونون کے ساتھ اوسکے زور بازو کو وزن کرے تا جانے کہ اوسکے
ایک بازو مین زور ان دونون شہنشاہون کا بھرا ہے اگر اسطرح تول سکے تو تولے اوسکو اختیار ہے اور چونکہ ترازو سے
پلہ مراد لی گئی موافق ذکر کل اور ارادہ جزو کے ہے جیسے جزو سے ارادہ کل کا کرتے ہین ایراد لفظ ترازو کا بنا بر رعایت
و مشابہت بازو کے ہے اور یہ جو کہا گیا کہ سر قیصر کا کاٹ کے پلہ مین رکھے موافق قرینہ مصرع اول کے بھی ہے اور
نیز بدون کاٹے سر ترازو مین کیسے آئیگا پس ترازوی قیصر وہی جسمین اول سر قیصر کا رکھا جاے الخلاف ملا
قطب نے اس قطعے کے دو معنے لکھے ایک یہ کہ جو کوئی زور اوسکا معلوم کرے تو سر خاقان کا جدا کر کے
ترازوے قیصر مین ڈالے اس سنگ و ترازو سے وزن کرے اسواسطے کہ جو کوئی ان دونون کو مارے
وہ زور اوسکا جانے دوسرے یہ معنی کہ سر خاقان کا کاٹ کے تہدیداً قیصر کو دکھائے انتہی محمد شفیع لکھتے ہین
ترازوے قیصر عبارت اوسکے ہاتھون سے یعنی جو شخص کہ زور بازوے ممدوح کا امتحان کرنے تو چاہیے کہ
سر بادشاہ چین کا کاٹکے بادشاہ روم کے ہاتھ مین دیدے اور یہ نہایت مشکل بس امتحان بھی مشکل
انتہی خاقان کا سر کاٹ کاٹ کے سب نے قیصر کے ہاتھ مین دیا ہے یہ سارا بکھیڑا ترازوے قیصر کا
ہے مین نے سب کے معنی لکھدیے اور اپنے بھی اب جو پسند خاطر ناظرین کے ہون اللہ بس باقی ہوس
قولہ اے کہ خشمت وز آزمودن الخ گر گشد باز ہیبت تو الخ الانتباہ صفیر معرب سپیل آموز [illegible]

اور وہ آواز جو پرندون کے بلانیکو کرتے ہین بہرام مریخ اور نام بادشاہ جسکا لقب گور ہی اور نام سپہ سالار
ہرمز المعنی یہان سے التفات شروع ہی یعنی اے ممدوح تو وہ شخص ہی کہ اگر تیرا غضب صرف اپنے تیغ کی آزمایش
کرے پورا پورا قصد ہوئے تب بھی مریخ یا بہرام گور سپہ سالار ہرمز کا سر گرا دے ہرگاہ کہ باز تیرے ہیبت
کا آواز کرے تو مرغ تصویر کے شہپر گر جائین یعنی وہ جو ہیئت اڑانکی اوستاد مصور نے اوسکے شہپر سے
نمایان کی ہی وہ جاتی رہے پھر طائر جاندار کے پر گر جانا کیا محال محال جب یہ حال ہی تو انسان مین وہ ہیبت
کسقدر موثر ہوگی پہلا شعر صفت منادی محذوف مین ہی دوسرا جواب ندا قولہ جلت از سایہ الخ کر قضا قدرت
الخ الانتباہ محور اہل ہیئت کی اصطلاح مین ایک خط ہی موہوم درمیان قطب شمالی اور جنوبی کے اور لغوی
معنی کسی چیز کے گرد پھرنا مشتق حور سے قضا یہان مراد گردش فلکی سے ہی کہ جس سے تمامی اشیاء وقتاً فوقتاً
ظہور کرتی ہین عرض بفتحتین وہ چیز جو قائم بالغیر ہو جیسے رنگ کپڑے کا طرح انداختن بنیاد ڈالنا جوہر وہ چیز جو قائم
بالذات ہو جیسے کپڑہ رنگ کا الا المعنی جو کہ حلم مقتضیات بار وقار سے اسواسطے شاعر کہتا ہی کہ اگر تیرے علم کی
پرچھائین فلک پر پڑ جائے تو باینہمہ شدت وقوت ایسا دبجائے کہ سینہ محور چپٹا کردے حالانکہ سایہ پہاڑ کا
بھی گران نہین ہوتا مگر فلک متحمل اس بار گران کا نہو سکے سینہ فلک سے مراد مقعر اوسکا جو جگہ خاص عمق کی
ہی دوسرے شعر مین پہلے یہ جاننا ضرور ہی کہ عرض جوہر باہم محتاج و محتاج الیہ مین عرض محتاج جوہر کا اپنے قیام مین ہی
محتاج عرض کا اپنی نمود مین جیسے جسم و جان کہ دونون کا قیام و نمود ایک دوسرے پر موقوف ہی بس شاعر کہتا ہی
کہ فلک جو ہمیشہ سے بنیاد جوہر کی عرض سے ڈالتا چلا آتا ہی اگر تیری قدرت خداداد اسکو حاصل ہوتے
تو بدون عرض کے بنیاد جوہر کی ڈالے اور غیر ممکن بات اسکے امکان مین ہوجاے حاصل یہ کہ قوت
وقدرت تیری قوت وقدرت فلک سے جدا ہی قولہ عطرے از جیب الخ جاے تو ر آفتاب الخ
الانتباہ عطر بالکسر خوشبو لفظ جیب مین ایہام ہی برعایت معنی گریبان کے یہان بھی کیسہ مروسکے ہی خاور
بفتح واو مشرق و مغرب نیز اصل مین خاور بمعنی بدر جو کہ بدر مشرق سے ظہور کرتا ہی اسواسطے
مشرق کو خاور کہتے ہین ترکیب مین ایک را حذف ہوگئی عطری مین یا تحقیر کی ہی آفتاب ہندی دھوپ
عنبر کی تحقیق اوپر گذری لیکن یہان اشہب مراد ہی کہ سفید مائل بسیاہی ہوتا ہی اور شتخاشی جبشی اپنی دونون
قسمون سے ممتاز المعنی شعرا خلق کو خوشبو سے تعبیر کیا کرتے ہین اس قطعے مین ممدوح کے خلق کی صفت
ہی کہ اگر ذرا سی خوشبو ممدوح کے جیب خلق سے لیکر آسمان گریبان خاور مین ڈالدے جسوقت کہ اون
گریبان سے آفتاب نکلے تو دھوپ بجاے نور کے فرش عنبر اشہب کا بچھاے جیسے کہ دن مین سیاہ سپید
سفیدی رنگ سے ہوتا ہی مشابہ بعنبر اشہب غرض ایسی کثرت خوشبو کی عالم مین عالمگیر ہو جاے

قولہ باتو گر حاتم از رہ الخ تو مطالب فشانی الخ **الاشتباہ** حاتم بکسر تا بفتح گر شنا ونا درکہ اکثر قافیہ خم و نم مین
آتا ہے نام مرد سخی معروف **المعنی** یعنی حاتم اگر بہ دعوی سخاوت تیرے ساتھ بنیاد سخاوت کی ڈالے بدین شرط و
دعوی کہ یا تو سائل بن مین معطی بنون یا مین سائل بنون تو معطی بن جیتین کون ہارے آخر وہی ہار جاے اور سائل
بن کے سوال کرنا شروع کرے وہ برابر ہر قسم کے مطالب بخش سکے جاے اور تو بے تامل پورے کرتا ہے
ہرگز عاجز نہوئے **الخلاف** محشی نے آرزہ وا ماندن کے معنی عاجز ہونے کے بھی لکھے ہین **قولہ** دشمنت
بسکہ ہست الخ بخل از و اشتقاق الخ **الاشتباہ** لغات جمع لغت بضم اول و فتح غین زبان کسی قوم کی
اور ہر زبان اصطلاحاً وہ الفاظ مشہور ہون اشتقاق بالکسر نکالنا ایک کلمہ کا دوسرے کلمے سے مصدر وہ کلمہ جس سے
افعال وصفات نکالے جائین اور جگہ نکلنے اور صادر ہونیکی **المعنی** یعنی بخل کہ صفات رذیلہ انسان سے ہے
اوس سے تیرے دشمن کی سرشت کی گئی ہے حتی کہ اگر لغات کی طرف دیکھیے از انجا کہ منجملہ لغات کے مصدر بھی
ہے کہ ہمیشہ اوس سے افعال وصفات مشتق ہوا کرتے ہین اسکی شامت دیکھنے سے اومین بھی اب بخل پیدا
ہوئی کہ پھر اوس سے اشتقاق دشوار ہو جاے جیسے جامد سے اشتقاق نہین ہو سکتا **قولہ** شقہ مردی
تو الخ تا بہ نشہ الخ **الاشتباہ** شقہ بضم و تشدید قاف کپڑے یا کاغذ کا ٹکڑا اور پھر پھرہ نشان کا اور جامہ
پیش شگافتہ معجر بالکسر مقنعہ اور اوڑھنی نشہ بالفتح و تشدید شین بروزن پشہ بیہوشی و بدحواسی کہ شراب
وغیرہ شے منشی سے ہو جاتی ہے انوثیت بضمتین عورت اور مادہ ہونا یاے تحتانی خلاف قیاس ہے مگر مستعمل
مردی کے معنی یہان مروت واحسان کے ہین **المعنی** شاعر کہتا ہے کہ اگر تیری چادر وسیع مروت واحسان
کا ذرا سا ٹکڑا بطور مقنع کے حضرت مریم کو سر پر ڈالنے کو ملجاے یعنی ذرا بھی اس سے واقف ہو جائین تو غیرت
کے مارے اپنی انوثیت سے ایسی بیزار ہو جائین کہ لوٹ کے پھر شکم مین ڈال دین اور واپس کرین کہ یہ میری
انوثیت کس کام کی ہے بس یہی تو کہ عیسیٰ اس سے پیدا ہوئے اور اونکا معجزہ احیاے موتی اور ابراء مرضی
ہوا انوثیت اونکی ہے جس سے عیسیٰ وقت پیدا ہوا یعنی ممدوح جسکی مردی و مروت سے ہزارون زندہ ہوتے
اور ہوتے ہین ور بسا لما سال کو میرے عیسیٰ سے تو متعدد ہی زندہ ہوئے اور مجھ کو ملجکو ا **الخلاف**
محمد شفیع جنکو سینہ بسینہ گوش بگوش بسماعت عرفی کا نازہی اونکے معنی دل مین ہی پورے پورے لکھ دون
تا ما ذہین محفوظ ہو یون فرماتے ہین اگر لباس تیرے مخلی کا مریم دوش پر ڈال لین کیفیت انوثیت کی جو
بیزار ہو تو خوار ہوگی فکلم مادر سے حامل کی تھی پھر شکم مادر مین ڈال دین یعنی ضعف و کدورت اختیار کریں اگرچہ
انوثیت مریم کی مثل اور عورتون کے نہین مگر ظہور حضرت عیسیٰ سے اطلاق تانیث کا کرتے ہین
لیکن تیری مردی کے اثر سے اس اطلاق کو بھی نفرت پذیر ہوئین انتہی ماشاء اللہ لا حول ولا قوۃ

الا باللہ بھلا کدورت اختیار کرین اسکا کیا نتیجہ **قولہ** داور الحن الخ خرد از غور الخ حور گر خاک الخ زیب عبیر
خیالم از الخ بوے جودت الخ ؀ **الانتباہ** کنہ بضم پایان چیز اور وقت کار او رحقیقت چیز عبیب بالفتح کیسہ
کہ حسین تھین بھی ہوتی ہین فطرت اول پیدائش ارمراح شنیدہ شنیدن سے سونگھنا عطسہ تمام صریر قلم
المعنی یہ پانچون شعر مربوط ہین یعنی اے داور داورون کی نغمہ سرائی تو گوش شنوا مین پہونچکے اہل گوش
کو رقصان کرتی ہی تیری مدح مین یہ کرامت ہی کہ گوش ناشنوا کو رقص و وجد مین لاتی ہی جسوقت غور تیرے
خلق کی حقیقت مین کرتا ہون تو خرد کیسۂ طبیعت کی تہ مین عنبر رکھدیتی ہی کہ بس یہی خلق اوسکا ہی او رمین
وہ شخص ہون کہ اگر حور تیری خاک فطرت کو پائے تو باوصف تعطر حلہ بہشت سے جو پہنے ہی اوسکو بھی اپنے لباس
پر مل لے ہر چند خوش لباس خاک سے بچتے ہین اور لیلی اگر زیبائش میرے خیال کی تو لے جانے تو اپنا
زیور اوتار رکھے کہ اسکے سامنے سب عبث ہی کب فروغ ہوگی بعد ان ثنا وصفت ممدوح اور فخر و افتخار اپنے
اب اظہار مقصود کا ہی کہ تیرے جود کی بو تند و تیز میرے قلم کے دماغ کو پہونچی ہی اس سبب سے ہر عطسے مین
گوہر ریزی کرتا ہی یعنی باستدعائے صلہ و انعام کے یہ گوہر ریزی ہی **قولہ** گرچہ طبعم ز شرم الخ عرشیان بر
سر الخ ؀ **الانتباہ** عبہر بفتح اول و ثالث نرگس کہ اوسکے اندر زردی ہوتی ہی المعنی یہ قطعہ بہر فخر و کسر نفسی
مین ہی یعنی یہ تیری ہی مدح ہی جو پوری پوری ادا نہونے کے سبب سے میری فکر شرم کے مارے عبہر کیطرح
سر جھکائے ہوئے ہی ورنہ میرا مرغ فکر اپنا بلند پرواز عالی رتبہ ہی کہ اگر کوئی پر اوسکا گرتا ہی تو ساکنان
عرش بنظر تفاخر اپنے کلاہ کی کلغی بناتے ہین **قولہ** نیک دار و مرنج الخ چہ کند طوطی گرسنہ الخ ور بہ تنگی الخ
بہر تسکین شوق الخ ؀ **الانتباہ** نیک دار سلے خوش دار عنان بچیزے اند اختن مشغول و متوجہ اوس
چیز کا ہونا تنگی سلے تنگ ہستی ان اشعار مین بھی ایہام صلہ کا ہی چنانچہ الفاظ گرسنہ وغیرہ المعنی یعنی اے ممدوح
مرنج و مرنجان کا مضمون ہی تو مجھسے خوش ہو اور مجکو خوش کر اگر تیری ثنا مین ہر وقت مشغول رہتا ہون تو مجبور
ہون مین ایک طوطی گرسنہ ہون تیری شکر پھر کیسے اسکو شکر سے صبر ہو سکے اور اگر بار بار کی مدح سے تنگ ہوتا
ہی تو شوق مدح سے کہدے کہ میرے دل مین گذر کم کرے ایسے ہی اگر اوس سے بے مدح کے نہین رہا جاتا
ہی تو سوائے مدح کے کوئی دفتر کسی اور نظم رنگین کا بنالے اوسکو آراستہ پیراستہ کرے **قولہ** انوری عاجز ست الخ
گو بدینت کہ معنی الخ گو بمجامدت الخ ؀ **الانتباہ** پہلے شعر مین کاف کدایسہ ہی سمندر بفتحتین و دال بحرکات
ثلثہ ایک جانور ہی بشکل موش کہ آگ مین پیدا ہوتا ہی اگر آگ سے علیحدہ ہوئے مرجائے مخفف سام
اندر سام یعنی آتش و اندر کلمہ ظرفیت بقول بعض پردار ہوتا ہی المعنی شاعر کہتا ہی جیسے تو میرا ممدوح ہی
ایسے ہی ابو الفتح نامے وزیر انوری کا بھی ممدوح تھا وہ اوسکی مدح مین عاجز ہوا مین تیری مدح

مین کچھ اُس نام ہی کو شرف ہو اب بتا کہ مدح لائق کون کرسکے ہان یہ ہوسکتا ہی کہ تیرا ہی وزن معنی لائق
مداح کی زبان مین ڈالدے تو ممکن ہی لہذا مین چاہتا ہون تو مجکو بتادے کہ کہان تیری مدح آگ روشن اور
ظہور اپنا کریگی وہ مین مین بھی اپنے دل کے سمندر کو چھوڑ دون تا اُسکی زندگی ہو کہ اسی آگ کا پرورش یافتہ ہی
اور اسی سے پیدا غرض یہ کہ جو طرز وضع مدح کی تجکو پسند ہو تو ہی مجکو بتا کہ اُسکے موافق لکھون آگ جلانیسے
یہ مراد کہ عرب کو جب لوگونکو جمع کرنا منظور ہوتا ہی تو پہاڑ پر آگ جلاتے ہین **قولہ** آب گشتم زشرم الخ فلک
دلق الخ روز خصم الخ **انتباہ** آب گشتن شرمندہ ہونا شنیہ ہجو تسمیہ مصدر باب تفعیل ثنا کرنا پرانداختن لٹکانا
جیسے جانور اوترنے کے وقت لٹکاتا ہی دلق جامہ پشمینہ اشہب سفید مائل بسیاہی مراد دن ہے
کہ نور و سایہ سے سفید و سیاہی آمیختہ ہوتا ہی ادہم سیاہ مراد شب سے برانداختن پہننا پہنانا آبرانداختن
اوتار ڈالنا **المعنی** یعنی مدح لائق نہو سکے جو مجھسے نہو سکے اس شرم سے پانی پانی ہوا جاتا ہون بس بہتر یہ
ہی کہ مرغ سخن پر ڈالدے اور بلند پروازی سے باز آئے یہ شعر تمہید دعا مین ہی چنانچہ دعا مین کہتا ہی جب تک
فلک دلق سفید و سیاہ روز و شب کو پہنائے یعنی روز و شب دنیا مین ہوتے رہین تیرے دشمن کے
دن کا لباس سیاہ بنے یعنی روز مصیبت جسکو شب سے تشبیہ کرتے ہین کما قال الشاعر صُبّت
علیّ مصائب لو انہا + صبت علی الایام صرن لیالیا + اور ایسا لباس بنے کہ اوس سے اوترے
نہین لاینفک ہو جاے نہ مثل لباس روز و شب کے کہ فلک کبھی اوتار لیتا ہی کبھی پہنا دیتا ہی یہ قصیدہ بھی
بعون الہی تمام ہوا شارح بھی اسکے میدان معانی اشعار مین عنان انداز ہوتے ہین اور مین بھی گر دیکھے
ناظرین کسکی نسبت کہین بیت نہ ہر جانے مرکب توان تاختن + کہ جاہا سپر باید انداختن +

قصیدہ ۱۸ قولہ چہرہ پرداز جہان الخ **الانتباہ** یہ قصیدہ ایک قسم بحر رمل مین ہی ارکان
اسکے فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن اور دو مطلعین تشبیب اسکی بہاریہ چہرہ پرداز مصور چہرہ پرداز جہان
آفتاب اسواسطے کہ جب یہ ظہور کرتا ہی تو رات کی چھپی ہوئی تصویرین سب نظر آنے لگتی ہین آگے
سو اجب یہ برج حمل مین جاتا ہی تو بسبب بہار کے اسکے اثر سے ہر شے کی صورت و کیفیت بدلجاتی ہی اور ایک
نئی صورت پیدا ہوتی ہی رخت کشیدن سفر کرنا اور ٹھہرنا حمل بفتحتین بچہ اور نام برج اول کہ بصورت
بزہ کے ہی تقریباً ماہ فروردی ہندی بیساکھ کہ ولایت مین ابتدا بہار کی اسی سے ہوتی ہی اور
بیت الشرف آفتاب کا ہی نیمرخ تصویر کھینچی کہ نصف ہوتی ہی مستقبل بضم و فتح بائے موحدہ تصویر دو چشمی اور کی
کہ دونون آنکھین اور دونون رخسار ہوتے ہین **المعنی** یعنی آفتاب عالم آرا جب برج حمل مین رونق افزا ہوا
ہی تو شب و روز مین کمی و بیشی عارض ہو کے شب نیمرخ ہو جاتی ہی اور روز تمام رخ اگرچہ او موقت

مین دونون صفت نیمرخی اور تمام رخی کی نہین رکھتے بلکہ تساوی ظاہری نہ حقیقی اسواسطے کہ آفتاب کسی وقت
گردش سے بند نہین اندک تجاوز مین نقطۂ اعتدال سے تساوی حقیقی نہین رہتی مگر شاعر نے باعتبار قول
مثل من قتل قتیلا فلہ سلبہ کے کہا ہی بدینوجہ کہ ابتدا اسکی ہستی کی یہین سے ہوگی نوبت نیمرخی اور تمام رخی کی یکبار
پہونچتی ہی پس شعر مشتمل ہی برمعنی صیرورۃ معنی شعر کے تو یہ ہوئے مگر بعض باتین کہ مفید معانی اس شعر اور اشعار
لاحقہ کے ہین وہ بھی لکھون واضح ہو کہ حکمانے آسمان کے بارہ حصے کیے ہین ہر حصے کا نام برج جو بارہ مہینے
سال کے کہلاتے ہین اور ہر برج کے تیس تیس درجے کہ تیس تیس دن ہر مہینون کے ہین اور ہر درجے کو ساٹھ
ساٹھ دقیقے کہ تیس تیس گھڑیان رات دن کی ہوئین بحساب چوبیس گھنٹہ رات دن کے جو ڈھائی
گھڑی کا ہوتا ہی اور ہر دقیقے کے ساٹھ ساٹھ ثانیے جنکو پل اور منٹ کہتے ہین ایسے ہی ثالثے رابعے خامسے
ہر ایک ہر ایک کا ساٹھوان حصہ پس یہ بارہ برج ایک دائرے پر جسکو منطقۃ البروج کہتے ہین واقع ہین کہ ساتون
آسمانون کے گرد مثل پٹکے کے پڑا ہی ہمیشہ سیر آفتاب کی ان برجون مین رہتی ہی اور اس دائرے کو دوسرے دائرہ معدل النہار نے
جو شرقاً غرباً ہی دو جگہ سے تقاطع کیا ہی کہ ان دونون محل سے ایک کو نقطۂ اعتدال ربیع کہتے ہین اور یہ
برج حمل ہی اور ایک کو نقطۂ اعتدال خریف اور یہ برج میزان ہی جب آفتاب ان دونون محل پر پہونچتا
ہی تو رات دن برابر ہوتا ہی اور ہر سال مین دو دفعہ اتفاق سیر آفتاب کا ان دونون محل پر پڑتا ہی
ایک دفعہ حمل سے جو بیت الشرف اسکا ہی چلکے حوت دلو جدی قوس عقرب مین پھرتا ہوا میزان مین
آتا ہی کہ رات دن برابر ہوجاتا ہی اسواسطے کہ ان دونون مین رات بڑی دن چھوٹا ہوتا ہی اسکو
اعتدال خریفی کہتے ہین پھر سنبلہ سے اسد سرطان جوزا ثور مین سیر کرتا حمل مین آتا ہی دن رات دونو
مساوی ہوجاتے ہین یہ نقطۂ اعتدال ربیع کا ہی اس ایام مین دن بڑا رات چھوٹی ہوتی ہی اسی وقت کا
ذکر شعر مذکور مین ہی پس یہ جو دونون نقطے نکلے ادھر ادھر چھ چھ برج ہوئے بحقیقہ چھ چھ مہینے ہین انمین تین
تین مہینے اپنے اپنے ایام مین رات دن گھٹتے بڑھتے ہین چنانچہ جنوبی دورے مین جدی قوس کا درمیان
مقام قصر النہار کا ہی شمالی دورے مین سرطان جوزا کا درمیان اطول النہار تین تین مہینے گھٹتے ہوئے
بڑھنے سے تا نقاط اعتدال پر اعتدال ہوجاے اور ظاہر کہ جو مقام قصر النہار کا ہی وہ اطول اللیل کا ہی
اور جو اطول النہار کا ہی وہ اقصر اللیل کا چنانچہ شاعر شعر آئندہ مین کہتا ہی **قولہ** چشم شب تنگ شعرہ والخ
الانتباہ چشم شب بمقابلہ دیدۂ روز کہ آفتاب ہی ماہتاب مردمک اوسکی جو ہی سیاہی شب کی
تدریج درجہ بدرجہ کسی چیز کو کسی چیز کی طرف لیجانا اور آہستہ آہستہ کام کرنا احول دو بین اور کرنہ چشم
یہان اسکے معنی مطابقی منظور نہین ہین بلکہ التزامی اے زیادہ بین اسواسطے کہ دن کسیوقت مین ضعف نہین ہوتا

المعنی یعنی بعد اس فوق افزائی برج حمل کے پھر جسقدر کہ صبح طے کرتا جاتا ہی دقیقے اور ثانیے وغیرہ شب کے اسمین
شامل ہوتے جاتے ہین یہانتک کہ سیاہی مردم چشم شب کا دائرہ تنگ ہوجاتا ہی اور دیدہ روز کا جو جرم آفتاب ہی
اپنے منظور یعنی دن کو زیادہ دیکھنے لگتا ہی اور احول بن سے نکلتا ہی اختلاف ملا قطب نے لکھا ہی کہ احول اپنے
منظور کو دو دیکھتا ہی نہ یہ کہ خود دو ہو اور یہان شاعر دیدہ کو احول کہتا ہی نسبت فزونی کی اوسکی طرف
ہی نہ نسبت روز کی جو افزون ہوا ہی محمد شفیع نے اسکو رد کیا ہی کہ جو کوئی اس بیت مین سخن کرے مدعی
ہی آتی مجکو بس یہی کافی ہی ؎ چو کارے بفضول من بر آید ٭ مرا در وے سخن گفتن نشاید قوله مردم
دیده این الخ الاشتباه این کا اشاره شب کی طرف ہی تشبیه چشم شب کی ژاله سے بدین مناسبت
کہ شب بھی اسوقت مین سرمے نکلتی ہی اور سرما مین جو برف و ژالے گرکے جمع ہوتے ہین وہ بھی اس
موسم مین کہ ابتدائے گرما ہی پگھلتے ہین بہنے سے مراد سفیدی اور تمثیل روغن و دیبا کی پھیلنے روغن مین ہی شاید
آن کا ذہن المعنی یہ شعر بطور نظیر کے ہی شاعر کہتا ہے کہ سیاہی دیدہ شب کو اسوقت ایسا جاننا چاہیے جیسے
ژالہ اور گرما اور سفیدی دیدہ روز کی ایسی جیسے روغن اور دیبا کہ وہ تاثیر موسم سے ژالہ صفت گھٹتی
ہی اور یہ مثل روغن بر دیبا کے پھیلتی اور بڑھتی جاتی ہی قوله خون سودائے شب الخ الاشتباه سودائی دیونه
منسوب بہ سودا اور سودا ایک خلط ہی اخلاط اربعہ سے کہ افراط اسکی منجر بدیوانگی ہی و نیز سیاہی شب کو سودائی
کہنا نہایت لطف رکھتا ہی اور خون فاسد بھی سیاہ ہوجاتا ہی نشتر روز مراد شعاع آفتاب سے اور جز سے
اراوہ کل کا اکحل بالفتح نام رگ کہ اسکو ہفت اندام بھی کہتے ہین اکثر زائد و فاسد خون والون کی
یہی رگ کھولتے ہین کہ اسمین خون تمام بدن کا آتا ہی المعنی شاعر نے اس شعر مین یہ خیال باندھا ہی اس بنا پر
کہ ایام بہار مین دیوانون کو جوشش خون سے شورش جنون کی زیادہ ہوجاتی ہی اور حاجت فصد
کی پڑتی ہی آخر شب بھی سودائی ہی اور نیز ابتدائے بہار پس ایسا معلوم ہوتا ہی کہ آفتاب نے نشتر
شعاع سے اسکی اکحل کھولدی ہی اور خون زائد و فاسد لے رہا ہی کہ وہی سیاہی شب کی ہی جو کم
ہو رہی ہی اور ایک دفعہ اسکی سودائیت حد سے زیادہ سرما مین ہو بھی چکی ہی قوله روز چون کرم
بریشم الخ الاشتباه کرم بریشم کرم پیلہ جو ریشم اوگلتا ہی معدہ بفتح میم و کسر عین و بکسر و فتح میم و سکون عین
جیسا کہ شعر مین ہی عضو معروف جو مقام قیام و ہضم طعام ہی المعنی شاعر نے اوپر کے شعر مین سیاہی
شب کی خون فاسد سے تشبیہ کی ہی اور فصاد خون نکالکے ادھر ادھر پھینک دیتے ہین لہذا
کہتا ہی کہ یہ خون فاسد جو نکالا جاتا ہی یعنی سیاہی شب کی جو کم ہوجاتی ہی مثل خون فصد کے ضائع اور نکمی
نہین ہوتی بلکہ جو کچھ شب اپنی ذات سے مثل زنبور عسل کے نکالتی اور خارج کرتی ہی وہ دن

اوسکو مانند کرم پیلہ کے اپنے اوپر پورتا اور بڑھاتا جاتا ہی اب یہ وہی بات ہی جو اوپر بھی لکھی گئی کہ بارہ بارہ گھنٹے
رات دن کے مقرر ہین اگر رات دن برابر ہین تو اوسوقت مین انکو ساعات مستوی کہینگے اور اگر کمی
بیشی تو معوج کہ اسوقت مین جو ایک سے گھٹتا ہی دوسرے مین شامل و محسوب ہوتا ہی مثلاً گھنٹے رات کے دن
مین اور دن کے رات مین گرما و سرما مین چنانچہ بدیہی ہی رات دن دیکھتے رہتے ہین **قولہ** بعد ازین ترجمہ
روز الخ الاشتباہ ترجمہ بفتح اول اور ثالث اور سکون ثانی بیان کرنا مطالب کا ایک زبان سے دوسری
زبان مین صاحب کل سے مالک کل عبد اقل سے بندہ کمتر مناسبت صاحب و عبد کی ظاہر ہی
اور نیز بلحاظ نورانیت اور سیاہی کے کہ اکثر غلام حبشی ہوتے ہین **المعنی** اس شعر مین بیان اوس مقام
کا ہی جو اوپر لکھا ہی اطول النہار اقصر اللیل کہ سرطان جوزا کا درمیان ہی یعنی جب آفتاب اس مقام پر پہونچتا ہی پورا
دن کم و بیش ہوتے ہوتے اس حد کو پہونچتے ہین کہ دن صاحب کل ہو جاتا ہی اور رات اپنے نگینہ پر عبد اقل
ثبت کرتی ہی نگینہ اسکا ماہتاب ہی اور سیاہی داغ کی وہی اثبات ثبت عبد اقل کا شاعر نے ان اشعار
مین کمی بیشی رات دن کی مذکور کی آیندہ ذکر بہار کا **قولہ** وقت آنست کنون الخ جام یاقوت الخ
نامیہ چون چمن الخ الاشتباہ صراحی منسوب بصراح بمعنی خالص اور خلاصہ ہر چیز اگرچہ صراحی مین شراب
خالص اور غیر خالص عموماً ہر طرح کی رکھتے ہین مگر بنظر الویت مخصوص بخالص کر کے صراحی کہتے ہین بالاید بالایدن
سے بڑھانا جو متعدی بالیدن کا ہی نامیہ ایک قوت ہی جسم حیوان و نبات مین کہ اونکے طول و عرض اور عمق
کو بڑھاتی ہی **المعنی** شاعر بعد بیان کمی بیشی رات دن کے کہتا ہی کہ اب ایسا وقت ہی اور ہر شے کو ایسا
جوش نشاط کہ شراب خود بخود صراحی سے نکلی پڑتی ہی چنانچہ بعض اوقات اکثر اشیا شیشہ بوتل سے اوبلکے
نکلجاتی ہین اور صراحی بغل مین پھولے نہین سماتی قوت نامیہ کہ حیوانات و نباتات مین عمل کرتی تھی
اب ایسے زور و شور پر معلوم ہوتی ہی کہ جمادات مین بھی عمل کر کے اپنے اثر سے جام یاقوت اور مے
لعل دونون کو بڑھائے جیسے لالہ اور اوسکے داغ کو بڑھاتی ہی تشبیہ شراب کی داغ سے ناقص
ہی نہ تام یعنی صرف بالیدگی مین نہ رنگت مین مع ہذا شراب ریحانی سبز و بنفشجی بھی ہوتی ہی جیسے زعفرانی
زرد اور ارغوانی سرخ اور ایسی تشبیہین ان اشعار مین اکثر چلی آتی ہین اور ایسے ہی اگر مخمل ناقص و
ناتمام کارگاہ مخمل بافون سے اوٹھالائین اور چمن مین جہان نامیہ سبزبافی کر رہی ہی ڈالدین تو
نامیہ نے جیسے کہ چمن کو سبز کر کے اتمام کو پہونچایا ہی اسکو بھی کامل اور تمام کردے مخمل سے مخمل سبز
کا ارادہ ہی مناسب محل اور قرینہ کے ان اشعار مین صفت قوت نامیہ کی بھی **الاختلاف**
نسخہ مطبوعہ مین بجائے جوش نشاط کے عیش و نشاط غلط لکھا ہی اور محشی نے محمد شفیع کیطرف

طرنے چمن سبزہ نہی چمن سبزہ کا کہین نہین دیکھا سبزہ چمن مین البتہ ہوتا ہی بس صحیح وہی ہی چون چمن سبز یعنی
جیسا کہ اسوقت مین چمن سبز کرنے اتمام کو پہونچایا ہی قولہ عرق از شبنم الخ گیرد از فیض ہوا الخ الانتباہ عرق
بفتحتین ہندی پسینہ اور وہ جو گل وغیرہ سے کھینچتے ہین مثلاً گلاب کیوڑا اور علاوہ انکے شبنم
وہ رطوبت جو ہوا سے درختون پر پڑتی ہی فراغ شدن کسی رنج سے جلنا سبز شدن جمنا ظاہر ہونا معزز
ہونا منقل بفتح اول وثالث ہندی انگیٹھی جواہر دار وایک قسم کا سرمہ کہ اوسمین جواہرات ڈلتے ہین
سودہ انجمن مکحل بضم میم وفتح حا سرمہ دان المعنی ان دونون شعرون مین لطف وخوبی ہوا کا بیان
ہی یعنی خوشنمائی وخوش آیندگی عرق چہرۂ حسینون کی ضرب المثل ہی اور سب حسینون مین جو بعدیل
وبے مثال اب اسوقت مین شبنم جو فیض ہوا سے چہرۂ گل پر پڑی ہی ایسی خوشنما اور خوش آیند
ہو رہی جسکی آتش رشک سے عرق چہرۂ حور کا داغ ہوا جاتا ہی اور انگر جو منقل مین بھری ہین مثل
دانون کے اگر سبز ہو جائین یعنی جم اوٹھین تو کیا عجب گویا منقال سفال ریحان ہو جاے اور جو اکثر
یہ بھی ہوتا ہی کہ بعض ایام کی ہوا مسموم ہو جاتی ہی جیسے لو یا وبا بخلاف اوسکے اسوقت کی وہ ہوا ہی جسکے
فیض سے سم تریاک ہوا جاتا ہی مثلاً اے مخاطب اگر کوئی دشمن تیرا سودہ الماس کا جو ازالہ نور بصر کا
کرتا ہی سرمہ دان مین ڈالے تو فیض ہوا سے کحل الجواہر ہو جاے اور اضافہ نور بصارت کا کرے
ایسا عام فیض ہوا کا جاری ہی قولہ چمن آید بچمن الخ بسکہ ہر خار گلے الخ الانتباہ تکرار لفظ چمن
کی واسطے مبالغہ تاکید کے ہی مع لحاظ تغائر اعتباری یعنے ایک شے ذات چمن دوسری شے صورت
ظاہری باے موحدہ بچمن کی تقرب وظرفیت دونون کی ہو سکتی ہی یاے معروف گلی کی
واسطے فعلیت کے ہی اے کار گل المعنی یہ دونون شعر کیفیت بہاریہ مین ہین یعنی تاثیر بہار سے
چمن کا یہ حال ہی کہ شخص چمن واسطے دیکھنے جمال چمن کے آتا ہی یعنی خود اپنے اوپر آپ شیفتہ ہی ایسا
آراستہ ہوتا ہی اور بلبل بلبل کے پاس آتی ہی کہ کوئی غزل نئی سیکھون اور سنون ایسی شائق
نغمہ سرائی کی ہو رہی ہی دوسرے شعر مین کثرت گل کا بیان ہی یعنی گلبن گل سے ایسے لدنے ہوئے
ہین کہ خار نہین معلوم ہوتے گویا خار بھی گل ہو گئے بس یہی مراد گلی سے ہی اور جبکہ چمن کے
خار ونکا یہ حال ہو تو اگر نیش زنبور عسل سے گل یاسمین شگفتہ ہوئے کیا عجب آخرکار وہ بھی تو خار ہی
اور اس خار سے گل یاسمین شگفتہ ہونے کی وہ صورت ہی جو شمع مومی پر سیاہ گل ہوتا ہی ہمرنگ
یاسمین کبود کے اور گل کہلاتا ہی الخلاف ملا قطب نے گلی کی یا معروف ومجہول دونون طرح
لکھکے کچھ ترجمہ سا الفاظ کا لکھدیا ہی اور محمد شفیع نے صرف یاے معروف قرار دیکر رقم فرمایا کہ

باقی معنی ظاہر ہین اونکی تو وہ مثل ہی مصرع پراگندہ روزی پراگندہ دل ✤ اور انکا یہ حال سے نامرو سخن نگفتہ
باشد ✤ عیب و ہنرش نہفتہ باشد ✤ شائق اس بات کو ضرور دریافت کرنا چاہیگا کہ خار کے گلی کرنے
اور یاسمین کا نشتر زنبور عسل سے شگفتہ ہونیکی صورت کیا ہو صرف اس پر کہ مبالغہ ہو اکتفا نہین کریگا قولہ پیش
باغ و چمن الخ صورت خلد ازین الخ الانتباہ نسخہ بالضم نوشتہ شدہ خلد نام بہشت مفصل جدا جدا کیا گیا اور
نیز نام کتاب مجمل بالضم جمع کیا ہوا اور وہ آیت جسکے معنی محتاج تفصیل کے ہون المعنی شاعر نے اس قطعہ
مین خلد برین کو نسخہ کہا ہی جسکے معانی مختصر اور قلیل شے کے بھی لیتے ہین اور باغ عالم کو مفصل سے مراد عرف
کیا جو ایک کتاب مطول ہی یعنی اب باغ دنیا اور چمن عالم کا جوشن بہار سے یہ رنگ کہ رضوان خازن جنان
اگر نسخہ خلد برین کا جو ایک مختصر شے ہی بمقابلہ باغ عالم کے کھولے اور دیکھے کہ کیا باغ عالم مین ہی اور خلد
مین نہین اور کیا اسمین نہین اور خلد مین ہی تو صورت خلد کی اسمین مفصل پائیگا اور سیرت اسکی خلد مین مجملاً
مثلاً گل کہ بدون نسبت ایک لفظ عام و مجمل ہی باعتبار معنی حقیقی اپنے کے سو یہ نسخہ خلد مین ملیگا اور باغ
عالم مین مفصل دیکھیگا مثل گلرخ اور گل یاسمین وغیرہم مع ایک ایک اقسام جداگانہ اپنے کے گویا باغ عالم
ایک شرح مفصل ہی اور خلد برین متن مجمل قولہ جو گیسو بمیان بستہ الخ الانتباہ گیسو بمیان بستن سے مستعد
ہونا اور نیز صفت درازی وانبوہی گیسو کی منظور ہی المعنی یعنی جبکہ سیرت چمن عالم کی باغ خلد مین مجملاً کہ
اور باغ عالم مین مفصلاً جیسا کہ اس ایام مین شگفتہ اور گلخیز ہو رہا ہی حور کہ گل و سنبل سے سیر نہین ہی
مثل نادیدون کے بکمال شوق و اضطراب اپنے گیسو کمر پر باندھکے اس باغ مین آنا چاہتی ہی تا بغچے
کے نیچے سنبل و ریحان کے بہانے سے بغل مین دبا لیجاوے اور جیب و دامن بھر لے یا گیسو کمر پر باندھنے
سے کنایہ طرف کمال بندگی و ادب کے ہی قولہ بسکہ از سنبل و گل یافت الخ شاید از عذر پرستار الخ
الانتباہ صفا بخش اور بے کدورت ہونا جدول بفتح اول نہر خرد مجاز آ وہ تحریر شنگرفی جو صفحہ
کتاب کے کنارے ہوتی ہی پرستار سے پرستندہ عزی بضم عین و تشدید زاے معجمہ نام بت کہ عرب
اوسکو پوجتے تھے اور وہ ایک درخت تھا کہ بحکم سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے خالد بن ولید نے
اوسکو جلا دیا تھا ہبل بضم ہا و فتح باے موحدہ نام بت کہ خانہ کعبہ مین رکھا تھا المعنی ان دونون
شعرون مین صفت صفا پذیری اشیا کی مذکورہ تی ظاہر ہی کہ جمادات مین بسبب ثقل و کثافت کے
حیثیت جھلکنے کی نہین ہوتی اور زمین بھی جمادات سے ہی جسپر یہ جدول واقع ہیں شاعر
کہتا ہی کہ جدول کے دونون لب پر جو سنبل و گل بکثرت جمے ہوئے ہین اور وہ ازبس لطیف و پر صفا
ہین انکی تاثیر سے زمین مین یہ صفا پیدا ہوئی ہی کہ قریب ہی جیسے جنبش ہوا سے درخت سنبل و گل کے

ایک دوسرے سے ہم آغوش ہو جاتے ہین یہ بھی سمٹ سمٹ کے ایک دوسرے لب کو چومے ایسے ہی شعر ثانی
مین کہتا ہی اگرچہ ان اللہ لا یغفران یشرک بہ نص قاطع ہی مگر اسوقت مین اثر موسم سے عزی اور ہبل کی
صورت نے ایسی خوبی وصفائی پائی ہی کہ بوجب المجبور معذور کے اگر بروز حشر عذر انکے پرستندونکا
درجہ پذیرائی پائے اور قابل سماعت ٹھہرے تو ہو سکتا ہی اسواسطے کہ امر بے اختیاری سزاوار سزا
نہین ہوتا قولہ انبساطیست درین الخ لیلی از پردہ محمل الخ الانتباہ انبساط کشادگی و فراخی اور نیز
گستاخی مجاز اً بمعنی خوشی یا آیین موصول یا صفت کی عقدہ بالضم گرہ مراد مشکل بات سے ما لاینحل وہ چیز
کہ کھل نسکے لیلی بیاے معروف از ہین لیلی ہی بالف مقصورہ مونث افعل صفت ہے کہ اس معشوقہ کا رنگ
سیاہ تھا اسواسطے یہ نام رکھا اسکو اماکہ کہے لیلی بیاے مجہول کہتے ہین جسکو فارسی مین بیا استعمال
کرتے ہین سر بر زدن ظاہر ہونا تل بالفتح و تشدید و تخفیف لام زمین بلند اور پشتہ المعنی پہلے شعر مین
شاعر نے انبساط و کشود طبائع کا بیان کیا ہی کہ اس فصل مین ایسا انبساط و کشود ہر شے کی طبیعت کو حاصل
ہی کہ عقل کو فکر و کاوش نہین کرنا پڑتی ہی بے کاوش عقل کے فیض فصل سے جتنے نکتے ما لاینحل ہین اور حکما
اور عقلا سے رہ گئے خود بخود سب کھلے جاتے ہین دوسرے شعر مین استعجابا کہتا ہی کہ آیا یہ لالہ ہی جو کہ ہر سو
تل و کرہ سے نمایان ہو رہا ہی یا لیلی ہی جو پردہ محمل سے جلوہ افروز ہو کے نظارگیون کو مجنون
صحرا گرد بنا رہی ہی اسواسطے کہ ایسے وقت مین اکثر لوگ سیر و گلگشت کو نکلتے بھی ہین الخلاف نسخہ
مطبوعہ مین دوسرے شعر کے دونون مصرعون مین گوشہ لکھا ہی اور دوسرے مصرع مین نسخہ سینہ کا بھی
ہی لیکن وہ دونون صورتین اچھی نہین بلکہ پہلے مصرع مین پردہ دوسرے مین گوشہ ٹھیک ہی قولہ حاسد آزار
شوم الخ اے شب ہجر تو ور الخ الانتباہ موسم بفتح میم و کسر سین نہ بفتح وقت کسی چیز کا جعل بضم جیم اور
فتح عین گوبر کا کیڑا اور بموبر اسبل بفتحتین نام مرض چشم کہ آنکھ سے پانی بہے کہ منجر بکوری ہوتا ہی
اور آشوب چشم اور موسے چشم کہ آنکھ نہین کھلتی المعنی پہلا شعر تمہید غزل مین ہی یعنی حاسد تو ہمیشہ میرے
کلام سے آتش رشک و حسد مین جلتے بھنتے رہتے ہین اب کہ تازہ بہار ہی مین بھی اب غزل تازہ
لکھون کہ مجھ جیسے بلبل خوشگو کو خوشی و خرمی حاصل ہو اور حاسد جعل جیسے بدخو کو شکر اندوہ و ملال تازہ
بڑھے شعر ثانی مطلع غزل کا یعنی اے محبوب تیری جدائی کی شب دیدہ خورشید مین سبل ہی سارے آفت
واندھیر کہ کب صبح ہو اور اوسکو دیکھون اور روح القدس کی آنکھین تیرے شوق جمال سے احول یعنی
تکتے تکتے پتلیان آنکھون کی پھر گئین ہین اور سیر نہین نہ انتظار سے جیسے احول کی پھری ہوتی ہین
الخلاف ملا قطب لکھتے ہین تیری جدائی کی شب دیدہ خورشید مین سبل ہی یعنی کور کن اور چشم خضر

جبرئیلؑ کی کہ نہایت آرزومند دیدار کی ہین احول لے دو بین اور یہ دوبینی مقتضی کثرت مشاہدہ
کی ہی انتہی محمد شفیع نے لکھا کہ شب فراق تیری دیدہ خورشید کو سیاہ کرتی ہی پھر عاشق کا کیا حال اور
روح القدس تیرے تماشاے جمال مین ایسے مائل ہین کہ احول ہو گئے تا ایک نظارہ مین دو بار
یا دو تا دیکھ لین انتہی مین نے اپنے معنی لکھدیے اور دونون شارح کے بھی اب ناظرین جسکو چاہے پسند کرین
چاہے جسکو نا پسند لیکن کثرت مشاہدہ یا دو بار یا دو تا دیکھنا احول کا کچھ اسی معاملہ مین خاص نہین
اسواسطے کہ نیک و بد ہر ایک چیز کو ویسا ہی بالخاصیت دیکھتا ہی ایسے ہی نہ چشم خورشید کا کور ہونا میرے
نزدیک بہتر ہی گو ہو سکتا ہی قولہ مژہ برہم نہ زدم الخ از دل دودامن آلودہ الخ بعذاب ابدی دل الخ
الانتباہ مژہ برہم زدن ہندی پلک مارنا بیت حزن بضم حاے مہملہ و فتح زاے معجمہ و بفتح ہردو نیز
اور بیت احزان اور کلبہ احزان بفتح ہمزہ تینون لفظ ایک معنی کے ہین وہ مکان جہان حضرت یعقوب
یوسف علیہما السلام کی جدائی مین رہا کرتے تھے مجازاً خانۂ ہر عاشق مہجور صباح بالفتح صبح درکوفتن
دروازہ بجانا واسطے دریافت اس امر کے کہ صاحب خانہ گھر ہی یا نہین خواہ غرض اوس سے
ملاقات ہو خواہ روا ے حاجات دامن آلودہ گنہگار دجلہ بالکسر اور بالفتح نام نہر بغداد اور نہر
عظیم مستعمل مکدر اور تیرہ المعنی پہلی شعر اے شب ہجر تو در دیدہ خورشید کو ندا مع جواب ندا کے
علیحدہ کہین تب بھی ہو سکتا ہی اور مژہ برہم نزدم اسکو علیحدہ اگر اوسکو صفت منادی محذوف
اور اوسکو جواب ٹھہرائین تب بھی ممکن ہی یعنی رات تیری جدائی مین یہ حالت گذری کہ پل بھر
مین نے پلک سے پلک نہین لگائی اور ایسے غم و الم کے ساتھ اپنے بیت الحزن مین پڑا رہا
کہ صبح تک بار بار تمنا اجل کی میرے در دل کو بجاتی تھی کہ اجل آئے یا نہین آئے اور مین نے
بھی اسی خیال سے پلک نہین لگائی کہ ایسا نہو اجل آئے اور لوٹ جائے اسواسطے کہ دست اندازی
غم سے مین قابل دست بازی اجل کے بھی نہین رہا ہون چنانچہ اوپر بھی کہا ہی ؎ گل حیات مین
از بسکہ ہست تیز مردہ ✤ اجل نمیزند از ننگ بر سر دستار ✤ دوسرے شعر کا مضمون مطابق آیہ کریمہ
لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا کے ہی تیسرے شعر مین بیان اپنے عشق کا
ہی یعنی میرے دل مین جو آتش عشق و محبت دوست کی بھری ہی اگر بموجب فی نار جہنم خالدین
فیہا ابدا گے دل میرا عذاب ابدی سے معذب کیا جائے تب بھی غم دوست کو ہرگز نہ چھوڑیگا
اسلیے کہ یہ وہ موم نہین کہ کسی آتش سے شہد کو چھوڑ دے یہ تو اوس غم کو شہد فائق جانتا ہی اور
جس حال مین کہ ایسی بڑی آتش عشق سے کہ جہنم کی آتش اوسکی گویا دود ہو وہ نہین چھوڑتا تو ایسی

ویسی آتش جہنم وغیرہ سے کیسے چھوڑ دیگا یہی موم عرقی ہی کہ بچا بچایا شہد بھی اگ پگھلانے سے چھوڑ دیتا ہی
الخلافت اس شعر کے معنی نہ محشی نے لکھے نہ کسی شارح نے قولہ لذت تلخی درد تو الخ چند ازین الی آخرہ
اسیٹی زدو الخ الاغتیاد تلخ بالفتح معروف وناگوار اور ناملائم اور رنگ سیاہ و نوشدار و نام معجون شیرین
مفرح قلب و مقوی معدہ اور تریاق و شراب اور ایک دوا کہ دافع جمیع درد و جراحت کی ہی حنظل بفتح و
سکون ظاء معجمہ اندراین کا پھل کہ نہایت تلخ ہوتا ہی آتش خس پوش وہ آگ کہ گھاس کے نیچے دبی ہوا اور
دہ مثل شعلہ بیباک اوٹھتی ہی آستین بچرہ کشیدن آنسو پونچھنا اور دلاسا اور غمخواری کرنا حدس بالفتح فراست
اور دانائی اجل بتصحیحین و تشدید لام بزرگتر فارسی مین بہ تخفیف لام مستعمل ہوتا ہی المعنی پہلا شعر تائید شعر
صدر کے ہی جسمین غم کو شہد کہا ہی یعنی سب جانتے ہین کہ درد بڑی تلخ و ناگوار چیز ہی لیکن تیرا درد ایسا لذیذ
ہی کہ اگر اوسکی شیرینی و حلاوت بیان کرون تو نوشدار و حنظل کے سلام کو بھیجون اور نوشدارو حنظل
کی خوشامد کرا ون بعد کے دونون شعر گریز مین ہین پہلے شعر مین دو امر بطور جملہ معترضہ در صفت
معشوق یعنی اے محبوب تو وہ شخص ہی کہ آئینہ تیرے حسن کا صفائی و خورشید جوہری مین ضرب المثل ہی
کہ اگر کوئی شے مجلا و مصفا ہوگی تو ایسی ہی ہوگی کب تک مجکو آتش خس پوش کیطرح اندر ہی اندر سلگائیگا
اور دھوان اوٹھائیگا ایسا نہو یہ آگ بھڑک اوٹھے بس بہتر یہ ہی کہ میری غمخواری اور دلداری کر اور
کچھ تو میرے آنسو پونچھ مین کب تک چشم تر کو خداوند اجل سے چھپاؤن تو جانتا ہی جیسا وہ دانا و
فہیم ہی ایسا نہو سمجھ جاے پھر تجکو مشکل ہو آئندہ بیت قولہ میر ابوالفتح کہ در سینہ الخ الاغتباہ مہر کی
لفظ مین ایہام ہی دولت گردش زمانہ بلفظ اقبال اور مال و دولت اور وہ چیز جو دست بدست
اسی سبب مال و اقبال کو دولت کہتے ہین تحویل لوٹنا لوٹانا اور داخل ہونا اور حوالہ کرنا حمل کے معنی
اوپر مسطور ہوئے از ترجمہ عین مجاوزت کا ہی المعنی شاعر نے جو قید سینہ کی دولت کے ساتھ لگائی ہی
اول تو محل محبت سینہ ہی دوسرے برعایت لفظ آفتاب ارادہ صدر بمقام برج آفتاب کا ہی کسواسطے
کہ صورت شرف کی یہ ہی کہ جب آفتاب اس برج مین آتا ہی تو اول برج مین جسقدر درجے وقیقے طی کرتا
جاتا ہی اوسیقدر شرف اسکا کہ مراد قدر و قوت تاثیر سے ہی بڑھتا جاتا ہی حتی کہ مقام صدر کو پہونچتا
ہی جسکو شاعر نے سینہ کہا اسوقت مین شرف اسکا کامل اور تمام ہوتا ہی اور جب اس سے تجاوز کرتا
ہی پھر بدستور موافق درجوں و دقیقوں کے گھٹتا جاتا ہی پس شاعر کہتا ہی اے محبوب جسکو مین نے
خداوند اجل کہا وہ میر ابوالفتح ہی صاحب دولت و اقبال جسکی مہر و محبت سینہ و دولت مین ایسی ہی جیسے
برج حمل مین آفتاب بمقام صدر کو پہونچا ہوا کہ کامل الشرف ہوتا ہی اور طرفہ یہ کہ آفتاب کا قرین

مقام صدر پر پہونچکر پھر گھٹتا ہی یہ گھٹے نہ بڑھے اسواسطے کہ بخوبی کمال کو پہونچگئی ہی کوئی نقصان نہین جو بڑھے اور آفتاب
برج حمل سے تجاوز کرکے اور برجون مین جاتا ہی یہ وہ مہر ہی سبکو تجاوز نہین اسلیے کہ آخر مسکن محبت کا سینہ ہی ہی
بس سینۂ دولت سے نہین نکلتی گویا دولت و اقبال اوسپر عاشق ہین قولہ عدوے دررودسے رود الخ
الانتباہ ررود ر، رو اور چشم بچشم دونون سے اشارہ دعوی ہمسری و دلیری کا ہوتا ہی زحل بضم اول وفتح ثانی
وبفتحتین نیز نام ستارہ کہ فلک ہفتم پر ہی اور نحس اکبر خبث پلیدی اور ناخوشی مصدر را و رحاصل مصدر رد و نون بمعنی
مین ہی المعنی یعنی دن رات سب دیکھتے رہتے ہین کہ خورشید کے ساتھہ پرتو خورشید کا چلتا ہی نہ سایہ بلکہ سایہ حیوانات
نباتات جمادات کی آڑ مین چھپتا پھرتا ہی دیکھو میدان مین بدون آڑ کے کہین نظر نہین پڑتا اور رات کو آفتاب
چلا جاتا ہی یہ رہجاتا ہی ممدوح وہ خورشید ہی کہ اسکا سایہ منہہ در منہہ بخوف و خطر خورشید کے ساتھہ چلے پھرے
بسبب شدت نورانیت کے اور پرتو خورشید کا اسکے سایہ کے نور مین مثل سایہ کے چھپ جاے ظاہر ہی کہ اجتماع
نورین مین غالب غالب رہتا ہی جیسے مشعل اور آفتاب ایسے ہی مرتبہ اوسکا کہ فلک ہفتم تک پہونچا ہی اور زحل
بھی وہان موجود اگر اپنے اثر نحوست سے کسیکو بلا و ناخوشی مین ڈالے تو اوسکا مرتبہ فی الفور اوس خبث
کو مار مار کے بھگا مٹا دے زحل منہہ ہی تکتا رہجاے کچھہ بھی اوسکا نہ کرسکے الخلاف محشی اور ملا قطب نے
اس شعر کو معرا چھوڑا اور اوپر شعر کے جو معنی لکھے ہین وہ بھی لکھ سکتے ہوئے اور جو بجاے خبث بجاے معجمہ
کے جنب بجیم بمعنی پہلو اور کنارہ کے لکھا ہی اگرچہ کچھہ معنی ہو سکتے ہین یعنی رتبہ اوسکا ہمرتبہ زحل کا ہی لیکن
عیب ہمرتبگی ایک نحس سے خالی نہونگے اسواسطے جنب سے خبث بہتر ہی کہ اسمین ایک زور ہی اور مناسب
چشم بچشم کے قولہ لب او خندد اگر الخ الانتباہ قضا یہان مراد گردش فلکی سے شل بفتح عربی مین وہ
شخص جسکے ہاتھہ پانؤن شل سکین اور فارسی مین چیز سست و نرم المعنی اس شعر مین ممدوح کے
استقلال اور ہمت و جرات کا بیان ہی کہ بالفرض اگر جہان پر کوئی ایسی آفت پڑے جسمین سارا جہان
زار و گریان ہوئے وہ اس آفت سے رونا کسکا مغموم و متفکر بھی نہوئے جیسا ہشاش بشاش رہتا ہی ویسا ہی
رہے اصلا تفاوت اوسکے استقلال مین نہ پڑے اور اگر کسی امر دشوار در دست مین کوئی ہاتھہ
نہ ڈال سکے یہانتک کہ فلک جو بڑا دست دراز ہی اوسکا ہاتھہ بھی شل ہو جاے تو اوسمین وہ
ہاتھہ ڈالے ایسی ہمت و جرات والا ہی الخلاف محشی نے اس شعر کو بھی معرا چھوڑا ملا قطب لکھتے ہین
کہ اگر جہان کو کوئی آفت گھیرے تو وہ خندان رہے کسی چیز کا غم نہ کرے دوسرے معنی بطور دعا کہ گو جہان روئے
مگر لب اوسکے ہنسین کہ مطلوب ہی پھر لکھتے ہین کہ دونون صورت مین اچھا مقابلہ مصرع ثانی کا
نہین ہوتا اسواسطے کہ اوسمین کہا ہی کہ اگر ہاتھہ قضا کا بیکار ہو جاے اوسکا ہاتھہ کام دے مگر

اسطور پر کہین کہ تلافی گریہ جہان کی اوسکے لب خندان کرین انتہی اھل تو دوسرے مصرع کے معنی سے صاف
کو سے بجائے اور جو کچھ بیان پریشان ہی وہ بھی عیان واللہ یستعان علیہ التکلان **قولہ** بہوا و اری لطف الی آخرہ
الانتباہ ربیع بہار بہمن بالفتح نام ماہ شمسی کہ اس مدت مین آفتاب برج دلو مین ہوتا ہی تقریباً ماہ پھاگن دی
بالفتح اس ایام مین برج جدی مین ہوتا ہی تقریباً ماہ ماگھ کہ ولایت مین یہ دونون مہینے خزان کے ہین **المعنی**
یعنی بہمن و دی کہ دونون مہینے خزان کے ہین اگر تیرے لطف جاوید بہار کی ہوادار نہین تو ایسی ہوا انکی نہ چاہیے
کہ ربیع جو کلاہ مخمل ہری کی سر پر رکھے ہی اوسکے سر سے اوتار لین اور سرسبزی و گلخیزی ہین اوس سے پڑکے
ہو جائین اسواسطے کہ کلاہ زبردست ہی اوتار لیتا ہی ہوا کا لفظ نہایت لطف رکھتا ہی کہ اکثر ہوا سے ٹوپی
اوتر بھی جاتی ہی اور ولایت مین خزان کے دنون مین ہوا سخت ہوتی بھی ہی **قولہ** یکدرم وار نیابد الخ **الانتباہ**
وار کلمہ لیاقت کا ہی لائق بکذ ہم زیعمل آوردن یہان بمعنی جانچنے کسنے زر کے ہی جس سے کھرا کھوٹا معلوم
ہوتا ہی **المعنی** یعنی اگر ضمیر منیر تیرا از خورشید کو جو بازار عالم مین رواج پا رہا ہی جانچے اور کسے کہ دیکھون کھرا ہی یا
کھوٹا تو زر خورشید ایک درم لائق بھی کھرا نکلے نہ اوسکے مقابلے مین یہ کھرا ہی اسواسطے کہ کسوف کے
وقت سیاہ ہو جاتا ہی اگر کھرا ہوتا تو ہمیشہ یکسان رہتا جیسے کہ تیرا دل اور خورشید بصورت و رنگ درم
کے بھی ہی **قولہ** عنفش اندر کنف عدل الخ **الانتباہ** عنف بالضم سختی کرنا اور تندی و لڑائی کنف بفتحتین
جانب اور کنارہ اور پناہ مصلحت اندیش مشیر **المعنی** شاعر کہتا ہی کیا ہوا جو عنف اوسکا پناہ عدل مین سوتا ہی
یعنی بمقتضاے عدل و ترحم کسی سے سختی و درشتی نہین پیش آتا لیکن ہی وہ رازدار رسالے یار غار عدم
اور مشیر تدبیر اجل کا اگر جگا دے تو کون اوس سے جان بچا سکے **قولہ** در مقامیکہ کند الخ **الانتباہ** رو
کردن متوجہ ہونا کنایت چھپا کے بات کہنا اور پیچ بات ضرب المثل کسی کلام مین کوئی مثال لانا اور
مثال دینا **المعنی** اس شعر مین رعب و ہیبت ممدوح کا بیان ہی یعنی اوس موقع مین کہ دشمن کیطرف متوجہ
ہوکے تہدید آبرو دار کچھ کہے یا بنظر ڈرانے دھمکانے کے کوئی ضرب المثل سنائے تو یہ ضرب المثل
اوسکے حق مین ضرب شمشیر سے بہت بڑھکے ہو کہ سنتے ہی اوسکے فوراً جان چھوٹ جائے اور مضروب شمشیر کا تو
تھوڑی دیر سسکتا تڑپتا بھی ہی یہ نہ تڑپے نہ سسکے **قولہ** آسمان گفت ندانم الخ زانکہ چون روز ازل الخ
زین سخن جوہر فعال الخ بیم آن بود زخاصیت الخ **الانتباہ** حلول بضمتین بمعنی نزول اور اصطلاح حکما مین
خاص ہونا ایک چیز کا دوسری چیز سے بدین حیثیت کہ ایک عین دوسری کی ہو جاے جیسے آنکھ کی
پتلی اور یہ حلول دو قسم ہی سریانی اور طریانی سریانی وہ کہ اجزاے حال اجزاے محل مین داخل
ہون طریانی بخلاف اسکے معنی مجموع حال مجموع محل مین داخل ہو پس حال داخل ہونے والی شے

محل وہ شے جسمین داخل ہوئے ارادت مشیت الٰہی سر بر زدن ظاہر ہونا جوہر فعال عقل عاشر کہ حکما کے نزدیک
سوا ے نہ ملک ہشت فلک کے خالق فلک نہم اور تمامی مخلوق کا ہے رصد تشخیص تحقیق کنا اور نیز بمعنی نظر کنندگان اور
چبوترہ کہ منجمین چوٹی پہاڑ پر سات سو گز اونچا بناتے ہین واسطے دریافت احوال ستارون کے اور اوس رصد ہی بھی
اسکی لکھی ہین مراد بلندی ہے علم و عمل مین سو سائے یعنی ظاہری سے کے رعایت ہر چون کی بھی ہے کہ خانہ علم فی
ہے اور خانہ عمل گنا نور ہیولا اصل و مادہ اور ماہیت ہر شے مستقبل کے یعنی اسی قصیدے کے مطلع اول مین
مرقوم ہوئے المعنی اس قطعے کے پہلے دو شعر مشتمل سوال ہین اور پچھلے تینون بجواب یعنی آسمان نے ایک
دن کہا مین نہین جانتا کیا بات ہے کہ اوسکی صورت نے بیشتر ظہور عالم صورت سے اپنے محل مین حلول
اے نزول کیون نہ کیا یعنی ظہور اوسکا ظہور عالم سے پہلے کیون نہوا باعث اسقدر توقف کا کیا تھا
اسواسطے کہ مشیت ایزدی کو اسکے پیدا کرنے مین تو ایسی رغبت و جلدی تھی کہ بروز ایجاد عالم اولین
صبح اسکو پیدا کر لیا مین بعد شام کو ازل پیدا ہوئی جسکے ذریات کا ظہور عالم ظاہر مین ہو رہا ہے پھر والسابقو
السابقون کے خلاف کیا معنی یہ بات سنکے جو ہر فعال جو اوسی قول حکما کے موافق خالق تمامی مخلوق
کا ہے غصہ ہوا اور کہا کہ جب تجکو پورا پورا مادہ علم و عمل سے حاصل نہین تو اس بحث لاطائل سے کیا فائدہ
اے نادان بیوقوف یہ اپنے شرف ذات مین ایک شخص یکتا ہے اسکی یکتائی سے یہ خوف تھا کہ اگر اسکا ظہور
پہلے عالم مین کیا جائیگا تو ساری ہیولا صورت مستقبل یعنی پوری اور کامل نہین پڑینگی کہ ہم اوسکی
ہمصورت ہو کے کیسے عالم صورت مین جائین اوسکی یکتائی کب روا رکھیگی اب کہ قبل اوس سے بہت سی
مخلوق مخلوق ہولی تو سب کی راہ کھلگئی کہ آخر اور بھی تو عالم صورت مین صورت پذیر ہو کے گئے ہین
اور موجود پھر ہم کیون نہ جائین یہ حکمت اوسکی خلقت کے توقف مین تھی الخلاف محشی کے معنی تو جو بعض
کتب مطبوعہ مین موجود جانے کس شرح سے لکھے ہین اور قابل ملاحظہ ملا قطب نے لکھا کہ علت غائی ایجاد
عالم سے ذات ممدوح کی تھی بمقتضائے تخصیص بعد تعمیم آخر کو عالم وجود مین آیا اور اگر بیشتر عالم وجود
مین آتا تو کوئی موجود شایستہ کسوت وجود نہوتا پس غرض شاعر کی ادائے مطلب یکتائی و بے انبازی
ممدوح سے ہے انتہی قطع نظر اور باتون کے شارح لکھتے ہین کہ کوئی موجود شایستہ کسوت وجود نہوتا حال
آنکہ موجودات زمان وجود ممدوح مین بھی موجود اور بعد اوسکے بھی اسکا کچھ تدارک کسی نے نہ کیا
قولہ اے تجلی وجود تو الخ صفوت خود ہین تو الخ فلک عدل تو ہر دم الخ تا گرفتہ ز سنجائے تو الخ بہر
پایا بہ خدام تو میرفت الخ چون دماغ فلک از الخ گر حمل خوردہ سر الخ جملہ ہم سنگ الخ فائق گویم نکنم شرم الخ
الانتباہ میری دانست مین یہ تو شعر مربوط ہین پہلا مصدر بندا اور التفات اشعار لاحقہ مشتمل برمدح

قطعۂ اخیر تک قطعۂ اخیر جواب ہندا اب معانی اشعار کے مع معانی لغات کے اکٹھے لکھون تا جدا جدا معانی بخوبی نکل سکین
اور ربط بھی سیر ربط ہو تجلی بروشنی عالم بقا کی روشنی اور عالم فنا کی تیرگی کیفیت بقا و فنا سے ظاہر یعنی اے ممدوح
تیرے وجود باجود سے عالم بقا روشن ہی جیسے آفتاب سے یہ عالم فنا اور جیسے آفتاب جہانگیر اس عالم فنا کا ہی وہ جہانگیر عالم
بقا کا اور تمنا تیرے حاسد کی عنانگیر اجل یعنی جیتے جی تو پوری ہونیوالی نہین بعد مرگ اوسکے اوسکا کام بہرحال
اپنے ساتھ لیجائیگا صفوت بہر سہ حرکت صاف اور خلاصہ صراف پرکھیا جودت بالفتح خوبی اور نیکی ہر چیز اور نیک
ہونا کشاف بہت ظاہر کرنیوالا یہ شعر صنعت ترصیع مین ہی یعنی ذہن تیرا ایسا صاف و بیغش ہی کہ کہے بے کہے
سب سمجھتا ہی اور ہر مطلب کے حسن و قبح کو پرکھتا ہی جیسے دعوی دلیل سے جانچا جاتا ہی ممکن کہ کوئی مغالطہ
دیسکے ہر رد و قبول کو جانتا ہی اور جودت تیری طبیعت کی ایسی واضح الدقائق جیسے نکتہ باریک
اور پوشیدہ بات مثال سے کھلجاتی ہی حوت و حمل ماہی و برہ اور نام بروج کہ دونون اسی شکل کے ہین
یعنی ظاہر افلاک بڑا وسیع و فسیح ہی تیرا عدل بھی وسعت و فسحت مین ایک فلک ہی اور وہ فلک کہ ہر دم ایک آفتاب
تازہ حوت سے لاکر حمل مین سے نکالتا ہی جس سے باغ جہان کا ہر وقت تازہ اور ہمیشہ بہار
ہورہا ہی اور آراستہ پیراستہ نہ یہ فلک کہ سال بھر چکر مارے تو ایک دفعہ آفتاب برج حمل سے نکالے اور جہان پر بہار
ہوئے حوت و حمل سے اشارہ یہ بھی ہی کہ زمین سے آسمان تک عدل اوسکا بھرا ہوا ہی جو اہر دار اور
سبل ہر دو نون کے معنی اوپر گذرے معنی شعر کے یہ کہ جب سے امید نے تیری سخاوت کا کحل
الجواہر پایا ہی گویا چوتی آنکھین اوسکی کھلگئین ہین اب جود حاتم کا اوسکی آنکھ مین پربال کیطرح کھٹکتا ہی اور
اوسکی طرف ہرگز آنکھ اوسکی نہین کھلتی پاتابہ موزہ اور ہر چیز پاؤن ڈھاکنے والی خدام جمع خادم خرج
ضد دخل کر خود یہ وہی گر ترجمہ لوگا ہی اور بود سے یای تمنائی محذوف جسکو مین اوپر لکھ چکا ہون یعنی
افلاک تیرے ایسے مطیع و منقاد کہ چاہتے ہین اطلس ہمارا اوسکے خدام کے پاتابون مین خرچ ہو تا مگر
یہ تمنا اونکی کیسے پوری ہو کہ اطلس و نکالنہ اور مشکہ ہی اگر ایسا نہوتا تو ضرور خرچ ہوجاتا اب یہ تمنا
اونکی دل کی دل ہی مین ہی چون شرطیہ توقیت کا ہی صیت بالکسر آوازہ اور ذکر خیر مختل خلل پذیر مہر
کے لفظ مین ایہام ہی یعنی فلک کہ حاسد اور رو دیکھ جلتا ہی اور کچھ تو اس سے ہو نہین سکتا اتنا ضرور ہی کہ
دن بھر تیرا ذکر خیر سنکے دماغ اسکا بیشک مختل یعنی سودائی ہوجاتا ہی کہ وہ شب ہی یہ سودا ہے
جو اسکو عارض ہوتی ہی اور حال یہ کہ حضرت عیسی جیسے طبیب شفا بخش فلک پر موجود اور خاص وہ
دوا جو دافع اسکے خلل کی ہی یعنی مہر وہ بھی اونکے پاس لیکن تیری مہر و محبت مین جو عیسی دم مارتے
ہین اس سبب سے بنظر تیرے حسد کے بالکلیہ دفع اس خلل کا نہین کرتے لہذا روز و شب مبتلا رہ

سودائی بنتا ہی شعر مابعد نظیر شاعر کہتا ہی بھلا ایسا کب ہو سکتا ہی کہ اگر جل جو گو بر سونگھنے والا ہی اسکے سر مین بوے
گل سے درد سر پیدا ہوئے تو بلبل اوسکے علاج کی خاطر صندل گھسے بس یہی سمجھنا چاہیے کہ فلک جعل ہی
ممدوح گل رائحہ صیت حضرت عیسیٰ بلبل اب آیندہ وہ قطعہ ہی جسکو مین نے جواب ندا کا ٹھہرایا ہی ہم سنگ
برابر و ہموزن فاش بشین معجمہ ظاہر اور آشکار مبدل باش صورت نوعی ایک جوہر ہی کہ وہ جسب جسم سے
لاحق ہوتی ہی اوسکو دیگر انواع سے ممتاز اور علحدہ کر دیتی ہی یعنی اے ممدوح تو کہ بصفات مذکورہ موصوف
ہی یہ سمجھ لے کہ وہ جواہر جو جو تیرا مٹھیان بھر بھر جانب ... کے پھینکتا ہی اونھین کے ہم سنگ یہ جواہر
بھی ہین جو میرے دریاے دل اور کان طبیعت سے ... ہین پھر کہتا ہی کیا جو ... شرما کے ہم سنگ
برملا کیون نہ کہون خاص وہی ہین مگر بدین وجہ کہ تیرے ایثار تھے پھر تیرے ہاتھ مین کیسے ... اور ...
تیرے ہاتھ کا از بس تھا اسواسطے یہ صورت اونکو سوجھی کہ اپنی صورت نوعی بدل ڈالی اور یہ صورت
پیدا کی کہ اس ذریعے سے پھر تیرے ہاتھ مین پہونچے **الخلاف** نسخہ مطبوعہ مین بجاے جودت طبع کے
جو مقابل ذہن کے ہی جودت لفظ غلط لکھا ہی یا بجز ین شعر مین بجاے میرفت صیغہ تمنی چون رفت اور
بجاے چرخ ضد وخل چرخ حاشیہ مین معنی یہ کہ اطلس افلاک کی مستعمل نہ تھی تیرے پاتابہ کے واسطے کیون چرخ
مین گئی اور مقرر ہی کہ قماش ژولیدہ کو چرخ پر چڑھا کے شکنین نکالتے ہین انتہی مین نے جو لغت مین دیکھا
اوسمین تو نہین ہی کہ چرخ پر چڑھا کے شکنین نکالتے ہین بلکہ چرخ ایک قسم اطلس ہی کہ بنظر حفاظت شکن کے تہ نہین
کرتے چرخ پر لپیٹتے ہین اور اطلس چرخی کہتے ہین اسکے سوا شاعر پاتابہ خدام کا کہتا ہی یہ خود ممدوح کا
گو مجاز ا ہو سکے مگر مبالغہ اوسی مین زیادہ ہی الحاصل مین نے جو اپنے اوستاد مرحوم سے سنا وہی نسخہ اور وہی معنی ختیار
کیے اور لکھے اب ناظرین ترکیب الفاظ بھی نظر فرما کے موافق اونکے مفہوم کے امتیاز کرین ملا قطب نے
صفوت ذہن اس شعر مین لکھا ہی کہ تقابل لفظی الفاظ کا خوب ہی لیکن ذہن اور لفظ کا تقابل کیا جو
اختیار کیا ہی ذرا ادھر بھی توجہ کی ہوتی **قولہ** وحش اللہ زہ سبکیر الخ آن سبکیر کہ گر الخ **الانتباہ** وحش اللہ بفتح لام
حاے حطی فارسی مین کلمہ تحسین تعجب اور تعظیم اور خواہش کا ہی اصل مین لا او حشہ اللہ تھا بمعنی وحشت نہ دے
خدا اوسکو کسل بفتحتین سستی و کاہلی متاصل بضم میم و فتح صاد از بیخ برکندہ **المعنی** یہ قطعہ اور اشعار لاحقہ صفت
اسپ مین ہین یعنی اے ممدوح تیرے سمند سبکیر کی کیا صفت کرون عجب ہی تیز رفتار ہی جسکی تیزی اور
شوخی سے خاندان سستی و کاہلی کا جڑ بنیاد سے اوکھڑ گیا اگر اوس سبکخرام کو تو گرم عنان کرے تو ازل
سے ابد کو جاے اور ابد سے لوٹ کے پھر ازل مین آ جائے ایسے بڑے بڑے دونون میدان سطے
کرے کہ جنکے ابتدا و انتہا نہین جیسا کہ الازل للابتداء لہ والابد لا انتہاء لہ ہی **قولہ** قطرہا کش الخ انتباہ

رجعت بالفتح لوٹنا مطلق اور بعد لوٹنا سیارون کا سوائے مہر و ماہ اپنی سیر اصلی سے مشرق کو مغرب سے کفل بفتحتین پٹھا آدمی و حیوان کا المعنی یہ شعر بھی متعلق شعر مذکور کے ہی اور دونون قطعہ بند یعنی سو آگی کرنے ان میدانون کے یہ سرعت ہی کہ جو قطرے جانے کے وقت اوس کی پیشانی سے ٹپکتے ہین زمین پر آنے نہین پاتے کہ وہ لوٹ آتا ہی اور جابجا جو قطرے گرنے سے دار ہوتے ہین سب شبنم کی طرح اوسکے پٹھہ پر گرتے ہین اس حال مین بھی اون قطرون سے اتنا بڑھہ بڑھہ جاتا ہی کہ ممکن نہین پٹھے کے سوا اور کسی عضو پر اوسکے گرین الخلاف محشی نے کچھہ معنی اسکے نہ لکھے ملا قطب نے لکھا قطرہ کش دم فن یعنی وہ قطرہ کسی جانب معین کی طرف جاتے وقت جو اوسکی پیشانی سے ٹپکے تو وہ ایسی جلدی لوٹتا ہی کہ وہ قطرہ زمین پر نہین گرتا شبنم کیطرح اوسکے پٹھے پر گرتا ہی انتہی ناظرین غور کرین ان معنی کو بھی اور میرے معنی کو بھی ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا قولہ گر بجوزشیدہ الخ الاعتباہ ثور بالفتح گاو اور نام برج کہ بصورت گاو ہی اور یہ برج دوم ہی برج اول سے کہ حمل ہی المعنی یعنی ہر چند آفتاب بطی السیر ہی کہ سال بھر مین حسب اقتضائے گردش اپنے فلک کے ایک دورہ بروج کا ختم کرتا ہی اگر یہ گھوڑا اپنی سرعت آفتاب کو دیدے تو پھر اوسکو کب چین پڑے اور کب گردش فلک کے بھروسے رہے دم بھر مین ثور سے چلکر سب برجون مین بر منازل یعنی درجے و دقیقے ثانیے وغیرہ طی کرتا ہوا برج حمل مین آجاسے قولہ سکنات قدم الخ الاعتباہ سکنات و حرکات دونون بفتحات معروف قدم بفتحتین پا المعنی یعنی ہر قدم کو حرکات سکنات دونون لازم ہین کیسا ہی چلنے والا ہو پھر بھی سکون کریگا اسکا کسی وقت زمین پر پانون نہین لگتا مارے چلبلاہٹ کے اور حرکات فلک کے سب کو معلوم کہ دم بھر مین ہزارون برس کی راہ طے کرتا ہی اور اسکو کسی وقت سکون نہین مگر وہ اس گھوڑے کی شوخی و سرعت کے روندے کھوندے ہوئے ہین قولہ گر سر خصم تو بند الخ المعنی یعنی تیرے دشمن کا سر اگر نزع کے وقت اوسکے پانون سے باندھ دین تو نہین معلوم کہان کہان گھسیٹ لیجائے کہ اجل جو بحر و بر اور غار پہاڑ کہین بند نہین قیامت تک اوسکو نہ پائے اور وہ جگہ ہرگز اوسکے وہم و گمان مین نہ گذرے قولہ در عنان گردش اوالخ الاعتباہ عنان گردش کا وہ کرہ بضم اول و تخفیف را ہندی گیند اور ہر چیز مدور مثل گیند کے بصل بفتحتین پیاز المعنی یعنی جسوقت کہ وہ گھوڑا کا وہ پھیرا جاتا ہی تو مثل اور گھوڑون کے پانون اوسکا زمین پر تھوڑی ہی لگتا ہی ہوا پر چکر مارتا ہی اور پیاز کیطرح جیسے اوسکا پوست بر پوست ہوتا ہی ہوا کو دائرہ بر دائرہ طی کرتا ہوا کرہ نار تک پہونچتا ہی جو اعلی درجہ عناصر کا ہی اور حد و غایت اونکی یہانتک مدح ممدوح اور صفت اوسکے گھوڑے کی تھی الخلاف نسخہ مطبوعہ مین نار و ہوا بعطف غلط لکھا ہی اسواسطے کہ خاک پر تو اوسکا قدم لگتا نہین آب و آتش اس قابل نہین باقی رہے ہوا اوسی کو طے کریگا قولہ وا او را وا ورسیے ہست الخ داد یک شہر ز عرفی الخ پر غرور ست کہ تا من نیم تحسین مکن الخ ہو ہو ہو بیشک

اگر الخ بہر اصل و نسب خویش الخ گوہر آمائے رموز ست الخ دعوی ہمت وانر شرم الخ گو بیا زیچہ ہندالخ ان اعتبارہ
یہانسے بیان اپنی کیفیت کا ہی اور آپ کو حسب تغائر اعتباری غیر ٹھہرا کے دوسرے کو قائل بنایا ہی کہ یہ نو شعر مرقوم
اوسکے ایک قسم مقولات سے ہین اور صنعت کی ہی کہ فخر و عجز اور تمنا اور استغنا سب کو شامل اور آپ الگ
کا الگ ہین کبھی بنظر ربط مجموع کے معنی علیحدہ لکھون اور لغات کے یہان لکھہ ون داور بفتح واو حاکم
اصل ہین داد ور تھا اے صاحب داد و داد بسبب تخفیف کے حذف ہوئی داوری حکومت اور محاکمہ اور معاملہ اور
جنگ اور شکایت اور خصومت سب معنی یہان ہوسکتے ہین اور یہ لفظ مع ہمزہ ملینہ کے ہی جو یاے وحدت سے
بدلی ہوئی ہی صداع بضم اول اور عین مہملہ درد سر ماخوذ صدع بمعنی شگافتن سے محل مرتبہ بدل بفتحتین
حسب اصطلاح اہل کشتی حریف کے واد کا موقع ہندی تو ڑ نیم تحسین اے تحسین اندک محل کے معنی اوپر گذرے سومنات
بضم اول و میم موقوف نام بتخانہ گجرات یہ لفظ ہندی ہی اصل مین سوم ناتھہ تھا سوم چاند ناتھہ بمعنی صاحب چونکہ
اسمین ایک بت بشکل چاند تھا اسواسطے سوم ناتھہ نام رکھا موافق لہجہ فارسی والون کے حذف ہوئی لات
نام بت قوم حضرت شعیب علیہ السلام خس بالفتح ایک قسم گیاہ خوشبو اور نیز بمعنی ناکس اور تخیل بازیچہ ہندی کھلونا
جریر بروزن فعیل نام شاعر جلیل القدر کا شعراے عرب سے اخطل بفتح دہاے مہملہ نیز شاعر عرب غاشیہ بر کسی
نہادن خدمتگار بنانا جو غاشیہ کندھے پر ڈالکے گھوڑے کے ساتھہ دوڑتے ہین یعنی پہلے شعر مین عذر طوالت
شکایت کا ہی یعنی وہی قائل جو دوسرا عرفی فرضی ہی کہتا ہو کہ ایدا ایک شکایت طول طویل کیا چاہتا ہون شاید
باعث تیرے درد سر کی ہو لہذا اپنے خادم فلک کو اشارت کر کہ وہ صندل رگڑ کے تیار کرے کسواسطے
یہ شکایت عظیم گویا ایک شہر بھر کی شکایت ہی یا شہر بھر کی یعنی جتنے کہ سارا شہر شکایت کرے مین اکیلا کرونگا
یا شہر بھر شاکی ہی اسکی داد اس سکلے یہ جو عرفی کہلاتا ہی از بس مغرور اور متکبر اور مغرور رہا ہی اور طرہ یہ کہ یہ کبر و
غرور اپنے قدر و منزلت سے بہت زیادہ تھی کہ جب تک مین نے تیری مدح نہین کی تھی یہی سمجھے ہوئے تھا کہ زمانہ
نے میرے توڑ پلہ کا کسیکو پیدا ہی نہین کیا اب تیری مدح سنکے کچھہ آنکھین کھلی ہین بس اگر تیری مدح مین
سیکڑون شعر کیسے ہی عالی مضمون کہے تو ذرا تحسین مت کر تحسین سن سن کے یہ دیوانہ ہوگیا ہی اور حسن طبیعت پر
ایسا نازان ہی کہ پھر سر ہو گیا کہون اگر تو اپنی خرد موشگاف سے اسکے بال بال کو چیر کے دیکھیگا تو ہر پارہ
کو ایک سومنات لات و ہبل سے بھرا ہوا پائیگا اسقدر کفر اسکے بال بال مین بھرا ہی اور قطع نظر ناز حسن
طبیعت کے اپنی اصل و نسب پر ایسا غاور کہا رہا تب دول کے نسب نامہ مین جو کچھہ شرف و فضیلت پاتا
ہی نا چیز سمجھہ کے اپنی اصل و نسب مین جمع کرنا کسکا مفاخر مین لکھتا ہی اور طرفہ یہ کہ ممدوح بھی ان اہل ایسے
دول سے ہی مین حیران ہون کہ نہ دریا ہی نہ کان اور گوہر آمائے رموز ہی نہ علم رکھتا ہی نہ عقل اور حکمت

اور حکمت آموز عقول عشرہ کا دعوی ہمت کا کرتا ہی اور نادار بس اسکا شرم غیرت سے کہ خس وناکس کا جامہ مخملی ہو اور میرا ہوے
رنگ اوسکا فق ہوجاتا ہی اور گوشہ نشین ہی خسان مین لفظ خس کا لطف رکھتا ہی جو بمعنی گیاہ خوشبو کے اور جامہ اوسکا بھی
مخملی سبز اب قابل یہ رنگ اپنا تغیر کرکے دوسرے رنگ کے مقولات بیان کرنا چاہتا ہی اسواسطے شعر لاحق اوسکی تمہید مین
ہی یعنی یہ جو کچھ مین نے کہا سب ٹھیک ہی لیکن حق یہ ہی کہ ہی بھی ایسا کہ اگر شعر سخن بطریق بازیچہ اندیشہ کو گرم عنان اور سمند طبیعت
کو روان کرے تو جریر و اخطل کو غاشیہ بردار بنائے اور سمند طبیعت کے ساتھہ دوڑائے **اختلاف** نسخہ مطبوعہ مین
بجاے دو اور سے کے دادریت اور بجاے صداعت صداعش اور بجاے کان مغرور کین اور قدرست و مجل
معطلت اور بجاے ہرچہ خواند خواہد غلط لکھا ہی حسن و قبح انکا بادنی تامل ظاہر محشی صداعش کا شین براہ سہو لے آپ
لکھتے ہین اور صداعت کی نسبت کہ نہین معلوم مخاطب کون ہی انسے کوئی پوچھے کہ اسپ کہان ہی اور
نیم تحسین اس شعر مین یہ کہ تحسین تنکر بلکہ اوس سے پوچھہ کہ یہ تونے کیا کہا ہی آگے واللہ اعلم جیسے اطفال مکتب کہتے ہین آگے
آمیت سپر غر در بیت اس شعر مین یہ کہ جب مین نے مدح کی تو جاتا مثل میرے تیرے مداح اور بھی ہین اور
خلاف لغت اخطل شاعر نصرانی اور دیگر خرافات یہ سب حضرت ملا عبد الرحیم ہین ملا قطب اوسی شعر کے معنی مین
لکھتے ہین کہ شاعر آپ کو غائب کرکے کہتا ہی کہ عرفی بڑا پر غرور ہی یعنی جب تک تیری مدح سنگی تھی جانتا تھا کہ مین
بے بدل ہون اب مجکو اپنا بدل جانتا ہی ہر چند ہمین بھی بے بدلی پائی جاتی ہے مگر مناسب طرز شعرا
کے ہی کہ آپ کو غیر ٹھہراتے ہین دوسرے وہی معنی جو ملا عبد الرحیم نے لکھے تیسرے یہ معنی کہ جب تجھسے ملا تو اپنے
دعوی غلط سے باز آیا لیکن تناقض زمانہ غائب و متکلم کا ایک زمانہ مین خوب رفع نہین ہوتا انتہی الحاصل معنی
تین تین لکھنے کو مستعد اور ربط اشعار سے جو امر اہم ہی کچھہ غرض نہین ہرن کی سی تین کوئی شعر ہیا نکالکھدیا کوئی
دہان کا اوسمین کئی غلطیان اور واللہ اعلم موجود بس کر تجکو کیسکے واللہ اعلم سے کیا غرض ہی تو اس سے جدا ہی
ع ہر کس بخیال خویش خبطی دارد قولہ چہ بلا عیب تراشم الخ گرچہ او بود و کنون الخ ہر کہ با او چو عطارد الخ
اینچہ ابیات بلندست الخ اینچہ ذرات معانیست الخ وارد از عزت اصل و الخ عزت او نہ شہید یست الخ اگر او
نامزد ننگ شد الخ شعر او نیک و گر بد الخ الاعتباہ یہ بھی نو شعر ہین انکے معنی بھی بدستور سابق لکھون چہ برائے
تعظیم بلا آزمایش خواہ بہ تہمت خواہ بزحمت فارسی محاورے مین بمعنی بسیار و کار عجیب و عمدہ و فوق الطاقت عیب
تراش آرایندہ عیب نزدہ وہی نقح ہر دو دال زر خالص اور کامل عیار ایسے ہی زر خشک اور زر رومی
اور زر مغربی اور زر جعفری اور زر رکنی کہ دونون کیمیا گر تھے اور زر دست شش سری کہ ایک بت شش سر نہایت
کلان زر خالص کا تھا اوسکو توڑکے مسکوک کیا تھا اور زر دہمی مین نوان حصہ کھوٹ ہوتی ہی سیم دغل کھوٹی
چاندی تہور افراط قوت عصبی کہ جانب رزیل شجاعت کے ہی مقابل جبن کے نیک بمعنی اینست تصغیر نیک

انتخاب چھانٹنا حشر بالفتح زندہ کرنا مجازاً قیامت نیک بجاے مجہول مرادف خوب اور بمعنی بسیار نیز بکار بستے بصیغہ مثبت و منفی دونون ہوسکتا ہی زلل بفتحتین لغزش اور نقصان و کمی آنکی یعنی جب قائل اپنے ہی قول سے جریدہ خطل پر اسکو فضیلت دے چکا تو دوسرے رنگ کے واسطے عذر حسن تعلیل کی ضرورت پڑی لہذا کہتا ہی کہ مین کیسا بڑا عیب تراش و حاسد ہون خدا حسد کو کھوئے کہ یہی باعث عیب تراشی کا ہوتا ہی اور حسد اسکا کہ وہ زندہ ہی مین سیم و غل یعنی حسب تقاضائے فرضی عرفی وہ ذات و روح جو لطیف و الطف ہی حرص و حسد سے مبرا اور منزہ اوراہ اور مین شخص و جسم بغض و حسد سے مجسم اور مخمر اور دشمن ذات آدم مگر اے ممدوح تو عیب اوس نیرہ دہی کا مجھہ سیم و غل نے مت سن اور مت مان بعد اس عذر کے پہلے الزام غرور سے شروع کیا جو اوپر پہلے ہی لگایا تھا کہ بالفرض وہ ایسا ہی مغرور تھا یا اب ہی یا آیندہ کچھہ اور ہو جاے یہ تو زمانہ کی لوٹ پوٹ ہی کسی کا حال یکسان نہین رہتا گذشتہ کو گذشتہ جان آیندہ آیندہ پر موقوف بقول مشہور

آدمی را بچشم حال نگر ٭ از قیاس پری و دی بگذر ٭

تو یہی حال مین جو کچھہ اوسکا حال ہی اوسپر نظر کر کیسا تیرا مداح ہی انصاف گیہہ کہ جب وہ ایسا شخص ہی کہ عطارد منشی فلک اوسکا ہمدم و میان نہین ہوسکتا یا جو کوئی مثل عطارد کے منشی و دبیر نہو اور وہ اوسکا ہم مصاف بنے تو اوسکو اوسیکا تہور و جدل کیسے خوش آئے اور کیونکر صبر کرے ایسے شخص کی تو صلح اور تحسین ہی خوش آتی ہی بس ایسے عذر مین تو حق اوسی کی جانب ہی دیکھہ تو اوسکے اشعار بلند گویا انتخاب دیوان سخن بخش ازل کے ہین یعنی حضرت سخن آفرین کی قدرت کا تماشا کسکا منہہ جو ایسا سخن کہہ سکے بس خداداد بات ہی اور کیسے ذرات معانی کے ہین جو باہم جوش زن یعنی جگمگ ہو رہے ہین اگر لوگ انکی قدر جانین پہچانین تو ہر ایک جدا جدا ایک آفتاب ہی معانی کو ذرات بنظر باریکی و نزاکت کے کہا ہی اور ذرہ مین آفتاب موجود بلکہ ہمہ تن آفتاب ہوتا ہی اب دوسرے الزام تفاخر اصل و نسل کا تدارک ہی کہ بحقیقت ہی تو ایسا عالی رتبہ کہ ہاتھہ آغوش زحل مین ڈالتا ہی اور اپنے علو ہمت مین کسی سیارہ کو ہم پایہ اپنا نہین سمجھتا ہان ذلت شعر سے تحت الثری مین گھوسا ہوا ہی ایسے رتبہ والیکا کام مداحی نہین کہ دلیل منت و خوشامد کی ہی او حیف کہ اسی مدح وغیرہ کی ذلت سے عزت اوسکی ایسی شہید ہوگئی کہ شاید اوسکا حشر بھی نہوے یعنی قیامت کو بھی نہ اوٹھے اگر یہ امید ہوتی تو مین اوسکی فوت پہ ہرگز نہ روتا کہ بلا سے اوسوقت زندہ ہو جائینگے اسوقت مدح و غزل کا جو کچھہ ظلم اوسپر ہوا ہوا ہو رونا تو یہی ہی کہ اوسکا حشر بھی نہین اور لطف یہ کہ شہید بھی حشر نشر سے محفوظ ہین جنکی شان مین لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ہی اور اگر بصیغہ اثبات کہا جاے تو یہ معنی کہ اگر مین جانتا کہ میرے رونے سے ہی اوٹھینگے تو ضرور روتا اب سارا رونا یہ ہی کہ حشر مین بھی نہ جینگے پھر کیون رو دن سارے ہی مخلوق تو اونہین کو روتی ہی جو حشر مین پھر جینگے شہید کہنا بجاے

مردہ کے نظر عزت سے گرے ہین البتہ اتنا نتیجہ شعرگوئی کے حال پر مترتب ضرور ہوا کہ گو عرفی پر ننگ ننگ کی تنگ گئی
اور نام ونشان ونگ وعار کے ساتھ ہوا لیکن شعرگوئی تمامی لغزشون اور نقصان وکمی سے چھوٹ گئی اور اوسکو
کہنے کو ہوگیا کہ مجکو ایسے بڑے شخص نے اختیار کیا ہی بقول ہندی لاکھہ پا گھر ہوگئے اب زیادہ اوسکے اشعار کی نسبت
کیا کہون اور کیا شرح کرون اگر اچھے ہین یا بُرے تو اوسکی زبان پہچانتا ہی کہ اہل زبان ہی اور سوا تیرے اور سے
کہنا غلط کہ لات وہبل کیطرح بت ہین صم بکم عمی فہم لا یعقلون اختلاف نسخہ مطبوعہ کے پہلے شعر مین لکھا تو
یاد ہی مگر حاشیے سے یادم معلوم ہوتا ہی جو محض غلط شعر مابعد مین ہست و دگر بعطف بلکہ عطف بشمول گر حرف شرط
کے ہی جانے یہ لوگ کیا سمجھے ہین اسکے بعد تحسین با علان نون نہ بشین ضمیر اسکے لاحق کے دو شعر مین
بجاے اینچہ کے ایک جگہ بھی نہین جو سہو سمجھا جاے دونون جگہ اینکہ کہ شبہہ ندا کا ہوتا ہی اور بجاے بر خود جوشند بر سے
جوشند اسکے دوسرے مصرع مین ہمہ خورشید شود گر بشناسند بجاے خورشید شوند ار بشناسند کے
جو مطابق دیگر ضمائر شعر کے ہی اور بجاے زلل بزاے معجمہ ذلل بذال معجمہ خلاف لغت اور نامناسب محل کہ شعر کو
ذلت کیا ہی بلکہ زلت سے شاعر کو ذلت اور محشی نے ملا عبدالرحیم واللہ اعلم والے اور محمد شفیع کی طرف سے لکھا
کہ مین جزاعیب تماش ہون اے ممدوح تو عیب بزرگون کا اس کمینہ سے مت سن ملا قطب نے انکے
سوا ایک شعر ہی کہ باوجود عطار داسکے معنی بھی لکھے ہین اور نیز عزت او بشہید بست اسکے بھی انھون نے اور نیز
محمد شفیع نے اور سب شعر معرا چھوڑے اب کیا معلوم مجہہ سمجھے یا نہین سمجھے خیر مبارک ہو دو تین شعر لکھدینے سے
شرح تو ہو گئی چاہیے الا الذی ہو جاے اور لا الذی سے تو ہو لگا کے اوسکے شہیدون مین عیر بھی با محبوب صفت
ہوگیا قدرت خدا کی ہی قولہ فشد الحمد کہ تاقدر تو الخ اینکہ در عہد تو گر عہد الخ شکر طالع کنندا الخ صلہ نپذیرد الخ اوکہ پروانہ الخ
صلہ برہان گدائی الخ اینچہ دادے دو ہی الخ قصہ سہو وفا با تو الخ گویم از تا صیر الخ دز شارت گہر چند الخ
الانتباہ صلہ بکسر اول وفتح لام انعام و عطا حسن طلب مانگنا کسی چیز کا کسی سے باشارات وکنایات
پاکیزہ جسمین سوال ظاہر نہو مثلاً کسی کی چیز کی کسی کے سامنے تعریف کرنا تا وہ دیدے حمامہ بفتح کبوتر واحد
اسواسطے کہ تا وحدت کی ہی اور ہر مرغ طوقدار مثل قمری وفاختہ وغیرہ وحل بفتحتین ہندی کیچڑ اور ماندھن
نزل بضم وفتح زاے معجمہ نازل کیا ہوا اور بھیجا ہوا المعنی یہ دس شعر ہین انمین بیان ہمت وغیرہ کا ہی قائل کہتا ہے
اگرچہ ذلت شعر سے تحت الثری کو پہونچا لیکن شکر خدا کا کہ جب تک تجکو نہین جانا پہچانا تو جوہر اوسکے ہر کا
مستعمل ہوا نہ جوہر بندگی کا یعنی نہ کسی کا مداح ہوا نہ کسی کا مطیع اب البتہ تیرا مداح اور تیرا مطیع ہی ورنہ
اے ممدوح اگر تیرے وقت مین جم وسکے کا ہوتا اور یہ تجھسے آشنا نہوتا ہرچند کہ شایق شعر وسخن کا ہی لیکن
تو دیکھتا کہ جم وسکے کی ہرگز مدح نہ کرتا ہر سخن کو اپنی مدح تقاضا مین خرچ کرتا اسواسطے کہ جم وسکے کو شل پہنچے

کب جانتا ہی اور اب تو اپنے طالع کا شکرگزار ہی اور رہیے شکرگزار رہنو کہ جیسا وہ ڈھونڈھتا تھا ویسا ہی اوسکو پہلی دفعہ مین مجھسا پورا کامل شخص کیا اے عصر ملگیا اسواسطے کہ وہ بھی یک اندیش بلکت آشنا اے ممدوح ان باتونکو سمجھ حسن طلب صلہ نہ سمجھ مت جان صلہ وہ نہین قبول کریگا کہ عادت لالچیون کی ہی تو خود جانتا ہی کہ اوسنے علو و ہمت سے امید و طمع کا کیسا قلع قمع کیا ہی وہ تو عاشق اور پروانہ قدر و منزلت کا ہی اور حمامہ عرش کا ہی کسی نے سوا آتش شمع کی پروانہ کو اس آگ مین بھی جلتے دیکھا یا کبوتر کو کیچڑ مین پڑتے نہ کہ کبوتر عرش کا جو کہ کبوتر اکثر پیام بر اور پیام آور ہوتے ہین اسواسطے بنظر علویت سخن آپ کو حمامہ عرش کہا گویا سخن میرا عالم قدس کی باتین ہین اور زر کی تشبیہ آتش سے ظاہر اور مین بھی کہتا ہون کہ صلہ دلیل گدائی اور ستایشگری کی ہی کہ لالچی لوگ عموماً امرا اسی لالچ سے تعریف کرتے ہین اور حیلہ گدائی کا کرکے اوسکو صلہ قرار دیتے ہین آخر ہی تو مانگنا وہ خاص ثناگستر تیرا خدا نکرے کہ اوسکی شان مین آیت صلہ کی نازل ہو اور صلہ والون مین محسوب کیا جاے اگرچہ اب تک جو کچھ تو نے دیا یا اب دے بحقیقہ ہی مگر یہ صلہ اوسکی دوستی کا ٹھہرے نہ مدح و ثنا کا اسواسطے کہ دوست دوستون کو دیتے ہین برعایت دوستی اور صلہ سائلون خاص کو اب قائل کہتا ہی کہ مین نے جو لفظ دوستی کا کہا اسکا تجسس کیا بیان کرون جو کچھ مہر و وفا اوسکو تیرے ساتھ ہی مین پہلے سے سمجھے ہوئے ہون کہ یہ حکایت نہایت پذیر نہین پھر لیا ضرور آپکی نسبت بھی کہون کہ اوسکے بشرے اور ناصیے پر جو کچھ لکھا ہی یعنی خود اوسکے اوضاع و اطوار سے معلوم کرلے مین کیون کہون کہ مجھسے مفصل سن یا مجمل اور یہ جو کچھ تیری مدح مین اوسنے لکھا یہ بالقصد اور بالطمع نہین بلکہ قضا و قدر کے پاس چند گوہر باآب و تاب تھے اور تیرے نثار کی امیدوار و خواستگار اسواسطے یہ صورت پیدا کی کہ اول تیرا اخلاص اوسکے دل مین پیدا کرکے غرور اوسکا توڑا اور اوسکے توسط سے نثار کیے والا وہ ایسا نہین کہ کسی کی مدح کرے اور کسی سے محبت و اخلاص کی پروا رکھے یہ سب خوبی تقدیر سے ہی اور نیز کلام اوسکا بتائید غیب قولہ عرفی افسانہ مخوان الخ مدح صاحب نہ و الخ بدعا پر کہ اجابت الخ الانتباہ عرفی اے عرفی بحذف حرف ندا شو و شد کے فاعل قضا و قدر حرف بمعنی سخن ماقل و دل بفتح قاف و دال و تشدید ہر دو م کلام قلیل کہ دلالت مدعاے کثیر پر کرے مسعود ازل ممدوح اے نیک بخت ازل المعنی یہ تینون شعر حصر کلام اور تمہید دعا مین ہین اب عرفی حقیقی عرفی عرفی سے جواب تک قائل تھا کہتا ہی بس کر زیادہ اچھی نہین کہ اور قسم شعر کا وقت ہی اور قضا و قدر اشارہ کرتے ہین کہ موقع زیادہ گفت گو کا نہین ہے اس واسطے کہ اپنی باتین ہین مدح ممدوح کی نہین کہ باوصف طوالت خوش آیندہ ہوسکے اپنی باتون کا بہت طول اچھا نہین تجکو نکتہ ماقل و دل سے

کچھ شرم نہین آتی اب وقت دعا کا ہی دعا کی طرف چل کہ اجابت تیرے ہونٹھ تکتی ہی کہ کچھ کہے اور مین پذیرا کرون
اگرچہ ممدوح مسعود ارفنی ہی محتاج دعا کا نہین لیکن مزید سے بران کچھ ناپسندیدہ بھی نہین اور حسب دابِ شعرا
قولہ تا ز تحویل حمل خاک الخ کشتۂ مزرع بخت الخ بعدم خصم درون الخ الالتقاء تحویل حمل دونون کے معنی اوپر گذرے
زبرجد بفتح زا و جیم ایک جوہر ہی سبز رنگ زردی مائل زمرد سے علیحدہ ذبول بفتح اول و ضم ثانی پژمردہ اور لاغر نمو
بضمتین و تشدید واو بالیدگی اور افزائش چرندش کا میم مضاف الیہ بمیان جدی بفتح اول و سکون دال
بزغالہ و نام برج بصورت بزغالہ شعرا غیر کے دونون مصرعون سے لفظ باد محذوف ہی المعنی یعنی جب تک
کہ تحویل آفتاب سے برج حمل مین کہ موسم ابتداے بہار ہی زمین سبزہ اور نباتات سے سرسبز ہوتی ہے اور تیری
چیزین عمل نامہ سے عمل اور محروم رہین تیرے سے مزرعہ بخت کا بویا ہوا جسکو قضا و قدر نے بویا ہی ایسا نمو بالیدگی
پائے کہ برہ اور بزغالہ آسمان ہشتم کے اوسین چرین ایسی ترقی و علو تیرے بخت کو ہوئے اور دشمن تیرا کہ ہم صفت
گناہ کا ہی ظلمت و سیاہ روئی مین اور ہر کسی کے نزدیک بد اور مذموم بعدم درون رفتہ ہوئے یعنی نہایت گم
عدم مین گھوسا ہوا گویا تھا ہی نہین جیسے توبہ مین گناہ بعدم در رفتہ ہو جاتے ہین اے محو و معدوم چنانچہ
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ اور تو غایت الغایت برون تاختہ
ظلمت جہل سے ہو جیسے علم سے عمل یعنی آفتاب کہ در نیّر الاحمل خانہ علم سے نکلکے تو رخانۂ عمل مین آیا ہی مطلب
یہ کہ تو مثل آفتاب کے ظلمت جہل سے برکنار اور علم و عمل سے ہم کنار ہمیشہ تابان اور درخشان رہے حمل
کو علم اور آفتاب کو عمل ٹھہرانا بنظر مزید مبالغہ مثل زید عدل کے ہی الانطاف محشی اس شعر مین باختیار نسخجات
بجائے خصم درون رفتہ کے درون خستہ بجاے معجمہ اور دوسرے مصرع مین بجاے از جہل از حلم یہ معنی
لکھتے ہین کہ تیرا دشمن دلخستہ عدم مین ہو جیو جیسے گناہ توبہ سے معدوم اور تو عدم سے برون تاختہ ہو جیو
بسبب بردباری یعنی از جا نہ روی و باقی نہ رہی و باقی باش جیسے کہ بسبب علم کے عمل قائم ہوتا ہی انتہی
ملا قطب کے یہ معنی کہ درمیان عدم کے دشمن تیرا ایسا رفتہ ہی جیسے توبہ مین گناہ جاتے اور معدوم ہوتے
ہین اور تو حلم سے ایسا برون تاختہ کہ علم و عمل سے یعنی جیسے غرض اور مقصود علم سے عمل ہی مقصود و غرض
علم سے تو ہے انتہی نسخۂ مطبوعہ مین زبول بزاے معجمہ شاید غلطی کاتب کی ہو
صحیح بذال معجمہ ہی اسواسطے کہ اول کے معنی سرگین وغیرہ کے ہین اور ثانی کے لاغر و پژمردہ مناسب
مقام فقط مین نے بجنسہ ترجمہ لنکے معنی کا اور نیز تغیر الفاظ بلکہ جو جگہ مجمل تھی اوسکی بعینہ فارسی نقل
کردی اور قصیدہ بھی ختم ہوا اسوقت ایک شعر حضرت سعدی رح کا دل مین گذرا اسواسطے مین کچھ نہین کہتا
ناظرین انصافمندون پر چھوڑتا ہون ؎ مشو غرہ بر حسن گفتار خویش ٭ بتحسین نادان و پندار خویش

قصیدہ (۱۹) قولہ زآسمان وزمین مژدہ الخ تا ای فوج امارت الخ **الانتباہ** یہ قصیدہ بھی ایک قسم
بحر مجتث مین ہی مثل سپیدہ دم کہ زد دم آستین شمع شعور کے شارحین نے لکھا ہی کہ یہ قصیدہ بعد فوت ابو الفتح خانخانان
جب وکھن سے حضور بادشاہ مین آیا ہی اوسوقت مین انشاد کیا ہی فغان بضم مشہور بکسر نالہ اور فریاد اور جو اسکا
نالہ سے بڑھکے ہی بقول بعض ناقوس اسواسطے کہ فغ بمعنی بت و الف و نون نسبت مگر اب اس معنی سے مہجور ہو گیا
شعر لاحق تصریع مین ہی امارت بکسر حکومت اور نشان اور علامت قلبی میان فوج اور وسط لشکر جیسے میمنہ
میسرہ فوج چپ وراست اور جناح اور ساقہ پیش وپس کہ لشکر آرائی اسی پانچ صورت پر کرتے ہین **المعنی**
یعنی آسمان وزمین نے پکار پکار کے یہ مژدہ خاص وعام کو سنایا کہ ہمارا تاج وآفتاب آیا آسمان کہتا ہی میرا
تاج ہی زمین کہتی ہی میرا آفتاب آپکے آنے سے نشان فوج حکومت کا قلبگاہ مین پہونچا یعنی حکومت منصور و
مظفر ہوئے اور اپنے حق کو پہونچے اسواسطے کہ نشان قلبگاہ مین جبھی پہونچتا ہی جب فتح ونصرت حاصل ہوتی
ہی اور ہما اوج سعادت کا اپنے آشیانے مین داخل ہوا مطلب یہ کہ جہان کو سعادت نصیب ہوئی
الخلاف نسخہ مطبوعہ مین بجائے فغان ناگہان اور بجاے تاج سوے اور بجاے قلبگاہ قبلہ گاہ
یہ سب اپنے دل کی جوڑی باتین ہین بے فائدہ اور عبث **قولہ** دو جنبش ست کہ از الخ نخست
ہجرت سلطان الخ دوم مراجعت فخر دہر الخ **الانتباہ** لباب بضم دہر دو باے موحدہ مغز اور
خالص ہر چیز اور نام کتاب تواریخ جمع تاریخ مقرر کرنا ایک مدت کا ابتدا کسی امر عظیم سے ظہور امر ثانی تک کہ اسکے
بعد بہت معلوم ہوئے کہ زمانہ آیندہ مین مدت وقوع امر ثانی کی بلحاظ نسبت مدت امر قدیم اول سکے
مرکز میان چیز اور نقطہ میان دائرہ پرکار ماخوذ از رکز بفتح سے بمعنی نوک نیزہ کی زمین پر گاڑنا جو کہ پرکار کی نوک
بھی نقطہ پر ہوتی ہی اسواسطے مرکز کہتے ہین شہنشاہ کامران بادشاہ اکبر آمد دونون مصرعون مین بمعنی شد کے ہی
المعنی یعنی دنیا مین دو جنبشین بڑی جلیل القدر ہوئین کہ سب تاریخون کی مغز خلاصہ ہین ایک تو ہجرت
آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکہ معظمہ سے طرف مدینہ منورہ کے جس سے تکمیل ایمان وایقان انس و
جان کی ہوئی دوسری مراجعت ممدوح کی جسپر زمانہ نازان ہی کہ مجھہ مین ایسا شخص ہی جو مدار و مرکز ملک
کا ہی جانب تختگاہ بادشاہ کامران کے کہ اس سے تتمیم صیانت جان ومال اہل جہان کی ہوگی **قولہ**
بحد مملکت شاہ الخ جو باز گشت ز اقصاے الخ سپہر گفت بہل مہر الخ **الانتباہ** حد بفتح وتشدید اول
نہایت اور کنارہ ہر چیز اور حیلولہ میان دو چیز صدر بالفتح بالانشین وصدر مجلس دنیا کنایہ آفتاب سے
اور نیز مجلس دربار شاہی کہ مرجع انام ہی آستان معروف اور اشارہ بحدود رفتہ آفتاب اور حد مملکت
شاہ اقصا کنارہ ہا اور اطراف جمع قصا بالفتح تبر رفتہ سالے گذشتہ نافت آسمان باعتبار برج حمل

بیت اشرف آفتاب اور ایام کان پادشاہ سے کہ جہان ممدوح شرفیاب ہوتا ہی المعنی اوپر کے قطعے مین فقط مراجعت کی تشبیہ ہجرت سے کی تھی اس قطعے کے پہلے دونون شعرون مین بیان آمد و رفت کا ہی تیسرے مین توضیح و تفسیر اوسکی شاعر کہتا ہی کہ جب ممدوح مملکت شاہ کو گیا تھا تو ظاہر معنی مصرع ثانی کے یہ کہ عالم نے کہا بالانشین مجلس دنیا کا آستانہ دنیا پر آیا اسواسطے کہ ممدوح دکھن مین تھا اور دکھن کی حد بدریاے شور کہ آستانہ آبادی دنیا کا ہی اور چونکہ اسکو اوپر آفتاب کہا ہی اوسکی رو سے یہ معنی کہ گویا آفتاب برج حمل سے جاکے اپنے حد دورہ کو پہونچا اس صورت مین تشبیہ ممدوح کی آفتاب اور وسعت مملکت شاہ کی حد دورہ آفتاب اور سیر ممدوح کی سیر آفتاب سے ہی اور جب وہان سے لوٹا تو زمانہ نے کہا کہ زمانہ گذرا ہوا پھر لوٹ آیا اور طرفہ یہ کہ روزگار گذشتہ اور آب از جو رفتہ پھر لوٹتا نہین یہ عجب زمانہ ہی کہ پھر لوٹ کے آگیا اور مطابق معنی ثانی شعر صدر کے یہ کہ جیسے آفتاب دورہ بروج کا ختم کرکے وسط آسمان مین آتا ہی اور زمانہ از سر نو تازہ و خرم ہو جاتا ہی ایسے ہی اسکا عود ہوا مگر جب آسمان نے یہ گفتگو عالم و زمانہ کی سنی جھنجھلا کے کہا کہ زمانہ کی کیا ملح و ثنا کرتے ہو کہ خرم اور تازہ ہو گیا صاف کیون نہین کہتے کہ آفتاب طرف ناف آسمان کے بیچ برج حمل ہی رجوع ہوا جس سے دنیا باغ و بہار اور پیدا از فوائد بیشمار ہو جاتی ہی عالم و دوران اور روزگار سب مین تغائر فرضی ہین اور علی ہذا آیندہ بھی **قوله** جہان بگفت کہ نے الخ المعنی یعنی جہان نے آسمان کی یہ بات سنکے کہا نہین یہ ہرگز مت کہ کہ آفتاب طرف ناف آسمان کے آیا بلکہ ممدوح جہان کی جان ہی اسکی حد مملکت شاہ پر جانے سے جہان جان بلب رسیدہ ہو گیا تھا اب یہ کیا لوٹا جان جہان لوٹ کے پھر تن مین آگئی اور مرتا ہوا زندہ ہو گیا اور لطف جان بلب رسیدہ ہونے جہان کی کا کہ یہ جان جہان ہی اور لب جہان یعنی حد مملکت پر گیا تھا ظاہر **قوله** من این شنیدم الخ بگو خلاصہ تقدیر الخ الانتباہ خدایگان پادشاہ اور خداوند مرکب خدا اور لفظ گان سے کہ بمعنی سزاوار اور لائق کے ہی پس خدایگان وہ شخص کہ سزاوار عنایت و تقرب خدا تعالی کے ہو یا مثل خدا تعالی کے غالب و متصرف ہو اور یہ لفظ مفرد ہی نہ جمع ہمعنان ہمراہ اور برابر المعنی یعنی جب مین نے ان سب کی تجویزین سنین تو اونسے کہا کہ اگر تم سب کی غرض اوسکی مدح سے ہی تو اسپر اکتفا ہو نہین سکتا جو کہا جاے خدایگان آیا بلکہ خلاصہ تقدیر کا جس سے سب کچھ ظہور مین آیا خدایگان بھی اور خدایگان خدایگان بھی اور وہ خانخانان ہی جو ہمسر اور باگ سے باگ ملا کے چلنے والا شہنشاہ انس و جان کا ہی یعنی بادشاہ اکبر کا **قوله** ہر قدم کہ ہمیز و الخ ہر دیار کہ آمد الخ درون دائرہ الخ الانتباہ فرقدان فرقدین بفتح اول و سوم وہ دو ستارے جو ہمیشہ گرد قطب شمالی کے رہتے ہین اور شام سے صبح تک غائب نہین ہوتے

المعنی یہ تینون شعر بطور جملہ معترضہ صفت آمد ممدوح مین ہین یعنی جسوقت کہ وہ روانہ ہوا تھا ہر قدم پر زمین زمانہ سے کہتی تھی کہ یہ کیا کہون کہ اسکا آنا میرے نصیب کی خوبی ہے نہین خود میرا نصیب ہی ہے اور نصیب بھی کیسا کہ فرخندہ اور جوان اور زمانہ زمین سے کہتا تھا کہ تیرا بخت ہے تو میرا تاج ہے جس سے مجکو علو و سمو فرقدان کا سا حاصل ہوا جو فلک ہشتم پر ہے اور لطف یہ کہ حد زمانہ کی بھی فلک ہشتم تک ہے اب شاعر کہتا ہے کہ زمین و زمان تو اپنی اپنی کہہ چکے ہین اپنی رائے عرش و فرش کو جتاؤن کہ مین اِس دائرہ آسمان مین بنظر عظمت و علو کے اوسکے آنے کو ایسا جانتا ہون کہ بحقیقت آسمان اب آیا کہ سب پر محیط ہوگا یہ آسمان کیا ہے جسپر عرش محیط اور زمین کیا جسپر آسمان محیط **قولہ** زہے بلندی نامت الخ بیا بیا کہ زاقبالت الخ اگر ہوائے چمن داشت الخ **الانتباہ** تارک بفتح ر اصغیر تا فرق سر بلندی بالانگ و بحک بفتح کلمہ تحسین اور ترحم اور تاسف اور تنبیہ اور توبیخ اور علی ہذا نسبے اور حبذا بفتح و تشدید موحدہ و ذال معجمہ کلمہ تحسین ہان اگرچہ کلمہ تنبیہ کا ہے مگر یہان مرادف انکا انھین کے معنی مین بیا بیا کرا بنظر مبالغہ شوق بر تر بمعنی بیشتر آمد بمعنی شد بوستان مرکب بو اور ستان سے جگہ بو پیدا ہونے کی **المعنی** پہلے شعر مین استیناف ہے یعنی پھر رجوع بسوے نام ممدوح کرکے کہتا ہے اللہ اللہ اے ممدوح کیسا تیرا نام بلند ہے جسکے ذکر کے وقت سارے کلمے تحسین کے شامل اور جمع کرتا ہون اور تیرے ہی نام کے شایان اور سزاوار جانتا ہون بعد کمال شوق اور اشتیاق سے بتکرار کہتا ہے کہ اے ممدوح آ آ آسمان پر تو ہشت بہشت ہین اور نہین تو بہشت نہم زمین پر تیرے بخت و اقبال نے زمانہ کی جتنی امید تھی اوس سے زیادہ کامران ہوا چنانچہ اگر طالب سمن کا تھا تو بہار مل گئی جس سے سمن کیا خوبی سارے چمن کی ہے اور اگر امید ثمر کی تھی بوستان پایا جہین سب کچھ پیدا ہوتا ہے کیا گل اور کیا ثمر **اختلاف** نسخہ مطبوعہ مین بجاے سمن چمن لکھا ہے اگرچہ ہو سکتا ہے مگر نسبت نوبہار کے جسکا اثر اور فیض عام ہے گو چمن مین بھی اندسے ہے لیکن سمن مین زیادہ محشی لکھتے ہین فاعل فعل داشت کے دونون مصرعون مین نوبہار ملا قطب داشت فعل نوبہار فاعل اگر شرط بسید جزا اوسکی ایسی ترکیب مصرع ثانی کی انتہی کیسا اس شعر کو بے ربط کیا ہے یہ تو بیان اوسی کامرانی بر تر از امید کا ہے جو اوپر کے مصرع مین مذکور ہے اور فاعل داشت کا دونون جگہ زمانہ **قولہ** قلم بنان تو بنجید الخ فلک عنان تو الخ **الانتباہ** بنان بالفتح سر انگشتہا جمع بنانہ **المعنی** یعنی قلم نے جو وقت تحریر تیری اونگلیون کو تکا تو لا تو نہ فلک سے کہا کہ خوشا حال تمہارے ہلال کا کہ ہمشکل ان اونگلیون نورانی کا ہے اور فلک نے جسکی تحت مین ساری مخلوق ہے تیری باگ چومی اور شش جہت سے کہا کہ تمہاری قسمت کھلگئی کہ تحت حکومت اس عنان کے ہوا اور مطیع و منقاد **قولہ** حریم رخنہ جاہ ترا الخ تو کی کہ از ازل الخ **الانتباہ** اخوان بضم و ضم جاے حطی گل بابونہ کہ خرد و زرد گونہ ہوتا ہے آثر نشان قدم اور مطلق نشان کن فکان بضم اول و فتح فا معنی لفظی اسکے ہو جا پس ہو گیا مراد موجودات سے **المعنی** یعنی مرتبہ تیرا بلند ایسا ایک چمن

عالیشان ہی گل آفتاب و سمین مثل گل بابونہ کے ہی خرد و زرد و شرمندہ و خجالت سے اور اے ممدوح وہ تو ہی ہی کہ ہرگاہ بروز ازل
خیال تیری تخلیق کا ذہن قضا مین گذرا اسکے ساتھ ہی لگا ہوا امر کن فکان صادر ہوا ایسا شوق و اضطراب تیرے تخلیق کا
قضا و قدر کو تھا المخالف محشی نے اگرچہ شارحین کی جانب سے معنی لکھے کہ اول اندیشہ تیرے ایجاد کا قضا کے
دل مین گذرا بعد اوسکے امر کن فکان گذرا انتہی معنی تو صحیح ہین لیکن لطف براتہ کا خوب واضح نہین قولہ نگر ثنای تو الخ
نگر دعاے تو الخ الاشتباہ شبگیر شب او سحر اور پچھلی رات سے چلنا قبل از سحر اور بعد از نصف شب اور وہ مرغ
جو صبحکو باواز حزین بولے اور وہ شخص جو صبحکو عبادت کیواسطے اوٹھے در و در دروازہ تکرار ایسے لفظ مرادف کی اوستادون
کے کلام مین شائع ہی المعنی یعنی گوش شائقین کے جو صبح صبح سویرے وہن کے دروازے پر آموجود ہوئے سوا اسکے اور
کیا ہی کہ پچھلی رات سے ثنا تیری میری طبیعت سے روان ہو رہی ہی بھلا اور کسکا ایسا ذکر مطبوع و مرغوب ہی جسکے سننے
کو کان سننے والون کے لگے رہین اور ایسے ہی حسن قبول برقع خفا کا پھاڑے صبر و ناشکیب جو میری سرحد زبان پر
آگیا سوا اسکے اور کیا ہی کہ دعا تیری دل سے جوش مار رہی ہی بتاؤ اور کسکی دعا کی قبول ایسی مشتاق ہی المخالف
نسخہ مطبوعہ مین بجاے کہ حسن قبول کہ جن قبول غلط لکھا ہی قولہ فلک بلجہ ہستی الخ امید بر اثر نقش الخ الاشتباہ دو غوطہ
مراد قلت سے ضمنا مناسبت شب و روز کی بھی، ملجہ جا ہی بفتح غم باضم آب یا ہر کسی چیز کو چھپاے اور بالفتح احمق اور
نا آزمودہ کار گنج شایگان منجملہ ہشت گنج خسرو پرویز کے کہ بقیہ ہفت گنج یہ ہین گنج عروس خود اوسکا جمع کیا ہو گنج دیبہ
خسروی گنج افراسیاب گنج سوختہ اے سنجیدہ گنج خضرا گنج شادآورد گنج بادآورد شایگان اصل مین شاہگان یعنی لائق
شاہ تھا ہاے ہوز ہمزہ ملینہ سے بدل گئی اور اسے گنج بادآورد بھی کہتے ہین اصل مین یہ گنج قیصر روم کا تھا قیصر نے
خسرو کے خوف سے کشتیون مین بھر کے کسی جزیرے کو بھیجا تھا اتفاقاً ہوا نے اوڑا کے خسرو کے ملک مین پہونچایا لاوکے
ہفت گنج سے ہشت گنج ہوگئے فلک کے لفظ مین تغایر عرفی ہی المعنی یعنی فلک نے برعکس تیرے حکم کے دریاے
ہستی مین دو ہی غوطے مارے ہین کہ لطف دو غوطون کا علاوہ معنی قلت کے شب و روز سے ظاہر یعنی ایک
ادنی عدول حکمی کی ہی جسکی پاداش مین قضا و قدر نے ایسا اسکو ڈبویا ہی کہ ابدتک تہ عمق کو پہونچایا ہی اور وہ
دریا محل غرق جرم فلک سے ہے اسواسطے کہ فلک کو دریاے معلق اور آب معلق اور آب گردندہ بھی کہتے
ہین اور تا حد عمق فلک ہی کہلاتا ہی اور امید کہ وہ دو ہی قدم تیرے احسان کے ساتھ چلے کہ گنج شایگان
پر پہونچ گئے اتنا بڑا خزانہ مفت پالیا اسواسطے کہ گنج شایگان کو گنج بادآورد بھی کہتے ہین جو معنی مال مفت
کے ہی المخالف ملا قطب نے پہلے شعر کے دو معنی لکھے ہین اول عکس معنی یہ تو اور بعض نسخہ مین معنی یہ کہ
فلک نے بتقویت تیرے حکم کے بلجہ ہستی مین دو غوطے مارے یعنی دو وجود پکڑا بہ تبعیت تیرے فرمان کے عمر جاودان
حاصل کی دوسرے عکس یعنی خلاف اور تہ عمر جاودان آمدن سے مراد حد کو پہونچانا عمر دائمی کا مراد ہی بھک

طے مسافت عمیق یعنی فلک نے جو بے فرمانی تیری کی ہلاک ہوا کہ کنایہ حوادث پذیری و سرگردانی سے ہے انتہی محمد
شفیع کے معنی مطابق میرے معنی کے ہین مگر عمر کے معنی سرگردانی کے خلاف لغت لکھے ہین یا شاید کہین دیکھے ہون
درصورت صحت مناسب فلک کے ہین و الا فلا ملا قطب نے جو عکس کے معنی پرتو کے لیے ہین محض خلاف لغت بلکہ
لغت مین بازگونہ لکھے ہین اور ظاہر عکس بازگونہ ہوتا ہے خواہ آئینہ مین ہو خواہ آب مین خواہ نور آفتاب وغیرہ اجسام
نورانی کا دوسری چیز مین اور حوادث پذیری سے فلک کی خود زیان نہین بلکہ اورونکو ہے پھر نتیجہ نافرمانی کا کیا ہے
تکلف خلاف لفظ و لغت خوب نہین ہوتا آیندہ ناظرین کو اختیار شاعر نے عمر یا عمر ایک ہی لفظ تجویز کیا ہوگا سو
مطابق عکس کے عمر ہے اور موافق صورت فلک کے جیسا کہ مذکور ہوا **قولہ** فلک بمدح تو الخ زعجز دم زدم اندیشۂ الم
الانتباہ دوشینہ شب گذشتہ نہ روز گذشتہ تحریک حرکت دینا مجازاً رغبت دلانا بر غلانا دم زدن با
کرنا لب گزیدن افسوس کھانا شرمندہ اور غصہ ہونا منع کرنا کسیکو شرمانا یہان اکثر معنی ہو سکتے ہین تکرار اندیشہ
مین تغایر فرضی ایسے ہی نطق و ضمائر متکلم مین **المعنی** یہ دونون شعر ختم مدح اور تمہید مقصود و عجز مدح مین ہین یعنی فلک نے
رات مجکو تحریک تیری مدح کی اور ایسی تحریک کہ نطق میری بھی نزدیک بیان کے آگئی مگر مین نے عجز پیش
کیا کہ مین کہان مدح کہان مجھسے مدح نہین ہوسکیگی اسی حال مین اندیشہ مجھپر غصہ ہوا اور مجکو شرمانے لگا کہ راز
پوشیدہ سینہ اندیشہ کا تو زبان پر آگیا اور تو اسوقت مین انکار کرتا ہے **الخلاف** اگرچہ نسخہ مطبوعہ مین یہ دونو
شعر بتقدیم تاخیر لکھے ہین مگر میری دانست مین ربط اسطرح خوب ہوتا ہے اور چھاپہ کا لکھا وحی نہین کہ خواہ
مخواہ مان کیا جاے معہذا اکثر غلطیان دیکھنے مین آئین نہ کچھ نقصان **قولہ** خدا نگاہ تا حال دلم الخ چہ احتیاج
کہ گویم الخ در مصیبت الخ چنان زلفیت الخ کہ سپہر مم بعدم شد الخ برفت و لطف تو الخ بلے بہ نسبت او وصاف الخ
الانتباہ گران بکسر اول بھاری ضد سبک او بفتح یعنی شخص ناگوار نیز مرد کی ضمیر راجع بابو الفتح جو فوت ہوا ہے
بمعنی زمانہ مجازاً افلاک کہ زمانہ یعنی شب و روز اس سے تعلق رکھتے ہین موافق ذکر مسبب و ارادہ سبب
بجان آمدن ناخوش اور بے دماغ ہونا عمر جاودان آب حیات سیاہ پوشی اوسکی ظلمات **المعنی** یہ سات
شعر بیان مقصود اور اپنے حال مین ہین یعنی اے ممدوح تو میرے دل کے حال سے خوب واقف ہے مین کیا
کہون کہ کیسا پہاڑ غم کا میرے دل پر گرا اور کیا احتیاج جو بیان کرون کہ کیسا صدمۂ عظیم مجھپر اس بات کا
گذرا جس سے مین خواہان مرگ ناگہان کا تھا جو دفعۃً مجکو آجاے کہ وہ بھی نصیب نہوا اور عجب یہ کہ ایسی
مصیبت عظمی مین فلک جیسا سنگین دل کہ ہزارون مار چکا اور مار رہا ہے خود اوسکی یہ کیفیت ہوئی کہ روتے
روتے بال بال اوسکا چشم خون فشان ہوگیا کہ اشارت انجم سے جو بصورت قطرات جرم فلک پر
نمودار ہین اور مجکو گریہ روحانی نے ایسا فریفتہ کیا اور لذت بخشی کہ میری آنکھین ایک قطرے کو

محتاج ہوگئین اور گریہ جسمانی سے گریۂ روحانی بڑھکے ہی کہ اسکا صدمہ سخت مدت مدید تک رہتا ہی مین حیران ہون کہ ہر
شخص کا رہبر عدم کو مرگ ہوتا ہی سو مرگ کا اوسکے مرگ مین خود یہ حال ہوا کہ آب حیات تو سیاہ پوش ہوا ہی تھا مگر
آب حیات سے بھی زیادہ سیاہ پوش بنا پھر اوسکا رہبر عدم کو کون ہوا اور کون اوسکو لیگیا سیاہ پوشی مرگ کی
اور عائد بھی سیاہ پوشی لوگون کی اب کہتا ہی کہ بہر حال جو کچھ ہونا ہو وہ تو ہو گیا یعنی ابو الفتح تو فوت ہوا اگر یہ ضرور ہی کہ لطف تیرا میری حال
پر تعینات کر گیا اور میرے نزدیک یہ بدل اور تاوان اون زیان کا ہی کہ اوسکے مرنے سے مجکو پہونچے تھے
اور بے شک تو اور وہ جو ایک جان دو قالب تھے اور اوصاف و اخلاق مین متحد اب تجکو بالکل مین
یہی جانتا ہون کہ جو گیا تھا وہی لوٹ کے پھر آگیا **اختلاف** نسخہ مطبوعہ مین بجاے در مرش انہ
مرش اور بجاے سبب بلے وے ٹھیک نہین لکھا ہی **قولہ** تو آگہی کہ مراز غروب الخ من آگہم کہ گران الخ بہار
باغ مرا گر قضا الخ ہر آن عروس کہ در نوحہ الخ **الانتباہ** شبچراغ گوہر ہی کہ رات کو مانند چراغ کے روشن
ہوتا ہی کہتے ہین گاے کی طرح ایک جانور دریائی ہوتا ہی رات کو دریا سے نکلکے اوسکو اوگل دیتا ہی اور اوسکی
روشنی مین چرتا ہی پھر نگل لیتا ہی لوگ تاک گھات لگاکے لے آتے ہین دوسرے مصرع مین چہ بنا بر تعظیم نوحہ بالفتح
وحاے حطی گریہ باواز و بیان مصیبت تہنیت بالفتح وکسر نون مبارکباد کہنا اور بضم کرنا **المعنی** یہ چارون شعر
بیان اوسی باقی حال مین ہین یعنی تو تو اسبات سے واقف ہی کہ مجکو اوس آفتاب کے ڈوب جانے سے کیسے
کیسے زیان سعادت جان کے عائد حال ہوئے اور مین اسبات کو خوب جانتا ہون کہ اگر گوہر شبچراغ میرے
پاس سے گم گیا تو نعم البدل اوسکا تجھسا گوہر بیش بہا زیادہ اوس سے مجکو ملگیا یہ ایسا ہوا کہ میرے باغ کی
بہار تو قضا جنت کو لے گئی اور بہار باغ بہشت کی میرے بوستان مین آگئی اور جو عروس سخن کہ میری
جائے نطق مین نوحہ زن اور گریہ کنان تھی اب راہ تہنیت سے شادان و فرحان میرے آستانہ پر آئی
حاصل یہ کہ تعزیت تہنیت سے بدل گئی **اختلاف** نسخہ مطبوعہ مین کہ گوہرم بجاے چہ گوہرم کے صحیح ہین
ہی **قولہ** ہمیشہ تا رسد الخ زدورہ تو بگو یادالخ **الانتباہ** بہان کے معنی اوپر لکھے گئے این کا مشار الیہ دورہ
ہی آن کا مشار الیہ غائب مراد اس سے دوسرا **المعنی** یہ دعاے تابیدی ہی یعنی جب تک کہ آسمان اہل عالم کو یہ
بات سناتا ہی کہ فلانے کا عہد دولت گیا اور فلانیکا آیا تیرے دور کے لئے ہر دورے مین یہی کہا کرے کہ یہ ایک دفعہ ابھی
حشمت و اقبال کا ہو چکا اور اب دوسرا آیا قیامت تک ایسے ہی کہتا رہے اور تیرے دولت و اقبال کے دورے ہوتے
رہین لایک جانے دوسرا آئے فقط اس قصیدہ کا دورہ ہو چکا اب دوسرا آیا شاعر نے اپنے ممدوح کی دعا مین لکھا ہی ع کہ بود وقت
حشمت این رفت و دور آن آمد ٭ مین اپنی شرح کی نسبت پروردگار سے خواستگار ہون کہ ناظرین انصاف کار سو
بمقابلہ شروح شراح کے ملاحظہ فرمائین تو کہین مصرع کہ دور حشمت آن رفت و دور این آمد ٭ ط

بجھ جاتا ہی بس تا عرو بعجز والحاح کہتا ہی کہ اے فلک بیرحم ہر روز صبح ہوتے ہی دریچہ بیداد تو میرے سامنے کھولدیتا ہی اگر ایک
صبح نہ کھولے تو کیا ہو کچھ تیرا چراغ جو آفتاب ہی بجھ نہین جائیگا جیسا کہ دریچہ کھولدینے سے نہین بجھتا ہی باوصف ہوا کے
ایسا ہی ہوا بند رہنے سے بھی نہین بجھیگا پھر کیون میرے بیداد پر آمادہ ہوا ہی ایک روز تو مجکو چین سے رہنے دے
مجکو میرے دم سرد بے اثر سے خوف ہی کیا ہی اس سے کیا ہو سکتا ہی اور اگر اسکی گرمی و اثر سے ڈرتا ہی کہ مبادا سینہ
سوزان سے پیدا ہوجاے اور مجکو پوٹ پوٹ کردے سو بخیر یہ ایسا سرد نہین جو اسکو کوئی گرم کر سکے بھلا زمہریر
کہین نوہار کی بھٹی سے گرم ہو سکتا ہی بلکہ خود اوسکو بجھا دیگا پھر اسمین گرمی اثر کی کب پیدا ہوگی اور جو مین نالہ نصیبا
کیسے ہون تو یہ مت جانو کہ بیداد فلک کی اسکو سہار ہوگئی یا کچھ بیداد اوسکا کم ہوگیا بلکہ آب نالہ کے تو چشمے کے
چشمے بہا چکا اور کچھ نہوا اب یہ خیال ہی کہ ذرا آبرو نفس سرد کی باقی رہے اور کہنے کو ہو جاے کہ نالہ نہین کرتا ورنہ جانے
نفس سرد اسکا کیا آفت اوٹھاتا اور یون تو کونسا نالہ ہوا کہ جسکی گرمین سے شعلے سے نہ باندھی یعنی کمال گرمجوشی
سے ادا نہ کیا اور زمانہ نے اثر سے منع کر کے اور باز رکھکے کمر اوسکی کھلوا نہ دی اور کونسا نالہ تھا جسکو مین نے
داغ دل سے رشتہ کرکے نہ کیا کہ زمانہ نے اوسکو زمہریر مین غوطہ دے کے سرد و بے اثر نہ کردیا الغرض مین سب
کچھ کر چکا ہون الخلاف محشی پہلے شعر کے معنی ملا منیر کی طرف سے لکھتے ہین کہ اے فلک اگر میرے ایکدن کو
اپنے ظلم سے سیاہ نہ کرے تو تیرا چراغ نہین بجھ جائیگا انتہی اور محمد شفیع کی جانب سے کہ اے فلک ظالم
تو میرے اوپر روز دریچہ بیداد کا کھولتا ہی اور دریچہ کھلنے سے چراغ بجھ جاتا ہی یہ آفتاب تیرا عجب چراغ
ہی کہ نہین بجھتا اور گھر تیرا سیاہ نہین ہوتا مگر بجاے یک صبح ہر صبح اور نہ کشاے منفی کی جگہ مثبت ہوا انتہی
دوسرے شعر مین دوسرے مصرع کے معنی ملا قطب اور محمد شفیع لکھتے ہین کہ جیسے جوشش برف کی کوزہ
آہنگر سے محال ہی ایسے ہی انتقام میرا تجھسے محال اور ملا قطب نے بجاے نجوشد بصیغہ منفی کے بجوشد بصیغہ مثبت
بھی لکھا ہی اور معنی یہ کہ کورہ حداد سے جو باعتبار جلتے رہنے کے سیاہ ہوگیا ہی زمہریر جوش کرے یعنی سینہ
میرا سرد ہوجاے انتہی مین کسیکی چیان چنین کا تابع نہین نہ تغیرات کا قائل السلامت فی الوحدۃ معنی اور
تغیرات پہلے مین نے لکھدیے ناظرین ربط سابق لاحق اور پیچیدگی تشبیہات پر نظر فرمائین جسمین خلل
معلوم ہوئے سے اگر مشک خالص بیماری بگوے ✽ کہ گر ہست خود فاش گردد ببوے قولہ گرفتم
کہ نگہ زہر یا ملالخ بہ بخت بے ہنر م الخ الامتیاز گرفتم اے فرض کردم عمر تیغ مراد فلک سے محمل بمعنی
موقع زفاف یکجا اول بھیجنا عروس کا بخانہ داماد اور رسم بستر کرنا عروس و داماد کا داماد مرد نو کتخدا جسکی
نئی عروسی ہوئی ہو مجازا شوہر دختر بقول بعض مخفف دائم آباد تھا و لا بقول بعض مرکب دام بمعنی معروف
و ا و کلمہ نسبت سے بدین وجہ کہ نو کتخدا گویا دام مین پھنس جاتا ہی المعنی یعنی مین نے مانا کہ فریاد فغان نے

لب بند نہ کرون فریاد کرے جاؤن تا یہ عمر نوح یعنی فلک مہربان ہو جائے لیکن کیا کرون بخت سے بے ہنر جسکی ہندی
نکھٹو ہی اس سے تو کچھ ہو ہی نہین سکتا یہ ایسا عاجز ہوکے رہجاتا ہی جیسے شب زفاف کوئی داماد بسبب ضعف باہ
کے ہم بستری عروسی مین پھر گرہ کشائی کیسے ہو اور مین اپنی فریاد سے اسکے عجز کے باعث فلک سے ایسا شرمندہ
ہوتا ہون جیسے داماد عروس سے بسبب کم باہی کے پائے موحدہ بخت کی سببیہ ہی الخلاف ملا قطب نے
اس قطعہ کو قطعہ نہین ٹھہرایا ہی اور کاف سر مصرع ثانی شعر اول کو دامیہ اور بجاے زین این فریاد مع واو
عاطفہ معنی یہ کہ مانا مینے کہ فریاد سے خاموش نہون لیکن کون ہی کہ مہربان ہو یہ تو عمر نوح بھی ہی اور فریاد بھی
ہی ہزار برس تک فریاد کرتا ہون مگر ممکن نہین کہ کوئی مہربان ہووے دوسرے شعر مین لکھا کہ ملا عرفی بت
کی طبیعت کا ذکر کرتا ہی اور اپنے بخت عاجز کو آلت حیز سے تشبیہ دی ہی باقی لکھدیا کہ معنی ظاہر ہین انتہی
یہ معنی مقابل ترکیب شعر اور قطع بر ید قطعہ کے قطعاً ٹھیک نہین ولک الخیار **قولہ** مدار زندگیم بر ملالتست الخ
الانتباہ مدار بفتح ٹھہراو کی جگہ دروغ مصلحت آمیز وہ دروغ جو اپنے نزدیک مصلحتاً ایک مکارہ حیالہ
نے فرہاد سے کہدیا تھا کہ شیرین مرگئی اور فرہاد تیشہ سر مین مارکے مرگیا کہ اب یہ زندگی پر ملال کس کام
کی ہی انتہی المعنی یعنی مجکو خوب ثابت ہوا کہ میری زندگی کا دار و مدار ملالت پر ہی پھر ایسی زندگی کس کام کی کاش
ایسے وقت مین وہ دروغ مصلحت آمیز اور تیشہ فرہاد کا مجکو بھی میسر ہو جاتا کہ مین بھی فرہاد کیطرح سر
پھوڑ کے مرجاتا **قولہ** از ان زدست ہنرہاے الخ بدین صفت کہ بعہد الخ چہ دل کشاید از نیم الخ از ینکہ بعد
بریدن **الانتباہ** ظہیر نام شاعر جسکو ظہیر فاریابی کہتے ہین عناد بکسر ستیز و سرکشی و آم اسمیہ جملہ دعائیہ تمام بالکل
شمشاد بالکسر و بقولے بالفتح نام ایک درخت خوشنما کا کہ قد معشوق سے تشبیہ کرتے ہین اور نیز بمعنی نازبو
بنظر آتجو ہی و باریکی برگ کے خط رخسار اور طرہ محبوب سے بھی تشبیہ کرتے ہین مجازاً **المعنی** یہ چارون شعر بھی ٹوٹ
ہین پہلا تمہید دو قطعہ بند چوتھا بطور نظیر یعنی اے مخاطب تو جانتا ہوگا کہ یہ بڑا اوستاد ہنرمند اپنے ہنر مین طاق یگانہ
آفاق ہی پھر اسکو کیا غم اور مین اپنے ان ہنرون سے روتا ہون اگر نہوتے تو اچھا تھا اسواسطے کہ ظہیر جو حریف
میرا تھا وہ بھی انسے روتا ہی رہا کہ کوئی کشود و فتوح انسے اوسکو نہوئی جیسا کہ کہا ہی ع مرا ز دست ہنرہاے
خویشتن فریاد * کہ ہر یکے بدگر گونہ دارد م ناشاد * واضح ہو کہ اسی قصیدے پر یہ قصیدہ شاعر کا ہی اور مین
تو اس صفت کے سوا اور کوئی خوبی اسمین نہین دیکھتا ہون کہ بحالت حیات معاند ہزارون نشتر عناد کے
دل پر لگا کے چشمے خون کے بہاتے رہتے ہین بعد حیات اگر کسی نے کہا کہ فلان بڑا اوستاد گذرا ہی خدا اسکا
نام دائم قائم رکھے تو اس سے کیا دل کشائی ہوتی ہی جیتے جی تو وہ خون بہایا جاتا ہی مثلاً شمشاد بعد
کاٹے جانے کے اگرچہ تن شانہ بنے یعنی اسکی چوب سے بالکل شانے بنائے جائین اور ہر زلف طرہ سے

محبوبون کے سلجھائے تو شمشاد کو کیا ہر گاہ کہ وہ جیتے جی اپنا طرہ نہ سلجھا سکا **قولہ** چشم صدق نظر الخ کہ در مدائح و وہان است
کیونکہ میکنم انشا سے الخ حکیم عہد ابو الفتح الخ **الانتباہ** دار دم میم ضمیر منفصل مفعول کا ہی فاعل فعل دار د صواب و دن حقیر
و خسیس و سفلہ ہزل بالفتح سخن بیہودہ اور مسخرگی انشا پیدا کرنا شروع کرنا اور راو بالفتح وہ دعائین جو وقت معین کر کے
پڑھتے ہین **المعنی** یہ اشعار تمہید گریز اور گریز ہین یعنی اس شعر شاعری کو کہ جو کچھ اب تک مجھسے ہوئی ہر گاہ چشم
صدق سے دیکھتا ہون کہ آیا اسمین کچھ صدق و صواب بھی ہی یا قطعاً اس سے جدا تو البتہ اسکے سوا اور کوئی
صواب نہین دیکھتا اور یہی صواب میرے دل کو خوش کر رہا ہی کہ آج تک طبیعت ملکی صفات باغ قدس کے
رہنے بسنے والے کو ہزل آباد کی سیر و گشت کو نہین لے گیا کہ وہ مدح اہل دنیا کی ہی یہ بیہودگی کبھی نہین کی ہمیشہ
نعت و منقبت لکھتا رہا چنانچہ اب جو مین نے مدح شروع کی گو ممدوح اہل دنیا سہی مگر ایسا شخص ہی جسکی مدح حضرت
جبرئیل نے اپنے اوراد معینہ پر بڑھالی ہی منجملہ اوراد کے سمجھتے ہین کبھی ناغہ نہین کرتے کہ وہ حکیم وقت ابو الفتح آفتاب
ہنر ہی کہ اسکے وقت مین باوجود اسکے کیسا ہی شخص ہو حکیم نہین کہہ سکتے اور جیسے آفتاب سے یہ عالم روشن اور
فیضیاب ہی اوس سے عالم ہنر کا یہی عالم ہی اور یہ وہ شخص ہی جسکے دم سے اعجاز عیسوی بیکار و برباد ہی اسواسطے
کہ وہ لمحہ بلمحہ کو تھا اور یہ ہمیشہ ہمیشہ کو **قولہ** زنا و راشر رقہر او الخ **الانتباہ** رماد بفتح اول خاکستر شنجرف
بفتح اول و جیم مبدل شنگرف معرب اسکا بسین مہملہ جماد بالفتح ضد حیوان و نبات اور زمین سخت و بلند جہان
آب باران نہ پہونچ سکے شمشاد کے معنی مین اوپر لکھا گیا کہ مجازاً موے خط اور زلف و طرہ سے بھی مراد ہوتی ہی
المعنی اس شعر مین خصوصیت شنجرف و رماد کی اس سبب سے ہی کہ ہوسین شنجرف کو کشتہ کر کے خاک و سفید کر لیتے
ہین اور پھر اوسکا شنجرف ہو جانا محال در محال مگر تیری آتش قہر کی ایک چنگاری یعنی ادنی قہر ایسا ہی جسکے
ڈر کے مارے دیگر اشیا کیا چیز ہین وہ شے کہ ممتنع التقلب ہی سرخ ہو جاے اور ایسی سرخ کہ لوٹ کے شنجرف ہو جاے
جیسا کہ کہا ہی الحمرۃ للوجل اور جماد خواہ زمین سخت جو لیاقت نشو و نما کی نہین رکھتے تیرے
اثر لطف سے شمشاد بنجائے یعنی سنبل و ریحان جس سے تشبیہ خط و زلف محبوبون کو دین شنجرف اور شمشاد بیجا ہے
ہین دونون کے کمال مبالغہ ہی مثال زید عدل کے **الخلاف** محشی اور شارحین دونون نے ان
دونون شعرون کو معرا چھوڑا ہی اب ناظرین انصاف فرمائین آیا قابل لکھنے کے تھے یا نہین **قولہ** اگر بقعر
چہ لش سوند الخ عجب مدان کہ قدم سودہ الخ **الانتباہ** پاے شمار سے قدم شمار اور یہ حال ہی اعدا سے
جو فاعل ہین روندکے دوسرا مصرع جملہ معترضہ پایہ مرتبہ اور درجہ مثلاً سیڑھیان یا سیڑھی کے ڈنڈے سبع
شداد مراد ہفت فلک سے کما قال اللہ عز و جل و بنینا فوقکم سبعاً شداداً گردد کے فاعل نہایت اعداد
بدانجت بکسر اول و فتح ہمزہ آغازہ اور آغاز کرنا سلم بضم میم و تشدید لام نردبان **المعنی** یعنی قصہ زینگی ...

ایسا بلند و مرتفع ہی کہ سبع شداد مقابل اوسکے پایہ بلند کے نیم پایہ شمار ہین ہین اگر اوس قصر پر اعداد جانے کا قصد کرین
اس حال سے کہ ہم مسافت ہر پایہ کی قدم شماری سے دریافت کرین اور پہلے پایہ سلم کے ابتداے مسافت پر انتہا قدم
شماری اعداد کی ہو جاے اور اعداد تھک کے لوٹ پرین تو کچھ تعجب مت جان اسواسطے کہ مسافت ہر پایہ کی حد شمار
اعداد سے باہر ہی **اختلاف** نسخہ مطبوعہ اور شروح مین بجاے پاے شمار ے قدم شمار کے پایہ شمار غلط لکھا ہی اور
اسی کے موافق محشی نے ملا عبد الرحیم کیطرف سے یہ معنی لکھے کہ پایہ شمار کنان اگر اوسکے کاخ جلال پر جائین تو تعجب مت
جان کہ اول پایۂ نردبان سے کہ ہدایت اوسکی نہایت اعداد کی ہی قدم فرسودہ ہوکے لوٹ پڑے اور عدد تمام
ہو جاے پس شمار اور پایون کا محال انتہی ملا قطب لکھتے ہین کہ اگر اوسکے قصر بزرگی پر کسی پایہ شمار کو گذر ہو تو معلوم
کرے کہ آخر شمار اول پایہ مین آخر ہوگا انتہی ان دونون تقریرون سے ظاہر کہ فاعل رونکے اعداد نہین ہے کوئی
حضرت رجال الغیب سے پایۂ شمار ہین کہ ان دونون شارحون کو ملگئے اور فساد معنی مین پڑ لے ادنی یہ کہ گئے پایہ شماری کو اور
اول ہی پایہ مین عدد تمام کر بیٹھے یہ کس بات مین تمام کیے ظاہر ابھی پہلا ہی پایہ تو ہی یا پہلے پایہ مین کیسے معلوم ہو گیا کہ آخر
شمار اسی پایہ مین آخر ہوگا یہان کس چیز کا شمار کیا ہی یہ تو اول ہی پایہ ہی اور علاوہ اسکے ترکیب الفاظ شعر اور ترکیب انکے
معنی کی کیسی ٹھیک ہی مثال پر پوشیدہ نہ رہیگی محمد شفیع نے اعداد کو فاعل ٹھہرایا ہی اور معنی اونکے میرے معنی سے ملتا
لیکن میری دانست مین پھر بڑی خرابی کی ہی کہ بدایت سلم کو لکھا جملہ موصوف اور نہایت اعداد کو جملہ صفت اس
صورت مین باز پس گردد کا فاعل کون ہوگا الغرض پایہ شمار اور رونکے فاعل نے انکو اس جگہ مین ڈالا ہی اعداد
کے فاعل کرنے اور پاۓ شمار کہنے مین کیسے معنی لفظ لفظ قطعہ کے ٹھیک ہوتے ہین بلا بحث تمام کما ہو الظاہر **قولہ**
زہے ترقی جاہ تو الخ **الانتباہ** تجلی ظاہر کرنا ظاہر ہونا جلوہ کرنا فارسی والے اوس تجلی مین استعمال کرتے ہین جو حضرت
موسیٰ پر ہوئی تھی اور نیز بالف مثل تمنا و تماشا کے کہ یہ ایک قسم تفرس سے ہی علت وجہ اور سبب **المعنی** یعنی عجب ترقی
تیرے جاہ و مرتبہ کی ہی کہ جسقدر مرتبہ تیرا بڑھتا ہی ویسے ہی عالم امکان کی زیب و زینت بڑھتی ہی تیرے نظم و نسق سے
اور کیا ہی تیری ذات والا صفات ہی جسکے جلوہ اور ظہور کی خاطر عالم ایجاد کا ایجاد ہوا اور بڑا سامان مہیا کیا گیا
اختلاف نسخہ مطبوعہ مین بجاے ترقی تلون لکھا ہی قطع نظر ایک معنی تغیر و تقبیح کے جو ضمن تلون مین ہین گو نہ محل تصنع کا
بھی ہی اسواسطے کہ ترقی و تجلی کا مقابلہ تلون سے زیادہ ہی **قولہ** بسیر مرتع جاہ تو الخ **الانتباہ** مرتع بضم میم و فتح
تا چراگاہ اور سبزہ زار جسمین آب و علف بافراط ہو آہوان حرم وہ آہو کہ صحراے گرد و نواح مکہ معظمہ مین ہین اور
اونکی حرمت سے اونکا شکار کرنا حرام ہی اور یہ زمین حرم کی جانب شرق چھہ کوس اور جنوب کو بارہ کوس
غرب مین اٹھارہ کوس شمال کو چوبیس کوس ہی نافہ بضم اول و بای موحدہ عرق خصیہ مشک بلا
کہ اسکے خصیون سے قریب ایک نافہ غدہ سا ہوتا ہی کہ وقت مستی کے اوس سے عرق خوشبو سیاہ رنگ او

تیر سفید مائل بزردی شہد کی طرح غلیظ ٹپکتا ہی المعنی یعنی تیرے زمان جاہ ایسا با امن و امان پر عیش و آرام ہی کہ آہوان حرم
باوصف مامونی اسکو زیادہ تر امن اور موضع آب و علف سمجھکے یہان سیر و چرا کو آتے ہین اور خلق تیرا ایسا عطر نیز
مشک بیز سفرہ لگائی ہوئی ہی جسکی گرد کر ہملے زباد کھڑے رہتے ہین کہ شاید کچھ ڈال پھینک دے تو ہم مایہ اور مادہ زباد کا
حاصل کرین **انخلاف** ملا قطب نے اس شعر مین بموجب ع فلک را جانداری آموختن بھکے لکھا کہ بجاے جاہ اگر
حفظ ہوتا تو بنظر ذکر آہوان حرم کے استعارہ بے عیب تھا حفظ یہ نجانا کہ آہوان حرم مراد مردمان ہر دیار مامون
سے ہی اور جاہ کا لفظ عام جسمین امن و امان و عیش و آرام اور جود و عطا سب کچھہ موجود پس شاعر نے ایک
جامع لفظ ایراد کیا ہی ورنہ شاعر ایسا شخص نہین کہ انکے حفظ کے بھروسے ہو **قولہ** نثار مقدم اندازہ الی آخرہ
الانتباہ نثار کی تحقیق اوپر گذری مقدم بفتح میم و دال سفر یا کسی جگہ سے لوٹنا بعد جگہ و وقت قدم رکھنیکا اندازہ
طاقت و جرأت اور ارادہ اور نشان اور نمونہ اور تخمین **المعنی** یعنی اے ممدوح تو وہ عالیقدر عالیمقدار ہی کہ تیرا
اندازہ جسجگہ قدم رکھتا ہی چشم ملوک و سلاطین کی جنھون نے ایسا اندازہ کبھی خواب مین بھی نہین دیکھا اوس مقدم
پر قربان ہوجاتے ہین اور آپ کو نثار اوسکا بناتے ہین اس نظر سے کہ خاص اندازہ ہمکو کہان نصیب ہوگا جو ہم
نثار بنینگے اور شہرت تیری خوبیون کی فلک و ملک جن و انس سب مین پھیلی ہوئی ہی اور یہ جو بلاد و عالم مین ہو رہی
ہی کیا یہ تو ایک ذراسی گرد دامن شہرت کی ہی جو اوسنے جھاڑ دی ہی اور گوش بلاد نے اپنے دامن مین لیلی
انخلاف ملا قطب نے پھر اس شعر مین پچھلے پانون کا اوڑائی ہی چنانچہ معنی لکھے کہ جیسے غبار دامن پر پڑتا ہی اور
دامن سے اتصال پیدا کرتا ہی گوش شہرون نے اتصال پیدا کرنے مین غبار دامن تیرے آوازے کی
ہوئی یعنی کوئی شہر نہین کہ آوازہ تیرا وہان نہ پہونچا ہو پھر کہتے ہین کہ قطع نظر اس سے کہ آوازہ گوش پر پہونچتا
ہی یہان گوش کو آوازے پر پہونچاکے استعارہ غبار آلودہ باندھا ہی کہ سواے غبار خاطر سخن سنج
کے نہین انتہی مین تو جانتا ہون غبار در کنار شاید سخن رس یہین شارح کے مغز کو مفت کی بھس چڑھی ہی
اسواسطے کہ شعر شاعر کا خوبیون سے بھرا ہی یعنی مشابہت گوش و دامن اور مناسبت انتشار گرد
آوازہ اور مبالغت غبار و گوش گزید عدل ظاہر **قولہ** نفاذ امر تو گر الخ **الانتباہ** نفاذ بفتح و ذال
معجمہ پار نکلنا تیر کا اور جاری ہونا حکم کا انامل جمع انملہ سرانگشتان **المعنی** یعنی اے ممدوح تیرا وہ حکم نافذ ہی کہ
بالفرض اگر نفاذ اوسکا پنجہ موم کا بنائے یعنی نرمی اختیار کرے تاہم یہ کیفیت نفوذ کی ظاہر ہوئی کہ فولاد
جس سے زیادہ سخت کوئی چیز نہین اور آگ مین پڑکے بصفت آگ کے ہو جاتی ہی اوس پنجہ موم
کی اونگلیون سے اوسکے دل کی لگی آگ کھینچ لی اور دوسری کیفیت جو اوسنے اپنی پیدا کرلی ہی اوس سے
خارج کر کے حالت اصلی پر کر دی حاصل یہ کہ جو اشرار سخت و درشت مثل فولاد کے ہین بر تقدیر اگر آتش

شرارت سے آگ ہوجائین جسوقت تیرا امر نافذ نافذ ہوئے اور وہ بھی بنرمی نہ بسختی فوراً اونکے آتش شرارت منطفی ہوجاے
جیسے مشہور ہے فلانے نے فلانے لوہے ٹھنڈے کردیے اور ظاہر ہے کہ نفاذ حاکم کی ضرورت بھی تغیر حالت اور وضع مین پڑتی ہے
الخلاف ملا قطب نے خوردہ چین لکھتے ہین کہ تیرے حکم سے ضعیف قوی پر ایسا غالب ہوجاے کہ اوس غلبہ مین امر محال
اوس سے وجود مین آئے اسواسطے کہ موم فولاد سے پنجہ نہین کرسکتا مگر بجریان تیرے حکم کے پنجہ کیے اور آتش اوس سے
نکالے انتہی مین نے اپنے معنی لکھے اور انکے بھی اب آگے وہ مثل ہے ؎ پنجہ در صید برد صعوہ بہ ضیغم ✦ چہ تفاوت اگر شغال آید
قولہ حسود جاہ تو صدرہ برنگ الخ زمانہ بعد حصول مراد باشد الخ **الانتباہ** رہ بمعنی کرت اور مرت اور طریق اور
قاعدہ دستیاری مددگاری **المعنی** یعنی حاسد تیرا نیل مرام سے محروم ہے بر تقدیر بہت سی ہوا و ہوس کرکے کوئی نقش
مراد اگر جا بھی پاتا ہے اور حاصل بھی ہوتا ہے تو اوسوقت مین زمانہ اوسکے ساتھ وہ کام کرتا ہے جیسے بعد طیاری بہشت
شداد کے ساتھ کیا کہ حسرت و افسوس مین مارا بلکہ حصول مقصود سے زمانہ کا عین مطلب یہی ہوتا ہے کہ بعد حصول کے پوری
پوری حسرت مین اوسکو مارون ورنہ حصول ممکن کب ہے اور لکھا ہے حسرت سے زیادہ کوئی چیز مرگ کے وقت سخت نہین
قولہ باغ طبع تو الخ چو رازدار تو الخ **الانتباہ** جوشند سے مراد ہجوم و انبوہ ہے وکانچہ خوانچہ قناد بفتح و تشدید نون حلوائی
راہ یافتن دخل پانا اور گذر کرنا **المعنی** پہلے شعر مین صفت سخنوری ممدوح کی ہے یعنی تیری طبیعت کا ایک باغ شگفتہ ہے
جسمین طائران بہشت کہ مراد مضامین قدسیہ و معانی عالیہ سے ہے ہر وقت ایسا ہجوم و انبوہ کرتے رہتے ہین جیسے
حلوائی کے خوانچہ پر ہجوم مکھیون کا ہوتا ہے کہ اسمین رعایت شیرینی کی بھی مرعی ہے حاصل یہ کہ تیرا کلام لطیف و شیرین
عالم قدس اور عالم غیب کی باتین ہین یہ آنکھا اور القاے غیبی تیرے ہی حصے مین ہے دوسرے شعر مین صفت
اوسکی گفتگو کی ہے یعنی شیرین کہ شیرین کلامی مین ضرب المثل تھی اور فرہاد عاشق اوسکا خبر اوسکے مرگ کی سن کر
شدت ملال سے بسولہ سر مین مار کر مرگیا اور بموجب ع چہ میرد مبتلا میرد چہ خیزد مبتلا خیزد ✦ کے رنج و ملال
اوسکا ساتھ لیے ہوئے گوشہ قبر مین پڑا ہے اگر تیرا رازدار ہوجاے یعنی تیری شیرین کلامی کی کیفیت سے واقف ہوجاے
تو پھر شیرین کے مرنے کا ملال ہرگز اوسکے خاطر مین نہ گذرے اور موافق ع گلے رفت و گلشن فروزے رسید
کے بالکل اوسکو بھول جاے ایراد لفظ رازدار کا بنظر گوشہ گیری فرہاد کے ہے کہ اسوقت مین کسی سے کچھ کہہ نہین سکتا
الخلاف پہلے شعر کے معنی ملا قطب نے لکھے کہ شعرا نے طبیعت کی تعریف شیرینی سے کی ہے لہذا شاعر نے
یہ مضمون باندھ کے نظر طائرون پر کی محمد شفیع تیری بہشت طبیعت مین فرشتے بارادہ فیض جوش مین ہین
دوسرے شعر مین انھون نے لکھا کہ مرنا شیرین کا اور ملول ہونا فرہاد کا زمانہ گذشتہ مین ہوا ہے لیکن اب بھی
فرہاد اگر محرم راز تیرا ہوے ملال اوسکے سینے مین دخل نہ پائے اور یہ اشارہ ہے کمال مرتبہ رضا و تسلیم کہ ممدوح
کسی حوادث کونی سے متغیر نہین ہوتا ہر حال مین خوش رہتا ہے انتہی ملا قطب انھون نے بھی پہلے معنی

مین رضا و تسلیم اختیار کی ہی دوسرے معنی مین صفت رازداری ممدوح کی ہی یعنی نہ باصفہ جانت دیکھے اپنا راز ظاہر کیا اگر
محرم مزاج اور راز دار تیرا ہوتا ہرگز مرتکب اس امر غیر مرضی کا نہوتا اور ان معنی کے ساتھ اصلاح و ترمیم بھی ہی کہ اگر بجاے
گرو دبوے نظر زبان مانی فرماتے اور بجاے لفظ نیابد نہ کرے ہوتا تو خوب ــ پہونچا انتہی ظاہر ہی کہ خاص حجب
ملائک کا بدون استعارہ کسی شے کے خواہی نخواہی ایک امر فرضی غیر معقول کا ماننا ہی اور معانی و مضامین سے اخذ
لینا بلحاظ لطافت و شرافت انکے معقول اور اہل سخن سے منقول بلکہ خود شاعر نے اسی مضمون کا شعر اوپر لکھا ہی
ــ فوج تو جست معانی بدلم در پرواز ٭ ہمچو مرغان اولی اجنحہ در باغ نعیم ٭ المختصر یہ اتنے معانی اور اصلاح
و ترمیم سب کو ایسا بھی نہین جانتا جیسے غنیمت نے کہا ہی ــ مصرعے کز غیر ٭ اندیشہ وا رشتہ ٭ مس بجاے ٭ زری
در رشتہ وارد ٭ قولہ اگر صبا بمزار ایے بر و الخ بر آسمان نہم طلمت الخ الاعتبار الہم اے باید گرفشاردن بکسر
فشردن بفتحتین کسی چیز کو مٹھی مین لیکر دبانا یا پانون رکھکے زور سے دبانا و بعد یہان مراد طول عرض سے ہی
نہ عمق ابعاد و مراد افلاک ہیں ــ ملا احسنی یعنی اگر صبا غبار تیری خاک دروازہ کا کسی مزار گورستان پر کہ انقضا
اجساد سے مترشح ہی لیجاے تو وہ مزار والا اس غبار سے زندہ ہو جاے اور باقی اجساد جو زیر خاک رہے
ہین مبارکباد کی دھوم پڑ جاے باہم مبارکباد دیدیکر کہین کہ اب کیا ہی ایسے ہی صبا لایا کرے گی اور ہم زندہ
ہوا کرینگے اور زندہ ہونا خاک سے بھی ایک وقت مین کہ سامری نے خاک قدم حضرت جبریل کی گوسالہ
کے منھ مین ڈالدی تھی تنزیل مجید سے ثابت کما جاء عجلا جسدا لہ خوار اور اسی اشارت کے واسطے شاعر
نے اجساد کا لفظ ایراد کیا ہی کہ آیت شریف مین جسد ہی اور لطف یہ کہ وہ ایک نفخہ ہو گیا ہی اور اسمین دعا
بار بار کا آور تشبیہ ممدوح بحضرت جبریل علیہ السلام دوسرے شعر مین صفت حلم کی ہی یعنی حلم تیرا جس سے
بوجہ وزن مراد ہی اگر آسمان نہم پر قدم جمائے دبائے تو نہ فلک پچک کے چپاتی ہو جائین اور سطح کی
طرح بدون عمق کے رہجائین الخلاف نسخہ مطبوعہ مین فشاند بجاے فشارد غلط لکھا ہی ملا قطب مصلح پہلے
شعر کے معنی مین لکھتے ہین کہ اگر صبا تیرے دروازہ کی خاک کسی قبر پر لیجائے تو مردے زیر خاک کے باہم تہنیت
پہونچائین یا اوس سے کہے کہ یہ تحفہ تجکو مبارک ہو وہ اوس سے کہ لیکن لفظ ہم شک مین ڈالتا ہی کہ پہونچانا
خاک کا ایک مزار معین پر اور تہنیت کہنا اجساد کا باہم صادق نہین آتا اسواسطے کہ مزار ایک قبر کو کہتے
ہین نہ قبور کو مگر ذرا سی قبروہ مراد لیجائے اور اوسمین اور قبرین ہون پس مصرع اگر یون ہوتا تو مضائقہ نہ تھا
ع اگر غبار درت را صبا برد بقبور ٭ دوسرے شعر مین ہر اجوف زمین و آسمان کو عمق ٹھہراکے زمین
و آسمان کے قلاوے لاتے ہین یعنی حلم تیرا اگر فلک نہم پر پانون رکھے آسمان نیچے کرکے زمین سے ایک ہو جائے
طول و عرض رہجائے عمق جاتا رہے انتہی محمد شفیع کے معنی شعر ثانی مین ٹھیک ہین مگر پہلے کے کچھ نہین

لکھے نہ انکی سے خرافات وخیالات اور توجہات فاسدہ بیجا اب اور معہذا اصلاح سے اگر الہی مشک بر اگندہ گفت ✤ تو مجموع شو گو پراگندہ گفت ✤ **قولہ** بذکر نام تو وقت دعا الخ برائے رفع تقدم الخ **الانتباہ** شارع بکسر رائے مہملہ راہ بزرگ فوج گروہ رفع اوٹھانا تقدم بفتح وضم دال مشددہ پیش ہونا مآت بروزن صفات جمع ماۃ بروزن صفت بمعنی صد ہا آحاد بالمد وحائے حطی جمع احد واضح ہو کہ اعداد کے حسب استعمال عربی چار درجے ہین آحاد ایک سے نو تک عشرات دس سے نوے تک مآۃ سو سے نو سو تک پھر الوف کہ عربی مین لاکھہ کرور وغیرہ کو بھی کہتے ہین چنانچہ خیر من الف شہر کی تفسیر مین لکھا ہی ہندی مین اکائی دہائی سیکڑا ہزار کہتے ہین **المعنی** شاعر نے یہان تک مدح کی اب قصد یہان سے اظہار دوسرے مقصود کا ہی کہ ضمناً وہ بھی مدح ہی لہذا یہ قطعہ بطور اختتام مدح لکھا اور ضمناً دعا بھی نہ صراحۃً یعنی اے ممدوح جسوقت کہ وصف کرتے کرتے تیرے حسن خوبیون کے بے اختیار دعا کرنے لگتا ہون اوسوقت فوج فوج اعداد میرے شاہراہ نفس مین گذرتے ہین کہ ہم بھی اوسکی دعا مین گنے جائین اور مستعد ہون اور یہ تاک گھات لگاتے ہین کہ ہر بار احاد کے لشکر پر جو اعداد کے درجون مین سب پر مقدم ہین صف مآت کی شبخون مارتی ہی اور اونکا تقدم رفع کر کے اپنا تقدم کرتی ہی شلت شلاً مین قصد کرتا ہون کہ کہون خدایا ممدوح کو ایک گھوڑا دے بے اختیار ایک کی جگہ نکلتا ہی سیکڑون گھوڑے دے یہی صورت مفہوم رفع تقدم اور شبخون کی ہی **الخلاف** ملا قطب اگر دعا کے وقت اعداد کو میرے نفس پر کہ دعا سے اتصال رکھتا ہی گذر ہو کہ دعا تری بکثرت کیجائے مآت کہ اخیر مرتبہ مین احاد سے ہین ہجوم کر کے احاد پر جوش کرین اور تقدیم آحاد کی منع کر کے آپ اونکی جگہ آجائین یعنی جہان ایک دعا کی جاتی سیکڑون کیجائین انتہی محمد شفیع کے معنی تغیر تبدیل کر کے محشی نے بھی یہی لکھے ہین ملا عبد الرحیم کی طرف سے جو اعداد کے بھروسے ہین البتہ معنی محمد شفیع کے صحیح ہین گو اچھی توضیح رفع تقدم اور شبخون کی نہین مگر یہ بات کہ اگر بجائے مآت الوف کہین تو خیلے مناسب مبالغے کے ہی انتہی یہ توجیہ کہ مبالغہ اسمین زیادہ ہی اور ظاہر گنجایش اس لفظ کی شعر مین موجود اور شاعر بھی ایسا شخص نہ تھا کہ اوس سے ایسا لفظ صحیح رہجاتا بس معلوم ہوتا ہی کہ بالقصد مآت کہا ہی اسواسطے کہ صورت جنگ کی اسمین اچھی شکل سے عیان ہی کہ ادھر لشکر احاد اودھر صف مآت بیچ مین عشرات بمنزلہ شب جو مانع جنگ کی ہوتی ہی اور ملتہ ہے کے آحاد بھی عشرات اور الوف تیسرے درجے پر ہی نہ اوسکے احاد عشرات بلکہ مآت پس الوف کہتے ہین بے ترتیبی تھی اور خود مآت مین بھی گنجایش بہت ہی **قولہ** خدا انگا نا دارم الخ خیال بندگیت دوش الخ کہ ناگہ از در الخ کرشمہ سنج وتبسم کنان الخ **الانتباہ** تو از لم کا میم مضاف الیہ لب کا ہی فاعل حکایت آستاد ٹھہرنا توقف

کرتا مبدا و معاد مراد ازل و ابد سے صاحب مراد ممدوح ہے **المعنی** یہ قطعہ ورتک ہر اشعار اسکے پہلو دار مشتمل عجز
و فخر و مقصود ممدوح ہین اسکے مقبولے مقولے الکھون چنانچہ یہ مقولہ شاعر کا ہے مع جواب شاہد عقل یعنی اے صاحب ایک
بات میرے دل سے لب پر ایسی آئی ہے کہ وہ مثل تیری مدح کے ہے کہ خواہی نخواہی میرے لب سے نکلی جاتی ہے لب پر ٹھہر نہین
سکتی اور وہ یہ کہ رات خیال تیری بندگی کا مین اپنے دل مین باندھ رہا تھا اور وہ خیال بخیال حصول شرف کے
تھا کہ تیری بندگی سے شرف حاصل کرون نہ بتقضاے اظہار استعداد کہ وہ تجکو معلوم ہے جملہ ایا سے عجز و فخر دونو
محتوی ہے کہ یکایک شاہد عقل جس سے اسرار مبدا و معاد کے کھلجاتے ہین اپنے اندیشہ خانہ سے جو کاخ دماغ ہے
مسکراتا ہوا آیا اور کہا کہ تجکو جو خیال بندگی صاحب کا تھا ہے اوسکی خوشی مبارک ہو کہ تو کامیاب ہوا قید
مبدا اور معاد کی اسواسطے ہے کہ روز ازل سے یہ دولت بندگی میرے نصیب مین لکھی گئی تھی اور ابد تک یہین
رہونگا تجاوز نکرونگا بتقضاے خلوص یا حسب تقدیر **قولہ** من از تعجب انحرف الخ نہ آسمانم و نے آفتاب الخ
توہم زحرف تنگمایہ الخ **الانتباہ** آباد مرکب آب اور آد کلمہ نسبت سے جو اکثر آبادی دریا کنارے ہوتی ہے
اسواسطے آباد کہتے ہین بہرام مریخ اور تحقیق اسکی اوپر گذری سمایہ بضم میم و فتح تحتانی و باے موحدہ کسی سے
خوش طبعی اور ہنسی کرنا سادہ لوحی احمقی و بے شعوری تنگمایہ خفیف و سبک تر زبان ناطق و فصیح **المعنی**
یعنی اگرچہ شاہد عقل کی یہ بات نہایت دل کشا تھی مگر مین نے متعجب ہوکے اوس سے کہا کہ تو بھی بڑا خوش
طبع ہے شاید ملک ہزل و مسخر کا تیرا ہی بسایا ہوا ہے مین تعجب کرتا ہون کہ نہ مین آسمان نہ آفتاب نہ مریخ پھر
کیسے اوسکا بندہ ٹھہرا جسکے ایسے ایسے زبردست بندے ہین تیری دل لگی سے بسبب سادہ لوحی کے کیسے خوش
ہوجاؤن اور تجکو بھی لازم ہے کہ ایسی ہلکی خفیف باتین مجھسے نکرے اگر صحیح ہے تو بتا صورت اس مژدہ کی کیسے پیدا
ہوئی ان اشعار مین بھی ایک صورت پر صورت فخر کی نکلتی ہے کہ تو مجکو اوسکا بندہ کیسے بتاتا ہے اور مسخر
کرتا ہے نہ مین آسمان نہ آفتاب نہ بہرام یہ البتہ اوسکے بندے ہین اور مجھسے اونسے کیا نسبت جو اوسکا بندہ
ہون تو خفیف و حقیر باتین مجھسے مت کر اسمین یہ کہ خود بھی مجکو ہم رتبہ آسمان آفتاب مریخ کا جانتی ہے **قولہ** جواب
داد کہ این مژدہ الخ ہمین نقش ادب آموز الخ بسوے کاتب اعمال الخ بسوے نامہ عرفی الخ اگر نہ بندگی
صاحبت من از قناعت برہان الخ **الانتباہ** حصر بالفتح گھیر لینا کسی چیز کا ادب آموز قدسیان صفت
مقدم جبرئیل پردہ کشا دلے بہ وضع و وقار کاتب اعمال کرام کاتبین دوسرا مصرع جملہ معترضہ حیا بکسرہ جمع عہد
فال شگون قناعت بفتحتین مضبوطی و محکمی استعداد دور رجانا اور رو در گشتا رنگ برو فتح شکستن زرد
ہوجانا چہرے کا شرم یا خوف سے **المعنی** یعنی شاہد عقل نے یہ بات سنکے جواب دیا کہ ہان اس مژدہ کی
ایک دلیل محسوس ہے کہ بعض سے پڑھکے کوئی دلیل نہین وہ یہ کہ اسیوقت فرشتون کے

اُستاد حضرت جبرئیل نے دریچہ حرم قدس کا نہایت عز و وقار سے کھولکے کاتب اعمال سے للکار کے کہا کہ اسے نیک و بد اعمال مردم کے لکھنے والے نامہ عرفی کا دھو ڈالو اور سیٹ ڈالو اسواسطے خدا وند تعالی نے اوسکو اپنے خاص بندون مین داخل کیا اور آزاد کر دیا پس اگر تو نے فال اوسکی بندگی کی نہ ڈالی تھی تو کیسے جبرئیل نے کاتب اعمال سے یہ ندا کی اور کیسے تو مخلص بارگاہ الٰہی کا ہوا اور بے حساب و مواخذہ چھوڑ دیا آپ کہتا ہے کہ جب شاہد عقل نے ایسی مضبوط دلیل بیان کی تو مین لاجواب ہو کے دریاے شرم مین ڈوب گیا اور رنگ چہرۂ استبعاد کا جو ان باتون کو دور از کار سمجھتا تھا اوڑ گیا کہ جب ایسی بارگاہ عالی سے یہ بات اس لطف و کرم کے ساتھہ ٹھہرائی گئی ہے تو نے بے قسمت اور فخر کی صورت مین یہ کہ یہ بندگی بیچارگی و مجبوری سے ہے گو مجھکو بندگی سے شرم و عار تھی نہین جانتا تھا کہ بجز و خیال یہ صورت پیدا ہو جائیگی **اختلاف** نسخہ مطبوعہ مین بجاے حصر خضر بھی بخا و ضاد معجمہ لکھا ہے اور نیز وجہ ناموجہ اور بجاے استبعاد استعداد **قولہ** بخدمت آمدم اینک الخ کرم تو بندہ شمردی الخ بگو ہرم مفشان الخ **الانتباہ** آستین فشاندن وزدن تحسین و آفرین کرنا اور رد کرنا و نیز بمعنی رقص و سماع اور بخشنا اور حلم کرنا شب چراغ کے معنی اوپر گذرے مراد اپنی ذات سے کساد بفتح بیرواجی متاع اور عدم خریداری اشیا اور بیرونقی **المعنی** بعد سوال و جواب شاہد عقل کے کہتا ہے کہ ان سب دواعی مذکورہ کے ساتھہ خدمت مین حاضر ہوا ہون اب تاتیری کیا صلاح ہے اپنے آستانہ مجھکو بٹھاتا ہے یا کھڑا رکھتا ہے یعنی قدر کرتا ہے یا ناقدری اگر بندہ اپنا مجھکو گنیگا مین شکر گزاری خواجگی کی کرونگا کہ خواجہ ہو گیا اور اگر بندگی مین قبول نہ کریگا تو ہی ہی ناکسی پر چلا جاؤنگا کہ مین ناکس تھا مدح کی قدردانی مین شک نہین اور مین نہین چاہتا ہون تو میرے کلام کی خریداری مین مجھپر گوہر افشانی کرے کہ مین ایک گوہر شبچراغ ہون یہ گوہر افشانی میرے حق مین گردکساد ہے کہ مجکو بے رونق و بے آب کردیگی اس شعر مین انکار بھی ہے اور حسن طلب صلہ اور نیز اشارہ واسطے بیان آیندہ کے اور لطف یہ کہ شبچراغ صفت گوہر سخن کی بھی ہو سکتا ہے اس صورت مین آپ الگ الگ کا بھی ہے **اختلاف** بیع کے واو عاطفہ نسخہ مطبوعہ نہین ہے اور ضرور ہونا چاہیے اسواسطے کہ مبادا جملہ دعائیہ علیحدہ ہے **قولہ** بگویم از گہر خویش الخ زدو دمان صیلم الخ مرا رسد کہ بنازم الخ اگرچہ شرم جلال تو الخ نہ ذکر دہ گوہر سے الخ کلید جاہ تو یارب الخ **الانتباہ** خاد علیو از خو سے بو الخ دعد ولہ پسینا اخیہ اسمع جد پدر کہ گنج ریز جملہ علیحدہ صفت ضمیر شوخ دندان تیز دندان **المعنی** پہلے دو شعر قطعہ بند ہین اور یہ اشعار بیان مین ادس تمہید کے ہین جو آپ کو گوہر شبچراغ کہا یعنی مین اپنی اصل و گوہر کا بیان کرتا ہون اگرچہ تیرے روبرو بیان کرنا بے ادبی ہے گویا ہما کے سامنے چیل کی تعریف کرنا کہ مین خاندان اصیل سے ہون اور اسبات پر میرے یہی گواہ کافی ہے کہ بجز دمنہ سے نکالنے کے پسینہ پسینہ ہو گیا یعنی وجہ کہ ادعا سے

اصالت اور پھر اتباع لجاجت مجھکو زیبا ہی کہ مین اپنے آبا پر بیا فخر و ناز کرون جیسا کہ قیامت تک میری طبیعت پر میری
اولاد نازان ہوگی شاعر نے اس شعر مین اپنی اصالت و طبیعت دونون کی تعریف کی معلوم ہوتا ہی کہ اسکے آبا مین
کوئی شاعر نہ تھا اسواسطے اولاد کے لیے شاعری کو ذریعہ افتخار کا ٹھہرایا کہ علاوہ اصالت کے یہ دوسرا فخر
ہی اونکے واسطے یعنی مین نازان ہون کہ مین ایسے خاندان عالی کی اولاد ہون اور اولاد کہے گی کہ ہم ایسے شاعر غرا
کی اولاد ہین مین کیا کرون تیرے جاہ و جلال سے شرماتا ہون کہ وہ مجھکو خاموش کیے ہوئے ہی ورنہ سواے مدح اسکے
کے میری زبان سے کچھ نکلتا ہی نہین مطلب یہ کہ مین کسکو سمجھتا ہی کیا ہون جو مدح کرون شرماتا ہون تیری مدح
کی میری اتنی عمر ہوئی مین نے کسی پر ایک گوہر مدح کا نثار نہین کیا اسواسطے کہ دل میرا ایسا گنج بے نظیر ہی مگر شناس
مردم بھی ہی چنانچہ مجھکو اوسنے پہچانا اور مدح پر راضی ہوا دو صورت فخر کے یہ کہ اپنی اصل و گوہر کو سمجھے ہوئے ہی کب کسی کا
مداح بننا چاہتا ہی مین حیران ہون کہ آخر یہ تیرے جاہ کی کلید کیسی تیز دندان ہی کہ میرے گنج طبیعت کی مہر بھی
توڑی اور قفل بھی کھولدیا اور خود بخود مدح تیری میرے دل و طبیعت سے ظاہر ہوئی دوسری صورت یہ کہ تیرا جاہ
و اقبال دیکھکے زبردستی مدح کرنا پڑی **قولہ** بگیر تحفہ بطی کہ الخ نہ گوہر ست ہوئے ہست الخ الانتباہ نہاد بکسر اصل و
و نژاد و قابل ابعاد موالید ثلاثہ اور ابعاد طول عرض عمق کہ جسم کو لازم ہین المعنی یعنی یہ نظم جو مین نے لکھی اور میری
طبیعت سے پیدا ہوئی بطور تحفہ پیشکش کرتا ہون نہ مداحانہ تو اسکو لے اور اسمین سیر کر اور اسکی آب و تاب
کو بنظر فکر غور سے دیکھ کہ یہ گوہر تو نہین ہی جو دریا سے پیدا ہوتا ہی کہ وہ کیا چیز ہی مگر زادہ دریا ہی کہ وہ میری طبیعت
زخار ہو لیکن نہ جوہر ہی کہ وہ ایک سنگ و جماد ہی لیکن ہی قابل ابعاد طول و عرض والی کہ چاہے جتنی
لنبی چوڑی تقریر کیجاے سب کی وسعت و گنجائش اسمین ہی اور عمق والی کہ نہایت تعمق سے اسکے تہ معانی
کو پہونچنا ہوگا اور بڑی مشقت سے گوہر مطلب ہاتھ آئیگا **قولہ** خدا نگا ناز انکو نہ الخ چنان زگریہ غم باز دار الخ
بعد مضائقہ نازی الخ کنون ز غاشیہ بافان ریش الخ مگر زمنی رایت الخ الانتباہ سپج شیراد کے معنی اوپر
گذرے اسی قصیدے مین حساد بضم اول و تشدید سین جمع حاسد مضائقہ بضم اول و فتح یا باہم تنگی کرنا اور
تنگ ہونا غاشیہ بافان ریش سمرقان قطع بر وزن فرخ نام ایک شہر کا ترکستان سے کہ حسن خیز جگہ ہی ایسی ہی ختا
بفتح اول و قبل یا ادمجہول منہی بضم میم و سکون نون و کسر ہا خبر دہندہ ریش بر بادو دادن مراد کسی کی ریش
کا خیال نہ کرنا اوسے بے عزتی کرنا المعنی یعنی تحفہ نظم کا مجھسے لے اور مجھکو ایسی سربلندی بخش کہ حاسد میرے سپج شیراد
کی ہمسری پر راضی نہوے اور ماہ اسکو بھی پایہ سافل سمجھے اسمین بھی اپنی ذلت ہی جانتا ہی اور میرے چشم و دل کو گریہ
غم سے باز رکھ یعنی غم میرا کھو دے کہ حاسد جو میری خواری و خرابی دیکھ دیکھ کے ہنستے ہین میری نظر مین ایسے خوار و ذلیل ہو جائین
کہ مین اونپر خندہ رہ گدنہ رون یعنی بالفعل وہ خوشحال ہین مین خستہ حال پھر اونکی خوشحالی میری خوشحالی کے مقابلہ

ہین خستہ حالی ہو جائے کہ مین اوپر نہ ہون اور یہ بھی خدا کی شان ہو کہ مین اونکی ہنسی اوٹھاتا ہون والا مین بھی وہ شخص
ہون کہ سیکڑون تنگیون اور بڑی دقتون سے شاہدان بہشتی سرشت حور نژاد کے ذرا سے ناز کا متحمل ہوتا تھا اور اب تو
یہ حال ہو کہ ادنی اسخرون کے ناز ایسے غنیمت جانتا ہون جیسے کوئی کرشمے عروسان خلخ و نوشاد کے مگر یہ بات ضرور
ہو کہ تو میرے حریفون حاسدونکو بیشک رسوا و ذلیل کرتا رہتا ہو اور کچھ پاس و لحاظ اونکے ریش کا نہین کرتا مین
جانتا ہون کہ تیرے ہنسی ہراے نے میرے حال سے تجکو کچھ آگاہ کر دیا الخلاف میری دانست مین خدا انگا تا وارم
سے یہان تک سب اشعار اس قطعے کے متفرع برکیدیگر مربوط ہین قید تیرہ کی کیا ہو جیسا کہ ملا قطب اور محمد شفیع و محشی نے
لکھا نسبت حکایت کے اور بعد و کیا اور جو ملا قطب نے اول سے کرم تو بندہ شمردی تک سب اشعار چھوڑ کے لکھا کہ
یہ اشعار محتاج شرح لاینفع کے نہین ناظرین دیکھین ہین نے جو معنی لکھے لاینفع ہین یا ینفع اور ریا محتاج محشی نے ملا ابراہیم
کی طرف سے لکھا کہ آسمان و آفتاب و مریخ اہل علم و ہنر کے رفاہ نہین چاہتے اسواسطے بسادہ لوحی کی نسبت انکی طرف
کرتے ہین اور سفلہ پروری کی اس شعر کے معنی مین نہ آسمانم و نے آفتاب تا آخر اور مین نے بھی لکھے ہین اس
شعر مین بخدمت آمدم لکھا ہو کہ قبل اس سے عرفی کو ابو الفتح کے حضور مین بیٹھنے کی اجازت نہ تھی ایسے ہی ریشہای
حریفان بھی وہی بربادین کہ ابو الفتح نے ایک حاسد عرفی کی ریش تراشکے رسوا کیا تھا انکو کہین تواریخ سے معلوم
ہوا ہوگا مین تو ایسے چلتے ملتے معنے کا قائل نہین ہون اور قصیدے کے مفہوم سے مترشح کہ یہ ابھی تک حضور مین
ابو الفتح کے حاضر نہین ہوا ہو گوہر رم مقشان اس شعر مین شبچراغ گوہر سخن سے مراد لی ہو مین نے ذات عرفی سے
ناظرین غور فرمائین کہ اشعار کس سے زیادہ مربوط ہوتے ہین اور علی ہذا القیاس اکثر مواضع قصہ مختصر تمامی
قصیدہ قابل غور و ملاحظہ ناظرین انصاف پیشہ ہو عبور بسیر و دلانہ نفرمائین اسیواسطے کہتا ہون تضمین مصرع شاعر
ع درین بسیر و بیندیش و امتیازے کن * **قولہ** ہمیشہ تالب الیاس الخ لب عدوے تو سیراب الخ **الانتباہ**
الیاس بالکسر نام پیغمبر برادر خضر کہ دونون نے آب حیات پیا ہو اور زندہ ہین خضر بالکسر و بفتح اول و کسر ضاد
نیز نام پیغمبر کہ جہان بیٹھتے تھے سبزہ جم اوٹھتا تھا و تشنہ بالفتح ایک قسم تبجریہ دونون شعر دعا تابیدیہ ہین معنی انکے ظاہر
قصیدہ ۲۱ قولہ بیا کہ باد دلم آسمان الخ زدیدہ رفتی و معدوم الخ کسیکہ تشنہ لب الخ نہ ہشت غمزہ اسلام الخ
تر جمی نہ کنند حسن الخ کہ گفت مطلع دیگر الخ **الانتباہ** یہ قصیدہ بھی ہم بحر پہلے قصیدے کا ہو اور دو مطلعین اور تشبیب
انکی قصہ پریشان بکسر تین و بفتح اول ویاے مجہول نیز پراگندہ و گر یاے معروف فصیح ہو مسلمان مرکب
مسلم و یان بمعنی مانند ہے جیسے آسمان جو کہ دو قرن [illegible] اخیر [illegible] ایک [illegible] کی [illegible]
ہنگام [illegible] مرکبہ الفاظ عربی [illegible] مسلمان [illegible]
بطور فارسی جیسے [illegible] لیکن اطلاق [illegible]

حور ان کہتے ہین ہمین بھی مسلمانان لیکن دونون صورت مین سکون یین کا نہین ہوتا بقول بعض مسلمان علیحدہ لفظ فارسی ہی اتفاقًا مادہ مسلم کا جو عربی ہی اسکا متحد ہوگیا تشنہ لب اشتیاق کہ گفت یہ کاف کدامیہ ہی المعنی اگرچہ یہ اشعار صاف محتاج شرح کے نہین مگر اور شارحین کے حرص ومقابلے کے سبب سے مین بھی بطور مختصر لکھتا ہون دیکھین کس مین کیا بات ہی پہلے شعر مین اپنے دل اور مسلمانی دونون کا بیان ہی مگر اپنی پریشانی کی مزیت اور فوقیت دوسرے شعر مین کہتا ہی کہ تیرا جانا میری آنکھون کے سامنے سے ایسا ہوا جیسے آنکھونکی راہ سے کسی کی جان نکلجاتی ہی اور آنکھین اوسکی کھلی رہجاتی ہین ایسے ہی میری بھی آنکھین تجکو تکتی رہگئین مثل چشم باز ماندہ مردہ کے اور جان نکلگئی حیران ہون کیسے نکلگئی مین تو جانتا تھا کہ تیرے بدون جینا اسکا مجکو مرنا بھی مشکل ہوجائیگا تیسرے شعر مین کہتا ہی کہ جبین پشانی کو ہر کوئی مثل موت کے سمجھتا ہی مگر تیر اشتیاق ناز اوسکو موج آب حیات کی جانتا ہی اور زندگی دوبالا پاتا ہی چوتھے شعر مین کہتا ہی کہ تیرے غمزہ کافر کیش نے اتنی فرصت بھی نہ دی کہ دو روز اسلام اور تیری محبت کو اظہار رکھتا فورًا ہی کافر بنایا پانچوین شعر مین متعجب ہوکر کہتا ہی کہ میرا دل اسیر و زندانی تیری محبت کا ہی اور حسن بھی حضرت یوسف کے وقت مین زندانی ہوچکا ہی کیفیت اسیری سے خوب واقف اور وہی حسن تیرا ہی اس مین اور حسن یوسفی مین کچھ فرق نہین پھر کیا سبب جو میرے دلپر ترحم نہین کرتا اور مہربان نہین ہوتا سعدی نے بھی تو کہا ہی ؎ کسے بندیان را بود دستگیر ✤ کہ خود بودہ باشد بہ بند اسیر ✤ چھٹا شعر تجاہل عارفانہ تمہید دوسرے مطلع کی شاعر کہتا ہی کہ یہ مطلع مین نے ایسا کہا ہی کہ جواب اِسکا ممکن نہین پھر آپ ہی کہتا ہی لو مین ابھی جواب اسکا کہتا ہون کہ از سر نو آفرین خوانی کو تازہ کردے اور شور واہ واہ کا اوٹھے الخلاف محشی لکھتے ہین کہ گفت یہ کاف بیان ترحم حسن کا ہی کہ کہا مطلع دوسرا مثل اس مطلع کے تو کہہ سکیگا جو اس سے خوب ہوا اور تحسین کو تازہ تر کرے انتہی ناظرین مطلع شاعر کی چاہے تحسین کرین چاہے نہ کرین مگر انکے معنی کی تو ضرور ہی تحسین کرینگے مطلع ثانی نہ بے وفا ے تو ہمسایہ الخ متاع حسن تو الخ لب تو جرعہ وہ الخ گل کرشمہ بخندد الخ ز دین خویش الخ الا تقباہ تکلیف مصدر ہی بمعنی اسم فاعل اے مکلف نامسلمانی کفر المعنی یہ وہی مطلع ہی جسکی تمہید شعر صدر مین کی ہی پہلے مصرع سے ندا و منادی محذوف ہین مصرع صفت قائم مقام منادی محذوف موصوف کے یعنی اے بت بے وفا وفا کی ہمیشہ سے توصیف وتاکید چلی آئی ہی جیسے بے وفائی کی مذمت وتشنیع مگر تیری نرالی کیفیت ہی کہ تیری وفا ہمسایہ پشیمانی کی ہی یعنی ایسا نا اگر تجھسے وفا ظہور مین آجائے تو پچتانے اور شرمائے کہ کیون ایسا ہوا اور نگاہ کافر کیش تیری ایسی مکلف بکفر ہی کہ جسکی طرف تو نگاہ بھر کے دیکھلے فی الفور اسلام چھوڑ کے تیرا ہی کلمہ پڑھنے لگے اور متاع تیرے حسن کی عجب متاع ہی کہ جو کوئی اسکا خریدار ہوا دل ودین نقد ایمان وغیرہ سب سے ہاتھ جھاڑ کے رہگیا اور پورا پورا سرمایہ دار تہیدستی کا ہوگیا اور جو کوئی تیری زلف پریشان کے خیال مین پڑا مجموعہ پریشانی کا بنکے پکا سودائی ہوگیا

سیکون دل آشوب جیسے وہ ہین کہ جو کوئی دیکھے بے اختیار دل اوسکا درہم برہم ہوجاے بلکہ دل آشوبی جسکی صفت تو
پوٹ کر دیتا ہی اوسنے ایک جرعہ انھین سے پاکے یہ صفت آپ مین پیدا کی اور غم تیرا عاشقون کے نزدیک غم نہین عین تن آسانی
ہی یعنی عیش و آرام بلکہ تن آسانی کی اوجھی زلف کا سلجھانیوالا اور گرہ کشا چشم نرگسین تیری ایسی کہ جسوقت جسطرف کھولتا
ہی گل کرشمے کے کھل جاتے ہین کہ کرشمہ انکا نام ہی اور جسوقت بناز و ادا منھ چھپالیتا ہی تو بہار عشوہ کی پھیلجاتی ہی کہ عشوہ
اسکو کہتے ہین جس شخص نے کہ تیرا عشق چھوڑ کے مسلمانی اختیار کی ہی حشر کے دن اوس سے محاسب اعمال اول یہی
سوال کرینگے کہ تو یہ مسلمانی کہان سے لایا ہی ہمارا تو یہ دین نہین ہمارا دین تو عشق ہی اور واقعی بدون عشق کے
تکمیل مسلمانی کی غیر ممکن **قولہ** چنین کہ شکر سے الخ بسے نوشت و نیامد الخ چہ دست و رغم اندیشہ الخ بلے چو سینہ الہام الخ
الانتباہ رسالے زیبدیہ اشعار صاف ہین لہذا معانی لغات کے ساتھ ہر ایک کے معنی بھی لکھون یعنی حضرت
سلیمان علیہ السلام کا ایک ہدہد نامہ بر تھا جو حضرت بلقیس کے پاس گیا تھا میرے پاس تو ایک لشکر کبوتر وغیرہ مرغان
نامہ بر کا ہی پھر کیسے دعوی سلیمانی کا نہ کرون دست برون غالب ہونا فاعل نوشت و دست می برد دونون
کی قلم ہی یعنی اتنا رونا اوسکی بے پروائی کا مین بھی نہ روسکا جتنا قلم نے رویا اور شکایتین لکھین مگر اوس بے پروا
سراپا ناز نے ایک نامے کا جواب بھی نہ لکھا لطف دست زمن می برد کا روانگی قلم سے ظاہر کہ ہاتھ کو اپنی طرف کھینچتی
ہی شراب روحانی عبارت سخن پاکیزہ سے کہ آدمی کو مست کردیتا ہی الف نون اسمین زائدہ ہی کہ وقت نسبت کی زیادہ کرتے
ہین الہام بکسر وہ چیز کہ خدا تعالی کسیکے دل مین ڈالدے خبر وقوع خیر و شر سے وحی پیام خدا اور سخن آہستہ یہ دونو
شعر مربوط ہین او متفرع شعر صدر پر یعنی قلم تو میرے دست کی نامہ نویسی سے تھک کے بیٹھ رہی تھی اب کیا ہی جو خم
اندیشے مین پھر ہاتھ ڈالتی ہی اور کچھ کہنا چاہتی ہی مجکو شک ہوتا ہی کہ اسکی سرشت روحانی جوش مین آئی پھر کہتا ہی کہ
بیشک یہی بات ہی اسواسطے کہ مین دیکھتا ہون سینہ الہام اور روحی کا بھی جوش زن ہی ویسے ہی یہ قلم جوش زن اور
دونون اس بات کے شایق کہ ہم مجلس فہم اوس شخص مین باریاب ہون جسکا نام مرزا خان ہی کہ وہ ہماری قدر و قیمت
جاننے والا ہی مطلب یہ کہ اب جو کچھ قلم میری لکھے گی کلام روحانی اور القاے غیبی سے ہوگا **قولہ** ز فر عدل وی الخ
بعون مکرمت او الخ و میکہ دست برآرد الخ بعدا و شعر الخ **الانتباہ** فر بالفتح و تشدید و تخفیف راشان اور
شوکت اور نور و پرتو اورزیبا نوشروان مخفف نوشیروان متاع نوشروانی عدل خانخانان لقب ممدوح
مکرمت بضم را بزرگی و بخشش کاسد یہی محتاج و مفلس سوہانی سلاے کار سوہان نقل بالفتح ایک جگہ سے جانا اور یہانا
المعنی یعنی خوبی عدل و انصاف ممدوح سے آج متاع عدل نوشیروانی اور خانخانانی دونون ایک نرخ مین
اور برابر اصلا تفاوت نہین اور اوسکی عطا و بخشش سے جو مدد پائی ہی تو احتیاج ایسی مالدار و مالا مال ہوگئی
کہ فقر و غنا دونون کو بلا بلا کے اپنے یہان مہمانی مین لیجاتی ہی اور خوان الوان نعمت احسان انکے سامنے

نکلتی ہی اور میربان بنی ہی جو واوسکا ایسا کہ اگر واسطے عطاے اقسام انواع عطیات کے ہاتھ آستین سے نکالے تو موج دریا کی
چشم آزین کام سوہان کا کرے یعنی آزچشم کر او س موج کا دیکھنا ایسا ناگوار ہو کہ گویا وہ موج سوہان کی طرح اسکی چشم کو رگڑ
رہتی ہی اور چونکہ اوسکے زمانے مین جمعیت خاطر مردم کو حاصل اور پریشانی یک قلم مفقود و معدوم لہذا شعرا نے زلف کی
صفت مین کہ مجموعہ پریشان دونون اوسکی صفات سے ہین پریشانی چھوڑ کے جمعیت کیطرف نقل کی ہی کہ مبادا
اوسکے زمانے پر حرف پریشانی کا آجاے کہ آخر کہین نہ کہین پریشانی ہی تو قولہ ز سہم او چو نیارد لخ کند زحیلہ الخ
الانتباہ گزیدن بدلالت تضمنی ایذا او آزار پہونچانا ترخان بالضم و خاے معجمہ وہ شخص جسکو آداب شاہی معاف ہون
اور کسی گناہ و خطا کا اوس سے مواخذہ نہو قید جان کی باطراد انسان کے ہی جیسے نیک و بد او رنج و راحت چنانچہ
شعرانی نے خاص لفظ مردم کا ایراد کیا ہی المعنی یعنی فلک جفا پیشہ کہ ہمیشہ درپئے آزار مردم رہتا ہی اور اوسکے خوف
سے کسیکو کسی فتور مین ڈال نہین سکتا مگر بمقتضاے طینت اور طبیعت دل اسکا کھجلاتا رہتا ہی اسواسطے یہ حیلہ کر رہا ہی کہ
ہنگام مستی اوس سے التماس ترخانی کا کرتا ہی کہ یہ منصب مجکو عطا ہوتا بے غم ہوکے جو چاہون سو کرون لیکن وہ ایسا
ہوشیار ہی کہ اوسکی مستی ہوشیارون کی ہوشیاری سے بہت بڑھکے ہی لہذا کامیاب نہین ہوتا الخلاف
محشی نے ترخان بروزن مرجان لکھا ہی آیا کسی لغت سے ہی یا ایجاد بندہ قولہ بوصف رایش الخ ہوا سے
وصف الخ دل حسود تو ویران الخ تو زیب محفل والخ نہال بخت تو الخ الانتباہ ہلال بکسر ماہ نو تا سہ شب ماخوذ
از ہل معنی وکم و ضعیفی نہال بکسر درخت موزون نو رستہ ادرکامیاب کاہکشان کہکشان وہ جو رات کو آسمان مین
چھوٹے چھوٹے ستارون سے بصورت راہ کے معلوم ہوتی ہی جیسے کاہ یا جھانکڑ کر گرنے سے نشان زمین مین بنجاتا
ہی اسی سبب سے کاہکشان کہتے ہین المعنی یعنی راے اوسکی ایسی روشن ہی کہ اگر وصف اوسکا لکھون تو انگلیان
میری فرط روشنی سے مثل ہلال کے روشن اور انگشت نما ہوجائین کہ انھون نے وصف اوسکی راے کا لکھا ہی
کمند عدو بند تیرے کا یہ حال کہ بحر خیال اوسکی توصیف کے اندیشہ میر اسانپ کیسے بل کھاکے رہگیا اور کچھ بیان
نہ کرسکا گویا یہی ہیئت کذائی اوسکی اوسکا بیان ہی زیادہ بیان لا بیان حاسدون کی تیرے یہ کیفیت کہ اونکے
دل آرام و اطمینان سے ایسے اجڑے پڑے ہین جیسے تجھے زمانہ جو دین وہ مواضع جو معادن کہلاتے تھے کہ وہان
زر و جواہر تجھے نہین چھوڑا ویران کر دیا ہی بلکہ اون موضعون سے بھی ویران تر حاسدون کا دل ہی اور عجب یہ
کہ تو تو ہمیشہ زیب محفل رہتا ہی کچھ دواد وش اور کوشش و کاوش نہین کرتا مگر تجھے سارا زمانہ تیرا شکار ہو رہا ہی اور
سب کے سر اپنی فتراک مین باندھے ہوئے ہی ایسے مطیع و منقاد تیرے ہورہے ہین بس یہ تیری خوش نصیبی و بخت بلندی ہی اور
کیون نہو کہ بخت بلند تیرا ابھی تو ایک نہال نو رستہ سرسبزی یافتہ اوس گلشن عالی کا جسکے ایک ادنی روش
کاہکشان ہی یعنی عالم علوی الخلاف نسخہ مطبوعہ مین بجاے انامل انامہ شاید غلطی کاتب سے ہو محشی لکھتے ہین سر فتراک

بستن کنایہ مقہور کرنے سے ہو انتہی خیال کیا جاے کیا سارے زمانہ کو مقہور کرتا ہو **قولہ** چو سدرہ ریشہ الخ زحد گذشت حق الخ
سمند دولت الخ بر سر بپا ہمراہ الخ **الانتباہ** چار ارکان اربع عناصر سدرہ بالکسر درخت کنار اور وہ درخت کنار جو ہفتم آسمان پہ
مقام حضرت جبریل علیہ السلام کا ہو اور نیز منتہی اعمال و افعال مخلوق کہ اس سے آگے نہین بڑھ سکتے **المعنی** یعنی اگرچہ
درخت تیری عمر کا چار باغ ارکان مین جا ہو لیکن سدرہ کی طرح ریشہ دوانی اسنے بھی جہات ابدین کی ہو بس جیسے
وہ ابدی ہو یہ بھی ابدی ہو اور مین دیکھتا ہون کہ سالہا سال سے فلک نے تیری خدمت اور اطاعت مین رہکر
حد سے زیادہ حقوق قدیم الخدمتی کے بہم پہونچاے ہین لہذا مین ڈرتا ہون کہ مبادا انظر اسکی قدامت کے تو اوسکو عرش
کیطرح اپنے مسند کے نیچے تجکو جگہ دیدی اور یہ ظالم غرور مین آجاے زیر عرش ہونا فلک کا اور بعض نصفی زیر زمین ہونا
کہ اس صورت مین پر مسند ممدوح بھی ہوگا اور تشبیہ مسند کی علوی مین عرش سے ظاہر اور منظور نظر شاعر ہے بعد ان
دونون شعرون کے دو اشعار قطعہ بند ہین یعنی سمند تیری دولت ابد مدت کا ایسا تیز گام سبکخرام ہو کہ اوسکے
ہر قدم مین کون و مکان میدان ہونے کے شایان ہین اگر اوس سمند دولت کی عنان تو ازل کی طرف جو اسکی
مبتدا ہو پھیرے تو ابد تنگے سر تنگے پانون اوسکے پیچھے مضطرب الحال دوڑے کہ ازلی تو تو خود ہو ادھر کیون
جاتا ہو ادھر آ اور ابدی ہو کہ یہ بات باقی ہو **اختلاف** نسخہ مطبوعہ مین شعر اخیر بفاصلہ چھہ شعر کے لکھا ہو
مین نسخہ بخلاف نسخہ مذکور کے لکھا ناظرین غور فرمائین کہ در ہر گام مع مصرع ثانی جب جملہ معترضہ ہو تو پھر خبر کہان اور
شعر لاحق کا مضمون جدا عجب محشی اور مصحح سے کہ و نبالش اور عنانش کا مرجع نہ سوچا کون ہو **قولہ** بخرق عادت
اگر الخ شجاعت تو الخ چو عرض معجزہ را الخ چو خرش کینہ بتازی الخ **الانتباہ** خرق عادت خلاف عادت
کنایہ کرامات اولیا سے کہ وہ بھی خلاف عادت ہوتی ہو کنہ بالضم حقیقت و ماہیت ولی نعمت صاحب نعمت
اور لفظ ولی کا مقطوع الاضافت ہو جیسے ولیعہد شرزہ خشمناک و مہیب بریانی ایک قسم پلاؤ نمکین یا لائی بیاے
موحدہ متعدی یالیدن معجزہ بضم و کسر جیم عاجز کرنیوالا اور خرق عادت جو نبی سے صادر ہو کہ کافر مثل
اوسکے نہ کر سکین اور جو ولی سے صادر ہو وہ کرامت ہو اور اگر کافر سے تو استدراج **المعنی** پہلے شعر مین
اشارت ممدوح کی اہل تصوف سے ملنے سے ہو چنانچہ ایک قصیدہ اور بھی اسی قسم کا لکھا ہو کما سیجی یعنی اے
ممدوح تیری ماہیت حقیقت بسبب حصول معرفت و عرفان کے ایسی نہین کہ کسی کی عقل و ادراک مین اوسکی
گنجائش ہو سکے عقل و ادراک سے باہر ہو البتہ اگر وہی اپنی خرق عادت سے کسی ادراک مین سما جاے تو ممکن
ہو جیسے حضرت شاہ عبد الرزاق بانسوی نے ایک پیالہ و مدھا کے سارے شہر بانسہ کو چھپا لیا تھا پھر اس
صفت سے عدول کرکے کہ نری فقیری نہ ثابت ہو جو منافی سپہگری کی ہو کہتا ہو کہ شجاعت تیری عجب
ولی نعمت ہو جسکے باورچیخانے مین سواے اور اور اقسام طعام کے جگر شیر شرزہ کا کام بریانی کا دیتا ہو

جو کہ بریانی مین گوشت بریان ڈالتے ہین گویا جگر اوسکا ہر وقت تیری شجاعت کے رشک و حسد مین جلتا بھنتا رہتا ہی اور سیر کے
جگر کا ہمیشہ بھننا کہ ہمیشہ تپ مین رہتا ہی واضح جیسا کہ اوپر بھی کہا ہی مصرع از سردی او تپ شکند شیر اجم را ✲ اور جو کہ خرق
عادت یعنی کرامت سے بڑھکے معجزہ ہی لہذا بعد تدارک اوسکے معجزہ کی طرف رجوع کی کہ اگر بغرض عرض تربیت و پرورش
معجزہ کی طرف متوجہ ہوئے تو ہو سکتا ہی کہ سایے کو آفتاب کی آنکھ مین پلو سائے اور رہ جائے ورنہ سایہ آفتاب سے
گریزان ہوتا ہی اور لطف یہ کہ آفتاب کے معنی دھوپ کے بھی ہین اور دھوپ کی بغل مین سایہ رہتا بھی ہی اور برہ ہمت
بھی ہی آب پھر دوسری صورت ہی یعنی کینہ ور اور ستیزندہ ایسا ہی کہ اگر زمانہ کے ساتھ بر سر کینہ و ستیز ہوئے تو دم
مین لوٹ پوٹ کرکے تحت الثری تک کی دھول اڑا کے آسمان پر پہونچا دے اور رجا دے اور عادت ہی کہ
سی گرد و غبار کے وقت مین مجازاً کہتے ہین کہ گرد آسمان پر جم گئی ہی ورالا آسمان کہان اور گرد کہان مصرع
چہ نسبت خاک را با عالم پاک قولہ زمانہ جمع کند شش جہت الخ قلم براہ صلاح الخ ہمان عصاے کلیم ست الخ الانتباہ عصاے
کلیم عصاے موسی علیہ السلام کہ ہزار ون اژدہے ساحران قوم فرعون کے نگلگیا تھا کما قال اللہ عز و جل قال بل القوا فاذا
حبالہم و عصیہم یخیل الیہ انہا تسعی والق ما فی یمینک تلقف ما صنعوا ثعبان بضم اول و باے موحدہ مار بزرگ و اژدہا
المعنی پہلا شعر اوپر ہی کا رہا ہوا ہی یعنی اگر زرش حکومت کو اس شش جہت سے ایک جہت کی طرف سبکخرام کرے تو زمانہ
کہ ترقی خواہ تیرا ہی ہر پنج جہت باقی کو بھی اوسی جہت مین جمع کر دے کہ شاید وہ جانب اور جہت کے متوجہ نہو سے
اور یہ دسکی حکومت سے محروم رہے سعادت رہجائین پچھلے دونون شعر مربوط ہین یعنی قلم تیری راہ صلاح پر چلتی
ہی جب تو یہ دو دو انگل کی نے جہانبانی کر رہی ہی ورنہ جہانبانی ایسی شی حقیر کے سزاوار کب تھی اب تو اسکو عصاے
کلیم کہنا چاہیے کہ دیکھنے کا عصا اور نگلجانے مین اژدہا ہی علی ہذا یہ دو دو انگل کی نے اور تمام جہان کا بند و بست جیسا
کہ عصاے کلیم کی نسبت حضرت سعدی نے بھی فرمایا ہے عصا کلیم اند و بسیار خوار ✲ بظاہر چنین زرد رو و نزار
مگر اپنے صلاح وقت قلم ہونے مین بھی ہی نہ اژدہا بننے مین قولہ رقم کشان یمین و یسار الخ ز بہر شدت خذلان الخ الانتباہ
رقم کشان یمین و یسار کاتب اعمال یعنی کرام کاتبین خذلان بکسر اول و سکون ذال معجمہ بے بہرگی اور چھوڑ دینا اور
باز رہنا المعنی یعنی کرام کاتبین جو چپ و راست ہر شخص کے رہتے ہین کہ اوسکے اعمال بھی لکھتے ہین اور محافظ
بھی اور نیز نیک و بد سمجھانیوالے اونھون نے تیرے دشمن کے معاملے مین کہ وجود اوسکا ہر کسی کو ناگوار و ناپسند ہی
بلحاظ شدت اوسکی بے بہرگی کے اپنی طبیعت ملکی کو نفس شیطانی سے بدل لیا ہی تا وہ خسر الدنیا والاخرت رہے
قولہ سہ گانہ گوہر والا نژاد الخ از ان میان وجود الخ الانتباہ سہ گانہ گوہر موالید ثلاثہ کہ حیوانات و نباتات
و جمادات ہین جیسے خود شاعر نے توضیح کی ہی معدنی سے مراد جواہر وغیرہ جو جمادات ہین وجود و عدم بھی عالم
موجودات فرود آمدن اترنا اور نازل ہونا المعنی یعنی موالید ثلاثہ جو خاندان آفرینش مین سب سے

بچے ہین خواہ معدنی خواہ نامی خواہ حیوانی قضا و قدر نے سب کو تیرے ردّ و قبول کی خاطر اس عالم وجود و عدم مین بھیجا ہی اس
نظر سے کہ تیرے رد و قبول مین مشکل نہو بآسانی ہو جاے جیسے کوئی کسی کے پاس انواع اقسام اشیا بھیج دیتا ہی کہ جو چاہو پسند
کرو ہمارے پاس تو عمدہ اشیا یہ ہین قولہ فلک بر دمک الخ بماندے از حرکت الخ الانتباہ بروز عدل اے بزمانہ عدل فانی
فنا ہونیوالا المعنی یعنی فلک کہ پیر جہاندیدہ ہی ہزارون زمانے ہزارون بادشاہون کے اسکی نظر سے نکل گئے ہین اگر
تیرے زمانۂ عدل کو جیساکہ حسن و خوبی پائی ہوئی ہی مردمک آفتاب سے دیکھتا تو آفتاب حیران ہوکے مثل دیدۂ حیران عاشق کے
اپنے مطلع مین بھی بے حرکت ہوجاتا با وصف اس حسن و جمال کے جو خود رکھتا ہی یہان تک مدح تھی آیندہ مطلب دیگر قولہ گہر شناس الخ
غلط سنج و مبین الخ الانتباہ نثار بضم وہ شی جو تصدق کرین بالکسر تصدق کرنا ارزانی ضد گرانی نرخ اشیا و رقیمت اور
فزونی مجازاً و بنا بخشنا اور لائق اور مسلم اور برقرار اور منسوب بہ ارزن کہ ایک موضع ہی قریب شیراز کے کہ بفرق تو باے
ارزانی جملہ دعائیہ علیحدہ ہی غلط بفتحتین کبھی غلط کنندہ کے معنی مین ہوتا ہی کبھی غلط کردہ شدہ کے المعنی یہان سے اشعار
فخریہ شروع ہین شاعر ممدوح سے بندا مخاطب ہی کہ اے گہر شناس جوہری سخن ذرا اپنے پانون کے سامنے تو دیکھ اور پرکھ کہ کیسے
گوہر بے بہا مین نے تیرے سر پر سے نثار کیے ہین جو پھیلے پڑے ہین اور خدا کرے کہ یہ نثار ہمیشہ تیرے ہی سر پر بکثرت
ہوتا رہے اور کوئی لایق اسکے کب ہی پھر اسبات سے اعراض کرکے کہتا ہی کہ نہین مجھسے غلطی ہوئی نہ انکو دیکھ نہ پرکھ
بلکہ نسیان کے پانون تلے مل ڈال ایسا نہو کہ بسبب نہایت خوبی کے نثار کیے ہوؤن کو مین گر پھر اپنے سر پر ڈال لے کہ خلاف
عادات اہل وفا کے ہی اور مشعر بخوبی بھی قولہ سبک زجاش نہ گیری الخ قماش دست زدہ الخ زبسکہ لعل فشاندم الخ الانتباہ
کبس گران گہر جملہ معترضہ اور گران گہر بمعنی بزرگ اصل و عالی نژاد کہ نصیبش مباد ارزانی پھر جملہ دعائیہ علیحدہ قماش
بضم رخت و اسباب اور جامہ ابریشمی اور متاع خانہ اور بمعنی جوہر اور صفت نیز دست زدہ ہندی چھوے ہوئے
بدخشان نام شہر اور جو لعل بدخشانی مشہور ہی یہ نسبت بسبب خرید و فروخت لعل کے ہی کہ وہان ہوتی ہی ورنہ لعل کی اصلی کان
سکنان ملک ختلان سے ہی نہ بدخشان سے المعنی پھر تائید سابق کہتا ہی کہ اسکو کسی کے ساتھ ہاتھ مین مت دے
جیسے ایسی ویسی متاع کچھ بے سوجھی سے اوٹھا لیتے ہین یہ متاع میری بڑی بزرگ اصل عالی نژاد ہی کہ خدا اسکو ارزانی و
بے قدری سے بچائے کہ کسی شہری اور دیہاتی کے چھوئے ہوئے نہین نہ کسی کا ہاتھ اسکو لگا نہ ایسی متاع میرے پاس
ہی بلکہ میری متاع بالکل دریائی ہی یا کانی کہ مین نے اپنی دریاے فکر اور کان طبیعت سے پیدا کی ہی اور جو کہ مین نے
یہ لعل فشانی کان طبیعت سے کی ہی بنظر اسکے کہ اہل قیاس کے نزدیک جوہر شے کے حسن و قبح کا اندازہ کرتے ہین
بدخشان اور شیراز دونون نسبت مین یکسان ہین اگر وہ لعل بدخشانی ہین تو یہ لعل شیرازی او دونون مین کچھ فرق
نہین قولہ بعد جلوہ حسن الخ کنون کہ یافت الخ ببین کہ تافتہ ابرشمش الخ زمانہ ببین کہ الخ الانتباہ قبول
بفتح قبول کرنا اور یہ وزن بفتح شاذ ہی فارسی والے بمعنی مقبول کے استعمال کرتے ہین کمال الخلاص اسمعیل اصفہانی

کا اور یہ کمال و شاعر ہوئے ہین ایک یہ اصفہانی دوسرا خجندی نقصانے مین یاے زائدہ ہی جیسے صفاے اور رشیدے مین سمر
سرمہ ساز زدیدہ کشدیا زترجمہ عین کا ہی اے از دیدہ دور کند سرمہ صفاہانی مشہور ہی یہان مراد کلام کمال سے تافتہ بعدی
بٹا ہوا کہ بٹا ہوا ریشم یا ڈورہ مضبوط ہوتا ہی اور خام کمزور اور نیز تافتہ کپڑا ریشمین بس اس لفظ مین ایہام ہی ایسے ہی شعر
بالفتح کپڑا ریشمین سیاہ اور بالکسر کلام موزون جو بالقصد ہو شروان نام شہر خاقانی اور جو کہ خاقانی نے تحفۃ العراقین
مین خود لکھا ہی مصرع جولاہہ نژادم از سوے جد ٭ اور باپ کو علی نجار لہذا شاعر نے برعایت اسکے تافتہ اور اطلس
اور شعر کے ایراد کیے ہین اور کحال کی رعایت سے سرمہ صفاہانی تافتہ ابریشم مقلوب ہی گمرا جلوہ داد یہ کاف بمعنی
چہ تعظیم کے ہی یعنی کیسا جلوہ المعنی شاعر بعد اظہار فخر مذکورہ کے اب متوجہ ان دونون شاعرون کیطرف ہوا کہ انکی بھی قصائد اسی
زمین مین ہین پہلے دونون شعر نسبت کمال اسمعیل کے ہین یعنی کمال اسمعیل اور اوسکا کلام زمانہ سابق مین مقبول خلائق
ہو چکا تھا اور شاہد نظم اوسکا منظور نظر اہل نظر اب میرے کلام کا وقت ہی اور اسنے ایسا جلوہ حسن کا دکھایا کہ اوسنے
بالکل خسارہ اور نقصان اوٹھایا یعنی اسکے سامنے اوسکو ناقص جانتے ہین اور خرد کہ ممیز ہر نیک و بد کی ہی جب سے
اوسنے مجھسا سرمہ ساز شیراز مین پایا ہی اور اس سرمہ سے آنکھین روشن کی ہین سرمہ صفاہانی سے بیزار ہو کے
اس سرمہ شیرازی کو آنکھون مین لگاتی ہی اور عزیز و دلپسند کرتی ہی تشبیہ کلام کی سرمہ سے باعتبار سیاہی تحریر
کے ظاہر ہی پچھلے دونون شعر خاقانی کی طرف سے ہین یعنی اے ممدوح ذرا غور تو کر کہ شعرباف شروانی کا ریشم بٹا
بٹایا کہ خوب مضبوط و استوار ہو رہا تھا کیسا کچے سوت کی طرح کمزور و ہلکا ہو گیا میری اس اطلس کی چمک دمک سے
اور خیال تو کر کیسا زمانہ نے مجکو جلوہ دیا کہ خاقانی مرنے کے بعد بھی میرے داغ رشک سے نہ چھوٹا آخر یہ داغ اوسکے
نصیب مین بعد مرگ مقدر تھا قولہ گرفتہ روے زمین الخ بخندا اے در و دیوار الخ چو کرم پیلہ لعابی الخ زشوق بوعلمون الخ
الانتباہ کرم پیلہ بکسر اول و یاے معروف کرم ابریشم تنیدہ ام بسرورت عبارت کمال فخر و ناز سے دارا اے دخاقانی
منسوب بہ دارا و خاقان اور نیز دارائی مین ایہام ہی کہ نام پارچہ ریشمین کا ہی بوقلمون بفتح قاف و لام ایک قسم
دیبا کہ رنگ برنگ معلوم ہوتا ہی و بسکون لام نیز اور یہ لفظ عربی ہی اصل مین ابوقلمون تھا فارسی والے ہمزہ حذف
کر دیتے ہین کہ جیسے بوالحسن اور نام جانور کہ صبح و شام رنگ بدلتا ہی اور نیز حرباحلہ بالضم و تشدید لام برد یمنی اور
ردا اور جامہ اور ازار المعنی پہلا شعر صاف ہی محتاج بیان نہین دوسرے شعر کے یہ معنی کہ اب تلک اس دور کا
خراب ہین ابواب خرمی مسدود اور اسباب بے غمی مفقود تھے اب اسکے تمامی اہل در و دیوار یعنی ذکور و
اناث سے کہدو کہ خوب دل کھول کے ہنسین اور میرے اشعار دروازون پر اور دیوارون کے اندر
خوش ہو ہو کے پڑھین اور داد خرمی کی دین کہ مین اس فن کا سلیمان بن کے بیٹھا ہون جسکا مثل کوئی
نہوا اور کرم پیلہ کی طرح یہ ریشم مین نے اپنی موچھون پر پورا ہی یعنے بڑے فخر و ناز سے لکھا ہی جیسے ہندی

محاورہ ہی کہ خوب موج چھونکو تاؤ دیا ہی کہ پل من حریف اور یہ ریشم میرا وہ ہی جو اصل خلعت دارا و خاقان کی ہی یعنی سنر وار ہت
ایسے پادشاہان عظیم الشان کے جو تیری مدح مین صرف کیا ہے اے ممدوح ہمیشہ شاہد معنی اظہار اپنے عریانی اور برہنگی کا
کر کر کے میری عبارت بوقلمون کے حلہ کا مشتاق رہا ہر چند شعرا نے جامہ دوزی کی چونکہ پسند خاطر اوسکے نہ تھا نہ پہنا
عریان ہی رہا اب اپنی تمنا کو پہونچا قولہ زسحر خامۂ جادو اثر الخ بنوش وباک مدار الخ ازین شراب الخ زمانہ خواند الخ
با آستان تو مد الخ الانتباہ شراب روحانی کلام پاکیزہ اور ذوق شوق کہ منشاء وجد وحال ہی شراب خامہ رسا
رسا مجموع مضاف مضاف الیہ کی صفت ہی آلودہ دامنی گنہگاری بیاض سفیدی ہر چیز اور کاغذ سادہ اور وہ
اوراق جن پر اشعار انتخابی لکھتے ہین آستین افشاندن کے معنی اوپر گذرے المعنی یعنی سے اے ممدوح ذرا میرے خامہ
جادو اثر کے سحر کو تو غور کر کہ کاغذ مین شعر لپیٹے جاتے ہین اسنے شراب روحانی لپیٹی ہی جو تیرے پاس بھیجتا ہون تو
بیٹھ کر اسکا نوش کر کہ اسکا نوش کرنا مورث پشیمانی نہین بسبب جلت کے اور بالفرض گر معصیت بھی لازم آئی
تب بھی یہ ہے کہ یہ ہرگز چھوڑنے کی نہین ہی ایسے موقعے پر پاکدامنی حرام ہی اور لائق سلام دیکھ تو سارے زمانے
مین یہ شائع ہوا اور سب نے اسکو پڑھا اور آسمان نے تو یہ بات سنکے کہ یہ قصیدہ انتخابی بیاض مین لکھنے کا ہی نہ
دیوان مین اپنی بیاض دیدے پر لکھ لیا دیکھے گا تو کیسے گنج شایگان اسمین بھرے ہین اگر اپنی آستین کی طرح اسکو جھاڑیگا
تو یہ سیکڑون گنج شایگان تیرے آستانے پر بکھیر دیگا حاصل یہ کہ تو اسپر آستین جھاڑیگا یعنی تحسین وآفرین کریگا اور
یہ تجھپر گنج شایگان مدح کے نثار کریگا الخلاف ملا قطب نے آستین افشاندن رقص کردن کے معنی مین لیکر لکھا کہ بدریافت
میرے لآلی نظم کے خوش ہوگا اور آستین افشانی کریگا تو تیری آستین سے تمام گنج شایگان تیرے آستانے پر پھیلجائیگا
انتہی مصرع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا قولہ مدہ براوی الخ مراز نسبت الخ الانتباہ راوی روایت کنندہ
اور وہ شخص کہ قصیدہ شاعر کا بالحان خوش سامنے ملوک وامرا کے پڑھے برز کسی نشاندن کسی کا ساحال کرنا
المعنی شارحین نے لکھا ہی کہ کمال اسمعیل نے قصیدہ اپنا ایک راوی ناجنس کو دیا اوسنے غلط پڑھا بادشاہ نے
غصہ ہو کر اوسکو قید کیا تھا یہ دونون شعر اسی کے دفع مین لکھے ہین کہ میرا قصیدہ کسی راوی ناجنس بے علم سے
مت پڑھوانا مبادا کمال کا سا حال تو بھی میرا کرے اور یہ ذکر مین نے اسواسطے کیا کہ مین اور وہ ہم پیشہ اور ہمنام
ہین گویا ہمدرد بس یہ ہمدردی مجھسے کہلوا رہی ہی کہ مجھکو اوسکا نہایت غم ہی ورنہ میرے شعر کچھ غم اور پرواہی کی غلط
خوانی کی نہین کرتے تیرے سامنے غلط صحیح چھپ نہین سکتا جانے وہ کیسا پادشاہ تھا جسکو خود غلط صحیح کا تمیز نہوا
قولہ مفرحیکہ من الخ زدہقانی الخ کنونکہ رتبۂ حکمت الخ ہنوز ہست امید ش الخ الانتباہ مفرح بضم میم وتشدید
رائے مکسورہ تفریح دہندہ اور دوسا مرکب شیرین اور خوش مزہ اور خوشبو مقوی دل وجگر سازد ہم سے
تیار کنم دہد اے سازد دہقان باگ سے باگ ملا کے چلنے والا شاعر شروان خاقانی کو دکیم کا میم مضاف الیہ

وہن کا ہی یونان بالفتح نیا بالضم گیلان نام شہر لمعنی پہلے شعر سے یہ مراد کہ علاوہ تمہید و اتیان ممدوح کے میرا کلام بھی ایسا
نہین جسمین غلطی ہوئین بھی اس فن کا ایسا حکیم ہون کہ اگر کوئی مفرح واسطے تفریح روح کے شیرین اور خوش مزہ اور خوشبو
طیار کرون تو سزا نوری ہے ایسی بن پڑے نہ کمال سے نہ خاقانی سے میرے سامنے تو یہ بیمان اور فلاع ہم
مین داخل ہین اور خاقانی جو شروانی کرتا رہا یہ نام تھا جیسے ہندی مثل ناؤن میرا گاؤن تیرا اہل شروانی سہیل
ذہن تھا جو لڑکپن مین خاقانی کا ہمعنان ہوا اور اوس سے خاقانی سوجھ بوجھ پاتا رہا ورنہ اوسنے یہ مادہ کہان پایا
اور اب تو شعر گوئی میری بدولت مرتبہ حکمت کو پہونچی ہی جو ہمسر درجہ نبوت و ولایت کا ہی لہذا اس اعتبار سے اگر آپکو
یونانی اے مالک یونان کہیے تو سزاوار ہی معہذا یہ امید بھی رکھتی ہی کہ میرے فیض طبیعت اور بعون خدمت صاحب
جسکی صراحت آگے ہی خطاب گیلانی بھی پاؤ کہ یونانی کہلانے سے یہ بڑھکے ہی اسواسطے کہ جیسا میرا مخدوم حکیم ہی
ایسا حکیم یونان مین کب ہوا ان اشعار مین اپنا فخر بھی ہی اور مدح ممدوح کی بھی اور تمہید مدح ابو الفتح کی
الخلاف نسخہ مطبوعہ مین بجائے مفرح کے تفرجیکہ غلط لکھا ہی قولہ صد صاحب آنکہ ور اہمال الخ ہمان کہ گریہ الخ
ہمان کہ ہستل الخ ہمان کہ فرق فلک الخ ہمان کہ ابر عتابش الخ ہمان کہ نشکند الخ سخن صریح بگویم الخ الانتباہ
اہمال بالکسر از خود چھوڑ دینا کسی چیز کا اور درنگ کے معنی مین اہمال ہی نہ اہمال روان بالفتح اول روح اور
جان اور نفس ناطقہ اور قیل روح جانی و نفس ناطقہ روان گریہ کلک تحریر و تا بمعنی خود دگرت کی تا مضاف
الیہ پیشانی کی ہی کلاہ بارانی ہندی گھونگھی طرف کلاہ گوشہ کلاہ اور طرف کلاہ شکستن ٹیڑھی ٹوپی رکھنا یعنی
یہ ساتون شعر مربوط ایک قسم کے ہین لہذا مین نے بھی اکٹھے لکھے یعنی وہ صاحب کہ جس سے میری سخن گوئی خوشنما
خطاب گیلانی کی ہی وہ شخص ہی کہ تقاضائے سب پر اوسکی خدمت واجب و لازم کی ہی متی کہ صورت دیوار کہ تجھیتہ
اوس سے اہمال خدمت بسبب عذر بے جانے کے قابل مواخذہ نہ تھا اوسکا عذر بھی نہ سنتا اور اوسکے ذمہ یہ
خدمت لگائی کہ تو دیوارون پر حیران رہکر سیر و تماشا اوسکو دکھایا کر اور ایسے ممدوح وہی صاحب کہ جسکے واسطے
تو اپنے کلک گہرسلک کو رولاتا ہی تا نو بہار طبیعت کو اوسکی شگفتہ اور ظاہر کرے یعنی قابل عرض اپنی تحریر سے
اوسکے سوا اور کو نہین جانتا اور وہی صاحب کہ جسکے ساتھ تجھکو تکلم روحانی و جانی ہی ایسے بجان و دل اور
افلاطون جیسے کی روان سے خطاب لفظی و زبانی یعنی سرسری جیسے عوام کے ساتھ اور وہی صاحب کہ اگر
ذرا بھی فلک کسی حادثے سے تیری پیشانی پر چین ڈالے تو فرق فلک کو تیغ سیاست سے دوپارہ کر دے اور دو
پارہ ہونا فرق فلک کا خط کہکشان سے واضح ہی بس مناسبت مضمون کی ظاہر اور وہ صاحب کہ اگر ابر
اوسکے عتاب کا فتنے برسائے تو جان تیری حفاظت کی گھونگھی ڈالے بچے اور وہی صاحب کہ بدون شانہ
تیری دو وفاق کے ہرگز کسی سے راضی و خوش نہوئے اور کلاہ کج کر کے نہ بیٹھے اب کہتا ہی کہ یہ اشارہ ہی کہ جب

کردن صریح نہ کہون کہ وہ حکیم ابو الفتح ہی اور وہ ابو الفتح کہ جسکو تو سپہر فضائل ماثر کہتا ہی یعنی یہ سپہر تو اور قسم کے آثار و اطوار رکھتا ہی اور وہ سپہر آثار فضائل کا ہی یہ شعر بھی مشتمل بر تمہید مدح ابو الفتح کے ہین اور بیان نہایت محبت و اتحاد خانخانان و ابو الفتح مین ہی اسیواسطے اشعار بھی متحد سے لکھے ہین کوئی اسکی طرف سے کوئی اوسکی طرف سے اختلاف ملا قطب نے پہلے ہی شعر سے لکھا ہی کہ یہان سے مدح ابو الفتح کی شروع ہی حال آنکہ مدح چندرہ شعر کے بعد تبارک اللہ سے شروع ہی اور بیچ مین اشعار اور قسم کے بھی ہین اور نیز گریز کے انہین بھی اگرچہ مدح ہی لیکن ضمناً دوسرے تذکرے کے شامل نہ صریحاً چنانچہ سیاق سباق سے ظاہر ہی اور یہ معنی کہ قضا یا بحال اوسکی خدمت کے صورت دیوار سے مواخذہ کرتی ہی ویسے ہی اوسکے چھوٹے ہین اور مین نے تو اوسکے ذمے خدمت لگا دینا ثابت کر دیا ہی ایسے ہی تیسرے اور چھٹے شعر کے معنی ہین کہ کچھ علیحدہ بے سمجھ مین نہین آتی جانے کیا لکھدیا ہی **قولہ** دلیر از آتش پرستم الخ ذخیرہ نہد از من الخ از ان ندیدہ ثنا الخ دلیل و حجت ہین بس الخ الانتباہ پرستم سے اطاعت و بندگی کردم ذخیرہ وہ چیز جسکو کسی وقت مین کام آنے کے واسطے رکھ چھوڑین المعنی یعنی اے ممدوح یہی ابو الفتح جسکا مین نے نام لیا اور تیرا اوسکا اتحاد بیان کیا میرا بھی مطاع و مخدوم ہی اور خوب جانا بوجھا کہ بیدھڑک اوسکی بندگی اور اطاعت کرتا ہون بدین وجہ کہ اوسکی خوبی و لیاقت سے بڑی مسلمانی ہو رہی ہی یعنی کفر اسلام ہو گیا ہی اور میرا بڑا ذخیرہ اوسکے پاس ہی جیسا کہ مانی پاس وہ مرقع تصویرون کا تھا جسکے زعم سے دعوی پیغمبری کا کیا ایسے ہی میرا کلام ہی جو اوسکے پاس جمع ہی اور مین نے اوس سے بہت فائدے اٹھائے جیسے صورت نے مانی سے کہ بالکل حسن و خوبی اوسمین مانی سے پیدا ہوئی اور تجکو ابھی مین نے دیکھا نہین تا دیدہ تیری مدح و ثنا کرتا ہون اسکا بھی یہی سبب ہی کہ بدیدہ معنی جو غور کرتا ہون تو تجکو اور اوسکو یکتن پاتا ہون ورنہ لوگ یکجان اور دو تن کہلاتے ہین تیرا اوسکا تن بھی ایک ہی اور یہ جو مین نے توحد او ریکتن ہونا تیرا اوسکا بیان کیا اس وحدت کی دلیل یہ ہی کہ مین نے جو اوسکی مدح کا قصد کیا تو اپنی مدح کی جگہ تیری مدح کا حکم دلیا اور تیری مدح اپنی ہی مدح ٹھہرائی اختلاف نسخہ مطبوعہ مین مدح خود بخواست بجائے مدح خود نہ بخواست کے غلط لکھا ہی اور عجب محشی سے کہ کوئی حرف قدر اوسمین ہین اور وہی غلط نسخہ کے موافق معنی تراشکے اور گڑھ گڑھا کے ٹھیک کر دیے وہ مثل ہی کہ اپنے حلوا مانڈون سے کام انکے حواشی اور بھی مین نے دیکھے ہین اسمین بھی اور سکندرنامے مین بھی بارک اللہ کیا کہنا ہی خلاصہ لکھتے ہین کہ مدح اپنی ابو الفتح تیرے مدح کے ضمن مین چاہتا تھا اسواسطے تیری مدح کا مجکو امر فرمایا شارحین خوب کہ الگ کو لے بچا جاتے ہین ملا قطب پہلے ہی لکھ بیٹھے یہان سے مدح ابو الفتح شروع ہی اب بتائین مدح ہی اور خود شاعر آیندہ لکھتا ہی جو مشت و دندان شکن ہی **قولہ** تو چون گذر کنی الخ ضمیرے مین اینک الخ الانتباہ آنجا سے مراد وہ جگہہ جہان ممدوح ہی دوسرا مصرع جملہ معترضہ تا خن زدن اعتراض کرنا سر جنبانیدن تحسین و پسند کرنا وے کی ضمیر راجع با ابو الفتح المعنی یعنی دوسری دلیل اتحاد کی یہ کہ تو اپنی جگہہ ہی وہ اپنی جگہہ اور دل اوسکا یہین بیٹھے بیٹھے

مجکو بتاتا ہی کہ جسوقت میری نظم رنگین مین سیر و گذر کریگا جسکا ہر مصرع ایک چمن اور ہر بیت ایک بوستان ہی تو فلان
جگہ ناخن زنی کریگا اور فلان جگہ تحسین و آفرین الخلاف محشی لکھتے ہین کہ اول بو الفتح مجکو بیان جتا دیگا کہ خاقانی
نے فلان جگہ تیری نظم کی عیب گیری کی اور فلان جگہ تحسین کی بصیغ ماضی انتہی شاعر نے لکھا ہی قصیدہ ناشدہ
و نارسانده کما ہجی اور اونھون نے بصیغ ماضی عیب گیری اور تحسین پہلے سے ثابت کردی سوال سکے مفہوم سکے
معنی کا یہ ہی کہ اورون سے پہلے ابو الفتح جتا دیگا پھر ویسی اتحاد کی کیا بلکہ وہی صورت جو مین نے لکھی کہ تیرا اوسکا
دل ایک ہی قولہ درین زمین دو سہ الخ قصیدہ ناشدہ و نارسانده الخ الانتباہ گزیدہ سے منتخب ربانی مین
الف نون زائدہ ہی ناشدہ نارسانده حال ہی قصیدہ سے المعنی اب یہ دو تین گریزین ہین بسبب مدح
ابو الفتح کے یعنی اسی قصیدے کی زمین مین دو تین بیتین گزیدہ پسندیدہ عطیات الٰہی سے مین نے رکھ چھوڑی
ہین اور حال یہ کہ قصیدہ بھی ابھی ناشدہ نارسانده لہذا اوسکی مدح مین پڑھتا ہون اسواسطے کہ اوسکی مداحی کا
جیسا شوق مجکو ہی وہ تجھے خوب معلوم ہی الخلاف اب ما تعطب بیان کیا کہینگے جو پہلے مدح شروع کر چکے ہین بلکہ ان
اشعار مین عذر مدح ابو الفتح کا ہی کہ ایک کی مدح مین دوسری کے مدح کا کیا کام تھا قولہ تبارک اللہ زہے الخ الانتباہ
تبارک اللہ بزرگ و پاکست خدا تعالی اور یہ کلمہ مدح مین ہنگام تعجب استعمال کرتے ہین افاضت فیض دینا اور نہایت
خیر پہونچانا اور بہرہ دینا عمان نام شہر یمن یا بشام برکنار بحر اعظم اسی سبب سے بحر اعظم کو اسکی طرف منسوب کرکے بحر
عمان کہتے ہین المعنی یعنی وہ ابو الفتح جسکی مدح کرتا ہون کیا بیان کرون عجب ہی گوہر گرانمایہ محیط جود و عطا کا ہی
کہ اوسکی افاضت اور فیضبخشی سے ہر قطرہ ایسا باسر و سامان ہو گیا ہی کہ دعوی عمانی کا کرتا ہی اور لطف عمانی کا ظاہر قولہ
نہ نفس کلی و دریاے الخ الانتباہ نفس کلی ہیئت مجموعی نفوس انواع موالید ثلاثہ اور عرش اعظم اور حضرت جبرئیل عقل اول نیز
حضرت جبرئیل جوہر ثانی دوسرا فرشتہ عقول عشرہ سے کہ بقول حکما جسکو حضرت جبرئیل نے پیدا کیا چنانچہ تحقیق اسکی اوپر گذری
گذری اُستاد اصل مین استاد و تھا استا بمعنی کتاب اور ود بمعنی دوست یعنی دوست کتاب واو کثرت
استعمال سے حذف ہو گئی و او دونون مصرعون مین حالیہ ہی المعنی یعنی وہ ابو الفتح نہ نفس کلی ہی نہ عقل
اول مگر حال یہ کہ گوہر دریاے دانش کا ہی کہ جس سے دانش پیدا ہوئی اور اوستاد جوہر ثانی کا حاصل یہ کہ
تمامی موجودات مین مثل دانش کے سرافراز ہی کسواسطے کہ سارے امورات ازلی و ابدی اور دینی و دنیوی
اسی سے وابستہ ہین اور عقول عشرہ مین جوہر ثانی کا اُستاد جو باقی آٹھ مین ممتاز ہی اور جب جوہر ثانی کا
اوستاد ہی تو درجہ بدرجہ حسب ترتیب حکما جوہر عاشر تک سب کا اوستاد ہوگا اور فوقیت جوہر ثانی کی اسکی
شاگردی مین جوہر اول کی شاگردی پر یہ ہی کہ جوہر اول نے صرف جوہر ثانی کو پیدا کیا جوہر ثانی نے جوہر
ثالث اور فلک ہشتم کو جسپر تمامی نجوم و اشکال ہین پیدا کیا بس یہ قربت اسکو اسکی شاگردی سے حاصل

ہوئی جوہر اول مین یہ مادہ کہان تھا اگر ہوتا تو اوس سے ظاہر نہوتا **قولہ** عدا وتش گہر سیمیا سے الخ الانتباہ گہر مخفف گوہر اصل ہر چیز اور ذات و نژاد اور عقل و فرہنگ سیمیا بالکسر علم طلسم کہ جس سے اپنی روح کو دوسرے بدن مین منتقل کر لیتے ہین اور جو شکل چاہین بنا لین اور چیزین موہوم موجود دکھلائین مصلحت مین یاے تحتانی واسطے نسبت کے ہی المعنی یعنی عداوت اوسکی ایک سیمیا مصلحت آمیز ہی کہ عدو و بدخوہ کی بود کو بالکل نابود نہین کرتی بلکہ سیمیا کیسی نمود موہوم باقی رکھتی ہی تا رنج والم سے فارغ نہو جاے اور عنایت اوسکی کیمیاے رحمانی کہ ذہن مین ماہیت قلب کر کے ناقص کو کامل اور ادنی کو اعلی بتادے **قولہ** بجاے دیو ملک الخ الانتباہ دیو جن اور شیشہ پری خوانی افسونگری اور عزیمت خوانی المعنی یعنی اگر کوئی عزیمت خوان اوسکی خلوت خلق مین بیٹھ کے جیسے کہ یہ لوگ خلوت گزین ہوتے ہین عزیمت خوانی کرے تو بجاے جن کے فرشتہ کو شیشے مین اوتارے جیسا کہ کسی نے اخلاق کی خوبی مین کہا ہی مصرع اخلاق سب کے کرنا تسخیر ہی تو یہ ہی ۞ الغرض خلوت تیرے اخلاق کی یہ ہی جلوت کا کیا بیان کرون **قولہ** نخست خویشتنت بخشد الخ الانتباہ گوہر افشانی عطاے گوہر المعنی یعنی ایسا فیاض و عالی ہمت ہی کہ اگر گوہر افشانی پر آجاے تو پہلے اپنی ذات ہی کو تجھے بخشدے اسواسطے کہ اس سے بڑھکے گوہر گران کہان ہی اور جسکو ایسا گوہر قیمتی ملجاے پھر اوسکو کیا پروا اور کیا حاجت **قولہ** زمانہ را و فلک را الخ زمانہ گفت تو پرویز الخ سپہر گفت تو الخ الانتباہ اشراق بالکسر چمکنا روشن ہونا اور وقت صبح بعد طلوع امکان بالکسر ممکن ہونا اور ماسوے اللہ پرویز بالفتح نام خسرو بن ہرمز بن نوشیروان عاشق شیرین پرویز اس سبب سے کہتے ہین کہ پرویز بزبان پہلوی ماہی اور یہ شکار ماہی کا بڑا شائق تھا یا اس سبب سے کہ پرویز بمعنی عزبال شکر اور یہ بھی نہایت شیرین کلام تھا اور بمعنی عزیز وار جمند نیز ترنج زر یہی ترنج دست افشار جو زر کا اسکے ہاتھ مین رہتا تھا کہ مثل موم کے نرم تھا خواہ بسبب خاصیت زر کے خواہ بعمل کیمیا تو آئی لے تو آن ہستی الخ مین میم مفعول کا ہی آے برائے ندا المعنی یہ تینون شعر مربوط ہین یعنی زمانہ اور فلک دونون کو ممدوح کے ساتھ خطاب تھا اوسی وقت مین کہ جس وقت صبح عالم امکان کی چمکی تھی نہ آج کل زمانے نے کہا کہ تو پرویز ہی مین ترنج زر تیرے قبضے مین جیسا چاہیے ویسا مجکو بنا تجھکو اور جو صورت چاہے وہ بنا اور فلک نے کہا کہ تو وہی ہی جو تھا اور مین بہی ہون جو ہون از روے عجز کے پس جیسا مجکو اپنی مرضی کے موافق چلاتا آیا ہی چلائے جا مین تیری مرضی سے باہر نہون گا نہ سرکشی اور سرتابی کرون گا حاصل یہ کہ زمان امکان عالم امکان سے یہ دونون سرکش تیرے مطیع و منقاد بنتے ہین براہ عجز تمیز علیحدہ ہی متعلق بمصرع اول برائم علیحدہ **قولہ** شگفتہ بخت شد الخ چو رسم خدمت اول الخ الانتباہ رسم بالفتح نشان و آئین اور رواج اور عادت اور قاعدہ مجازا وظیفہ اور مشاہرہ اور لکھنا المعنی یعنی اوسکا

بخت تو شگفتہ اور دشمن کا طالع دل شکستہ دہ تو ندیم میکدہ کا ہے اے کامیاب و بعیش و عشرت
مشغول اور بیناکام اور مثل زندانی کے زندان محنت و بلا مین محبوس جس سے نکل نہین سکتا اسی سبب سے دل شکستہ
ہوا اور یہ ممدوح ایسا مخدوم جہان ہے کہ جب قضا و قدر نے اسکی خدمت کی رسم کو عام کیا فلک نے کہا کہ صورت چین
جو پہلے ہی سے داغ بے جانی کا رکھتی تھی اب داغ اوسکا تازہ ہو گیا کہ کاش جان رکھتی تا اس خدمت سے محروم
نہ رہتی اور بصورت داغ ہونا تصویر کا خود عیان قولہ زمانہ گفت الخ فرو گریست کہ آرے الخ الانتباہ فرو گریست
کی نسبت فلک کے ساتھ بدین سبب کہ ابر کا تعلق فلک سے ہے اور گریہ اسکا قطرات الخ زگردانی اے از گردش
دونون فلکون مین تغایر فرضی ہے المعنی یعنی زمانہ نے فلک سے پوچھا آیا تیرا ابر بھی ایسی گہرباری کر سکتا ہے جیسے اوسکی کف جود
اور اس رتبے کو پہونچنا اسکا ممکن ہے یا نہین یہ بات سنکے فلک رو دیا اور کہا کہ البتہ جبکہ فلک سے گردش چھوٹ جاے
اور رجوع ہو اول کے عالم کو پہونچے اور یہ امر محال بس بر کوبھی حصول اس مراتب کا محال بیان ایک بات میرے
دل مین گذرتی ہے شاید ناظرین پسند کرین کہ اگر اوپر کا شعر یعنی شگفتہ بخت تا آخر جسکے طرز سے دعا مترشح ہے بعد
اس قطعے کے ہوتا تو عین مناسب تھا اسواسطے کہ مدح ابو الفتح کی ختم ہوئی اور دعا پر ختم کرنا کلام کا مدح مین اکثر طرز
شعرا کی ہے چنانچہ سکندر نامہ مین حضرت نظامی رح بادشاہ کی مدح مین جو غیبت سے خطاب کیطرف رجوع کی ہے دعا
لکھی ہے اور اکثر یہ بات ادہمین ہے یہان بھی رجوع دوسرے کلام کی طرف ہوا اور یہ مدح بھی ضمناً تھی اور اخیر مین جو دعا
ہے وہ خاص حسب دستور قصائد دونون کے حق مین اور وہان وہ شعر بے محل سا ہے کیا عجب غلطی سے تقدیم تاخیر ہوگئی
ہو مگر مین نے بعض کتب مین جو دیکھا ایسے ہی پایا اسلیے کہ نسخجات مطبوعہ تو رتبۂ وحدت الوجود کو پہونچے ہوئے ہین اور
محشی اور مصحح لوگون کی توجہ سے محروم اگر کسی نسخے مین پاتا تو ہرگز نہ رکھتا اور اب تو یہی رکھا مصرع بر رسولان
بلاغ باشد و بس قولہ سخن شناسا دیدی الخ فلان مربی دمن الخ الانتباہ سحبان بن وائل نام ایک شاعر فصیح و بلیغ
کا ہے عرب سے مقام سحبانی فصاحت و بلاغت فلان سے مراد ابو الفتح مربی پرورش کنندہ طولانی مین بھی یاے
تحتانی زائدہ ہے مثل نقصانی کے المعنی اب شاعر پھر متوجہ خانخانان کیطرف ہو کے منادی ہے کہ اے سخن شناس
اب بھی تو نے دیکھا اور پہلے بھی دیکھا ہوگا علو میرے رتبے کا مقام سحبانی یعنی فصاحت و بلاغت مین سحبان کو
یہ رتبہ کب نصیب ہوا نہ میرا سا مربی کہ ابو الفتح جیسا شخص اور مین اوسکا تربیت پذیر محکولات فضل کے لیے یہی کافی
ہے زیادہ طول کیون کردن قولہ دراز شد سخن الخ طریق ذیل چہ پوییم ثنا سے صاحب مدح تو الخ نوائے لاف و
کذا فی کرا الخ نمی ورزد جہان الخ حدیث آب و علف الخ تمام ہمت دستا قدم الخ وگرچہ ماند دعاسے الخ
الانتباہ تن زدن خاموش ہونا بس کرنا لآلی جمع لولو یعنی مروارید فربرگ طریق ذیل وہ جو شعرا بعد مدح ذیل قصیدہ
مین مقصود یا اشعار فخریہ لکھتے ہین خجالت گاہ مراد اسی اظہار مقصود و ابراز فخر و غیرہ سے وحدان بالضم جمع واحد

فارسی کے استعمال مین جمع تثنیہ کی یکسان ہی سنت بالضم وتشدید نون راہ وروش ورعادت علف بفتحتین خورش ستوران
اور دیگر بہائم اور ایک قسم گیاہ باد مراد بیہودہ سے المعنی یہ آٹھون شعر مربوط ہین شاعر کہتا ہی کہ سخن میرا بہت طول ہوگیا بڑے
شرم کی بات ہی قول دل کے خلاف ہوا لاجرم موقع خاموشی کا ہی کہ سخن میرا لالی عالی سہی تاہم طوالت مستحسن نہین اب
رہا طریق ذیل جیسا شعرا اوسمین مقصود وفخر وغیرہ لکھتے ہین اسکی کیا حاجت اسواسطے کہ مین اس موقع کو بیغیر
حاجت پیش کرتا اور ملتجی ہوتا خجالت گاہ جانتا ہون لہذا اس معاملے مین سمند تیز گام میری خرد کا جولانی سے لنگڑا ہوگیا
اور جو باتین سوا اسکے تھین اونمین خوب جم لان رہا دیکھ تو بنظر اتحاد باہمی تیرے اور صاحب کے جو ابوالفتح ہی کس
انداز سے مین نے مدح لکھی کہ شیر وشکر کی طرح ملاکے دونون کو بشکل واحد کردیا رہی تعلّے لاف وگزاف کہ سنت
شعرا کی ہی وہ بھی ایسی ادا کی کہ خود میرا اپنا دل پشیمانی سے خون ہوگیا اور نہایت رنج مین پڑا سوا اسکے دنیا کی ہوا
ہوس اور امید وطمع جیسی یہ ہوا جہان مین چل رہی ہی میرے دل کو چھو نہین جاتی جو میرے شاہد نطق کی زلف
مجموع کو پریشان کرے اور پریشان باتین مجھسے کہلائے میرے نزدیک تو آب وعلف کی باتین باد ہوائی ہین مین
اپنی نظم ونثر ہی کو آب ونان جانتا ہون یہی قوت لایموت میرا ہی اسلیے کہ مین بے ہمت نہین بلکہ ہمت مجسم اور
سراپا مراد دل مجکو اگر تو دیے تو نہ لون اور تو دے تو تجکو اپنے گنج سے دینے والا ہون شاعر نے ان اشعار مین
حسن طلب اور انکار دونون کو کس خوبصورتی سے ادا کیا ہی الحاصل اب کہتا ہی کہ مدحت ممدوح اور سنت شعرا
اور رحمت اپنی یہ تو سب کچھ بیان کرچکا پھر باقی کیا رہا جو ذیل مین لکھون ہان ایک دعا رہی ہی سو تو ہی بتا کہ کیا دعا
مانگون جسکو تو تحصیل حاصل بتاتا ہی مین جو خیال کرتا ہون تو سب کچھ تجکو حاصل ہی محتاج کسی دعا کا نہین **قولہ** ہمیشہ تا کہ بود
ثانی الخ نہ سایہ تاج وہ فرق الخ **الانتباہ** چونکہ دعاے رسمی تحصیل حاصل سے خالی نہ تھی لہذا احتراز او دعا مین آپ کو
شامل کرکے کہتا ہی کہ ہمیشہ اوس زمانے تک کہ جب تک شمار کے وقت ثانی کو اول پر مقدم نکرین کہ تمام دنیا مین یون ہی
ہوتا چلا آتا ہی اور چلا جائیگا اور جب تک کہ سزاوار تاج کے سر ہوئے یعنی سلطنت قائم رہے اور بادشاہ ہوا کرین
مخدوم اول اور مخدوم ثانی دونون کی ہماے دولت کا سایہ تاج بخش فرق بخت عرفی کا رہے ثانی اقدم از
اول اور مخدوم اول وثانی ان دونون جملون مین ایک لطف یہ بھی ہی کہ دونون اول اور دونون ثانی
ہو سکتے ہین بنظر ترتیب قصیدہ تو خانخانان اول ہی ابوالفتح ثانی اور برعایت ملحق وملاقات کے ابوالفتح اول
اور خانخانان ثانی چنانچہ دیگر قصائد سے یہ بات ثابت ہی بس شاعر نے اس انداز پر کہا ہی کہ دونون راضی رہین چاہے
جسکی تقدیم ایک دوسرے پر کرے **الخلاف** ملا قطب تو سخن شناسا ہے یہان تک خاموش ہے مثنی البیکسی
کسی شعر مثلا طریق ذیل او خجالت گاہ وغیرہ مین کچھ کچھ کہتے رہے سو مجکو کیا غرض قصیدہ بھی تمام ہوا ناظرین خود لطف
فرمائینگے **ف** من چگویم کہ این کن آن کن ٭ فرصتے بین وکار آسان کن ٭

قصیدہ ۲۲ قولہ ز تاب شعشعۂ مہر الخ فروغ مہر تفسیدگی الخ شود برشتہ چو ماہی الخ ز مہر ہی صبا الخ شود کہ شعلہ الخ
نگو در آئینۂ آب الخ الا انتباہ یہ قصیدہ بھی بحر مذکور مین ہی اور ذو مطلعین تشبیب اسکی بصفت موسم گرما اور اسکے اشعار مین اکثر
مبالغہ واقع ہی شعشعہ بفتح شین و سکون عین اول و فتح شین و عین ثانی روشنی آفتاب بیسکے ایسے جدا شود تفسیدگی
بالفتح و سین نہایت گرم ہونا خرگاہ بالفتح خیمۂ کلان جیسے خیمۂ خورد بمعنی کلان اور رگاہ خیمہ بعض بکسر کہتے ہین بلحاظ کراہت لفظ خر
کے بعض کے نزدیک خر بکسر موافق لغت پہلوی بمعنی خوشی پس بمعنی جائے خوشی جیسا کہ خیمہ ہوتا ہی میاہ بکسر جمع ما بمعنی آب
کہ اصل مین ماہ تھا شہاب بالفتح رنگ سرخ و بکستارہ رجم شیاطین کہ حکما کے نزدیک یہ بخارات ارضی ہین کہ کرۂ نار کے
قریب پہونچکے محترق ہو کر مشتعل ہوجاتے ہین شناہ بکسر شناوری کبھی با اسکے مثل قبا و کلاہ کے گر بھی جاتی ہی المعنی یعنی ان روزون
مین حدت و حرارت آفتاب کی ایسی شدت ہو رہی کہ شاید جو اپنے شخص سے الگ نہین ہوتا اگر تاب آفتاب سے
گھبرا کے شخص کو چھوڑدے اور آڑ پکڑنے کے لیے آگے چلے تو سزاوار اور لائق ہو شخص سے آگے چلنا سایہ کا ظاہر ہی پھر
کہتا ہی کہ فروغ مہر مین اس حد گرمی و تپش پہونچی ہی کہ شعلے نے اپنے سر پر خیمۂ سیاہ دھوئین کا نصب کیا ہی ہر چند کہ خود جلانے
اور گرم کر دینے والا تھا یعنی شعلے کے سر پر دھوئین کا بصورت خیمہ موجود ہونا موجود ہی اور جو شدت دھوپ و کثرت لو سے
چشمون کے پانی بھی گرم ہوجاتے ہین وہ ایسے گرم ہوگئے ہین جیسے کھولتا ہوا روغن اگر اس پانی مین عکس ماہ نو کا پڑے
تو ایسا بھننے لگے جیسے روغن مین ماہی اور صورت اسکی یہ کہ عکس ماہ نو آفتاب کا پانی مین ادنی تموج آب سے ہلنے
لگتا ہی قرار پر نہین رہتا اور ماہی کو بھی روغن مین بھوننے کے وقت ہلاتے ٹالتے رہتے ہین جنگل مین گھاس کا یہ حال کہ
گرمی سے خشک ہوکے اسقدر زرد ہوگئی ہی کہ جنبش ہوا سے جسوقت ہلتی ہی تو دور تک یہ معلوم ہوتا ہی کہ گویا شہاب ثاقب
چلا جاتا ہی اور ضرور ہی کہ جہان گھاس بکثرت ہو اور ہوا بشدت ہو ہوا کے جھوکون سے لہلہاہٹ گھاس
کی خواہ سبز ہو خواہ زرد دور تک ایک لہر سی معلوم ہوتی ہی یہ مراد ہمراہی صبا اور پر تو شہاب سے ہی اور یہ دیکھو
کہ شعلہ خود گرم ہی اور اور کا گرم کر دینے والا مگر فرط گرمی سے بیتاب ہوکے بوسیلہ عکس ہنگام موج مچھلی کیطرح پانی مین پڑتا ہی
اور تموج کے وقت عکس شعلے کا بھی یہان بھی وہان ہونا مچھلی شناور کے روشن اور تماشا یہ کہ آفتاب جسکا سارا
کرشمہ ہی پانی مین جو نظر آتا ہی اسے مخاطب کیا تو اسکو عکس کہتا ہی عکس مت کہہ بلکہ خود وہی ہی کہ گرمی کے مارے پانی کی
پناہ پکڑی ہی الخلاف ملا تطب کے معنی کا ترجمہ یہ ہی کہ اگر تاب ہوا کی برگ کو جلا دے پھر برگ سوختہ آتش شدہ کو صبا
زمین سے اوٹھا کے ہوا پر لیجائے بسبب پیچیدگی و سرخی رنگ کے شہاب سیر اسیر کیطرح معلوم ہو انتہی ناظرین کی
توجہ اجالنے مجکو تو شعر سعدی رح کا یاد آیا ــه ہمہ با ہوا و ہوس ساختی ✤ دمی با مصالح نپرداختی ✤ **قولہ** ز غایت الخ
حدت ہوا الخ بجلنے شدہ الخ تاب را متموج کند الخ ہین نہ شخص الخ چنین بلکہ شیر زبون الخ ز تاب مہر تو را الخ الا انتباہ
حدت بکسر اول و دال مفتوح مشدد تیزی و تندی زبون آن بفتح اول شتر لگد زن اور عاجز اور ضعیف اور خوار

اور اسیر اور بفتحتین نیز نطع بالفتح بساط اور فرش چرمی اور وہ پوست جو فقیر لوگ کمر پر باندھتے ہین تنور بتخفیف فارسی ہے
مشدد عربی اور اپنی ترکیب مین ہمچو گنجور و رنجور گرمی جگر موم گداز اوسکا آتشگاه مواضع آتش جو خیال سے جائین المعنی
یعنی درین ولا اس وجہ سے شدت حرارت ہوا مین پیدا ہے کہ اگر اوسکے اثر سے آتشگاه پگھلنا کیا یعنی خود گرمی جگر موم
کے بجا ہین اور گداز قبول کرنے لگین تو لائق وسزاوار ہے حاصل یہ کہ آگ جو اپنی گرمی سے موم کو گھلاتی ہے اس گرمی
سے خود موم کیطرح پگھلی کہ حرارت غریزی بھی اسی سے کنایہ ہوتا ہے اور مرگ جسکا دست تصرف کسیوقت مین کوتاه
نہین مگر اسوقت مین اسواسطے روح حیوانی گرمی کے سبب سے ایسی آتش شعلہ ہو رہی ہے کہ مرگ اوسکو ہاتھ نہین لگا سکتا یعنی
یہ جو سب کہتے ہین کہ گرمی کے مارے مرے جاتے ہین اور ہین زندہ یہی سبب ہے کہ مرگ روح کو چھو نہین پاتا ایسی آگ
ہو گئی ہے اور حباب کو متموج دیکھکے خیال کرتے ہو کہ ہوا اسکو ہلاتی ہے درحقیقت یہ بات نہین بلکہ شخص موج شدت گرمی
سے خود پانی مین پیر رہا ہے اور ہوتا شخص موج کا پانی مین ثابت اور یہ تو ظاہر کہ ہر شخص اسوقت مین سایہ کی آڑ ڈھونڈھتا
ہے لیکن فقط یہی بات نہین غور کرو تو سایہ خود شخص کی آڑ پکڑتا ہے جیساکہ دوپہر کو پانون تلے آجاتا ہے اور شیر کہ شدت
تاب آفتاب سے زار و زبون ہو رہا ہے اگر ایسا ہو کہ روباہ ضعیف اوسکا پوست اوسکے بدن سے اپنے بچھونے
کے واسطے نکالے تو شایان ہے اب شعر لاحق گریز مین ہے یعنی آفتاب کہ یا نعل آگ ہو رہا ہے اوسکی گرمی سے تنور سپہر کا
ایسا گرم ہے جیساکہ معرکہ لڑائی کا وقت تندی شاہ کے گرم ہو جاتا ہے اور وہ شاہ یہ ہین **اختلاف** پہلے شعر مین
گرہ و بجائے گیر و شعر اخیر مین فلک بتافتہ گرم ہے بجائے سپہر تافتہ تفتہ نسخہ مطبوعہ مین ٹھیک نہین لکھا ہے اور محشی نے
پہلے شعر کے معنی لکھے کہ نہایت گرمی ہو لے لائق ہے کہ گرمی جگر موم کی کہ اوسمین پوشیدہ ہے آتشکده اور یہ ملا ہو جاے
اور پھر منجمد ہونا اوسکا محال ہو جاے انتہی ایک بزرگ نے ملا قطب کی شرح کے حاشیے پر لکھا کہ گرمی جگر موم مراد شہد سے
اور ملا قطب نے تو آپ کو زہر ہی صباے یہان تک مثل مگس شہد کے خود نکال ڈالا ہے **قولہ** شہ سریر ولایت الخ
زہے فروغ ضمیر تو الخ طواف کو تیرے الخ بجان حادثہ آن کرده چنانکہ دیده الخ زبحر طبع برآورده الخ **اللغات** خطہ بکسر خا
وتشدید طا عرفا شہر کلان اور حقیقۃ وہ پارۂ زمین جو بغرض کسی بنا کے علیحده اور محدود کیگئی ہو شرع نہر بزرگ اور
راه پیدا کی ہوئی خدا کی دین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین محیط احاطہ کرنے والا اور سمندر جو گرد عالم کے ہے اور
نام کتاب فقہ پس برعایت لفظ شرع کے ایہام ہے قدر عزت و بزرگی اور تونگری اور جاری تجمل شان و شکوه
اور جمال و آرایش اپنی دکھلانا دیده براه منتظر ختم صنع آلہ کہ اے خاتمہ صنع آلہ کہ اب کوئی ایسا پیدا نہو کا عین
بالفتح مہتر اور برگزیده ہر چیز اور ذات شے اور نفس اور حقیقت ہر چیز اور برادر حقیقی ورع بفتح اول وکسر ثانی پرہیزگار
اور بالفتح پرہیزگاری اجتناب بالکل گناه اور کام نامشروع شروع کرنا اور سوار ہونا کسی چیز پر لیکن یہ مصدر بمعنی فاعل
کے ہے تا ورع صفت مشبہ کے مقابل ہو جاے اسواسطے کہ ورع بالفتح کی گنجایش وزن شعر مین نہین ہے اور فاعل

کے معنی مین کر لینے سے سب معنی عین کے بھی راست آتے ہین باقی تقریر معنی اشعار کی ظاہر الخلاف دوسرے
شعر مین بجاے رسل کے رسول کہ خاص لفظ نعین ہی اور مبالغہ بھی رسل مین زیادہ وا ور تجمل وجاہ عطف کہ مقابلہ
تجارت قدر سے خارج ہوتا ہی اور بے معنی اور ۲۴ طبع بہاے ہوز بجاے بحر نسخہ مطبوعہ مین غلط ہی محشی نے
ورع بفتحتین بمعنی پارسائی لکھا ہی اگر تحقیق ہی کسی لغت سے تو بہتر ہی والا فقط مجکو تو بفتحتین لغت مین ملا اور ارتکاب مرکب
کے معنی مین کرنے کی بھی حاجت نہین **قولہ** ز فیض گلشن روئیت الخ چہ سود از غلبہ الخ ترحمے بے رحم بدانگونہ الخ **الانتباہ**
فیض بالفتح بسیاری آب رود ایسا کہ کنارون سے بہنے لگے اور خیر بسیار چون بمعنی چگونہ سوز دمتعدی در بستن بسکون
آنے نہ دینا راہ داشتن دخل پانا **المعنی** پہلا شعر مطلع ثانی چند اشعار عشقیہ کا ہی جو لکھے ہین یعنی اے محبوب تیری صورت
کہ ہمچو گلشن بہار حسن سے لبالب اور لبریز ہی اوسکی خوبی وکیفیت سے کیا معنی مین کیسے واقف ہو پاؤن کہ ادراک
ہر شئے کا نور نگاہ سے ہوتا ہی اور تیری آتش حسن کی ایسی فروزان کہ وہان مرغ نگاہ کے پر جلتے ہین پھر ادراک
اوسکا کیسے ہو سکے اور یہ کہ تیرے لب جان بخش کے فیض شوق سے ہمہ تن جان تو مین بے شک ہو گیا لیکن فائدہ
کیا ہر گاہ کہ سوز آتش دل کی ہر وقت جان کو اس طور پر گلا رہی ہے جیسے کہ مین جانتا ہون اے ظالم بے رحم تونے
دروازہ رحم کا اپنے دل پر ایسا بند کیا ہی کہ میرے مار ڈالنے کا شوق بھی تو تیرے دل مین راہ نہین پاتا اسمین
بھی میری غمخواری سمجھتا ہی والا بیرحمی کی حد مار ڈالنا ہی جانتا ہی کہ سہل غم والم سے چھٹ جائیگا **قولہ** جو گیری آئینہ
درکف الخ شود مثال در آئینہ الخ **الانتباہ** عارض رخسارہ اور ابر پراگندہ او کشتی فوج اور عارضہ وغیرہ جو لاحق ہو
اس لفظ مین اہل لغت نے لکھا ہی کہ بمعنی رخسار بفتح را اور بمعنی دیگر بکسر را ہی عشوہ کے معنی فریب کے بھی ہین یہان
فریب سے عشوہ مراد ہی مثال بکسر اول شبیہ ونظیر اور تصویر **المعنی** اس قطعہ مین شاعر نے عجب مضمون باندھا ہی یعنی اے
محبوب عجب ماجرا ہی اور طرفہ تماشا کہ تو تو فریفتہ اپنے اوپر ہی اور مثال تیرا تجپر شیفتہ اسی سبب سے جس وقت تو بشوق
دید عارض آئینہ ہاتھ مین لیتا ہی اور کرشمے اور عشوے چشم ونگاہ سے ظاہر ہوتے ہین تو مثال تیرا آئینے مین ایسا
بے چین ومضطرب ہو جاتا ہی جیسے عکس ماہ کا پانی مین پانی کے ہلنے سے اور ظاہر ہی جیسی حرکت صورت کی ہوگی ویسی
حرکت عکس کی **قولہ** بیاد روے تو چون الخ زنی بہ تیغم الخ چنان ز حسن تو الخ نداری آئینہ را الخ **الانتباہ** ازدحام
بزاے معجمہ اور بکسر دال اور حاے حطی انبوہ کرنا بزاے فارسی اور ہاے ہوز غلط ماخوذ زحم بمعنی انبوہ سے اور علی ہذا
ازحام بکسر اول چاشنی تھوڑا سا کھانا یا شراب بطور چکھنے کے درمزہ اور تھوڑی شیرینی جو کسی شی مین ہو حیرت بالفتح
ایک حال پر رہجانا تعجب سے **المعنی** یعنی تیرے غم مین جو میری جان گھل رہی ہی اور حال یہ کہ جان میری تیری صورت
کے تصور سے آمیختہ اور سرشتہ پھر کیا عجب کہ شعلہ میری آہ کا تیری صورت بنکے نکلے اسواسطے کہ جسمین تو آمیختہ
ہی اوسکے گھلنے سے تو آہ کرتا ہون پس بیان کمال اتحاد کا ہی اور عجب کشمکش مین پڑا ہون اور فریادی شریعت

عشق کا کہ تو تو تیغ زنی کر رہا ہی اور شارع عشق نے آرمیدن کو کفر ٹھہرایا ہی اور اضطراب کو گناہ بس مجکو کچھ بن نہین
پڑتا ایسے مشکل مسئلے اس شارع نے نکالے ہین تیسرا شعر صاف ہی ملا عبد الرحیم کو مبارک ہو چوتھے شعر مین اپنی حیرت کی صفت
کرتا ہی کہ ہر چند آئینہ تجکو دیکھکے متحیر ہی اور تجھی کو تکتا ہی اور تو اوسکو بڑے شوق سے اپنے سامنے رکھتا ہی اور کیفیت پاتا ہی اوسکی
حیرانی کے تماشے لیکن مین تو آئینہ سے بڑھکر متحیر ہون مجکو اپنی نظر سے کیون الگ کرتا ہی افسوس میری حیرت کی چاشنی
سے واقف نہین ہوا ورنہ پھر آئینہ کو کبھی سامنے نہ آنے دیتا اور مجھی کو دیکھ دیکھ کے لطف اوٹھاتا **قولہ** زہے بخندہ
کشودی الخ زشہد فردہ لطف تو الخ عنان عشوہ نگاہ الخ دل زمانہ ہراسان الخ **الانتباہ** کار بستہ کام مشکل گرہ
کشادن حل کرنا مشکل کا کار بستہ اگر برعایت خندہ یہان دہن سے کہ جسکے عدم وجود کے حل مین شعرا کو سخن رہتے
ہین مراد لیجائے تو بھی ممکن ہی کلاہ ۔ بودن ذلیل وخوار کرنا کام جان شیرین یعنی جان خود شیرین ہی لیکن تیرا لطف
اوسکو شیرین کرتا ہی اور عمر تیرے وعدے کی گو دراز ہی لیکن عمر غم کو گھٹاتا ہی عنان عشوہ کی تیری نگاہ کے قبضے مین ہی
چاہے جدھر پھیرے شاہنشاہ مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہی جو ممدوح ہین **المعنی** یہ چارون شعر مربوط ہین
نتیجہ سب کا چوتھا شعر اور نیز مشتمل گرنید بسوے اظہار مقصود اور سب صاف ہین ضروری باتین لکھہ بھی دین زیادہ طول
فضول **الخلاف** محشی نے تیسرے شعر کے معنے مین جانے یہ کیا لکھدیا کہ نگاہ من بدست گیرندہ عنان عشوہ نیست
قولہ شہا منم کہ بلا را الخ باین عرض کہ شود حیرتم الخ **الانتباہ** فضا بالفتح زمین فراخ اور فراخی زمین اور فراخی
صحن خانہ اور میدان بالکسر خطا ہی عرض بالفتح ظاہر کرنا کسی چیز کا کسی پر عرض گاہ بالفتح میدان شمار کرنے سپاہ
کا جسکو جائزہ کہتے ہین **المعنی** شاعر نے بتقریب اس قول کے کہ آپکے صدمۂ عدل سے فتنہ ہراسان ہو رہا ہے
یہ دو شعر اپنی کیفیت مین لکھے چنانچہ بلفظ منم کہ محتوی بحصر ہی آپ کو مخصوص کرکے کہتا ہی کہ زمانہ مین اور تو کوئی نہین
مگر ایک مین ہی ایسا ہون کہ میرے میدان دل کو بلانے واسطے عرض اپنی سپاہ کے عرضگاہ چھانٹ رکھا ہی یعنی
گنتی حاضری غیر حاضری کی کرتی ہی اور بدین غرض کہ ہمیشہ حسرت وافسوس مین رہون زمانہ میرے یوسف
عیش کو تہ چاہ سے دکھلاتا ہی کہ بے نیلی سے مایوس ہو کر فارغ نہو جائے اس صورت سے دکھا کرے اور رنج وحسرت
مین مرا کرے **الخلاف** نسخہ مطبوعہ مین بجاے حسرتم کے حیرتم غلط لکھا ہی حیرت کا یہان کیا کام البتہ محشی کے معنی
حیرت کا مقام ہی **قولہ** نہ بے امید طواف الخ شدم ہلاک ز حرمان الخ چنان نیاز فشانی کنم الخ **الانتباہ** جباہ بکسر جمع
جبہہ یعنی پیشانی و دوتاہ مثل کلاہ کے بہا اور بے ہا دونون طرح آتا ہی خمیر مایہ وہ چیز کہ منشا زیادتی اوس چیز کا ہو **المعنی**
یہ اشعار بھی بتقدیر عطف برشہا اظہار مدعا مین ہین یعنی اور اے شاہ تم ایسے ہو کہ جسکے دل مین امید تمھارے طواف کی
پیدا ہوتے تو جان سے کہ مجکو ہماسے مراد ملگیا اور ایسے ہو کہ پیشانی اگر تمھارے جناب کے سجدون سے خاک آلود
ہوئے تو اوسکی آبرو ہی مین محرومی دولت حضور سے مرا جاتا ہون کیا اچھا وہ وقت کہ خاک بوسی تمھاری گلی کی حاصل

گرون اور جیسے سپہر ادای خدمت مین دوتا ہو رہا ہی مین بھی دوتا ہوؤن اور ایسا عجز و نیاز ادا کرون آستانے پر بجالاؤن کہ عشق سراپا نیاز خمیر مایہ عجز کا وہان کی خاک سے لیجائے اور اپنے عجز کو بڑھائے **قولہ** زہے محبت آل الخ زمردے لطف الخ منم غلام تو عرفی الخ الانتباہ پانے مرد مددگار کہ مردانہ کسیکے کام مین شریک ہو دستگیر معاون اور مددگار یہ لفظ اسم فاعل اور اسم مفعول دونون معنی مین ہی یعنی دست گیرندہ اور دست گرفتہ شدہ اور بمعنی گرفتار اور قیدی نیز المعنی یہ اشعار بھی بدستور بتقدیر عطف یعنی اے شاہ تم ایسے ہو کہ محبت تمھاری اولاد امجاد کی پائمرد اہل ورع کی ہی کہ بدون اسکے کیسا ہی ورع ہو سب ڈگمگ ہی اس مصرع سے شاعر کو تیمناً ذکر اولاد کا بھی منظور ہی اور اے شاہ تم ایسے ہو کہ لطف تمھارا دستگیر اہل گناہ کہ چاہ دوزخ کی گرتے ہوؤن کو دستگیری کرکے نکال لے میری بھی فریادرسی ضرور ہی ہر گاہ کہ حشر مین آپ کے پاؤن پر گرکے کہون گا کہ مین عرفی بھی تمھارا غلام ہون ﷲ مجھکے مجھکو بھی مت چھوڑو تو شاید مجھ نالائق کی سفارش مین بھی تم لب شفاعت کھولو اور میری سفارش کرو کہ مین نجات پاؤن قصیدہ ختم ہوا اور میرے دل کی ہوس جو ملاحظہ ناظرین کی ہی بقول شاعر ختم نہین ہوئی مصرع ہوس از حلم یک سر مو نہ رفت ٭ ٭ ٭

قصیدہ ۲۳ **قولہ** گر مرد ہمتی الخ بستان زجاج الخ خاک از فلک مخواہ الخ ترصیع تخت الخ الانتباہ یہ قصیدہ بحر مضارع مثمن مکفوف مین ہی ارکان اسکے مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات اور یہ قصیدہ ہدایت ہمت و قناعت مین لکھا ہی مروت بضمتین و تشدید واو مفتوحہ مردمی و مردی ماخوذ مرو بمعنی مردے و بفتح ثانی خطا دیت بکسر اول اور تحتانی مفتوح خون بہا کہ شرعاً دیس نہ اور درم ہین فارسی مین مطلق جرمانہ زجاج بضم اول و ہر دو جیم عربی ہندی کانچ بفارسی آبگینہ ترصیع کسی چیز مین جواہر جڑنا اور نام صنعت المعنی شاعر کہتا ہی کہ اگر تو مرد میدان ہمت کا ہی تو مروت مردم سے ایسا یکسو ہوجا کہ نام و نشان مروت کا اپنے پاس مت چھوڑ اگر دشمن ہر طرف سے تیرے قتل پر آمادہ ہون تو جان بچانے کو لجاجت تملق بلکہ ایجگہ کیا سوجگہ بے قصور شہید ہوجا اور خون بہا مت لے ہرچند کہ وہ عوض خون ہی احسان سے خالی تاہم نام لینے کا لگا ہوا ہی اور اگر تجکو ضرورت آب و نان کی پڑے کہ ناگزیر انسان تو بجائے آب آبگینہ جسمین لفظ آب کا موجود ہی اور نیز بصورت آب اپنے جگر پر کہ مولد تشنگی ہی چھڑک لے اور اسی کو آب سمجھ لے اور بجائے نان کوئی سفال توڑکے منھ مین ڈال لے لیکن دوسرے سے خواستگار آب و نان کا ہرگز مت ہو اسواسطے کہ مردم دنیا سے خواستگار آب و نان کا ہونا گویا خاک و وفا آسمان اور مراد و ماہ زمین سے ڈھونڈھنا ہی جسکا پتہ زمین سے آسمان تک نہین اور ہرچند ترصیع تخت و تاج سے خسروی حاصل ہوتی ہی یعنی آرایش و زیبایش ظاہری سے عزت و آبرو بڑھتی ہی مگر تو اپنی اسی کلاہ و مسند سادہ کو ٹیڑھا رکھکے اور بچھاکے بادشاہ وقت کا بنکے بیٹھ اور کسی کان کے پاس کہ مراد امرا و سلاطین سے ہی گوہر مانگنے مت جا اگر آرائش ظاہری ہوئی جب کیا اور نہوئی جب کیا مگر طلب کرنا برا الخلاف دوسرے شعر مین معنی

کسی شرح سے لکھتے ہین کہ زجاج ورجگر افشاندن کنایہ ہلاکت سے ہی اور زخم جستن اعانت چاہنا انتہی ملا قطب لکھتے ہین زخم کا ڈھونڈھنا اس سبب سے کہا کہ جو کوئی سخت چیز نگل جاتے ہین تو اوسکی تہ نشینی کے واسطے پانی پیتے ہین انتہی انکا اور محشی کا منشا ایک معلوم ہوتا ہی شاید اعانت چاہنے سے اونکی بھی یہی مراد تہ نشینی ہو لیکن دونون مصرعے آپ آپ کو توہنے جاتے ہین چنانچہ اس مخالفت کا ملا قطب نے بھی خیال کرکے دوسرے معنے مصرعے کے موافق بھی لکھے ہین تیسرے شعر مین ملا قطب نے خاک از فلک بجو ماہ و ماہ از زمین بجو بصیغہ امر اختیار کرکے یہ معنی لکھے کہ خاک فلک سے چاہ کہ ملجائیگی اور مراد زمین سے مت ڈھونڈھہ کہ نہین ملیگی اور ماہ زمین سے طلب کرنا طالب محل کا ہونا ہی اسواسطے کہتا ہی کہ اس محل کو پالیگا مگر وفا آسمان سے نہ پائیگا انتہی شارح نے یہ معنی لکھے شاید شایقین مطابق ربط سابق و لاحق کے پسند کرین میری دانست مین تو شکایت آسمان و زمین کی نکلتی ہی سوا اسکے کسی کتاب مین یہ شعر بصیغ امر نہین پایا گیا مگر انکی شرح مین قولہ گر ماہ و آفتاب بمیرد الخ شریان ز پوست الخ گر بے شہادت از الخ گر مژدۂ وصال رسد الخ الانتباہ عزا بالفتح عزا بمعنی ماتم پرسی اور صبر بر مصیبت تیر عطارد شریان بالکسر رگ جہندہ کہ اسمین نسبت خون کے روح زیادہ ہوتی ہی نوحہ خوان وہ شخص کہ عزادارون کو بیان کر کر کے رولاتا ہی المعنی یعنی ان سیارون اور سوا انکے جو باقی ہین سب کو محاق و احتراق تو لگا ہی رہتا ہی کہ وہ بھی قریب قریب انکے مرنے کے ہی اسواسطے کہ چند سے معدوم ہجاتے ہین بالفرض اگر بالکل ہی مرجائین کہ یہ زمان قیامت مین ہوگا تب بھی اصلا غم و الم مت کرے حاصل یہ کہ دنیا دار المحن تو ہئی ہی بر تقدیر اگر کوئی آفت قیامت علامت حادث ہوجائے تو ہرگز پروا مت کرے اور ہمت مت ہارے احیانا اگر تیرے دل مین شوق شہادت جوش زن ہوئے اور چاہے کہ مین اپنے محبوب کے ہاتھہ سے شہید ہوون تو علو ہمتی سے بعید ہی کہ قاتل کی تیغ کا احسانمند ہوئے بلکہ شریان اپنی جو محل روح ہین سب اپنے پوست سے نکالکے لقمہ تیغ قاتل کا بناوے اور اگر اوسی کے ہاتھہ سے قتل ہونا منظور ہی تو گلوگیری لبون کی کرے رہ ایسا نہو گھبراکے امان مانگنے لگین اور مانگنا ثابت ہو جو منافی ہمت کے ہی خلاصہ یہ کہ علو ہمتی وہ ہی کہ کیسا ہی کوئی امر سخت و دشوار ہو خود اختیاری سے اوسمین ور آئے اگر یہ نہو سکے اور وہ دوسرے کے اختیار سے آجاوے تو گھبراکے لیجو بچاؤ نہ مچائے جو کچھہ ہو اوسکو سہارے اور اگر قاتل بھی قتل نہ کرے اور بے شہادت تجکو دروازہ عشق سے نکالین کہ عاشقون کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی محرومی جانکاہ اور ناکامی دلگزا نہین تو اسی پر راضی ہوجا اور طالب تیغ کرشمہ اور دل نامہربان محبوب کا مت ہو اس ننگ طلب کے لگانے سے راضی برضا ہوکے بیٹھہ رہنا اچھا غرض یہ کہ اگر کوئی صورت حصول مقصود کی نہو نہ خود در آنے سے نہ دوسرے کے ایذا سہارنے سے تو صبر کرکے بیٹھہ رہ اور کسی سے طالب اوسکے حصول کے سامان کا مت ہو اب کہتا ہی کہ عشق مین دو ہی چیزین ہین وصال یا فراق پس اگر مژدہ وصال محبوب کا تجکو پہونچے تو فوراً جان دیدے کہ نثار بھی اوس مژدے کا ہو چلے اور تو بار احسان وصال سے بھی برکنار رہے اور اگر فراق ہی مین

مرتا ہوئے اور بعد مرگ دست تیرے سر وقت پہ پہونچے جو کہ قدوم اوسکا جان بخش جان فدایان عشق کا ہے ہرگز طالب جان کا
مت ہو کہ نثار کا واپس کرنا شایان شان اہل ہمت کے نہیں تو تو جان کو مژدہ پر سے نثار ہی کرچکا ہے مطلب یہ
کہ جان بڑی عزیز شے ہے ہر وقت مین ہر کوئی اسکا خواہان رہتا ہے مگر اہل ہمت در صورت عار و ننگ کے
اسکو بھی پسند نہیں کرتے **قولہ** طاؤس ہمتی سر منقار الخ مجلس بہ نوحہ گرم کن الخ ردیف بہ ابسنگ زن الخ گر کعبہ آت
بزیر لب آرند الخ الانتباہ فسان بالفتح نوعے از سنگ ہندی سلّی یا سان لب وزدیدن لب بچانا اور نہ
نہ چومنا کسی چیز کا المعنی یعنی اے ہمت والے اگر تو طاؤس ہمت کا ہے تو نوک منقار کی تیز کر اور یہ بال و پر جو تیرا
سائبان بنتے ہین نوچ ڈال کیا ہوا جو تیرے اپنی ذات سے ہین پھر بھی غیرت سے خالی نہیں آخر یہ سائبان
بال و پر ہی کا تو کہلاتا ہے اور غیر سے منتفع ہونا ہمت سے بعید اور اگر نوائی نے میسر نہیں ہے ہرگز پروا اوسکی مت کر
تو اپنی مجلس اپنے نوحہ سے گرم کر کیا سوز و گداز مین تیرا نوحہ اوس سے کم ہے اور اگر خنجر تیز کرنے کو فسان نہ ملے
نہ سہی تو اپنے سینے پر کہ یہ بھی سختی مین سنگ سے بڑھکے ہے رگڑ رگڑ کے تیز کر یعنی اگر سامان شادی میسر نہیں ہین
غم ہی مین خوش رہ اور سینے کو پتھر کی طرح سخت کرلے قاعدہ پرندون کا ہے کہ انڈون کے وقت آشیانہ بناتے ہین
بس اے عالی ہمت یہ بہشت تو سدرہ کی شاخ پر جو فقط تمہارے لیے اعمال و افعال مردم ہے اور حد دنیا کی
کیون گرا پڑتا ہے اور پستی کا پستی مین رہا جاتا ہے تو اوس بیٹھنے کو جسکی بدولت شاخ و آشیان پر قیام کرنا پڑے پتھر
مارکے توڑ دے اور ارادہ بلند پروازی کا کر سدرہ تو فلک ہفتم پر ہے تو ایسا نزدیک کیون رہا جاتا ہے الحاصل مقتضائے
ہمت یہ نہیں کہ تھوڑے سے علو پر ہمت ہار کے بیٹھ رہے بلکہ بموجب ع قدم عشق بیشتر بہتر ہے کے جمیع موانع و ماسوائے
چشم پوشی کرکے ہر وقت قدم ارادہ دل کا بڑھا رکھے کہ فلک ہفتم سے بھی آگے پہونچ اور دیکھ کعبہ کیسی معظم و مکرم جگہ ہے
جسکی تعظیم و تکریم کی نسبت ع زند خلق بدیدارش از پے فرسنگ بہ کہا ہے اوس کعبہ کو اگر قضا و قدر تیرے
لب سے لگا دین تو اپنے ہونٹون کو بچا جا اور بوسہ مت دے تا یہ نہ کہین کہ کعبہ کے بوسے سے فلان رتبہ پایا تو خود
وہ ارادہ نہ کر کہ تیری خاک آستان کی خاک آستان کعبہ کی بجائے تو آستان کعبہ کا محتاج کیون ہو بلکہ اور لوگ
تیرے آستان کو کعبہ قبلہ حاجات سمجھین تو تو عالم صغیر کہلاتا ہے تجھ مین سب کچھ ہے اور کعبہ تو اس عالم مین جسکو عالم
کبیر کہتے ہین تو تو من عرف نفسہ فقد عرف ربہ ہے پھر کعبہ ایسا کب ہے **قولہ** اے مرغ سدرہ در طیران الخ آہوئے
عصمت ار الخ گر ناگہت بر وجہے ہوس الخ تا میزبانیت نہ کشند الخ الانتباہ مرغ سدرہ حضرت جبریل علیہ السلام
طیران در اصل بفتح تحتانی ہے فارسی والے بسکون بھی استعمال کرتے ہین بان صیغہ امر ماندن سے گزیدے
مراد یہ چیز دہی جیسا کہ محاورہ شکاریون کا ہے کہ شکار کا اوٹھا رکھتے ہین اور گرد بھی اوسکے ضمن مین صیدگاہ وہ
جگہ جہان بادشاہ لوگ ہر قسم کا جانور شکار کے لیے رکھواتے ہین کہ دوسرا شکار نہ کرنے پائے اور جب اپنا دل

جیا ہتا ہو تو وہان شکار کیلئے ہین سفرہ بالضم توشہ دان مسافر مجازاً دستارخوان فارسی مین یعنی مقعد اب نظر اسی کراہت کے
سفرہ جو بمعنی دستارخوان کے ہی اوسکو بالفتح تلفظ کرو مقعد کے معنی مین بالضم المعنی یعنی سلے صاحب تو آپ کو نہین جانتا کہ مین
کون ہون تو تو حضرت جبریل کیطرح امین درراز دار خدا کا ہی پس ہرگز شاخ طوبی پر مت بیٹھیو اور اس مکان کا خواہان مت ہو
ہمیشہ ہوئے شوق الہی مین اوڑ اگرچہ طوبی او نعیم نعیم مقابل لذت و حلاوت شوق کے سب خس و خاشاک ہین لاجرم
انکا طالب ہونے کے دنی الہمت مت بن جیسا کہ کہا ہی ؎ برترین عالمیت گردانی ✤ عاشقان را بدولتی زین عالم
اگر آہو عصمت کا کسی صید گاہ سے اوٹھ اوٹھنے ڈرے نہ تو اپنی کمند سے گیرائی اوسکی چاہ نہ کمان سے کہ مجاز در مجاز ہی
و سرعت تیر کی منظور ہی تیزی کا خواہان ہو کہ جلدی اسکو شکار کرے بلکہ النصیب نصیب پر عمل کر جیسے وہ آہو اور نکا
شکار ہوا ہی تیرے نصیب مین ہوگا تیرا بھی ہو جائیگا پیش از وقت و بیش از بخت محال و محال پھر کیون کمان و
کمند کا ممنون ہو ئے حاصل یہ کہ عصمت ایسی ایک فضیلت بزرگ شرائف انسانی سے ہی کہ اکابر دین ہمیشہ اسکے صید مین
بین رہے ہین اور حصہ کیا ہی کسی کو کب نصیب ہوئی پس ایسی شی عمدہ اگر غیر کی سعی سے حاصل ہوئی تو اس سے بادر آ اسواسطے
کہ جو ہی شی کسی نہین ہوسکتی اسی کے مقابلے مین شعر لاحق ہی یعنی اوسمین عصمت کے ساتھ ہمت کی فضیلت بیان کی اوسمین
ہوسکے ساتھ مذکور ہی چنانچہ شاعر کہتا ہی کہ سلے اہل ہمت ہوس تو مذموم ترین صفات انسان سے ہی خدا اسکی صورت
نہ دکھلائے اگر اچانک حسب اتفاق آنکھ تیری اوسپر پڑ جائے کہ وہ آنکھ قابل نکالڈالنے کے ہی نہ رکھنے کے تاہم یہ عیب پسند
کرسے اور آنکھ نکالنے کے واسطے محتاج نوک سنان مت ہو وہ خود بہ ہمت تیر اتفاقیہ ہو گیا یہ اختیار رہا اوس ملکے تیر ہوگا
حاصل یہ کہ ایسی شریف رذیل چیزون کی آمد و رفت مین مضائقہ مت کر لیکن نظر کسی کے احسان پر مت رکھ شعر
مابعد پھر موافق پہلے شعر کے ہی یعنی جیسے کہ فروع فضائل اربعہ سے عصمت ہی سخاوت بھی ہی کہ خوان احسان بچھانا اور
مخلوق سے بانواع مکرمت و امتنان پیش آنا اور خود میزبان بن کے اور ونکو اپنا مہمان بنانا لیکن جو کہ اسکے ساتھ
خود بینی و خود پسندی لگی ہوئی ہوا اور وہ کام شیطان کا لہذا بہتر یہ ہی کہ تنہا ایک کنارہ دستارخوان پر بیٹھ کے
کھالے اور کسی مہمان کا خواہان نہو نہ میزبان بن الخلاف دوسرے شعر کے مصرع دوم مین بجاے کمان کے
عنان لکھا ہی اگرچہ معنی ہوسکین لیکن کوئی لفظ ظاہری رعایت عنان کا شعر مین نہین اور کمند و کمان باہم مناسب ملا قطب
نے دوسرے شعر کے معنی لکھے کہ اگر آہو سے عصمت تیری صید گاہ سے بھاگے اور پکڑنا اوسکا فرض وقت ہو ممنون
گیرائی کمند اور شتابی کمان کا مت ہوا اور جیسے کمند سے آہو پکڑتے ہین حلقہ کمان سے بھی پکڑ سکتے ہین انتہی اول
تو شعر مین کوئی لفظ مطلب کا نہین جس سے معنی خطاب کے ساتھ پیدا کیے دوسرے کمان کہین پکڑنا نہین
دیکھا ہاں حلقہ کمند اور خانہ کمان بے معنی افیہ و ما فیہ حاصل قوله دنیا حلاوت الخ دستان زنی الخ از من بگیر عبرت الخ
تا مرقبیلہ ام الخ الانتباه دستان بالفتح سرود نغمہ اور آواز اور افسانہ زنی مشتق زدن سے کہ یہان بمعنی

گانے بجانے کے ہی بال کشائی ہندی اڑان زاغ کمان نوک گوشۂ کمان عبرت بالکسر ایک خاص طور پر عبور کرنا جمعیت
کا غفلت سے طرف آگاہی کے اور رشید اور بر اندیشہ کے معنی مین مجاز آہی طنطنہ بفتح ہر دو طاے مہملہ آواز طنبور و
رود و بربط اور کورد فر اور آواز نقارہ اور کوس اسواسطے کہ نقارہ زیر ہی اور کوس بم بس آواز زیر طنطنہ ہی اور آواز بم
دبدبہ المعنی شاعر نے اوپر کے اشعار مین صفت ہمت اور مقتضیات کے بیان سے اب پہلو نے دیا اور اپنی کیفیت کا بیان
ہی یعنی خلاف ہمت ہر شی کے ہوس اور طلب مین رہنا اور ذلت و محنت اوٹھانا فقط اسی واسطے تو ہی کہ دنیا کی لذات
ظاہری سے متمتع اور متلذذ ہوئین سو یہ چیز دنیا دار المحن دار نا پایدار محل ثبات و قرار نہین کسی چیز کا اسکے اعتبار
سے بیک لحظہ بیک ساعت بیک دم ⁂ دگرگون میشود احوال عالم ⁂ بس اسکی شیرین مضمون کو مناسب اپنے
دہن کے مت سمجھ یہ کسیکو شیرین کام نہین رکھتے اور کچھ نہین تو تلخکامی زرع کی جب بھی ہی بعد اس تمہید اجمالی کے اپنی
طرف متوجہ ہوکے کہتا ہی کہ ایک تو مین ہی ہون دیکھو مجکو کیسا تلخکام و مجبور کر رکھا ہی کہ میرا کبک طالع اور زاغ کمان
دونون بصفت واحد متحد ہورہے ہین جیسے کہ زاغ کمان مین نغمہ سرائی اور بال کشائی نہین ہی ایسے ہی میرے کبک
طالع مین نہین اور ظاہر کہ کبک کم پرواز بھی ہی اور خوش آواز بھی نہین اب کہتا ہی کہ واسطے حصول نعمت و ثروت دنیا
کے دو چیزین ضرور ہین شرف ہنر یا فضل نسب سواے مخاطب تو میری نصیحت مان اور میرے حال کو دیکھ ہرگز کسب
ہنر کی جانب راغب مت ہو اور ساتون آسمانون کو دشمن اپنا مت بنائے ایک دو نہین ساتون دشمن ہنرمند کے
ہو جاتے ہین اور فضل و نسب کا بھی طنطنہ دبدبہ مت چاہے اگر بلندی نسب اور قبیلہ کی عرش تک ہی تب بھی قیامت تک
اس بلندی سے کچھ حاصل نہین کوئی نہین پوچھتا الحاصل مطلب یہ ہی کہ مجھسا ہنرمند اور مجھسا عالی نسب دوسرا کون ہی
اور میرا کبک طالع اور زاغ کمان ہمصفت اور ان دونون شعرون کی نسبت بظاہر اپنی طرف نہ کرنے سے یہ غرض
ہی کہ مدح اپنی اپنے منھ سے کرنا مستقبح ہی اور غائب پر ٹال کے مخاطب کو نصیحت کرنا مستحسن اختلاف ملا قطب نے
لکھا کہ بال فشانی زاغ کی ایک طرف سبب دستان زنی کے زاغ کے ساتھ خوب نہین ہی اسی سبب سے ملا منیر نے
شاعر کی خوردہ گیری کی ہی انتہی اور اپنی طرف سے بطور لف و نشر ترتیب یون ٹھہرایا کہ دستان زنی کی نسبت کبک سے
کبک اور بال فشانی کی بسوے زاغ انتہی کبک کہان سے خوش آواز ہین اور کون سے استاد نے اسکو خوش
آوازی مین شمار کیا ہی جیسا زاغ ویسا ہی یہ پھر دستان زنی کو اس سے کیون بچایا جاے اور ایک ایک صفت
کہ وہ بھی دونون مین موجود رہجاے اور ایک ایک کے ساتھ بلا قباحت مخصوص کر دیا جاے پہلے دستان کے معنی
تو لغت مین دیکھے ہوتے بعدہ خوردہ گیری کی ہوتی الحق خوردہ بینی اور ہی خوردہ چینی اور اور شاعر کو ایسے خوردہ
چینیون کی کیا پروا ہے ⁂ این عیب اندیش طشتند و نور ⁂ نشاید در ورخنہ کردن بزودہ شاعر نے برعایت مثل مشہور
کوے اور ہنس کے دونون کو ایراد کیا ہی قولہ عرفی چہ احتیاج الخ لب بستن از طلب الخ الاعتبار بھلائی کے معنی

اوپر لکھے گئے تن زدن بس کرنا المعنی پہلے شعر مین لفظ ائر اعتباری ہی اور بجاے گرید جیسا کہ نسخہ مطبوعہ مین ہی گویم صحیح
یعنی اے عرفی کیا حاجت ہی کہ مین طول طویل داستان ہانکون کہ یہ چیز فلان سے مت مانگ اور فلان چیز فلان سے
مت مانگ خاموش رہنا اور طلب سے لب بند کرنا بس یہی چلن ہمت والون کا ہی تو دیکھتا نہین کہ مین نے بار بار لفظ
خواہ مخواہ کہا ہی ورنہ قاعدے کی روسے دو بار کہنا شعر تاکید ہوتا ہی بس یہی مخواہ کافی ہی اسی پر بس کر تو
داستانین مجھسے کیون چاہتا ہی شاعر نے قصیدہ اپنا مخواہ پر ختم کیا اور میرا دل خواہ مخواہ خواستگار انصاف اہل انصاف کا
ہی مین کیسے مخواہ پر اکتفا کرون شاعرون کی نسبت تو یہ قول سلف کا ہی یجوز للشاعر ما لا یجوز لغیرہ ۵ + +

قصیدہ (۴۳) قولہ عادت عشاق چیست الخ بر سر عمان درد موج الخ حمد غم و نعت درد الخ نغمہ
داؤد نزار از لب الخ باحظ آزادگی الخ از ابدی ذوق غم الخ الانتباہ یہ قصیدہ بحر منسرح مثمن مین ہی ارکان اسکے
مفتعلن فاعلان مفتعلن فاعلان مع بجاے فاعلان فاعلات و فاعلن بھی درست ہی غم بالفتح و تشدید میم اور حسب استعمال
فارسی بہ تخفیف اندیشہ اور اندوہ اور وہ حالت کہ کسی کا کوئی عزیز سخت بیمار ہو اور اوسکی ہلاکت کا اندیشہ
ہو غرض وہ غم کہ جسکا اندیشہ ہو اور ابھی وقوع مین نہین آیا وقف بالفتح داشتن اور آگاہی اور وہ چیز کہ
فی سبیل اللہ ہو نہ ملک کسی کی اور مطلق عطا نیز عمر دو بالضم نام بادشاہ کافر سلم مراد بیع سلم سے کہ بفتحتین وہ
بیع کہ پہلے طیاری شے سے قیمت اوسکی بشرائط دیدینا المعنی یہ قصیدہ بھی مشتمل بر نصیحت ہی پہلا شعر متضمن بر استفہام
اور جواب استفہام یعنی خصلت و عادت عاشقون کی کیا ہی مجلس غم کی رکھنا اور بجمیع انواع و زریات غم
کی جمع کرکے مجلس افروز بننا اور شیعون کی طرح حلقہ شیون کا کرنا اور ماتم ہم کے ساتھ اوسمین بیٹھنا اسواسطے
کہ ہم غم سے بچتے ہی غم توجہ ہوتا ہی وہ ایک دفعہ ہو جاتا ہی اور یہ اندیشہ جانگداز غم آیندہ کا سخت مصیبت کی چیز
ہی گویا لا یموت فیہا ولا یحیی کا مقام ہی غم سے گھبرانا اوسکا دفع چاہنا دوسرا مصرع اور شعر ثانی مع ملحقات دیگر بتقدیر
عطف یعنی اور عادت عشاق کے یہ ہی کہ بالقصد عمان درد پر پہونچنا اور اوسکی موجون سے لذت و حلاوت
اٹھانا جیسے ہنوز کہ بکمال ارادت و اخلاص درد و درد سے سمند رکنارے جاتے ہین اور نہایت شوق سے
اوسکی لہرین لیتے ہین اور بہترین حسنات و مثوبات سے سمجھتے ہین اور نیز دروازۂ دل پر جسکے میدان کی وسعت
و نہمت سے غایت ہی بموجب مصرع صائب ع کہ دارد مش خود از وسعت مشرب بیابانہا + فوج ظلم و ستم
محبوب کی ہر وقت تعین رکھنا تا امن و آرام مداخلت بیجانہ کرنے پائین اور حمد غم کی اور نعت درد کی دل
کے لب پر جاگزین رکھنا کہ جز اوسکے ہو جائین یعنی جب کوئی بات دل سے نکلے تو یہی حمد و نعت ہو اور
ہمکی دل اور تمامی ہجران کو وقف الم کر دینا تا جیسا چاہیے ویسا تصرف اوسمین کرے نہ جیسے شہریار شہر و
باغات سے کوئی موضع اور کوئی قطعہ وقف کرتے ہین نہ یکی تمامی شہر و باغات اور عادت عشاق سے

یہ بات ہی کہ شیون دوست ہونا اور شیون بھی ایسے لطف ولذت کے ساتھ جسکے سوز وگداز سے نغمہ داؤدی
ادا ہوئے جیساکہ سعدیؒ نے فرمایا کہ آب از جریان و مرغ از طیران باز دارد نمفت کی فریاد وفغان اور اگر آتش
نمرودی جسکے بارہ بارہ کوس تک کوئی پرندہ پر نہین مار سکتا تھا پیش آئے تو اوسکو باغ ارم جاننا ہرگز ہراسان اور
مضطر نہونا جیسے حضرت خلیلؑ سے آگ مین ڈالنے کے وقت حضرت جبریل نے پوچھا کہ اسوقت کچھ خداوند تعالیٰ سے
کہنا چاہتے ہو فرمایا کچھ نہین وہ سب کچھ دیکھتا ہی اور اصلا ہراس ووسواس تھا آخر وہ آگ گلزار ہو گئی پس عاشق کو بھی
خلیل اپنے وقت کا ہونا چاہیے تا مقام خلت کو فائز ہوئے اور ہر چند کہ عاشقان معشوق حقیقی بموجب ع کربستگان کمند
تو رستگار انند ؛ ہر بند غم سے آزاد اور بحصول خط آزادی از بس دل شاد ہین باینہمہ بندگی و اطاعت محبوب سے
غافل نہ رہنا اور اگرچہ بمجرد اے العشق نار یحرق ما سوے المحبوب کے دل اونکا جمیع ما سوے سے مستغنی اور بے پروا ہو
رہا ہی تاہم امید لطف وکرم محبوب سے عاطل نہ رہنا تا مثل شیطان کے کہ اوسکو اہل سلوک سلطان العاشقین کہتے ہین چنانچہ
سرمد فرماتے ہین ؎ رو شیوہ عاشقی ز شیطان آموز ؛ یک دوست گزین وسجدہ بر غیر مکن ؛ غم عشق وارادت
درجۂ عبدیت سے گذر کے بادیہ انانیت مین نہ پڑ جاے اور مرجوم ومطرود نہ ٹھہرے اور جو کہ غم عشق کا ابدی ہی
جیساکہ سعدیؒ نے فرمایا مصرع مست ساقی روز محشر بامداد ؛ اوسکو ذوق ہر نہ کو نقصان سمجھا اور نقصان اوسکی
صرف منھ سکر پیدا از دیدہ جو کہ روز ازل مین قبل از وجود خرید وفروخت درد کی بطریق بیع سلم کے ہو چکی ہی اوس سے
جو کچھ آتا جائے سود مند ہوتے رہنا اور صورت خرید فروخت کے یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے بروز ازل تمامی مخلوق جمع کر کے
ایک امانت کہ ارباب طریقت کے نزدیک مراد عشق سے ہی پیش کی کوئی متحمل اوسکا نہوا مگر انسان چنانچہ آیۂ
کریمہ انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان
ظلوما جہولا متضمن بدین معنی ہی اور بتائید اسی کے قول حضرت حافظ شیراز کا ؎ آسمان بار امانت نتوانست کشید ؛
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زوند ؛ اختلاف ما قطب نے پہلے شعر مین ماتم ہم داشتن کے معنی مین لکھا کہ ماتم بلکہ گریہ
داشتن اس لیے کہ گرداشتن کو مین نہین سمجھا شاعر تو غم والم پر راضی وخوش ہونے کی ہدایت کر رہا ہی نہ اس تحقیق
کو سمجھا جو شارح نے لکھا کہ تخصیص حمد برائے غم ونعت بجائے درد اسواسطے ہی کہ غم ودرد حقیقی کو خدا اور رسول خدا
جانتا اور بجان ودل انہین صرف کرنا مین تو یہی جانتا ہون کہ حمد ونعت دونون اپنے معنی لغوی ستایش اور ستودہ
معلوم ہین مگر بنظر عزت وحرمت اس غم ودرد کے استعمال ان لفظون کا کیا کہ مجازاً خاص معنی بھی رکھتے ہین محشی
نے روے زبان تا فتن کے معنی زبان بند اشتن لکھے شاید اسمین کچھ غلطی کاتب کی ہو قولہ حسن عبادات الخ
درتہ دوزخ ز شوق الخ آئینہ دیدہ را الخ ہم ز غبار گذشت الخ در دہن بحث عقل الخ تا شری آب چشم الی آخرہ
الاعتباہ فوج وقلم داشتن سے مراد لکھتے رہنا تہ دوزخ سے قعر دوزخ حیرت سے مراد حیرت محمودہ جسین

معرفت ہی ناز اوسیہ گوشہ خانہ اور گوشہ ہر چیز کنشت بضم اول وکسر نون وسکون شین بتخانہ اور بقول بعض آتشکدہ اور معبد یہود وکفار دیگر دیر بالفتح ہندی مندر اور مٹھ اور جاے پرستش کفار درس بالفتح خواندن کتاب ثری بالفتح خاک نمناک اور زیر زمین آز سپہ ہم و بر سرہم ہندی تلے اوپر آنی عادت ہی کہ جس چیز کو بھولنا نہین چاہتے اوسکو لکھتے رہتے ہین پس شاعر کہتا ہی کہ حسن عبادت کو نسیا منسیا کر دینا تا عجب وغرور نہو جاے اور زشتی اعمال کو ہر وقت لکھتے رہنا تا عجز وکسرنفسی نہ چھوٹے اور ہر چند آتش عشق کی دوزخ سے کم نہین بلکہ دوزخ کا دوزخ اگر اوسمین ڈال دیا جاے تو یہ سمجھنا کہ کوثر مین ڈال دیا ہی اور اوسکی حدت وحرارت کو بجوش تمام آب کوثر کو گھونٹون کی طرح خوشگوار کرنا اور کوثر پر پہونچکر اس شرم سے کہ ایسی اعلیٰ چیز لذیذ خوشگوار کر رہا ہون اسی اوتی سبز خرہ سے لیسے لب تر کر دن اوسی تم کی حسرت مین رہنا اور کوثر سے متلذذ نہونا غرض کہ حدت وحرارت آتش عشق کی خنکی وخوشگواری آب کوثر سے بدرجہا افضل ہی اور یہ جو عینک آنکھون کی لگی ہوئی ہی جس سے مظاہر قدرت ایزدی دیکھ رہا ہی اسکے آئینون پر ہر وقت جلا حیرت محمودہ سے کرنا یعنی ان مظاہر اور مصنوعات سے عبرت وعرفان حاصل کرنا کہ آنکھین حیرت والون کی سی ہو جائین اسی حیرت کا نام محمودہ ہی اور یہی معرفت ہی زیادہ اس سے حد بیان کی نہین جو جانتے وہ جانتے جیساکہ عارف شیرازی رح نے فرمایا ع کاٰن را کہ خبر شد خبرش باز نیامد ؎ اور گوشہ سینہ کو مخزن غم دوست کا بنانا ز اوسیہ اور مخزن کہنے سے ایما استتار کا بھی ہی اسواسطے کہ قول کاملین کا ہی اللّٰھم استرنی بلا دک شعر لاحق مشتمل توحید ہی اور وہ یہ کہ اہل شرع دیر وحرم اور صمد اور صنم مین امتیاز کرتے ہین اسواسطے کہ یہ راہ عام ہی اور ظاہری مگر ارباب عشق دونون کو برابر جانتے ہین اسلیے کہ عشق مقتضی بیرنگی ویکی کا ہی اور یہ راہ خاص ومعنوی ہی اسی کے موافق قول شاعر کا ہی کہ عاشقون کی یہ خاصیت ہی کہ غبار کنشت کو عطر کفن بنانا یعنی بعد مرگ بھی ساتھ لیجانا ہی دیر وحرم دونون کو ترازو باٹ سے آپ کو تولتے رہنا ظاہر ہی کہ ترازو بے باٹ اور باٹ بے ترازو دونون بے کار مطلب شاعر کا یکرنگی بلکہ بے رنگی سے ہی جیساکہ حضرت شمس تبریز رح فرماتے ہین س چہ تدبیر اے مسلمانان کہ من خود را نمیدانم ؎ نہ ترسا و یہودی ام نہ گبرم نے مسلمانم ؎ غبار کنشت کو عطر سے یہ مناسبت کہ مٹی کا عطر بھی ہوتا ہی اور اگر بحث ومسائل عقلی پیش آئین تو ناوک لا کے مار مار کے منھ اوسکا بند کر دینا کہ کچھ منھ سے نہ نکالنے پاے جیسے کوئی شے ناچیز و ناگوار سامنے آتی ہی تو آدمی بار بار تحسین نہین کرتا ہے اور درس عشق کی کمر مین بطوع ورغبت ہاتھ ڈالنا کہ علیحدہ ہونے نہ پائے آب چشم دیدۂ تر سے ایسا متواتر جاری رکھنا کہ بالاے زمین کیا زیر زمین ثری تک نمناک ہو جاے اور دوغ دل نیچے تلے اوپر ایسے لگانا کہ جسکا دھبہ فلک تک پہونچے اختلاف نسخہ مطبوعہ مین بجت عیش

بجاے بحث عقل اور شرح ملا قطب مین بحث عیش دونون غلط ہین اسواسطے کہ دوسرے مصرع مین درس
عشق ہی بس مقابل درس کے بحث اور عشق کی عقل ہی نہ بحث و عیش **قولہ** در جگر اشتہا الخ مستی و دیوانگی الخ
دین و دل و عمر الخ خامہ تراشی ستم الخ شیب نہ گویم بہ طبع الخ بہ نعیم بہشت الخ الانتباہ اشتہا آرزو کرنا فارسی
مین یعنی آرزوے طعام امتلا بالکسر پر ہونا عرفاً بہت پر ہونا معدہ کا غذا سے جام مسیحا اعجاز مسیحا اور نیز آفتاب
صرفہ بالفتح فائدہ اور نفع اور بکرا اور افزونی اور بخل جم کیخسرو یا جمشید شیب بالفتح پیری اور سفید مو ہونا او
بیاے مجہول مخفف نشیب شباب بفتح اول جوانی اور جوانان جمع شاب بتشدید موحدہ جیحون بفتح جیم
نام دریا میان خراسان و ماوراء النہر المعنی پہلا شعر تو منجملہ سیاق کلام کے ہی یعنی بیان عادت عشاق
اور مابعد کے مشتمل پند و عظ بس شاعر کہتا ہی کہ اشتہا جو ایک شے ہی جس سے خواہش ہر چیز کی پیدا ہوتی ہی
اوسکے جگر مین آب و ہوس جلا دینا اور مطلق ہوس نچھوڑنا اور اس صفت سے ایسا شکم پر ہو جانا کہ جسکی اثر امتلا سے
مثل بھتلی غذا کے درد شکم رکھنا ایراد لفظ اشتہا و جگر اور آب اور امتلا سب بمناسبت ایکدیگر کے ہین اسواسطے
کہ بعد دہن اور معدے کے جب ہضم ثالث جگر مین ہوکے غذا منقسم ہو جاتی ہی تو پھر خواہش اور ہوس غذا کی
ہوتی ہی اور پیاس بھی جگر سے تعلق رکھتا ہی اسواسطے کہ تشنگی جگر سے ہوتی اور امتلا سے درد شکم آیندہ اشعار
ناصحانہ یعنی جو لوگ کہ مست اور دیوانے عشق کے ہین جسوقت کہ جوش مستی اور ولولہ جنون مین آجاتے
ہین جام مسیحا کے جو معجزے احیا ہوتی ہی اصل و حقیقت نہین سمجھتے خرد و شکست کر ڈالتے ہین پھر ساغر جمشید مین
کیا فضل و فزونی ہی جو لائق اس بزم کو ٹھہرے اور یہان رکھا جاے مطلب یہ کہ جام مسیح جو معنوی شے ہی اور ساغر
جمشید جو ظاہر اور یہ دونون مکرم و جان بخش جیسا کہ حکما کہتے ہین تعجب ہی جسکے پیٹ مین شراب ہوا اور مر جاے
مگر عاشقون کے نزدیک دونون کی کچھ وقعت و عزت نہین بحکم آنکہ ؎ کشتگان خنجر تسلیم را ✶ ہر زمان
از غیب جانے دیگر ست ✶ اور اے طالب صادق عشق کے یہ خیال و ستم جو تیرے ساتھ ہی یعنی دین و دل
اور زندگی و جان سب کو طوفان بلاے عشق مین بہادی اسواسطے کہ عیشی کو خیل و ستم سے کیا مناسبت ہی باہم
انکے اور عشق کے تو دشمنی جانی اور عداوت قلبی ہی اور جو سامان و تعلق تو نے شتر خانہ کا ہی جس سے بڑے عاقل
اور قابل کہلاتے ہین انکے نزدیک سب ہیچ و پوچ یہ خامہ تراشی کو ستم اور نامہ خراشی کو گناہ سمجھتے ہین اس سے
لوح و قلم کو سادہ اور بے زخم رکھنا بہتر ہی اس قابلیت کے پاس مت پھٹک اگر یہ قابلیت بہتر ہوتی تو فخر
رازی پر پاے چوبین کی طعن کیون واقع ہوتی جیسا کہ کہا ہی ؎ پاے چوبین را اگر تمکین بدے ✶ فخر رازی
راز دار دین بدے ✶ اور اس خامہ تراشی اور نامہ خراشی کو ستم و گناہ ٹھہرانے مین یہ اشارہ بھی ہی کہ یہ لوگ
ایسے محتاط ہین کہ کسی بیجان کے بھی تراش و خراش کے روادار نہین تا بجاندار چہ رسد اور یہ بھی نہین کہتا

کہ شسب شباب سے بنی اصل وطبیعت مین بہتر ہی مگر اتنی بات ہی کہ شباب مین خود آرائی اور خود ستائی
ہوتی ہی جو کیفیت عجب وغرور کی ہی اور شیب مین انحنا وخمیدگی جو صورت عجز وفروتنی کی کہ یہ مقبول خدا ہی
اور غرور مردود بارگاہ کبریا اس نظر سے شیب شباب سے اچھا ہی غرض عشاق کا کام عجز وفروتنی ہی نہ خودی
ودنی اور اے طالب خدا کی تو طاعت خدا کے واسطے نعیم بہشت کی متکر بہشت کی خدا کے مقابلے مین حقیقت
کیا ہی یہ تو ایسی بات ہی کہ جیحون کنارے کھڑے ہین اور طالب نم کے ہو رہے ہین کہ دو چار قطرے پانی کے
ملجائین کیا یہ نہین جانتا ع از خدا غیر از خدا چیزے مخواہ الخلاف ملا قطب در جگر اشتہا تا اخر اس شعر مین
لکھتے ہین کہ اشتہا کو افسردہ پژمردہ کرنا اور با وجود اشتہا کے یہ کہنا کہ مین ممتلی ہون اثر امتلا سے درد شکم رکھتا
ہون اور اس شعر مین فاما تیر اشتی ستم تا آخر یعنی کہ صاحب استعداد ہونا اس زمانہ مین اپنے اوپر ستم اور گناہ اختیار
کرنا ہی انتہی مین تو پہلے شعر کے معنی مین سواے چرب خور و نوش کے اور کچھ نہین دیکھتا ہان اتنی بات کہ مشتہی
ہو کے ممتلی بننا اور دوسرا شعر تو ظاہر سیاق کلام سے خارج ایسا ہی جیسے یہ مصرع ؎ خلل از دور سید اشد
کہ سنہ آگے برائے ناظرین کی جو ہو قولہ باصنم آمیختن کفر ادب الخ رہروی راہ عشق بر تو الخ رو بقفائش الخ
چنید تیز دیرو فش الخ خدل وکرم خسرو یست الخ ضرفہ از بانم ببست الخ الا انتباہ صنم بفتحتین بت فارسی والے
معشوق پر اطلاق کرتے ہین بلحاظ خوبی صورت کم بفتح اور نیز اندک اگرچہ بمعنی قلیل کے ہین لیکن نفی مطلق کے
معنی مین اکثر آتے ہین فرسخ معرب فرسنگ مقدار سہ میل قفا بالفتح پس گردن اور پس سر مجازاً مطلق عقب
اور وقت غیبت اور پشت دست کہ کسی کے سر پر مارین ذم بالفتح وتشدید میم ضد مدح ضرفہ کے معنی اسی قصیدہ
مین گذرے طبل بالفتح نقارۂ کلان بفتحتین غلط المعنی پہلے شعر مین جھگڑا صنم اور صمد اور ہمہ اوست اور ہمہ
از وست کا ہی یعنی کفر مین صنم ہی اور اسلام مین صمد اور باہم ان دونون کے فرق وفاصلہ جبتک کہ سالک مقام
ہمہ از وست پر ہی اور جب اس سے گذر کر ہمہ اوست کو پہونچا اور وحدت حاصل ہوئی اوسوقت مین اوسکے
لیے صنم اور صمد دونون یکسان ہین اسواسطے کہ یہ دونون نام حسب اقتضاے رنگ کفر واسلام کی تھی اور جب
سالک کو بیرنگی حاصل ہوئی اور فاصلہ اوٹھگیا اور ہر شی صبغۃ اللہ کا رنگ دکھانے لگے پھر کیا دونون ایک ہین اور
اور جبتک ان رنگون مین پڑا ہی تب تک بے شک کفر وزنار ہوا اسی واسطے شاعر نے شرط فاصلہ نہ رکھنے کی
لگائی ہی مس سا مادہ وحدت کا ہی ظاہر ہی کہ اہل شریعت اور اہل طریقت دونون متفق ہین کہ تمامی اشیا
مظاہر نور الہی کی ہین مگر اہل شریعت بدین اعتبار کہ لوازم حدوث کے بھی ہر شی کے ساتھ لگے ہوئے ہین
بمقتضاے ادب ہمہ از وست کہتے ہین اور وہ ان لوازم کو چندان معتبر نہ رکھ کے ہمہ اوست کہتے ہین
جیسا کہ مولانا جامی نے فرمایا ؎ توئی آئینہ او آئینہ آرا + توئی پوشیدہ او آشکارا + چہ نیکو بگری

آئینہ ہمہ اوست بدہ نہ تنہا گنج بل گنجینہ ہمہ اوست ٭ اب کہتا ہے کہ تجکو راہ عشق مین رہروی کی چال چلنی چاہئے کہ
وہ یہ ہے کہ تیز رو اور گرم شتاب تو اس راہ مین ایسا ہو کہ ہر قدم ایک فرسنگ پر پڑے لیکن قدم کو خوب لحاظ رکھے یہ کہ وہ
جو مسلک سالکان طریقت کا ہے اوس سے ادھر اودھر نہ پڑنے پائے سیدھا صراط مستقیم پر چلا جائے جیسا کہ سعدی رح
نے فرمایا مصرع بدنبال راستان کج مرو ٭ شعر لاحق مین شاعر تنبیہاً کہتا ہے کہ اے غافل بے خبر ذرا منہہ تو اپنا اگلے
زمانہ گذشتہ مین اپنی عمر کو تو دیکھ کہ کتنی تلف ہوئی اور کیسی جوانی بھی گذر گئی ہے تو زبدہ اور خلاصہ عمر کا ہو چکا اور جب
گذشتہ کا خیال کریگا تو آئندہ کا تجکو حال روشن ہوگا کہ کیسا متوجہ بعدم ہو رہا ہون اور بموجب الوقت سیف قاطع
العمر کے تیری آنکھین کھولیگی اے نادان بے خرد ذرا خیال تو کر کہ اللہ تعالی نے تجکو انسان اور اشرف المخلوقات
پیدا کیا اور ہمہ تن مدح بنا کے یہان بھیجا افسوس تو نے اپنے حق مین یعنی ذم کے پیدا کیے اور ذم بنگیا اور مکر و فریب
سے بظاہر اپنے عیبونکو چھپاتا رہا اور بجانا ع واللہ اعلم اسراری واعلانی ٭ اب دو نون شعر لاحق مین موعظت امرا
و سلاطین مین ہین یعنی پادشاہ بھی شاہ کہلاتے ہین اور گدا بھی اور دونون طبل و علم بھی رکھتے ہین مگر فرق دونو
مین عدل و کرم کا ہے اگر عدل و کرم ہے تو وہ بحقیقت خسرو ہے یہان بھی اور وہان بھی ورنہ گدا سے بدتر جیسا کہ سعدی رح
نے فرمایا ہے کہ غرور ابد اور برد خسروی ٭ گدائے کہ پشیت نیرزد جوے ٭ پھر دوا وجہ کو نتیون کیواسطے
کہ مراد شے قلیل و حقیر سے ہے طبل و علم رکھنا ایسی دھوم دھام جتانا شعر مابعد مین شاعر کہتا ہے کیا کرون بخل نے میری زبان
بند کر دی اور نہ چاہا کہ وہ اس مزہ سے خبر ہوئے ورنہ پادشاہ سے کہتا کہ ذرا فقیر کے دل سے تو مزہ ظلم و ستم عشق کا
پوچھہ کہ کیسی لذت و حلاوت انہین دشمار ہا ہے جو تیرے ناز و نعم مین ایک شمہ اوسکا نہین جیسا کہ حضرت وحانی رح
نے فرمایا ہے گر خوری جرعہ ز ساغر جم ٭ جام جمشید را زنی بر ہم الاختلاف نسخہ مطبوعہ مین بجائے رہروی
کے راہ روی غلط لکھا ہے کہ فک اضافت لازم آتا ہے ملا قطب رح ان اشعار اور نیز اخیر قصیدہ تک مستغنی ہو بیٹھے
مگر محشی نے صورت مدح آمدن معنی ذم داشتن کو لکھا کہ بظاہر ممدوح ہونا اور باطن مین مذموم اور دو ویرانہ
دہ کو دین و دنیا لکھا انتہی دنیا کو اکثر ویرانہ کہا ہے مگر دین کو نہین کہا کسی نے اور جس موقع پر یہ لفظ واقع
ہے وہان دین سے کچھ غرض نہین اسلئے سوا شاعر کا مطلب تو تحقیر و تقلیل ہے نہ عدد معین جسکے واسطے دین و دنیا
تلاش کی گئی وہ بھی بے محل و بے معنی **قولہ** دم مزن از دور چرخ الخ این دہ کثرت اساس الخ نسخہ این باغ الخ
مایہ از زندگی از گہر الخ **الانتباہ** آزادگی مرکب ہے لفظ آزادہ اور یائے مصدری سے آزاد اور آزادہ مین فرق
بھی کیا ہے آزاد وہ جسکی آزادی دوسرے کے اختیار سے ہو آزادہ وہ کہ اپنے اختیار سے ہو متاثر اثر پذیرندہ
وہ کثرت اساس مراد جسم و تن سے کثرت اساس یون وجہ کہ ہوا و ہوس وغیرہ مقتضیات جسمانی اسکے ساتھ لگی ہوئی ہین باغ مراد دنیا سے
[illegible] بر کن ترکیب مصدری از زندگی لیاقت و قابلیت گہر مراد اپنی ذات سے **المعنی** یعنی اگر گردش چرخ سے

حوادث و مکروہات غیر مرضیہ وقوع مین آئین تو اونسے شاکی ہونا اور چون وچرا کرنا آزادگی سے بہت بعید ہی کیونکہ آزادہ لوگ جملہ مکروہات و مطبوعات کو قضا و قدر سے جانتے ہین جنکے جلب و دفع مین ناگزیری اور بے بسی ہی پھر جب جلب و دفع مین گزیر نہین اور وہ شدنی تو شکایت کیا معنی بلکہ بقول شاعر ع بدر و صاف ترا حکم نیست دم درکش کہ انچہ ساقی ما ریخت عین الطافست ؛ اور یہ وجود تیرا جسکو عالم صغیر کہا ہی سب کچھ اسمین ہی مگر وہ مقتضیات رذیلہ جو ضرورۃ اسکے ساتھ لگائے گئے ہین مثلاً ہوا و ہوس اور خودی و خود پرستی وغیرہ تو انھین کی طرف متوجہ ہی انکو بگاڑ اور مٹا پھر دیکھ کہ مالک ملک وحدت کا ہی یعنی بس تو ہی تو ہی اور ملک قدم تیرے تحت مین جو ہی گویا ہندی مثل کے موافق کہ تھبا راجہ پھر کون اور یہ باغ جہان کا جسکو شاداب اور شگفتہ دیکھ رہا ہی اور اسکے گلون سے احسان بوکا اوٹھاتا ہی کہ گل مراد امرا و سلاطین عدم سے ہی جو یہان خرم و خندان ہو رہے ہین اور بو کنایہ سود و نفع سے اسکو بڑی زیر و زبر لگی ہوئی ہی کوئی بالائے زمین جلوہ گر ہوتا ہی کوئی زیر زمین متواری پھر اوس ملک وحدت و قدم کے سامنے یہ لوٹ پوٹ والا باغ کسکام کا ہی جو اوسکو چھوڑ کے اسکا طالب ہوتا ہی حضرت سعدی نے کیا خوب فرمایا ہی ع کہ ہم بیخ گوہر نباشد سفال ؛ اور جو کچھ لیاقت و اور زندگی یعنی اعمال و افعال اپنے ہین اونھین کو اپنا سمجھ وہی تیرے کار آمد ہونگے نہ اب و جد کی بزرگی و شرافت اسواسطے کہ قیامت مین سوال ما اکتسب سے ہوگا نہ ما انتسب سے مصرع ع بندگی باید پیمبر زادگی منظور نیست **قولہ** مذہب عرفی بگیر الخ دست مسیحا سے وقت الخ تیغ زبانش فکند الخ طے کنم این الخ **الانتباہ** مذہب بروزن مکتب دین و آئین ملت بکسر میم و تشدید لام ہین اور گروہ اور شریعت دون بضم یعنی سوا اور غیر اور اندک اور نزدیک اور زیر اور حقیر اور خسیس اور سفلہ معجز دم احیا سے موتی اور معجز مصدر میمی یعنی اعجاز جو صلہ بفتح صاد مہملہ معجمہ مرغ ہندی پوٹا اور انگلیہ اور سکون ضاد و خطا یعنی اوپر کے اشعار تو پند و نصائح مین تھے اب یہان سے اپنا فخر وغیرہ مذکور ہی پہلے مخاطب لازم یون ہی کہ مذہب عرفی کا اختیار کر اور ملت قارون کی چھوڑ دیکھ تو عرفی کیسا گنج گہر بکھیر رہا ہی جو ملکون ملکون پہونچا ہی اور قارون کیسا نامراد مرا اور سب درم و دینار سر پر رکھکر لیگیا گو وہ درم و دینار زوال آتا ہو گیا تھا اور یہ عرفی عیسی وقت ہی اور ایسا عیسی وقت کہ معجزہ احیای موتی جو باعث نام و نمود حضرت عیسی کا ہوا ایک ادنی معجزہ ہی جو اوسکے قدمون سے لگا ہوا ہی جدھر جاتا ہی ہزارون مردے زندہ ہوتے ہین شعر ما بعد مین جو یہ سر ہم مہر و ماہ کہا ہی سوائے روشنی اور وضاحت کلام کے یہ اشارہ بھی ہی کہ بر سر مہر و ماہ کا میم ہی اور حرف روی قافیہ کا بھی میم جو بر سر ہم چلا آتا ہی گویا مہر و ماہ تلے اوپر ایک دوسرے کے ہین اور شہرت نے اوسکی جو ملک عجم کو مسخر کیا تو اوسکو سزاوار و شایان ہی اب کہتا ہی کہ بہتر یہ ہی کہ اس نامہ کو طے

کرون اور اگر بطے نہ کرون تو کیا کرون میری فکر و ذہن مین جو مضمون و معانی کہ حاضر و جمع ہین بسبب باریکی و نزاکت
کے حوصلہ قلم کا ایسا نہین کہ وہ متحمل اونکے ہو اور لکھ سکے **اختلاف** نسخہ مطبوعہ مین بجاے وزن اثر پاے اور دوان
اثر ہاے او اور بجاے معجز معجزہ غلط ہی اسواسطے کہ گر دوان بتحریک نون کہا جاے تو تحریک جائز نہین اور اگر بوقف
نون تو وزن ٹھیک نہین ہوتا ایسے ہی معجز مین درصورت لگے بلاضرورت فک اضافت ہی بدون یاے تکلف
اور یا مناسب اثر اور نیز دم کہ مرادف قدم کا ہی جیسا کہ قدم کہتے ہین شاعر نے قصیدہ ختم کیا مین بھی دو
کلمہ نیرا ثبا ما فی الضمیر ختم کرون یعنی انصاف از اہل بے اعتساف باقی ما بخیر شما بہ سلامت ؂

قصیدہ ۲۵ قولہ اے دل معنی الخ بر کمال دولت ہر کس الخ دولت جمشید ہمہ وشی الخ طوطی نطقم
جو ور الخ تا لوے دولت الخ کاروان سالار شاہان الخ **الاشتباہ** رطل گران پیمانہ بزرگ آپ بھی مین
گر دیدن حسرت سے منھہ مین پانی بھر آنا کاروان سالار مقلوب ہی یہ قصیدہ بحر رمل مین ہی ارکان اسکے وہی فاعلاتن
فاعلاتن فاعلاتن فاعلات جو مذکور ہوئے **المعنی** یہ قصیدہ اکبر بادشاہ کے مدح مین لکھا ہی تلازم آفتاب اسواسطے
اکبر کو عقیدت و ارادت آفتاب سے بہت تھا بنا بر ین اکثر آفتاب پرستی و بدمذہبی کی نسبت اوسکی طرف کرتے
ہین مگر یہ ضرور ہی کہ آفتاب کو حضرت خالق الکائنات نے ایسا جامع فیوض و فوائد پیدا کیا ہی کہ کوئی مخلوق
ایسی نہین جو اسکے فیض و فوائد سے خالی ہو بلکہ ارباب معنی بھی اس سے مستفیض ہوتے ہین اور بنظر انھین فیض
و فوائد کے دہریہ تو خالق ہی سمجھتے ہین پس شاعر کہتا ہی کہ اے ممدوح تیرا ضمیر منیر معنی سرشت سارے راز و اسرار
آفتاب کے جانتا ہی اور تو پورا محرم و واقفکار اوسکا اور ہمیشہ خوان دولت آفتاب پر جو علو تیکی اور عالمگیری
ہی مہمان آفتاب کا آفتاب میزبان تیرے دل کا کہ تعظیم و توقیر جو کچھ اوسکے گھر مین ہی حاضر کرتا ہی اسی واسطے
بنظر عزت و حرمت مہمان کے میزبان نہین کہا قید ابد اور تا ابد کی تفاوت لگا ہی اور جو کوئی کہ تیرے کمال دولت و
بیزوال پر نظر کرے اس نظر سے کہ دیکھون کیسا اوج و عروج اسنے پایا ہی تو کیا ضرور ہیت سی وقت اوسکو
بھی نہ دیکھے سے کہ یہ پیمانہ بزرگ آفتاب کا اوسی کی شراب تربیت سے بھرا ہوا ہی اور کمال کو پہونچا ہی پس
اسی پر قیاس کرے اور اے ممدوح بھلا دولت جمشید کی تیری دولت کے ہمدوش و ہمسر ہو سکتی ہی اوسکا تو تیری
دولت کے مقابل ایسا حال ہی جیسے آسمان زیر ران آفتاب پس کہان راکب کہان مرکوب ع ببین تفاوت
رہ از کجاست تا بکجا ؂ اور اے ممدوح جسوقت کہ مین تیری مدح مین شکر ریز ہوتا ہون حسرت سے آفتاب کے
منھہ مین دمبدم گرم گرم پانی بھر بھر آتا ہی کہ کاش یہ شرائف و فضائل مجھ مین ہوتے قید آب گرم کی باعتبار
حرارت آفتاب کے روشن اور نیز تازہ تازہ پانی جو منھہ مین آتا ہی وہ بھی گرم ہوتا ہی اور صورت دھنا
کی گھومنے جرم آفتاب سے عند الرویت عیان اور اے ممدوح جب تک قضا و قدر نے تیرے واسطے

دولت کو عرش کے اوس پار نہ پہونچایا تھا تب تک اہل معنی کو جو جوہر شناس ہر شے کے ہین حال آفتاب
کا معلوم نہ تھا یہی جانتے تھے کہ اس سے زیادہ کوئی بزرگ و اعظم مخلوق نہین اسی کا جھنڈہ سب سے اوپر ہے
اب جو تیرا الوائے دولت فلک نہم کے پار ہوا تب قلعی آفتاب کی کھلی کہ یہ تو ماتحت ممدوح کا ہی فلک چہارم پر ہے
اور ممدوح کا لوا فلک نہم کے اوس پار اور اگرچہ آفتاب سب پادشاہون کے قافلے کا سردار ہے مثل اسکی کوئی بادشاہ
زیر فلک نہ بالائے فلک مگر اسکے قافلہ مین چھپا یوسف کوئی نہین ہوا جیسے حضرت یوسف جیسی متاع کبھی کسی کاروانی
کو نصیب نہ ہوئی نہ ہووے **اختلاف** نسخہ مطبوعہ مین بجائے دولت جمشید ہمدوشی کے ہمجوشی غلط لکھا ہے
قولہ وہ ہم سرکش رام شد الخ ہمچو شمعے کان فروزند الخ فیض مہتاب داغ سجدہ گاہ ہفت اقلیم ست بسکہ عکس آفتاب
دیدہ الخ ہر کجا آماجگاہ ہے الخ **الانتباہ** ہفت اقلیم چین ترکستان ہند توران ایران روم شام سینہ آتش
مین ضمیر شین بمعنی خود آماج نشانہ تیر و تفنگ اور خاک تودہ طلعت بالفتح دیدار اور دیکھنا **المعنی** یعنی ہر چند زمانہ
سرکش کبھی کسی کا مطیع نہوا ہمیشہ سب کو دباتا رہا مگر تیرے شہسوار اقبال کے ساتھ اسکی سرکشی کچھ نہ چلی آخر اوسکی ران تلے
دبنا ہی پڑا اور کیسے نہ دبتا بھلا سایہ بھی کہین ہمعنان آفتاب کا ہوا ہے اور اے ممدوح مین جو خیال کرتا ہون
تو ایسا پاتا ہون کہ تیری جان اور آفتاب کی جان نور واحد سے پیدا ہوئی ہے اسواسطے کہ جملہ صفات تیرے
آفتاب مین موجود کیا عالمگیری و عالم افروزی کیا دیگر فیض و فوائد بس ایسا حال ہے جیسے ایک شمع سے دوسری
شمع روشن کر لیتے ہین اور جو کہ پہلے جان شاہ کہا ہے اس سے ظاہر کہ جان آفتاب کی نور جان ممدوح سے مخلوق
ہوئی جیسے شمع سابق کو شمع ثانی پر سبقت ہے اور تیری صورت سے نور فیض کے فروزان ہین اور کیسے نہون کہ ازل
سے تا ظہور عالم وجود تیرے گوہر ذات نے کان آفتاب مین پرورش پائی ہے اور آفتاب کی گود کا پالا کھلایا ہے اسی
اوسکی دائیان کھلائیان تھین اور کلام عرب مین آفتاب پر اطلاق تانیث کا ہے کما جاء فی القرآن اذا الشمس
کورت اور اے ممدوح تجھمین اور آفتاب مین یہ مناسبت بھی ہے کہ جیسی تیری مسندگاہ سجدگاہ ہفت اقلیم کی ہے ایسے
ہی آسمان آفتاب کا قبلہ ہفت آسمان کا اسلیے کہ قبلہ کو ناف زمین کہتے ہین اور آسمان آفتاب بھی ناف ہفت
آسمان ہے کہ تین آسمان ادھر مین تین ادھر اور یہ جو آفتاب آسمان پر نظر آتا ہے تیری ہی صورت کا عکس ہے کہ
آسمان نے اوسکو اپنے دل مین پاکر اپنے سینہ کا نام آئینہ دان آفتاب رکھا ہے اور جس محل و موقع پر کہ تیری طلعت
ضیا آماجگاہ تیار کرتی ہے یعنی جلوہ فرما ہوتی ہے تیر سعادت کے کمان آفتاب سے متواتر پہونچتے ہین غرض یہ کہ آفتاب انتظار
سعادت سے تجھی کو تکتا دیکھتا ہے **اختلاف** محشی تیسرے شعر مین لکھتے ہین کہ مضمون اس شعر سے تنزل مدح کا
سمجھا جاتا ہے اسواسطے کہ اوسمین استفادہ آفتاب کا پادشاہ سے مستفاد ہوتا تھا اس سے پرورش پادشاہ کی
آفتاب سے انتہی اول تو وجہ سکے اشعار مین ہر قسم کا مضمون کبھی کوئی صورت کبھی کوئی صورت قطع نظر اسکے

میر معنی کو دیکھین ترقی ہی یا تنزل **قولہ** گر ہمای آفتاب الخ وصف شاہ از ناکسی الخ گرچہ سیر آفتاب الخ گرسپہر
از قرنی الخ حکم خورشید ست الخ دمبدم چون ماہ تو الخ **الانتباہ** بجای اکبرشاہ ای پاتین اکبرشاہ جسکی ہندی
پینتے ہی قرن بالفتح مدت طویل اور علی اختلاف الاقوال صد سال یا سی سال یا ہشتاد سال اور شاخ
حیوان اور گیسو اور زمانہ موضع درمیں سعدین زہرہ و مشتری قران بکسر اول نزدیک ہونا اور جمع ہونا دو سیارون
کا ہفت سیارات سے سوای آفتاب کے ایک برج مین بفاصلہ ایک درجہ یا ایک دقیقہ کے جیسے قران زہرہ
کا ساتھ مشتری کے یا ماہ و زہرہ اسکو قران السعدین کہتے ہین اور شمس و قمر کے جمع ہونے کو اجتماع اور
باقی پانچ سیارون کے آفتاب کے ساتھ مجتمع ہونیکو احتراق چون دوسرے مصرع مین برای استفہام **یعنی**
یعنی ہمای آفتاب کا شب و روز جو پرواز مین ہی قرار و سکون اسکے واسطے مقرر نہین ہوا اگر اسکا کوئی آرامگاہ
قرار پاتا تو پاتین اکبرشاہ کے اسکا آشیانہ ہوتا کہ پھر بہلکے وہان آپڑا اکرتا دوسرے شعر مین کہتا ہی بھلا مجھہ
جیسے نالائق کے لائق کب تھا کہ وصف پادشاہ کا کرتا مگر یہ جو کچھ مین نے لکھا ہی آفتاب سے نقل کیا ہی اور
صورت اوسکی یہ کہ ردیف اس قصیدہ کی آفتاب ہی جب مین شعر ختم کرتا تھا آفتاب آجاتا تھا اور دوسرا
مضمون مجکو سوجھا بتا دیتا تھا پھر کہتا ہی کہ ظاہرا یہ جہان مثیر آفتاب کا ہی سبھی دیکھتے ہین کہ اس سے سارا
جہان روشن و منور ہو جاتا ہی بس یہ ایک آفتاب اس ایک جہان کے واسطے ہی اور باطن شاہ کا بحقیقت جہان
آفتاب کا جسمین ایسے ایسے آفتاب بے شمار مے حساب جیسے جہان مین مخلوق اب شاعر کہتا ہی کہ مشہور یہ ہو رہا
ہی کہ بعد ایک قرن کے خواہ تیس برس خواہ اسی خواہ سو قران السعدین ہوتا ہی اور مین روزمرہ ہر صبح قران
آفتاب کا پادشاہ کے ساتھہ دیکھتا ہون یہ قران ہر روز کیسے ہوتا ہی اور معمول آفتاب پرستون کا ہی کہ
قبل طلوع آفتاب کے جانب مطلع آفتاب کے کھڑے ہوتے ہین اور اپنے طریقے کے موافق اوسکو دیکھتے ہین
بس اگر آفتاب پرست ہونا اکبر کا صحیح و تحقیق ہی تو یہ مضمون خوبصورت اوسی صورت کی ادا مین ادا
کیا ہے شعر مابعد شعر لاحق سے مربوط ہی شاعر کہتا ہی مین جو خیال کرتا ہون تو خورشید اور پادشاہ
دونون حکم واحد رکھتے ہین اور نظر معنی دونون ایک ہین جیسا زمانہ اقبال بادشاہ کا ویسا ہی زمانہ
آفتاب کا اسلیے کہ دیکھو ماہ نو جو آفتاب کے آستانہ پر سر رکھتا ہی کیسا نور اوسکے چہرے کا دمبدم افزود
ہو کر کمال کو پہونچتا ہی ایسے ہی بادشاہ کہ اسکے آستانہ پر جو کوئی جبہ سائی کرتا ہی وہ بھی روز بروز ترقی و
عروج پا کر اوج علو مرتبت کو فائز ہوتا ہی **اختلاف** نسخہ مطبوعہ مین بجاے پاے اکبرشاہ جاے اکبرشاہ غلط
لکھا ہی **قولہ** دیدہ ذ عینک الخ بدع خورشید الخ در فرزین رشتہ الخ ہر کہ مہر آفتابش باشد الخ **الانتباہ**
نظارہ بفتح و تخفیف تشدید غلط ہے مجرد دیکھنا اور دیکھنے والے گروہ ہر طرازان وجود قضا و قدر را آوین بالمد لغتی

بندی و آرایش المعنی یعنی جسطرح کہ آنکھین عینک سے بے تکلف نظارہ اشیا کا کرتی ہین اور صاف صاف وہ شے نظر آتی ہی بشرطیکہ شی مرئی ظاہر اور پیش نظر ہو ایسے ہی تیرا دل صاف صاف رازنہان آفتاب کا دیکھتا ہی حال آنکہ وہ ظاہر اور پیش نظر نہین بلکہ اوسکے دل مین چھپا ہوا شعر لاحق مین تبغا ئرفیضی کہتا ہی کہ عرفی بھی ہمیشہ ثنا پادشاہ اور مدح خورشید کی کرتا رہتا ہی اسواسطے کہ بادشاہ کے مریدون با اخلاص اور آفتاب کے عاشقان با اختصاص سے ہی دونون کو پیر و مرشد اپنا جانتا ہی عاشق آفتاب کا بدینوجہ کہ آفتاب پرست دن بھر نظر آفتاب سے نہین ہٹاتے ہین جیسے صورت معشوق سے عاشق شاید یہ شعر برعایت آفتاب پرست ہونے بادشاہ کے بخیال خوشنودی مزاج بادشاہ کے کہا ہو اور یہ جو گوہر پرونے والون وجود یعنی قضا و قدر نے انواع اقسام کے گوہر رشتہ امکان مین پرو کر بازار موجودات مین رکھے ہین اور سب سے زیادہ اونچی دکان بازیب و شان آفتاب کی ہی مگر گوہر تیری ذات کا اوسکی دکان کی بھی زیب آرایش ہی الغرض عالم موجودات مین جو سب سے اعلی ہی اوس سے اعلی تو ہی شعر مابعد بطور مجمل و مبہم کے ہی یعنی جو کوئی کہ عاشق آفتاب کا ہی اور محبت اسکی اوسکے دل مین رچ گئی ہی اوسکے سر سے پانون تک آفتاب کی طرح نور ہی نور برستا ہی گویا آفتاب ہو جاتا ہی کسواسطے کہ مہر و محبت کی انتہا بھی ہی کہ عاشق کو معشوق بناتی ہی جیسے مجنون نے انا لیلی کہا اور منصور نے انا الحق بحقیقت یہ ایما بھی ممدوح کی طرف ہی اگرچہ صراحت نہین کی قولہ تا کند گردش عیان الخ وقف ذہنت باد الخ تا یہ اخلاص من خاطر الخ الا انتہاء وقف کے معنی او پر گذرے لایزال دائم و بیزوال المعنی یہ تینون شعر دعائیہ ہین یعنی جب تک کہ گردش آسمان کی راز نہان آسمان کو عیان کرے اور جب تک کہ حسن عیان آفتاب کا زینت بخش جہان رہے جیسا کہ ہمیشہ دیکھتے رہتے ہین کہ وہ مکروہات و مطبوعات جنکا علم و وقوف کسیکو نہین ہوتا اسکی گردش سے ظہور مین آجاتی ہین اور زینت بخشی آفتاب کی خود عیان کہ یا تو رات کی وہ سنسان ہوتی ہی یا دن مین یہ دھوم دھام مچ جاتی ہی الحاصل جس مدت تک یہ کیفیت جہان کی رہے تب تک راز دایمی آسمان کے تیرے ذہن پر وقف رہین اے منکشف اور نور تیرے آفتاب چشم کا حسن جاودان اس آفتاب کا ہووے واضح ہو کہ آنکھ مین بھی جو تھے پر دے پر آفتاب ہی پس یہ آفتاب تو موید نور آفتاب چشم کا ہی یعنی آفتاب چشم موید اسکے حسن و زیب کا ہوئے اور مین جو کچھ مایہ اخلاص کا شاہ کے ساتھ رکھتا ہون وہ ایسا خاطر نشان شاہ کے ہو جیسے اخلاص آفتاب کا خاطر نشان شاہ کے ہی اسمین دو احتمال ہین ایک یہ کہ پادشاہ آفتاب سے جو اخلاص رکھتا ہی وہ خاطر نشان آفتاب کے ہی دوسرے یہ کہ آفتاب جو اخلاص پادشاہ سے رکھتا ہی اور اوسکی خاطر مین جا ہو رہا ہے

اختلاف نسخہ مطبوعہ مین بجاے وقف ذہنت وقف دولت لکھا ہی اور محشی نے یہ بھی لکھدیا ہی کہ تا ے خطاب آخر لفظ دولت سے بضرورت شعر محذوف ہی انتہی خیال کیجیے راز و اسرار سے اور دولت سے کیا مناسبت انکے مناسب تو ذہن و فکر ہی اور محذوف کہدینا تو سہل بات ہی **قولہ** بر سر شہ سایۂ فگن الخ گر بدان غایت الخ آسمان داند کہ چون الخ **الانتباہ** خفاش بضم و تشدید فا شبپرہ مسیحا اور آفتاب دونو فلک چہارم پر ہین **الانتباہ** تینون شعر بطور گوشوارہ کے ہین یعنی ہما کی کب مجال ہی کہ اپنے بازو سے بادشاہ کے سر پر سایہ فگن ہو سکے کہین بال خفاش بھی سایبان آفتاب کا ہو سکتا ہی اگر کوئی کیفیت آفتاب کی دریافت کرنا چاہیے اور چاہے کہ جیسا بادشاہ نے اوسکو جانا پہچانا ہی ویسا ہی مین بھی جانون پہچانون سو یہ معلوم کسواسطے مسیحا جو آفتاب کے ہمقرین ہین وہ بھی ایسا نہین پہچانتے جیسا بادشاہ پہچانتا ہی پھر دوسرا شخص بادشاہ کے کب پہچان سکتا ہی اور اسبات کو آسمان خوب جانتا ہی کہ زمان آفتاب مین یعنی جبسے آفتاب ہی اب تک بادشاہ جیسا قدردان آفتاب کا کوئی نہوا اسواسطے کہ آسمان ہر وقت دیکھتا رہتا ہی اور ہر کسیکو اسنے دیکھا ہی ان اشعار سے بھی ایما توجہ خاطر بادشاہ کا طرف آفتاب کے ظاہر شاعر نے قصیدہ اسبات پر ختم کیا کہ اکبر بادشاہ جیسا کوئی قدردان آفتاب کا نہوا میری کتاب کا اگر کوئی مصنف قدردان ہوئے تو مین جانون کہ اکبر شاہ ہی ہی اسواسطے کہ دُنیا ہی اور اپنا مطلب باقی ہیچ ہ + -

قصیدہ ۲۶ قولہ داورا سال الخ تا ازل سال کہن الخ از در دروازہ نوروز الخ میر بو الفتح الخ گفت رائے صائبت الخ دولتت ور باغ عالم الخ **الانتباہ** یہ قصیدہ بھی ہم بحر قصیدہ سابق کا ہی سور بر او معروف منجملہ معانی اسکے یہان جشن و شادی عروسی کے معنی مین ہی فغفور مبدل فغ پور فغ بمعنی بت پور بمعنی پسر چونکہ اسکو بعد تولد بت کے سامنے ڈالا تھا لہذا یہ نام رکھا پھر سب بادشاہان چین کا لقب ہوگیا جیسے قیصر لقب سلاطین روم کا اور کیفیت اسکی اوپر مذکور ہو چکی دَرّا اور در واژہ ایسے مرادف لفظ کلام اوستادون مین بہت آتے ہین جیسے قول حضرت خسرو کا با خلق و عالم کار نیست جا بکسر ہمزہ رسا و رسندہ مزدور بضم اول شہلا بالفتح زن میش چشم اور ایک قسم نرگس کہ اوسکے گل مین بجاے زردی ایک قسم سیاہی ہوتی ہی مشابہ چشم انسان کے یہی نرگس ہی اور جسمین زردی ہوتی ہی اوسکو عبہر کہتے ہین و نیز شہلا بمعنی چشم سیاہ بسرخی مائل زہرہ مین ایہام ہی کہ بمعنی شگوفہ زرد کے بھی ہی **المعنی** یہ قصیدہ تہنیت سالگرہ مین لکھا ہی شاعر کہتا ہی کہ اے داور دین کیا کہون کہ تیرے اس جشن سالگرہ مین ایسا سور ہوا اور ایسا سرور ہی بلکہ سور و سرور جو ایک شی جہان مین ہی اوسکی محفل طراز شاہی سالگرہ کی ہوئی اور محفل طراز شخص زیب محفل کہ ساری محفل مین نظر اوسی پر پڑی اور جو کہ اس جشن کی تہنیت گو

تمامی یعنی خاص و عام ہین منجملہ عام کے فقیر و فقراء بھی ہوان اور عالم تہنیت گو جیسے ڈوم ڈھاڑہی فقیر فقرا اور اسوقت سے
ازل تک جتنے برسین گذری ہین سب مبارکباد کیواسطے لوٹ آئین اور اس سال نو کے میدان کو خدا تعالی ایسی
وسعت دے کہ وہ سب اسمین محصور رہو جائین اور یہ سال نو مع اون سالہاے ازلی کے جب ختم ہوے تب دوسرے
سال آئے دروازہ نوروز اور میدان عید دونون باضافت بیانی لیکن تعبیر نوروز کی دروازے سے بدین وجہ
کہ نوروز سے سال نو شروع ہوتا ہی گویا دروازہ سال کا ہی اور عیدگاہ شہر سے باہر میدان مین ہوتی ہی اس لیے
میدان عید کہا ہی غرض مراد نوروز و عید سے ہی یعنی نوروز و عید مین جو سور و سرور ہوتا ہی وہ سب تیری بازار
عمر کی آرایش ہوئی اور عمر تیری سور و سرور مین گذرے جیسے ہی شکل ہی جو عید رات شب برات شعر لاحق مین آفتاب
اوج عزت صفت میر ابوالفتح کی باقی معنی شعر کے ظاہر پھر کہتا ہی کہ اے ابوالفتح تیری لیے رسا نے کہا کہ مین صنعت
نگار و نقاش عالم کے ہون لیے آراینده اور پیراینده اور واقعی لیے زرین حاکم سے آرائش و پیرایش جہانکی
ہوتی ہی جیسے نقاش سے مکان کی آسمان نے یہ بات سنکر کہا کہ کیا خوب ہو جو آفتاب میرا تیری راے
روشن کا ایک ذرہ بنے اگرچہ ہی تو اس لایق بھی نہین حاصل یہ کہ تیری لیے نورانی کے سامنے آفتاب با اینہمہ
فروغ و ضیا ایک ذرہ کے موافق بھی نہین ہی اور لیے ممدوح تیری دولت نے اس باغ جہان مین کہا
کہ مین ایک نرگس شہلا ہون دل فریب و دلربا یعنی مردم یعنی مطیع و رام کرنے والی سب کی زہرہ نے
باآن جادو نگاہی کہ فرشتون کو فریفتہ کیا تھا حسرت سے کہا کاش میری آنکھ بھی تیری آنکھ کیطرح مست و
مخمور ہو جاتی کہ مین بھی تیرے مثل سب کو مطیع و منقاد کر لیتے کیا کمال ہوا جو صرف دو فرشتون کو فریفتہ کر لیا
تجھپر تو سارا جہان مفتون ہی غرض بیان خوش دلتی ممدوح کا ہی قولہ ہی معماے کش الخ ہر لغت کاند شیالخ
در سماع اندازصریر الخ دولت بر دشمنان الخ نہ فلک محصور یا مرالخ شاخ تا کے الخ الانتباه معما بضم میم
و فتح عین و میم دوم مشدد مفتوح پوشیده شده و کور و نابینا اصطلاحا وہ کلام ہی کہ دلالت کرے کسی اسم پر بطریق
رمز و ایما قلب یا تشبیہ یا بحساب جمل یا کوئی اور صورت بوجہ صحیح کہ طبیعت سلیم پسند کرے کش کا شین
مضاف الیہ اسم کا ہی مصداق بالکسر مجازا وہ چیز جو موافق کسی چیز کے ہو اور بمعنی گواه و گواہی عنوان
بالضم دیباچہ اور سرنامہ اور اول ہر چیز صریر آواز قلم ہنگام تحریر طارم بفتح و ضم و بکسر راے مہملہ بالاخانہ
اور خانہ بلند اور خانہ چوبین المعنی یعنی قضا و قدر نے جو باتین کہ افزایش و ترقی کی بطور معما کے تعمیہ کی ہین
اور چھپائی ہین اور تحلیل و تسہیل وغیرہ اعمال اونکے کوئی نہین جانتا وہ تیری دولت کے لڑکون مین ابجد کی
طرح مشہور و مستعمل ہون اے ابتدائی سبق اونکا حاصل یہ کہ جو عروج و ترقی اور ون کے واسطے معسر الحصول
ہو وہ تجکو سہل اور آسان طور پر ابتداءً حاصل ہو جاے ایسے ہی جو نکات کہ مفہوم اونکا ادق ہو سب تیری لوح

ہستی کے عنوان پر ثبت ہون ظاہر ہی جس چیز کا عنوان مدت ابد ہوگئے اوسکا وسط کیسا طول طویل ہوگا جب ابد
کی تعریف لا انتہا لہ ہی اور اے ممدوح تو وہ منشی بے بدل ہی کہ تیرے صریر خامہ سے اسرار غیب بے جد و سماع مین ہین
گویا یہ آواز اونکے حق مین ایسی ہی جیسے آواز صور کی مخلوق کے حق مین جس سے زندہ ہوکر ادھر اودھر پھیلینگے علی ہذا
اسرار میں کہ کوئی لیاقت اونکے فیضان عطا کی نہین رکھتا تھا مثل مردون کے چھپے ہوئے تھے اب عالم ظہور مین آتے ہین اور
جہاں مین منتشر ہوتے ہین خدا اس حشر و نشر کو انکے ہمیشہ رکھے اور دولت تیری ایک زنبور با عسل ہی جسکے پاس
نوش و نیش دونون موجود ہین نوش دوستونکی خاطر نیش دشمنون کے واسطے پس یہ نوش نیش اوسکا اپنے اپنے
موقعے پر ہمیشہ جاری رہے دولت تیری ایسی وسیع و فسیح ہی جسکے حصا مین نہ فلک سما جائین اور گھر جائین پھر
کہتا ہون مین نے غلطی سے نہ فلک کہا اسواسطے کہ یہ سب محدود ہین اگر یہ محدود و محصور ہوئے تو کیا یہ فضاے لامکان
جو نا محدود ہی محصور ہوئے اس حد وسعت و فسحت پائے اور بخت بلند تیرا مثلاً جس تاک کی شاخ باغبان بنے
اور اوسکو پربار اور پر میوہ کرے اوسکا ہر خوشہ ایسا انگورون سے لدے کہ اوسکے بوجھ طارم گردون شکست پائے
مطلب یہ کہ تو ایسا بلند بخت ہوئے کہ اگر تو کسی ادنی شخص کے غور و پرداخت پر متوجہ ہوئے تو وہ ایسا صاحب علو و سمو
ہو جائے کہ جسکے علو سے آسمان شکست و خفت اوٹھائے **قولہ** قبضہ شمشیر کنیت الخ عالم عیشت کہ با تطبیق الخ عالم
ہست الخ بہر اخذ نعمت تسخیر الخ کر قضا خود را الخ **الانتباہ** دستگاہ سرمایہ اور اسباب اور کارخانہ اہل حرفہ
سار بمعنی کثرت شی کے آتا ہی جیسے کوہسار شاخسار اور بمعنی صاحب جیسے شرمسار اور بمعنی سر جیسے نگونسار
اور بمعنی شتر جیسے ساربان اور بمعنی رنج و زحمت و نیز آخذ بالفتح گرفتن قضا سے مراد گردش فلکی دستیار
مددگار اور بمعنی صلاح نیز تعزیر تقدیم تاے معجمہ بر راے مہملہ حد سے کم مارنا اور اقل درجہ حد کا چالیس درے
ہین بقول بعض سیاست کرنا کسیکو حسب اقتضاے وقت المعنی الحاصل کینہ تیرا کچھ ایسی ویسی چیز نہین قہر
الٰہی ہی کہ جملہ آفتین اوس سے پیدا ہوتی ہین اور سایہ تیری شمشاد بالے کا ایسا پر فروغ و پر ضیا گویا چشمہ سار
نور ہی اب اوسکے نور کو خیال کیا جائے کس درجہ ہوگا اور خدا کرے مدام ایسے ہی رہے جیسا ہی تا نہ ثابت
ہو کہ بالفعل نہین ہی محتاج بدعا ہی کہ صورت ذم کی نکلے اور چونکہ عالم کے واسطے آسمان اور آسمان کے لیے
زہرہ اور عیش کے مناسب بہشت اور بہشت کے واسطے حور ضرور لہذا شاعر کہتا ہی کہ تیرا عالم عیش کہ قدیم
مطابق شرع کے ہی بدعت و سیئات سے مبرا اوس عالم کا آسمان بہشت اور زہرہ حور ہوئے پھر کہتا ہی کہ یہ عالم
ظاہر تو ظاہر اور عالم غیب تیرے زمان عدل و انصاف مین مسرور و معمور ہو رہا ہی اسکے واسطے مین کیا کرون تحصیل
حاصل ہی مگر ہان اس عالم کے سوا اور کوئی عالم ہی اور اوسکا ناظم وہ عالم مع اپنے ناظم کے دونون تیرے
اور تیرے عدل کے مزدور ہوے اور مطلع ہوئین شعر لاحق مین کہتا ہی سب جانتے ہین کہ نور و سایہ دونو

تمام عالم کو مسخر کیے ہوئے ہین کوئی جگہ زایخ رہی ہو ایسا معلوم نہین ہوتا مگر تجکو منعم حقیقی نے جیسی نعمت تسخیر
کی عطا کی ہو انکو وہ کب نصیب ہوئی اسی واسطے دونون تیرے دروازے پر دامن پھیلائے ہو ہمارہ رہتے
ہین کہ کچھہ تیرے خوان نعمت سے بہرہ پائین اور موجود ہونا نور و سایہ کا دروازہ ممدوح پر اور صورت دامن
پھیلانے کی انکے بسط سے خود عیان اور ہرچند گردش فلکی سب پر غالب و زبردست ہی لیکن تیرے حکم کا
اگر آپ کو مددگار اور صلاح کار بھی تصور کرے تو بپاداش اس بدظنی کے سزاوار تعزیرات و سیاست
ہی مگر مین کہتا ہون کہ اوسکو معذور رکھا جاے کہ وہ دیوانی ہو اور دیوانی معذور و مرفوع القلم ہوتے ہین لیکن بخلاف
نسخہ مطبوعہ مین چشمہ سار نور صحیح لکھا ہی ملا قطب کے شرح مین چشمہ شاپور بجاے اسکے واقع ہو اگرچہ ہوسکتا ہی مگر
نسخہ اولی سے اولی نہین اور بجاے آمد قدیم کے آید شاید غلطی کاتب کی ہوا اور جو ملا قطب کی شرح مین
عالم پرورت بترکیب فاعلی پر درون سے بجاے بر درت جو بمعنی دروازہ کے ہی لکھا ہو اور اسی کے موافق
معنی اول تو تسخیر عالم پرور نہین ہوسکتی مگر بتکلف و تاویل دوسرے دریوزہ کا لفظ مناسب در کے ہو نہ
پرور کے اور جو شعر مابعد مین معذور باد کی تاویل خطا سے کی ہی میری دانست مین خطا کی بلکہ دیوانگی
کہنا چاہیے تھا کہ دیوانے بھی معذور ہوتے ہین محشی لکھتے ہین عالمے ہست الخ تا آخر اس شعر مین تعقید
لفظی ہی اور حذف واو عاطفہ حذف واو البتہ مابین ناطمش و عدل کے ضرور ہی اور اس قسم کا حذف
عاطفہ شائع و ذائع اور تعقید معلوم نہین ہوتی جب کہ مین تیرا بھی مع ناظم اپنے کے اور عدل تیرے کا بھی مذکور
ہو نہ معلوم شین بمعنی خود کے ٹھہر لگے ہین یا نہین اور جو لکھا ہی بجاے باناطمش بہاے موحدہ یا ناطمش
بحرف تردید قابل تردید کے ہی بموجب ہذہ بضاعتہا ردت الینا قولہ محیط عشق موسا بے الخ عفت
از بازیچہ الخ مدح لائق الخ چون دعاے شاعرانہ الخ الانتباہ محیط سمندر تجہ قعر دریا کوہ طور معروف
جسپر تجلی نور الہی کی حضرت موسی کو ہوئی تھی المعنی یعنی اوس دریاے ناانتہاے عشق مین کہ جسمین
حضرت موسی مستغرق ہو رہے تھے اور موج اوسکی دائم اور بے فنا کہ وہ عشق معشوق حقیقی کا ہی تیرے بجہ
قرب کی ہر موج کوہ طور ہوئی یعنی حضرت موسی کے واسطے تو ایک کوہ طور ہی محل تجلی الہی بنا تھا تیرے
واسطے ہر موج کوہ طور ہو جاے اور ہر موج سے نور ذات الہی جلوہ نما ہونے ایسا قرب و تقرب تجکو حاصل
ہونے اس شعر سے ایما طرف تصوف شعاری ممدوح کے ہی اکثر شراب خوار مستی و بیخودی مین شیشہ و ساغر
توڑ ڈالتے ہین پس اگر اے ممدوح تیری سختی و درشتی کسی بزم مین کھیل کی راہ سے اظہار مستی کا کرے تو جب
شیشے کو توڑے فغفور ہی کے سر پر توڑے ایسے لوگ اوس بزم کے مسخرے وغیرہ ہون شعر لاحق فستل بر
حصر ہی یعنی مدح تیری تیرے لائق بہت مشکل کب کسی سے ہوسکتی ہی روح القدس نے بھی جو پیام آور

شعر اکا ہی جھنڈہ واسطے تسخیر تیرے ملک مدح کے اوٹھایا ہی خدا ہی منصور کرے ہیں تو جانتا ہون شکست ہی او نمیکا
شعر مابعد دعا اور معنی اوسکے واضح شاعر نے اپنا قصیدہ لفظ با منصور پر ختم کیا مین اپنے بیان کو خدمت ناظرین منصفین
مین اس آیت شریف پر محصور کرتا ہون واقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان ۵

قصیدہ ۲۷ قولہ صباح عید کہ در الخ نشاط طبع بجدے الخ بساط مجلس الخ پر ز معانقہ نازگان الخ
نوائے مرثیہ صوم الخ بخوان و مائدہ شہ الخ بچشم وہم ز فیض الخ لا انتباہ صباح بفتح اول بامداد تکیہ گاہ
ناز ونعیم مراد شہر ممدوح سے دیہیم بروزن تعظیم تاج ترہات بضم اول و رائے مہلہ مشدد باتین بیہودہ
لہو آمیز جمع ترہت کہ بمعنی باطل کے ہی ندیم مصاحب امرا و سلاطین دست افشاندن و آستین افشاندن
بمعنی رقص کرنے کے بھی ہی بر بالفتح سینہ اور بغل معانقہ بضم و فتح نون بغلگیر ہونا مصافحہ بضم میم
و فتح فا ہاتھہ ایک دوسرے کا پکڑنا وقت ملاقات کے کہ قائم مقام معانقہ کا ہی مرثیہ بالفتح و کسر ثائے
مثلثہ و فتح تحتانی صفت مردہ سین سے لکھنا خطا ہی صمیم گرا ورنا شنوا ہمنو و بمعنی ظہور یہ قصیدہ مجتث
مین ہی مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات تو طیہ اسکا حالیہ **المعنی** یہ ساتون شعر بیان نشاط و انبساط
روز عید مین ہین یعنی جب ایام صیام گذر گئے اور صبح عید کی ہوئی شہر شاہی مین کہ تکیہ گاہ ناز و نعیم
ہی لئے مستقر ناز و نعمت دھوم دھام عید کی مچی اور ہر شخص نے کیا شاہ اور کیا گدا حسب حالت و
حیثیت اپنی کلاہ کج کر کے رکھی اور زیب و آرایش کی گدا نے کلاہ نمدی بادشاہ نے تاج شاہی
اور ایسی فرحت و انبساط طبائع مین موثر ہوئی کہ دانا لوگ جو ترانہ اور ترہات سے محترز رہتے تھے وہ بھی انکے تابع
سے مجبور و معذور تھے اسواسطے کہ صدا اوسکی ہر طرف سے خود بخود چلی آتی تھی دوسرے شعر مین دوسرے
مصرعے کے یہ معنی کہ خود بخود آستین ہاتھہ کو وجد و سماع سکھاتی تھی ایسی خوشی ہر شہر مین جوش زن تھی بر اور سینہ
جو آرزو مند معانقہ نازنینوں نازک اندام کا دیتا تھا اور جرات اونکے چھونے کی نہین کر سکتا تھا اس موسم مین اپنی
کامیابی پر خوب دلیر تھا اور لب جو معشوقون کے دست بوسی مین بسبب عدم محل بوسہ اون کے بخیل ہو رہے
تھے اسوقت مین بڑے کریم ہو گئے تھے کہ متواتر بوسے دیتے تھے اور کچھ خوف نہین کھاتے تھے نظر استعمال
بوسہ بلفظ داد اون کے لبون کو کریم کہا ہی شعر مابعد صاف مگر مرثیہ صوم سے وہ الوداع ماہ صیام جو خطبہ عید مین
پڑھی جاتی ہی اور لوگ اوسکو سنکے روتے بھی ہین اور لاتے روزون سے جو بسبب امساک ماہ مبارک کے
ہاتھہ اشتہا کا مقید ہو رہا تھا اب خوان و مائدہ پر مطلق اور بے قید ہو گیا اور لئیم الطبع کہ نہ کھاتے نہ کھاتے
دیکھہ سکتے اگر کچھہ عداوت اوسکی بسبب روزہ داری کے کام و دہن سے بسبب کھانیکے گھٹ بھی گئی تھی تو آج اور بڑھ گئی
اسواسطے کہ آج کا دن تو خوب طعامہای لذیذ و شیرین کھانیکا ہی لیکن اوسنے اپنے معدے اور کام کو زیادہ تر ناکام رکھا

معمول ہی کہ فقیر و حاجتمند جس کسیکو شگفتہ رو کشادہ ابرو دیکھتے ہین اوس سے بے ہراس ڈبے وسواس توقع حصول
ماموّل کی رکھتے ہین اور حدیث شریف بھی ہی اطلبوا الخیر عند حسان الوجوہ اور جسکو تند خو سرکہ ابرو پاتے
ہین امید درکنار ادسکے پاس جاتے ڈرتے ہین جیسا کہ سعدی رح نے عطا و لقا کی نسبت فرمایا ہی مگر دریغا
ایسی شگفتہ روئی زمانہ مین پھیل رہی ہی کہ جو محل بیم کے تھے وہان بھی وہم و گمان کی نظر مین صورت امیدی
کی نظر آتی ہی **الخلاف** محشی و ملا قطب نے خوب صراحت تکیہ گاہ ناز و نعیم کی نہین کی اور اس مصرع کے معنی
بکام و معدہ تا آخر یہ لکھے کہ لقمہائے فربہ نے کام کو رنج دیا اور معدۂ تنگی سے معدہ کو درد مین لایا انتہی اگرچہ مبالغہ
ہی لیکن صفت لئیمی سے بہت دور اور غیر مناسب **قولہ** جہان چنین خوش الخ کہ ناگمان نہ دردم الخ چہ گفت گفت الخ بیاکہ
از کرت الخ زلال چشمہ امید الخ الاغتباہ وثاق بضم و کسر خانہ و مکان و بفتح نیز لیغت حرکات مین مختلف فیہ ہی تعلم بضم لام
مشدد لازمی ہی سیکھنا اور تعلیم متعدی سکھانا گہر شعر و سخن دریا ممدوح نقد بالفتح مجازاً بمعنی دل اور ذات و بمعنی اکسیر
نیز طراز دولت سے آراستگی دولت **المعنی** یہ پانچون شعر بیان کیفیت طلب شاہزادہ مین ہین اور صنعت
تعلم و تعلیم سے یہ مراد کہ کچھ خود سے سیکھتا تھا کچھ اوسکو سکھاتا تھا جیسا کہ قاعدہ ہی کہ بعد رد و کد کے عمدہ بات
قرار پاتی ہی دوسرے شعر مین طالع کو چمن اسواسطے کہا کہ اسوقت مین شاہزادے نے گل پایا ہی اور شمیم ہی
مژدۂ طلب چہ گفت استفہام ہی گفت ثانی جواب علی ہذا مصرع ثانی یہ شعر اور دونون شعر مابعد کے مربوط
ہین مطلب بہشت نعیم سے یہ مطلب کہ ساری شگفتگی و شادابی نعیم کی تیری ہی طبیعت شگفتہ سلیم سے ہی شعر
مابعد مین کہتا ہی کہ یہ عجب معاملہ ہی کہ دریا گوہر کا شائق ہی اور تسنیم تشنہ کی طالب ورنہ گوہر دریا اور تشنہ تسنیم
کے طالب و شائق ہوتے ہین اور فیض پاتے ہین پس دریا اور تسنیم اور زلال چشمہ امید اور نقد اکبر شاہ اور
طراز دولت تقدیرات عطف سب مبدل منہ شاہزادہ سلیم بدل **الخلاف** نسخہ مطبوعہ مین بجائے
خود خبر از جہان آنجہان اور طلب کند تسنیم طلب کنم غلط لکھا ہی **قولہ** ازین پیام حو لم الخ برہ فتادم و گشتم الخ
چو روز بہ گار رسیدم الخ رسیدن من و اقبال الخ کہ گر ادب نہ کشیدی الخ الاغتباہ شاداب سیراب و
پر آب اور تر و تازہ برہ فتادن روان ہونا دوسرے مصرع مین نثار بالکسر مصدر مناسب محل کے ہی نہ بضم
اقبال پیش آنا عنان کشیدن روکنا باگ کا تقدیم مقدم ہونا **المعنی** ان پانچون شعرون مین لینے جانیکا
بیان ہی اور چندان محتاج شرح کے نہین و گر نثار گوہر و سیم لے در نثار بگردن گوہر و سیم شعر مابعد مین تشبیہ روز گار
سے بنظر ہجوم و ازدحام مردم کی ہی دوسرا مصرع صفت روز گاہ شعر مابعد مع شعر لاحق قطعہ بند یعنی میرا پہونچنا اور اوسکا
سامنے آجانا اوس مکان خجستہ بنیان مین ایسا مطابق پڑا کہ اگر بنیاس ادب مین رک نہ جاتا تو موقع قدمبوسی
پہ قدم اوسکی میرے لب پہ تقدیم نہ کرتے بسبب آگے بڑھجانے کے قدمبوسی سے محروم رہ جاتا ایسا تارک گنا

اختلاف نسخہ مطبوعہ مین میکرد و بر لبم تقدیم لکھا ہی اور اسی کے موافق معنے کسی شرح سے یعنی بوسہ گاہ پشت پای
او مرا دست و بر لب من تقدیم میکرد بجاے قدم او بر لبم میرسید انتہی اور مجکو ہمیکرد دیا د تھا مین نے اوسی کے موافق
معنی لکھے تحفہ ناصفا و دع ما کدر **قولہ** مرا چو دوش بدوش الخ رموز کورنش و تسلیم الخ چہ گویمت کہ بجام الخ
نہ گفت و من بشنودم الخ **الانتباہ** کورنش بضم کاف و سکون رای مہملہ و واو غیر ملفوظ کہ بقاعدہ ترکی
علامت ضمۂ ماقبل کی ہی تلفظ اسکا غلط اور ضم نون و شین معجمہ در آخر جھک کے سلام کرنا و آب بباے
موحدہ خو او خصلت بذلہ بالفتح لطیفہ اور سخن خوش اور مرغوب کہ محفل دوستون اور بادشاہون مین
واسطے تفریح اور نشاط خاطر کہتے ہین نو بر میوۂ نو رسیدہ اور دختر نار پستان نمک عیش مین ترکیب فاعلی اور
مفعولی دونون ہوسکتی ہی **المعنی** یہ چارون شعر بیان حصول ملازمت مین ہین یعنی شاہزادے نے مجکو جو
دوش بدوش ادب کے دیکھا کھڑا ہو گیا اسی کو لطف خاص کہا ہی مین نے کورنش و تسلیم ادا کی شغل
مردم آنا کے ندیم و مصاحبون کے بجو ظرافت پیشہ ہوتے ہین اور اس نوبر کورنش نے جو تسلیم سے لذت
یا یابندہ تھا جیسی کچھ لذت مجکو بخشی اوسکا مجسے کیا بیان کرون من بعد مجھسے اونے کچھ نہ کہا اور جو کچھ اوسکو
کہنا تھا بے کہے مین نے سن لیا اسواسطے کہ اوسکی نگاہ نے زبان پر سبقت کی یعنی نگاہون مین باتین ہوگئین
اختلاف نسخہ مطبوعہ مین کورنش کا رسم خط دونون جگہ غلط ہی مگر محشی نے تدارک اسکا کردیا ہی
قولہ لبش چو نوبت الخ نجندہ گفت کہ در عذر الخ ہمین کہ رفتی ازین الخ ازین سخن سر و دستار من الی آخرہ
الانتباہ نوبت باری و مرتبہ باز گرفتن پھیر لینا سامعہ بلے قوت سامعہ ہمین کہ رفتی سلے مجرد رفتن از این
آستان گزیدہ نسخہ مقلوب اور نسخہ نوشتہ قلیل **المعنی** یہ چارون شعر کیفیت مکالمت شاہزادہ مین ہین
یعنی گفتگو تو لبون کا کام ہی اول تو وہ نگاہ سے ادا ہوا پھر باری لبون کی آئی تو لب ایسی شیرین
کلامی سے پیش آئے کہ قوت سامعہ موج کوثر و تسنیم مین پڑگئی مابعد کے دونون شعر قطعہ بند ہین میرا شعر
نتیجہ یعنی وہ مکالمہ زبانی یہ ہی کہ مجھسے ہنسکر کہا ہر کسیکو نام و نمود و شہرت ہمارے حکم سے حاصل ہوتی ہی اور تیرا
نام بے حکم ہمارے ہفت اقلیم مین پھیل گیا کہ ایسی اپنی غفلتی بھی ہی بس کیسی بڑی خطا تجھسے سرزد ہوئی اس
خطا کے عذر مین جسوقت کہ یہان سے جاے فوراً کوئی تو قصیدہ پسندیدہ تازہ اوراسے طبیعت سے جلدی
لکھکے حاضر کر مین نے اس بات کو سنکر اسقدر تازہ بتازہ گل تسلیم کے چنچلے سر و دستار پر رکھے کہ سر و
دستار میری دونون گلستان ہوگئے **قولہ** چو باز گشتم از او الخ بگیر و زود بر الخ زبیم شرم گدازی الخ
الانتباہ از جا شدن اور رفتن بے حوصلگی کرنا اور مضطرب اور غضبناک ہونا عظام بکسر جمع عظم
یعنی استخوان ہا کہ بالفتح بمعنی استخوان کے ہی رمیم بوسیدہ اور کہنہ **المعنی** یہ تینون شعر بیان انہی باتون

پھرین تیسرے شعرمین جو کہا کہ کوئی قصیدہ کہنا چاہیے ایسی لہجے کے ساتھ کہ پُرانی بوسیدہ ہڈیون مین جان ڈال دے
یعنی مردے زندہ ہو جائین اس نظر سے ہے کہ شاہزادہ کی فرمایش مجمل زادہاے طبع کی تھی جو ہر قسم اشعار کو شامل
مگر مین نے یہ تجویز کی کہ کوئی قصیدہ چنان چنین کہون چنانچہ آیندہ مطلع قصیدے کا اور یہان تک توطیہ بیان
ایک حال اور واقعہ کا ورنہ اس کہنے کی کیا حاجت تھی کہ ناگاہ می قصیدہ باید گفت قصیدہ تو تھا ہی اِس سے
معلوم ہوتا ہے کہ توطیہ علیحدہ فرض کیا ہے مطلع ثانی من ونمودن بطلان الخ تولدش بہ نہاد الخ نہیب ہیبت اور
درالخ الانتباہ عہد بالفتح زمانہ اور روزگار بطلان ناچیز اور ضائع ہونا منقبت بفتح میم اور سکون نون اور فتح
قاف ہنر اور ستودگی اور اصطلاحاً ثنا و محامد اہل بیت اور صحابہ کبار مشیمہ بفتح میم و یاے معروف پوست باریک
کہ بچہ پر وقت ولادت لپٹا ہوتا ہے کلیم لقب موسی علیہ السلام کہ الکن تھے اور تخلص شاعر المعنی شاعر کہتا ہے
کہ جسوقت مین نے قصد کیا کہ مدح زمانہ شاہزادہ سلیم کی لکھون تو عجب حال تھا کہ مین تھا اور بطلان ازمان
قدیم کہ سارے زمانے پادشاہان عالی وقار کے پیشدادیون سے نوشیروان تک کہ یہ لوگ بڑے عدل گستر
رعایا پرور گذرے ہین میرے سامنے حاضر تھے اور مین اس زمانے سے اُنکے زمانون کو مقابل کرتا تھا اور
خط بطلان اوپر کھینچتا تھا کسیکو اس خوبی کے ساتھ نہین پاتا تھا کہ جسکے زمانہ سے نظیر دیتا پیشدادی اول
ہوشنگ کہ اول عادل وہ ہوئے ہین بقول بعض پیشدادے گیارہ پادشاہ ہین کیومرث ہوشنگ طہمورث جمشید
ضحاک فریدون منوچہر نوذر افراسیاب طہماسپ گرشاسپ اور یہ شاہزادہ وہ شخص ہے جسکے پیدا ہونے
اور عالم مین نزول کرنے نے زمانہ شرر نہاد کا جو آگ برسا رہا تھا وہ حال ہوا جیسے نزول حضرت ابراہیم سے آتش
نمرودی کا یعنی گلزار و باغ باغ اور قرۃ العین مردم اور باعث آرام و چین اہل عالم ہو گیا اور وہ ہیبت و شوکت
اسکی ہے کہ جب یہ مشیمہ تقدیر مین تھا اور ہنوز ظہور اسکا عالم ظہور مین نہوا تھا کہ اسکی ہیبت گویائی و خوشکلامی حضرت موسی
کی جو کلیم کہلاتے ہین لوٹ لی تھی اِسی سبب سے وہ الکن تھے جیسا کہ خود کہا ہے واحلل عقدۃ من لسانی پھر
اِسوقت مین کون ایسا ہے جو اوسکے سامنے بات کر سکے اور یہ مضمون ادعائیہ ہے الخلاف محشی نے کسی شارح کی
طرف سے لکھا کہ مین نے ایسے عنوان سے مدح شاہزادہ کی کی کہ مدح شعراے قدیم کی منسوخ ہو گئی انتہی ان
معنی پر تو میری دانست مین یہ مثل صادق آتی ہے کہ آمدی و کے پیر شدی ابھی تو پہلا ہی شعر ہے سوا اسکے
معنی مذکورہ مین اپنی مدح نہ ممدوح کی اگر یہ منظور رہتا تو بطلان شاعران قدیم یا شعراے قدیم شاعر کو کہتے
کیا مشکل تھا قولہ بعہد معدلت او الخ کشید فتنہ معزول الخ الانتباہ معدلت بفتح میم و کسر دال عدل
و داد عاملان فتنہ منجملہ اونکے دو شعر ثانی مین مذکور ہین تعطیل بیکار کر دینا کسی کو ملیں دریدن اور دہل
دریدن باز رکھنا کسیکو گانے بجانے سے زیر کلیم اِسواسطے کہا کہ اکثر غلاف ایسے باجون کے بانات

یا اونکی چیزون کے ہوتے ہین بنظر خوبصورتی و نیز حفاظت سردی کے کہ بجائی گرو وقت آثار لیتے ہین
بس کلیم سے مراد اونکی شی ہی المعنی اس قطعے مین شاعر کہتا ہی کہ عاملان فساد جو فتنہ وظلم مین با
عدل و داد ممدوح مین بہدایت قضا و قدر اپنے اپنے کام سے بیکار و معطل کیے گئے ہین کہ خبر دار کوئی
اس زمانے مین اپنا عمل و دخل مت کیجو لہذا او دونون بے خوف و خطر ہین نہ کچھ فساد انسے ظہور مین آتا ہی
نہ کچھ انکو خوف بس فتنہ معزول تو لحاف اوڑھے بفراغ تمام سو رہا اور ظلم از خاطر فراموش نے
اپنے طبل کو زیر کلیم چھوڑنے پر بھی اکتفا نہ کرکے بالکل پھاڑ ہی ڈالا اب کاہیکو نوبت اسکے بجانے کی
پہونچیگی پھر کیا ضرور از زیر کلیم رکھنا قولہ اگر عیادت مرضی کنند الخ برشے از منہ گراستین الخ الانتباہ عیادہ
بکسر اول بیمار پرسی مرضی بفتح اول و در آخر الف مقصورہ جمع مریض از منہ جمع قلت زمان آستین افشاندن
بر و منع کرنا اور بمعنی تحسین و آفرین اور رقص و سماع نیز تمیح موجین مارنا و دریا کا یہان مراد گردش سے ہی المعنی پہلے
شعر مین صفت عدالت ممدوح کی ہی جسنے تمام جہان مین نام بے اعتدالی کا نہ چھوڑا سوائے نبض سقیم کے
سو یہ بھی اس وجہ سے ہی کہ صحت و سقم کو مقتضیات عالم سے جان کے اسکی طرف متوجہ نہوئے اگر اسکی طرف
متوجہ ہوتے اور عیادت مرضی کی کرے تو سقم کا مقدور کیا جو نبض کو بے اعتدال کرسکے حال آنکہ سقم مین
بے اعتدال ضرور دوسرے شعر مین مبالغہ نفاذ حکم ممدوح کا ہی یعنی منجملہ از منہ ثلاثہ کے ماضی و استقبال
یہ دو زمانے تو بالاستقلال ہین اسواسطے کہ استقبال سے چلا آتا ہی اور ماضی مین جمع ہوتا رہتا ہی مگر زمانہ
حال کہ ایک آن کی آن ہی ادھر مستقبل سے خارج ہوا ادھر ماضی مین داخل ہوا دم بھر کے واسطے
حال کہلاتا ہی مثلاً ابھی کوئی بات منھ سے نکالو یعنی منھ سے نکلتی جاتی ہی ماضی مین شامل ہوتی جاتی ہی اور
انقلاب آن کی آن کیفیات کا ممتنعات و محال مگر ممدوح کا وہ حکم ناطق و نافذ ہی کہ اگر زمانہ استقبال
کو منع کرے کہ تو ادھر مت آ اور ماضی کو رد کرے کہ تو ادھر ہی رہ اور زمانہ حال سے جو محض بے بنیاد
ہی کہدے کہ تو ایسے ہی قائم ہو جا تو کیا امکان کہ تینون مین سے کوئی تجاوز کرسکے اور تیرے حکم سے منحرف
ہوئے بلکہ زمانہ حال ایسی سعی اور کوشش اپنی گردش و حرکت مین کرے کہ زمانہ قدیم ہو جاتے
تخصیص زمانہ حال کی بنظر خوبی اوسکی نسبت کے ہی بزبان ممدوح اور بلحاظ ضعف کے بھی ہی کہ ضعیف کو قوی
کرنا کام سلاطین عدالت پیشہ کا ہی اسکے سوا زمانہ ماضی تو مشہور ہی ہر گذشتہ صلوات اور آیندہ کا حال
و بہ معلوم نہین اسواسطے حال اختیار کیا ہی انحلاف محشی نے تین معنی اس شعر کے کسی شرح سے
لکھے ہین مین بھی بجنسہ نقل کرون تا ناظرین کو مسرت رہجائے اول یہ کہ آستین ممدوح کی ایک دریا کی
فراخ ہی اگر اوسکو جنبش دے زمانہ بجمیع اجزا اپنے حرکت مین آئے اور زمان حال کہ ایک آن سے

زیادہ نہین ہی زمانہ ابھی مین کہ ممدوح داخل ہوتے دوسرے یہ کہ ممدوح اگر آستین وہش کی جھاڑے یعنی توجہ
زمانہ قدیم ہوتے اور آپ کو زمانہ حال مین داخل کرے تا اوسکے فیض سے مستفید ہوئے تیسرے یہ کہ زمانہ
ممدوح کا از بس عشرت آگین ہی اگر زمانہ کو اشارت کرے کہ ایسے ہی رہ ایسی گردش مین کوشش کرے کہ
زمان حال قدیم ہو جاوے اور ہمیشہ رہے انتہی مین نے اپنے معنے بھی لکھدیے ہین اور یہ بھی اب تطبیق لفظ
و معنی کی حوالہ ذہن مستقیم ہی قولہ زہے وجود تو در الخ ہمہ مراد چو امید الخ الانتباہ بذل بمعنی خرچ
ہما اور ہماسے دونون طرح مستعمل ہی جیسے سعدی رح نے فرمایا ع ہماے برہمہ مرغان ازان شرف دارد
ہمہ مراد اور تمام فیض لے ہمہ تن مراد بالکل فیض دوسرا مصرع جملہ معترضہ ہی المعنی یعنی اے ممدوح عجب
وجود دیا وجود تیرا ہی سایہ پرور و عنایت بادشاہ جسنے فیض سعادت کا ہما کو سکھایا ہمہ تن مراد جیسے آمد
ہنگام قبول دعا مراد ہوتی ہی اور سراپا فیض جیسے اندیشہ دماغ کریم مین قولہ حسود ناز نعیم تو بر در الخ
ز فیض لطف تو شاید الخ زمانہ را بہ حزر ند الخ ز بحر کان کرامت الخ ز عفو و حلم تو الخ ہماے قدر تو لوح الخ
بہار خلق تو عطرے الخ الانتباہ طالع وہ برج کہ وقت ولادت یا سوال افق شرقی سے نمود ہوئے
اور اوسی برج طالع کا بروج دوازدہ گانہ سے نحوست و سعادت مین جدا جدا ہی ہماے قدر تو یہ یا بعد
ہما کے قائم مقام اضافت ہی یا از چیہ ہندی سمیٹ لیا بازیافت ہندی لونگر یا پائی المعنی اگرچہ یہ سیاق
شعر صاف ہین قابل تحریر ملا عبد الرحیم کے مگر خیر مین بھی کچھ نہ کچھ لکھون یعنی حاسد تیرا خود اپنے طالع کے
دروازے پر ایسا محتاج و مایوس ہی جیسے طامع دروازہ لئیم پر غرض بسبب تیرے حسد کے اوسی کا طالع
اوسی سے برگشتہ ہو رہا ہی اور ظاہر ہی کہ عاشق کی دل آزاری اور ایذا رسانی مین کرشمہ معشوق کو اصلا پروا
نہین ہوتی ہان اوس صورت مین کہ عشق اوسکا معشوق کے دل مین اثر کر جاوے اب تیرے فیض لطف
سے اگر کرشمہ بدون تاثیر عشق کے عاشق پر مہربان ہو جاوے تو ہو سکتا ہی مطلب یہ کہ تیرا لطف جذب و
کشش قول عاشق سے کہ شیرین کو کھینچکر زندہ در گور کیا نہایت زیادہ ہی اور بہت بڑھکے اے ممدوح تو
وہ شخص ہی کہ اگر مادر ایام چاہتی کہ میرے سب فرزند تجھی سے ہون تو بس تجھی کو جنتی اور پھر بانجھ ہو جاتی
اور سلسلہ توالد و تناسل کا قطع کرتی اسواسطے کہ مثل تیرا یہ وہ تقدیر مین تھا کہان جسکو دوبارہ جنتی کرم کا تیرے
یہ حال کہ نہین معلوم بحر و کان سے کیسے تقاضے تو نے احتیاج کو ویسے مستغنی اور سیر چشم کر دیا ہی کہ اب گوہر
اور زر و سیم اوسکے خیال مین نہین آتا اور نظر مین نہین سماتا عفو و حلم تیرا اسقدر ہے کہ معصیت نہ محتاج
امید کی ہی نہ مبتلاے بیم کی جب و مجبی لوگون کی کہ وہ خواہی نخواہی بخشیگا ہم کیون ڈرین اور
امید کرے ناحق خوف و رجا مین پڑین اوسکے عفو و حلم کا خاصہ جو ہو سو ہو قدر و منزلت کی تیرے

یہ کیفیت کہ ہما تیرے قدر کا ایسے اوج و علو پر اوج گیرا اور بلند پرواز ہو رہا ہے کہ عرش عظیم نے جال
واسطے کسب شرف کے لگایا تھا کہ وہ جملہ افلاک سے بالا ہوتا ہے یعنی اسقدر علو و سمو آپ مین پیدا کیا
اس امید پر کہ شاید سایہ اوسکا مجھپر پڑ جاوے اور مجکو شرف حاصل ہوئے لیکن کہان وہ ہما اور کہان اوسکا
سایہ اور کہان یہ عرش آخر مایوس ہوئے جال اپنا سمیٹ رکھا بس جال سمیٹنے سے مراد مایوسی ہے
تا نہ کہا جاوے کہ جب علو و سمو عرش کو جال قرار دیا ہے اور وہ بدستور ہے پھر جال سمیٹنا کیسے صادق آئیگا
خلق کا تیرے یہ حال کہ اوسنے جہان مین ایسے عطر افشانی کی ہے کہ بچے یتیم اونکے مرے ہوئے باپ کو بھول گئے
اور اونکو بوئے شفقت پدری کی آتی ہے یعنی خلق تیرا مہر پدری سے زیادہ تر دلدہی و دلداری کرنیوالا ہے
الخلاف نسخہ مطبوعہ مین کہ احتیاج نہ گوہر گرفتن ست و نسیم ؞ یہ مصرع غلط لکھا ہے بلکہ ہے یون ؞ کہ
احتیاج نہ گوہر گرفتنی زر و سیم ؞ اسواسطے کہ اسمین زر کا لفظ بھی آجاتا ہے اور خود احتیاج فاعل گھر لی
ہے جو حد درجہ مبالغہ ہے قولہ خدا ایگانا گوئم ہیچ الخ ز زادہ دل و طبیعم الخ مثال طبع من الخ الانتباہ با
خویش تتازد لے باز قطرۂ آب گردد ماء معین بفتح میم دوم و یائے معروف صیغہ اسم مفعول از عین بمعنے
آب روان ظاہر و صاف ماء حمیم آب گرم کہ دوزخیون کو ملیگا المعنی یعنی اے صاحب تیری مدح تو مین نے
کی اب دو بیتین اپنی مدح مین کہنا چاہتا ہون کہ میری طبیعت سلیم اس سے پرہیز نہین کر سکتی اور
ظاہر کہ پرہیز واسطے سقیم کے ہے نہ سلیم کے اور وہ یہ ہین کہ میرے دل و طبیعت سے جو اشعار آبدار پیدا
ہوتے ہین اگر انکی آب و تاب سے در یتیم واقف ہوجاوے تو شرم کے مارے ٹوٹ کے پھر قطرۂ آب
بنجاوے اور پانی پانی ہوجاوے میری طبیعت نکلے اور سوا میرے اور جو کوئی طبیعت ہے اوسکی ایسی مثال ہے
جیسے زلال ماء معین اور دوزخ ماء حمیم پس بقول سعدی ہرگز این بدان کے رسد الخلاف نسخہ مطبوعہ
مین بجاے تتازد تاختن سے بنازد و نازیدن سے غلط لکھا ہے قولہ خموش عرفی ازین الخ ہمیشہ تاکہ
نگردد الخ عروس دہر بفتوسلے الخ الانتباہ ترہات کے معنی اوپر اسی قصیدے مین گذرے کردگار
بالکسر نام حق تعالٰی المعنی اسکے طرز کنندہ بقول بعض خداوندگار اسواسطے کہ کرد بمعنی کار و گار بمعنی خداوند
و کسرہ کردگار خلاف قیاس ہے جیسے کردار مین ذرہ تا خورشید اے از ذرہ تا خورشید المعنی معنی ان دونون
شعرون کے صاف و ظاہر ہین مگر مین نے ایک شرح مین دیکھا ہے کہ حرم شاہی مین ایک عورت جمیلہ
با ناز و ادا تھی اور سیر پادشاہ و شاہزادہ دونون عاشق اوسپر تھے اسلیے شاعر نے یہ دعا مین حسن و ادا
کی ہے والعہدۃ علی الراوی شاعر نے عروس دہر کو بفتوسلے تا خورشید پادشاہ اور شاہزادہ
دونون پر حلال کیا اور قصیدہ تمام کو پہونچا پایا کیا آخر کو خیار مین و غیرہ کے درمیان مین ایک ترتیب

یہ کتاب شاعری کی ہے دیکھیون ناظرین کسکی نسبت فتوے حلت کا لکھتے ہین اور کسکی نسبت حرمت کا ع بہ بینیم
کز ما بلندی گراست

قصیدہ ۲۸ قولہ زخود گردیدہ بر بندے الخ کسے کز ملک معنی در رسد الخ زر ناقص عیارست الخ تو سلطان غیوری الخ روان از خشم و شہوت الخ الانتباہ یہ قصیدہ بحر ہزج مین ہے ارکان اسکے مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن اور توطیہ تصوف مین آرمغان بروزن پہلوان تحفہ اور بضم پہلے روان بفتح نفس ناطقہ اور جان اور روح حیوانی کہ ہمیشہ حرکت فکری مین رہتی ہے اسی سبب سے روان کہتے ہین بضم خطا شبان بضم چرواہہ اور بفتح نیز اسواسطے کہ وہ اونکو حفاظت کرتا ہے اس صورت مین الف نون نسبت کا ہوگا معنی یعنی اگر اپنی خودی وخودبینی سے گذر کے ذات واحد مین آپ کو محو وفنا کردے تو پھر مین کیا بتاؤن کہ کیا دیکھے بس وہی جو مقصود حیات ہے اوسکو اپنے ہی آپ مین پائیگا اور جسکے شوق دید مین پیدا کیا گیا ہے اوسیکو دیکھیگا جیسا کہ فرمایا وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون جس سے مراد لیعرفون ہے اور سعدی رح بھی فرماتے ہین ؎ کہ تا باخودی در خودت راہ نیست ✤ وزین نکتہ جز بیخود آگاہ نیست ✤ اور راہ اسکی یہ ہے کہ اگر کوئی ملک معنی کا آبادہ تجکو ملجاوے تو آپ کو اوسپر عرض کر کہ کیسا ہی تو مثل مس کے کاسد وناقص ہوگا وہ فیض نظر سے سونا کسکا تجکو کیمیا بنا دیگا کہ تو دوسرونکو سونا بنا دے یہی اہل معنی ہین جنکی نسبت کہا ہے ✤ آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند ✤ اور اس تلاش وجستجو سے غافل مت ہو ایک روز یہ زر ناقص عیار پہ ضرور جانچا پرکھا جائیگا اگر کھوٹا نکلا تو کیسی شرمساری تجکو ہوگی اور کیسی اون جانچنے پرکھنے والون کو بس لازم ہے کہ قبل اس جانچ پرکھ سے اپنے زر ناقص کو کیمیا پر لگا کے کھرا اور بیکار کرلے اور کیمیا وہی نظر اہل معنی کی منقول ہے کہ جب آدمی کی روح عالم بالا کو پرواز کرتی ہے ملائکہ خوش خوش اوس سے پوچھتے ہین کیا تحفہ لایا اگر خالی ہے تو شرما کے کہتے ہین کاش ہم تجسے نہ پوچھتے لہذا ابھی تدارک اسکا کرلے کہین ایسا حال نہو ؎ تا چہ خواہی خریدن اے مغرور ✤ روز درماندگی بسیم دغل ✤ اے غافل نادان ذرا تو شرما تجکو خالق برحق نے سلطان غیور پیدا کیا اور لقد کرمنا بنی آدم فرما کر تمامی مخلوق سے معظم ومکرم ٹھہرایا پھر تجکو غیرت نہین آتی کہ نفس خسیس بدگوہر کی کمند مین پھنسا ہوا ہے کیون نہین اپنے مرنے سے قبل اس دشمن کو مارتا اور مصداق موتوا قبل ان تموتوا کا نہین ہوتا ؎ مرد بے نفس دون گردیدن از چیست ✤ ندانم سگ پرستی مذہب کیست ✤ جور آسمان مراد مرگ سے ہے خیال تو کر روح تیری کیسی عزیز وشریف شے ہے کہ نفخت فیہ من روحی کا حصہ اور تیرے تن کے غمخوار وخیرخواہ ہر وقت اسکے محافظ ونگہبان اور حیف کہ تو نے قوت

غضبانی و شہوانی کو کہ صفات سباع و بہائم سے ہین اپنے ہیش جسم کو ان دونون بھیڑیون کی پرورش
مین چھوڑ رکھا ہی اور اوس شبان کا جگر ان بھیڑیون کو کھلاتا ہی اور اوسکو عذاب مین ڈالا ہی کب تک
ڈالیگا اوسکو یہ ضرر تیرا ہرگز گوارا نہین ہی الحق ؎ مجالست چون دوست دارد ترا ٭ کہ در دست دشمن
گذارد ترا اختلاف نسخہ مطبوعہ مین سلطانی بپا اور جواز آسمان کہ دونون جگہ کسرہ بہتر ہی ٹھیک نہین
لکھا ہی قولہ ز نصرت شاد شو الخ طرب را بپاے بر سر زن الخ بنزہتگاہ معنی الخ زبان از شکر منعم الخ
چنان مشتاق خذلانی خرد ورا آدمی الخ بجوان آلودہ الخ باب ودانہ خو کردی الخ الانتباہ غمے
مین یا تحقیر کی ہی پا بر سر زدن لات مارنا دست بر دل نہادن تسلی کرنا نزہت بضم دوری عیب و
زشتی سے اور پاکیزگی با ذہن ہندی نکھا گر سعادت یہ گر بمعنی اگرچہ سے ہی شادمان مین مان زائد
ہی جیسے الف و نون شادان مین خذلان بالکسر بے بہرگی بند و زندان مراد قیود شریعت و طریقت سے
خند بفتح و تشدید و تخفیف دال رخسارہ غازی قاتل کفار برگستوان بفتح و کاف فارسی مضموم اور
مکسور اور سین ساکن ہندی پاکھر بقول بعض بفتح کاف اسواسطے کہ برگست بمعنی پناہ اور وان کلمہ
نسبت آگیا ان بکاف عربی مفرد ہی کیا دہ خرد س آگی یعنی اے مخاطب اگر ذرا بھی غم تیرے دلکو
گھیرے ہوئے تو نہایت خوش ہو اور خوب سمجھ لے کہ اسوقت تائید الٰہی میری موید ہی اور جسوقت دیکھو
شادمان پائے تو ملول و غمگین ہو اور جان لے کہ اب غفلت مجکو گھیر لیگی اس سبب کہ دماغ بن جاا ور دل بخسی
غم و الم مین آدمی خدا تعالی کی طرف زیادہ رجوع ہوتا ہی اور عیش و طرب مین غافل ہو جاتا ہی اسیواسطے
فرمایا ہی فلیضحکوا قلیلاً ولیبکوا کثیراً طرب سے سر پر ایسے لات مار کہ ادر طرب کیا چیز ہی جنت بھی مجل
ہوئے جو طرب ہی طرب ہی یعنی جملہ نعیم و طرب سے بڑھکے نعمت طرب دیدار الٰہی کی ہی جسکے طالب
عاشقان حقیقی ہین کہ مقابل اسکے ہر طرب کو حقیر و ناچیز سمجھتے ہین جب تو ادر طرب کو چھوڑ کے
اوس طرب کا طالب ہوگا ضرور جنت کو شرمندہ پائیگا کہ مجھسے بڑھکے اسکو طرب حاصل ہوئی اور مجکو
ناچیز و حقیر سمجھکے اختیار نہ کیا جیسا کہ سعدی نے فرمایا ؎ بسا تلخ عیشان و سختی کشان ٭ کہ آیند در خلد
و منگشان ٭ اور ہوس کے دل پر ہاتھ رکھے رہ یعنی بہلائے پھسلائے دلاسا تسلی مین رکھ بڑھنے
مت دے پھر دیکھ دوزخ کہ اور ون کے تڑپنے کی جگہ ہی اس رشک مین کہ یہ میرے ہاتھ سے نکل گیا
کیسا تڑپیگا اور انگارو نپر لوٹیگا اور ہوس کے روکنے کی یہ راہ ہی کہ اس عالم صورت سے جہان کا رخانہ
اسکا جاری ہی محترز ہو کے نزہتگاہ معنی کا کہ نعمتی نہ استغنا کا ہی مہمان ہو جسکے خوان الوان نعمت کی
ادھر ادھر مکھیان باوزن لیے کھڑی ہین یعنی اونی لوگ وہان کے ایسے مستغنی و بے پروا ہین

اور اعلیٰ لوگون کا دہان کے تو کچھ بیان ہی نہین اور جب اس نعمت استغنا سے شیرین کام ہوئے تو
شکر گذاری اسکی واجب و لازم سمجھا اور اگر چاہے کہ زبان کو واسطے شکر سے بند کرون تو عرفان کی طرف
بلکہ عرفان مین قدر نعمت کی عاشق بیکاری زبان کی ہے یعنی یہ شکر گذاری زبانی اہل ظاہر کیواسطے
ہے اور عارف جب کماحقہ قدر نعمت کی سمجھا اور اس رتبے کو پہونچا تو اوسکو شکر گذاری زبانی کی
کیا حاجت وہی قدر شناسی نعمت کی احق و درجہ شکر گذاری کا ہے اور عین معنی شکر کے اس سبب سے
زبان معزول ہوجاتی ہے اب کہتا ہے کہون کس سے اور کون ان باتون کو سنتا ہے اے مخاطب تو تو ایسا
مشتاق خذلان کا ہو رہا ہے کہ ہر چند اکابر دین سیکڑون قید و زندان مین تجکو قید کر گئے ہین کہ وہ قیدین
شریعت اور طریقت کی ہین اور ہر ایک قید کفیل و ذمہ دار سعادت کی مگر تیرا عجب حال کہ تو اس سعادت
سے بھاگتا ہے اور شقاوت مین پڑتا ہے تیرا تو یہ حال ہے کہ تو اولٹا چلتا ہے اور وہ یہ کہ آدمی مین حضرت
خالق برحق نے خود بڑی شریف و بزرگ شی پیدا کی ہے کہ شناخت و معرفت اوسکی اسی سے وابستہ ہے
اور تمامی امورات دینی و دنیوی پیوستہ تو اوسکو چھوڑ کے ظاہر حال دیکھتا ہے کہ اسکا قد اچھا ہے اوسکا خد
اچھا ہے اور جو عمدہ شی چھپی ہوئی ہے اوس سے کچھ غرض نہین گویا ہما آشیانہ مین موجود ہے اوس سے تو غافل
اور آشیانے کے حسن و قبح پر نظر اس سے زیادہ اولٹی بات کیا ہوگی یہ وہی مثل ہے کہ کسی غازی نے
قتل کفار مین ایسی شجاعت و جوانمردی کی کہ دست و تیغ خون آلودہ ہوکر لوٹا اوسکی تو نہ کچھ مدح نہ تحسین
گھوڑے کی زیب اور پاکھر کی زینت پہلے دیکھنے لگے کہ کیا ہی گھوڑا ہے اور کیا ہی پاکھر نہ یہ کہ کیسا غازی
ہے اور کیسا شجاع غرض تو ظاہر کا مقید ہے نہ معنی کا اور جو یہ سوجھ بوجھ معنی کی تجکو نصیب نہین وجہ اسکی
یہ ہے کہ تو نے اپنے شہباز دلکو خوب آب و دانہ کھلا کھلا کے مرغی کی طرح موٹا کیا ہے اور شہباز کا طعمہ گوشت
وہ بھی باندازہ مقدار تا فربہ ہوکے سست و کم پرواز نہو جاوے لہذا اب جو اوسکو شکار معنی پر چھوڑتا
ہے تو اوسکو مرغی کی طرح پاتا ہے کہ ذرا سا اوڑا اور رہگیا شکار معنی کا کون کرے دل کو شہباز اسی واسطے
کہا ہے کہ اوسکی خوراک گوشت ہے اور اہل معنی بھی مرتاض و کم خوار ہوتے ہین جس سے گوشت گھٹتا
ہے نور باطن بڑھتا ہے جیسا کہ حضرت سعدی نے فرمایا ؎ اندرون از طعام خالی دار ۂ که
دران نور معرفت بینی + تہی از حکمتے بعلت آن + کہ پری از طعام تا بینی بخلاف محشی
نے دست بر دل نہادن کے معنی رد کردن کے لکھے ہین مگس سے مراد اہل دنیا معنی یہ کہ ایسا
مستغنی ہو کہ سب اہل خدمت تیری مگس رانی کرین اور زبان از شکر منعم اس شعر کے معنی کہ اگر
چاہتا ہے کہ شکر منعم مین زبان کی حاجت نہ پڑے تو عرفان سیکھ کہ منعم کے نزدیک نیت قلب معتبر ہے

زگفتگوسے زبانی یا مقام عبدیت سے نکلجا کہ تجکو نہ احتیاج نعمت کی رہے نہ اوسلیے شکر لازم آئے اور یہ کمال مرتبہ فنا کا ہی اسکو تفرید کہتے ہین انتہی **قولہ** بطاعت آن زمان الخ زنہار الخ مزن لاف شجاعت الخ اگر خواہی کہ باشی الخ بجنت خوانمت الخ الانتباہ ارزندہ سلیے لائق و سزاوار مانی لے نہی جنان بکسر جیم جمع جنت ستان بمعنی ستادہ شبدیز نام اسپ خسرو پرویز یا اسپ شیرین بمعنی شبرنگ چہ دیز بمعنی رنگ شاگرد بخادم مجازاً تلمیذ عشرت بالکسر خوشدلی و خورش عیشی المعنی یعنی اگر اس خور و نوش کے ساتھ خیال طاعت ظاہری کا کرتا ہی تو یہ خامی ہی طاعت مین اوسوقت سزاوار و لائق ٹھہریگا کہ جسوقت سر سجدہ مین رکھے تو لذت حضور سے ایسا متلذذ ہوجاوے کہ گویا بہشت بہشت مین کھڑا ہی جیسے کوئی لذت زیادہ نہین نہ باضطرار و پریشانی کہ وہ مقبول نہین ہی جیسا کہ حضرت سعدی نے فرمایا ؎ عبادت باخلاص نیت نکوست ✤ وگرنہ چہ آید زبے مغز پوست ✤ ایراد لفظ جنان جو جمع ہی بنظر مبالغہ کثرت لذت کے ہی اور یہ جو دنیا مین شجاع کہلاتے ہین تو دیکھا دیکھی انکے لاف شجاعت کی مت مارے یہ شجاع نہین ہین ہان اوسوقت کہ میدان شجاعت مین عدم کی شمشیر تیرے دل کے پاس ہو اور شبدیز فنا پر تو سوار ہوئے تو البتہ مرد میدان شجاعت کا ہی اور مردون مین قابل شمار ہونے کے والا ؎ چو با دشمن نفس ہمخانۂ ✤ چہ در بند پیکار بیگانۂ ✤ بس تجھسا نامرد و بزدل اور کون اور تجکو ہر چیز دنیا کی مرغوب ہو رہی ہی معیوب نہین جانتا گو وہ سراسر عیب ہی یہ سبب ہی کہ تو نے اپنا استاد بے ہمتی کو بنا رکھا ہی اوسکا یہ نتیجہ ہی کہ اگر شاگردی ہمت کی کرے تو عیب جمیع ہر چیز کا ہو جاوے ایسا کہ جس چیز کا نام تیری زبان پر آئے اوسی وقت عیب اوسکا تیرے دل مین گذر جاوے اور مردود دل کی ہو جاوے مثلاً تو بمقتضاے کم ہمتی طالب بہشت کا ہو رہا ہی اور بہشت کو بڑی لذت و نعمت کی جگہ جانتا ہی سلیے مین کہتا ہون کہ تو جنت مین اگر یہ نیت سمجھے کہ عیش و عشرت کرنیکو چلا تا ہون استغفر اللہ یہ تو کچھ چیز نہین بلکہ اسواسطے کہ تو وہان آئے اور دیکھے کہ غذا آتش اشتہا اہل ہمت کی کیا ہی اور تیری آنکھین کھلین کہ ماشاء اللہ یہ تو جمیع لذائذ جنت سے افضل و اشرف ہی اور وہ غذا دیدار الٰہی ہی کہ کوئی نعمت کون و مکان کی اوسکو نہین پہونچتی جسکے طالب اہل ہمت ہین یعنی عاشقان خدا جیسا کہ کہا ہی طالب الدنیا مخنث وطالب العقبیٰ مؤنث وطالب المولیٰ مذکر انخلاف حضرت قدرت احمد جائسی پر اس مصرع کے توجیہ مین کہ نام ہر چہ بر دی لکھتے ہین کہ بجاے بر دی گیری ہونا چاہیے تا یعنی مضارع سے مضارع سے مطابق ہو جاوے مین کہتا ہون یہی ٹھیک ہی کہ دلالت ثبوت فعل پر کرتی ہی ایجا شاعر کا یہ ہی کہ تو نے کسی چیز کا نام لیا اوسی وقت بمجرد نام لینے کے عیب بھی اوسکا دیکھے گا اور انحضرت نے لفظ بر زبان کو نہ دیکھا جو غلط لکھا ہی چاہیے در زبان ورنہ نام بھی زبان پر اور عیب بھی زبان پر

ایک محل اور دو چیزین متضاد اور اب تو ایک متعلق بزبان اور ایک متعلق بچشم ہو گئی قولہ سر روحانیان
داری الخ فساد عالمی می تابد الخ مخور دم گر زبال الخ زبیرون پنبہ الخ الانتباہ روحانیان بالضم
فرشتگان اور پریان بخواب درآمدن بخیر اور بسجود ہونا عالمی مین یا تعظیم کی ہی خان ومان مخفف خانہ اور
مان جو بمعنی اسباب کے ہی دم خوردن فریب کھانا دمان بالفتح دمندہ اور جوشندہ بیرون و درون
ظاہر و باطن انتعاش بلند و بہتر ہونا فارسی مین بمعنی عیش و نشاط المعنی پہلے شعر مین تائید صدر کی ہی
یعنی یہ بھی تیری کم ہمتی ہی کہ تو فرشتون کو آپ سے بہتر سمجھکے چاہتا ہی کہ مین فرشتہ ہو جاؤن تو ذرا آپ نے
بسجود اور بخیر تو ہو پھر دیکھ کہ آپ کو قبلہ روحانیون کا پائیگا آخر ایک وقت مین آدم مسجود ملائک ہوئے
ہین یا نہین پس بحکم قولہ سر لابیہ کے وہی تو تو ہی اور باعث اس خودی و خودبینی کا جسنے تجکو غافل رکھا
ہی تیرا نفس ہی جسکی پیشانی سے جہان بھر کا فساد ظاہر و باہر ہی اسکی کیفیت اپنے آئینہ دل مین غور کر کے
دیکھ یہ وہ آگ ہی کہ سیکڑون خان ومان کو خاک سیاہ کر دیے اور ہرگز اسکا فریب مت کھا ہر چند آپ کو
مثل پرپشہ کے ضعیف و حقیر ظاہر کرے کبھی دھوکا دینے کو یہ ایسا بھی بنجاتا ہی مگر جسوقت خرابیون پر آمادہ
ہوتا ہی تو یہی پرپشہ پیل دمان ہو جاتا ہی کہ قبضے اور قابو مین نہین رہتا دیکھ ایک ادنی دھوکا اسکا مین
تجکو بتاؤن کہ اکثر لوگون کو واعظ سے متاثر کر کے خوب رولاتا چلواتا ہی اور یہی ہو حق مچاتا ہی اور جب
وہان سے علیحدہ ہوئے پھر جیسے کے تیسے اور یہ بدستور اونکے سر پر سوار وہ فریاد و شور سب بیکار اسواسطے
تو بظاہر تو گوش افغان مین پنبہ رکھے یعنی افغان مت کرے کہ خالی مکر سے نہین اور باطن کے کان سے
پنبہ غفلت کو نکال ڈال اور اوسکے وعظ سے بجان و دل متاثر ہو کے دل ہی دل مین فریاد و فغان کر
اور اوس بیان کو نقش کالحجر بنا ؎ کہ گر پاے وز دیا آبے آید بر سنگ آن نقش محکم کے زداید بخلاف
نسخہ مطبوعہ مین خانمان بے واو اور بخور غم بجاے مخور دم کہ مناسب دمان کے ہی غلط لکھا ہی قولہ غزل
پردازم اینک الخ بخواب خود درآ الخ بدیدار تو دلشاد اند الخ ہلاکم می کند گردون الخ تو محبوب جہان الخ
بحفظ گریہ مشغولم الخ دولت الماس ہست الخ بوعظ اندر شو عرفی الخ الانتباہ فرقدان اور فرقدین بالفتح
اول و سوم و چہارم دو ستارے ہین کہ قطب شمالی کے گرد پھرتے ہین اور شام سے صبح تک غائب نہین ہوتے
قہرمان قہر بمعنی غلبہ اور مان کلمہ نسبت لے منسوب بغلبہ کہ مراد حاکم سے ہی و نیز بمعنی حکومت بعض کے نزدیک
معرب کہرمان کا بمعنی کاربار عزوان کے معنی پہلے قصیدہ مین گذرے الماس بالفتح جوہر معروف کہ
نہایت سخت ہوتا ہی زبردست افشار ایک قسم زر بیش قیمت کہ خسرو پرویز کے پاس تھا خلل موم سے
نرم بعض کہتے ہین کہ عمل کیمیا سے اوسکو نرم کیا تھا ترنم بضم نون گانا شیون بیاے مجہول نوحہ اور نالہ اور ماتم اور فریاد

المعنی پہلے شعر مین شاعر کہتا ہی کہ اب اپنی ہی دو بیتون سے دو مصرعے اخذ کر کے مطلع بناؤن اور ایسی ایک غزل لکھون
جسکے مطلع سے کہ دونون مصرعے اوسکے فرقدان ہین حسن آفتاب کا نمایان ہو حال آنکہ فرقدان فلک مین حسن و نور
آفتاب کا سا نہین چنانچہ شعر مابعد مطلع ہی یعنی اون مصرعون کے اوپر مین نے مناسب اوس محل کے لکھے ہین اب وہین الفاظ
مصرعون سے دوسری معنی نکال سکے مناسب اس محل کے کہ غزل ہی لکھون جیسے شاعر نے دو بیتون سے دو مصرعے نکالے اور مطلع
بنایا یعنی اے محبوب یوسف نے اپنے خواب مین شمس و قمر اور گیارہ ستارون کو سجدہ کرتے دیکھا تھا اور
انکے قبلہ بنے تھے چنانچہ آیہ کریمہ انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتہم لی ساجدین تو تو ذرا خواب
استراحت مین راحت فرما ہو اور دیکھ کہ تجکو روحانی سجدہ کرینگے تو انکا قبلہ ہی اور شمس و قمر اور ستارے
کیا چیز جمادات تھی پھر یوسف کو تجھپر کیا فوقیت ہی اور کیا قربت اور آئینے مین اپنی صورت تو دیکھ کہ
آتش سیکڑون خان ومان کی ہی سیکڑون گھر پھونک دیے اور پھونک رہی ہی دیکھ تو تجکو دیکھ کے تیرے
دوست یعنی عاشق کیسے خرم و دل شاد ہوتے ہین کیا اچھا ہو کہ اونکو دیکھ کے ایسے ہی تو بھی شادمان ہو
نہ متنفر و بیزار آخر ع دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر + البتہ یہ بات تو ہی کہ جب گردون دون شعار
جفا پیشہ میری ایذا و ہلاک کے درپے ہوتا ہی تو تجکو ملول دیکھتا ہون اور کیون نہ ملول دیکھون کہ کوئی اپنے
محب کی ہلاکی و خرابی غیر کے ہاتھ سے نہین چاہتا آپ جو چاہے سو کرے ؎ مماست چون دوست
دار د ترا + کہ در دست دشمن گزار د ترا + چونکہ اس مضمون مین بو وفا و مدارا کی تھی جو خلاف صفت
معشوقون کے ہی لہذا کہتا ہی کہ مین تجکو محبوب جہان بھی کہون اور پھر نسبت مدارا کی بھی تیری طرف
کرون تو اور مدارا یہ کیسے یقین ہو بھلا شمع انجمن کہین بھی پروانہ کو زندہ دیکھ سکتی ہی جسکے مصداق
حال یہ مصرع ہی ع مرا انسان چہ کہ پروانہ خویشتن بکشد + اب کہتا ہی اے محبوب مین اپنے گریہ کو ضبط
و حفظ کیے ہوئے ہون مگر حال میرا یہ ہی کہ اگر تو میرے سینہ کو کھولکے دیکھے تو جن رگون سے اشک آنکھون
کے اندر آتا ہی وہ رگین دل سے پردہ چشم تک اشک خونین سے ایسی ہو رہی ہین جیسے دو شاخین
ارغوان کی شعر مابعد پھر تصوف مین ہی اور مخاطبہ بسوے نفس خود چنانچہ کہتا ہی اے عرفی تیرا دل
تو الماس ہمت کا تھا یعنی بسبب ہمت کے نہایت سخت کہ کسی طرف مائل و راغب نہ تھا اور دہر
کو لاشے سمجھتا تھا اب اوسکو کیا ہوا کہ اگر غور کریگا تو اس جہان کے ہاتھ مین ایسا نرم و پلپلا پائیگا جیسے
موم زبردست افشار پرویز کے ہاتھ مین تھا کہ جیسا چاہتا تھا ویسا لچاتا جھکاتا تھا ایسے ہی یہ بھی
ہر شے کی طرف جھکا جاتا ہی شعر مابعد مقطع غزل کا اور صاف اختلاف محشی نے فساد عالم کے سمجھے
یہان تک سب شعر ہو اچھوڑ کے بجھ فقط گریہ اور دلت الماس ہمت اون دونون شعر کے کچھ معنی خفیف لکھدیے ہین یعنی

الماس بمعنی دل اور ترنج پر ویز نرمی دل ملا قطب نے مطلع کے معنی لکھے کہ تو ناز سے آپ کو بھی نہین دیکھتا اپنے
خواب مین آ یعنی خواب مین آپ کو دیکھ تو قبلہ قدسیون کا آپ کو دیکھیگا اور تقریر معنی مصرع ثانی کی الہام اسکے
مطابق ظاہر انتہی بالکلیہ میکند گردون اس شعر مین بجاے قہربان مہربان اختیار کرکے یہ معنی لکھے کہ گردون
کے ہلاک کرنے سے تو غمگین ہوتا ہی بدین وجہ کہ یہ میرے ظلم سے سہل چھوٹا جاتا ہی انتہی مین نے بھی
مطلع کے معنی لکھدیے ہین اور انکے بھی دیکھیے آفتاب پسند ناظرین کا کسیکے دوش پر چلکے ۵ ہمہ کس
بمیدان کوشش درند ۞ دے گوے دولت بہر کس برند قولہ یعنی درمقام نفس الخ آنشان جان
ہمی جو الخ زحور وطوبی ہستم الخ زجنگ وری وفردا الخ من از گل باغ می جویم الخ ز ترتیب نظام آفرینش الخ
ز ابر و آفتاب اندیشہ ات الخ بچشم مصلحت بنگر الخ الانتباہ مقام نفس ناف ہی جس سے مراد شکم اسواسطے
کہ اہل تصوف کے نزدیک لطائف ستہ مین پہلا لطیفہ نفس کا ہی جسکا مقام ناف دوسرا لطیفہ قلب محل اوسکا
دل بائین جانب سینہ تیسرا لطیفہ روح اسکا مقام داہنی طرف سینہ کی چوتھا لطیفہ سر اسکی جگہ فم معدہ
پانچوان لطیفہ خفی موضع اسکا پیشانی چھٹا اخفی جسکا ٹھکانا تحت ہی ہفتم پایہ مراد دل سے کہ ہفتم اعضائے
رئیسہ سے ہی اور محل روح حیوانی جسکے بقاسے بقا جسم کی ہی اسی واسطے شاعر نے راحتگاہ جان کہا ہی
ہمی جو امر استمراری نظام بکسر اول رشتہ جواہر و مروارید نظم بالفتح موتی و جواہر پرونا مجازاً کام ہموار و
درست کا ویانی بکاف عربی علم فریدون منسوب بکاوہ آہنگر کا قصہ اسکا مشہور ہی المعنی شاعر کہتا ہی
کہ جب تک تو مقام نفس وطبیعت پر قائم رہیگا کہ وہ شکم پروری ہی ہرگز نہ دنیا مین چین پائیگا نہ دین
مین دنیا مین یہ تجکو دوڑاے دوڑاے پھرینگے دین مین ماخوذ مواخذہ کرینگے پس بہتر یہ ہی کہ اونسے
جدا ہوکے اور اس پایہ پیٹ کو چھوڑکے ہفتم پایہ پر کہ وہ تیرا دل ہی ہفتم رتبہ تیرے جسم کا مستفیض
ہوکہ مقام راحت روح کا یہی ہی اور یہی محل کشف وشہود کا جیسا کہ کہا ہی ۵ دل بر مقامگاہ وحشت
جہانگوہرست ۞ دخل ابد عشر آن فیض ازل کان او ۞ پھر اسی کی تائید وتفسیر مین کہتا ہی کہ ہمہ تن
جان کا ڈھونڈھنا رہ کہ اسی کا سلسلہ بے نشان سے لگا ہوا ہی بموجب نفخت فیہ من روحی کے اور
دل ہی کا طالب بن کہ اسی کا مکان لامکان مین ہی کما قال ۵ شمہ از سر دل حاصل خاقانیست
کز سر آن شمہ خاست جنبش ایمان او ۞ اور اسی جان ودل کے طالب ہونیسے دیکھ تو میری یہ کیفیت
ہی کہ بے منت دیدہ کہ اوسکے دیکھنے سے میرا دل مسرور ہوئے اور مین اوسکا ممنون ہوؤن ہر وقت
حور وطوبی سے کامیاب اور متلذذ ہون بھلا تجکو یہ دولت کیسے نصیب ہوئے تو تو اس خیال مین فنا
ہی کہ جنت ایک مکان ہی اور اوسمین حور وطوبی جو بعد مرنے کے ملینگی یہ نہین جانتا کہ منزل مستان مقام دیگرست

اور مجکو یہ دولت ایسی نصیب ہوئی کہ مین مے و فرداجو دنیا و عقبی ہین دنون کے جھگڑون سے الگ
ہوگیا اور ہستی مطلق مین نیست ہوکے ہستی اصلی پائی اور یہ کچھ آج کی بات نہین ہے جو امروز کا ممنون
ہون بلکہ روز ازل سے مقدر تھا تو اس بات کو کیا جانے کہ تو ہستی زمانے مین دیکھتا ہے اور
زمانہ کو ہستی سمجھتا ہے اے مخاطب تیرا میرا تو اُلٹا معاملہ ہے چنانچہ تین شعر ما بعد کے اسی بیان مین
ہین یعنی مین گل سے باغ ڈھونڈھتا ہون تو باغ سے گل مین دھوئین سے آگ دیکھتا ہون تو
آگ سے دھوان تجکو کچھ اس سے خبر نہین کہ رشتہ آفرینش مین یہ گوہر نجوم کسی نے پروئے اور
ترتیب دیے ہین تو حوادث کو تاثیر نجوم سے سمجھتا ہے تیری فکر پست ابرو آفتاب سے جو آیا لعل
و دُر کے ہین کوتاہ ہے تو دریا و کان سے خیال کرتا ہے الغرض تو اصول کو نہین دیکھتا فروع پر تیرا
اکتفا ہے اور مین فروع سے اصول کو دیکھتا ہون بقول جامی رح ؎ چو دیدی کار رو در کار گر
آر ✤ قیاس کار گر از کار بردار ✤ اگر تو چشم مصلحت بین پیدا کرے اور دیدۂ معنی سے اپنے دیدے کو منور
تو دیکھے کہ اس میدان نظم ہستی کا ہر خار ایک درفش کاویان ہے یعنی باعث حصول فتح عظیم کا جو تجکو فریدون
قربنا دیگا بلکہ فریدون کے واسطے تو ایک ہی درفش کاویان تھا تیرے واسطے تو کانٹا کانٹا بنا بنا
موجود ہے بخلاف نسخہ مطبوعہ مین ✤ زحور و سدرہ ہستم بہرہ در بے دست و بے دیدہ ✤ لکھا ہے اور
صحیح یون ہے ✤ زحور و طوبی ہستم بہرہ ور بے منت دیدہ ✤ اول تو حور و طوبی کی مناسبت ہے
نہ حور و سدرہ کی سوا اسکے مذاق طبع سلیم پر حسن اسکا اور قبح اوسکا پوشیدہ نہ رہیگا اور جو لکھا ہے
نظم ہستی راہ مع ہا شاید یہ بیراہی کلک کاتب سے ہو محشی نے کہ حضرت قدرت احمد ہین پہلے شعر
کے معنی مین لکھا کہ ہفتم پایہ اصطلاح صوفیہ مین ایک مقام ہے کہ وہان غوغا کثرت کا اس حد نہین رہتا
کہ خارقات کی بھی گنجایش ہو اور زجنگ دی و فردا اس شعر کے معنی یہ کہ قید زمانہ ثلاثہ سے چھوٹ گیا ہے
کہ یہ سب اعتباری ہین ایسے ہی ملا قطب نے ازمنہ ثلاثہ متعارفہ لکھا اور امروز بمعنی موجود کی توجیہ ین
لکھا کہ جو کوئی منت موجود کی نہ کھینچے گا منت آئندہ رفتہ سے بیزار ہوا ہوگا ✤ انتہی مین تو لطائف
ستہ کو جانتا تھا وہ مین نے لکھ دیے ہر چند مطلب میرا خاص مقام نفس سے تھا ایسے ہی ہفتم پایہ دل کہ خود
شاعر نے ہر طرح راحت گاہ جان ٹھہرایا ہے اور اوسکی تفسیر مین شعر ما بعد لکھا انھون نے سا تواں
مقام فقر کا قائم کیا اگر صحیح و تحقیق ہے خیر ورنہ طالبان معنی کے بھٹکانے کا کچھ مطلب ہی ہے بات بنا کے
لکھ دینا خوب نہین معہذا پوری بات نہین نہ معنی کا کچھ ٹھکانا مین مجبور ہون کیا کرون انکے معانی
دیکھنے سے یقین نہین آتا یہ تو بجاے معانی اشعار کے واللہ اعلم خوب لکھ جانتے ہین جیسے مثل

مشہور ہی ملا کی وو درست تک ؎ چہ بلا عیب ترا شم کہ حسد کم بادا ✤ مشنو عیب ز ردہ دہی از سیم دغل

قولہ شعار ملت اسلامیان الخ تو از ملک عراقی الخ ز ملک نور زان رو الخ از ان تاراج یعنی الخ گہر جو بند غواصان الخ مدام اندر کشیدند الخ نہ گنجد نور خورشید الخ تو خفاشی ز نور مہ الخ نظر از پیشگاہ

شرح الخ الانتباہ شعار بکسر وہ کپڑا جو بدن سے چپٹا ہو جیسے قبا اور ازار اور کلاہ دیر مغان مراد مقام فقر و فنا سے اسرار نہان اسرار الٰہی عراق بکسر وہ ملک جو کنارہ دریا کے واقع ہو چنانچہ عراق عرب کنارہ دجلہ فرات عراق عجم کنارہ رود جیحون ہندی ترائین واژگون مخفف اسکا واژدون نگون او ندہا مبارک ملک نور عالم ارواح کشور ظلمت عالم اجسام راہزن عبارت نفس و شیطان سے دیدبان وہ شخص کہ اونچے پر بیٹھا دشمن کو تکتا رہتا ہی اور اوسکی آمد سے قلعہ والون کو خبر دیتا ہی اور نیز جاسوس میکن امر استمراری پیشگاہ صدر مجلس اور فرش پیش تخت اور مسند امرا و سلاطین اور صحن خانہ

المعنی یعنی اگر چاہتا ہی کہ تجکو چشم مصلحت بین اور سوجھہ بوجھہ معنی کی حاصل ہو اور مقام فقر و فنا مین داخل ہو کے اسرار نہانی کا مشاہدہ کرون تو شعار ملت اسلامیون کا چھوڑ کہ وہ زاہد خشک مسواک تسبیح والے ہین جنہین اسرار کا پتہ نہین اور فقر و فنا والے اس مسواک و تسبیح کو نہین جانتے بقول حافظ شیراز شعر

کے بادہ حرام آمدہ کے روزہ شدہ فرض ✤ در میکدہ زین معنی اصلا خبری نیست ✤ اور واسطے ترک اس شعار کے اسواسطے کہتا ہون کہ گویا اس صورت مین تو باشندہ ملک عراق کا ہی یعنی ترائین کا جس سے شریعت مراد ہی کہ یہ راستہ سیدھا عوام کا ہی نہ خواص کا اس عادت عراقی کو بدل ڈال جب تجکو رونق حسن ہندوستان کی ظاہر ہوگی ہندوستان مراد عشق سے ہی اسواسطے کہ پہلے یہ ملک بالکل کفرستان تھا محمود غزنوی وغیرہم کی آمد سے یہان اسلام شائع ہوا اور اصطلاح صوفیہ مین کفر عشق اور کافر عاشق کو کہتے ہین جیسا کہ کہا ہی ؎ کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست ✤ ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنار نیست تو یہ بھی جانتا ہی کہ ملک نور سے جو عالم ارواح ہی اس کشور ظلمت عالم اجسام مین کیون آیا ہی فقط واسطے شناخت و معرفت ذات تقدس صفات حضرت باری عز اسمہ کے اور وہ جب میسر ہوگی کہ زنگیون مین حسن چینیون کا تلاش کریگا اس زنگی اشارت ہی اون اہل اللہ سے جو بظاہر پراگندہ اور بباطن مجمع ہین اور چینی مراد فرشتون سے یعنی ان زنگیون کو فرشتہ صفات سمجھے اور نور مجسم جانے کہ وہ شناخت و معرفت انھین سے تجکو حاصل ہوگی جیسا کہ سعدی رح نے فرمایا ؎ پراگندگانند زیر فلک ✤ کہ ہم دد توان گفت و ہم شان ہم ملک ✤ اور یہ جو بیابان معرفت مین تو غارت و تاراج پاتا ہی یعنی ساز و سامان معرفت کا سب لٹتا ہوا دیکھتا ہی کوئی درست نہین یہ سبب ہی کہ تو ہو یا کوئی اور جو اس کشور دنیا مین آتا ہے

نفس راہزن کو دیدبان بناتا ہی کہ وہ بحکم ان النفس لامارۃ بالسوء کے اپنے قوائے غضبانی و شہوانی وغیرہ سے
تجکو لٹوا تا رہتا ہی معرفت کو بیابان بلحاظ وسعت اور صعوبات و شدائد کے قرار دیا ہی خیال تو کر غواص
کیسا آپ کو ہلاکت و بلا مین ڈالتا ہی جب قعر دریا سے گوہر گرانمایہ اوسکے ہاتھہ آتا ہی ایسے ہی جو لوگ
کہ غواص اپنے دریاے فطرت کے ہوتے ہین اور اوسکے غور و عمق کو پہونچتے ہین وہ بموجب من عرف
نفسہ فقد عرف ربہ کے گوہر معرفت حاصل کرتے ہین اور تیرا یہ حال کہ تو اس دریا سے ہمیشہ کنارے
کی فکر مین رہتا ہی اور بچتا ہی غواصی اور غور رسی کیسی پھر تجکو گوہر معرفت کیسے ملے کیا نہین سنا ؎
غواص گر اندیشہ کند کام نہنگ + ہرگز نہ کند دُرِّ گرانمایہ بچنگ + شعر مابعد بھی اسی کی تائید یعنی اہل معنی نے
بیٹھے بیٹھے طائر دولت کو اپنے دام مین پھانسا تو لڑکون کی طرح درختون کے نیچے آشیانے تکتا بھٹکتا
پھرتا ہی اپنی ذات مین نہین ڈھونڈھتا تیرا وہ حال ہی ؎ آفتاب اندرون خانہ و ما + در بدر میدویم
ذرہ مثال + اور یہ بھی جانتا ہی کہ ہر دیدہ مین نور خورشید ازل کا نہین سماتا ہر دیدہ کا ایسا ظرف نہین
کہ متحمل اس نور کا ہو سکے اس نور کو تو آپ دیدۂ مردان خدا مین ڈھونڈھ وہان عکس اس نور کا پائیگا نہ
ہر دیدہ مین ؎ اگر ژالہ ہر قطرہ دُر شدے + چو خرمہرہ بازار ازو پر شدے + اشعار مابعد مین بحر طین
ہی زاہدان خشک پر کتا ہی اے زاہد تو خفاش ہی نور خورشید سے چھپنے والا تجکو تاب اس نور کی کہان
تو نور ماہ سے کہ وہ شریعت ہی نور آفتاب کو قیاس کرتا رہ یعنی بظاہر اللہ اللہ کیا کر تیرے حق مین یہی بہتر ہی
اگر اس سے آگے قدم بڑھائیگا تو نقصان پائیگا کہین ایسا نہو ؎ کلاغے تگ کبک را گوش کرد + تگ
خویشتن را فراموش کرد + شعر مابعد بھی مؤید اسی مضمون کا ہی یعنی تو ظاہر بین ہی تیری آنکھون مین بصارت
معنی کی نہین تجکو لازم ہی کہ پیشگاہ شرع سے جو ایک ظاہر راہ عوام کے واسطے رکھی گئی ہی ڈاک حقیقت کو دیکھا کر
اور دور سے تکتا رہ اوسواسطے کہ یہ راہ عاشقون کی ہی جنکو کافر حقیقی کہتے ہین اور تو کج بین تو آستانہ ہی سے
صدر کو دیکھ صدر نشینی کے واسطے قدم مت بڑھائیے ؎ نہ ہر کس سزاوار باشد بصدر + منازل الفضیلت
و رتبت بقدر الخلاف محشی نے ملا عبد الرحیم کی طرف سے لکھا تو از ملک عراقی اس شعر مین عراق
دنیا ہندستان سواد اعظم الخ ذات بحت کہ اوسکو نور اسود کہا ہی یعنی اگر چاہتا ہی کہ حقیقت کی کرے
اگلی روش یعنی دنیا کو چھوڑ اوٹھے جب حق تک پہونچیگا شعر مابعد مین حسینان اسرار الٰہی زنگیان قلندران
کہ از آفتاب سیاہ پوش ہوتے ہین اور اسکے بعد مین بیابان وجود کشور دنیا آبادی محشر برادران
نفس عیدبان مرشد تو خفاشی اس شعر مین نور ماہ آن حضرت اور مرشد نور خور ذات حق انتہی ملا
قطب لکھتے ہین عراق دنیاے سپید رو کہ بحقیقت سیاہ رو ہی ہندستان سواد اعظم معنی اور ادن

تاراج تا آخر اس شعر مین بیابان محشر کشور دنیا را ہزن نفس و شیطان یعنی جب آبادی دنیا مین آتا ہی نفس شیطان کو دو راہزن ہین دیار تیرے ہین غفلت سے نگہبان خیال کرتا اور یہ تیری عصمت کو تاراج کرتے ہین اور جب بیابان محشر مین کہ فی الحقیقۃ شہر وہ ہی جاتا ہی جو کچھ مہانی کو رکھا تھا لٹا ہوا پاتا ہی انتہی قولہ زگرد رغبت خلا الخ تو جر باد یدۂ الخ مرو در عرصۂ دانش الخ در آ در پردہ بینش الخ چہ نقصان ہنی الخ الاتباع یقین سے شبہا اور نیز بمعنی مرگ بقول بعض یقین وہ چیز کہ جسمین تشکیک کسی مشکک کے دور نہو اور شک وہ جو مساوی الطرفین ہو ہونے اور نہونے مین اور اگر راجح مرجوح ہین تو راجح طرف ظن ہی اور مرجوح وہم کبھی یقین سے مراد ظن ظن سے مراد یقین بھی ہوتا ہی اور یقین کے تین درجے ہین علم الیقین عین الیقین حق الیقین مثلاً آگ سب بیقین جانتے ہین کہ جلا دیتی ہی یہ علم الیقین ہی عین الیقین یہ کہ کسیکو جلتے آنکھ سے دیکھے حق الیقین یہ کہ خود جلجائے گمان شک ستر بمعنی مستور عورت بالفتح اندام شرم مردم اور وہ چیز جسکے دیکھنے دکھلانے سے شرم آئے مجازاً بمعنی زن امعنی شاعر کہتا ہی یہ جو تفرقہ اور تمیز اچھے برے کا تو کر رہا ہی مثلاً خار کو برا گل کو اچھا جانتا ہی یہ سب قصور و فتور تیری رغبت خاطر کا ہی جسکے گرد تیرے دیدۂ فطرت مین بھری ہی نا مرغوب کے حسن کو دیکھنے نہین دیتی اگر اس گرد سے دیدۂ فطرت کو صاف کر ڈالے تو خار و گل حد سے جیسے کا نور تجپر کھلجاوے اور کہے ربنا ما خلقت ہذا باطلا اور حضرت سعدی نے بھی فرمایا ہی ~ نہ بلبل بر گلش تسبیح خوانیست ٭ کہ ہر خارے بہ تسبیحش زبانیست ٭ اور تیرا حال ایسا ہی جیسے شخص سرما دیدہ ٹھٹھرا ہوا کہ آتش کی طرف دوڑتا ہی خاکستر سے بھاگتا اور ناچیز جانتا ہی لیکن اس ناچیز شی خاکستر کا حسن و شنگرون مین جاکے دیکھ کہ آئینہ جیسی روشن چیز کی جلا اور صفا اس سے ہوتی ہی پس سرما دیدہ عبارت ہے عشق سے ہی آتش مراد زیب و رعنائی دنیا سے کہ مقتضیات عقل ہی خاکستر عجز و خاکساری کہ خمیر مایۂ عشق ہی رو شنگرستان خدا کہ بظاہر خاک آلود و خراب حال ہوتے ہین بقول سعدی رح ~ چو بیت المقدس درون پر ز تاب ٭ رہا کردہ دیوار بیرون خراب ٭ پس ہرگاہ کہ حال یہ ہی لہذا مین تجھسے کہتا ہون کہ تو میدان دانش مین ہرگز مت جا اور اسکے جھگڑون قضیون مین مت پڑے جیسا کہ حضرت سعدی نے فرمایا ع رہ عقل جز پیچ بر پیچ نیست ٭ اس میدان مین مجمع تنگ فہمون کا ہی جنسے صدمہ اوٹھا کے یقین جو بحکم حضرت رب العزت واعبد ربک حتی یاتیک الیقین زبدہ اور خلاصہ جمیع طاعات اور عبادات کا ہی وہ انھین خاکسارون کی پناہ مین چھپا ہی جنھون نے پردہ گمان کی آڑ پکڑی ہی کہ ہر کوئی انپر گمان اہل یقین کا نہین کرتا اور بحقیقۃ یہی وہی لوگ ہین جنکی نسبت فرمایا ہی ع بر عاشقان جز خدا ہیچ نیست ٭ اور یہی اہل بینش ہین انھین کے دیدہ باطن معرفت پر

کھلے ہین اور حیرت محمودہ مین جسکی استدعا آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے اللہم زدنی حیرۃ محمودا ایسے محو و
مدہوش کہ انکا فروغ دیدہ ستر عورت زنان دوشیزہ کا ہے یہ مبالغہ ہے نہایت چشم پوشی کا غیر مقصود حقیقی سے اسواسطے
زنان دوشیزہ ستر عورت غیر پر نہین کھولتین وہ استتار رہ اونکا گویا انھین کا فروغ دیدہ ہے ایسی غیر سے انھون نے
آنکھین چھپائی ہین قید زنان دوشیزہ بلحاظ کمال استتار کے ہے نسبت بغیر دوشیزہ بس تو بھی انھین اہل بینش کی خدمت
وصحبت اختیار کر اور اہل دانش کو چھوڑ مین تجھی سے پوچھتا ہون کہ حیرت محمودہ مین جسکے خار بھی گلستان
ہین کیا نقصان اور دانش ہین جسکا مغز بھی استخوان کیا لذت پھر اوسکے ترک اور اسکے اختیار مین سوا اسباب
کے اور کیا ہے ؎ ز دولت خود کجا آن بہرہ بیند ؛ کہ عیسی را دہد خر مہرہ چیند ؛ اختلاف نسخہ مطبوعہ مین
بجاے ستر عورت سر عورت غلط لکھا ہے اور حضرت قدرت احمد حاشیے پر لکھتے ہین کہ نور دیدہ کو بسبب شہود
ذات کے مانع دیکھنے عورت دوشیزگان کا کہ مراد شہوت دنیا سے ہے دیکھیگا ملا قطب لکھتے ہین کہ ہنگامہ
دانشورون مین مت جا کہ وہان یقین کو پناہ گمان مین پائیگا یعنی گمان کو غالب دیکھیگا اتھی یہین کیا لکھون بہتر
یہ کہ حوالہ ذہن سلیم کے کرون قولہ مخاطب گر نباشد مستمع الخ سخنور را خموشی الخ نوا را تلخ تر میزن الخ خروش
خواہست الخ بر آ از پردہ صورت الخ اگر شوقت امان ندہد الخ الانتباہ گر یعنی اگرچہ کے ہے مہرگان بکسر
و کاف فارسی نام ماہ خزان مہرجان بفتح میم ور امعرب ہے تیدان اور می زدن اور می خوان تینون امر استمراری
حدی بضم اول او بالف مقصورہ وہ راگ کہ شتربان عرب کے گاتے ہین کہ شتر اوس سے مست ہو کے
چالاک ہو جاتا ہے گاہے سلے وقتیکہ دیدہ آتش بودن مضطر اور بیقرار ہونا دست بر عنان مستعد بروانگی شین
محذوف مضاف الیہ پشانی المعنی شاعر باعتبار فرق اعتبار کے کہتا ہے اے عرفی اگر مخاطب تیری بات
نسنے تو خاموش مت ہو کسواسطے کہ وہ جیسا ہے ویسا ہے مگر خاموشی سے تیرے فن مین زیان پایا جائیگا خوب
جانے رہ کہ سخنور کے واسطے خاموشی اپنا ہی زیان ہے اور غلطی کہ معمول بر عجز ہوتی ہے جیسے خزان مین گل نہین
رہتا تو بلبل خاموش ہو جاتی ہے بلکہ اگر مخاطب کو مستمع نہ پائے تو یہی سمجھ کہ میرے نغمے مین ذوق ولذت نہین
لاجرم اپنی نوا مین زیادہ سوز وگداز پیدا کر جیسے محمل گران دیکھتے ہین تو حدی تیز تر کرتے ہین تا متاثر ہو کے
وجد ومستی مین آجاے نہ کہ خاموشی تجکو یہ چاہیے کہ اگر کسی روندہ کو خستہ اور واماندہ دیکھے تو پریشان ہو جاے
کہ افسوس یہ رہا جاتا ہے کسی طرح منزل مقصود پر پہونچے اور اگر کسی کو مستعد بروانگی پاے تو بے چین ہو جاے
کہ حیف مین رہا جاتا ہون اور یہ عازم اپنے مطلوب کا ہے اب دونون شعر بعد کے تمہید گریز اور گریز مین
ہین یعنی اس پردہ صورت دنیا مین کیون بیٹھا ہے اس سے نکل اور راہ معنی مین قدم رکھ کہ معنی کے ہر منزل
و مقام مین تجھے مشاہدہ ازہا سے نہانی سے نظر آئینگے پردہ اسواسطے کہا ہے کہ جملہ مظاہر مظہر نور ذات احد

کے ہین اہل ظاہر گرفتار ظاہر کے اور اہل معنی متوجہ معنی کے سے زہر ذرہ بدو ر سوے وراہست + بہ اثبات وجود او گواہست + اور اگر تو مضطر و مضطرب ہی اور شوق تیرا انہین چھوڑتا چاہتا ہی کہ ابھی اون اسرار نہانی کو دیکھون تو بزم خانخانان مین چل وہ ایسا شخص ہی جسکی پیشانی پر نقش لوح محفوظ کے منقوش ہین وہان اسرار نہانی ابھی بحیر عیان ہوجائینگے بے کلفت و وقت تخصیص پیشانی کے واسطے نقش لوح محفوظ کے بدینوجہ کہ پیشانی کو لوح سرنوشت کہتے ہین مگر ہی ارادہ جزے کل کا یعنی ہمہ تن اسرار نہانی جیسے لوح محفوظ پر ازل سے ابد تک کے اسرار لکھے ہین **الخلاف** نسخہ مطبوعہ مین بجاے در زبان مہرگان کے زبان مہرگان اور دستے بر عنان بدون یا باضافت غلط لکھا ہی اور حاشیے پر ملا عبدالرحیم کی طرف سے دستے بر عنان کے یہ معنی کہ جسوقت تو کوئی ہاتھ اپنی عنان پر دیکھے یعنی کوئی سائل عنان تیری پکڑلے یہ معنی در صورت درعنان کے البتہ ہوسکتے ہین مگر میری دانست مین سیاق کلام سے علیحدہ ہین کسواسطے کہ شعر لاحق مین برآ از پردہ صورت تا آخر اپنی نسبت کہا ہی **قولہ** دکانے چیدہ خلقش الخ اگر آگہ شوی الخ گر از باد خلافی الخ سمند عزم او را الخ چو باکش ببینی الخ چو مہرش در جہان الخ چہ خوانی اے ثنا خوان الخ **الانتباہ** متاع رو بدست متاع حقیر خوار کہ باہر دکان سے رکھتے ہین اور نیز وہ متاع جو ہاتھہ پر دھرے بیچتے پھرتے ہین عین بالفتح ذات ہر شی علم گردیدن بفتحتین ظاہر ہونا خیزران بالفتح و سوم زاے معجمہ مضموم درخت بید اور تازیانہ نساج بتشدید سین بافندہ اور جولاہہ والی دوست اور حاکم اور مالک اور خویش اور قریب ترجمان بالفتح و جیم مضموم دو زبان جاننے والا کہ نہ جاننے والیکو زبان غیر کی سمجھا دے **المعنی** بیان سے مدح شروع ہی یعنی اے مخاطب اس بازار انسانی مین خلق ممدوح نے ایسی دکان علانیہ لگائی ہی کہ یعنی تمامی افراد انسان کو اپنے خلق سے ایسا ہشاش و بشاش اور شگفتہ خاطر کر رکھا ہی کہ اگر تو دیکھے تو یہی سمجھے کہ جنت اس دکان کی متاع رو بدست ہی اے حقیر خوار اور جنت مین ایسی ہشاشی بشاشی و شگفتگی کہان نیت کا اوسکی یہ حال کہ اگر اوس نیت سے ہنگام گفتگو تو آگاہ ہوجاوے تو یہی جانے اور کہے کہ زبان اسکی عین دل ہی اور دل عین زبان دونون ایک عین ایک ذات ہین تہر کی اوسکے یہ کیفیت کہ اگر فلک کی جانب سے خلاف تو شکل تہر ہی فورا ابھی ہوا خلاف کی چلجاے اور وہ اس حرکت فلک سے کہ خلاف کیون ظہور مین آیا قہر مین آئے تو بال بال فلک کا خوف کے مارے بید کی طرح فلک کے بدن پر کھڑا ہوجاے عزم اوسکا ایسا بالجزم کہ جس سے سرعت گردون کی ظاہر یعنی جو ارادہ کیا فورا پورا کیا کوئی مانع و مزاحم نہین ہوسکتا جیسے فلک کا کوئی مانع نہین عقل اوسکی ایسی سلیم کہ اگر تو دیکھے تو یہی کہے کہ انسان کو تو یہ عقل نصیب نہین ہی مگر اسنے جوہر اول سے جو خطا و غلط سے مبرا ہی تیزی و روانی حاصل کی ہی حلم ایسا کہ اگر اوسکے حلم کو دیکھکے کاہ کی طرف دیکھے تو کاہ ایسی سنگین و با وزن ہوجاوے کہ کہربا اوسکے اٹھانے سے عاجز ہو

عدل ایسا کہ اگر اوسپر نظر کرکے ماہ کی طرف دیکھے تو ماہ کو نساج کتان کا پائے اور وہ ظلم تار تار کردینے کا اوسمین نہ ہوگا اوسکے
نہ ملے محبت اوسکی بدین صفت کہ فی المثل اگر جہان جان و تن کے مالک و حاکم بنے تو پھر نہ جان محتاج تن کی رہے نہ تن
محتاج جان کا وہ محبت ہی دونون کام انجام دے تشریح اسکی یہ کہ جان محتاج تن کی ہی اپنے ظہور و نمود مین اور تن
محتاج جان کا اپنے قیام و وجود مین پھر دونون کی احتیاج ایک دوسرے سے جاتی رہے اوسکی محبت ہی
کافی و وافی ہوجائے اب کہتا ہی کہ اے مداح تو اوسکے کردار و گفتار کی کیا مدح کر رہا ہی یہ تجھسے ادا نہوگی کیونکہ اسلئے
کہ تو ایک شخص غیر علیحدہ ہی یہ تو اوسی کے قول و فعل ادا و ظاہر کرینگے اور کر رہے ہین اسکے معنی وہی خوب جانتے
ہین کہ متحد او ریکزبان ہین دیکھہ تو غیر زبان والے سے ترجمہ پورا پورا دوسری زبان کا کب ادا ہو سکتا ہی اکثر
رہجاتا ہی اختلاف نسخہ مطبوعہ مین علم گیر و بجاے علم گردد اور زر تن امکان تن بجاے تقدیر تن ٹھیک
نہین لکھا ہی قولہ جہان علوی و سفلی الخ نبین در صور تش الخ بفر دو دمان الخ بہ مجلس تو گذارد و عشرت افزا
الخ برون از تشنگی در الخ کنار بحر بے پایان عرفان الخ اگر عادت بترتیب فصولت الخ الانتباہ علوی بضم
و بکسر اول و سکون لام فرشتے اور کواکب سفلی ہم بحلیۂ مذکور منسوب بسفل یعنی پستی پس جہان علوی عالم ملکوت و کواکب اور جہان سفلی عالم
ناسوت یعنی دنیا شخص کالبد یعنی بدن انسان وغیرہ ماخوذ شخوص سے بمعنی ظاہر ہونا کسی چیز کا ارتباط لگاؤ کسی چیز کا کسی چیز سے
آمدہ مخفف آمدہ وسط بالفتح میان ہر چیز اور بتحتین چیز متوسط کہ نہ لمبی ہو نہ چھوٹی نہ دبلی ہو نہ موٹی غرض جلہ کو انف مین میانہ ہو اور
میان حقیقی اور مرکز اور وہ چیز جو درمیان مین ہو جیسے بیچ کی انگلی فصول کہ وہ چار ہین زمستان تابستان ربیع خریف المعنی
پہلے دونون شعر قطعہ بند ہین یعنی ممدوح وہ شخص ہی کہ اوسکی ذات مین عالم علوی و عالم سفلی دونون مخلوط
و مرتبط ہین ورنہ دونون علیحدہ علیحدہ اپنے اپنے حال و صفات پر ہین چنانچہ ظاہر ہی کہ عالم علوی کی مخلوقات
سب روحانی نورانی مثلاً ملائک و نجوم اور سفلی کی تمامی جسمانی ظلمانی جیسے انسان اور بہائم بس اے
مخاطب اگر چاہتا ہی کہ یہ اختلاط و ارتباط جو ان دونون کا اوسکی ذات مین ہی اسکو معائنہ کرے کہ کیسے وہ
جہان اس جہان مین مخلوط ہی تو اوسکی صورت کو دیکھکر بمجرد دیکھنے کے بے تامل یہی کہیگا کہ فرشتہ کیا سارے
فرشتون عالم علوی کا نور اس عالم سفلی مین آگیا ہی اور اگر یہ دیکھا چاہے کہ کیونکر یہ جہان اوس جہان سے
مربوط ہی تو اوسکے معنی کو دیکھہ کہ باوصف اس مدار الہامی اور مرجع اتامی جہان سفلی کے تمام راز و اسرار
عالم علوی سے بھرا پائیگا اے مخاطب اس صفات کاملہ سے خدا ے تعالیٰ نے اسی کو موصوف کیا ہی والا سلف
اور خلف تو یہی کہتے آئے ہین ؎ ہم خدا خواہی و ہم دنیاے دون ۔ این خیالست و محالست و جنون
اور اے مداح اگر تو یہ خیال کرے کہ عالم سفلی کے خاندان مین بڑا اشرف افضل خاندان بنی آدم کا ہی اوسکو
فخر بنی آدم کہے تو یہ مدح اوسکی نہین ہی بلکہ بیان واقعی عالم علوی کی طرف رجوع ہوا اور وہان دیکھہ عجب مین

عالی خاندان روحانیون اور کروبیون کا ہی اوسکا یہ فخر ہی یہ ممدوح وہ شخص ہی کہ جلوت و خلوت دونون حال مین
پورا اور کامل ہی جسوقت مجلس افروز ہوتا ہی تو کیسا ہی غمزدہ ہو اوسکا غمکدہ از و عشرت افزا ہی یعنی ایسی عادات و
حرکات شادی و خوشی مفرط کی اوس سے ظہور مین آتی ہین کہ نام و نشان غم کا نہین رہتا اور جب خلوت
مین ہوتا ہی تو شادی کا دشمن غم کا دوست ہے ؎ بہ تخت سلطنت ہم شوکت جم ✤ بود در خلوت ابراہیم ادہم ✤
بظاہر تو شوق و طلب مطلوب حقیقی مین نہایت بےچین و بیقرار ہی جیسے کسیکو آگ مین ڈالدین مگر باطن مین لذت
و حلاوت وصل سے ایسا کامیاب کہ گویا نہر سلسبیل اوسکی گلی مین بہ رہی ہی اور یہ خیال نہ کیا جاے کہ طلب اور
وصل متضاد مین مجتمع نہین ہو سکتے اسواسطے کہ عرفان کی حد نہین اور یہی وصل ہی بس جسقدر عرفان بڑھتا
جاتا ہی اوسی قدر طلب بھی بڑھتی ہی جیسا کہ حضرت سعدیؒ نے فرمایا ؎ نگویم کہ بر آب قادر نیند ✤ کہ بر
ساحل نیل مستسقیند ✤ ذوق شوق اوسکا بدین صفت کہ اگر تو چاہے کہ عرفان حاصل کرون اور اس بحر
بے پایان ناپیدا کنار کے کنارے پر پہونچون تو زورق دل مین بادبان اوسکے شوق کی باندھ بس شوق
اوسکا ایسا تجکو لیجائیگا کہ تو جانیگا مین ابھی میانہ دریا مین ہون اور پہونچ جائیگا کنارے پر تجکو معلوم بھی
نہوگا کہ کہان تھا کہان آگیا جیسا کہ اکثر راہ غیر معلوم مین ایسا ہوتا ہی کہ روندہ جانتا ہی ابھی منزل مقصود
دور ہی اور پہونچ جاتا ہی نزدیک اور سوا راہ کے اور بہت صورتین اس قسم کی ہوتی ہین اور یہ جو گلشن عالم مین
کبھی بہار کبھی خزان کبھی گرما کبھی سرما سمجھ رہا ہی یہ تیری ہی عادت تیری راہزن ہو رہی ہی جو ترتیب فصول
مین مبتلا ہی اگر اس نیرنگی کو چھوڑ کے یکرنگ ہو جاے تو ایسی راہ تجکو بتاے کہ گل کو خزان مین دیکھے اسواسطے
کہ بیرنگی مین نہ رنگ اس بہار کا ہی نہ خزان کا وہ ہمیشہ بہار ہی بے تغیر و تبدیل فصول الخلاف ملا قطب نے
تو دورے گریز کی ہی محشی نے صرف دو شعر اخیر کا ترجمہ لکھا ہی وہ یہ ہی کہ اگر کشتی دل مین شوق ممدوح کا بادبان ہو
کنارہ دریاے بے پایان عرفان کا درمیانہ نصف اوسکے مین پاے اور ایسے ہی ترجمہ سا شعر نا مچکا ہی اور وہی
ہو انشا اعلم قولہ دعا عقد اخوت الخ بدر و شتی ثناے خانخانان الخ دعاے تو بر سم الخ تو خیر اندیش خلقی الخ
الانتباہ اخوت بضم اول و ثانی و تشدید واو برادری ہندی بھائی والا حشمت بالکسر و بہ بیا و بزرگی
بفتح خطا الا یعنی تابعان اور خدمتگاران اور اس معنی مین بفتحتین نیز مدحت اندیشان بالکسر شاعران کہ جنکی رسم
دعاے تابید لکھنے کی ہی المعنی شاعر کہتا ہی اے عرفی دعانے بالفعل اجابت سے بھائیوالا کیا ہی تو بھی ثنا چھوڑ
دعا کر ثنا کے بہت وقت ہین یہ وقت خاص دعا کا ہی کہ تازہ تازہ بھائیوالا دونون کا ہوا ہی اسوقت ضرور نہ
قبول ہوگی اور یہ بھی سمجھے رہ کہ اب تک ثنا ممدوح کی تو نے دروشتی کے ساتھ کی ہی اسواسطے کہ تو خوشامدی
نہین ہی جو اوسکے حشمت اور دبدبہ کی روا داری و لحاظ کرتا جو ثنا کہ اعلی ہی اور عمدہ فضائل انسانی سے وہ

لکھی ہیں اسی کے مناسب دعا بھی ہونہ شاعرانہ کہ تعلیق و تابید کے ساتھہ لکھتے ہین یعنی اسطرح کہ الٰہی جب تک فلان
چیز ہی فلان فلان شئے بھی فلان شخص کو حاصل و میسر رہے یہ سب جھوٹ و خوشامد کی باتین ہین بس یہی کافی
ہی کہ تو خیراندیش مخلوق کا ہی لاجرم جو کچھہ مخلوق کے حق مین تجویز کرے وہی نیکی مجھی پیش آئے مطلب یہ کہ ہمیشہ خیر
تیرے پیش آتی ہے قصیدہ تمام ہوا مین بھی شائق منصف خیراندیش بے خوشامد سے امید انصاف کی،
رکھتا ہون اور یہی دعا اوسکے حق مین کرتا ہون ع کہ یارب انچہ بہر ما تو اندیشی ہمان بینی ط +

قصیدہ ۲۹ قولہ بازگلبانگ الخ حجلۂ گل بہر من الخ در بن ہر خار الخ خون گرم از ریشہ الخ
صد محیط زہر الخ بسکہ لذت دوستم الخ آن خلیلم من الخ آن چراغ کشتہ ام الخ **الانتباہ** یہ قصیدہ بحر خفیف
مین ہی ارکان اسکے فاعلاتن فاعلاتن فاعلن اور توطیہ اسکا بھی مشتمل بر تصوف ہی گلبانگ آواز قلندران
اور شاطران اور شور مردم در شادی اور آواز بلبل آتش زدن آگ لگانا حجلہ بالفتح مکان عروس ور چھپر
در بن ہر خار یعنی در ہر خار بن ریشہ بالکسر باریک جڑین درخت کی مرحبا کلمہ تعظیم مہمان خذ بفتحتین پرہیز کرنا
لام تعریف سے تخصیص مقصود ہی جیسے نعمت خان عالی نے لکھا ہی ع الاجل حکم طبیبان المرض احوال تن +
خلیل دوست صادق اور لقب حضرت ابراہیم علیہ السلام کہ مہمان نوازی اونکی مشہور ہی جیسا کہ حضرت سعدی
نے فرمایا ہے ز فرخندہ خوئی نخوردے پگاہ + مگر بینوائے در آید ز راہ **یعنی** پہلا شعر تمہید ذکر وند کار عشق مین
ہی جسکو گلبانگ پریشان کہا ہی بدینوجہ کہ اہل معنی ایسی گفتگو کو گلبانگ اور نغمۂ بلبل سمجھتے ہین اور ارباب ظاہر
بمعنی ویرانی پریشان پس شاعر کہتا ہی کہ پہلے بھی مین نے اس قسم کی باتین بہت کی ہین اب پھر اوسی طرح کی شروع
کرتا ہون اور ایسی سوزناک کہ بلبل عشق پیشہ جو بہت نالے حزین کیا کرتی ہی انکو سنکے بموجب ع رموز عشق را
عاشق بداند + آتش رشک و حسرت سے بے چین و بے قرار ہو جائے کہ واقعی عشق کامل اسکا نام ہی میرا دعوی
عشق کا محض عبث ولاطائل رعائت باز و عندلیب و گلبانگ کی خود ظاہر شعر مابعد سے بیان اون باتون کا
یعنی اے بلبل دیکھہ ایک تو ہی کہ کیسے گل پر لوٹ پوٹ ہی ایک مین کہ میرے واسطے قضا و قدر نے گل کو جو تیرا محبوب
ہی حجلہ بنایا ہی کہ ہر رنگ و بو او سمین استراحت کرون اور ظاہر کہ ہر شئے انسان ہی کے واسطے پیدا کی گئی ہی اور
مین ایسا آرام سے متنفر اور سر دیوار گلستان پر ٹکرانے سے متلذذ ہوں ع عاشقان از بے مرادیہای خویش +
با خبر گشتند با مولاے خویش + اور اے بلبل تجکو گل خوش آتا ہی مین قصداً منجر خار کے کھاتا ہون تیرے
گل سے ان خارون کو بہتر جانتا ہون اور بشوق تمام ہر نیش پر دوڑتا ہون مجکو اورون کے نوش سے
یہ نیش خوشتر ہین ع درد او را بدل ہمی خواہیم + محنتش را بجان خریداریم + خون گرم خون تازہ
کہ فی الجملہ گرم ہوتا ہی یعنی ہر درخت کہ بذریعہ ریشون کے نم زمین سے کھینچکے پرورش پاتا رہتا ہے

مین اپنے درخت وجود کو ہر دم عروق دل کے خون تازہ سے پالتا رہتا ہون اور ہر کوئی شیشہ عیش سے شراب
کیف و سرور کی پیتا ہی میرا شیشہ جان کا زہر آب غم سے بھرا ہی مین اوسکے جام سے مست و بیخود رہتا ہون
کسی کے کیف و سرور سے کیا غرض ؎ تلخ آب جگر زدیدہ ریزان ✤ خاکستر غم بسینہ بیزان ✤ لوگون
کی ساغر وسبو شراب عیش و نشاط سے بھرے رہتے ہین میرا جام سفالین جو دل ہی سیکڑون محیط زہر غم سے بھرا رہتا ہی
اور شاباش مجکو کہ کیا سہل اونکو پی جاتا ہون شراب پینے والے تو کچھ منھ بھی بگاڑتے ہین مجھین یہ بات بھی
نہین مین ہم مشرب اون لوگون کا ہون جو ؎ وادم شراب لم در کشند ✤ وگر تلخ بینند دم در کشند ✤ اہل دنیا
کباب نمک لگا لگا کے کھاتے ہین اور کام و زبان کو لذت پہونچاتے ہین مین ایسا لذت دوست ہون کہ
اپنے ہر لخت دل کو سیکڑون نمک دانون کی متاع پر جو نمک ہی لگاتا ہون اور اس قسم کی لذت سے رغبت
رکھتا ہون بقول شاعر ع جو مزا عشق مین پایا مرا دل جانتا ہی ✤ حضرت خلیل بڑے مہمان نواز تھے
انواع اقسام کے خوان و طعام مہمان کے سامنے لگاتے تھے مین اپنے مہمان عزیز کا ایسا دست صیاد وق
ہون کہ اوسکے دست و دہان پر قفل الحذر کا لگاتا ہون کہ خبردار لذت نعمت دنیا سے بیچارہ نہ اسکی طرف
ہاتھ بڑھا نہ اسکے واسطے اپنا منھ کھول اور اسکا نتیجہ حضرت سعدی سے سن ؎ اندرون از طعام خالی دار
تا درو نور معرفت بینی ✤ آب حیات مین جو صفت جان بخشی کی ہی سب پر ظاہر اور مین وہ چراغ کشتہ ہون
یعنی زیب فروغ ظاہر سے مبرا کہ اپنے دود گرم سے آب حیات مین آگ لگاتا ہون اور اوسکو آتش حسد سے
جلاتا ہون یعنی اصلا اوسکی پروا نہین رکھتا کہ جان بخشی کرسے بلکہ اس کشتہ ہونے مین نہایت محظوظ اسواسطے
کہا ہی ؎ کشتگان خنجر تسلیم را ✤ ہر زمان از غیب جانی دیگر ست الخلاف مفتی نے گلبانگ پریشان کی ایک
علت یہ لکھی بہار گل آوردہ است دوسری یہ کہ گل جنون بہار لایا آتش در عندلیبان زدن کنایہ ترغیب
بلبلون سے کہ باغ مین آئین انتہی شائق ربط کلام پر ان معنی کا گل کھلیگا اس شعر مین سبکہ لذت یہ لکھا کہ
ایک پارۂ دل کو سو نمکدان پر لگاتا ہون تا لذت ہر قسم کباب کی میسر ہو اور یہ اشارہ معرفت تفصیلی سے
ہی انتہی ظاہر کہ ایک پارہ دل کا ہو اور ایک ہی مزہ نمک کا پھر لذت سو قسم کباب کی کیسے اور بیربطی سابق
ولاحق کی علاوہ بران معنی وہ ہین جنکا سلسلہ اول سے آخر تک لگا ہے **قولہ** پادشاہ عالم الخ سپاہے
ہجرم الخ جاہ را کوس الخ بحر طوفان الخ مرغ تجرید م الخ میکنم در گلشن الخ زہرہ می ورزد الخ تا بہ سعی
ہر سو الخ بیت پرستان الخ از مساماتم الخ **الانتباہ** عالم بفتح لام بمعنی ما یعلم بہ جیسے خاتم بمعنی ما یختم بہ
ہجر بالفتح مصدر جدا ہونا و بالکسر حاصل مصدر یعنی جدائی ایسے ہی عجز بلند آواز کی شہرت نوا دزدیدن مثل پہلو
دزدیدن کسی چیز سے بچنا سومنات بالضم و واو مجہول نام بتخانہ کا جو گجرات مین ہی یہ لفظ ہندی ہی یعنی

سوم بمعنی چاند اور ناتھہ بمعنی خداوند جو اس بتخانہ کا بت بصورت چاند کے تھا لہذا یہ نام رکھا گیا ہا استعمال فارسی
مین ساقط ہوئی رُہبان بالضم و حرف سوم بای موحدہ عابدان ترسایان جمع راہب اور بقول بعض خود مفرد
اور نیز جمع الجمع اور یہ ہم مفرد المعنی یعنی پادشاہان دنیا پادشاہ ملک تونگری کے ہین مین پادشاہ عالم درویشی کا
کسواسطے آخر مین تو دو نون شاہ لیکن جو کہ اونمین رعونت و سرکشی ہی بنظر بلندی اپنے نام کے مہر اپنی بالای فرمان
لگاتے ہین اور مین برعکس اسکے بدینوجہ کہ درویشی مایہ خاکساری ہی زیر فرمان لگاتا ہون تا رعایت عجز و فروتنی کی
مرعی رہے اور خلاف اوس گروہ باشکوہ کے جنکی صفت مین حضرت سعدی نے فرمایا ہی ؎ بجود سر فرو بردہ
ہمچون صدف ✤ نہ مانند دریا بر آوردہ کف ✤ معمول ہی کہ جب آدمی مقصود دلی سے دور پڑتا ہی تو حسرت
کھاتا ہی اور جب اپنے کام مین عاجز و بے قابو ہوتا ہی تو کھسیا کے گریبان و کپڑے پھاڑتا ہی جیسے عاشق جوش
و خروش و لولہ عشق اور بیتابی جدائی محبوب مین یہی حال میرا ہی کہ بسبب جدائی مطلوب کے حسرت کھارہا
ہون اور حصول مقصود پر قابو نہ پاکے گریبان پھاڑتا ہون جیسا کہ دستور عاشقون کا ہی بقول میر تقی ؎
ہاتھ جانے لگا گریبان تک ✤ چاک نے پاؤن کھولے دامان تک ✤ اہل دنیا صاحب جاہ نوبت اپنی
بلند آوازگی کی خوب اونچے پر بجواتے ہین تا شہرت ہو اور خرد و بزرگ سنکے اونکے جاہ و علو پر واقف ہون
مین نے اس بلند آوازگی کی نوبت بام نسیان پر رکھی ہی لئے غایت درجہ نسیان پر کہ کوئی یاد ہی نہ کرے
اور نہ جانے کہ کون ہی اور کیا ہی اسواسطے کہ سجیہ صفیہ اہل طریقت کا یہی ہی ؎ ندارند چشم از خلائق پسند ✤
کہ ایشان پسندیۂ حق بسند ✤ اب کہتا ہی لئے ظاہر والو مجکو فقط بصورت انسانی مت سمجھو مین تو ایک بحر
طوفان خیز درد عشق کا ہون جسمین طوفان درد کے اُٹھ رہے ہین اور جو موج خیزی دریا کی حرکت ہوا سے
ہوتی ہی میری شرائین جنمین روح بمنزلہ ہوا کے بھری ہی اونکی حرکت سے موجین خون کی اوٹھ رہی ہین حاصل
یہ کہ میرا جسم و جان سب عشق کے تحت و تصرف مین ہی گویا مصداق اس شعر کا ؎ نقش غم تست سرنوشتم
جز عشق تو نیست در سرشتم ✤ اور مین ایک مرغ نواسنج گلشن ہمیشہ بہار تجرید و تفرید کا ہون نہ مقید بہار و خزان
کا کہ اپنی فصل پر بولتے ہین مین شدت خزان مین کہ شاخین گل و برگ سے عاری ہوتی ہین نواسنجی کرتا
ہون مطلب یہ کہ برگ و سامان سے آزاد ہون اور بے برگی و بے سامانی سے خوش اور ایسا خوش کہ
گلشن جنت مین جو مقام کمال ناز و نعم کا ہی ناگواری سے فریاد و فغان کرتا ہون اور زندان مین جو نمونہ
دوزخ کا ہی بخوشدلی تمام نغمہ سرا ہوتا ہون اور وہ نغمہ سوزناک درد انگیز کہ جس وقت عود افغان کو چھیڑتا ہون
زہرہ جیسی مطربۂ فلک جسکی نوا خون چکان ہی نہ فقط اشک فشان اور سارے نغمات عالم کے اوسکی تاثیر
سے میرے سامنے اپنی نوا چورا تے چھپاتے ہین مجال نغمہ سرائی کی نہین پاتے اب دل مین آتا ہی کہ یہ

سومنات یعنی ایمان ظاہری جو صرف اقرار زبانی ہی نہ تصدیق قلبی جسمین بت ہوا و ہوس کے بھرے ہین اور یہی
مجکو ہر طرف دوڑائے دوڑائے پھرتے ہین اسکے پانوٗن پر ایک تیشہ مارون اور اپنے کام سے لنگ وعاجز
کرون جیسا کہ کہا ہی ؎ بردل مدار نقش امانی کہ شرط نیست ٭ بتخانہ ساختن زگذرگاہ کبریا ٭ اور یہی ایمان
ظاہر والے کہ مطیع ومنقاد ہوا و ہوس کے ہین اور اس بت پرستی مین ساعی وسرگرم مجکو بھی بہت دھوکے دے
رہے ہین یعنی میرا دل بھی انکو دیکھ دیکھ کے راغب ورجوع انکی طرف ہوتا ہی بس بہتر یہ ہی کہ اسکو انھین کے
پتھر سے مار دون چنانچہ جب سے مین نے یہ عمل کیا اور جام برہان یعنی مرشد کامل سے شراب عشق کی پائی
اور وہ مجھہ مین ہنیا مرتا یعنی رچی پچی ہوئی اب یہ حال ہی کہ اور رونگی مسامات سے عرق وبخارات نکلتے
ہین میرے مسامات سے سیلاب خون کا جاری ہی مبالغہ ہی نہایت رقت وگریہ کا کہ بال بال روتا ہی
نہ صرف آنکھین اور گریہ بھی خونبار جو اشد گریہ ہی اور ضرور ہی جسقدر واردات انوار الٰہی قلب پر وارد ہوتے
ہین اوسیقدر گریہ ہوتا ہی بخلاف محشی نے ملا عبد الرحیم کی طرف سے سومنات مراد دنیا تیشہ بر پاے
ایمان زدن راہ ضلالت سپردن بت پرستان خطرات نفسانی شیشہ بر سنگ زدن فریب کھانا یا معتقد
بت کا ہونا لکھا ہی انتہی معنی چلتے ملتے لگا لینا چندان دشوار نہین لیکن سابق ولاحق سے ربط بھی ہو ورنہ
وہ مثل ہوتی ہی اندھا گاے بہرا بجاے اور یہ نسخہ بر سنگ نسیان بجاے بر سنگ پشان خود قابل نسیان کے
ہی ملا قطب لکھتے ہین کب تک بیہودہ بتخانہ مین دوڑون کہ یہ دوڑنا تیشہ پاے ایمان پر مارنا اور ایمان سے
درگذرنا ہی پھر لکھتے ہین اسمین قصد تفاخر کا نہین ہوتا ہی بہتر فکر یہ ہی کہ یون کہین کہان تک ہر طرف سومنات
مین کہ معبد کفر ہی بیہودہ دوڑون لہذا اپنے ایمان پر کہ میری منافی ومناقض ہی اور ہر طرف کم ظرفی سے
دوڑاتا ہی تیشہ مارتا ہون اور سومنات پر راضی ہوتا ہون دوسرے شعر کے یہ معنی کہ بت پرست بت پرستی
مین مجکو فریفتہ کرتے ہین مگر مین فریب نہین کھاتا ہون اسواسطے کہ وقت فریب دینے کے شیشہ انکے
سنگ پر مارتا ہون کہ اشارہ عدم قبول سے ہی دوسرے معنی یہ کہ شیشہ مراد دل سے سنگ کنایہ بت سے
اور بر سنگ زدن مراد بت پر دل نہادہ ہونے سے یعنی بت پرست فریب دیتے ہین اور مین بنظر تحصیل مراد
فریب زدہ ہوتا ہون پھر لکھا کہ یہ ارادہ مناسب بیت سابق کے نہین ہوتا ہی آگے وہی آیت واللہ اعلم
مین نے اس شرح کے موافق کہ میرے پاس ہی بجنسہ ترجمہ انکے معنی کا لکھدیا ولک الخیار قولہ آتش طور ما الخ
گردم از رہ راہبست الخ چون بنا شد الخ بسکہ کج الخ فرش راہم الخ بسکہ بر نیش سنت الخ کعبہ در آغوش الخ
من وسلوی الخ دمبدم چون کشتی الخ می فشاند بر لبم الخ الانتباہ آتش طور روہی تجلیات انوار الٰہی
جو مشہور ہین اور معلوم آفتاب مین ایہام ہی نظر بمعنی شراب ثعبان بالضم وبالے موحدہ مار زیر گ

واثرو یا مغیلان مخفف ام غیلان یعنی مادر دیوان اسواسطے کہ ام معنی مادر و غیلان بکسر غین جمع غول بمعنی دیواد جو درخت ببول کو کہتے ہین یہ وجہ ہی کہ اکثر یہ درخت جنگل مین ہوتے ہین اور وہ مسکن و مقام دیوان اور بقول بعض بفتح غین ایک قسم درخت بزرگ خاردار ہی جسکو طلح بھی کہتے ہین شبستان مراد ظلمت گاہ غفلت سے المعنی ربط ان اشعار کا سابق سے یون ہوسکتا ہی کہ جب تک ایمان ظاہری کا مقید رہا سوائے غلط کاری کے کچھ نتیجہ نہ پایا اب جو شراب عشق کی جام رہبان سے نوشگوار کی تو سمجھا کہ میری شراب تو آتش طور ہی اے انوار تجلیات الٰہی اور جام میرا آفتاب پرنور وضیا مین ایسے روشن اور نورانی جام شراب کو چھوڑ کے اس شراب ظاہری کو کہ وہی ایمان ظاہری ہی شبستان غفلت مین پی رہا ہون بڑے حیف کی بات ہی کیسی غلطکاری ہی اور اے مخاطب اس خیال سے کہ عاشقون کو راحت و آرام نہین ہوتا یہ کیسا عاشق کہ راحت و آرام سے ہی مجھ پر ہنسے مت نہ استہزا کر اول تو میرا کوئی دم راحت و آرام کے ساتھ نہین اور اگر کچھ ہی بھی تو وہ ایسا ہی جیسے کوئی اژدہے کے منھ مین دم سے گویا نفس وہین اب قیاس تو کر کہ دم بے آرامی کا کیسا ہوگا پھر اسی کی تائید مین کہتا ہی اے مخاطب سوائے نفس در کام ثعبان زدن کے دل و جگر میرا داغہائے گوناگون سے مملو اور مشحون ہی اور وجہ یہ ہی کہ غمہای الوان پر دونون تکیہ زن ہین پھر کیسے داغہا سے زنگار نگ اینن نہون ظاہر ہی کہ جس چیز پر کوئی تکیہ لگاتا ہی اوسکا نشان اوسکے جسم مین بنجاتا ہی شعر ما بعد مین پھر تاسف اپنی کجفہمی کا ہی کہ جو نقش کہ راست و درست تھا اور وہ کنایہ حالت عشق سے ہی اوسکو مین نافہمی سے کج جانتا رہا اب جو سوچا سمجھا تو اپنے اوس بازیچۂ طفلانہ یعنی حماقت پر چپکے چپکے ہنستا ہون تا نا محرم ظاہر بین دیوانہ نہ ٹھہرائین اور کیسی حماقت سخت کہ عصمت تو میری راہ مین آنکھین بچھائے اور مین پاؤن نیش عصیان پر رکھون چنانچہ یہان تک پاؤن نیش عصیان پر رکھکے پر نیش کر لیے کہ اب خار مغیلان پر پاؤن کیا رکھتا ہون گویا ان نیشون سے اونپر ورشنے لگاتا ہون اور ایذا پہونچاتا ہون اوپر کے شعر مین عصیان کنایہ طاعات عبادات ظاہری سے ہی کما قیل حسنات الابرار سیئات المقربین اور طاعات و عبادات ظاہری بھی میری اس درجہ کہ گویا کعبۂ آغوش دل مین دبائے ہوئے ہون لیکن باینہمہ راضی نہین ہر وقت طالب و شائق آتشکدہ گبر بنکا رہتا ہون اور اسی کی فال دیکھا کرتا ہون کہ آیا مجکو نصیب ہوگا یا نہین یعنی وہ تجلیات دیدار معشوق حقیقی جسکے طالب عاشق صادق ہین کہ اونکو اصطلاحاً گبر و کافر حقیقی کہتے ہین پھر تائید اسی کے کہتا ہی کہ من و سلوی جو مراد مثوبات اخروی و نعماے بہشت سے ہی قضا و قدر نے میرے واسطے طیار کرکے میرے لبون سے لگا دیا ہی مگر مین اس سے خوش نہین بلکہ محنت و صعوبت شاقۂ عشق سے جسمین جگر خواری اور دلگدازی ہی اوسی سے خوش اور جو لطف و مزہ کہ دل صد پارہ کے کھانے چبانے مین پاتا ہون مین سکی

مین نہین پاتا ہون ہر وقت شوق شکست مین کشتی کی طرح سینہ کو سپر موج طوفانی کا کرے رہتا ہون یعنی جیسے
کشتی موج طوفان مین زیر و زبر بھی ہوتی رہتی ہی اور سینے کو سپر موج کی بھی کرتی رہتی ہی مین بھی تلاطم دریاے
امواج عشق مین زیر و زبر ہوتا ہون اور پھر سینے کو سپر موج طوفان بلا کا کرتا ہون سلامت نہین چاہتا اب
بدولت عشق کے یہ حال ہی کہ جو عطسہ مغز ایمان سے لیتا ہون خون مرادات دنیوی کا جو میرے دماغ
مین جمی ہوئی تھین لبون پر آپڑتا ہی یعنی وہ خیالات مرادات دنیوی کے جو مثل فضلات فاسدہ کے میرے
دماغ مین جمع تھے سب کو نکالے ڈالتا ہی جیسے عطسہ سے فضلات دماغی دفع ہوتے ہین انخلاف حضرت عبدالاحد
پہلے شعر کے معنی حاشیے پر لکھتے ہین آتش طور تجلیات الٰہی اور جام آفتاب یعنی دل روشن اور افسوس کہ
یہ شراب اپنے گھر مین پوشیدہ پیتا ہون اور تو سب ٹھیک ہی مگر اس افسوس پر مجکو افسوس ہی کہ جملہ عاشقان
خدا آپ کو چھپاتے آئے ہین پھر پوشیدہ پینے کا کیا افسوس اور علاوہ اسکے ملا عبدالرحیم نے اور اشعار کے
معنی لکھے ہین اور نیز ملا قطب نے اونکی شرحون مین اور حاشیے نسخہ مطبوعہ پر موجود ہین جسکا جی چاہے ملاحظہ کرے
مگر ربط و غیر ربط کا لحاظ بھی ضرور ہی اور یون تو فرا مے فرلے معنی لکھدینا کچھ بات نہین ع بندہ طلعت
آنیم کہ آنے دارد قولہ بیکیم تعظیم الخ بجز خون الخ در شراب افتادہ ام الخ گریہ شوقم الخ تا بمژگان تو گردد الخ
تا شوم پامال الخ تیشہ زد بر بے ستون الخ دست شیون الخ شیشہ از زہر الخ آتش اندر خرمن الخ الانتباہ
بطلان بالضم ناچیز و ضائع ہونا مژگان بالضم و بالکسر ہر دو جائز خمیہ بالفتح نہ بالکسر جیسا کہ مشہور ہی بلفظ زدن
کشیدن بر کردن بر پاکردن نصب کردن مستعمل اور افگندن نیز ہلاہل بفتح ہاے اول و کسر ہاے دوم
نام زہر قاتل کہ کسی تریاق و دوا سے علاج پذیر نہین ہوتا بقول بعض ہلاہل نام ایک پہاڑ کا ہی حدود چین
مین وہان یہ جڑ ایک نبات کی ہوتی ہی کہ زہر قاتل ہی اوسی پہاڑ کے نام پر اوسکا نام رکھا ہی المعنی اب
کہتا ہی کہ ہر گاہ عشق کامل سے بہرہ ور ہوا تو یہ بھی امید ہی کہ کسی روز محبوب حقیقی کے ہاتھ سے قتل بھی ہون
یعنی جلوہ دیدار کا بھی پاؤن اسواسطے اپنا وسم زکی خوشی اور عزت و حرمت ایسی کر رہا ہون کہ سیکڑون عید
قربان کے عمل پر جو روز تعظیم و تکریم اور قربانیون کا ہی وہ شمے رشک و حسرت کے لگاتا ہون او منتظر کہ کب وہ دن
نصیب ہو اور اسی امید پر دریا کے دریا خون و آتش در سیل سے کے سیل زہر کے جام دل مین بھرتا ہون اور خوش خوش
نوش گوار کرتا ہون اور ہر گز ناگوار نہین ہوتی ہر چند یہ سب چیزین ناشد نا گوار یعنی نے ہین اور آسمخ تنی ہی ایسا بیخود و بیخبر ہون
کہ گویا ہمہ تن شراب مین پڑا ہون شراب پیا اسکا لہذا جام و سبوی شراب ظاہری کو سنگ بطلان پر مارتا ہون کہ اسکی
کیا حاجت ہی اور معمول ہی کہ ناشد نا گوار یون مین شراب پلاتے ہین اور پیتے ہین اور دل مین جو آتش عشق کی فروزان
ہی اور شوق دیدار و شوق حقیقی علاوہ بران لہذا سر تا پا گریہ شوق بن گیا ہون از انجا کہ اشک گریہ مین فی الجملہ گرمی سب

ہوتی ہے میرے اشک ایسے گرم ہین کہ میری مژگان کو جلائے دیتے ہین جیسے شعلہ خاشاک کو جلاتا ہے اور یہ
خیال ہے کہ تیرے تیر مژگان سے آشنا اور واقف ہوجائین آنکھون کو نشِ پیکان پر رکھتا ہون تا کچھ
تو سہارا تیرے تیر مژگان کی ہوجائے اور ہنگام دیدار میرے رویت مین خلل نہ پڑے ورنہ آنکھون کو تا
دیدا وس مژگان کی کہان ہے اور اس توقع پر کہ ترک کافر کیش تیرے غمزے کا اپنے لشکر سے مجکو پامال کرے
مین نے خیمہ کافرستان مین برپا کیا ہے تا بمناسبت کفر کی ضرور ہے وہ اس طرف کو رجوع ہووے اور وہ کافرستان
عشق ہی ہین کافر حقیقی بستی مین جو عاشقان خدا ہین اصطلاحًا اور اپنے کفر یعنی عشق مین ایسا کامل اور
پورا ہون کہ فرہاد نے بیستون کو تیشے سے تراش تراش کے پھینکدیا کہ بوجہ موقوف علیہ ہونے مقصود
کے سرمایہ تردد تھا اور وصل کی چھاتی کا پتھر مین اوس بے ستون کو اپنے تارک جان پر رکھتا ہون یعنی بخوشی
اختیار کرتا ہون اور عزیز سمجھتا ہون اور متردد نہین ہوتا جیسا کہا ہے ع تلخیِ صبر کہ بر یاد دوست
کر تلخی شکر باشد از دست دوست یہ فرہاد بیستون کو کاٹ کے خوش ہوا تھا کہ اب اپنے مراد کو پہونچونگا
مین خوشی کے نزدیک نہین جاتا یہان تک کہ اگر گلستان نشاط مین میرا گذر ہوئے تو ایسا شیون درانگیز
کردن کہ گلہائے خندان بھی اپنا سر پیٹین اور ضرور ہے کہ بعد کھلجانے کے برگ گل ایک ایک دو دو کر کے گر
پڑتے ہین یہی اونکا سر پیٹنا ہے اور چونکہ شیون اسکا باعث گلون کے سر پیٹنے کا ہے تو گویا یہی اونکا سر پیٹنا ہے اور
ہرگاہ شیشہ دل کا زہر یعنی اشک سے خالی ہوتا ہے فورًا خون شہیدون سے کاسہ بھرتا ہون اور سوز شہید
دل و جگر ہین کہ انکا خون کاسہ چشم مین بھرتا بہاتا ہون اکثر شعرا نے اشک کو تلخ آب اور چشم کو کاسہ اور ساغر اور دل جگر کو شہید
کرکے باندھا ہے دنیا مین زندگی کے برابر کوئی مقصود نہین ہر شخص ہر حال مین بجان و دل اسکا طالب ہے مگر مین
اسکا بھی طالب نہین حتی کہ اگر مجکو آب حیوان مین ڈالدین جسمین اصلا خوف خطر مرگ کا نہین تو مین قصدًا
اوسمین آگ لگا کے خراب و خاک سیاہ کردون ایسا مقاصد دنیوی سے بیزار و بر کنار ہوگیا ہون یہان تک
کو طلبیہ تصوفیہ تھا آئندہ بیان دیگر مطالب کا الخلاف محشی نے شارحین کی طرف سے صرف تین شعر کے
معنی لکھے ہین اور وہ ہین کہ اگر گلستان مین جاؤن تو گل خندان کو بسر شیون لاؤن اور وہ زہر نوش خونخوار
ہون کہ شیشہ زہر کا خالی کردیا اور عزا آب جام خون شہیدون مین ڈالتا ہون شاید اسکی تاثیر سے ہلاک
ہوؤن غرض مین مقصود خواہش نفس آب حیوان زندگی ابدی انتہی ایسے ترجمون سے تو شاید شائق معنی
کی تسکین ہو چنانچہ قولہ منکہ از کلک نظام الخ گوش افلاطونی الخ و سبب جدید الخ کان ولائت الخ
الانتباہ نظام کے معنی اوپر گذرے یعنی رشتہ گوہر و مروارید مولد بفتح میم و کسر لام وطن اور جائے
ولادت آتش زدن سے بے قرار و سبے چین کردینا المعنی یہ قطعہ تمہید گریز مدح مین ہے یعنی مین وہ شخص

ہون کہ میری کلک جواہر سلک زمانہ کی ہی یعنی زمانہ مین ایسی قلم جواہر رقم کسیکے نہین کہ اس قلم سے
مین نے لوح امکان کو نقوش زنگار رنگ سے آراستہ پیراستہ کر دیا اب ارادہ یہ ہی کہ نقارہ شہرت افلاطون
کا جو یونان مین بج رہا ہی وہان سے اوٹھاکے گیلان کو لیجاؤن اور وہان بجاؤن اور اگر کوئی اس کا
سبب مجھسے پوچھے اور دلیل چاہے تو دلیل اسکی یہ ہی کہ گیلان مولد ایک ایسے دانشور کا ہی جسکا نام لیتا ہون
تو یونان بے چین و بیقرار ہو جاتا ہی کہ یہ شخص کاش یہان پیدا ہوا ہوتا کہ میرا فخر ہوتا اگر افلاطون ہوا تو
کیا ہوا ایسا دانشور کب تھا جیسا یہ گیلان مین ہوا شعر اخیر گریزمین ہی قولہ میر ابو الفتح آنکہ الخ ذکر طعش
میکنم الخ نام جودش میبرم الخ فارس حکمش الخ راکب رایش الخ عقل میگوید الخ عشق میگوید الخ گفت
الخ گفت جودش نم گرگ می گوید الخ الاشتباہ فارس بکسر رائے مہملہ سوار اسپ اور خداوند اسپ دماغ
پیر کنعان اس مصرع مین نم بمعنی پاشیدن اور ریختن کے ہی ارکان اربع عناصر کہ زیر فلک ہین سکنہ زون
متصرف ہونا المعنی پہلے شعر سے مدح شروع ہی یعنی جب شاعر نے کہا کہ وہ ایسا دانشور ہی کہ اوسکا نام لینے
سے یونان بے چین ہوتا ہی تو سامع بھی مشتاق ہوا کہ مین تو سنون وہ کسکا نام ہی لہذا کہتا ہی کہ وہ دانشور
میر ابو الفتح ہی جسکی لوح دانش کو مین طفل ابجد خوان سے کہ اکثر لوح سر پر رکھ لیتے ہین افہام و اذہان کے سر پر
رکھتا ہون تا یہ ابجد خوان اوس سے معزز و ممتاز ہوئین اور مادہ استعداد کا حاصل کرین طبیعت اوسکی
ایسی شگفتہ بہار آفرین ہی کہ مین نہین جانتا اوسکی طبیعت کی صفت کر رہا ہون یا باغ رضوان کی صفت
مین نغمہ سرائی کرتا ہون جود اوسکا ایسا کہ نہ معلوم نام اوسکی جود کا لے رہا ہون یا دشنہ خجالت کا بحر عمان کے
دل پر لگاتا ہون عمان کا ایسا فیض کہان ہی کہ ان دونون شعرون مین تجاہل عارفانہ ہی حکم اوسکا آفتاب
عالمتاب سے بھی روشن تر ہی گویا ایک سوار ہی کہ جولانگاہ زمانہ مین برملا کہہ رہا ہی کہ آفتاب میری گیند ہی
اور مین اس جولانگاہ مین اس گیند سے چوگان بازی کرونگا یعنی جیسے آفتاب مشرق سے مغرب
تک گو سے بازی کرتا ہی اوسکا حکم بھی شرق سے غرب تک روان ہو رہا ہے اوسکی ایسی کہ اوسکا رائے
کہہ رہا ہی کہ ساری دنیا میرا میدان ہی اور مین اوسمین جولان کرتا ہون یعنی کوئی فرد بشر اوسکی خلاف رائے
نہین اور تمام جہان کی درستی و درستی اوسکی رائے سے ہی اور عقل جو مدرک غوامض و دقائق اشیا کی
ہی اوسکے حسن و خوبی کو دیکھکے یہی کہتی ہی کہ مین اسکی کل ایجاد کو تقدیر امکان کے سر پر رکھتی ہون یعنی
وہ ارادہ کہ جسکے سبب سے امکان کا امکان ہوا اور اوسکے سر کی زیب و آرائش جانتی ہون عشق
کہتا ہی کہ حسن و جمال مین تو یہ یوسف علیہ السلام سے بڑھکے ہی پھر عبیر جیب یوسف علیہ السلام پر کیا
منحصر ہی مین اسی کے جیب کے عبیر کو پیر کنعان کے دماغ پر چھڑکتا ہون دیکھو کیسی آنکھین اوسکی کھلی

کھلی جاتی ہین اور حواس اونکے درست ہوئے جاتے ہین اور ظاہر کہ عشق ہی نے اونکو نابینا اور بدحواس بنایا تھا اب
اسی کی بات معتبر ہی جاہ نے اوسکے کہا کہ زمانہ مجھپر تنگ ہوگیا اب میری گنجایش اسمین نہین ہی لہذا ارکان و
افلاک کو چاک کر کے قصد عالم بالا کا جونسے بھی بالا ہی رکھتا ہون جود اوسکا کہتا ہی کہ سیم و زر معادن مین نہ رہا
سب بذل وصرف مین آگیا حالان صرف اپنا خاص معادن پر کرتا ہون اور انکو بانٹے دیتا ہون جو کچھ انمین زر
وسیم پیدا ہوا کریگا یا بندہ انکا پانا رہیگا عدل کا یہ حال کہ گرگ اب تک تو دشمن چوپان کا تھا اب اوسکے زمانہ مین
چوپان کے دشمنون کا دشمن ہی اور کہتا ہی کہ مین انکی صف پر تاخت کرتا ہون یہ زدن ایسا ہی جیسا حضرت سعدی
نے فرمایا ہی بر سیاہ دشمن زد قولہ داور آتا سایہ الخ تا مراد در بزم خود الخ تا حیات آموز تن الخ گوش کن کز بام
مدحت الخ چشمہ نور ست الخ تا بر آرم گوہر الخ ہر گلے کز باغ الخ الانتباہ نظم آرائے شروان خاقانی کحل
صفاہان کنایہ کمال اسمعیل صفاہانی سے کہ ان دونون شاعرون کے بھی قصاید اس زمین مین ہین اور نیز سرمہ
صفاہانی مشہور خندہ برکسے زدن ناچیز و حقیر سمجھنا یعنی یہ اشعار فخریہ ہین یعنی سایہ داور جیسے تونے سایہ مکرمت
و عاطفت کا میرے سر پر ڈالا ہی تب سے مین آفتاب پر کہ شرق سے غرب تک مشہور ہی ہنستا ہون اور حقیر و
ناچیز سمجھتا ہون ایسی شہرت میری ہوگئی ہی بقول سعدی رح ؎ زانکہ کہ ترا بر من مسکین نظرست ✤ آثارم از
آفتاب مشہور ترست ✤ اور جب سے کہ تونے اپنی بزم مین مجھکو جگہ دی ہی تکیہ بوار احسان پر لگاتا ہون یعنی
ممنون و مشکور تیرا ہون اور جب سے کہ تیرا لطف جان بخش حیات آموز میرے تن کا ہوا ہی جان اپنے کام
سے معزول ہی تیرے لطف ہی سے جیتا ہون اور جان پر طعنہ بیکاری کا مارتا ہون کہ تو کس کام کی ہے
شعر آیندہ جواب ندا کا اور درمیان کے دونون شعر تقدیر عواطف بطور جملہ معترضہ یعنی سایہ داور خاقانی بھی
بڑا نظم آرا گذرا ہی اور ایک مدت طبل نظم آرائی کا بجاتا رہا اب تو ذرا ادھر متوجہ ہو کے سن کہ وہی طبل تیری
بام مدح سے صبح شام مین بجا رہا ہون اور سرمہ اصفہانی یعنی کلام کمال اسمعیل صفاہانی کا جو مشہور ہی اور وہ
بھی اس زمین مین قصیدہ لکھہ گیا ہی اوسکی میرے سامنے کیا حقیقت مین تو اوسپر ہنستا ہون اسواسطے کہ گو وہ سرمہ
فروغ بخش دیدہ کا ہی مگر میری چشم فطرت تو چشمۂ نور ہی جو آفتاب موید نور بصر ہی بس ظاہر ہی کہ چشم کیسی ہی سرمہ
آگین ہوئے لیکن بدون تائید نور آفتاب کے کچھ دیکھہ نہین سکتی مین تو ہمیشہ اسی خیال دھیان مین رہتا
ہون کہ جب کوئی گوہر کان طبیعت سے نکالون تو وار زندہ ہی نکالون کہ لائق و ہنر اداء تیری مدح کے ہو نہ
سرسری اسی سبب سے اس گوہر کنی مین جان کنی کرتا رہتا ہون اور یہی بھی یہ کہ جو گل میرے گلزار طبیعت
مین کھلتا ہی اوسکو زیب تارک غلمان اور رضوان کا کرتا ہون جنہون نے انواع اقسام گل باغ بہشت
کے دیکھے ہین مگر اسکو بخوشی و بعزت تمام سر پر رکھتے ہین قولہ تن زنم عرفی نیم الخ در حضور تگ گفتار الخ

سالکتم این نغمہ را الخ **الانتباہ** تن زدن بس کرنا خاموش ہونا عرفی بالضم منسوب بعرف کہ بمعنی شناخت کے
اور نکوئی اور احسان کے ہی تزویر مکر و فریب کرنا اور جھوٹھ بنانا دستان بالفتح مکر و حیلہ اور افسانہ **المعنی**
پہلا شعر واسطے حصر کلام کے ہی یعنی اسقدر جو فخر و تفاخر اور لاف و گزاف کرتا ہون بہتر یہ ہی کہ اس سے بس
کرون اور خاموش ہو جاؤن کسواسطے کہ یہ کام عرفی لوگون اور خود پرستون کا ہی جنھون نے اسکو سنت
شعرا ٹھہرا رکھا ہی مین تو اون لوگون سے نہین ہون آخر اونسے جدا ہون پھر کیا ضرور باقی رہی دعا
اوسمین یہ قباحت ہی کہ اگر تیرے سامنے اوسکو ادا کرون تو یہی کہیگا کہ مکر و تزویر بناتا ہی اور ظاہر پرستی
کرتا ہی اسواسطے اسوقت اس سے بھی سکوت کرتا ہون جب نیم شب ہوگی اور مرغ سحرخوان بولیگا اوس
نغمے کو ادا کرونگا تا مقرون باجابت بھی ہو اور احتمال ریا سے بھی مبرا رہے قصیدہ ختم ہوا جیسے شاعر
نے دعا کو سحر پر موقوف رکھا ہی مین بھی داد معانی کی ناظرین صحیح نفس کے انصاف پر ملتوی کرتا ہون ع ہو المستعان

قصیدہ ۳۰ قولہ مرحبا اے شاہد الخ مرحبا اے اوج الخ مرحبا اے نوشدار وے الخ مرحبا اے کز لیاقت
یافت الخ در حضور و غیبت الخ آفتابت گفتم و مہر الخ کے عروس بخت الخ **الانتباہ** یہ قصیدہ بھی بحر
رمل مین ہی ارکان اسکے معلوم اکثر اوپر مذکور ہوئے اور حکیم ابوالفتح کی مدح مین ہی شارحین نے نسبت
اسکے ایسا لکھا ہی کہ اکبر بادشاہ نے اسکو کسی مہم پر جانیکا حکم دیا تھا انہ اوسمین توقف کیا بادشاہ نے تغیر فرماکے
حضور مین طلب کیا اور پھر بدستور بحال فرمایا اوسوقت مین یہ قصیدہ شاعر نے لکھا ہی اسی واسطے تکرار
لفظ مرحبا شروع کیا مرحبا اوپر لکھا گیا کہ یہ کلمہ واسطے تعظیم مہمان کے استعمال کرتے ہین شباب بالفتح جوانی اور
جوان ہونا نوبادہ بالفتح اور سوم باے موحدہ اور پنجم واو میوۂ تازہ نورسیدہ و تحفہ اور ڈالی جو سامنے امرا
و سلاطین کے لیجاتے ہین ایام را یہ را بمعنی براے کے ہی عصفور بالضم کنجشک اور بالفتح جیم خطا بلکہ جیم مکسور ہی
شبال شہپر عقاب بالضم پرندۂ شکاری کہ سب پرندون شکاری سے زبردست ہی افتی غم را یہ را افادۂ معنی
اضافت کے ہی تجدید نیا کرنا اور نئے سرے درست کرنا ام الکتاب سورۂ فاتحہ منقول ہی کہ یہ سورۂ دوبار نازل
ہوئی مکہ مین بھی مدینہ مین بھی اور کوئی آیت قرآنی ناسخ اسکی نہین ہی ورنہ بعض آیات مکرر ناسخ ایک دوسرے
کی ہین شغف بفتحتین پہونچ جانا محبت کا پردۂ دل تک کہ نہایت درجہ محبت کا ہی کما قال اللہ عز و جل قد شغفہا حبا
گل عارض مثل لعل لب کر عارضان بمعنی رخان کہ بمعنی رخسارون کے ہی گہوارہ ہندی جھولا بچون کا خضاب
بکسر رنگ عموماً اور بمعنی وسمہ و حنا خصوصاً و بمعنی گلگونہ نیز آتی **المعنی** شاعر کہتا ہی کہ مرحبا اے ممدوح تو وہ شخص ہی
کہ تیرے سبب سے زمانہ ایک شاہد باحسن و جمال ہوگیا اور حسن و جمال بھی کیسا جو عہد شباب مین ہوتا ہی کہ
روزافزون اور بہ ترقی ورنہ یہ وہی زمانہ تو ہی کہ سلف سے آج تک سب اسکی شکایت و مذمت کرتے

رہے ہین اور اے ممدوح تیرے واسطے جو لوگ دعایئن کرتے تھے اور وہ قبول ہوئین پس تو کیا آیا گویا
قضا و قدر نے باغ قبولیت سے ایک میوۂ نورسیدہ یا تحفہ عمدہ یا ڈالی نفیس لگا کے مخلوق کیواسطے
بھیجی ہی اور مرحبا ای ممدوح تو وہ ہی کہ پستی و ذلت مین پڑے ہوؤن کو اوج و عزت بخشتا ہی یہان تک کہ
چڑیا جیسی مرغ ضعیف کے بازو مین بھی شہپر عقاب کا ہی جو نہایت بلند پرواز اور باز و شہباز کو شکار
کرتا ہی یعنی گنجشک جیسی ضعیف کو ایسی قوت و قدرت حاصل ہی کہ قوی اوسکے مقابل ضعیف ہین اور مرحبا
اے ممدوح قبل تجھسے جو مزاج زمانہ کا فاسد ہو رہا تھا تو اوسکے حق مین تو شدا رو ہو گیا کہ بخوبی اوسکی اصلاح
ہو گئی اور لذت عیش و آرام سے شیرین کام ہو گیا ہان حاسد جو تیرے ہین اونکے منھ مین البتہ زہر افعی
غم کا گھولا رہتا ہی وہ ضرور اس غم کے مارے مرتے ہین اور مرحبا اے ممدوح یہ تیری ہی لیاقت و قابلیت
ہی کہ تیرے جاہ کی آیت مکرر صادر ہوئی اور منسوخ نہوئی جیسے سورۂ فاتحہ کہ دوبارہ نازل ہوئی اور کوئی
آیت ناسخ اوسکی نہوئی یہ اشارہ اوسی تعبیر و بجائی سے ہی جو مین نے انتباہ مین لکھا ہی اب کہتا ہی کہ تمامی
مخلوق مین اعظم و اشرف آفتاب ہی اور مشہور یہ کہ پشت اوسکی اسطرف ہی رو اوس طرف پشت کا حال
تو معلوم کہ سارا عالم اوس سے مستفیض ہی رو کا فیض و فائدہ کچھ معلوم نہین مگر تیرے حضور و غیبت دونون
سے مین عالم کو مستفیض دیکھتا اور پاتا ہون بس یہ اور زعم کسی مین تو ہی جانتا ہون کہ تو آفتاب کا آفتاب
ہی واضح ہو کہ آفتابی آفتاب مقلوب ہی یعنی آفتاب آفتابی تا وجہ بیہوشی آفتاب کی پیدا ہوئے اور محض
تکرار ٹھہرانے مین کوئی وجہ بیہوشی کی ثابت نہین ہوتی لیکن جسوقت مین نے تجکو آفتاب کا آفتاب کہا
تو آفتاب یہ سنکے شدت محبت سے بیہوش ہو گیا اور جرم آفتاب سے صورت آفتاو کی بیہوشون کی سی ظاہر
اور وجہ بیہوشی کی یہ کہ اب تک آفتاب جہان کو دیکھا کرتا تھا مثل اپنے کسیکو نہین پاتا تھا اب معلوم ہوا کہ
مین بمنزلہ ماہ کے ہون اور میرا آفتاب اور ہی لہذا تجکو لازم ہی کہ اپنے گل رخسار کے عرق سے گلاب اوسکے
دماغ پر چھڑک دے تا وہ بیہوش ہوش مین ہو جائے آخر تیری محبت ہی مین تو بیہوش ہوا ہی رشک وغیرہ تو
نہین اور آفتاب ہنگام نظر کرنے کے پانی کی طرح گھومتا معلوم ہوتا ہی اور گرداب سے بھی اسکو تشبیہ
کرتے ہین اس صورت مین مناسبت گلاب افشانی کی بھی روشن اور جو تیرے دشمن ہین اونکے بخت
کی عروس حاملہ ہوے اور کوئی ثمرہ نتیجا اونکو بخشے ہرگز ممکن نہین یہ بات قضا و قدر کو منظور ہی نہین اسیواسطے
اوسکو عجوز پیدا کیا یعنی ہنوز گہوارہ سے نکلنے نہ پائی تھی کہ خضاب سفیدی سے اوسکے گیسو رنگ دیے
الخلاف نسخہ مطبوعہ مین مستفید بجاے مستفیض کے لکھا ہی ہر چند معنی ہو سکتے ہین لیکن برعایت لفظ
فیض کے مستفیض ابلغ ہی کہ اسمین صنعت اشتقاق نکلتی ہی محشی نے ان دونون شعرون کے معنی

در معمورہ غیبت اور آفتابت گفتم تا آخر کچھ نہین لکھے **قولہ** در محیط عصمت الخ نغمۂ از ارغنون الخ نشاء
فخر عقول الخ معتبر و غوات تو الخ برۂ از آہوان الخ نام عدلت چون برم الخ پرچم برج توالی آخرہ
الانتباہ مصلا بجاے نماز اور عیدگاہ کو کنار بواو مجہول وہر دو کاف عربی بونڈی خشخاش کی مرکب
کو کہتے معنی سرفہ اور نار یعنی انار راسواسطے کہ سرفہ کیواسطے مفید ہی ہندی کہانسی کا انار عقول کنایہ عقول
عشرہ سے کلام مستدام وحی اور کلام الٰہی تعبیہ آراستہ کرنا چھپانا کسی چیز کا برہ بفتح و تشدید را بچہ
ہرن ایسی ہی بفتح و تشدید را حمل بفتحتین نام برج کہ بصورت بچہ ہرن کے ہی تیرخ بید ایک قسم بید منجملہ
اقسام بید سے شہاب بکسر ستارہ رجم شیاطین لیلۃ القدر شب قدر المعنی ظاہر اعصمت و عصیان دونون
متضاد ہین مگر تیری عصمت کا دریا ایسا ہی کہ اگر عصیان اپنے دامن کو اوسین دھوے تو پھر دامن عصیان
کا اسقدر پاک صاف ہو جاے کہ مصلا ثواب کا بنے یعنی ثواب خود اوسکو اپنا جانماز بنائے جیسے مشہور ہی
کہ فلان ایسا معصوم ہی کہ اوسکے دامن پر نماز پڑھتے ہین احباب تیرے ایسے خوش و خرم کہ یہ عیش
جو جہان مین مشہور ہو رہا ہی اونکی بزم عیش کے ارغنون کا ایک ادنی نغمہ ہی اور اعدا تیرے ایسے
خوابیدہ بخت کہ یہ خواب جو تمام عالم مین پہیلی ہوئی ہی اونکے بخت غنودہ کے کوکنار کا ایک ذرا سا
نشہ عقول عشرہ نے اگرچہ بقول حکما زمین و آسمان اور تمامی مخلوق کو پیدا کیا لیکن تو ایسا پیدا ہوا
کہ مایہ الفخر اونکا ہی جیسے حکم الٰہی منشا اونکے فخر کا ہی جس سے یہ قوت و قدرت اونہون نے پائی ہے
اور ظاہر کہ لایق بیٹا باپ کا فخر ہوتا ہی اور تو مظہر حسن قبول کا ہوتا ہی یعنی جو کوئی تجکو دیکھتا ہی یہی کہتا ہی
کہ یہ مقبول بندہ خدا کا ہی ساری خوبیان قبولیت کی تجھسے ظاہر و عیان ہین جیسے دعا مستجاب سے
حسن قبول کے خاہر ہوتے ہین شعر مابعد اسی کی تفسیر و تائید یعنی تیری ذات مین دولت ایسی
اعتبار کیجاتی ہی جیسے ہستی قدم مین کہ بحقیقت دونون ایک ہین اور تیری طبیعت مین ہمت ایسی چھپی
ہوئی اور آراستہ ہی جیسے مستی شراب مین کہ بالیقین سب اوسکو منشی جانتے ہین کوئی شک نہین کرتا
مرتبہ تیرا ایسا بلند کہ برج حمل جو فلک ہشتم پر ہی اور جسوقت آفتاب اس برج مین آتا ہی تو عالم پر بہار ہو جاتا
ہی تیرے مرتبہ کی چراگاہ کا ایک برہ ہی کہ وہان چر چر کے یہ اثر بہار کا حاصل کیا ہی پس علویت اور
بہار آفرین ہونا جاہ کا دونون رعایتین اسمین مرعی ہین قہر تیرا ایسا کہ شہاب ثاقب جو بصورت
شعلہ کے ہی تیرے باغ قہر کے تیرخ بید کا ایک ساگ ہی یعنی برگ سبز و نرم اور ضرور ہی کہ شہاب کے
شعلے مین ایک سبزی بھی ہوتی ہی عدل تیرا اس درجہ کہ اگر نام اوسکا مین اور ذکر کرنا چاہون
تو جان الفاظ کے معانی سے معمور و آباد ہو جاے اور خشم تیرا بدین غایت کہ اگر اوسکا وصف

کردین تو دل معنی کا خراب و ویران ہوجائے یعنی صفت عدل مین کوئی لفظ بے معنی کے نہ رہے اور ذکر
خشم مین کوئی معنی لفظ مین نہ رہے جیسے کہ آبادی وخرابی دونون کی خاصیت ہی وہی محلکو آبادی
وخرابی جان لفظ و دل معنی کے کرنا پڑے رمح سنان نیزہ کو کہتے ہین یہان موافق ذکر خزاور
ارادہ کل کے نیزہ مراد ہی بلکہ نیزہ سے بھی نشان لشکر نہ نیزہ حربی اسواسطے کہ پرچم نشان لشکر مین ہوتے
ہین کہ وہ چونر ہین یعنی نشان تیرا جسوقت آشوبگاہ معرکہ مین برپا ہوتا ہی یہ سمجھا جاتا ہی کہ یہ معرکہ تو روز
قیامت ہی اور یہ پرچم تیرے نشان کا کہ اکثر چونر سیاہ بھی ہوتے ہین شب قدر ہی یعنی محل قرار و اطمینان
اور تائیدات غیبی جیسی شب قدر مین برکتین اور سکینے عباد اور اہل عالم پر نازل ہوتی ہین اور نیز ملایکہ
اور روح کما قال اللہ تعالی تنزل الملایکۃ والروح فیہا غرض ایسے معرکون مین جو تیرے نشان کے
نیچے ہوتے ہین اونکو اصلا اضطراب و پریشانی نہین ہوتی اور عجب یہ کہ روز مین شب قولہ امیکنند از
گلشن الخ خیمہ جاہت کجا الخ دریا رکش الخ نوعروسی دان الخ رشتہ نورش دمے الخ ماہتاب الخ
شوق الخ چون درآید ہمت الخ الانتباہ فضا بفتح نہ بکسر زمین فراخ وصحن خانہ ومیدان طناب بفتح
ریسمان خیمہ اجتناب بالکسر دور ہونا اور کنارہ کرنا کسی چیز سے نقرہ خنگ نوعے از رنگ اسپ مقابل
مقابل اسکے سبزہ خنگ تر زبانی گویائی فصاحت المعنی یعنی خلق تیرا ایسا خوشبو اور عطر آگین ہی کہ حور جنت
جنت کی سنبل و گل پر رہنی ہوکے تیرے گلشن خلق کا سنبل جیب زلف اور گل دامن نقاب
مین رکھتی ہین اور حفظ وافر پاتی ہین ملے ممدوح کہان تیرا خیمہ جاہ کا کہان تنگناے لامکان اوسکی
گنجایش اور رسائی اس تنگنا مین کب ہوگی البتہ قدر تیری ایسی وسیع و فسیح ہی کہ اوسمین سمائی انکی ہی سکے
بس اپنے قدر ہی کے میدان مین اسکو نصب کیجے رہ ظاہر ہو کہ جاہ متبوع اور قدر تابع ہی تابع
متبوع دونون کا ایک حال ہوتا ہی جسقدر جاہ بڑھتا ہی اوسی قدر قدر بڑھتی ہی پس گنجایش جاہ کی
قدر ہی مین ہوگی معمول ہی کہ اگر کسی سے معصیت وقوع مین آئے اور پھر اوس سے وہ اجتناب
و پرہیز کرے تو معصیت اوسکی قابل عفو ہوتی ہی تیرا عفو ایسا کہ جس ملک مین یہ ناظم امورات عالم
کا ہوئے وہان اجتناب جو منشاء عفو ہی معصیت کے پاؤن سے کے جوتی ہی ملے حقیر و ناچیز اسواسطے
کہ عفو تیرا مقید اجتناب وغیر اجتناب کا نہین ہی علی العموم سب معاف کرتا ہی اور امید مرح
تو اپنے دشمن کے دل کو ایسا جان جیسے ایک نوعروس کہ جسکی زلف نیمتاب رشک ہی اور
چشم نیمخواب مرگ اور مناسبت رشک کی جسکو پیچ و تاب لازم ہی زلف نیمتاب سے اور چشم
نیمخواب کی مرگ سے جسمین اکثر آنکھین کھلی رہجاتی ہین ظاہر ہی ملے تیری ایسی روشنی تھکے

رشک سے آفتاب ہر دم بیتاب مین ہے اسی سبب سے رشتہ اوسکے نور کا ایکدم سے زیادہ ایک جگہ
نہین ٹھہرتا اور معمول ہے کہ ڈورے کو خوب بٹ کے جو زمین پر ڈالو تو ذرا دیر مین اینٹھہ کے دوسری جگہ
جا پڑتا ہے اور نور آفتاب کا بھی کسی وقت کسی جگہ قائم نہین ماہتاب کا یہ حال کہ تیرے شوق پابوس
مین جگر خواری کرتا ہے یعنی متحمل مشقت شاقہ کا ہوتا ہے اور یہ جگر خواری مراد اوسکے گھٹنے سے ہے آئینہ
گھٹ گھٹ کے رکاب زرین بنتا ہے تا اس وسیلہ جلیلہ سے تیرے نقرہ خنگ کی رکاب بنے اور پابوسی
حاصل کرے اور جسوقت کہ ہمت مطلب شگاف تیری جوہر مطلب سے رگ و ریشہ سے خوب واقف
ہے سوال کرے کہ آیا کوئی مطلب عرض کرنیوالا ہے تو تر زبانی جو مراد حرص سے ہے اسواسطے کہ اپنے مطلب
کی باتین خوب بتایا کرتی ہے مثل تمنا کے جواب دینے مین خشک ہو جاوے یعنی تر زبانی و تمنا دونون
سے کچھ جواب نہ بن پڑے اس خیال سے کہ اسوقت یہ خود طالب سائل کا ہوا ہے نہ معلوم کسقدر دیدیگا
دیکھیے ہم اوسکے متحمل ہو سکین یا نہو سکین حالانکہ حرص و تمنا جو دونون کی کچھ حد نہین اور کبھی بس نہین
کرتے ہین **اختلاف** نسخہ مطبوعہ مین اشک زلف بجاے رشک زلف غلط لکھا ہے اور ملا عبد الرحیم
نے اشک ہی کے معنی لکھے ہین یعنی سالک اشک زلف بیتاب ہے انتہی اشک مین زلف کی کیا مناسبت
ہے کہان اشک کہان زلف اور رشک و زلف مین نسبت بیتابی کی ضرور ملا قطب نے دوسرے
شعر مین لکھا کہ شاعر سے سہو ہوا کہ شی واحد کو ظرف مظروف ٹھہرایا یعنی جاہ و قدر بس تقدیر کی آداب نشان
سے کیا ہے انتہی محمد شفیع نے اسکی تردید کی ہے کہ جاہ خاص ہے قدر عام اس سے شبہہ ظرف مظروف کا دفع
حال محل کا مرتفع ہوتا ہے انتہی مین نے جاہ و قدر کو تابع و متبوع لکھا اب نقادان معانی ہر ایک کو جانچ
پرکھ لین **قولہ** آسمان از زیر باست الخ طوف کاخت کان الخ الانتہاء کان خیال آمد جملہ معترضہ ایسے
ہی کان محال آمد قبول بفتح فارسی مین اکثر بمعنی مقبول کے مستعمل ہے المعنی اس قطعہ مین لف و نشر
مرتب ہے یعنی آسمان تیرے بالاخانہ کے نیچے تجھسے کہتا ہے کہ اے عالی حضرات مین خیال طواف تیرے کاخ
کا کہ مثل قبلہ و کعبہ ہے از بس رکھتا ہون مگر وہان پہونچ نہین سکتا مجبور رہتا ہون لیکن اسی خیال کو مین اپنا حج
مقبول سمجھتا ہون اسواسطے کہ شرعا جو کوئی نیت صادق حج کی کرے اور بہ مجبوری پہونچ نہ سکے بموجب
الاعمال بالنیات کے حج اوسکا ہو جاتا ہے اور جوہر کل تیرے آستانہ پر کہ محال باریابی کی نہین کہتا
گھبرا کہ رہا ہے کہ اے عالی جناب تیری راے کا جو سہو ہے وہی میری راے صواب ہے مرجبہ تیری راے
مین سہو محال مگر آخر سہو مخلوق تو ہے پس راے صواب ممدوح کی کسقدر رہی ہوگی **قولہ** گفتہ ام دانکہ شاخ
این ہمہ محرومی اند ونیز الخ گرنہ سیہ آسا نہاد الخ جوہر خود سا عطارد الخ لطف جو دوالخ صفحہ خن سنگم نہ الخ

نغمہ مستانہ ام الخ ہان بکش عرفی عنان الخ زین نواے تلخ لب الخ الانتباہ حرمان بالکسر نا امیدی و بے نصیبی موکب بالفتح میم و کسر کاف عربی سواران اردلی عطارد بضم اول و کسر راے مہملہ ستارہ فلک دوم جسکو دبیر و منشی فلک کہتے ہین علم و عقل کا اس سے تعلق ہی اور ہمیشہ اسکو قرب آفتاب کا رہتا ہی صفہ بضم و تشدید فا دالان شاہ بیت وہ بیت جو غزل یا قصیدے مین سب سے بہتر ہو ترک بالضم سپاہی ہندو منسوب بہند و اوسمین نسبت کی ہی اور یہ نسبت مخصوص ہی ہندو ہی المعقول فارسی والے دزد و راہزن اور غلام کے معنی مین مستعمل کرتے ہین ترکتاز یعنی ترکتازی مطلق تاخت اور تاخت ترکانہ بطور غارت المعنی اس قطعے مین شاعر نے موافق تقاضاے اعتباری آپ کو غیر کرکے لکھا ہی کہ مدح اپنی اپنے منھ سے اچھی نہین ہوتی چنانچہ دوسرے مصرعے مین اسکا اشارہ ہی اور آگے جاکے بھی جوہر خود را کہا ہی پس شعر اول کے یہ معنی کہ مین نے گوشہ زندان حرمان مین بحالت عدم حصول ملازمت کے ایک قطعہ لکھا ہی اوسکو تیرے حضور مین پڑھتا ہون مگر یہ سمجھ لے کہ مین ایک خوانندہ ہون جیسے دربار امرا و سلاطین مین خواندے مقرر رہتے ہین اور گویندے جدا ایسے ہی وہ گوئندہ علیحدہ ہی جو کہتا ہی کہ این منم یعنی ایسا تو میں ہون تیرے موکب سے محروم و بے نصیب نہ ہاتھ کو رسائی کہ مثل ملازمون کے تیری عنان کو پکڑون نہ آنکھ کو یہ نصیب کہ غلامون کی طرح اونکو تیری رکاب سے ملون مین جانتا ہون کہ آسمانون کی گردش مین فتور پڑ گیا اور سلسلے اپنے انتظام سے گر گئے والا وہ آفتاب مین عطارد پھر عطارد آفتاب سے جدا کیون ہی اور تماشا یہ کہ جسوقت مین نے اپنی ذات کو عطارد کہا تو میرے دشمن ایسے زیر بار حسد ہوئے اور ایسا زہر خند نے اون پر غلبہ کیا کہ لب اونکے کف آلودہ ہو گئے اور جھاگ بھر لائے کہ شدت بار اور کثرت خندہ مین ایسا ہوتا ہی لیکن مین تمسے پوچھتا ہون اے حاسدو کہ اگر مین عطارد نہین ہون تو پھر کون ہون کیا نہین دیکھتے کہ آسمان میری زیر ران ہی اور کتاب میری بغل مین آسمان زیر ران باعتبار علو فکر کے اور کتاب مراد اشعار سے جیسے کہ عطارد آسمان سوار اور منشی فلک ہی چنانچہ خود کہتا ہی کہ فطرت کے محل کا جو نشستگاہ ہی وہ دالان میری فرہنگ کا ہی یعنی ایک سرسری مکان اور دیوان فکر کا جو انتخاب ہی وہ شاہ بیت میری طبیعت کی ہی حاصل یہ کہ اہل فکر مین عمدہ سے عمدہ میری طبیعت ہی ذرا خیال تو کرو میرے نغمہ مستانہ کو کیسا ترک فلک کو مست کرکے دکھاتا ہی کہ کسیوقت رقص و چرخ سے بند نہین مین حیران ہون الٰہی میرے ہندو نے فلک کو یہ شراب پر زور کسی سے پلائی ہی ہندو فلک سے بلحاظ سیاہ رنگی کے کہا ہی اب کہتا ہی کہ اے عرفی بس کر اور باگ اپنی روک لے مستانہ وار بہت سی اپنی مدح مت کر کیا فرق ہی تیری تو ترکتازیان سب لاف کہتے ہین اور لاف سبحان جملہ صواب و درست فی الحقیقۃ توجہ کہ

آپ کو کہے سب حق ہی لیکن الحق مُر فرمایا ہی یہ نواسنجی تیری بھی تلخ ہوگی بس اس نواے تلخ سے لبون کو شیرینی کو شہد شیرین
دھو اور میٹھی میٹھی باتین لکھہ یعنی اب ایک قطعہ ایسا ادا کر جس سے شہد خالص ٹپکے اور اس تلخ گوئی کا بدل آج ہو جائے
اختلاف نسخہ مطبوعہ مین بجاے صفحہ فرہنگم کے صفحہ فرہنگم غلط لکھا ہی **قولہ** لامکان سیر آفتابا الخ اندر آن
فرصت کہ از الخ عالم و جاہل شدند الخ دیدہ ور حکمت الخ منکہ حکم انداز علم الخ گفتم اے نادان الخ آفتاب ایک عالم الخ
این مثل ہم با عوام الناس الخ آن مہندس کش الخ **الانتباہ** نیر بالفتح و تشدید یاے مکسور صیغہ مبالغہ بسیار
نور کنندہ بمناسبت کثرت نور آفتاب کو کہتے ہین اور کبھی ماہ بھی بقید اصغر نیر کہلاتا ہی فرصت بالضم آرام
پانا مہلت دینا اور باری کسی چیز کی اور نیز موافقت روزگار آنرہ صورت انزروے صورت کز کمان
یہ کاف مفاجات کا ہی ہم زعرفی یہ ہم بنا بر تخصیص ہی **المعنی** منشاء اس قطعہ کا یہ ہی کہ ابو الفتح چند روز بسبب
بعض عوارض کے خانہ نشین رہا نہ حضور بادشاہ مین حاضر ہوا نہ اپنے دربار مین جلوہ فرمایا لہذا مردم
انواع اقسام کی باتین بناتے تھے کوئی کہتا تھا بیمار ہی کوئی کہتا تھا مر گیا کوئی کہتا تھا بادشاہ نے زہر
کی گولی کھلا دی اور علی ہذا القیاس پس شاعر کہتا ہی کہ اے آفتاب لامکان سیر یعنی اس آفتاب کی
سیرگاہ تو کون و مکان ہی اور تیرا سیر لامکان تو وہان کا آفتاب ہی اور اے نیر عالم آرا کہ سارے ماسوا
کی رونق و زیب تجھسے ہی دوسرا مصرع جملہ معترضہ بہ صفت شعر مابعد جواب ندا یعنی اس آفتاب سے
تو باغ دنیا کی زیب و فروغ ہی اور تیرے فیض سے باغ جنت کی آب و تاب اس ایام آرام مین کہ تونے
بظاہر اپنی بُرے صواب کو آرایش و انتظام کون و مکان سے بیکار و معطل رکھا اور آرامگاہ مین رہا اعظم
متوجہ ہوا عجب کیفیت رہی کہ عالم و جاہل دونون فریق اس راز کی جستجو مین حسب اقتضاے حال خود فال
دیکھتے رہے اور قیاس کرتے تھے کہ سبب نہ بر آمد ہونے کا کیا ہی جاہل کنز الجہالت سے عالم علم الکتاب
سے یعنی جاہل مناسب جہالت کے قائل تھے عالم موافق علم کے قیاس کرتے تھے الغرض ہر دیدہ ور
حکمت شناس اور ہر بے بصر ہر طرح کے قیاس و فکر مین پڑے تھے البتہ دیدہ ورون کی بات کا نقش
فی الحجر تھی اور بے بصرون کا قول جیسے بنا بر آب سلے بوجود اسی حیص بیص مین مین بھی پڑا اگر تو میری
حکم اندازی کو جانتا ہی جیسے کچھ مین علم رکھتا ہون اور تیر بے خطا لگاتا ہون مین نے بھی ایک ناوک
فکر کا زہ کیا کہ ہنوز کمان سے نہ نکلا تھا جو نا گہان صید مدعا شکار کسکا مین نے کباب کر لیا اور اپنے
کہا کہ اے دانا اور نادانو تم یہ بھی جانتے ہو ممدوح کون ہی ایک آفتاب عالمتاب ہی اوسکے بھید
کو ذرہ اور خفاش کیا جانین یہ بھید تو عرفی سے کھلیگا وہ بھی اپنے وقت کا آفتاب ہی بس آفتاب کو
آفتاب ہی جانے تم یہ خیال نہین کرتے کہ جب وہ آفتاب ہی تو کیا آفتاب کا یہ خاصہ نہین کہ کبھی

حجاب مین ہوتا ہی اور کبھی بے حجاب جیسا کہ رات دن دیکھتے رہتے ہو اسواسطے کہ ہمین بڑی بڑی
حکمتین حکیم مطلق کی ہین آخر وہ یعنی ممدوح بھی تو حکیم ہی وہ بھی برائے چندے بنظر حکمت حجاب مین ہو گیا ہی
اور یہ جو آفتاب اور حجاب سے تمثیل دیتا ہون یہ عوام الناس کے سمجھانیکو ہی ورنہ آفتاب اور
حجاب یہ کیسے ہو سکتا ہی وہ بدستور عالم آرا رہتا ہی اونہین اس سرزمین رات مین دوسری سرزمین کو
روشن کرتا رہتا ہی چنانچہ مہندس کہ جسکی فکر تمام عالم کو گھیرے ہوئے ہی اور ہر شی کا اندازہ اور قیاس
کرتا ہی خوب اس بات کو جانتا ہی کہ جیسا دن مین آفتاب کو طلوع رہتا ہی ویسا ہی رات مین کچھ
تفاوت نہین ہوتا ممدوح بھی اپنے شبستان کو منور کر رہا ہی قولہ گر نگفتم نام ممدوح الخ جملہ دانند
و تو ہم الخ در تجاہل میکنی الخ دشمنان را گشتم الخ الانتباہ محضر بالفتح ضاد معجمہ مفتوح سجل قاضی اور حضور
اور حاضر ہونا اور نیک محضر وہ شخص کہ غائب کو نیکی کے ساتھ یاد کرے کتاب بکسر اول نوشتہ اور
نوشتن تجاہل جان بوجھ کے انجان بننا مصداق بالکسر آلۂ صدق مجازاً موافق کسی چیز کے اور گواہ
و گواہی اور دلیل راستی سخن اور جس چیز کو لوگ راست و درست سمجھین المعنی شاعر کہتا ہی اے حسود
غور دہ مین اس مدح مین اگر نام ممدوح کا مین نے اب تک نہین لیا تو کچھ بے موقع بات نہین
تو اپنے بخت خوابیدہ کی طرح زبردستی غافل مت بن جا سب جانتے ہین اور تو بھی جانتا ہی کہ یہ فرخندہ
مدح محضر مصداق صدق کی ہی جو کتاب مین نہین سماتی یعنی وہ شخص کہ جس سے راستی کی راستی
ہی بس کان نگنجد در کتاب جملہ علیحدہ ہی اور مشار الیہ آن کی مدح اور جو محضر اور صدق کا لفظ انراد
کیا ہی برعایت تذبذب حال ممدوح کے ہی او راگر تو جان بوجھ کے انجان بنتا ہی تو سے مین تاروا
وہ میر ابو الفتح ہی جہل کا جلانیوالا علم کو فروغ دینے والا بس یہی ایک موقع تو تیری حرفگیری کا
باقی رہا جاتا تھا اوسکو بھی مین نے رفع کر دیا چنانچہ ممدوح کا نام کیا لیا گویا اونپر مہری ڈالدی
جانینگے کہ موجود ہی اور احباب مین جان پڑ گئی ورنہ دشمن اپنے خیالات فاسدہ مین خوش تھے
اور دوست بیدل ہو رہے تھے بس ترتیب قصیدہ سے فارغ ہوا اب ترتیب دعا مستجاب
کی کرون صفت دعا کی مستجاب کے ساتھ تفاولاً ہی اختلاف نسخہ مطبوعہ مین بجائے تجاہل میکنی
کے میکنم اور محضر کے مختصر غلط لکھا ہی اونقص دونون کا ظاہر پہلا بے ربط دوسرے مین فک
اضافت قولہ تا فنا مطلق رود الخ عمر اعدائے تو الخ نعش میران جاودان الخ کیست خواست
زہرہ الخ الانتباہ فنا مطلق وہ فنا عام جو ہنگام قیام قیامت ہر شی کو ہو گی ترکتازے کے معنی اوپر
گذرے انقراض کٹ جانا اور آخر ہونا مدت معہودکا انقلاب بالکسر بدل جانا اور لوٹ پوٹ

ہو جانا اور کسی کام یا کسی حال سے پھر جانا اور رجعت کواکب نیز شبگیر رات کا چلنا اور چلنے والا
ہمعنان اور ہمرکاب وہ دو آدمی جو باگ سے باگ یا رکاب سے رکاب ملا کے چلین بغیر ساتھی
اور برابر چلنے والے سیران امر استمراری ہی لب لباب بضم ہر دو لام و نیز باضافت خلاصہ خلاصہ کا
سر بسر بالکل و سراسر گیت بکاف و یاے معروف و تاے فوقانی ایک قسم راگ ہندی یعنی دوہرہ
شاعر نے یہ لفظ بجنسہ ہندی باندھا ہی برعایت لفظ ہند کے اور کلام اوستادون مین اکثر ہندی
لفظ آئے ہین جیسے ؎ لنگفنت گر ترا کند فربہ ✽ سیر خوردن ترا کند لنگھن بہ ✽ قوال بفتح و تشدید
واو مرد زبان دراز اور عرف فارسی دو گو مگس ران ہندی مورچھل اور چونری اس صورت مین ترکیب
ایسی ہی ہے آلہ مگس راندن مثل قطاع زن کے اور ممکن کہ ترکیب فاعلی ہو یعنی مگس رانندہ آبدار
وہ شخص جسکو خدمت آبداری کی ہو خواص جمع خاصہ یعنی خدمتگاران اور پرستاران ممتاز اور
خدمتگار اور مصاحب واحد نیز اور یہ اصطلاح ممتازان ہند کی ہی نیسان نام ماہ رومی ہندی
بیساکھ اس مہینہ کے مینھہ سے موتی پیدا ہوتا ہی المعنی یہ چارون شعر دعائیہ ہین جو دو دو
مربوط یعنی جب تک کہ فنا مطلق انقراض مین ترکتازی کرے یعنی مدت معہودہ دنیا کی انجام کو پہونچے
اور قیامت قائم ہووے اور اوسوقت تک کہ بقا کارگارہ انقلاب کو کہ وہ بھی یہی دنیا ہی رونق
دے اور یہ حال بھی قیامت تک رہیگا تیری دشمنون کی عمر شبگیر فنا کی ہمعنان یعنی جو فنا کی شب
مین چلنے والے ہین اور تیرا زمان اقبال و توفیق بقا کا ہمرکاب رہے یعنی بقا موافق تیرے مطلوب
کے رہے شبگیری فنا کی ظاہر کہ فانی کی آنکھہ مین عالم سیاہ ہو جاتا ہی اور اس نگارستان ہند
مین ہمیشہ عیش رانی کرتا رہ اسواسطے کہ اسباب خوش عیشی اور تنعم کے کما ینبغی تجکو میسر ہین اور
بالکل لب لباب چنانچہ زہرہ مطربہ فلک تیری ہی دھرپد گا رہی ہی اور ہندوستان مین یہ محاورہ
ایسے محل پر استعمال کرتے ہین کہ کوئی شخص کسی ذکر سے زبان بند نہ کرے جیسے کہتے ہین کہ یہ
اپنی دھرپد گا رہا ہی اور زحل جو بادشاہ ہندوستان کا ہی تیرا قوال اور مگس ران قوال بدین عایت
کہ یہ لوگ نہایت خوشامدی و لجاجت پیشہ ہوتے ہین اور مگس ران بھی خدمتگار اور نیز اشارہ
بھی ہی کہ مکھی کا بیٹھنا ناگوار ہوتا ہی اور زحل بانی مبانی ناگواریون کا کسواسطے کہ نحس اکبر ہے
بس زحل تیرا خوشامدی بھی ہی اور تیری ادنی ناگواری یعنی مکھی بیٹھنے کو بھی روا نہین رکھتا
اور ابر نیسان جو ہر مینھہ کے ابر سے ممتاز ہی بلحاظ گوہرباری تیرا ایک آبدار خدمتگزار ہی اور آفتاب
کہ نیر اعظم خسرو انجم کہلاتا ہی تیرا مصاحب اور خدمتگار جو اکثر خواصی مین بیٹھہ کے سلاطین و

امرا کے سر پر چتر لگاتے ہین اور آفتاب مشابہ چتر کے ہی بھی لحاصل ایسے اسباب عیش وتنعم کے اسیر
لب لباب تیرے سوا کسکو نصیب ہین اور جملہ مضمون دعائیہ لفظ بادکا دوسرے شعر مین محذوف
ہی جو تھا شعر تفسیر سر لب لباب کی بنیاد محذوف الخلاف نسخہ مطبوعہ مین بجاے سر لب لباب
کے بر سر اورنگس رانت کی جگہ نگس راند غلط لکھا ہی اور بجاے گیت خوانت زہرہ کے مجلست راہ ہر
اپنے دل سے جوڑا ہی تو حش لفظ ہندی اسواسطے کہ محمد شفیع اور ملا قطب دونون کی شرح مین نہین
ہی بلکہ محمد منیر نے بجاے نگس کے بھی لکھی لکھا ہی قصیدہ تمام ہوا شاعر اپنا گیت گا چکا میرا دھی پڑانا
راگ کہ شارحین اور محشی نے یہ چارون شعر اور سوا انکے اور بہت سے بے معنی تھے چھوڑ دیے
یہ بھی اور نیز جنکے معانی لکھے ناظرین آفتاب طبع صبح نفس بچشم غور وانصاف ملاحظہ فرمائین اور میری
عرض بالتکرار سے ناخوش نہوئین مجبور ہون ع می تراود چہ کنم انچہ در آوند دست ✦ ۵ ✦

قصیدہ ۳۱ قولہ صاحبا بر تو عید الخ ہر متاعیکہ ملک الخ آستانت پناہ الخ امتناع حصول
الخ انقطاع حیات الخ ہر سرابیکہ در الخ ہر سرابیکہ در جہان الخ علم بفطنت تو الخ صورت از بنش الخ
الانتباہ یہ قصیدہ بحر خفیف مین ہی ارکان اسکے فاعلاتن مفاعلن فعلن یا فعلات عید روز جشن
مسلمانان اور عید اس سبب سے کہتے ہین کہ اسمین فرح اور شادی عود کرتی ہی بقول بعض عید
وہ چیز جو لوٹ کے آئے اور یہ بھی ہر سال لوٹتی ہی میمون بالفتح مبارک اور خجستہ ملا غیاث الدین نے
لکھا ہی کہ اس لفظ کا بہت استعمال اچھا نہین اسواسطے کہ بوزنہ کو بھی میمون کہتے ہین یہ اونکا خیال ہی
بہت لفظون کے معنی مختلف ہوتے ہین اپنے اپنے محل وموقع کے مناسب لیے جاتے ہین جیسے فرج
وغیرہ اور بہت لفظ جیسے الصبر مفتاح الفرج ملک بالکسر وہ چیز جو کسیکا حق ہو اور ملکیت اور براہ راست
اور وہ ہیئت جو کپڑے پہننے سے حاصل ہوئے اور مجازا کپڑے امتناع بالکسر باز رکھنا انقطاع بالکسر
بریدہ شدن سراب بالفتح وہ ریگستان جو جنگل مین ریگستانون کے بصورت آب کے معلوم ہوتا ہے
جیحون بالفتح نام دریا کہ درمیان خراسان وماوراء النہر کے ہی فطنت بالکسر زیرکی و دانائی عقل فعال
بفتح وتشدید عین مہملہ عقل عاشر یعنی جبریل علیہ السلام المعنی پہلا مصرع مبارکباد عید میں ہی دوسرا
دعاے بقا مین یعنی اے صاحب عید تمکو مبارک ہو اور تیرا وجود باوجود دنیا مین ہمیشہ رہے قیامت
تک جو عید لوٹ آئی تو تیری صورت سے ہمایونی حاصل کرے کہ ساری عید وخوشی تیرے
ہونے سے ہی اور جو متاع کہ ملک تہنیت کی ہی یہانتک کہ اوسکے تن کے کپڑے سب تیرے
شب وروز کے پاس مرہون وگروی رہے دوسری جگہ نہ جانے پائے یعنی دن رات تیرے

حصول مقاصد و مآرب کے خوشی اور مبارک سلامت ہوتی رہے اسی مین بسر ہوئین اس شعر مین ملک کے
دونون معنی لیے گئے اور یہ جائے ہی آستانہ تیرا و دران پناہ ہو کہ سب بیمار امن دامان پاتے ہین آئین تیری
تاج گردون کی ہی یعنی تو ہی نے اوسکے سر پر ہاتھ رکھدیا ہی جو بادشاہ اور تاعبدآبنا پھرتا ہی کہ وہ تاج آفتاب
ہی اور مناسبت تاج و آفتاب کی ظاہر اور مناسبت آستین کی آفتاب سے یہ کہ حضرت موسی علیہ السلام
کی آستین سے بھی آفتاب نکلتا تھا ید بیضا و نکا معجزہ تھا اور یہ جو قضا و قدر نے ٹھہرایا ہی کہ تیری ہی
شوکت دوسرے کو حاصل نہو چنانچہ فریدون باآن ہمہ شکوہ و شوکت اسی امتناع کے نشتر حسرت دلپر
کھا کھا کے مرگیا اور بعد مرگ بھی کھاتا ہی یہ ہمیشہ ایسے ہی رہے شبخون سے مراد مرگ ناگہانی ہی یعنی تیرے
دشمن کا رشتۂ حیات ہمیشہ مرگ ناگہانی کے دشنہ سے منقطع ہوتا رہے یہ انقطاع اوسکے دشنہ کا جوہر ہو
انشا کے معنی ایجاد کرنا شی غیر موجد کا یعنی وہ شراب مضمون و معانی تازہ کی جو خم انشا مین ہی کہ اب تک
ظہور مین نہین آئی تیرے قلم کے لبون سے ہر وقت لگی رہے اور قلم تیری موجد عالم پوجد کی ہوئے
اور نیز مست و بیخود کرنیوالی لوگون کی اور جو سراب اور دہوکے کہ جہان عطا مین ہین یعنی وہ چیزین
جنکے سوال مین سائل کو خیال اور دہوکا ہوتا ہی کہ دیکھیے سوال کرنے سے ملین یا نہ ملین اور اکثر یہ
بات اوس وقت مین ہوتی ہی کہ سوال زیادہ از حالت و رتبت سائل کے ہو وہ سراب تیرے عطا
عطا بخش کے فیض نم سے دریاے ذخار ہوئین یعنی سائل اپنے سوال سے بہت زیادہ حاصل کرتا
رہے علم کا لفظ جنس ہی انواع علوم کو شامل یعنی علم جو ایک شی ہی تیری زیرکی و دانائی پر عاشق و مفتون ہی
کہ کسی جگہ کوئی معشوق ایسا جیسے تیری زیرکی و دانائی ہی اوسنے نہ دیکھا نہ پایا یا اب رہی لوح محفوظ کہ وہ علم
لدن اور تقدیر الٰہی ہی ایسا ہو کہ وہ بھی مفتون و فریفتہ ہوجاے تا مقدرات بھی موافق حکم تیری زیرکی
و دانائی کے ظہور کیا کرین صورت سے مراد عالم صورت سلے موجودات یعنی یہ عالم صورت تیری
عقل بخش سے ممنون و مشکور ہی کہ تونے کما حقہ انتظام و التیام اسکا کرکمال زیب و زینت بخشی ہی
چاہیے کہ عقل فعال بھی ممنون ہوئے کسواسطے کہ بقول حکما وہ تو صرف موجد اسکا ہوا ہی سارا پیرایہ
اور سرمایہ حسن و خوبی کا تو تجھسے اسنے پایا پھر کیسے ممنون و مشکور نہو جیسے لڑکی کا باپ تعلیم و تربیت
سے ممنون استاد کا ہوتا ہی اختلاف محمد شفیع کے معنی کا ترجمہ یہ ہی کہ عید تجھپر مبارک ہوا و رجال تیرے
رخ کا عید پر ہمایون دوسرے شعر مین بجاے ملک بکسر کے ملک بضم اختیار کیا ہی اور یہ معنی کہ
جو متاع ادنی و اعلی ملک تہنیت کی ہی محشی و ملا قطب نے کچھ نہین لکھا محمد شفیع لکھتے ہین کہ جو شراب
تیرے مدح کی خم انشا مین ہی تیرے نامۂ وصف کے لب سے متصل رہے ملا قطب نے بجاے

نقشہائے اشیا اختیار کیا کہ اہیات اشیا کی تیرے نام سے مقرون ہون یعنی حقایق موجودات
کی تیرے نامہ کا مضمون ہو شعر مابعد مین محمد شفیع لکھتے ہین کہ خوشکی عطا مین ہی تیر کیا ہرا دستا قلم
حکم دریا کا پیدا کرے اور مال قطب کے معنی یہ ہین کچھ سمجھا نہین انتہی مین نے اپنے معنی بھی لکھ دیے
اور یہ ترجمے اور تکلف اور تغیر بھی مگر بشرط غور و تامل الفاظ اشعار لک الخیار قولہ شست و شوے
نیاس الخ خاندان رموز عیسی الخ دورہ روزگار الخ فتنہ حادثات و دشمن الخ لاشہ حاسدت الخ
مغنغہ شست الخ کرۂ فلک تو الخ الانتباہ نزہت بالضم بے عیبی اور نکوئی اور پاکیزگی اور خوش حالی
نیز رموز عیسی وہی معجزۂ احیاے موتی خاتون یہ لفظ ترکی ہی القاب زنان کبار مگر جمع اسکی بطور عربی
خواتین آتی ہے جیسے قوانین جمع قانون لاشہ مردہ آدمی و دیگر حیوانات کا اور زبون اور لاغر اور ضعیف
خواہ انسان خواہ حیوان و نیز بمعنی خرکرگسان گردون وہ دو شکلین جو بصورت نسر طائر اور نسر واقع کے
آسمان پر ہین مغنغہ بضم میم و غین معجمہ پارہ گوشت مطلقاً صدر بالفتح سینہ اور اول ہر چیز اور پیشگاہ
خانہ اور ابتدا اور بالا نشین مجلس اور امیر صاحب منصب مع سکون بالضم و فتح میم چہارم زمین کہ محل
آبادی انسان ہے مراد ہفت اقلیم سے ابرہ بالفتح معروف ضد آستر ماخوذ حرف بہ ترجمہ علی سے بہر الف
زائدہ اور ہاے نسبت بہ ہا کی بائے موحدہ کو بسبب ثقالت توالی حرکات کے ساکن کیا قاقم
بضم قاف ثانی نام جانور کہ پوست اوسکا نہایت سفید ہوتا ہے اور طائم اوسکا پوستین بناتے ہین شبیہ
بالکسر و نیز بفتح دوم مانند و نظیر اکسون بالکسر کاف عربی دیباے سیاہ و بفتح نیز المعنی پہلا شعر صاف
ہے دوسرا دعا کہ تمامی دنیا کا نزہت گر تیرا عدل ہوئے نہ فقط یہی ملک و دیار اور قلم تیرے خاندان
رموز حضرت عیسی کے کہ رمز احیاے موتی سے ہے مریم خاتون ہوئی عیسی نفس آدمی ایسے پیدا ہوین
اور مردون مین اونسے ہمیشہ جان پڑتی رہے شعر لاحق اور مابعد بھی دونون صاف ہین سب جانتے
ہین کہ جسم و جان اور لفظ و مضمون اور زخم و خون اور خواب و افیون چارون لازم و ملزوم ہین
جسم بے جان کی مٹی ہین لفظ بے معنی کے مہمل ایسے ہی دورہ زمانہ کا بدون تیرے اقبال کے
مٹی اور مہمل اور زخم بے خون اور افیون بدون پینک کے غیر ممکن علی ہذا فتنے حادثات کے اور
تیر او دشمن کبھی انسے خالی نہ رہے اور جو کوئی تیرا حاسد ہے گو زندہ ہے مگر اوسکو جیتے جی لاشہ یعنی مردہ خر
و خنزیر کا سمجھنا چاہیے طعمہ کرگسان گردون کا ہے کہ آندر ہی اندر نوچ کے کھا جائین اور دم بھر
سے نہ چھوڑین ظاہر ہے کہ کرگسان گردون کا طعمہ تو خفیہ ہی خفیہ ہوگا نہ علانیہ جیسے اوپر کے شعر لین
بنظر قسا و م لاشہ حاسد کہا ہے ایسے ہی شعر مابعد مین مغنغہ دشمن کو کہا ہے یعنی دشمن تیرا کہ ایک

نسخہ گوشت بے اندام و ناتراشیدہ ہی بعد مرگ پیشگاہ اور راتبہ ایوان ربع مسکون کا ہوئے
اور مراد پیشگاہ و ابتدا سے سیڑھی ناتمامی مخلوق ربع مسکون کی لت کھودن مین قیامت تک پڑا رہے
اور جو کہ ظل ہمایون تیرا ابرو صبح کا ہی یعنی سعادت و برکت صبح کی تیری ہی ذات کرامت صفات
سے اور صبح جہان مین صبح قیامت تک قائم رہیگی توبھی اوسوقت تک جہان مین قائم رہے ورنہ قائم
سفید صبح کی سیاہ مثل اکسون کے ہوجاے یعنی پھر جہان بھی نہ رہے اور جہان مین اندھیرا ہو جائے کہ جو
قیامت کو ہوگا اسواسطے کہ بدون تیرے وجود باجود کے جہان کس کام کا ہی انخلاف نسخہ مطبوعہ
روزگار و دولت بدون واو اور فتنہ و حادثات بواو اور بجاے مضغہ کے مضیع غلط لکھا ہی اور عجب ہے
کہ محمد شفیع نے مضیع کے معنی لکھے کہ خوابگاہ تیرے دشمن کا صدر ایوان ربع مسکون کا ہوئے بشرطیکہ
وہ مرجاے کسواسطے کہ حصول اس رتبے کا اوسکو زندگی مین ناممکن انتہی بھلا یہ کیا معنی ہین اور اس سے
کیا نتیجہ مترتب ہوتا ہی انصاف کی بات ہی اور کیا کہون ایسے ہی قطب نے گر نہ ظل تو ابرہ اش
اس شعر مین لکھا کہ مبالغہ روشنی سایہ ممدوح کا ہی مین یہ کہتا ہون کہ شاعر کہتا ہی کہ شب نہین ہی
تیرا سایہ آفاق گیر ہی کہ اوسی کا سایہ صبح پر بھی ہی چنانچہ سیاہی مین سے سفیدی صبح کی ظاہر
ہوتی ہی قولہ خون سردی کہ الخ روح خصمت الخ آن زر اوست الخ وعدہ روزگار الخ ذات
پاکت الخ اسم فردت کہ الخ در تماشاے حسن الخ الانتباہ خون سرد بے مہر بے محبت متقابل
خون گرم کہ صاحب مہر و محبت کو کہتے ہین جوش زدن اوبلنا کھولنا عروق بفتحتین کہین بدنکی
اور درخت کی جڑین جمع عرق بالکسر کی آن زبرائے معجمہ حرص ذوالنون لقب یونس پیغمبر علیہ السلام کہ
سات دن مچھلی کے پیٹ مین رہے تھے اور نیز لقب ایک ولی کامل کا کہ ذوالنون مصری انکو
کہتے ہین ذو بمعنی صاحب اور نون بمعنی ماہی انکو ذوالنون اس سبب سے کہتے ہین کہ کسی شخص
نے کشتی مین بدگمانی چوری گوہر کی انپر کی تھی انکی دعا سے مچھلیان گوہر منھ مین لیکر حاضر ہوئین انھون
نے گوہر اوس شخص کا مچھلی سے لیکر اوسکے حوالہ کیا المعنی خون جب جوش کرتا ہی تو نکالا جاتا ہے
ایسے ہی تیرا دشمن جسوقت کہ تجھپر جوش مارے اور اظہار حسد و کینہ کا کرے تو عروق وجود عالم
سے نکالا جاے یعنی قضا و قدر اوسکو مفسد سمجھ کے عالم وجود مین نہ چھوڑین اور دشمن تیرا اگرچہ ایسی
آفت و بلا مین مبتلا ہی کہ گویا زندہ درگور ہی اصلا لطف و حظ زندگی کا نہین رکھتا لیکن روح اوسکے
تن مین ان آفت و بلاؤن کے اوٹھانے کو چھوڑ رکھی ہی آخر نکلیگی جسوقت یہ نکلی تو
پانی تھی مٹنے کے دفن کیجاے اسواسطے کہ وہ مربی اسکا ہی اور پہلے سے بوجہ تیرے عہد راحت

راحت مہد کے مرکے دفن ہو چکا ہی حرص کی صفت تو مشہور ہی جسکی نسبت مولانا روم نے فرمایا
ع حرص اژدرہاست نے چیزیست خرد ÷ اسکا پیٹ ہی نہین بھرتا مگر تیری سخاوت سے اوسکی
یہ کیفیت ہی کہ گنج قارون سے لڑتی ہی اور دست بگریبان ہو رہی ہی وہ تو کہتا ہی کہ مین ہمت او
بیحد ہون مثل سیر کے کسی نے نہین پایا اور یہ کہتی ہی تو کیا چیز ہی مین نے جو ممدوح سے پایا ہی وہ تجھ سے
کہین زیادہ ہی اور خدا کرے ایسی ہی تیری سخاوت جاری رہے اور ایسے ہی ان دونون کی مخاصمت
باقی رہے ہمت تیری ایسی کہ اول تو اوسمین وعدہ نہین فوراً جو جسنے مانگا دیدیا اور اگر کسی ضرورت سے
وعدہ بھی ہی تو اوسکے ساتھ ہی وفا بھی لگی ہوئی ہی توقف و تعویق کو دخل نہین اس سبب سے دل
وعدہ کا کوتاہی عمر کے غم سے خون ہو رہا ہی خدا کرے ایسے خون ہوتا رہے ذات پاک تیری کہ مجمع کمالات
ظاہری و باطنی کی ہی اور کمال ظاہری مین سب سے بڑھکے علم ہی سو اوسکی تو مالک و والی ہو ہی
رہی ہی رہا کمال باطنی اوسمین بھی ایسی پوری و کامل ہوئی کہ حضرت ذوالنون مصری کے کمال
سے باج لی اور اوسپر غالب ہوئے اسم فرد تیرا کہ اپنے نام کا ایک ہی ہی اور اپنے صفات مین فرد و
یکتا ہمیشہ تاج بخش کلام موزون کا رہے یعنی ہر شاعر موزون کلام اپنے کلام کا تاج اسکو بنائے
اور تیرا مداح ہوئے زمانہ کہ مثل لیلی کے ایک معشوقہ عالم فریب ہی جسنے سب کو اپنا مجنون بنا رکھا
ہی تیری دولت کے حسن کو دیکھکے کہ ایک ادنی کنیز تیری ہی ایسا مفتون ہوئے جیسے مجنون لیلی
پر مفتون تھا کہ سوائے لیلے کے دوسرے کا ٹھکانا اوسکے دل مین نہ تھا نقل ہی کسی نے مجنون
کی قبر پر جاکے پوچھا کہ بعد آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلافت کسکا حق تھا آواز آئی لیلی کا یہی
حال زمانہ کا ہوئے بموجب ع نخواند نہ داند بجز نام تو الخلاف محشی نے حضرت قدرت احمد
کی طرف سے لکھا کہ بسبب سخاوت تیری کے حرص برابر گنج قارون کے معدوم و نایاب ہو
قولہ در دیار وجود الخ مہر و ماہیت بجاے الخ دشمنت خستہ الخ حاسدت در مصیبت الخ مطربے
کہ دشمنہ الخ الاشباہ طاعون بضم عین مہلہ ایک ورم ہوتا ہی خصیہ یا پستان یا بغل یا ران مین
مادہ سمی سے کہ اعضا کو فاسد کر دیتا ہی اور وہ پھوڑیہ جسکو کالا دانہ کہتے ہین اور وبا اور مرگ عام
معجون وہ چیز کہ چند ادویہ شہد یا قند مین قوام کرین خواہ خوش مزہ ہو خواہ تلخ بخلاف جوارش جسکا
خوش مزہ ہونا شرط ہی بابل بکسر بائے دوم نام شہر قریب کوفہ جہان کا جادو مشہور ہی اسی کے
چاہ مین ہاروت ماروت معذب ہین کما قال عز و جل ببابل ہاروت و ماروت و بعضم بانیز افسون
وہ جادو جسمین کلمات کفر ہون المعنی یعنی ہر چند کہ مرض و عافیت دونون خصائص وجود سے

ہین مگر تیرے دشمن کے ملک مین عافیت کا نام و نشان نہو بلکہ عافیت کا مزاج [illegible]
خود عافیت ہی وبا و مری ہو جائے اور جو کہ معجون [illegible] کا دولت [illegible]
جو معجون تیار کی جاسے اوسمین [illegible] عمل و [illegible]
رنگ پاتے ہین ایسی مقوی اور [illegible] تیرا [illegible]
بابل کا اوسکی جھاڑ پھونک مین عمل مین لائے [illegible] اور سب [illegible]
حاسد تیرا طالع دادون کی مصیبت مین ایسے [illegible] نالان ہونے کہ ہمیشہ [illegible]
ڈو بارہی خونابیت درجہ گریہ کا ہی اور وہ مضطرب [illegible] طرحون عرفی کے [illegible]
ہوتی ہی جس سے باجا قانون کا بجاتے ہین اوسکے پاس مضراب دشنہ کی اور سینہ قانون او [illegible]
مطرب کی مضراب ہوئی اور تیرے حاسد کے سینے کا قانون یہ مضراب اس قانون پر چلتی ہے
قولہ عرفیست اینکہ الخ ہر کجا ابر فطرتش [illegible] آفرین باد الخ الانتباہ محسود حسد
کردہ شدہ جیسا کہ کہا ہی اللہم اجعلنی محسودا ولا تجعلنی حاسدا مکنون چھپا ہوا ماخوذ کن بالفتح سے بمعنی
پوشیدن جو گوہر قیمتی خوش آب کو بنظر حفاظت چھپا کے رکھتے ہین اسواسطے گوہر خوش آب کو کہتے
ہین سنگ [illegible] اور سین مہملہ ہندی گوکھرو اور وہ دانے خاردار ہوتے ہین اور [illegible] کی طرح
فولادی بناکر گذرگاہ جنگ مین ڈالتے ہین تا شبخون دشمن سے محفوظ رہین المعنی یہ چار رون شعر فخریہ
ہین یعنی عرفی ہی ہی جو تیرے حضور مین سخن سنجی کر رہا ہی دوسرے کی یہ مجال کہان [illegible] ایسا کرے
کہ نخل تحسین کا تجھسے موزون ہونے یعنی تو تحسین و آفرین کرے یہ وہ عرفی ہی کہ جس [illegible] زمین مین اسکے
ابر فطرت کا برسے وہان کا قطرہ محسود در مکنون کا بنے کہ سیکڑون برس دریا مین رہا اور موجون کے
طپانچے کھانے پھر بھی یہ آب و تاب نہ پائے جو اس قطرے مین ہی اور خدا کرے ایسا ہی محسود
ہوتا ہے اور یہ وہ دانشور ہی جسکی سند گاہ دانش کی ہوس مین افلاطون کانٹون پر لوٹتا ہی کہ کاش
یہ دانش مجکو ملی ہوتی مگر نہ اوسکو ملی ہی نہ ملے ایسا ہی لوٹتا رہے اور ہرگاہ کہ عرفی کا یہ حال ہی تو تو
آتا تو کہہ آفرین اوسکی طبیعت پر اور وہ تیرے حق مین دعا کرے کہ جیسا مین تجھسے سرخرو ہوا
ایسا ہی تیرا فیض بھی سرخرو رہے یعنی سائل کیسی ہی زیادہ طلبی کرے وہ سرخرو و شگفتہ خاطر
ہی جاتا ہے بخلاف اورون کے کہ جب سائل کوئی اونچا سوال کرتا ہی تو منھہ سفید یا زرد ہو جاتا ہی
اسمین اشارہ حسن طلب کا بھی قولہ دادرا دوستے الخ گر قدر میتواندش الخ ور ہمین بستا صد الخ
گر نہ خیزد و فلک الخ ختم کردم بہمین دعا الخ الانتباہ چون بمعنی چگونہ قدر حکم الہی مقابل قضا نہ خیزد

ہلیے مستعد اور آمادہ نشود کن لفظ عربی ہی صیغہ امر کون سے بمعنی بودن المعنی یہ پانچون شعر دعاے تابید مین ہین حسب قاعدہ شعرا ورنہ تمامی قصیدہ دعائیہ ہی یعنی آمد اور بالفعل یہ دولت واقبال کہ تجکو لازم ہو رہا ہی اسکی نسبت مین نہین جانتا کیا کہون میری دانست مین تو نہ پایا کسی نے پایا ہی نہ پاے قضا و قدر نے حد بھر تجکو عطا کیا ہی مگر ہان اگر قدر اسکو بڑھا سکتی ہی تو جہان تک حد امتناع افزایش کی ہی وہان تک بڑھاوے اور اگر بڑھانے کی گنجایش نہین ہی کما حقہ بڑھ چکا ہی تو ہمیشہ اسی عیار و کمال کے ساتھ بے نقص و زوال رہے جیسا کہ اب ہی اور فلک سرکش خودسرا ے اگر تیری طاعت و خدمت مین مستعد اور آمادہ نہو سکے سستی و کاہلی کرے تو کاف کن کا جو اس تفاخر مین کہ مین نے ایسی بنا بلند و بے مثل بنیاد کی ہی سر اوٹھائے ہوئے ہی منفعل ہو سکے نون کیطرح شرم سے خمیدہ ہو جائے اور سر جھکا لے کہ ناحق ایسے بد خدمت خود بین کو پیدا کیا اور نتیجہ انفعال کا اسکو کھائے اور کن مین کاف و نون دونون موجود اب کہتا ہی کہ یہ تو سب کہ چکا حاصل قصیدہ کر اس دعا پر ختم کرتا ہون کہ تیرے سر پر ہمیشہ سایہ لطف ایزد بیچون رہے کہ اصل یہی ہی اور لب لباب جملہ دعاؤن کا شاعر نے اس چھوٹی سی بحر اور سیدھے سیدھے لفظون مین کیسے کیسے مضمون ادا کیے ہین مگر فکر رسا بلند پرواز چاہیے کسواسطے کہ ایک وہ ہی جنکی نسبت فرمایا ہی ع بلبلا مژدۂ بہار بیار ❊ ایک وہ جنکے حق مین کہا ہی چون چین کرو حضرت بس ایزد بیچون تا اس چون چرن میسے معانی کو بیچون سمجھے ومن اعتصم باللہ فقد نجی ۞:—

قصیدہ ۳۲ قولہ این بارگاہ کیست الخ منقار بند کردہ الخ آوردہ گوشوارہ الخ ہے سایہ است الخ از بسکہ نور بار رود الخ گر بشنود نسیم الخ الانتباہ یہ قصیدہ بحر مضارع مین ہی ارکان اسکے مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات سطح بالفتح و حاے مہلہ اٹاری بالاے مکان اور اصطلاح اہل ہیئت مین وہ شی کہ طول و عرض رکھتی ہو بعمق مماس بضم اول و سین مہلہ مشدد اسم فاعل اور اسم مفعول اور اسم ظرف تینون کا صیغہ ہی اور تینون معنی ہو سکتے مس کرنیوالا یا مس کیا ہوا یا جگہ مس کرنے کی گوشوارہ زیور کان مین پہننے کا مرصع ہندی جڑاو گوشوارہ مرصع مراد فلک ہشتم سے جو کرسی ہی کہ تمامی ثوابت ستارے سوا ے سیارات سبعہ کے اور بروج و اشکال سب اوسپر واقع ہین التماس کے معنی لغوی ڈھونڈھنا یہان کنایہ خوشامد و عجز سے ہی اقتباس نور چننا بشنو مضارع ہی شنیدن سے سننا اور سونگھنا اکثر کا اتفاق اسپر ہی کہ شنیدن بالفتح ہی دونون معنی مین بقول بعض بکسر تین قبل بمعنی شنیدن بکسرتین و بمعنی بوئیدن بالفتح عطا س

کس والا مرتبت کا ہی کہ جسکے علو و سمو کو تو ہم تیا آتا ہی نہ قیاس دونون اوسکے ادراک مین عاجز ہین بیچ
اوسکے جواب مین کہا کہ عرش ہو سنتے ہی اچھل پڑا اور غصے سے ہونٹ چبا کے بولا کہ خدا کی پناہ
تیری طبیعت بڑی پست بنیاد ہی اوسیکا نتیجہ خفیف و سبک باتین ہین اے احمق کیسے عرش
اور کیسی کرسی کیا کہتا ہی ذرا تو شرما مین نے تجھسے بارہا یہ بات کہی کہ زبان روک کے بات کہا کر
تو پایہ شناس نہین ہی بیہودہ کہ بیٹھتا ہی مین تجکو بتاؤن یہ قصر جاہ اوس عالم پناہ کا ہی جو واسطہ
آفرینش ہی جسمین عرش و کرسی اور تمامی مخلوق داخل اور نام پاک اونکا علی اسد اللہ جو معانی
کے جہان اور افراد انسان کے امام ہین الخلاف نسخہ مطبوعہ مین نشان واؤ و نے قیاس
ہوا و عطف غلط لکھا ہی بے خود مفید معنی عطف کا ہی محشی نے لکھا ہی کہ حضرت علی کو کہ واسطہ
آفرینش باعتبار جزئیت آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا ہی خلاف تحقیق دل سے جوڑ لیا
ہی مجکو ایسا یاد ہوتا ہی کہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم مغفور نے اثنا عشریہ مین لکھا ہی کہ
لولاک لما خلقت الافلاک یا لیما اظہرت الربوبیۃ یہ حدیث اہل تشیع حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی
شان مین بتاتے ہین اور اہل تسنن آن حضرت صلعم کے حق مین بحقیقتہ دونون صورت مین
معتبر نہین ہی یہ جو واسطہ آفرینش کہنے کی ہی بجزئیت جو محشی نے بنا لیا اسواسطے کہ شاعر شیعہ
مذہب ہی قولہ آنجا کہ لطف او الخ معجون از بلاہت الخ ای بتسمیم جعد الخ نہ اطلس فلک الخ
تو شمن جو بافت الخ با صیقل ضمیر تو الخ الانتباہ نحاس بضم نون وسین مہملہ ہندی تانبہ و فروغ
بے شعلہ بلاہت بالفتح نادانی و بکسر کم عقلی در امورات و بیوقوفی فنا بمعنی برعندن نحاس ہندی
و بکی جعد بالفتح موے مرغول سر بالضم خطا عطف بالفتح سنجاف و دامن جامہ جزم بالفتح
استواری اور ہوشیاری مجاز اصل مین بمعنی تنگ ستوہ کے ہی اور اندیشہ کرنا در انجام امور
موہوم مین اور اوسکے خلل و زلل سے بچنا زحل ستارہ معروف اسکو ہندو نے فلک اور
پاسبان فلک بھی کہتے ہین بسبب بوحدہ واسطے تقابل کے ہی صیقل یہ اسم فاعل کے معنی
مین بھی ہی یعنی صاف کرنے والا اور اسم آلہ بھی یعنی آلہ صاف کرنے کا اور مصدر بھی ہے
صاف نمودن مری بالفتح ویاے مشدد صیغہ اسم مفعول یعنی دیدہ شدہ حواس خمسہ
وسین مہملہ مشدد و جمع حاسہ کہتے حسن قوتین ہین پانچ ظاہری باصرہ سامعہ شامہ ذائقہ
لامسہ پانچ باطنی حس مشترک خیال وہم حافظہ متصرفہ المعنی یعنی حسن مرقع بر کر الطف اونکا
ایسی کمال گری کو عمل مین لاے یا جتنا قصور کی یا ہیت کو کمال حسنے بدلنا چاہیے تو وہ

زرتابہ سے التماس طلائیت کا کرے کہ جیسا تو کھرا اور کندن ہو گیا ہی ویسا مجکو جیبہ وسرہ کرے مطلب
یہ کہ جس ناقص محض پر اونکا لطف جاری ہو بڑے بڑے کامل اوس سے طالب کمال کے ہوں اور ذلیل
پائین دشمن اونکا ایسا بد عقل اور غافل ہی کہ یہ کیفیت جو جہان مین ہی جسکو اونگھا اور پینک سے کہتے
ہین کہ آدمی نہ سوتے مین ہوتا ہی نہ جاگتے ہین یہ معجون قضا و قدر نے اوسی کی نادانی و شعور سے
بنائی ہی جو کہ معجون مرکب ہوتی ہی اسیواسطے بلاہت کو شامل کیا ہی اور نیز برعایت غفلت و نہ
خوردنہ موم ہی عدم شعور کی ضرورت کیا تھی اب شعر مابعد اور لاحق اوسکا قطعہ بند ہین یعنی اے ممدوح
خلق تمھارا ایسا کہ جسکی بو تیز و تند سے صبا و نسیم کے دماغ مین عطاس بھر گیا ہی ہر طرف چھینکتی پھرتی ہے
اور چھینک اونکی وہی جو اونسے خوشبو منتشر ہوتی ہی کہ وہ آپ کے خلق کی ہی اگر قضا و قدر تمھاری عظمت
و کبریائی کے قد پر کوئی جامہ بنانا چاہین تو ممکن نہین اسواسطے کہ اطلس نہ فلک کی تو اوس جامہ کی سنجاف
دامن کو بھی پوری نہین پڑیگی پھر لباس کیسا ضمیر شین و دانش کی رائج بسوے لباس خرم و ہوشیاری
آپ کی ایسی کہ دشمن جیسے بد بین نے جو حزم آپ کا دیکھا بے اختیار زحل سے کہہ اوٹھا کہ اگرچہ تو
پاسبان فلک ہی مگر اب میرے بخت خوابیدہ کی طرح بے کھٹکے پانون پھیلاکے سو ممدوح کا حزم کافی ہے
تیری پاسبانی کی کچھ حاجت نہین ضمیر منیر آپ کا ایسا روشن اور صاف کہ اگر اوسکے مقابل کوئی جسم ہو
جو تیرہ اور ظلمانی ہی ایسا روشن اور صاف ہو جاے کہ مثل عکس آئینہ کے صورت حواس کی اوسکے
سایہ مین نظر آنے لگے خیال کیا جاے صفاے قلب ممدوح کو جسکے صرف مقابلہ سے جسم ظلمانی تیرہ خاک
کے سایہ کی جو تیرہ در تیرہ ہی یہ کیفیت ہو جاے کہ غیر مصور چیز جو حواس ہین اوسکے سایہ مین دکھائی
دینے لگین اور یہ سب ممتنعات ممکنات ہو جائین الخلاف نسخہ مطبوعہ مین بلاہت و خصم بواو عطف
لکھا ہی اور واو بعد خصم کے ہونا چاہیے اور بجاے سخلق تو خلق او غلط لکھا ہی اسواسطے کہ یہ دونو شعر
مربوط ہین اور شعر مابعد مین تو ہی پس مطابقت دونون کی ضرور قولہ لیل و نہار نسبت شان الخ ترجمہ
ہمو شان الخ مخفف کہ او الخ گرمابہ جہان جلال تر الخ جاہ ترا سپہر الخ الاقتباس زلف بضم اول و کسر فا
نیم جیم مراد زلف سے اقتباس بالکسر قید رکھنا گرمابہ حمام آسواسطے کہ آبہ منفیہ معنی ظرفیت کا ہی لیسیے ہی سرآبہ
جاے سرد کہ تہ خانہ کو کہتے ہین قطاس بضم وسین مہملہ معرب قوتاس ترکی گگا و ہندی چتر شعشعہ
بفتح ہر دو شین معجمہ و سکون عین اول و فتح عین ثانی پرتو اور غلط ما شعاع آفتاب آفتاب شعشعہ مقلوب
ہی یعنی شعشع آفتاب لمعنی یعنی بالفعل تو نسبت لیل کے ماہتاب اور نسبت نہار کی آفتاب سے
ہی اور مگر ماہتاب آپ کے ضمیر منیر سے اقتباس نور کا کرے تو با وصف اس کم نوری تنکے ہم

سپہر اسقدر نورانی ہو جائے کہ ماہتاب سے نسبت نہار کی کیجائے اور آفتاب مثل ماہتاب
کے ہو جائے عفو آپ کا بدین غایت کہ زنجیرین زلف معشوقون کی جو ہمیشہ دل عاشقون کا
صید کرکے اس زنجیر مین اسیر و مقید کیا کرتی ہین جسکی رہائی دشوار ہو جاتی ہی اگر آپکا عفو
جو اہل حرم کو بھی مقید نہین کرتا عام حکم ممانعت احتباس کا کردے تو عاشق اگر بطوع
و رغبت اونکے پاس قید ہونیکو جائین جب بھی خوف کے مارے ہرگز قبول نہ کرین حفظ
آب کی ایسی کہ اگر دریا مین ندا امن کی دے تو ہو سکتا ہی کہ سطح آب کا مماس شعلۂ آتش کا
ہو جائے خواہ مس کرنیوالا خواہ جگہ مس کرنے کی اور آب اوسکو ہرگز بجھا نہ سکے بزرگی آپکی
ایسی کہ جسکے حمام مین مہر و ماہ جام ہین اور ہفتم فلک طاس اکثر حمام مین بعد غسل کھانا پینا
بھی ہوتا ہی اسواسطے جام و طاس ایزاد کیا ہی اور حمام مین موجود بھی رہتے ہین مرتبہ آپکا
اسدرجہ کہ یہ فلک تیز خرام اوسکا سمند ہی اور وہ اسپ سوار جیسا چاہتا ہی ویسا اسکو پلاتا
ہی اور یہ جو شعشعۂ آفتاب کا ہی یہ اوس سمند کی گردن مین ایک جوز ہی مشابہت شعشعۂ آفتاب
باعتبار خطوط شعاع کے جوز سے ظاہر اور معلوم ہی کہ سائیسون کے پاس جوز ہوتا ہی ہنگام سواری مالک کے گھوڑے کی
گردن مین ڈالدیتے ہین الخلاف محمد شفیع نے لکھا کہ ملا منیر نے جام کی جگہ تاب مخفف تابدان کا لکھا ہی درصورت
صحت حق بجانب اوسکے ہوتی اول تو صحت مین شک اور بالفرض یون ہی سہی تو تاب اگر بمعنی تاب آہنی
کے لیتا کہ حمام مین لگے ہوتے ہین جنکے نیچے آگ جلتی ہی اور بعض حوض پانی ہر دو بھی ہوتا ہی تو نظر گرمی و سردی پانی اور
آفتاب و ماہتاب کے مناسب تر تھا لیکن طاس پھر بھی خالی رہتا ہی اوسمین بھی کوئی معنی بجز نامزد
تھے یا صرف ایک نقطہ پر غش ہوگئے اور تخفیف کی بھی حاجت نہ تھی قولہ شاہا منم کہ چون الخ
فرماندہ نداشت چون الخ از کلام غیر کجا الخ در شعر من چکار کند الخ نظم حسود و شعر مرا الخ الا تمام
زین گردن زین کنا سواری کیواسطے بو فراس بکسر فا و سین مہملہ کنیت شاعر قدیم عرب کہ نام اوسکا
فرزدق ہی ظہیر فاریابی بھی نام ایک شاعر کا ہی فناس بفتح ہر دو نون ہندی اک مشکا اور بقول بعض ایک
قسم حیوانی ہی بصورت نصف آدمی کہ اوسکے ایک پانون اور ایک ہاتھ اور ایک کان ہوتا ہی المعنی
یہ پانچون شعر فخریہ ہین شاعر کہتا ہی کہ اے شاہ عالم پناہ جیسا کہ سپہر آپکا سمند مطیع و خوش عنان ہی ایسے ہی
میرا فرس میری طبیعت عالی ہی کہ جسوقت مین اسپر سوار ہوتا ہون تو بو فراس جیسا شاعر نامی عرب کا میرا
غاشیہ بردار بنے اور میرے جلو مین دوڑے اور ظہیر فاریابی کو ملک عجم مین فرمان فرما جہان نظم
کا گنتا ہی مگر میری سی فرماندہی اور حکومت اوسنے کب پائی مین یہ بات اوس سے بے وجہ نکے

کہ سکتا ہون اور جسکا جی چاہے کہ دے ذرا طرز کلام غیر کو بھی دیکھو اور اسکو بھی دیکھو کہان
اوسکی طرز کہان میری روش مین ناس وہ غیر نسناس جسکو کوئی نوع ناس مین نہین کہتا ہون
پھر میوان جنگلی کا کیا کلام میرا وہ کلام نہین کہ میرے شعر مین حاسد کسی جگہ ناخن زنی کر سکے اور
اوسکے دخل کو دخل ہو میرا کلام تو خوشہ پروین ہی جسکو سب جانتے ہین کہ جور واس سے فارغ اور
بخت ہی سوروکے قلم اور میرے اشعار مین ایسا فرق ہی جیسا کہ امید و یاس مین کہ مطلق میل و ربط
نہین اوسکی نظم سراپا یاس ہی جسکو خود امید قبول کی نہین میرے اشعار سراسر امید کہ سزاوار
قبول ہین الاختلاف نسخہ مطبوعہ مین نداشتہ چون من غلط لکھا ہی صحیح یون ہی فرماندہ نداشت چون مین
بیاسے معروف یعنی حکومت نہ پاسے مجہول جیسا ملا عبدالرحیم نے کہ لکھا بہتر نہین ہی قولہ
عرفی بس ست الخ لبریز باد جام الخ بیخ شہ باد کشت الخ الانتباہ موافقت مین موافق علیحدہ ہی اور
واسطے خطاب علیحدہ لیسے مخالفت مین اور دونون صیغے اسم فاعل کے ہین و اثر گونہ طاس آسمان
اور مشابہت باہم گرظاہر آرد بر لبے موقوف معروف آس چکی اور مطلق چکی المعنی پہلا شعر تمہید
و دعا جسم کلام مین ہی بعد اسکے دونون شعر دعا مین یعنی اے عرفی بیہودہ باتین لاف و گزاف کی
بس کر لین اب بس کر اور ممدوح کی دعا کے واسطے سامنے خدا عز و جل کے ہاتھ پھیلا کہ
کہ جب تک دور آسمان کا گرم ہی تب تک جام حاجت تمہارے موافق کا لبریز اور پھیر اٹھا رہے
اور جب تک کہ دانہ چکی مین آرد ہوتا رہے تب تک کشت مراد تمہارے مخالف کا خشک اور بیخ و شہ
رہے اور اپنی مراد سے پھل نہ پاوے شاعر نے موافق و مخالف کی دعا پر قصیدہ ختم کیا مین بھی چاہتا ہون
کہ میری موافق حق اندیش اور مخالف ناحق کیش بھی اس دعا مین شریک رہین ع زعم
خویش برخوردار باشی + بشرطے آنکہ با من یار باشی

قصیدہ ۳۳ قولہ ہر سوختہ جانے الخ بنگر کہ ز بینش الخ و انگہ بچنین فصل الخ از بلبل خانہ مو الخ
نگل ہم چلیند الخ الانتباہ یہ قصیدہ بحر ہزج مین ہی ارکان اسکے مفعول مفاعیل مفاعیل
مفاعیل اور بجاے مفاعیل آخر کے فعولن بھی جائز کشمیر مخفف کاشمیر نام شہر کا مصرع ثانی
کو اکثر نے مفاجات کا لکھا ہی میری دانست مین یا زائدہ بطور تکیہ کلام یا بمعنی ہم یا واسطے
ربط کے ہی حاجت بھیر دن چڑھے اور یہ لفظ بہ تقدیر امر مفعول فیہ ہی اثر بفتحتین نشان
پاؤ بنشان زخم و مطلق نشان و بالکسر نشان و پس چیزے المعنی یہ قصیدہ شاعر
نے صفت کشمیر مین لکھا ہی بر طبق اوسکے کہتا ہی کہ کشمیر جنت نظیر ایسی جگہ مرطوب و جانبخش

جگہ ہی کہ جو سوختہ جان جلا بھنا اوسمین داخل ہووے مثلاً مرغ برشتہ کباب شدہ ہی کیون نہو بجز
وہان داخل ہونے کے جان بھی اوسمین پڑ جاے اور پر و بال بھی جم اوٹھین اور رہیئات
اصلی پر اگر مستعد پرواز ہو جاے اے مخاطب ذرا غور تو کر کیسا فیض اوس سرزمین خجستہ آئین کا
ہی کہ جہان خذف کا اگر گذر ہووے تو وہ گوہر پر آب ہو جائے پھر وہان سے گوہر یکتا کی کیا نسبت
ہوگی خصوص ایسے قرب فصل بہار مین کہ ہر ساحت گلزار کی ہوا مین وہ لطف پیدا ہے
کہ چاشت ہشت ... وقت حر و حرارت ہوا کا ہی نسیم سرد و خنک سحری آرہی ہی وہان کے لطف
ہوا کا کیا بیان مگر بلبل بھی خاموش ہی اس سبب سے دل باغ کا بھی منقبض خرم و خندان نہین
کہ وہ عدم شگفتگی گل کی ہی لیکن بلبل کی کیا خطا بلبل تو نوا سنج جبھی ہوگی جب گل ہوگا اور
گل عروس کے محل مین ابھی دیر محل سے مراد غنچہ بجہت تشبیہ ورنہ گل مین تھا تو اعتبار ہی اور
گل بھی بیچارہ کیا کرے صبا نہین چاہتی کہ گل شگفتہ ہووے صبا کا یہ مطلب ہی کہ عرفی جیسا
یہان سیر و تماشا کو آنے والا ہی جسوقت وہ آئے اوسی کے پیچھے پیچھے قدم بقدم گل بھی آئے عجب
کیفیت ہی کسواسطے کہ وہ بھی باغ عالم کا ایک گل ہی اختلاف ملا عبد الرحیم اپنے معنی مین لکھتے
ہین در ساحت گلزار آنجا جس سے ارادہ کشمیر کا معلوم ہوتا ہی انتہی بھلا اسکا ربط دیگر اشعار
سے کیونکر ہوگا اور مین نے جو معنی لکھے اونکا ربط بھی انصاف مند دیکھین محمد شفیع کے معنے
کچھ میری سمجھ مین نہین آئے قولہ کو ہفتہ از شاہد الخ شگفت گل با تشبیہ الخ دقت کہ گل الخ
مہتاب گل از ہم نشگافد الخ فردوس بدروازہ الخ زیبائی کشمیر الخ این سبزہ و این چشمہ الخ
الاشتباہ بلبل شیراز عرفی فانوس سخن چین اور فانوس شمع کو اس سبب سے کہتے ہین کہ
سخن چین کیطرح یہ بھی اظہار روشنی کا کرتا ہی پردہ دار نہین ہی قصب نقش جتن جامہ کتان اور ریشم
کا بنا ہوا فردوس بالکسر نام بہشت اور اعلی طبقہ بہشت اور وہ باغ کہ ہر قسم کا گل و میوہ
اوسمین ہو معرب پردوس بقول بعض رومی یا سریانی یا عربی ہی المعنی پہلا شعر متفرع ہی شعر
سابق پر یعنی صبا کہتی ہی کہ شاہد گل سے کہدو کہ ابھی ایک ہفتہ حجلہ اوسکا خالی ہے اور رونق
بخش حجلہ نہو کہ اس عرصہ مین بلبل شیراز بھی یہان آجاے کہ وہ بڑا قدر دان گل کا ہی چنانچہ
ویسا ہی ہوا کہ گل تو کھلا نہین مگر مادہ گل سے ہر رگ شاخ گل مین ایسا خون رنگ گل کا
بھرا ہی کہ مثلت مثلا اگر کسی شاخ پر قدم رکھون تو کمر تک خون مین ڈوب جاؤن اسقدر
انتظار میرا کیا گیا بس اب عمر انتظار کی تمام ہوئی اور وہ وقت آگیا کہ شاہد گل پردہ غنچہ سے

اوٹھا دے اور حجاب ہو کے ایسا پردۂ شاخ سے نکل آئے جیسے فانوس سے چراغ دہکتا دمکتا گل
آتا ہی اور وقت ہی کہ مہتاب گل قصب شاخ کو پارہ پارہ کر ڈالے اور ایسا لمعہ اپنا چمکائے جسکی
سرخی کے پرتو سے سیب زرد رنگ قمر کا لعل ترکیطح سرخ و گلرنگ ہو جائے گل مہتاب بھی ایک قسم
ہی کہ رات کو کھلتا ہی گل چاندنی اوسکو کہتے ہین بالفعل ایسی بہار و کثرت گل کی ہو رہی ہے
کہ فردوس برین خود دروازۂ کشمیر پر کھڑی ہی خواہ بامید باریابی حصول سیر و تماشا خواہ بنیت دریوزۂ
گلہا و سبزی و شادابی اور اگر کوئی مدعی اسبات کو کج و ناراست سمجھے سیدھا چلا جائے اور جھوٹ
سچ کو دیکھ لے زوال فرتوت فلک کہ اسکی نظر سے گری ہوئی ہی کوئی اوسکی طرف نہین دیکھتا اور
واقعی کون دیکھتا رہتا ہی اور کون ایسے پیر زال کا خریدار ہی ہر چند کیسے ہی عشوے غمزے کرے
مگر ایکبات ہی کہ اگر زیبائی کشمیر کے زعم و بھروسے پر یہ عشوے ہین تو کوئی خریدار نہو لیکن مین اسکا
خریدار ہون بموجب مصرع * پیارا ہی پیارے کا پیارا * سبزہ اور چشمہ جو باہم ہین اور اقسام لالہ
و گل جو درہم و برہم ایسے لطف و خوبی کے ساتھ نہین شگفتہ و خرم ہین کہ شرح اونکی بیان ہو سکے
قولہ آن چشمہ کہ رضوان الخ آن لالہ کہ ہنگام الخ در چاشت کہ از الخ تا رنگ گلے فشکند الخ از بسکہ
کند جذب الخ حاجت بہ و زخم الخ زان کز مدد الخ کشمیر بہشتیست الخ طاوس مثالے الی آخرہ
الاشتباہ جکڑ بفتحتین جیم و کاف ہر دو عربی مفرس جھکڑ کا بمعنی باد تند غبار انگیز کہ پچھاںھ سے چلتی ہی
حربا ہندی گرگٹ اسکو آفتاب پرست بھی کہتے ہین ہوا سے مراد یہی خوف ہی مقسمت بضم میم
مندیل شبلی بالکسر نام ہی ایک ولی کامل کا المعنی جو کہ اوپر ذکر چشمہ کا کیا ہی لہذا پھر چشمہ کی صفت
مین کہتا ہی کہ وہ چشمے وہان کے ہین کہ رضوان خازن جنت باوجودیکہ کوثر و تسنیم و غیرہم چشمہا ے
جنت کے ان چشمون کی آب شیرین و خوشگوار کا مشتاق و تشنہ ہو کے اگر انکی طرف آئے
تو کوثر بھی پیچھے پیچھے اوسکے قدم بقدم رکھتا ہوا ضرور ہی آئے کہ مبادا یہ اون چشمون سے
سیراب ہو کے مجھسے بیزار ہو جاے یا مین بھی تو دیکھون وہ کیسے چشمے ہین اور کیسا اونکا آب خوش مزہ
اور شیرین کہ مجکو چھوڑ کے یہ اونکا تشنہ ہوا ہی اور لالہ بدین کثرت کہ اگر کوئی سنگ تراش سنگتراشی
کرے تو رخنہ سنگ اور دہن تیشہ دونون سے لالہ نمود و ظہور کرے جیسے تیشہ کا دہن اوسکے
ٹوٹنے کچلنے سے سرخ بصورت لالہ کے ہو جاے اور ایسے ہی رخنہ سنگ کا غرض تحت و فوق
سنگستان مین لالہ ہی لالہ بھرا ہی ہوا کی وہان کے یہ کیفیت کہ یہ ہوا جھکڑ یعنی پچھیا و گرم و
گرد انگیز جو ہندوستان مین چلتی ہی اور طبیعت کو پریشان کرتی ہی وہان چاشت کے وقت

شبنم گل سے گرد جھاڑتی ہی جال آنکہ ہوا اور گرد ڈالتی ہی اور چاشت کیوقت شبنم کہان بجز
عروج آفتاب کے اُڑجاتی ہی وہان اسوقت بھی موجود ایسی مرطوب و سرد جگہ ہے
حربا کہ عاشق آفتاب کا ہی اونتظر اوسکے طلوع کا رہتا ہی باوجود اس تعشق دل سے نہین چاہتا کہ آفتاب
نکلے مبادا رنگ کسی گل کا متغیر ہو جاے اسقدر ان گلونکو اپنے معشوق سے زیادہ عزیز و محبوب رکھتا ہی
گویا اب انھین کا عاشق ہی اور ایسی رطوبت آگین یہ سرزمین ہی کہ اگر ساغر چینی کسی کے ہاتھ سے
چھوٹے اور ہوا سے پتھر پر آئے تو کچھ خوف و خطر نہین کسواسطے کہ شدت تاثیر رطوبت سے وہ پتھر
پتھر ہی [illegible] نہین رہا ہی پانی ہو گیا ہی اگر ساغر چینی نرم و نازک ہی تو کیا غم پانی اوس سے
بہت زیادہ نرم و ملائم ہی اور اسکی رطوبت ساغر کو جذب کریگی بعد کا شعر اور اشعر لاحق اوس کا
قطعہ بند ہین اور اس قطعہ مین صفت یہان کے نشو ونما و بالیدگی درختون کی ہی یعنی اول تو
یہان کے درخت قابل قطع و برید ہی نہین بر تقدیر یکہ کوئی سنگدل رغبت قطع کسی درخت کی کرے
اور وہ درخت ایسا ہی کہ وہ زخم تبر سے قطع ہو تو قطع اوسکا بس محال اسواسطے کہ جب تک وہ دوسرا
زخم لگائیگا پہلا زخم بدو نشو و نما سے مندمل ہو جائیگا اور ایسے ہی ہوتا رہیگا پھر کیسے کاٹ پائیگا
یہ کشمیر کیا ہی ایک بہشت ہی کہ جسکو حضرت شبلی دیکھین تو وہ بھی باوصف تنافر دنیا کے فریفتہ ہو جائین
اور پھر صومعہ کا نام نلین اوسکو دوزخ سقر کہ بدترین درکات کا ہی سمجھ لین اور کشمیر کیا ایک طاؤس
تمثال ہی اور طاؤس بھی وہ جسنے کہ نئے نکلے پر و بال جھاڑے ہون کہ ہر لحظہ رنگ برنگ اور
بو قلمون نظر مین آتا ہی بخلاف نسخہ مطبوعہ مین در صومعہ بجاے در وا اور ننگشا نزہ بصیغہ منفی بجا
بجاے مثبت غلط لکھا ہی اور اور غلطیان ان اشعار کی کسی نے درست کر دین ہین معانی
شارحین و محشی کے جیسے ہین ویسے ہین کیا کہون طوالت سے ڈرتا ہون ورنہ کہین مجکو پسند نہین
قولہ زبیندہ عروسیکہ الخ ہر لحظہ کہ شاداب الخ باو از روش خود الخ چون بوے گل آید الخ ہر گہ
کہ بعزم الخ زاری کنند از الخ لیک از ہمہ خلدست الخ الانتباہ شاداب سیراب و پر آب و تر و تازہ
بو بالضم بمعنی کا شگے اور شاید اور امید اور طمع اور محبت نکہت بالفتح بوے خوش اور بوے دہان
بکاف فارسی محض غلط نکث بالفتح و ثاے مثلثہ دیر اور انتظار کرنا و بالضم و بالکسر دیر باد دیہ لفظ مصدر
کے معنی مین آتا ہی و بمعنی دل و خاطر نیز المعنی پہلے دونون شعر مربوط ہین یعنی یہ کشمیر عجب ایک عروس
زبیندہ نوجوان ہی جسکا حسن و جمال خوب بڑھا ہوا اور ترقی پر ہوتا ہی جب دیکھو ہر دفعہ پہلے سے
زیادہ تر خوشنما و خوش آیندہ نظر مین آئے اور یہی خوشنمائی و خوش آیندگی دیکھ دیکھ کے جیتا

نظر کہتی ہو کہ آغوش کھول اور اسکو آغوش مین سے لے مگر کاش آغوش لینے کی ہوتی کیا کیجیے بے بسی
ہی جیسے کسی عروس زیبا کو دیکھکے نظر الچاتی ہو کہ اسکو آغوش مین لیلون پیا سبے میسر یا نہو لیکن باینہمہ
مہر و محبت اس عروس با زیب و زینت سے کہ بین بزم خداوندکو نہین بہولتا جسوقت صبا یہان سے کسی
چمن سے جلوہ گر ہوتی ہو مجکو وہ بزم اور چلنا پھرنا اپنا وہان کا یاد آتا ہو کہ جیسے یہ صبا اس چمن مین چلتی
پھرتی ہو مین اوس بزم رشک ارم مین چلتا پھرتا تھا اور غنچۂ دل کے شگفتہ کرتا تھا افسوس اب اوس
بزم سے جدا ہون اور جسوقت کہ بوے گل و باغ کو پہونچتی ہی میری خاطر مین وہ انجمن رشک گلشن عنبر بیز
عطر بیز پھرتی ہو اس سبب سے بوے گل سرمایۂ پکڑون وردسری ہوجاتی ہو بعد کا شعر مع دو شعر لاحقہ
کے مربوط ہو اور آپ کو غیر کرکے لکھتا ہو کہ اے ممدوح عرفی تیرے شوق دید مین ہمیشہ مستعد بسفر رہتا ہی
اور ہرگاہ کہ عزم بالجزم کرتا ہی اور روتا ہوا اسکی رخصت کو جاتا ہی تو کشمیر بھی ہر طرف سے بزبان حال ازبس
زاری و خوشامد کرتی ہی اور رو رو کے کہتی ہو کہ ابھی مت جا یہ فصل بھی میری گذر جاے اور تین فصلین
اور فصول چہارگانہ سے ہونگی اور متواتر آگے پیچھے آنے والی ہین وہ بھی گذر جائین سب سے متلذذ اور
محظوظ ہوکے جا لیکن اوسکے شوق طواف کا یہ حال کہ گو یہ کشمیر بالکل خلد ہی لیکن اتنا بھی ٹھہرنا نہین
چاہتا کہ گل ختم ہوجاے اور ثمر کا وقت آجاے کہ یہ زمانہ بہت قلیل ہی اسلیے کہ پھلدار درختون مین دو
ایکدن پھول رہتا ہی پھر پھل آجاتا ہی اختلاف نسخہ مطبوعہ مین بینیم و گوییم بصیغہ متکلم غلط لکھے ہین صحیح
بیند و گوید ہی بصیغہ غائب فاعل دونون کی نظر ورنہ بکشا صیغۂ امر کا کیسے درست ہوگا قولہ کشمیر رو دوام
الخ گارش ہمہ اپنا شتن الخ ترسد کہ درین خاک الخ از بسکہ ملائم الخ حکم تو اش آورد الخ مژدہ یہ
دیسوزد الخ الانتباہ والکسر لام و ہاے غیر ملفوظی شیفتہ اور فریفتہ عشق اور مفتون اور فتح لام
اس معنی مین غلط ہو مگر بہاے مختفی جمعی از حریر رشیمین سیما بالکسر علامت و نشان پیشانی مجاز اً پیشانی
ملائم بضم و کسر ہمزہ نرم و فراہم شدہ و معانق و مناسب طبع المعنی یعنی اگرچہ عرفی کشمیر پر فریفتہ ہی
اور کشمیر عرفی پر لیکن عرفی ایسا فریفتہ نہین کہ کشمیر نے اوسکے دیدہ کی راہ سے خانہ دل مین جگہ کرلی
ہو اوسکے دل کا تو یہ حال کہ چشمۂ گریہ کا اوس سے جوش مارتا ہو جسوقت کہ تیری سیما پر نور و ضیا کو
یاد کرتا ہی اور عالم خیال مین نظر کے سامنے آجاتی ہو مگر وہ اوس چشمے کو جاری نہین ہونے دیتا
بلکہ پلٹاتا ہی اس خوف سے کہ ایسا نہو تیرے شوق سے اس گل زمین مین رونے اور خون جگر
اوسکا گل ہوکے خندان ہونے کہ منافی گریہ کی ہو کسواسطے کہ یہان جو خیال کرتا ہی تو خاصیت
اس گل زمین سے کنکر پتھر خس و خاشاک وغیرہ ہر شے گل ہی گل بن رہی ہو گویا خاک اس زمین

کے اکسیر گل کی ہے کہ ہر شی کی ماہیت کو گل کے ساتھ تقلب کرتی ہے یہ آہ سرد سحری کر سکتا ہے ڈرتا
ہے کہ مبادا اوسکی ہوا تو نرم و ملائم صفت ہو رہی ہے مبادا اسیری آہ سرد کی گرمی و تاثیر کہ گھوڑے بیکار کردے
والا جیتے اشک خونین سے بہا آتا اور آہ سرد کھینچیا کہ تا بیداری شب تجھ تک پہونچتا لیکن مجبور ہے
تیرا ہی حکم اوسکو یہان لایا ہے ورنہ وہ نہیں چاہتا کہ جبہ سے تا آب رو ورنہ وہ سے اٹھکے دوسری
خاک یعنی سرزمین مین جاوے بس اگر تیرا حکم پاوے تو ابھی تاہی تیر سے ایسی دولت ملیگی اوسکی نہین جیسا
کہ دولت حضور سے ہے معہذا اس رشک مین جلتا بھی ہے کہ تیر الہیات جان لیگی کہ عرفی حضور
مین آتا ہے تو جانے کہان تک اوسکے پیچھے پیچھے آئے اور اس شرف مین جو ہر قدم اوسکو حاصل ہوگا
شریک ہو جاوے معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ نے اسکو کشمیر بھیجا ہے اب یہ در پردہ بپاس ادب مبہم مبہم استدعا
آستانہ بوسی کی کرتا ہے قصیدہ تمام ہوا میرے واسطے رفع مظنہ طوالت کے خدمت شائقین مین یہ
استدعا ہے کہ معانی شارحین و محشی کے اور میرا چھوٹے ہوئے اشعار بنظر غور ملاحظہ فرمائین آیا طوالت
ہے یا ضرورت اور شارحین و محشی کی سہل انگاری یا عدم آشنائی معانی مین تو قول حضرت جامی رح
کو راست و درست جانتا ہون کہ فرمایا ہے ؎ تراچون معنی در خاطر افتد ✤ کہ در سلک معانی تادر آفتد

نیاری از خیال آن گذشتن ✤ وہی بیرون بگفتن یا نوشتن

قصیدہ ۳۴ قولہ بسعی جوہر اندیشہ الخ ہشت را از مقام الخ جمال لدنی الخ بہشتمین الخ
ہنوز در رحم ست الخ ہر آن کرہ کہ زند الخ جہان وہر چہ در وی الخ ہشت ما حضر خوان الخ خدنگ طعنہ
ہمت الخ اگر بہ کیش مروت الخ الانتباہ یہ قصیدہ بحر مجتث مین ارکان اسکے مفاعلن فعلاتن مفاعلن
فعلات سعی بالفتح دوڑنا میان صفا و مروہ مجازاً کوشش بفتح وکسر عین جو زبان زد ہو رہا ہے غلط
ہے راز دین معرفت الٰہی کہ علت غائی ہر دین و مذہب و مشرب کی یہی ہے در از دستان دستان
بمعنی داستان و قصہ علم لدنی وہ علم جو محض بفیض الٰہی ہو بلا تعلیم و تربیت ملازم طبع ہندی اسکی طبیعت کا
مزدور جنین بر وزن فعیل وہ بچہ کہ شکم مادر مین ہو ما حضر طعام قلیل بے تکلف اور جو کچھ وقت پر
حاضر اور موجود ملے مشبک بضم میم و فتح بائے مشدد موحدہ و کاف عربی ہندی جالی عین بالکسر جمع
عیناء زن خوش چشم جیسے حور جمع ہے حوراء کی کیش بیاے معروف دین و ملت و نام شہر المعنی
یعنی اگرچہ حضرت خالق برحق اور واہب مطلق نے ایک جوہر شریف عقل کا تجکو عطا فرمایا ہے
کہ ہر معاملہ مین تیری مدد و مددگار اور ہر دقایق و غوامض کے کاشف اسرار ہے لیکن مقتضاے عقل
یہ ہے کہ راز دین یعنی معرفت ذات الٰہی مین اسکو دخل مت دے اور اس دقیقہ کی کشایش کا

اوس سے طالب مت ہو کسواسطے کہ یہ ایسا ہی جیسے کلید نرم موم سے قفل سخت آہنین کے کھولنیکا
ارادہ کرنا کہ محال و محل ہی جیسا کہ فرمایا ہی تفکروا فی الآیۃ ولا تتفکروا فی ذاتہ شعر مابعد مین موافق اوس
قاعدہ کے کہ ترکیب فی و اسم سے بہی معنی فاعلیت کے حاصل ہوتے ہین دراز دستان بمعنی دراز داستان
والون کے ہی کہ مراد اونسے حکما و متکلمین وغیرہ اہل ظاہر قیل وقال والے ہین یعنی راز معرفت کہ ایک بہشت
زار ہی انواع اقسام پہول و پہل معانی سے بہرا پڑا مقام ان یعنی جوڑی داستان والون کا نہین ہی
کہ سوائے قیل وقال کے کچہ نہین جانتے بلکہ کوتاہ زبان داون خاموشی شعار دن ارباب حال کا ہی
تو بہشت راز کا شاہدہ ان دراز دستون کو مت کرائے یعنی راز معرفت انسے مت بیان کر یہ
تو ایسے لوگ ہین جیسے باغ کے اکثر بڑے بڑے درختون کا ایسا ویسا میوہ عام نہ خاص جو باہر
باغ سے بہی گرتا ہی اور عوام ہین لیجاتے ہین اندر باغ کے گذر نہین پاتے یہی ایسے ہی میوے
کے میوہ چین ہین نہ خاص اور جملہ قیل وقال انکی خارج از راز جیسا حضرت نظامی رح نے
فرمایا ؎ زبان آوران را تو بار نیست ✤ کہ با مشعلہ گنج را کار نیست ✤ اور اگر فیضان الہی
سے خوبی علم لدنی کی تیرے قلم سے ٹپکے یعنی وہ راز و اسرار جو پردۂ غیب مین متواری ہین تو چہپا
رکہہ اونکو پیرایۂ ظن وگمان مین لکہہ نہ صاف صاف کہ جس سے چہرۂ یقین کا نمایان ہو اسواسطے کہ
راز و اسرار چہپانے کے ہوتے ہین نہ جتانے کے اور ظن وگمان بہی ایک پردہ ہی جسمین قیاس قیاس
کنندہ ظاہر ہین کا خاص طور پر نہین جتاسے شعر سخن کہ بد اند بگوید اہل شناخت ✤ بسر شاہ سر رشتہ
نباید باخت ✤ اور ایسے ہی اگر کوئی راز و اسرار تیرے دلپر منکشف ہون تو وہ بہی فاش مت کر کسی
کو مگر ہمنشین ہمجلسہ سے جو بیگانہ نہو بشرطیکہ وہ ہمنشین راز دار ہو نہ تنگظرف اور رمز دورہ طبیعت کا کہ
جب طبیعت نے کہا کہ کہدے تو کہدیا ایسے ہمنشین پر یہ بہید مت کہو نے اوس سے چہپائے
رہ بعد کا شعر بطور تمثیل کے ہی یعنی جو شخص کہ ملازم طبیعت کا ہی اور دایۂ طبیعت کی گود مین پل رہا
ہو کیسا ہی عاقل و بالغ ہو اہل راز کے نزدیک وہ ایسا ہی جیسے بچہ در رحم کہ عقل و ہوش کہان
اور وہ کہان پہر ایسے جنین کے سامنے سر ازل ظاہر کرنا پوری حماقت ہی نہفتن راز سے مبالغۃً
وہ شخص مراد ہی جو نہایت راز چہپانے والا ہی پس اگر ایسا شخص کوئی راز تجہسے کہے کہ گرہ تیرے
لب پر لگا دے یعنی بتاکید کہدے کہ خبردار یہ راز کسی سے مت کہیو تو کاوش نفس تیز دم سوزن
سے بہی اس بند از کے ساتھ لب کو مت کہولیو یعنی چاہین تیری نفس واپسین سے لب کہلوائین
مگر اس راز سے نہ کہلین یہ بات میری بہی خوب مضبوط کر کے گرہ مین باندہ رکہہ اور مطلق مقید

حرص و ہوا کا مست ہو خوب جان لے کہ جہان اور جو کچھ اوسمین ہو اگر سب تجکو ملجائے تب بھی حرص نمین
مٹیگی بس جہان و مافیہا سب کو جو اسکے طالب ہین اونکے حوالہ کر کے مجرد و بے تعلق ہو جا اور
سارے جھگڑے چھوڑ دے کہ بحقیقہ حرص و ہوا مین جو جھگڑے ہین وہ جھگڑے حکمت آفرین کے
ساتھ ہین اسلیے کہ حکمت اوسکی تو تجھے اسقدر دینے کی مقتضی ہوئی اور تیری حرص خواہان زیادہ
کی پھر پورا جھگڑا حکمت آفرین سے ہی یا نہین لہذا جو کچھ ہی سب ہی سے درگذر کر اور عالی ہمت
بن اب کہتا ہی کہ اس جہان اور اسکے مافیہا کا تو تو فریفتہ حال بنا رہا وہ جہان اور اوسکا مافیہا
اوسکی کیفیت سن کہ بڑی حرص کی چیز اوسمین بہشت اور حور و غلمان ہین جنکی خاطر عباد و زہاد تنگ
عیشی اختیار کرتے ہین نہ پیٹ بھر کھاتے ہین نہ نیند بھر سوتے ہین کل نماز و نیاز انکا اسی کیواسطے
ہی یہ بہشت انھین تنگ عیشون کے خوان کا ماحضر ہی سارے طعام قلیل ہی انکا انھین کو چھوڑ دے
اور تو اپنا راز و نیاز اوس سے رکھ جسکے نعمت دیدار کے مقابل یہ بہشت خس و خاشاک برابر بھی
نہین اگر تجکو اسپر راضی کرنا چاہین تو ہرگز اپنی جبین نیاز سے چین مت کھولے اور بخوشی راضی
مت ہو دیکھ مین تجکو جتائے دیتا ہون کہ تیر طعنہ ہمت کا نشانہ ڈھونڈھ رہا ہی کہ کون اس قابل
ہی جسکو نشانہ بناؤن اگر تو بہشت و حور عین پہ گرا تو تو ہی اوسکا نشانہ بنیگا بس ہرگز ہرگز حور عین کی
صورت پر آنکھ مت کھولے کہ حسنا ہی یا کوئی بلا اور اگر بمقتضاے علو ہمت دونون جہان پر لات مار کر
طالب دیدار معشوق حقیقی کا ہوتا ہی تو بڑی مروت دل کے ساتھ یہ ہی کہ اسکو عافیت گزین مت
ہونے دے ہمیشہ مشکلات و صعوبات عشق مین پھنسا رکھ اسواسطے کہ عافیت سرمایہ غفلت ہی
اختلاف نسخہ مطبوعہ مین بجاے کلید موم مہر کے کلید موم و مہر فعل ٹھیک نہین لکھا ہی اور شاید اسی
مہر کو بعضے ببر سمجھے ہین جو یہ نسخہ قائم کیا گیا اور مثال ظن بنا کی جگہ مثنا اسکا سقم بھی ظاہر کہ جب قلم سے
ٹپکا تو بیشک ظاہر ہوا چھپا نہین رہا پھر ایسی تاکید و مبالغت ظن و یقین کی لکھ صحیح ہوگی دوسرے
شعر مین واللہ اعلم یعنی حضرت قدرت احمد محشی لکھتے ہین کہ دراز دست عالم و بے عمل اور حریص
یعنی در دروازہ مشاہدہ معشوق حقیقی کا سامنے حریص میوہ اور حور و قصور کے مت کھول پھر لکھتے
ہین کہ بعض نسخ مین بجاے دراز دستان نیست کے دراز دستانست دیکھا گیا کہ اس صورت
مین دراز دست مراد عالی ہمت ہوگا اور میوہ چین حریص آگے وہی واللہ اعلم جب واللہ
اعلم کلام انسان مین مدار معنی کا ٹھہرا تو پھر معنی لکھنے کا قصد کیون کیا ظاہر ہی کہ شاعر نے ایک
لفظ کہا ہوگا خواہ ہست خواہ نیست ایک پر جسکے ایک معنی لکھ دیے ہوتے اور جو لکھے وہ بھی مہمل

مبہم اسواسطے کہ اپنی فکر پر اطمینان تو ہی نہین ملا قطب نے بہشت نزار مثل گلزار کے اختیار کیا ہی
دراز دستان حریصان معنی یہ کہ طالب بہشت کا ہونا حریصون کا کام ہی دروازہ مشاہدہ معشوق حقیقی کا سا منے
میوہ چین سکے کہ خود وہی حریص ہین مت کھول پھر لکھا کہ بجاے زار کے راز بھی نسخہ ہی اور آخر مصرع
مین نیست اور یہ تحریف کاتبون کی معلوم ہوتی ہی انتہی اگرچہ معنی شارح کے بر تقدیر صورت دل
کے ہوسکتی ہین مگر خدا کرے متاملین کے نزدیک سابق لاحق سے مربوط بھی ہوجائین اور کوئی نسبت
تحریف کی انھین کیطرف نہ کرے ظاہرا تو شعر صدر مین شاعر نے راز دین کہا ہی اس شعر مین اوسی
کی تائید و تفسیر ہی پس بہ از راز ہی ہی اور زار آخر زار مین تو پہلے ہی صورت کو مربوط و مضبوط جانتا
ہون اور پریشان باتون مین نہین پڑتا آیندہ اپنے اپنے دل کا ہر کوئی مختار بجاے لبت کے
دلت صحیح نہین ہی اسواسطے کہ نفس و پہین سے لب کھلجانے کی مناسبت بدیہی ہی اور افشاے راز
مین بھی لب ہی نامزد ہین جیسے السراذا جاوز من الاثنین فشاع قولہ اگر دلت زخرابی الخ برآ
ملک الخ دریچہ کہ عمی الخ محل شناس طرب الخ بطرف چشمہ کوثر الخ اگر تو مردہی الخ زجان و دل
بکشا الخ الانتباہ خرابی بیاے مصدری بمعنی ویرانی اگرچہ خراب خود مصدر ہی لیکن فارسی مین
بمعنی ویران کے مستعمل ہی اسواسطے بڑھائی گئی ہی عمارت بکسر آبادی اور آباد کرنا و نیز بمعنی مرمت
صرفہ بالفتح فائدہ و نفع تشنیع برا کہنا ملامت کرنا ما وطین مراد اسی عالم آب و خاک سے الحاصل معنی
پہلا شعر متفرع ہی شعر صدر پر یعنی مین تجکو جتاے دیتا ہون کہ دل عافیت دوست تیرا اگر خرابی
عافیت سے تنگ ہی اور اسکو پسند نہین کرتا تو ہرگز اسکی مت مان اور ہزارون طرح کی آبادی
عافیت پر لات مار اور اسی تنگی سے اسکے دل کشائی مت کر اسی مین پھنسا رکھ کہ اسی تنگی سے
کشود کار ہوگی شعر مابعد مین قدم مراد جان ہے ہی حدوث کنایہ دل سے دونان ہمنشین جوارح
اور دیگر اعضا یعنی قوا اس دل کی کیفیت سو عافیت دوست بننا چاہتا ہی واقف نہین یہ وہ ہی جسکی
سعی سے ملک قدم یعنی عالم روح کو جو اصل ہے تو پہونچ سکتا ہی پس اگر تیرا دل تجھسے موافق ہی تو دیر
مت کر اور ملک قدم کی طرف دوڑا اور جو ہمنشین کمتر و دون ہین انکے طرف آنکھ کھولکے مت
دیکھ پہلا سوا دل بے کے اکثین سے عرش اللہ تعالی اور کسکو کہا ہی مگر صورت حصول اس معنی کی یہی ہی
کہ اسکو لذت عیش و آرام دنیوی سے محفوظ اور آلام و اسقام درد عشق سے محفوظ رکھ اور وہ
دریچہ کہ جبین سے غم سر نہ نکالے اسکے صرفہ کام ہے کے واسطے مت کھولے یعنی اوس کام مین اسکا
فائدہ مت سمجھے اسکا حزین رہنا ہی بہتر ہی اور یہ جو دل حزین کی تاکید اور صفت کرتا ہون اور

طرب سے منع کرتا ہون تو محل شناس طرب نہین ہی یہی تجکو بتاؤن محل طرب وہ ہی کہ جب گرد غم سے
چہرہ غبار آلودہ ہوئی اور یہ برعکس اسکی محل طرب نہین بلکہ محل غم ہرگز اس ہی شگفتہ جبین اور کشادہ ابرو مت ہو
شعر آیندہ مین بیان عشق مجازی کا ہی بس چشمہ کوثر کنا یہ معشوق صبیح شیرین ادا سے تشنہ لب سے
بحالت عشق زین بکشا سے آمادہ روانگی کارہ یعنی اگر کنارہ چشمہ کوثر کے پہونچے کہ وہ معشوق شیرین
حرکات ہی اور حال یہ کہ تو تشنہ لب بھی ہی یعنی تو فریفتہ بھی اوسکا ہوا تو لازم ہی کہ سرسری اوسکو سمجھتا
ہوا اپنے رخش ہمت پر سوار منزل مقصود کو کہ وہ طلب شاہد حقیقی کی ہی چلا جا اور اترنے مت کہ مراد
اوسمین پھنس جانے سے ہی اور اتفاقاً اگر پھنس بھی گیا تو رخش ہمت کا زین مت کھولے مستعد روانگی
کارہ نہ یہ کہ اسیکا ہورہے جیسا کہ حضرت جامی رح نے فرمایا ؎ مے باید کہ در صورت نمانی +
ازین پل رو و جو در ابگذرانی + شعر مابعد مین وجود مراد نفس سے ہی یعنی زین کھولنے سے اسواسطے
منع کرتا ہون کہ جب تو مرد راہ خدا اور عاشق خدا کا بنا ہی تو صورت مین کیون پھنسا جاتا ہی صورت
مین پھنسنا تو مقتضیات ہوائے نفسانی سے ہی اور اسکی بدولت زحمت اوٹھانا ہی اور زحمت عشق مین
ضرور بس مرتکب اس گرفتاری صورت کا ہو کے دروازہ طعن و تشنیع اہل آسمان کا اہل زمین پر کیون
کھولتا ہی تیرے سبب سے سب بدنام ہونگے کہ دیکھو یہ اہل زمین خدا کے عاشق بنتے ہین اور صورت مین
گرفتار ہو جاتے ہین تو فرصت کو غنیمت جان اور یہ سمجھے رہ کہ میرے ہاتھ سے جاتی رہے اور اپنے جان
دل کی طرف متوجہ ہو انکی عقدہ کشائی کر جو کچھ ہین یہی ہین انھین سے شاہد حقیقی کا سراغ پائیگا اور
ماء و طین یعنی عالم آب و خاک کی عقدہ کشائی کا خیال مت کر یہ حکما وغیرہ پر چھوڑ دے وہی اس بیہودگی
مین سر مارا کرین اور زمین و آسمان کے قلابے ملایا کرین تو یہی سمجھے رہ ؏ کہ کس نہ کشود و نکشاید
بحکمت این معمارا + اور صورت اسکی یہ ہی کہ جان کے دروازے پر جو قفل معنی کا لگا ہی یعنی جان
مین معنی بھری حکمت ازلی نے قفل لگا دیا ہی اس قفل کو کھول اور کھولنے والا اسکا دل ہی اوسی کے
ہاتھ سے کھلیگا اور سوا اس دروازے کے اور دروازے جو اسرار عالم آب و خاک کے بند کیے
گئے ہین اونکی کشایش سے غرض مت کر اونکے درپے ہونا فضولون کا کام ہی بالخلاف کسی
شارح و محشی نے براہ ملک قدم اور بطرف چشمہ کوثر تا آخر ان دونون شعرون کے کچھ معنی نہین
لکھے صاف گریز کی ہی قولہ ولیکہ باید از افتادگی الخ ولیکہ صحبت عشقست الخ ز آب و رنگ چہ الخ
بتیغ غمزہ جانان الخ متاع دل کہ نباید الخ بنا سے عمر برا الطاف الخ بہشت خاک نیز زد الخ زتیغ
و در اہب الخ لب صفا بکشا الخ الاعتبار افتادگی فروتنی و خاکساری ببر فشاندن مین اگرچہ مرادہ

ہی لیکن معنی ایہامی سے خالی نہین برعایت دامن واستین نظم ونثر سے مراد زیب وآرایش ہین یا بکسر
کلمہ زجر وتنبیہ کا ہی بمعنی مشتاب وو گذار و آگاہ باش و اینک و بمعنی سیلاب نیز غرفہ بالضم بالاخانہ اور
دریچہ سنین بکسر تین سالہا جمع سن بفتحتین شہور بضمتین جمع شہر بمعنی راہب بکسر ہا پارسا اور عابد ترسایان
المعنی یعنی جو مین نے کہا کہ دست دل سے قفل جان کا کھول اوس دل کی یہ صفت ہی کہ افتادگی
وخاکساری سے خوش ہو اور عجب وغرور سے متنفر جو مفہوم دامن آستین جھاڑنیکا ہی بس تو بھی اس گرد افشانی سے
خوش مت کر اوسکی کشادگی وہی خاکساری انہی ہی ایسے ہی جو دل مایۂ طرب وسکا صحبت عشق کی ہی اور راہب
صحبت مین سپہر و روزش وقت اور سلو نظم ونثر آرایش دنیا سے خوش مت کر اور خبردار احتیاط رکھہ کہ
آرایش کیطرف اصلا ملتفت تجھے نہ پاوے اوسکی اوہی آرایش کافی ہی شعر مابعد بطور تمثیل یعنی خیال تو کر لالہ و یاسمین
دونون گل ہین لالہ مین آب ورنگ ظاہری زیادہ ہی یاسمن مین ایسی نہین یاسمن مین بعینہ جو معنی گل ہی لالہ اس
معرا ہی لالہ سنرا وار اسکے ہی کہ اوس سے کہا جاوے تو اپنی بہت سی شگفتگی ورنگینی یاسمن کو مت جتا
اسواسطے کہ تو بے معنی ہی اور وہ صاحب معنی اسی پر نظم ونثر ظاہری کو قیاس کر لے اور کیسی نظم ونثر
اسکا تو نام ہی مت لے بلکہ تیغ غمزہ جانان سے پہلوے جانان دل کو پارہ پارہ کر ڈال اور
دکھہ مین مبتلا کر دے اور جو اس دکھہ سے تنگ ہوئے تو اوس دل سے ہرگز راضی مت ہو ہمیشہ چین
بجبین رہا کر وہ دل کس کام کا ہی سے دلے کش درد عشقش نیست حاصل + گرہ در رشتۂ ہستی ست
نے دل + اور متاع دل کہ مراد درد عشق سے ایسے متاع نہین جیسی سوداگر گھر لیے پھرتے ہین اور
ہر کسیکو دکھاتے ہین یہ متاع تو در دوست پر کھولینگی ہی سوا دوست کے اگر حضرت سلیمان
اسکی قیمت مین اپنی انگشتری دین جسکی صفت مشہور تب بھی مت کھول اسکی قدر وقیمت سوا
دوست کے کوئی نہین جانتا اور خوب جانلے کہ یہ متاع عین عنایت والطاف دوست سے
ہی جو تجکو عطا ہوئی یعنی تجکو اپنا عاشق وطالب بنایا ایسی قسمت کسکی ہی بقول حضرت سعدی رح
سے منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی + منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت + بس جو عمر
عزیز تیری اس درد عشق مین گذری ہی وہی اصل زندگی و عمر ہی اور جو بدون اسکے چاہے کتنے سنین
مہینے ہون وہ حیات نہین عین ممات ہی بس زمانہ پر بناء عمر کے قائم مت کر تو نے قول حضرت
سعدی کا نہین سنا ع کہ دانا زندہ ونادانست مردہ + اور یہ جو دارا وسکندر وغیرہ بڑے
بڑے بادشاہ صاحب ملک ودولت گذرے ہین اور اپنی عمر ملک گیری وولایت ستانی مین کھوئی
اور فتوحات ظاہری کو عظیم سمجھا کیے عشق سے بے بہرہ رہے یہ سب دیوانے تھے انکی ولایت

در بازیچہ الخ خموش عرفی ازین الخ رموز و حکمت اسرار الخ الانتباہ سیار ہندی بھر نیو الا فراز لغت
لغات اضداد سے ہے بمعنی بند وکشادہ اور پست وبلند اور زیر وزبر اور عقب وپیش اور نیز زائدہ
زادۂ خرد کلام اور سخن فراز کنم امر غائب ہے لئے باید کہ فراز کنم ہزل بالفتح سخن بیہودہ اور مسخرگی اور لاغر کرنا
المعنی پہلے شعر مین لف ونشر مرتب ہے اور وہ وحدت وتوحید اور آن مع این ہے یعنی وحدت وتوحید کی
باتین جنکا مقام دل ہے نہ زبان کہ رنگا رنگ کی باتین کرتی ہے اور شب و روز اسی مین مصروف رہتی ہے
اسکے حوالہ مت کر یہ باتین اسکے کرنے کی نہین ہین بلکہ جب آدمی اس مقام پر پہونچتا ہے تو یہ اپنے
کلام سے معزول ہو جاتی ہے جیسا کہ فرمایا ہے من عرف ربہ فقد کل لسانہ اور یہ تو بتا کہ اگر تو زبان
کو اس راز و بیان کے ساتھ کھولے بھی تو کسکے سامنے بھلا مردون سے کوئی باتین کرتا ہے اور
یہ جو روے زمین پر ہزارون چلے پھرتے ہین انکو زندہ مت سمجھ یہ سب مرے ہین اور اگر تو نے
انکو مردہ نہین جانا تو تجھسا ہے پھر کون تو اگر قبر کسی مردہ کی کھولکے دیکھیگا تجکو وہان بھی مردہ نظر
نہین آئیگا اب شاعر کہتا ہے کہ اکثر اہل خرمن کو دیکھا کہ خوشہ چینون کا دامن کھولکے خوشے دیتے ہوئے
اور نکے بانٹ لیتے ہین اور نظر اپنے خرمن پر نہین کرتے کہ ہمکو اتنا بہت ملا ہے اس تہی مختصر پر طمع نہ کرین
مگر بخل نہین چھوڑتا لہذا یہ نصیحت اس بخل سے مجکو حاصل ہوئی کہ ہر ادنی پر شفقت و مرحمت کرنا چاہیے
اور یہ مضمون ایسا ہی ہے جیسے حضرت سعدی رح نے فرمایا ہے ؎ خداوند خرمن زیان میکند + کہ بر خوشہ چینان
سر گران میکند + شعر ما بعد اس عذر مین ہے کہ اوپر سے کیا گفتگو تھی اور اب کیا لکھنے لگا اسواسطے کہتا ہے
کہ مجکو چاہیے کہ ہر بات دہر معاملہ مین دریچہ بازیچہ کا بند کرون اور ہر بات سے پند پذیر و عبرت گیر
رہون بس اے مخاطب تو بھی میرے کلام کو بنظر ہزل مت دیکھ جیسے حضرت سعدی نے حکایت
پیر مرد لطیف و کفش دوز کی لکھکے فرمایا ہے ؎ بمزاحت نگفتم این گفتار + ہزل بگذار و جد ازو بردار
ایسے ہی مین نے بھی یہ ضرب المثل اہل خرمن نسبت اغنیا کے لکھی ہے کہ فقرا پر رحمت کرین اب دونو
شعر ما بعد کے تبع غرض ختم کلام مین ہین یعنی اے عرفی بس کر ان نغمون شور انگیز سے خاموش ہو
کیا ضرور کہ بلبل سے ترانہ سنجی اپنی تحسین و آفرین کی کرائے اور کیا ضرور ہے کہ رموز حکمت اور اسرار قدس
کے تیرے نغمون سے ظاہر ہون اور عقل اول کو جو روح القدس اور پیام آور شعرا کا ہے بلاوجہ اپنا بنائے
المخالف نسخہ مطبوعہ مین دربازیچہ بجاے دربازیچہ ہا اور حکمت و اسرار قدس بدون عطف غلط
لکھا ہے قصیدہ ختم ہوا شاعر خموشی کی ہدایت کرتا ہے اور مدح سے احتراز و اجتناب مگر میرا دل کہتا ہے
کہ تو تو مدح کا طالب نہین ہے انصاف کا ہے تو اپنے دل کی دل مین کیون رکھتا ہے بدون اظہار کیسکو کیا

غرض کہ متوجہ ہوئے اور حسن و قبح معانی محشی و شارحین اور ربط و ضبط اور اشعار فروگذاشت کردہ پر غور کرے کیا یہ شعر حضرت مولوی معنوی کا تو نے نہین سنا ؎ تا نگرید ابر کے خندد چمن ✿ تا نگرید طفل کے جوشد لبن

قصیدہ ۳۵ قولہ منادی ست از ہر سو الخ قضا سے عالم الخ ہوا سے روضۂ گیتی الخ قضا نہادہ الخ بشاشت دل اطفال الخ ہم از دریچۂ امکان الخ ہم از نتیجۂ افیون الخ بگوش عارض الخ الانتباہ یہ قصیدہ بھی اوسی بحر مین ہی جسمین پہلا تھا منادی بضم میم و کسر دال ندا کنندہ ہندی ڈھنڈھورا یا کہ حکم حاکم کا شہر مین پکارتا ہی فارسی مین بمعنی ندا کے مستعمل ہی اور بفتح دال ندا کردہ شدہ غصہ وہ خشم ہی مجازاً جو کسی کے خوف سے ضبط کیا جاسے اور قہر و غضب خلاف اسکے اسواسطے فصحا کے نزدیک اطلاق غصہ کا ذات باری تعالی پر جائز نہین بشاشت بفتح کشادہ رو اور خوش طبع اور تازہ رو ناصیام بکسر اول جمع صوم بمعنی روزہ غمام بفتح ابر نیام مثل صیام جمع نوم بمعنی خواب اور غلاف شمشیر و کار دالمعنی یہ قصیدہ اکبر بادشاہ کی مدح مین لکھا ہی اور رطوطیہ اوسکے عہد راحت مہد کی صفت مین یعنی اسوقت خوش و خورم مین ہر طرف سی یہ ندا کان مین چلی آتی ہی کہ ایخواص و عوام شراب عیش و نشاط کی تمپر حلال کیگئی ہی اور شراب غصہ کی حرام بفراغت تمام عیش و نشاط مین مشغول رہو اور غم و غصے کو پاس نہ آنے دو اور بتحقیق غم و غصہ کسی کے پاس آوے ہی کہان سے عالم ہستی مین ہو تو آئے عالم ہستی کا فضا تو سور و سرور سے بھر گیا اسکی مطلق گنجایش ہی نہ رہی جو قرار پکڑے اور جگہ پائے جیسے عاشق کے دل مین سوا معشوق کے دوسرے کی جگہ نہین ہوتی یا چشم تنگ لئیم مین بجز صرف اور بخل کے اور کو ٹھکانا نہین ملتا ہوا باغ دنیا کی ایسی شگفتہ اور ہر دم تازہ ہو رہی ہی جیسے نوبہار نوخطون سیم اندام کی کہ ہر وقت تازہ تازہ خوشنمائی و خوش آیندگی کے ساتھ جلوہ نما ہوتی ہی شعر مابعد اور لاحق اوسکا دونون قطعہ بند ہین یعنی کیون نہ ایسی تازگی و شگفتگی زمانہ مین ہو جبکہ قضا و قدر جیسے آمر و مامور دونون ہتمم ہین اور یہ کہ قدر نے تو بشاشت دل اطفال سے جو شب نوروز اونکو ہوتی ہی اور خاطر صائم سے نشاط جو صبح عید کے اوسکو ہوتی ہی ترض لیکے ایک معجون ترکیب دی اور تیار کی اور قضا نے یہ معجون زمانہ کے منھ مین رکھدی تا اسکے تازگی و شگفتگی کو زور و قوت بخشتی ہے علاوہ معجون بشاشت و نشاط کے یہ بھی کیا کہ امن کی کھڑکی عالم امکان پہ کھولدی جسمین سے صورت امن کی ایسی نمودار ہو رہی ہی جیسے بادل پھٹ جانے سے آفتاب نکل آتا ہی اور دھوپ پھیل جاتی ہی گویا قبل اس سے ابر نا امنی کا جہان پر چھایا ہوا تھا امن اب ظاہر

ہوئی اور اسی افیون امن کا نتیجہ ہی کہ شاہد تیغ خوابگاہ میان مین پانون پھیلاکے سو رہا نہ کوئی مفسدہ اوسکا
تا امینی عالم مین باقی ہی نہ ضرورت و حاجت تیغ کے سر اوٹھانے اور جاگنے کی ہی اکثر مرض اور عارضہ
باعث رہبری عدم کا ہوتا ہی اب زمانہ سے اوسکے کان مین یہ صدا پہونچی کہ تم سیدھے عدم کو چلے جاؤ
یہ وقت اور ہی دم مت ماریو اور ہمیشہ حوادث ہر کسیکے رنج و ملال مین ڈالتے ہین سو اونکی آنکھ مین ایامنے
نیل کی سلائیان پھیر دین کہ نہ کسی کو دیکھین نہ اوس کی طرف رجوع کرین **الخلاف** نسخہ مطبوعہ
مین زغصہ بجاے بغصہ کہ باعتبی پرسکے ہی ٹھیک نہین لکھا ہی اور رحجوشی نے بجاے غصہ کے نسخہ قصہ کا لکھا
ہی اور بجاے صائم و پیران کہ ہر دو فسانست و بادہ انگور طب و یابس لکھدینے سے مطلب **قولہ** الفا
طبائع الخ نیاید از دہن الخ زغایت شفقت الخ زپنجہ شانہ الخ زانہ در کتف الخ دراز شد سخنم الخ ز
بانگ ہیبت الخ ۱ الانتباہ حمام بفتح کبوتران و کبوتر جمع و واحد ہر دو معنی ملمع روشن کردہ شدہ اور
اور سونا چڑھایا ہوا طرفہ بالضم چیز نو اور خوش مجازاً بمعنی معشوق ضرغام بالکسر شیر درندہ اغنام بفتح مطلا
اغنام جمع غنم نر و گوسپند ان **المعنی** ان اشعار مین مبالغہ اتفاق طبائع کا مذکور ہی یعنی یہ ایسا دت
وقت ہی کہ طبیعتین مختلف جو منشا ایذا و اضرار کے ہوتے ہین سب متفق ہوگئی ہین چنانچہ محبت زر قی
اس درجہ ہی کہ بچہ کبوتر کا طعمہ شاہین سے ملتا ہی شاہین آپ نہین کھاتا اوسکو کھلاتا ہی اور وہ ہر وقت باز
کے منھ مین بسبب جوش محبت کے زبان تمکیک ملمع لباس طرفہ خرام کی رہتی ہی کسی وقت اوسکے
منھ سے نہین نکلتی ایسا کبک پر فریفتہ ہو رہا ہی جیسے کوئی اپنی محبوبہ معشوقہ کی زبان منھ مین لے لیتا ہی
اور نہایت شفقت سے شیر اپنے ناخن آہو کے بدن پر کھجلانیکو تیز کرتا ہی جیسے کوئی شفیق کسیکا بدن
کھجلاتا ہی اور اگر جنبش ہوا سے کوئی بال بز و میش کا لوٹ پوٹ ہوجاتا ہی تو بھیڑیے کے پنجے سے شانہ
ہوتا ہی اور اس شانہ سے صاف کیا جاتا ہی تا بقول ہندی کسی بال بانکا ہونے پائے الغرض زمانہ نے
پناہ امن و عافیت مین ایسا قرار پکڑا ہی جیسے عاشق کے دل مین معشوق سیم اندام کہ جسکو ہوا نہین لگتی
شعر مابعد گریز مین ہی یعنی بہت سی صفت تو آرام کی کی اور طول سخن کو دیا کہان تک کہے جاؤن یہ
تو ختم پذیر نہین بہتر یہ ہی کہ اپنی تقریر کو مختصر کرکے کہون کہ اصل یہ ہی کہ زمانہ نے اپنی باگ عدل کی بادشاہ
کے ہاتھ مین دیدی ہی بس اوسکے خاطر خواہ چلتا ہی خلاف قدم نہین رکھ سکتا اور وہ بادشاہ عالیجاہ
صاحب شان و شکوہ ہی جسکی ہیبت کی للکار اور صلابت تیغ کے نعرہ سے فلک اور صیاد دونون گھبرا
ہوئے بھاگے بھاگے پھرتے ہین کسیوقت قرار و سکون نہین پکڑتے جیسے مالک کو غصہ دیکھکے خادم
گھبرا جاتے ہین ہمنان فگندہ اور گسستہ لگام دونون بمعنی تیز روی کے ہین اوپر کے شعر مین فرمایا

یہ برا قائم مقام اضافت ہی فاعل وادہ کے قضا و قدر **قولہ** نماز شام نہ اثر پرتو الخ بجرم آنکہ براتش الخ بسم
عبرتش الخ الانتباہ نماز شام سے وقت مغرب لوامع بفتح اول وکسر میم جمع لامعہ پرتوہاے درخشان
واثرہاے روشن ازرق بتقدیم زا بر را کبود بہرام ستارۂ مریخ کہ جلاد و خونریز فلک ہی بام معروف اور
مخفف بامداد برعایت شام المعنی یہ تینون شعر قطعہ بند ہین یعنی شام کے وقت جو تاثیر پرتو مہر انور سے دامن
فلک کبود رنگ کا مثل لالہ کے سرخ ہوجاتا ہی اور لوگ اسکو شفق کہتے ہین یہ شفق نہین ہی بلکہ آفتاب نے
تیری راے روشن سے کچھ خیال معارضہ کا کیا تھا کہ مین اوس سے زیادہ تر روشن ہون قضا نے
بجرم اس یاوہ اندیشی کے سر آفتاب کا بر سر بام کاٹا ہی تاکہ ہر کوئی دیکھے اوسکے خون سے دامن فلک
کا سرخ ہو رہا ہی اور اب آسمان اوسکے سر کو نیزہ بہرام ترک فلک پر رکھے ہوئے تمام خطۂ عالم کے گرد پھرا
رہا ہی کہ جو کوئی دیکھے عبرت پذیر ہوئے اور قصد معارضہ کا نہ کرے مہر اور آفتاب اور سر مین تغائر
فرضی ہی **قولہ** از ان زمان کہ الخ بروے بستر لیل والخ وگر چنانکہ حدیثم الخ الانتباہ معالی بالفتح بلندیہا
جمع معلے بفتح میم وسکون عین مصدر میمی بمعنی با و بفتح وادنہ بالضم اعتبار کرنا مان لینا کردن افتادن
داشتن کے ساتھ مستعمل ہوتا ہی دلیل قاطع وہ جسکا جواب نہو المعنی یہ بھی تین شعر کا قطعہ ہی یعنی جب سے
کہ مفضل مفضل حقیقی اوسکے علو شان اور بلندیون کا خیمہ کون ومکان کے محل سے اوس پار نصب کیا
کیا گیا ہی فلک رنج وحسد سے لیل ونہار کے بستر پر رات دن مریض بے آرام کیطرح لوٹتا ہی دن بھر
چین پر نہین اور اگر میری بات کا یقین نہو تو دیکھ لو لوٹتے لوٹتے بدن اسکا نیلا پڑ گیا ہی یہی دلیل
قطعی اور بدیہی ثبوت میرے دعوے کا ہی **الخلاف** نسخہ مطبوعہ مین بجاے گرفت آرام کے گرفتارم
اور بجاے دلیل قاطعم دلیل قاطع غلط ہی **قولہ** چہ سود بود شد اگر الخ چہ منع طائر آبی الخ الانتباہ
منع باز رکھنا طیران اگرچہ بفتح یا بمعنی اوڑان سکے ہی لیکن فارسی والے بسکون استعمال کرتے
ہین المعنی یعنی دشمن اوسکا اگر ڈر کے مارے زرہ پہنے تو کیا فائدہ مرغ روح اوسکا تو بدن مین
ٹھہرتا ہی نہین نکلا بھاگتا ہی خیال تو کرو کہ صبا اگر رُوے آب پر موج سے جال بچھاے تو کیا مرغ
آبی کو طیران سے باز رکھہ سکتی ہی بس یہی حال دشمن کے مرغ روح اور زرہ کا ہی **الخلاف**
نسخہ مطبوعہ مین بجاے موج موم غلط لکھا ہی اور عجب کہ محشی نے بھی معنی مین موم لکھا ہی **قولہ** تازہ
میکنم انشا الخ نہ ہے زمیدہ مرا الخ مبوسے اونہ فرستم الخ بیگانہ عربدہ وشتام الخ چہ نازکیست الخ
ز اضطراب دلم الخ بہ نیم جرعہ چہ شوریست الخ بدو رحیرت اوالخ ز ذوق کشتن عرفی الخ زناز تا
جورش الخ نہ سے وجود سخاوت الخ الانتباہ انشا بالکسر اپنی طرف سے کوئی چیز پیدا اور شروع

کرنا اور وہ علم کہ جس سے ترکیب عبارت نثر کی معلوم ہوتی ہی عربدہ بفتح اول و بائے موحدہ بمعنی غوغا اور جنگجو تو ربود مجہول غلغلہ اور شہرت اور عشق اور جنون حیرت مراد عشق سے عنان فگندہ کے معنی اور گرندے المعنی پہلا شعر تمہید تحریر غزل مین ہی جو بعد مین لکھی ہی یعنی اب ایک تازہ نظم گہر فشان ایسی انشا کرون جسکے سواد روشن کے عکس سے مثل آفتاب کے ماہ کامل نور و ضیا حاصل کرے یعنی فرش زمین سے سطح فلک برین تک نور ہی نور ہو جاے اور وہ یہ ہی کہ مین عجب بدقسمت ہون کہ آہوے وصال میرے دام سے ایسا نکل گیا ہی جیسے میرے دیدے سے خواب اور دل سے آرام کہ لوٹنے کا نام ہی نہین لیتا اور باوصف درد ہجر اور مصیبت فراق کے پیغام بھی اوسکو نہین بھیجتا جیسے کہ لوگون کی یہ بین خیال کہ حیف کی بات ہی میرے حال ور از سے پیغام واقف ہوئے ہے رسول و قاصد و پیغام و نامہ حاجت نیست ٭ کہ درمیان من و ہین من و تو بسیم ٭ اور جسوقت کہ وہ دشنام دیتا ہی تو دشنام کا مجکو اصلا غم نہین دشنام کیا چیز ہی کہ جب کہ ضرب الحبیب زبیب کہا ہی بلکہ اس رشک مین جلا مرتا ہون کہ مین تو اون لبون کی لذت سے محروم ہون اور دشنام مفت لذت اونکی اڑائے اللہ اللہ اوسکے نازکی و نزاکت کو ذرا غور کرو کہ جسوقت وہ جلوہ افروز ہوتا ہی اور خرامان خرامان پھرتا ہی میری نظر پڑتی ہی خرام سے باز رہتا ہی یسی نظر میری اوسپر بار گران ہوجاتی ہی اور عادت معشوقون کی ہی کہ عاشق کو دیکھکے کنارہ کش ہوجاتے ہین شاعر نے اوسکا باعث اپنی گرانی نظر کو ٹھہرایا ہی اور جسوقت کہ وہ قامت سیم اندام میرے خیال مین گذرتا ہی تو شدت اضطراب سے میرے ہوش کے پانون ڈگمگ ہوجاتے ہین قائم نہین رہتے الٰہی مین حیران ہون کہ ایک نیم جرعہ پینے سے کسقدر شور میرے دل مین پیدا ہوگیا ہی کہین اوسکے لب نمکین سے تو کوئی قطرہ جام مین نہین ٹپک پڑا تھا ورنہ ایسی نمکینی اور کس مین ہی عجب حال ہی میرا کہ اوسکے دور عشق مین متواتر جام زہر کے بطوع و رغبت پی رہا ہون اور وہ جام زہر نصیحت و ملامت خاص و عام کے ہین شعر بعد مین از نوعیہ ہی یعنی اور تو جو کچھ ہی وہ ہی مگر اس بات مین مین حیران ہون کہ اس قسم ذوق نے جو مار ڈالنا عرفی کا ہی کیون اوسکے دل بے رحم مین مثل کینہ کے جگہ پکڑ لی ہی اور ایسا جم گیا ہی جیسے کینہ کہ ہرگز دل سے نہین نکلتا اور کیون ایسے ظلم پر کمر باندھی ہی کہ اوسکے تازیانہ جور سے سمند صبر عرفی کا رواں اور رواں ہو رہا ہی جیسے حکم شہریار انام کا انام مین اب آگے بطریق التفات مدح کرتا ہی یعنی اے ممدوح تیری وہ ذات والا صفات ہی کہ وجود سخاوت کا تیرے ہی دست فیض سے مجسم و متشخص ہوا جیسے ذات شخص کی اوسکی صورت سے اور شخص نام سے سمجھا جاتا ہی ایسے ہی سخاوت

تیرے ہاتھ سے کہ جہان سخاوت کا نام آیا فوراً تیرا ہاتھ خیال مین گذرتا ہی کہ یہ ساختہ پرداختہ اسکی ہی
اختلاف نسخہ مطبوعہ مین بگاہ جلوہ بجاے چو گاہ جلوہ اور بجاے بخیال آن بخیالم کسی نے بنایا ہی
اور بہ نیم جرعہ چہ شور ریست اسکی جگہ بہ نیم جرعہ شور بست اور بجاے ملامت عام نصیحت عام اور سمند صبر
زیست کی جگہ سمند صبر نست یہ جملے غلط ہین اور فساد انکے متامل پر مخفی نہ رہین گے محشی نے اس شعر
کے معنی ذوق کشتن عرفی تا آخر ملا عبدالرحیم کی طرف سے جو لکھے ہین کچھ ٹھیک نہین معلوم ہوتے
ہین اور محمد شفیع کی طرف سے لکھے کہ شیخ رستم سے ایسا سنا گیا کہ یہان سے لفظ برگشتہ کا محذوف
ہی یعنی مین حیرت مین ہون کہ میرے مار ڈالنے کے ذوق سے کیون پھر گیا اور بجاے چو کے چہ
استفہامیہ یعنی کون سے کینہ نے اوسکے دل مین جگہ پکڑی کہ میرے مار ڈالنے سے پھر گیا انتہی
ملا قطب لکھتے ہین کہ ذوق قتل عرفی سے کہ وہ معشوق رکھتا ہی حیران ہون کہ مانند کینہ کے کسواسطے
اوسکے دل بھیر مین جگہ کر گیا ہی جیسے کینہ کا اوسکے دل سے نکلنا ممکن نہین ذوق قتل عرفی کا بھی
ممکن نہین اور اس غرض سے اظہار اوسکی بھیری کا ہی نہ اپنی سلامت انتہی ملا قطب کے اور میرے
معنی مین فرق دوسرے مصرع کی تشبیہ کا ہی اور شیخ رستم کا کیا کہنا انکا معاملہ تو سینہ بسینہ گوش بگوش
کا ہی عرفی سے سنا ہوا الفاظ شعر کیا چیز ہین جو چاہین حذف کرین جو چاہین پیدا کر لین اور جاہین
جسکو تغیر و تبدیل کرین مگر ہین تو یہی کہونگا ع مرا بخیر تو امید نیست بد مرسان **قولہ** بود برات الخ
فتنہ ذوق سخا الخ بناے دولت خصم الخ بعہد عدل تو الخ دوام جاہ تو الخ درون مطبخ جاہ الخ
انتباہ برات کے معنی اوپر گذرے ہوس بفتحتین ایک قسم جنون اور دیوانہ ہونا فارسی مین بمعنی آرزو
اور شوق اور عشق ناقص اور خام کے مستعمل ہی صبیہ بفتح صاد و کسر باے موحدہ و تشدید یاے تحتانی
دختر صبی اسی حلیہ کے ساتھ مگر بدون تاے تانیث جو وقت مین ہا ہو گئی ہی لڑکا دودھ چھوڑایا
ہوا مشیمہ بفتح میم و یاے معروف وہ جھلی جسمین بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہی دقیقہ باریک چیز اور ساٹھوان
حصہ درجہ کا مفصل بیان اسکا چہرہ پرداز جہان اس قصیدے مین گذرا **المعنی** پہلا شعر تائید شعر
صدر کے ہی یعنی جیسی کہ اس عالم مین کوئی فرد افراد بشر سے تیرے جود و عطاے خالی نہین ایسے
ہی حسابگاہ قیامت مین ہر شخص مثال نامۂ اعمال کے برات تیرے عطا کی ہاتھ مین لیے ہوگا اور یہ
برات محاسبان اعمال پر جاری ہوگی پھر حساب کتاب کیسا منقول ہی کہ بادشاہ عادل دین و دنیا
قیامت مین بھی بادشاہ ہونگے اور جب بادشاہ ہونگے تو عطاے برات بھی مناسب بادشاہ
کے ہی پھر اسی کی تائید مین دوسرا مضمون ہی کہ تجکو سخاوت نے ایسا مزہ بخشا ہی اور اسکی لذت

تیرے دل مین جمگئی ہی کہ نکلنا اسکا ممکن نہین گویا مزہ پڑگیا جیسے لئیم کو مزہ بخل اور جمع کرنے کا کہ اوسکے
خزانہ سے ذرہ نہین نکلتا تیرے دل سے شوق سخاوت نہین نکلیگا اور اسی کے نتیجہ سے دولت پایدار
تجکو عطا ہوئی اور تیرے دشمن کی بنائے دولت بے بنیاد کی گئی جیسے عشق بوالہوس کا کہ ادنی تغیر مین
جاتا ہی اور اعتقاد عوام کا کہ ذرا بات مین سست ہوجاتا ہی عدل تیرا ایسا کہ تیرے زمان عدل مین کوئی
عدالت کیش ہوگیا حتی کہ صورت نگار صبیہ اور صبی کے پردہ ارحام مین دونون کو توامان نہین ہونے دیتے
اسواسطے کہ دونون کے رتبے مین کمی بیشی ہی اور عدل مقتضی مساوات پھر یہ کمی بیشی والے کیسے توامان
ہوتین اور اس عدالت کی برکت سے ایزد لایزال نے ایسا دوام جاہ تجکو عطا فرمایا کہ ہو یعنی تیرے
جاہ کو بے زوال کیا ہی کہ اگر اوس دوام کو ایک عالم فرض کرین اور عالم کے واسطے دورہ جیسے
کہ عالم مین دورے ہوتے ہین تو ذخیرہ ابد کا جو پوری مدت عمر عالم کی ہی اوسکے دورے کے ایک دقیقہ
مین تمام ہوجاے جاہ ایسا عالی جسکے باورچیخانہ مین کہ نعمت خانہ الوان نعمت کا ہی مہر وماہ باینہمہ
علو وبلندی کیا چیز ہین ایکا دنی دوٹکیان سو بھی ایک پختہ ایک خام قولہ زبان حادثہ را کے الخ
زخم نشتر فصاد الخ حروف قدر ترا الخ معہد عدل تو الخ خلاف قاعدہ الخ شہا بزم تو چون الخ
شہر دیجائزہ با حبیب الخ الانتباہ قضا مراد گردش فلک سے ندہ کا پہلا دال ساکن ہی الزام لازم
کرنا اپنے اوپر یا غیر پر کسی چیز کا شیشہ حجام شاخ حجام حجام بالفتح وجیم مشدد خون نکال لینے والا پچھنے
سے مجازاً موتراش اسواسطے کہ زمان قدیم مین موتراش ہی پچھنے لگاتے تھے ارقام بالفتح جمع رقم یعنی
عطیہ جائزہ صلہ اور انعام المعنی یعنی فلک تو اپنی گردش کا مختار ہی اور حوادث تاثیرات نجوم سے
لیکن تیرا مطیع ہی حوادث کو عمل کرنے سے باز رکھنا چاہتا ہی جب اونکی زبان درازیان از حد دیکھیا
ہی اور کچھ بن نہین آتا تو تیری تیغ کی محبت قاطع سے اونکی زبان کو روکتا ہی کہ تیغ ممدوح کو بھی جانتے
ہو کیا حال تمھارا کریگی اس الزام سے وہ دب جاتے ہین اگر ایسا نہو تو وہ بھلا کب دبین اور کب
رک سکین اور کیسے نہ دبین وہ بھی تو زخم نشتر تیرے فصاد انتقام کے کھاچکے ہین شاید کسیکو ستایا
ہوگا کہ فصاد انتقام نے نشتر مار مار کے اونکے دل کو شیشہ حجام کی طرح پر خون کر رکھا ہی ظاہر افلاک
بڑا عالیقدر معلوم ہوتا ہی کہ حضرت خالق الانام نے سب سے اونچا کیا ہی اور بڑی وسعت و
وسعت والا مگر تیرے منشور قدر کے حروف ایسے وسیع وفسیح اعلی علو پر لکھے ہین کہ یہ صورت خمیدہ
اسکے اون حرفون کا ایک جزم ہی موجود اسا ہوتا ہی اور ہر چند رسم خط مین جزم اوپر حرف کے
ہوتا ہی لیکن بنظر پستی مرتبہ خلاف قاعدہ مرسومہ اوسکو نیچے رکھا ہی شعر ما بعد اور لاحق اوسکا

دونون قطعہ بند ہین یعنی اے ممدوح تیرے زمان عدل مین بسبب تیرے حزم کے ضعفا اقویا پر ایسے دلیر ہین کہ آنکھین تیہو دمیش کی خون گرگ پر مثل غزال کے سیاہ ہو رہی ہین اے بمروت تیرے پاک اگر صیاد پیشہ لوگ خلاف قاعدہ باز کے شکار کو کبوتر پالین اور کبوتر سے باز کو شکار کرین تو ممکن ہی قطعہ مابعد کا فخریہ ہی یعنی اے شاہ عالم پناہ یہ قصیدہ ایسا ہین سنے تیری مدح مین لکھا ہی کہ جیسے تیرے نظم و نسق کے فیض سے ملک جہان نے نظام و آراستگی پائی ایسے ہی اسکی نظم سے ملک نظم نے نظام پایا ہی گویا تو بادشاہ ملک دنیا کا ہی مین بادشاہ ملک نظم کا اگر اس قصیدے کو تیری بزم مین پڑھون اور آسمان سنکر اسکے صلے مین لباس زمردفام اپنا مع جیب پر گہر درخشان ستارون کے میرے دوش پر ڈالدے تو لائق و سزاوار ہی اکثر امرا و سلاطین وغیرہ اپنی قبا وغیرہ شعرا کو عطا کرتے ہین شاعر بھی کنایۃً بلحاظ علوشان بادشاہ کو آسمان قرار دیکے کیسی حسن و خوبی سے اپنی طلب کو ادا کرتا ہی **قولہ** ہمیشہ زدم عنکبوت الخ بجاے شربت مقصود الخ **الانتباہ** عنکبوت معروف و نام پردۂ چشم لعاب بضم آب دہن و آب ہر چیز غلیظ و چسپندہ لعاب افعی زہر او جرعہ بفتح بالفتح ایک بار پینا کوئی چیز پینے کی اور اصطلاح اطبا مین ایک دفعہ کی دوا خواہ خشک ہو خواہ تر **المعنی** یہ قطعہ دعاے تابید مین ہی یعنی جب تک کہ عنکبوت پردۂ صبح کی کہ آفتاب ہی اپنے جرم سے لعاب لمعات کا ایام پر پورتی رہے چنانچہ شعاع آفتاب کے اوسکے دم کی صورت عیان ہی تب تک ہمیشہ تیرے دشمن کے دہن مین شربت مقصود کی جگہ لعاب افعی تیغ کا رہے آفتاب پر کلام عرب مین اطلاق تانیث کا کرتے ہین قصیدہ تمام ہوا اگرچہ یہ قصیدہ چندان سخت و مشکل نہین تاہم مستدعی انصاف و ملاحظہ شائقین و ناظرین کا ہی اور کہتا ہی

ہمائے اوج سعادت بدام ما افتد
اگر ترا گذرے بر مقام ما افتد

قصیدہ ۳۶ **قولہ** بہرے و عہد ما الخ منادئی میز بد الخ بشیرنی سخاوت الخ چنان عامست الخ ز قحط نان الخ مہر و مہ نان الخ مجو بلو لو کہ از مہ الخ **الانتباہ** نان فلک آفتاب بر عایت حضرت عیسی علیہ السلام کہ دو نون فلک چہارم مین ہین لولو بفتحین مروارید کلان بیش قیمت **المعنی** یہ قصیدہ بحر ہزج مین ہی ارکان اسکے مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل و مفاعیل کی جگہ فعولن بھی درست ہی یعنی یہ عجب زمانہ ہمارا ہی کہ کوئی شخص مائدہ و سامان نظر ہی نہین آتا سب آب و نان کو محتاج ہین اور بالفرض اگر آب میسر بھی ہوا تو نان نہین ملتی صرف آب ہی سے ناشتا شکنی ہوتی ہی مین حیران ہون عالم کی چہ طرفہ مین بہ ادنی تلخی

یہی ندا ہی کہ مفلسی کے درد کی کچھ دوا نہین ورنہ ہر قسم کے بید حکیم معالج ہر درد و مرض کے پکارا کرتے
تھے اسکے معالج کے کسی طرف سے آواز نہین آتی بلکہ لاعلاجی کی اور جو افلاس و احتیاج کے
وقت مین مفلس محتاجون کی حاجت روائی و قوت گذاری سخی لوگون سے ہوتی تھی اور وہ بھی سخاوت
کو مثل جان شیرین کے شیرین سمجھتے تھے لیکن اسوقت مین خود بے زر ہین سخاوت کیا کرین جب
سخاوت نہین تو مردہ اور بے جان ہین اور ایسی آبی عام جہان مین ہو رہی ہی کہ فلک پنجم
تک نام آب کا نہین بہرام ترک فلک کہ جسکی پیکان کی آب برائے نام آب کہلاتی تھی وہ بھی
نہ رہی پھر کوئی جاندار سیراب کیسے ہو فلک کہ جس سے روزی رزق مخلوق کا اوترنا مشہور ہی اور
ایک وقت مین حضرت عیسیٰؑ کے واسطے مائدہ نازل ہوتا ہی تھا اوسکا یہ حال کہ اب حضرت عیسیٰؑ
خود فلک پر جاکے اوسکے مہمان بنے اور اوسکے خوان مین سوائے ایک نان خشک کے اور کچھ
نہین پاتے ایسا قحط نان کا ہی اب بھلا کیسے حضرت عیسیٰؑ سے زیادہ ہنرور کون ہی جنھون نے
مردے جلائے اندھے لنگڑے لولے اچھے کیے تب بھی اتنی محنت کے ساتھ ایک ہی روٹی پائی پھر کوئی
ہنرور کیا کرے دریاؤن کی یہ کیفیت کہ سب مین بڑھکے عمان ہی جس سے لوگ لولوے ابدار اور
گوہر شاہوار پایا کرتے تھے وہ ایسا تنگدست ہو گیا کہ اب اوسکے پاس لولو کسکا ایک موتی بھی
نہین ناحق اے مخاطب تو اوس سے طالب گہر کا ہوئے اختلاف نسخہ مطبوعہ مین بجائے بانگ
کے درشش جہت پاس غلط لکھا ہی اور کسی استاد تیز طبع نے بلا لحاظ اشعار لاحقات کے سرخی
کی جگہ لکھدیا قصیدہ در شکایت فلک حال آنکہ شکایت خشکسالی و قحط کی معلوم ہوتی ہی اور
بیان بداعمالی مردم کی فلک بیچارہ کو تو خود محتاج و مفلس ٹھہرایا ہی خدا خیر کرے پہلی ہی بسم اللہ غلط
دیکھیے معنی کیسے لکھین کہین ایسا نہو ع تو برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی قولہ حدیثم از
زبان الخ چنان از بے زری الخ ہمہ این تنگ عیشیہا الخ غلط رہ شاہ نعمتہا الخ نیابی ہیچ الخ
گدامی سادہ الخ چنان بر خضر الخ چنان گرم اند الخ عمل این و آنکہ الخ مکافات عمل الخ لا اشتباہ
تنگ عیش مفلس اور رو مند نعیم بہشت اور جمع نعم سادہ امرد بے ریش اور احمق اور خالص غش ن
فعل مغلم این و آن سے کے مشار الیہ اسباب تنعم دنیوی مکافات بالضم پاداش بدی اور برابر ہونا ارزاق
بالفتح جمع رزق ہوائے نفس و رخواہش نفس المعنی شاعر پہلے دونون شعرون مین اوپر شکایت سے
تبرا کرکے کہتا ہی کہ یہ جو کچھ مین نے شکایت کی اوروں کی زبان سے یعنی اونکی کہی ہوئی ہی نہ خود
میری بھلا مین کہان اور یہ شکایت کہان مجھسے یہ بات کب ہو سکتی ہی مین تو بے زری اور مفلسی

ہین ایسا خوش ہون کہ اگر مخاطب تو متوجہ ہوکے خیال کرے تو یقین ہی یہی گمان کرے کہ یہ ہرگز بندہ
زر کا نہین ہی وہی بندے زر کے ہین جو شاکی ہین یہ شاکی غور نہین کرتے کہ اس تنگ عیشی و مفلسی کا
سبب کیا ہی اگر غور کرین کہ سب بدولت فسق کے ہی اللہ تعالی کے یہان کچھہ کمی نہین اوسکی بخشش بیحد و حساب
ہی اوسکے نعمت خانہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہی نہ کوئی حاجب نہ کوئی دربان جو مانع و مزاحم ہوئے
ایک خوان یغما ہی کہ جتنا چاہو اتنا لو لیکن یہ کافر نعمت مبتلائے فسق و فجور اوسکی راہ بھول گئے
اور راہ شیطان کی اختیار کی پھر کیسے نعمتہای رحمن کو پہونچین ؎ مہتر سے در قبول فرمانست +
ترک فرمان دلیل حرمانست + اب سنیے حال فسق و فجور کا کہ اگر ڈھونڈھو اور تلاش کرو تو اسوقت مین
جو شیخ پاکدامن کہلاتے ہین اونمین کوئی ایسا نہین ملیگا جسکے تنبان پر دھبہ فسق و عصیان کا نہ لگا
ہوگا پھر آلودہ دامنون کا کیا ذکر اور جو امرد بے ریش ہین وہ زن فعل اغلام کرانے والے کہ ہر وقت
اونکا دامن سر کی چادر ہی کہ اشارت ہیئت اغلام سے ہی شراب کی یہ کثرت کہ یہان سے
ظلمات تک جو منتہائے معمورہ عالم ہی اوسکی بو نے راہ خضر علیہ السلام کی بند کی ہی کہ چشمہ
حیوان کو نہین جا سکتی الغرض ایسی گرم بازاری عصیان کی ہی کہ دوزخ کو کچھہ پروا نہین
کہ شیطان اسوقت مبے کار رہیگا اپنے کام اغوا و اضلال مین مشغول ہی یہی شیاطین الانس سب
کام اوسکے انجام دے رہے ہین اب جائے انصاف و غور ہی کہ عمل تو یہ کچھہ کہ حرام و اغلام اور
شراب و عصیان کسی پر بند نہین اور پھر شکایت کہ بیچارہ کے پاس یہ نہین وہ نہین اس قسم کی باتین
بناتے ہین یہ نہین جانتے ہین کہ پاداش عمل یہی ہی کسیکا رزق ہر شخص کی خواہش مین قوت جان بھی نہین
ہو سکتین بلکہ قوت کو گھٹاتی ہین ؎ گندم از گندم بروید جو ز جو + از مکافات عمل غافل مشو +
الخلاف ملا قطب لکھتے ہین کہ اس زمانہ مین خضر پر بو سے سے راہ روکی ہی کہ چشمہ حیوان
کو نہین جا سکتے اس شراب ہی کو آب حیات خیال کیا ہی انتہی نعوذ باللہ اس شعر کے معنی محمد شفیع
نے ٹھیک لکھے کہ میرے معنی ملتے ہین اور مربوط اور بجائے عمل این و انکی کے غم دین مختار ملا قطب
یعنی غم دین کا اور پھر شکایت این ندارد و آن ندارد کی شایستہ اطوار دین کے نہین محمد شفیع لکھتے
ہین کہ باوجود اس عمل کے اظہار اس بات کا کرنا کہ فقیر این و آن نہین رکھتا دونون جہان سے
وارستہ اور خدا کے ساتھہ پیوستہ ہی انتہی اگر فقیر نفس متکلم سے مراد لی جائے جیسا کہ آپ کو فقیر حقیر
و خاکسار بولتے ہین تب کیا اس صورت مین بھی مربوط سابق و لاحق سے نہین ہونگے بے ربط
ہی رہینگے کما لا یخفی علی المتامل قولہ چراغ دست تجمد از دل الخ ہے ریا و رمشو الخ بیابان سے لکن الخ

بیابان چیست الخ یعنی نافرمانی و ناشکری الخ کسے کز نعیم حق الخ لبے در شکر جنباند الخ معاصی باعث الخ
باید ترک این الخ الانتباہ تاوان جرمانہ ڈانڈ غول بضم اول معروف جن اور دیو کہ جنگل مین رہتے ہین
اور چاہین جیسی شکل بنجائین قربان بمعنی قربانی داستان قصہ اور افسانہ خذلان بالکسر بے برگی زنہار
کلمہ تاکید کا ہی بمعنی ضرور المعنی یہ اشعار بھی موید و متفرع اشعار سابق پر ہین یعنی جبکہ اعمال و افعال
کا یہ حال دیا پاداش اعمال کا بھی ضرور پھر زمانہ اپنا ہاتھہ دست اندازی سے کیون روکے اوسکو
کچھہ اندیشہ کیسکی دل شکنی سکے تاوان و جرمانہ کا نہین وہ تو پاداش عمل کا کر رہا ہی سے اگر بدکنی
چشم نیکی مدار ٭ کہ ہرگز نیارد گز انگور بار ٭ اے مخاطب تجھہ مین کہتا ہون کہ اسوقت مین گھر
سے باہر مت نکل نہ بحر کا قصد کر نہ بر کا دونون آفت سے خالی نہین بحر کا یہ حال کہ قطرہ قطرہ اسکا
ایک طوفان بلاخیز ہی ایسا پر آشوب بے امنیت ہو رہا ہی بر کی یہ کیفیت کہ ہر خار بن اوسکا اوس
غول سے جو سر غیلان یعنی سردار دیو ونکا ہی اوس سے خالی نہین پھر کہتا ہی کسکا بیابان وہ زمانہ
اور تھا جو غول بیابان مین رہا کرتے تھے اب تو کوئی شہر ایسا نہین جو غولستان نہو تمام بستیون
مین غول ہی غول بستے ہین انسان نہین نظر آتے کیا انسان انھین نافرمان ناشکرون کو
کہتے ہین کہ ہزار دن عیدین ہوئین اور ایک قربان اوسکے شکرانہ مین نہ کرین اور جو کوئی خدا
کے خوف سے نعمت شناس بنا ہی کہین سن پایا ہوگا لئن کفرتم ان عذابی لشدید تو وہ ایسا ہی
جیسے کوئی قصہ کہانی کی کتاب ہاتھہ مین لیے پڑھتا ہو یعنی زبانی نہ جیسے کہ تعریف شکر کی ہے
الشکر فعل ینبی علی تعظیم المنعم بازاء النعمة سواء کان باللسان او بالجنان او بالارکان پس یہ جو شکر
مین صرف لب و زبان ہلا رہے ہین اور بموجب لئن شکرتم لازیدنکم کے امیدوار مزید نعمت کے
کیا یہ نہین جانتے کہ نعمت منعم حقیقی کی ایسی ارزان اور رائگان ہی جو ایسے شکر سے مزید ہو اور
یہ شکر زبانی قابل قبول ہوگا خوب جان لو معاصی باعث بے برگی و بے سامانی نفس کے ہوتے
ہین یعنی انکے بدولت روزی گھٹائی جاتی ہی اور اس بات مین کسی نادان کو بھی کلام نہین دانا
و نادان سب متفق ہین پس ضرور ہی کہ ترک معاصی کا کرے تا آسایش نفس و روح دونون کو حاصل
ہو یعنی بے برگی سے بھی روح کو تکلیف پہونچتی ہی اور معاصی سے بھی بیزار و ملول ہوتی ہی اور نفس
کی تکلیف بے برگی سے ظاہر الخلاف نسخہ مطبوعہ مین بجائے سر غیلان سرگردان اور بجائے
جنباند نجنباند صیغہ منفی کے مثبت غلط لکھا ہی اور ایسے ہی ملا عبدالرحیم کے معنی جو لکھے ہین کہ نعمت
نعیم کی ایسی ارزان نہین کہ بدون شکر مین لب ہلانے حاصل ہو انتہی اسواسطے کہ خلاف سیاق ہین فافہم

کما ہو الظاہر قولہ کسی کو واند الخ کہ دشمن عیبِ بطفنش کما لہی کو داند الخ اگر مومن بود الخ کسی کو ترک الخ
کسی کو سنے بدانذ ہمین گفتن نکو آید الخ الانتباہ کبر بالکسر بزرگی اور بزرگ ہونا قلاب بالضم وتشدید
لام ہندی آنکڑا کہ گوش آن ندارد یہ جملہ علیحدہ ہی کاف بمعنی اگر بمعنی یہ اشعار بیان چند قسم مردم
ومخلوق مین ہین پہلے دونون شعر قطعہ بند ہین یعنی ایک وہ لوگ ہین کہ معاصی کو معاصی جانتے ہین
مگر نفس کے مغلوب کر ترک نہین کرتے اونکو چاہیے کہ عیب اپنا ظاہر کرین نہ پوشیدہ اسواسطے کہ
جب دشمن دیکھیگا اور طعن وتشنیع کریگا نفس متکبر انکا متحمل طعن وتشنیع کا نہوکے آخر کو چھوڑ دیگا اور
ویسا انکو نہین رہنے دیگا ما بعد کے بھی دونون شعر مربوط ہین یعنی ایک وہ ہین کہ برائی کو برائی جانتے ہین
اور ترک بھی کر سکتے ہین لیکن قصد ترک کا نہین رکھتے اور یہ دونون فریق مومن ہین یا کافر اگر مومن
ہین تنبیہ وتادیب طوق وزنجیر سے کرنا چاہیے اور جو کافر اونکا قتل واجب ہی کہ محض بے ایمان ہین
اور ایک وہ ہین کہ بدی کو بدی جانتے ہین اور اوسپر عمل بھی نہین کرتے وہ بندگان خاص ہین خدا تعالی
بھی اونکو حیران پریشان نہین رکھتا اور ایک وہ مخلوق ہین کہ خرد اور تکلیف شرع سے معاف جیسے
حیوان لایعلم اور جمادات ونباتات کہ نیک وبد کو سمجھتے ہین نہ اوسکے ترک واختیار کا کچھ امتیاز اونسے
کچھ غرض نہین وہ بروز میثاق پیمان معشوق حقیقی سے علیحدہ رہے ہین چنانچہ منقول ہی کہ بروز میثاق
حضرت واجب الوجود نے سب مخلوق کو جمع کرکے ایک امانت کہ بعض نے مراد عشق سے لی ہی بعض نے
اسیات سے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہم چاہتے ہین کہ بحقیقہ فاعل تو ایک امر کے ہم ہون اور وہ دوسرے
سے سرزد ہو اور اوسکی پاداش مین سزا وجزا کیا جائے کوئی ایسا ہی جو اسکو قبول کرے زمین وآسمان
اور پہاڑ وما فیہا سواے انسان کے سب نے انکار کیا انسان نے قبول کر لیا جیسے آیہ کریمہ انا
عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان
ظلوما جہولا مستلزم ہی معنی کی پھر اون حیوان لایعلم اور جمادات ونباتات سے کیا سروکار وہ تو اس
پیمان ہی سے خارج ہو چکے ہین اور اگر عشق مراد لیجائے کہ مناسب لفظ معشوق ازل کے ہی تو بھی
مناسب ہے جیسا کہ حافظ شیراز نے فرمایا ہے ؎ آسمان بار امانت نتوانست کشید ✤ قرعہ فال بنام من
دیوانہ زدند ✤ یا کسی کا ہندی شعر ہی ؎ نہ اوٹھا آسمان سے عشق کا بوجھ ✤ ہمین ہین جو بلا
بلم بجاتے ہین ✤ اور بوجہ اختیار انہین دو باتون کے انسان اشرف المخلوقات ٹھہرا اور حضرت
رب العزت نے بھی اسکی صفت مین ظلوما جہولا فرمایا کہ دلالت ہمت وجرات پر کرتا ہی بعد کا
مصرع اشارہ ختم کلام مین ہی یعنی کہانتک کہے جاوین اتنی ہی بات مجکو اچھی معلوم ہوتی ہی کہ

اے مخاطب تو نیک بات کو سننے جا اور اسی پر کان لگائے رہ اگر مین نہین سنتا تو اسکا خیال ہرگز
مت کر سے مجھے تجکو کیا تو نے قول حضرت سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا نہین سنا ہے گفت عالم بگوش
جان بشنو ✣ ورنماند بگفتنش کردار ✣ اختلاف نسخہ مطبوعہ مین بجاے بزن بہ بت ایمان غلط
لکھا ہے یہ قصیدہ اگرچہ سیدھا سادہ بے تکلف تھا لیکن شارحین کے معانی کا سر و سامان آپ بھی
نہین کہہ سکتا کہ ندارد ہے یا دارد دیکھنے والے آپ دیکھ لینگے آخر یہ ہے یا نہین محک داندکہ زر چیست ✣

قصیدہ ۳۷ قولہ بود درکتم عدم الخ چند در پردہ نشیند الخ نہ ترا عقد زفافست الخ
مریمی کن تو کہ الخ الاشتباہ یہ قصیدہ ایک قسم بحر رمل مین ہے ارکان اسکے فاعلاتن فعلاتن فعلاتن
فعلان کتم بالفتح چھپانا کسی چیز کا اور راز چھپانا مجازاً پردہ اور پوشید کی بکر زن شوہر نادیدہ خلف بفتحتین
فرزند صالح اور بالفتح ضد اسکی اور ازاین آیندہ زفاف بکسر اول ہم بستر ہونا عروس کا شوہر سے اور شوہر
کے گھر جانا بعد رخصت عقد گرہ اور نکاح اور پیمان اور بیع کرنا مریمی و حاتمی دونون مین یا فعلیت کی
ہے تکرار مسیح و کلد کے بجہت تاکید مسیح دوست اور بہت پھرنے والا موافق ان دونون معنی کے لقب
حضرت عیسی علیہ السلام کا کہ بڑے پھرنیوالے اور دوست خدا کے تھے اور دروغگو اور یک چشم اور
یک ابرو مطابق ان معنی کے لقب دجال ملعون کا المعنی یہ قصیدہ تہنیت تولد فرزند خانخانان
مین لکھا ہے مناسب اسکے توطیہ سوال و جواب مگر طبیعت اور خرد وغیرہ کے انشا کیا یعنی چند روز
سے بکر میری طبیعت کی کہ مثل مریم شوہر نادیدہ اور عیسی زا ہے پردۂ عدم مین پوشیدہ تھی اور سخن سرائی
سے برکنار لیکن خرد کو صبر نہ تھا وہ اوسکے سر پہ کھڑی بار بار مستدعی باہر نکلنے کی ہوتی تھی کہ تیری پردہ
گزینی سے خلف الصدق خاندان عالم کون کا کہ وہ سخن ہے کب تک پردہ نشین و چھپا رہے اور
سوا تیرے کوئی اوسکا رازدار و محرم اسرار نہین پردے سے نکل اور اوسکی پردہ کشائی کر تو تو بکر
ہے تیرے واسطے قید زفاف کی بھی تو نہین جو ضرورۃ شوہر کی بغل سے نکل نہین سکتی اور میرا یہ
حال کہ مجکو اس دیر دنیا مین خدا تعالی نے تیرے بدون صبر و سکون نہین دیا جو صبر کرون تو
تو مریم ہے مگر حاملہ اور حاتم صاحب جود و عطا تیرا فرزند کہ وہی سخن جان بخش ہے مسیح مردے جلانیوالا
اور توفیق کہ جس سے مطلوب درستی پاتا ہے تیرے دروازے کی خاص گدا پھر تو اپنی مریمی اور
حاتمی سے کیون بند و کنارہ کش ہو رہی کیون نہین اپنے کام کو عمل مین لاتی اور دست عطا
کھولتی اختلاف محشی نے تو خلف کے معنی پردے مین رہ گئے نہ معلوم کیا سمجھے ملا قطب نے
لکھا فرزند ممدوح ایسے ہی مریمی کن اس شعر مین یہ کہ خرد بشارت دیتی ہے طبیعت کو فرزند مہر جہاں

انتی بھلا ان معنی کا کچھ بھی پتہ ٹھکانا ہی اسنے کوئی کہے اے حضرت ذرا اشعار آیندہ کو تو دیکھو سمجھو سخت
حیران ہون اگر کچھ کہتا ہون عیب جوئی ٹھہرتی ہی اور خاموش رہتا ہون تو کتمان حق ہوتی ہی وہ مشکل
گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل لیکن شکر خدا کا کہ مجھکو اس شعر سے چہ خوش گفتست سعدی در زلیخا ✠ الا
یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا ✠ سے بچایا ہی وذلک الفوز المبین **قولہ** این سخن گوش زد الخ
گوشہ گیر و جگر الخ خلق از مردہ بر و الخ فلک آمادہ شود الخ من بصد ناز کرشمہ الخ پس در آید برم
الخ بعد ازین کشمکش الخ **الانتباہ** میخوردمی باش امر استمراری صاحب مراد فرزند ممدوح سے
غالیہ ایک قسم خوشبو بالون مین لگانے کی مرکب مشک وعنبر وکافور و روغن بان سے ارکان
عناصر اربعہ جملہ ارکان وبنیانش کا شین مضاف الیہ نامزد **المعنی** یہ اشعار جواب بکر طبیعت مین
ہین یعنی بکر طبیعت خود کی یہ بات سنکے خرد کی بیخردی پہ ہنسی اور کہا جا صبر کر بیہودہ مت بک کسی
گوشہ مین بیٹھکے جگر خواری وتلخی کشی کر جب تک کہ صاحب تیرا جو فرزند ممدوح ہی زیب بخش اور
زینت فرما ملک ہستی کا نہووے اور عالم ظہور مین ظہور نہ کرے جسکے ظہور سے مخلوق مردہ بر اور مردہ
شنو مبہج ہوکے کوئی کسی کے پاس مژدہ اوسکے قدوم میمنت لزوم کا لیجاویگا کوئی کسی سے سنیگا کوئی
جوہر طلب انعام اکرام پاویگا کوئی جوہری یعنی سخنور گنج ستان ہوگا عروس فلک اپنا بناؤ کرکے
جلوہ طراز ہوگی جیسے کہ شب مین ہوتی ہی زہرہ غالیہ سا ہوکے زلف وطرہ آراستہ کرے گی او سوقت
مین بھی سیکڑون ناز وکرشمہ کے ساتھ ہمہ تن رنگ و بو بن کے جملہ ارکان پر قدم رکھونگی اور وہ
مطلوب دلی جس سے مین نامزد ہون میری بغل مین ہوگا وہ میری بند نقاب کھولیگا واسطے
بے حجابی کے مین اوسکے بند قبا کھولون گی تمنا سے ہم آغوشی بس اس کشمکش او رسطے ہوجاویگی حالت
حل کے اگر تو گستاخانہ اور بیباکانہ لب بابستہ عاشق سرائی سے کھولیگی تو البتہ موقع ہی اسواسطے
کہ جس سے مین نامزد ہون بدون اوسکے کوئی بات کیسے منہ سے نکالون غرض یہ کہ اوسی کی
تہنیت مین کچھ کہونگی **الخلاف** محشی کشمکش کو کشاکش دروازہ لکھتے ہین حال آنکہ شاعر کے
کلام مین دروازہ نہین بلکہ بند نقاب وبند قبا ہی لیکن ہوا کہرے یا تو خر موسی صعقا کی جگہ خر عیسی
صعقا بنادین **قولہ** للہ الحمد کہ آن وعدہ الخ دوش بر دوش قضا الخ وہم با طالع او الخ بخت با
گوہر او الخ سال مولودش از ان الخ مرحبا اے گہرت را الخ مرحبا اے ز عنایات الخ مرحبا ا
نظر الخ مرحبا اے بکنار پدر الخ **الانتباہ** بار نام خدا تعالی کا یعنی بزرگ پردگی پردہ نشین گم شدن
بھلایا جانا می سنگ امر استمراری ایسے ہی می شدائے صلب بالضم پشت وجر پاسے پشت کنار بالکسر

بغل اور بقچ کنارہ اور گوشہ المعنی یہ اشعار تولد فرزند ممدوح مین ہین شاعر کہتا ہی کہ شکر خدا کا کہ وہ
وعدہ طبیعت کا تمام ہوا اب خرد بھی کامروا ہوئی اور خداوند کریم بھی خرد و اسطے کہ لوگ اوس سے
خواستگار سخن کے تھے اور وہ بسبب پردہ گرفتہ طبیعت کے بند تھی اب اوسکو طبیعت سے
عہدہ ملیگی اور شعر و سخن لوگون کو دیکر کامروا ہوگی اور خداوند کریم بدین صورت کہ مسبب الاسباب
ہی اس عالم اسباب مین مخلوق کے کامیاب ہونیکا یہ سبب اوسنے پیدا کیا شعر بعد کا تفسیر اون ایہام
کی یعنی وہ جگر گوشہ قضا و قدر کا کہ جسکو وہ اب تک اپنے دوش و آغوش مین لیے ہوئے تھین پردہ
صنعت الہی سے نکلا دوش بہ دوشی بچہ کے دوش پر ڈالنے اور دست در آغوشی آغوش مین
لینے سے ظاہر شعر لاحق مین صفت بلند طالعی کی ہی یعنی ایسا بلند طالع پیدا ہوا کہ وہم نے
اوسکے طالع سے پوچھا کہ مین تیرے ساتھ آؤن یا یہین عرش پر رہجاؤن تو طالع نے کہا کہ
چلا آ مگر گم مت جانا میرا مقام ابھی بہت دور ہی صاحب نصیب ایسا کہ بخت نے اوسکی ذات
عالی صفات سے کہا کہ بموافق تیری ہمت و حوصلہ کے دولت نہین ہی اوسکو مکتفی نہین ہوگی
کہا ہم خوب جانتے ہین جو کچھ قضا و قدر نے تیرے پیٹ مین بھر دیا ہی جا باتین مت بنا اوسی کے موافق
ظاہر کرتا رہ مولود کے معنی سوا مفعول کے زمان پیدا ہونے کے بھی ہین پس شعر بعد کا مشتمل
تاریخ تولد مولود کے ہی جو مادہ تاریخ کا شاخ گل بے بدل ہی اور کیسا مناسب اوسکے اسواسطے
کہ چمن دولت و سلطنت مین وہ بھی اپنا بدل نہین رکھتا گویا مثل الاسما تنزل من السماء کے
لاحق کے چار شعر اوسکے آمد کی خوشی مین اور نیز شعر اخیر مشتمل گریز مدح ممدوح اور تکرار مرحبا کی
محتوی تاکید یعنی مرحبا اے مولود کہ تیرا وجود باوجود شرف ذات پدر کے ساتھ مخصوص ہی
اور مرحبا کہ تیرے قدم مین اثر ظل ہما کا ہی جسکے سر پر پانون رکھدے بادشاہ ہوجاے اور تو وہ
ہی کہ عنایات ازل کی جتنا ہی اوسکے رخ سے ظاہر ہی یعنی بڑی عنایت ازلی ہی جو تجکو بھیجا اور
علامات بہتر سے خود اپنی آپ تعریفین کرتا ہی کہ وہ صورت تیرے حال کی ہی اور تو وہ بخت
بلند ہی کہ نظر تیرے بخت بلند کی کیوان پر پڑتی ہی جو سیارات مین سب سے اونچا ہی اور انظار
کواکب مشہور ہ اور ذات تیری بالاصالت عالم امکان کی خوبی و رونق اور تو وہ ہی جو صلب
پدر سے کنار مادر مین آیا پس خدا تعالی تجکو ہمیشہ سایہ پدر مین چین و آرام سے رکھے
اختلاف نسخہ مطبوعہ مین بجاے ظل پدر فضل لکھا ہی قولہ بخاتمان کہ کہا الست الخ
ناخن قدر بتدا الخ زیب فرماندہیش الخ دشمنش را الخ دیدہ عقل شود الخ عدل او

چون روشن آموز الخ بخت او گر بدل الخ ۲۰ ان بود زند حسودش الخ آنچنان پیر و الخ اختلاف صور
از نوع الخ الا اشتباہ مصور بصیغہ مفعول صورت کردہ شدہ طرف بالفتح کنارہ اور گوشہ شکن کلاہ
کجی کلاہ شین دونون مصرعون سے ایک مضاف الیہ کلاہ کا ہی دوسرا مضاف الیہ قبا کا آلایش
اور آلاے آلودن سے بھرنا وہم رجوع ہونا دل کا کسیطرف بدون قصد اور گمان کرنا چہرہ کشا
مصور المعنی یعنی اس ہر بود ممدوح کا جسکی صفت مین نے بیان کی یعنی خانخانان ہی جسکی ذات کو صانع
کمال نے کمال ذات سے مصور کیا ہی ایک معنوی شی ہی پس اگر کسی نے صورت کمال کی نہ دیکھی ہو
اسکو دیکھے مگر گہر شناس ہو سو ایسا ہی کون کہ تماشا گر صنعت الہی کا بنے قدرت اوسکو قادر مطلق نے
ایسی دی ہی جسکا ناخن پردہ حقیقت کو پھاڑکے صورت تحقیق کی دکھا دیتا ہی جسکے اہل تحقیق تمام عمر
حیران و سرگردان رہتے ہین اور صورت اوسکی نہین دیکھ پاتے دولت اوسکی ایسی ہی جسکی قلم چہرہ
توفیق کی مصور ہی جس سے اسباب سامان مطالب دل کے آراستہ درست ہوتے ہین سارکی
زیب حکومت و فرمانروی کی اوسکے گوشہ کلاہ مین ہوتی ہی جسوقت کج کرکے سر پر رکھتا ہے
اور تمام نقد زندگی کا اوسکے بند قبا کی گرہ مین ہوتا ہی جبکہ وہ گرہ لگاتا ہی اور گرہ مین ایہام ہی
خواہ قبضہ مین خواہ گرہ لگانے مین دشمن بے سعادت اوسکا ایسا مایہ دار شقاوت اور گرد ادبار
ونکبت کا ہی کہ اگر ذرا گرد اوسکی جیحون جیسے دریاے ذخار پر پڑ جاے تو دامن اوسکا گرد آلود ہو جانے
سے تیرہ و مکدر رہے دامن دریا کا عرض و طول اوسکا دونون ہوسکتے ہین عاقل ایسا کہ ہر چند عقل
بڑی پر نور و ضیا اور مدرک غوامض اشیا کی ہی وہم بیچارے کا اسکے سامنے کیا رتبہ لیکن اگر صیقل گر اوسکے
اندیشہ کا آئینہ وہم کی روشنگری و صقالت کرے تو آئینہ وہم کا ایسا روشن و مصفا ہو جاے کہ عقل
کی آنکھین اوس سے چوندھیانے لگین اور تاب اوسکے تاب کی نہ لاسکین عادل ایسا کہ اگر
عدل اوسکا طرز بدلا لینے کی زبردستون سے زیردستون کو سکھاے تو قوت جاذبہ کاہ کی ایسی
قوی ہو جاے کہ کہربا اوسکے پیچھے گھسٹا پھرے بخت اوسکا ایسا نہال نوجوان پر برگ و بار ہی
کہ ہنگام نے نوازی اگر نغمہ طرازون کی خاطر مین عبور کر جاے تو نے کہ ایک چوب خشک و خالی
ہی اوسکی تاثیر سے شاخ طوبی بنجاے جسکی شاخ کا سایہ ہر جنت مین ہی اور جنتیون کو میوہ تازہ
تازہ جبکا اونکو خیال گذرے گا دیگی حاسد اوسکا اگرچہ قابل اسکے نہین کہ جہان مین زندہ چھوڑا
جاے مگر وجہ یہ ہی کہ رنج و حسد مین گھل گھل کے مردہ سے بدتر ہو گیا ہی کچھ چیز ہی نہین رہا اسواسطے
جہان کو اوسکے مارنے سے ننگ آتی ہی کہ کیا ایسی چیز مری ہوئی کو مارون اس سبب سے

جہان مین پڑا ہی کہ جہان کو اوسکے وجود عدم کی کچھ پروا نہین ہی قرب اوسکا بادشاہ سے بدین غایت کہ جب پیر و شاہ عالم پناہ کا ہوتا ہے تو سایہ بال ہما کا جو ہر وقت بادشاہ کے سر پر رہتا ہی کبھی کبھی اسکے سر پر بھی پڑجاتا ہی گویا ثانی بادشاہ کا یہی ہی معدلت کی اوسکے یہ کیفیت کہ اگر قلم عدالت رقم اوسکی مصور عدالت کی بنے یعنی عدالت کی صورت بنا کے دکھلائے تو کسی موقع پر اختلاف باقی نرہے بالکل سویت اور اعتدال ہوجاے یہان تک کہ کارگزاران نوع انسان بھی اختلاف صور چھوڑدین اور یکرنگی اختیار کرین بدین لحاظ کہ اختلاف مخالف اوسکی عدالت کے ہی ہر چند کہ زمان خلقت آدم سے اب تک ایسا ہی ہوتا ہی چلا آیا ہی یعنی اختلاف صور **قولہ** ایکہ در سایہ عدلت الخ تا ہوس تو وہ الخ شام احباب تر الخ بتر دادراک تو الخ بسکہ از لطف وعطا الخ وقت آنست کہ الخ گرنہ کشتی کرمت الخ زہر مار از نگہ خود الخ **الانتباہ** نائبہ بکسر ہمزہ وبائے موحدہ حادثہ اور واقعہ اور تپ گرم پالاسے پالودن سے صاف کرنا نخلے اندودن سے بھرنا لیپنا بر سرپاے استادہ احتساب منع کرنا امور نا مشروع سے **المعنی** یہان سے رجوع طرف التفات کی ہی غیبت سے پہلا شعر دوسرے شعر سے قطعہ بند ہی یعنی اے ممدوح تو وہ شخص ہی کہ تیرے سایۂ عدل مین بالکل امن وامان ہی اس سبب سے عالم فتنہ فروش اور فلک حادثہ زا دونون اس بات مین سرگرم ہین کہ تیرے ہوش کو صاف شراب مرموز اسرار غیب کی دین اپنی قوت عاقلہ کے پیمانے دل مین دانش کو صاف کر رہی ہین تا رموز فتنہ اور حادثہ کو خوب جانتا پہچانتا رہے ترا مین را قائم مقام اضافت کے ہی دونون مصرعون مین یعنی شام تیرے دوستون کی ایسی روشن ہو کہ خورشید جو سب کو زر اندود کرتا ہی اوسکی طلعت کو زر اندود کردے اور صبح تیرے دشمنون کی ایسی تیرہ وتاریک ہو جسکی ظلمات خورشید کو بھی بھر دے اور لیس دے تیرے ادراک کے سامنے اسرار قضا بر کف دست رہین اور تیرے قلم کے آگے احکام فلک ایک پانون سے کھڑے رہین مابعد کے دونون شعر بھی قطعہ بند ہین یعنی تیرے دل ودست عالم آرا نے بسبب جود وعطا کے ہر بیسروپا کو ایسی عزت وحرمت بخشی ہی کہ خاندان کرم کا جو قدیم سے معزز ونامور چلا آتا ہی سلسلۂ آز سے کہ ہمیشہ کی گدا پیشہ ہے قرابت کرنا چاہتا ہی اور خدا استگار دختر آز کا ہی بسبب عقد بلا وسواس تہتک اسوقت مین آز ایسی معزز ومکرم ہوگئی ہی احتساب تیرا اگرچہ بیحد وحساب ہی مگر بالفعل ایسا ہو رہا ہی جیسے کوئی عامل معزول تا کہ معزول بھی نہو اور پورا اپنا کام بھی نکرسکے اِس سبب سے کہ کرم تیرا حامیِ اصناف مخلوق کا ہو رہا ہی تا کرم کی بھی پاسداری رہے اور ارتکاب نا مشروع کا بھی نہونے پاے اگر عدل تیرا ظلم کی پردہ کشائی کرے کہ کسی نے

کسکو چھپے چھپے ستایا ہی تو نگاہ معشوقون کی کہ سانپ کیطرح چھپکے کاٹ کے اپنے گھر مین گھسجاتی ہی اور عاشق کی جان کے لینے چپ چپ چلاتے ہین بخوف میرے عدل کے اپنی نگاہ کا زہر آپ چوسے چپکے مشہور ہی کہ بعض مار افشا یعنی سانپ جھاڑنیوالے بزور افسون مار گزندہ کو پکڑ بلاتے ہین اور شخص گزیدہ کا زہر اوس سے چسواتے ہین الخلاف نسخہ مطبوعہ مین بجاے گردو از پے وہ دل کردہ او بجاے طلعت خور زر اندود طلعت خورشید اور حرمت بخشید کی جگہ بخشد غلط لکھا ہی اکثر ان اشعار مین ملا عبدالرحیم کے معنی محشی نے لکھے جو واللہ اعلم لکھنے والے ہین قولہ ایکہ از بہر الخ مدحت جز تو بفتوی الخ حرص کسب شرفم الخ دیدہ نہ فلکم ز اثر الخ جایم از دیدہ الخ گل اندیشہ من سحر الخ کلکم از بہر سخن الخ رہرو طبعم اگر الخ الانتباہ معتکف بالضم و کسر کاف کسی مسجد مین عبادت کو بیٹھنے والا اور کسی چیز سے رکجانیوالا شرفم کا میم مضاف الیہ کا ہی وائے یہ کلمہ ندبہ کا ہی اور ندبہ نوحہ اور ماتم ہر گہیم کا میم مضاف دست کا غلط دو نون مصرعون مین غلط کردہ شدہ کے معنی مین ہی مغلوب طبیعت وہ شخص کہ جسکی طبیعت مرض سے دب گئی ہو مرض اوسپر غالب ہو جیسے دیوانگی وغیرہ المعنی یہ اشعار اپنی کیفیت کے بیان مین ہین اور تیز فخریہ یعنی اے ممدوح تو تو وہ شخص ہی کہ تیری ستایشگری کیواسطے میری خرد نادرہ زا میرے لب نکتہ سرا پر معتکف ہو کے بیٹھی ہے کہ سوا تیری مدح کے اور کسی بات سے سروکار نہین اسی کو بہترین عبادت سے جانتی ہی اسیواسطے میری نیک اندیشی یہ فتوی دیتی ہی کہ تیرے سوا اور کی دیوانگی جسکی نہ روئے کا اعتبار اور ٹھکانا نہ ہنسنے کا تیری مدح سے تو مجکو شرف حاصل ہوتا ہی وہی مدح کرتا ہی پھر مین معذور ہون یا نہین بھلا تو ہی بتا کہ کوئی کسب شرف سے باز رہتا ہی افسوس یہ عذر میرا تیرے سامنے پیش ہوتا کہ بالکل وجہ مدح کی حرص کسب شرف ہی اور کیسے حرص نہو اسواسطے کہ جسوقت مین نامہ تیرے مدح کا مدح لکھنے کو ہاتھہ مین لیتا ہون تو ہر نہ فلک کی آنکھین میری اونگلیون کو تکنے لگتی ہین اور نہ اترا اونکی ہوتی ہین کہ یہ وہ اونگلیان ہین جنسے ایسے شخص کی مدح نکلی ہی قبل تحریر مدح کو نامہ مدح کہنا مثل من قتل قتیلا فلہ سلبہ کے ہی اور یہ ہوتا ہی کہ عقل اپنی آنکھون مین مجکو جگہ دیتی ہی اور مجکو سجدہ کرتی ہی جسوقت کہ مین ناصیہ سا تیرے کعبہ مدح کا ہوتا ہون بنظر اخفین مدعیان کے اگر مین اپنے گل اندیشہ کو سحر اور بلبل نطق کو الہام کہون تو غلط ہی بلکہ یہ گل معجزہ رنگ ہے اور یہ بلبل وحی تیرا فرق سحر اور معجزہ اور الہام و وحی کا سب جانتے ہین کبعد المشرقین ہی قلم میرے کو میری سخن چینی کے واسطے کہ مثل بار درخت باردار کے شاخ نہال طبیعت سے گر رہی ہین

سرور تین ہر یعنی اونکی ہی ہین ایسی مصروف کہ نہین اوٹھاتی مگر بسبب علو سخن کے سر اوسکا گردون سا ہوتا ہی اور میری رہرو طبیعت کی یہ کیفیت کہ اگر وادی خواب کو قطع کرے یعنی بالفرض یہ رہرو سو جاے تب بھی جہان اسکا قدم پڑیگا گنج معانی پر چڑیگا الغرض اگر طبیعت میری خواب مین پڑ رہے تو وہ بھی معانی سے خالی نہین ہوگا حالانکہ تر انا ایک لا یعنی بات ہوتا ہی اختلاف نسخہ مطبوعہ مین بجاے رہرو طبعم کے رہبر غلط لکھا ہی قولہ عرفی آہنگ دعا کن الخ تا محالست کہ الخ باد مساح فلک الخ یاس مجان تو الخ الانتباہ وجہ بالفتح طور اور طریقہ اور وہ چیز جس سے گذران کیجاے جیسے زمین اور مشاہرہ اور چہرہ اور رو جانب اور سوا اور ذات و حقیقت کفارہ بالفتح و تشدید فا بدلا گناہ کا اور چھپانیوالا گناہ کا مہتاب بگز پیمودن کنایہ کار محال سے کہ سر انجام اوسکا مشکل ہو غرض بفتحتین ہدف اور نشانہ مجازاً مطلب و مقصود اور حاجت مساح مساحت کنندہ جہان عرض آباد بدین وجہ کہ سب اہل غرض ہمین بستے ہین ذراع بکسر ہندی گز جس سے کپڑہ وغیرہ نلپتے ہین اور بازو اور کہنی سے او نگلیون تک جسکو ہاتھ بہر کہتے ہین المعنی پہلا شعر تمہید دعا مین ہی بعد کی دعا یعنی سلے عرفی بس کر دعا کیطرف رجوع ہو کہ وجہ کفارہ لاف و گزاف کی یہی ہی تو نے لاف و گزاف بہت کیا اب بیہودہ مت بکے چنانچہ کہتا ہی کہ جب تک یہ بات کہ چاندنی کو گز سے ناپنا محال ٹھرایا ہے محال ہے اور جب تک فلک حاجت روائی مخلوق مین بے پروائی کرے کہ یہ دونون باتین قیامت تک رہینگی مساح فلک کا غرض آباد جہان مین تیری عرض کے گز سے مزرعۂ دنیا کو ناپتا ہے یعنی تیری حاجت روائی و مطلب براری مین ذرا الغرضی نہ کرے اور یاس و امید تیرے مجمون کی وہ دونون مقصود انگیز اور بود و نابود تیرے حاسدون کی دونون حرمان آلود رہین یعنے عالم وجود مین بھی ہمدوش حرمان رہین آور عدم مین بھی اختلاف نسخہ مطبوعہ مین الخ بزاے معجمہ خلاف لغت کے لکھا ہی کہ لغت مین دال معجمہ ہی یہ قصیدہ بھی تمام ہوا آشاعر نے یاس و امید دونون مذکور کیا ہین یاس کو پاس نہین آنے دیتا البتہ آس ناظرین کے انصاف کی رکھتا ہون ورنہ سبے ہراس و بلا وسواس دل میرا کہتا ہی

لا یاس علیک بل یاس لک

قصیدہ ۳۸ قولہ کردم ز شراب الخ می ساختش الخ در نفط شراب الخ در وصف بادہ الخ مستانہ رود الخ گر عرض کنم الخ گر در دو نیم استم الخ تا بادہ بخواب الخ می دیدم الخ چون ز تو بہ الخ الانتباہ یہ قصیدہ بھی بحر قریب مین ہی ارکان اسکے مفعول فعول فاعلات ممزوج آمیختہ شدہ اور وہ شراب جو گلاب یا اور کسی عرق بارد مین پلائین خشکی کنایہ ہجران و ضرر سے ناب

صاف اور خالص اور بعض المعنی پہلا شعر صاف ہی باقی اشعار کے معنی بمناسبت مضمون لکھے لکھون اسواسطے کہ بار بار کی توبہ کسکام کی ایکبار کی کافی ہوتی ہی یعنی مین گلاب شراب مین ملایا کرتا تھا اور شراب مین لفظ آب داخل ہی اور لفظ ناب صفت شراب مین شریک اور مستانہ ردی نشہ شراب کو لازم لمتابے عنبر اور زبان گلاب اور بادصف مباح ہونے کے آب اور با وجود فائدہ اور شفا کے جیسا کہ صفت شہد مین فرمایا ہی فیہ شفاء للناس شہد ناب اور سواری سمند مستانہ رو سب سے توبہ کو یہ سب چیزین جنس شراب سے نہین مگر امتزاج اور اشتراک لفظی اور وصفی اور صفت عارضی مین تو مناسبت شراب سے رکھتے ہین اب کہتا ہی کہ لب لباب شراب کا مستی ہی لیکن مینے مستی مین جو زیان دیکھے ہین اگر شراب پر عرض کرون تو خود اپنے نشے سے آپ توبہ کار ہوئے اور اگرچہ شراب خواری منتج بعذاب الٰہی ہی اور عذاب الٰہی ایسی چیز جس سے دوزخ بھی لرزتا کانپتا ہی اگر اس عذاب کو میرے درد ندامت کا جو شرابخواری سے مجکو حاصل ہوا ہی صدمہ اور آسیب پہونچے تو اسکے صدمہ سے وہ بھی توبہ توبہ پکارے ہرگز اسکا تحمل نہو سکے اب تو میرا دل خواب سے بھی توبہ کرنے کو چاہتا ہی کہ مبادا خواب مین شراب کا خیال نظر آجاے اسواسطے کہ اکثر خیالی چیزین خواب مین دکھائی دیجاتی ہین ورنہ پہلے یہ کیفیت تھی کہ بمجرد شراب دیکھنے کے بیتاب ہوا جاتا تھا کسی طرح مجکو ملجاتی لہذا ہر قسم کے پیچ و تاب سے توبہ اب جو یہ خیال کرتا ہون یا تو شراب دیکھتے ہی بیتاب ہوا جاتا تھا یا یہانتک نوبت پہونچی ہی کہ شراب نے جو لذت میرے توبہ کی دیکھی اور جانا کہ اسکو میری لذت سے بہت بڑھکے لذت حاصل ہو گئی ہی میری طرف کیون ملتفت ہو گا ناچار اوسنے بھی خود میری راہزنی سے توبہ کرلی حاصل یہ کہ جو توبہ مین لذت پائی شراب مین نہین پائی **قولہ** ہردم ز نتایج الخ صد فوج گنہ الخ دل توبہ کنان الخ در عہد شباب الخ در کشور ہند الخ میل نفغان الخ لب زہر تراش الخ حسن تنگ تبان الخ از دشنہ مرگ الخ آزار کہ در نگ الخ **الانتباہ** نتایج نزادگان جمع نتیجہ قراب بکسر نیام تیغ اور خنجر اور جریب مساحت اور شکما سے آب اور نزدیکی اور ایک جگہ اکٹھا ہونا **المعنی** یعنی اسصورت مین کہ توبہ نے لذت مجکو بخشی اور شراب میری راہزنی سے باز آئی تو یہی توبہ ہردم سیکڑون بڑے بڑے نتایج گناہ سے بہونیگی اور کباب لگائیگی اور سیکڑون فوجین گناہون کی علف اپنی تیغ بے بیدریغ کی بنائیگی جیسا کہ فرمایا ہی التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ اب دل تو دل نفس کہ جو توبہ سے گھبراتا ہی اور توبہ شکنی جسکا کام یہ کہتا ہی کہ توبہ تو کرتا ہی مگر خبردار تو توبہ سے توبہ کرا اور توبہ ناصواب وہی کہ ادھر کی ادھر توڑی خیال تو کر مین نے عہد شباب مین توبہ کی

کہ یہ وقت توبہ کا نہین ہوتا اور شباب خود ایک شراب تند و پر زور ہی خدا تعالی اس سے بھی مجھے
توبہ دے اور بچاے رکھے اور خاص کر کشور عشرت انگیز ہند اور توبہ مین جانتا ہون ایسی جگہ مین تو
کسی نے توبہ خواب مین بھی نہ دیکھی ہوگی چہ جاے بیداری جہان چنگ و رباب اور رقص و سماع
بکثرت لیکن مین سب سے درگذرا اور نے رباب سب سے میری توبہ میرا اپنا فغان و شیون جو کچھ ہی
بس اسی سے میل خاطر اولی ہی کب تک لب میرے ترانہ ویزی کرینگی کہ بحقیقہ میرے حق مین زہر ہین
ایسے لعاب زہر ریز سے توبہ اور جو شائق و مشتاق حسن حسینون کا رہتا ہون آفتاب سے زیادہ
تو کوئی حسین نہین جسکے سامنے حسن حسینون کا سبک اور تنک ہی مین آفتاب ہی کے دیکھنے سے
توبہ کرتا ہون پھر اور حسین کیا ہے اور ظاہر کہ آفتاب کو کون دیکھتا ہی اب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ
اشعار آیندہ سے کہ شاید شاعر بیمار سخت ہوا ہی اور پھر صحت پائی ہی لہذا لکھتا ہی کہ مین دروازہ مرگ
سے لوٹا ہون جیسے کہتے ہین فلان قبر جھانک آیا ہی اسواسطے مجھے توبہ نے کہدیا ہی کہ اب اپنی باگ
کو معاصی سے پھیر اور فرصت کو غنیمت جان اور ضرور ہی کہ جسکو مہلت توبہ کی ملے تو عمر اوسکی بہت
جلدی توبہ کرنے **اختلاف** نسخہ مطبوعہ مین بجاے از شاب کے شباب شاید غلطی کاتب سے ہو
ملا عبد الرحیم نے زہر ترانہ سے لاف و گزاف کا ارادہ کیا جبکا شاعر کے کسی شعر سے پتہ نہین اور
درگاہ مرگ کو سے ظاہری در ساغر بتاتے ہین یعنی جسوقت سے کہ توبہ کرد از زشت سے عنان پھیر
میری ہوئی ہی دروازہ مرگ سے لوٹ کے حیات دوبارہ پائی ہی انتہی یہ سب کچھ ہی مگر دیکھیون
اشعار آیندہ کو کیا جواب دین **قولہ** درحالت بیم موت الخ ز اندیشہ مرگ الخ چون صحت یافتم الخ
تو توبہ شدم الخ زین پس من الخ از ہر کہ نہ اہل الخ گردد ہمہ گوش الخ کو حور و ملک الخ عرفی چہ
کنی الخ از توبہ منا ز الخ **الاشتباہ** عزلت بالضم جدا ہونا زن و فرزند سے اور گوشہ نشینی کتاب
مراد قرآن مجید سے لیکن امر استمراری نازش فخر کرنا **المعنی** یہ اشعار بھی مبنی و متفرع اوسی حالت و
بیماری پر ہین پہلا شعر مع تین شعر بعد کے مربوط ہی یعنی مین نے جو شدت بیماری مین خوف مرگ
سے توبہ کی تھی کہ ایسے وقت مین توبہ بھی ضرور سوتے سے جاگ اوٹھتی ہی تو یہ توبہ خالص نہ تھی اسکو
مین توبہ نہین شمار کرتا کہ معلول بعلت تھی اب جو تشویش سے صحت پائی اور بظاہر اندیشہ مرگ کا
نہ رہا تو صحبت ناصواب سے توبہ کرکے نو توبہ ہوا یہ توبہ بے شک خانہ فسق کو خراب کرے گی کہ
خالصاً للہ ہی بس اب بعد اسکے مین ہون اور گوشہ نشینی عبادت کی اور صحبت شیخ و شاب سے
توبہ اور جو اہل شرع نہین ہی اوس سے پرہیز اور جو کچھ کتاب مین نہین ہی اوس سے بھی توبہ

تجکو خبر ہی یا نہین یہ توبہ ایسی چیز ہی کہ جسکی طرف مخاطب ہوتی ہی وہ ہمہ تن گوش بنجاتا ہی اور لب بند کر لیتا
مین نے بھی یہ قصد کرلیا ہی کہ چاہے حور و ملک مجسے سوال کیون نہ کرین ہر چند کہ اونکا سوال متضمن
کسی زشتی زبونی سے نہین ہوگا مگر مین جواب سے توبہ کرتا ہون ہرگز جواب نہ دونگا چاہے جتنا پوچھا
کرین چونکہ شعر اخیر سے بوے فخر و نازکی پیدا تھی کہ ایسا تائب ہون کہ حور و ملک کو بھی جواب نہ دون لہذا
بتدارک اسکے کہتا ہی کہ اے عرفی اب تو اپنے توبہ پر نازان مت ہو ایسا نہو تو یہ تیری بمعنی تراز
حباب ہوجائے **الخلاف** نسخہ مطبوعہ مین بجاے صحبت ناصواب کے صحت ناصواب ناصواب لکھا
ہی ملا قطب نے اس شعر کے معنی مین درحالت بیم موت تا آخر لکھا ہی کہ ایسے وقت مین توبہ قبول نہین
ہوتی خلاف حکم شرع کے ہی بلکہ توبہ قبول ہی البتہ ایمان مقبول نہین ہی چنانچہ آیہ کریمہ فلم یک ینفعہم
ایمانہم لما راوا باسنا اور توبہ کی نسبت حدیث شریف ہی لا تعلق باب التوبۃ علی العباد حتی تطلع
الشمس من مغربہا سوا اسکے ملا عبد الرحیم نے جو معانی ان اشعار کے لکھے ہین حاشیہ کتب مطبوعہ پر موجود
ہین جو چاہے دیکھ لے اور ربط بیربط پر غور کرے **قولہ** مخروش تائب الخ منت بکہ می نہی الخ سی سال
ز نفس الخ سی سال گنہ الخ بر توبہ مدوز الخ این بسکہ الخ ما توبہ بہردو الخ این بسکہ و بال ما الخ
الانتباہ سراب بالفتح ریگ صحرا کہ مسافر تشنہ کو موسم گرما مین تابش آفتاب سے پانی کی طرح
معلوم ہوتا ہی اور کبھی شب مہتاب مین بھی ایسے ہی نظر آتا ہی کما جاء فی القرآن المجید کسراب بقیعہ
یحسبہ الظمآن ماء خم بالفتح و تشدید نون مگر فارسی مین بتخفیف خم بزرگ و فراز کہ زمین پر بغیر گاڑے
نہ کھڑا ہو سکے شراب بھی اسمین بھری جاتی ہی اور پانی بھی سداب بضم اول و نیز بفتح ایک گیاہ ہی
بصورت پودینہ کہ اسقاط حمل اور سحر و افسون کے کام مین آتی ہی ذباب بضم اول مگس **المعنی** شاعر
بتائید قول سابق کے کہتا ہی کہ تو اپنی توبہ کا ایسا جوش و خروش کیون مچا رہا ہی کہ مین تائب
شراب سے ہوا اگر ہوا تو اچھا کیا ایسا نہو اس جوش و خروش سے یہ توبہ تیرے حق مین سراب
و دھوکہ ہوجاے اور تو خالی ہاتھ رہجاے کیا کسی پر اس توبہ کا احسان کرتا ہی جو کہتا ہی کہ شراب
کسکی مین نے تو آب خم اور گلاب سے بھی توبہ کری خیال نہین کرتا کہ اس مدت عمر سی سال مین
تیری نفس بد اعمال سے سواے معصیت کے اور کیا پیدا ہوا اب البتہ توبہ اوسکو سداب
کھلاتی ہی کہ جب جوانی گذر گئی مسیر تو نازان ہے جو تیس برس معصیت مین گذرے ہین تبا تو اس
معصیت کی ندامت کہان لی ہمنے تسلیم کیا کہ تیری توبہ سراسر صواب ہی تو ہمکو ندامت معصیت
کی تبا اسی قدر ندامت بھی تو ہونا چاہیے نہ صرف زعم توبہ خبردار توبہ کے زعم پر تجلی سی مست نہ

مست بیٹھ رہ کہ اجر توبہ سے اسکو بھر لوگا تو یہ بمنزلہ رشتہ خام کے ہی ایسا نہو عتاب الٰہی سے توبہ ہی
ٹوٹ جائے اور یہ سب عمر تیرا رہ جائے یہ کیا تھوڑا ہی کہ اب آستین رحمت سے یہ توبہ تیرے منھ سے مکھیان
اڑاتی ہی کہ مراد گناہ سے ہی یعنی مرتکب گناہ کا نہین ہونے دیتی ایما یہ بھی ہی کہ شرابیون کے منھ پر اکثر مکھیان
بھنکتی ہین ورنہ توبہ کا تو یہ حال ہی کہ ہم اوسکو دونون ہاتھون سے پکڑتے ہین اور وہ ہمسے کنارہ کرتی ہی اور
یہ کیا تھوڑا ہی جو توبہ تیری قبول ہوئی اور کشاکش حساب حساب گاہ قیامت مین تیرے واسطے وبال ہوجاتی
تو اسکو غنیمت نہین جانتا الخلاف نسخہ مطبوعہ مین پہلے شعر کے دوسرے مصرع مین بجاے سلسبین
مسلہ شراب شین معجمہ غلط لکھا ہی یہ قصیدہ چھوٹی سی بحر مین تھا اور بہت صاف شا ہین محشی نے بھی معانی
لکھے ہین مین نے بھی لیکن دیکھیے ناظرین کے سامنے کسکے معانی سے قصیدہ توبہ توبہ کرے بقول حضرت جامی

ع شب مست آبستن آیا چہ داند

قصیدہ (۳۹) قولہ نہ شہد لطف کز و الخ فغان ز زہر فروشندہ الخ کسے کہ از ہوس نوشخند الخ دیکہ شوق لب
او الخ زبسکہ شوق شکرخند الخ ز بوس حور و ملک الخ ز نوشدار وسے الخ ز نسبت لب و دندان او الخ
الانتباہ یہ قصیدہ بحر مجتث مین ہی ارکان اسکے مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات اور توطیہ عشقیہ
نوشخند بضمہ شکر خند کہ دل کی خوشی سے ہنسنا چرب زبان شہدآلود چون یعنی مثل و مانند کے ہی نوشدارو
ایک قسم معجون خوش مزہ مقوی دل و دماغ اور مفرح تریاق و شراب المعنی یعنی اے محبوب تو بڑا
بے رحم و بے مروت ہی لطف تو تجھ مین قطعاً نہین کہ جس سے کام جان عاشق بے سروسامان کا شیرین
کا شیرین ہو جھوٹا سچا کوئی وعدہ بھی لطف کا نہین کہ یقین درکنار گلو سے کمان ہی شیرین ہو کہ شاید
وفا کرے مین تو فریادی اوس غمزہ زہر فروشندہ کا ہون کہ زہر تو بیچتا ہی اور مارے ڈالتا ہی باینہمہ ایسا
ہجوم و جوش جانون کا اوسکی دکان پر ہی کہ دروازہ سے بام دکان تک شیرینی جانہاے شیرین سے
سب شیرین ہو رہا ہی نہ معلوم کیسا میٹھا یہ زہر ہی جسکے مقابل شیرینی جان کی ہو رہی ہی دیدہ و دانستہ
جان دیتے ہین اور اس زہر کے خریدار ہوتے ہین ظاہر ہی کہ فغان کوئی شیرین نہین ہوتی اور کسیکو
خوش نہین آتی خصوصاً فغان ماتم مین مگر تیری نوشخند مین ایسی شیرینی ہی کہ جو کوئی اوسکی ہوس اور آرزو
مین مرجائے اور اوسکے ماتم مین فغان کرین اونکے دہن مین وہ فغان ایسی شیرین ہوجاسے کہ خود
فغان کرنے سے بند ہوئین نہ سننے والون کو ناگوار ہوئے بعد کے شعر مین نالہ یعنی جیسے خرد کے
ہی اور مبالغہ تام گریہ کا یعنی جسوقت کہ اوسکے شوق لب مین میرے دل کو جوش گریہ کا آئے اور گریہ
کرے تو ادنی نالہ گریہ کا فلک کے دہن تک پہونچے جسکو ہندی محاورے مین منھ کو آنا کہتے ہین یعنی

پانی منھ مین آنے لگا اور وہ گریہ ہی شوق لب شیرین مین اسواسطے فلک کا دہن اس گریہ سے شیرین
ہو جاے شعر لاحقہ بھی اسی کی تائید مین یعنی یہی شوق لب شیرین کا اثر ہمسکہ میری سرشت ہو گیا ہی کسواسطے
کہ شوق سرشتم سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ کس بات کا شوق سرشت ہو گیا ہی سوا اسی شوق لب کے اس سبب سے
میرے خون مین ایسی شیرینی پیدا ہو گئی ہی کہ دم قتل خون کی شیرینی سے تیر کا منھ اور سنان کی زبان دونون
شیرین ہو جائین اور یاد کرین کہ خونخواریان تو بہت کین مگر ایسا میٹھا خون کسی کا نہ چکھا یہ مضمون مطابق
اوسی اتحاد کے ہی کہ لیلی کی فصد کھولی مجنون کے خون نکلا دہان سوفار اور زبان سنان متعارف دم جو بمعنی
خون کے بھی ہی شعر بہ ایہام اور جو کمان ابرو اوسکی ہر وقت خدنگ غمزہ کا جوڑے ہوئے مستعد قتل ہو رہی
ہی اور عاشق لوگ کسی حلاوت و لذت کو مقابل اس خدنگ کے نہین سمجھتے حق بجانب اونکے ہی اسواسطے کہ
انسان کیا حور و ملک نے اسقدر اس خدنگ کو چاہی کہ اونکے لب شیرین سے مثل زبان شہد آلود کے شیرین ہو رہا
ہی پھر کیسے حلاوت بخش نہوئے اور اور خدنگ کیطرح تلخ و ناگوار ہوئے شعر مابعد مین صفت لطف عمیم کی ہی یعنی
لطف عام اوسکا کہ دوست دشمن موافق منافق سب کے حق مین نوشدارو اور تریاق اکبر ہو رہا ہی بر تقدیر اگر
کوئی شخص کسی دشمن کو زہر دے اور وہ زہر اوسکے منھ مین لذت اور خاصیت شیرینی کی پیدا کرے تو ممکن ہی
اسواسطے کہ تلخی و ضرر کا تو اوسکے لطف نے کہین نام و اثر ہی نہین چھوڑا ہی اکثر شعرا لب و دندان کے
لعل و دُر سے تشبیہ کرتے ہین اور لب اوسکے سواے آب و رنگ کے شیرینی بھی منسوب و موصوف اگر
بطفیل اس نسبت و تشبیہ کے لعل و دُر دل بحر و کان مین شیرین ہو جائین تو کچھ عجب نہین آخر مشبہ بہ
مین نسبت و مشابہت ہوتی ہی اور حال آنکہ ٹھکانا دونون کا دل و بحر و کان کہ ایک محض شور و دوسرا
بالکل سنگلاخ اور بحقیقت شیرینی لعل و دُر کی بھی ظاہر کہ ہر کسی کو پیاری اور میٹھی معلوم ہوتی ہی بخلاف
نسخہ مطبوعہ مین اس شعر زبوس حور و ملک تا آخر کو بجاے زبان شہد آلود چون زبان شود شیرین غلط
لکھا ہی ایسے ہی محشی کے معنی جو موافق اس نسخے کے لکھے ہین صحیح نہین کسواسطے کہ زبان کو مشابہت پیکان
سے ہی سوا اسکے یہ شعر مطلع ثانی نہین ہی پھر رعایت محل معنی بوجہ قافیہ و ردیف کے کیا ضرور محشی تو اکثر
ان اشعار مین قلم انداز ہے مگر ملا قطب نے اس شعر کے معنی مین وہ میکہ شوق لب او تا آخر لکھا ہی کہ شاعر نے
بنظر لفظ شیرین کے دہن کہا ہی اگر رعایت نالہ کی کرکے گوش لاتا ہر آئینہ استعارہ بجملہ تام ہوتا اور
جانے یہ کیا لکھ دیا کہ اوس صورت مین بھی کلمہ شیرین معطل رہتا ہی انتہی شارح کو اگر نالہ کے معنی سے
آگہی ہوتی تو گوش و دہن کو سمجھتے کہ کیا بہتر ہی اور اب تو بیک معنی دو گوش کہ دہی ایک معنی نالہ
کے جو فریاد سن پاے ہین اور گوش و استعارہ تخلیہ کے لیے حسن و قبح گوش و دہن اور مذاق شعر کا

کیا معلوم ہو ایسے ہی زبور جو رو ملک تا آخر اس شعر مین جانئے کیا لکھا ہی انکی کتاب مین اکثر اضافت اور اضافت لامی اور استعارہ تخئیلی ہی مین بہت پایا **قولہ** بیا کہ بیہ تلخ ترن الخ جنان خلد برگ الخ جو اشیانہ زنبور الخ بہ شہد جنت الگہہ الخ چنین کہ نشہ لبم الخ شئے کہ گر بگشاید الخ **الانتباہ** شکر خند تبسم شمائل بفتح اول و کسر ہمزہ خصلتہا و عادتہا اور شکل او شاخہاے تورستہ درخت فارسی والے بمعنی وضع اور قطع کے استعمال کرتے ہین مذاق بفتح میم چشیدن اور چشیدنگاہ اور محل قوت و ذائقہ کہ کام ہم زبان ہی اصطلاحاً ظرافت و اظہار شوق پیش معشوق **المعنی** اب شاعر التفات کی طرف ملتفت ہوکے کہتا ہی کہ اے محبوب تو کہ اس صفات شیرین کے موصوف ہی آ اور دیکھ تو مین کیا گریہ تلخ کر رہا ہون تو ذرا میرے گریہ کو دیکھ کے تبسم ہی کر لے تا اشک میرے میری پلکون پر جو اہلہ اور سیل بہا رہی ہین شیرین ہو جائین اور انکے بہانین اکراہ نہ کرین اور ایسی وضع اور قطع شیرین ادا تیری میرے رگ و ریشے مین گھس گئی ہے کہ ہر چند مغز استخوان سرایت حرارت عشق سے جل بھن کے کوئلہ ہو گیا مگر یہ جلا بھنا بھی شیرین ہو رہا ہی آخر میری استخوان کو عزیز ہی نے تو کہین نکالکے پھینک تو نہین دیا ورنہ جلی بھنی چیز کو جو تلخ ہو جاتی ہی سب پھینک دیتے ہین اور اے محبوب شیرین کار اگر روز وصال اپنے مقدم شریف سے میرے کلبۂ احزان کو مشرف فرمائے اور در و سکو دیکھکے نوشخند کرے تو سارا خان و مان میرا مثل زنبور خانہ شہد کے شیرینی سے بھر جائے ایسی شیرینی اوس نوشخند کی پھیلے اور ظاہر ہی کہ بدون معشوق کے عاشق کی نظر مین گھر خاک ہی اور ما فیہا خس و خاشاک اور اوسکے ہوتے گھر گوہر ہے او سکی شیرین تر از شہد و شکر ہے چو در چشم شاہد نیاید زرت ٭ زر و خاک یکسان نماید برت ٭ اور مین عجب شوریدہ بخت ہون کہ اگر خون اپنا شہد جنت سے کہ تمام شہدون پر فائق ہی بدل ڈالون تب بھی ممکن نہین کہ تجھہ نامہربان بے رحم کو شیرین معلوم ہوئے اور تو میرا خونخوار بنے اور میرا خون پسند کرے میرا ایسا نصیب ہی نہین شعر بعید گریزمین ہی اور مگر واسطے تحقیق کے یعنی بالفعل زمانہ نے جو زہر فتنہ کا پھیلا رکھا ہی اس نہایت تلخ لب ہو رہا ہون اے شاکی جیسا کہ مین آپ کو جانئے ہوئے ہون اس تلخ لبی کی کوئی علاج نہین معلوم ہوتی ہی سوائے مدح داور سلطان نشان کے کہ اس مدح شیرین سے بیشک یہ تلخ لبی رفع ہو جائیگی سلطان شہنشاہ جسکی طرف سے اور بادشاہ تخت نشین ہون اور یہ داور وہ بادشاہ شیرین کلام ہی کہ جسوقت درج دہن کو کھولے یعنی تکلم کرے عطارد جیسے منشی فلک گہرفشان سکے اسکی ہر بات کو چومتے چومتے شیرین ہو جائین اور قاعدہ ہی کہ معزز مکرم کلام کو چومتے ہین اختلاف نسخہ مطبوعہ مین پہلے شعر کے دوسرے مصرع مین بر مژہ سیل روان بجاے مژہ سیل روان سکے

غلط لکھا ہی اول تو معنی ٹھیک نہین دوسرے فک کسرہ موصوف کا بیوجہ جو لفظ قرہ کا ہی کوئی حضرت
محشی حاشیہ پر لکھتے ہین کہ اس مصرع مین تعقید ہی ترکیب یون ہی سیل روان اشک بر قرہ من
شیرین شود انتہی سبحان اللہ چشم بد دور ماشاء اللہ کیا تعقید تجویز کی اسکے سوا اور کیا کہون شاعر کو
الزام تعقید کا یہ نہین کہتے ع از ماست ہمہ فساد باقی + ایسے ہی نہ شہد جنت اس شعر مین
بجائے مشکل کے شاید غلط ہی مگر محشی نے حاشیہ پر اسکو جتا دیا ہی اور معنی یہ لکھے کہ اگر اپنے
خون کو شہد جنت سے بدل لون مشکل ہی کہ تیرے ذائقہ مین سلے نامہربان کہ زہر دشمنی سے
تلخ ہی شیرین ہوئے اور تلخی تیرے دہن کی دور کرے جیسے کہ تلخی میرے لب کی زہر فتنہ سے
رکھتا ہون بوجہ سلطان عادل سے دور ہوتی ہی اور شیرین زبان ہو جاتا ہون انتہی یہ سارا جگہ
بطفیل لفظ چنان اور مگر کے ہی کہ تھا سیدھا اور اوسکو ٹیڑھا سمجھے بموجب مصرع شاعر + بسکہ
کج پنداشتم نقش درست **قولہ** زفیض ابر الخ بر آستانہ طبعش کسے کہ الخ چو بر بساط کلامش الخ
ز بے ستم شکنی الخ بعہد شاہ عدلت الخ زکشت عیش الخ ز امن عہد تو گر دل الخ الانتباہ
بساط بکسر فراخی میدان اور فرش شطرنج اور دسترس اور سرمایہ اور سفرۂ چرمی حلاوت شیرینی الحی
یعنی خزان تو تلخ چیز ہی سب کو ناپسند و ناگوار اوسمین پھل کسکا بھی درختون مین نہین رہی
پھر کیسے گلو کسیکا ثمر شیرین ہو مگر ممدوح کی فیض و عطاے گلو شاخ کا اسوقت مین بھی شیرینی ثمر شیرین
سے شیرین رہتا ہی کسواسطے کہ مایہ شیرین ثمر کا اوسمین بھر رہتا ہی اور اپنے وقت پر ظہور کرتا ہی آسمان
اپنی حرکات نا ملائم و ناموافق سے سب پر تلخ ہی اور اسکے آفتاب کے نور سے زمین نورانی
ہو جاتی ہی لیکن اگر کوئی تیرے آستانہ طبع شیرین پر سجدہ کرے اوسکی پیشانی ایسی نورانی ہو جاے
جسکے پرتو سے آسمان نورانی بنجاے اور نیز شیرین سلے عزیز خاطر اسواسطے کہ وہ ساجد آستانہ
طبع شیرین ممدوح کا ہی جسکے پرتو سے یہ نورانی ہوا ہی اور پرتو مین اثر شیرینی طبع ممدوح کا بھی مضمر
اور ملو کلام اوسکا ایسا شیرین ہی کہ جسکے میدان مین توسن اندیشہ کا اگر تگ و تاز کرے تو نعل
سے عنان تک ہمہ تن شیرین ہو جاے اور کوئی اوس سے بیزار نہو ورنہ توسن سے سب بیزار
ہوتے ہین غرض یہ کہ اندیشہ سے سوا میٹھی میٹھی باتون کے اور کچھ وقوع مین نہ آئے توسن اندیشہ کا
اسواسطے فرض کیا ہی کہ اندیشہ بھی ایک سرکش شے ہی جدھر جی چاہتا ہی اودھر چلا جاتا ہی اودہلے
ممدوح تو عجب ستم شکن ہی کہ دہن راحت کو زمین و مکان کا تجھسے شیرین ہی سب لطف راحت سے
پا رہی ہی اسلیے کہ بے لطفی کی چیز جو ستم تھا اوسکو تو نے چھوڑا نہین پھر راحت کی بیمزگی کس سے

ہوا اور جب سے کہ جہان مین شاہد تیرے عدل کا جلوہ فرما ہوا ہی اس حد جہان کو آرائش و زیبائش ہوگئی ہی
کہ اگر تجرد گزین لوگون کی آنکھہ مین بھی جہان شیرین اور عزیز ہوجاے تو ہو سکتا ہی عیش تو دنیا مین ایک شیرین
چیز ہی مگر تیرا عیش ایسا بے کلفت سراسر عشرت ہی کہ اگر ماکیان تیرے کشت عیش سے دانہ چنیں کر
تو بیضہ اوسکے پیٹ مین شیرین ہوجاے اور یہ جو فرمایا دفعتاً بخلاف دیگر پرندون کے بیضہ دینے کیوقت
خاص بھی مچاتی ہی جس سے ناگواری پائی جاتی ہی کچھہ نہ کرے امن و امان کی تیرے زمان عدل مین
یہ کیفیت کہ شحنہ اور پاسبان دونون اپنے کام سے فارغ ہین شحنہ کو جو خواب پاسبان کی ناگوار تھی اب
شحنہ کا یہ حال ہی کہ اسی امن و امان کا افسانہ پاسبان کے سامنے کہتا ہی تا خواب اوسکی نظر مین شیرین
ہوجاے باطمینان امنیت کسواسطے کہ سواے قصہ امنیت کے دوسرے قصے سے اوسکو اطمینان نہوگا نہ
خواب شیرین ہوگی اسیواسطے قید افسانہ امن کی لگائی ہی **انخلاف** ملا قطب اس شعر مین آبرستانہ
طبعش تا آخر لکھتے ہین کہ نور ناصیہ سے آسمان کا شیرین ہونا نامناسب ہی اور مذاق کو تلخ معلوم ہوتا
ہی اگر شاعر براقی اور درخشانی باندھتا تو اچھا تھا انتہی مین یہ کہتا ہون کہ اعطار نور ناصیہ تو صلہ
سجدۂ ساجد کا ہی اور شیرینی اثر طبیعت شیرین ممدوح کا جو اس نور مین آمیختہ اور سرشتہ ہی جس سے
آسمان منور اور شیرین ہوجانا ٹھہرتا ہی کسواسطے کہ تشبیہ و نسبت ادنی ملابست اور مناسبت
مین درست ہوجاتی ہی پس اعتراض شارح کا درست نہین معلوم ہوتا **قولہ** ز نور شمع جلالت الخ
اگر نہ مصدر الخ زہے حلاوت نامت الخ چو بر سمانگری الخ عبارتت چو در اندیشہ الخ شمائل تو
چو در دل الخ الانتباہ کن فیکان اور کن فیکون دونون سے مراد عالم موجودات ہی سما بفتح
آسمان ماخوذ سمو سے بمعنی بلندی عبارت بیان کرنا اور تعبیر کرنا دبیر صاحب نظم و نثر مادح چکنندہ
المعنی یعنی اے ممدوح تیرے شمع جمال کے نور سے کہ شہد بقا کے موم سے ڈھالی ہی ہوا انجمن لامکان
کی شیرین ہورہی ہی یعنی لطف اوس انجمن کا اسی کے نور سے ہی اسواسطے کہ محفل مین کیسا ہی ان
جمع ہو بدون روشنی کے سب بے لطف ہوتا ہی ہوا سے مراد باد نہین ہی بلکہ جوف اوس مکان کا جیسے
یہ جوف مابین زمین و آسمان کے ہی اور اے ممدوح مقصود اصلی حکم کن فکان سے تو ہی ہی اگر یہ
امر مصدر تیری ذات کا نہوتا تو قضا کے لب اس زمزمہ سے ہرگز شیرین نہوتے قضا کو تجھسے زیادہ عزیز
و پیارا کون تھا جسکے صدور کے واسطے اتنا جھگڑا کیا جاتا اور عجب نام شیرین تیرا ہی کہ بحالت خواب
اگر کسی کے خیال مین گذر جاے تو ہنگام بیداری زبان کو شیرین پاے ہر چند کہ خواب کی کیفیت
بیداری مین خواب خیال ہی ہوجاتی ہی مگر اسکا اثر بدستور باقی رہے اور تیرے عہد راحت مہد مین

فلک خونخوار جفاکار ڈر کے مارے اپنے کام سے معطل و بیکار ہی اگر تو کسی موقع پر ذرا اسکی طرف دیکھے اس نظر سے
کہ اپنا کام کیون نہین کرتا پھر دیکھو کیسا زہری زہر اس سے اوبلتا ہی اور جو زمانہ کی طرف متوجہ ہو کے ہنسے کیسا
زیبا اور رعنا بن رہا ہی تو خندہ شیرین سے سارا زمانہ شیرین ہو جاے اگر کوئی دبیر صاحب نظم و نثر ہنگام
تحریر تیری عبارت کا خیال و اندیشہ کرے تو اس خیال سے اوسکی تحریر اور انگلیان یہانتک کہ قلم شل نیشکر
کے شیرین ہو جائین ایسے ہی اگر کوئی مداح وقت تسطیر مدح کے تیری شمائل شیرین کا تصور کرے تو مانند اسکے
کہ وہ تو شیرین ہویگا اوسکے بیاسکے تن سے کپڑے تک شیرین ہو جائین **اختلاف** نسخہ مطبوعہ مین بجاے
حلاوت نامت کے نامش لکھکے خطاب و غیبت کو جمع کیا ہی ایسے ہی چو آسمان زہری بجاے چو بہمانگری
کے کہ اس سے مقابلہ چو بر زمانہ بخندی کو بگاڑا ہی اور محشی نے خطرہ لگایا ہی کہ اگر نظر غضب بسوے آسمان کری
از آسمان زہر بچکد انتہی چاہیے تھا کہ نظر غضب سے زہر اوسکا تحلیل ہو جاتا نہ کہ اور ٹپکے اور اگر یہ کہا جاے
کہ اسکی نظر غضب کا زہر اوسمین سرایت کرے اور ٹپکے تو یہ بتائیے کہ شعرا نے کونسے وقت مین آسمان سے
زہر نہین ٹپکایا ہی استغفر اللہ **ع** کجا بود اشہب کجا تاختم **قولہ** ایا حمیدہ صفاتی الخ صنم کہ چون بتکلم الخ
چو مشتری بسر افتد الخ اگر بگوہر منظوم الخ چگونہ شیرین گردد الخ بکام قافیہ سنجان الخ برو ح حسد الخ
الانتباہ ایا بفتح کلمہ ندا و افسوس و استفہام کا ہی یہان بجہت ندا رطب اللسان تر زبان طبرزد
معرب تبرزد قند سفید و نبات شفاف کہ بسبب نہایت سختی کے تبر سے توڑی جاے اور شکر سفید
اور سخت سامعہ قوت سماعت جو کان مین پیدا کیگئی ہی مشتری نام ستارہ کہ قاضی فلک ہی ہوا در سر
افتادن کسیکا شوق و محبت سر مین پیدا ہونا طیلسان بالفتح و بہر سہ حرکت لام معرب تالسان ردا
اور کمربند کہ عرب اور خطیب اور قاضی لوگ کندھون پر ڈالتے ہین ریسمان رسن اور سوت چگونہ
بمعنی چسان قافیہ شائگان وہ قافیہ کہ حرف زائد کو حرف اصلی کے ساتھ جمع کرین جیسے دلیران اور
مردان جان اور زمان اور آہنین اور زنگین نسرین اور چین اور خوردن خفتن گلشن اور سوسن
کے قافیہ مین لایا جاتا ہی اسواسطے کہ معنی لغوی شائگان کے کار بیمزد کے ہین ہندی بیگار جو بیگار کا
کام خراب ہوتا ہی لہذا اس قافیے کو بھی بسبب زشتی و بے اہتمامی کے خراب جان کے یہ نام رکھا گیا
اسی واسطے معیوب و متروک ہی طوطی ہندوستان لقب حضرت امیر خسرو کا **المعنی** یہ اشعار قطعہ
ہین پہلا شعر دوسرے شعر سے مربوط چنانچہ شاعر بتعاظ فرضی کہتا ہی کہ اے ممدوح تو وہ حمیدہ صفات
ہی کہ تیری ستایش سے زبان عرفی رطب اللسان کی شیرین ہوئی ہی مین بھی وہ ہون کہ وقت سخنگوئی
کے جو تبرزد افشانی اور شکر ریزی کرون تو دہان سامعہ انس و جن کا شیرین ہو جاے اور مشتری

جو قاضی فلک ہی تا خیونکی طرح روانوری اوڑھے ہوئے اگر اوسکے سر مین ہوا میرے طبع شیرین سے
پیدا ہوئے تو تعجب کر اگر اس خیال سے خیال و طبیعت کیا جاوے تک اوسکی شیرین ہو جاوے اور اگر
گوہر منظوم یعنی سلک گوہر سے اپنی نظم کو تولون اور مقابل کرون کہ دونون ہم سنگ ہین تو سلک گوہر
کے گہر مین ایسی لذت و حلاوت پیدا ہونے کہ رشتہ اوسکا مثل رشتہ کے جسکی ہندی سنوئیان ہے
شیرین ہو جاوے اور جیسے لب دوست کے نیشکر سے شیرین ہو جاتے ہین ایسے ہی میرے قلم سے لب معانی
کے شیرین ہوتے ہین و ومت جاؤ ہی قصیدے مین دیکھو کیسے لب معنی کے شیرین ہوئے ہین اور
یہ اشارہ جانب ردیف کے ہی ہرچند شعرا نے قافیہ شاکان کو بے لطف و بے مزہ جان کے متروک اور
معیوب رکھا ہی مگر میرا وہ کلام لذیذ و پر مزہ ہی کہ جسکی لذت سے ایسی معیوب و متروک شی بھی اگر اوسکو شیرین
اور عزیز ہو جاوے تو لائق ہی خسرو جو طوطی ہند تھے وہ نہ رہے مگر مین نے اونکی روح پر فتوح کے واسطے
یہ شکر فارسی تیار کی ہی اس سے کام و دہان اونکی روح کا شیرین ہوگا الخلاف محشی نے پہر
اس شعر چو مشتری بلرقند تا آخر اور چگونہ گردد شیرین تا آخر دونون مین تعقید لکھی ہی پہلے شعر کو یون
بگاڑا ہی اے مشتری چون خواہش طبیعت من بسرش افتد دوسرے کو اسطرح چنانکہ از کلک من لب معنی
شیرین شود ہمچنان از نیشکر لب دوست لب معنی شیرین شود انتہی بہلا کچھ بھی ان تعقیدون کا سر پانون
ہی کیا یون نہین ہو سکتا جو مشتری اوسکے سر مین ہوا میری طبیعت کی پڑے شین مضاف الیہ سر کا
یا جیسے کہ شیرین ہو جاتے ہین نیشکر سے لب دوست کے ایسے ہی میرے قلم سے لب [illegible]
پہر تعقید کیسی ایسے شاعر اہل زبان پر ناحق الزام نقص کا اس حال مین انکا [illegible]
بال خفاش کجا چشمہ خورشید کجا * کیا ضرور قولہ زکفش دراہی شیراز الخ [illegible] الی آخرہ
چنان بموج تو الخ از ان حیات ابد الخ وجود خویش بجز ابدال کنم الخ سخن دراز کشید الخ [illegible]
دہن الخ حدیث تلخ وہانی الخ الانتباہ کفشدار جوتیان رکھانیوالا اکلیل تاج کمال تخلص شاعر کا
نام اسمعیل ہی مسکن اوسکا اصفہان فسان بالفتح ہندی سان دستان نغمہ اور ترنم آہستہ [illegible]
وفاق یکسو موافقت کرنا اور بمعنی محبت و اتفاق نیز المعنی جو کہ اصفہان توابع شیراز سے ہی اسواسطے اسکو
کفشدار شیراز کہا ہی اور آپ کو تاج شیراز کا اسواسطے کہ شیراز محل سکونت تاجدار ہی لے بادشاہ یعنی
کمال کی نظر مین جو اصفہان شیرین اور عزیز ہو رہا ہی بنظر کفشداری شیراز کے ہے جو مولد مجھ جیسے شخص کا
ہی کہ مین اوسکا تاج ہون گویا میرے اور کمال کے وہ نسبت ہی جیسے تاج سر اور کفش پا مین وہ شیرین
کلام ہون کہ اگر تیری تیغ کی ستایش مین زبان تیز کرون اور تیغ تیری فسان پہ کھینچی جاوے تو فسان

شیرین ہوجاے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کمال اسمعیل کا قصیدہ اس زمین مین ہی اور اوسنے صفت تیغ ممدوح
کی ہی جو کوئی اوسکا ممدوح ہو اسی لحاظ سے شاعر نے یہ شعر یہان لکھا ورنہ اشعار مدائح مین لکھتا نہ
اس جگہ اشعار فخریہ مین کہ غیر معلوم ہوتا ہی مین تیری مدح مین اس لطف و کیفیت سے نغمہ سرا ہون کہ دونا
ہی اہل حسد کے دہن مین شیرین ہو رہی ہی بار بار پڑھتے ہین والا اہل حسد کیسی ہی اچھی چیز ہو یا اچھی
بات ایک دفعہ بھی اوسکو نہین دیکھتے نہ سنتے ہین اور اے ممدوح ایسا ذوق شوق تیری مدح کا میرے
دل مین بھرا ہی کہ تیری عنایت بے غایت سے جو مایہ حیات ابدی ہی طالب حیات ابدی کا ہون تا
ہمیشہ مدح سے شیرین کام رہون اور چاہتا ہون کہ اپنی پیکر دو پیکر سے بدل لون تا دو کام اور دو
زبانین شیرین ہوتی رہین شعر بعد کا تمہید ہوا اور ختم کلام مین ہی یعنی اے عرفی تیرا کلام بہت طول
ہو گیا بس کر اوتنا ہی کہنا چاہیے جسکی لذت سے کام مستمع کا شیرین ہے اگتانہ جاے لاحق کے
دونون شعر دعا مین یعنی جب تک کہ دوست نقل نغمہ اور ترنم دوستون سے جو شعر و سخن ہی شیرین
دہن رہین کہ یہ حال ہمیشہ رہیگا تب تک تیرے دشمنون کی تلخ دہانی کی بات ایک ایسی حکایت ہو
کہ جسکی نقل سے اوسکا دہن شیرین ہے اور واقعی ذکر تلخ دہانی دشمنون کا اچھا معلوم ہوتا ہے
اور دل اوس سے خوش ہوتا ہی اختلاف نسخہ مطبوعہ مین در وجود خویش بجو زا بدل کنم کی جگہ بجوزا بدل
کنم اور بجاے زحمت تو دو کام و زبان سکے کام و زبان غلط لکھا ہی اور محشی نے معنی لکھے
کہ اپنے وجود مین دو پیکری کام و زبان سے ارادہ کی ہی انتہی ظاہر ہو کہ جو غلطیان الفاظ و معانی کی
اس ایک کتاب مین جا بجا نکلتی ہین اسکے ساتھ کی سیکڑون کتابون مین یہ سب ہونگی حیف کہ مصحح
اور محشی التفات نہین فرماتے ہیں ایسے ہی اس قصیدہ کی سرخی لکھدی ہی در نعت اور ملا قطب نے بھی
صریح اپنی شرح مین یہی لکھا ہی مین کہتا ہون کہ شاعر نے گریز سکے شعر مین داور سلطان نشان اور
بعد اوسکے لفظ شاہ کہا ہی اور جہان لایا ہی لفظ مدح کا لایا ہی باوجود گنجایش لفظ نعت کے نہ اشعار
مین مضمون کیسے نہ صراحت نام آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کہین قصیدہ بھر مین اور بعض الفاظ
بعض اشعار مین جیسے لامکان یا قضا اور علی ہذا القیاس بمبالغہ ایراد کیے ہین اس سے نعت نہین ہوسکتا
تمام قصائد مین کیا خاقانی کیا ابوالفتح اس قسم کے الفاظ و شعر بھرے ہین شاعر اپنے
مبالغہ کے وقت کبھی کچھ کہہ گذرتے ہین جیسے فیضی نے انھین اکبر بادشاہ کی مدح مین کہا ہے
برتر ز خیال عقل والا ٭ اللہ اکبر شانہ تعالی ٭ بس یہ قصیدہ بھی اکبر بادشاہ کی مدح مین ہے نہ
نعت مین اسی واسطے مین ناظرین شائقین انصافمندون کی بار بار سمع خراشی کرتا ہون کہ جلد

باتون کو ملاحظہ اور غور فرمائین ؎ مگر نعمت حق فراموش کنم ٭ کہ ہنیم تباہی و خاموش کنم ٭ رب انزلنی منزلا مبارکا و انت خیر المنزلین ؎ :-

قصیدہ ۴۰ اے ہجو فلک الخ در بر توسن الخ بر غنچہ سبکروی الخ تازی بلبل الخ از کام شمردہ الخ کردار تو الخ ہشتم فلکی زان راست روی الخ اول قدم الخ بے فیض قبوس الخ الاشباہ یہ قصیدہ بھی بحر قریب مین ہی ارکان اسکے مفعول فعول فاعلاتن ہجو بالفتح مذمت بفتح اول و ضم جیم غلط خندہ غنچہ پنکھری پنکھری کھلجانا تبسم ذرا منھہ کھلنا نقطہ بالضم معروف اور اہل ہیئت و حکمت کی اصطلاح مین منتہاے خط ذو ذوابہ بالضم ذال اول و دوم و باے موحدہ و ذو ذنابہ بالضم ہر دو ذال معجمہ اور چہارم نون نام ایک ستارہ منحوس کا ہی کہ ہندی مین جھاڑو کہتے ہین بقول حکما یہ ستارہ اصلی نہین ہی بلکہ جب بخارات ارضی کرۂ نار تک پہونچکے محترق ہو جاتے ہین تو یہ صورت پیدا ہوتی ہی اور اسکی دو شکلین ہین اگر وقت طلوع کے شعاع اسکی سامنے کو ہو تو ذو ذوابہ ہی یعنی صاحب گیسو گیسو اسلیے کہ ذوابہ گیسو کو کہتے ہین اور اگر پیچھے کو ہو تو ذو ذنابہ یعنی صاحب دم اسلیے کہ ذنابہ دم کو کہتے ہین علم کردن ظاہر کرنا تعلم بضم لام مشدد کسی سے سیکھنا بہشت ہشتم واضح ہو کہ بہشت آٹھہ ہین سات کی تو تعریف و صفات خدا اور رسول خدا نے بیان فرمائی ہی اسواسطے کہ چیزے بچیزے بطور نمونہ کچھہ نظیرین اور مثالین اونکی دنیا کی اشیا سے پائی گئین آٹھوین کہ وہ سب مین منتشنی ہی اوسکی نظائر و تمثیل کے لائق دنیا کی کوئی چیز کچھہ بھی نہین پائی گئی لہذا اوسکی تعریف و صفات مذکور نہین فرمائین اور یہ جو شداد کی ارم کو آٹھوان بہشت کہتے ہین اور خدا ے تعالی کی بہشتون مین شامل کرتے ہین استغفر اللہ یہ اس قابل کہان کہ خداے تعالی کی بہشتون مین داخل ہو کہان اصل کہان نقل سوچی نادیدہ فقط شنیدہ شداد کا بہشت تو زمین پر موجود ہی مگر چشم مردم سے پوشیدہ المعنی یہ قصیدہ شاعر نے اپنی ہجو مین لکھا ہی اور توطیہ مین یہ چند اشعار صفت اسپ مین ہین کہ جولانی و روانی طبیعت کو نوع مناسبت اسکے ہی چنانچہ پہلے دو نون شعر مشتمل بر ندا ہین تیسرا جواب ندا یعنی اسے اسپ برق دم تو وہ ہی کہ سرعت قدم کے قلم سے ہجو فلک کی جو پلک مارنے مین ہزارون برس کی راہ لپیٹ جاتا ہی اپنے سم پر لکھی ہی اور لکھنا بھی کہ جو سرعت و تیزی تیرے سم سے ظاہر ہی فلک سے کہان بس ہجو خود عیان گویا نوشتہ موجود اور جو صبا پر اطلاق تانیث کا ہی اور اکثر گنہگار عورتون کی زلف یا چوٹی کاٹ لیتے ہین تا انکار نہ کرنے پائے اور بدنام ہو کے بس ہنبنے

جو دعوی سرعت و تیزی کا تیرے ساتھ کیا تھا اور سبزہ لیجا سکی دم پیچھے رہگئی اس جرم مین تیرے دم
نے زلف صبا کی کاٹ لی ہی یہ وہی زلف ہی جو دم کھلاتی ہی تا ہار جانے سے منکر نہو جاے اور دعوی
لایعنی سے بدنام ہوے اس مصرع مین دم کا لفظ بتغائر فرضی واقع ہی اور ساے تو ایسا تند و شوخ ہے
کہ تیری تندی و شوخی کو جو توسن فلک کے برابر کیا تو تو ہی تند و شوخ نکلا اور توسن فلک کا ایسا حال
ہی جیسے شعلہ و ہیزم کہ ہیزم محض بحیس و حرکت ہی اور شعلہ کو دم بھر قرار و سکون نہین ہین ساے اسپ
تو کہ تیزی اور تندی اور شوخی و چالاکی مین بدین صفات موصوف ہی سبکروی اور نرم رفتاری
تیری ایسی کہ اگر غنچہ متبسم پر گذرے اور روندے تو کیا ممکن تبسم اوسکا خندہ ہوجاے یعنی ہوا بھی تیرے
قدم کی غنچہ کو معلوم نہوے اسواسطے کہ غنچہ متبسم ذرا ہوا سے خندان ہوجاتا ہی اور ایسا ملائم رفتار
کہ اگر فسانہ پرداز کے لب پر جو نہایت تیزی اور صفائی سے فرفر بہے چلے جاتے ہین رکتے نہین
دوڑے تو ویسے ہی لب اوسکے چلے جائین کیا مجال کہ اوسکے تکلم مین کہین سکتہ پڑجاے اور ایسی
ہوا باندھتا ہی کہ دم کرہ دم جو بصورت ایک خط کج کے ہی اور خم اوسکا نوک نیش پر کہ مثل نقطہ موہوم
کے ہی جو منقسم نہین ہوتا اپنے قدم سے گن گن کر خط لکھے اور تقسیم کرے سیمرغ جو گم ہو رہا ہی کہین پتہ
و نشان اوسکا نہین اوسنے کچھہ تجھی سے شتاب قرض لی ہی نہ معلوم وہ شتاب تیزی کہان اسکو
کہان اڑالے گئی کہ نام ہی نام رہگیا اب تک نہ کہین پتہ نہ کہین مقام اور یہ شتاب بھی پوری
نہ تھی قرض لی ہوئی از ہزار یکے و از بسیار اندکے اور ہنگام رفتار جسوقت دم اپنی اوپر اوٹھاتا
ہی کہ منجملہ صفت اسپ کے ہی تو یہ سمجھا جاتا ہی کہ تو ہشتم فلک بھی ہی اور ذو ذنابہ بھی ہشتم فلک بلحاظ
سازو یراق اور زیب و زیور کہ سواے سبعہ سیارہ کے جمیع ثوابت و اشکال اوسیر واقع ہین
اور ذو ذنابہ باعتبار دم کے کہ گویا ایک ستارہ دنبالہ دار ہی اگرچہ بلحاظ بال کے ذو ذنابہ بھی کہہ
سکتے ہین لیکن شاعر نے دم کا لفظ مذکور کردیا ہی اور ذنابہ مین لفظ ذنب کا بھی موجود کہ نیز
ایک ستارہ ہشتم پر جسکو ذنب الفرس کہتے ہین شعر مابعد مین گریز ہی طرف اپنی مدح کے یعنی یہ
راست روی تجھہ مین یہ تعلیم شہسوار طبیعت عرفی کے پیدا ہوئی ہی کہ اوسنے مسالک تعلم پر
خوب تجکو پھیرا اور آراستہ کیا ہی جسکی باغ طبیعت کا اول قدم آخر چمن بہشت ہشتم کا ہی یعنے
اوسکے باغ طبیعت کی جو ابتدا ہی بہشت ہشتم کے چمن کی انتہا اسکی ابتدا نے سارے مدارج
اوسکی کیفیت و بہار کے طے کرلیے ہین اب اسکے آخر چمن کو خیال کیجیے کہ کس حسن و تجمل کے
ساتھہ ہوگا اور جب تک اوسکی طبیعت عالی کے فیض سے آسمان کو قبول نہین کیا تھا آسمان

ایک جام ناکام خالی از مدام شراب جو اوسکے فیض نے نظر قبول کی اوسپر ڈالی تو سیکڑون مشکون
کی شراب سے کہ وہ مضمون و معانی مستی آور ہوش ربا ہین اسکو بھر دیا جنکی مستی سے شب روز
اور قیامت تک ناچار رہیگا انخلاف نسخہ مطبوعہ مین کش خندہ فزاید بجاے ہزاید خلاف مقصود
شاعر لکھا ہی ایسے ہی پہلے شعر کے معنی محشی نے مثل بسم صرف اسیقدر رکہ طعن فلک کی سم پر لکھی
اور زلف صبا کی خنجر دم سے کاٹی ایسا ترجمہ تو لڑکے مکتب کے بھی کر سکتے ہین اور علی ہذا از کام
شمردہ تا آخر اسمین کام شمردن کے معنی رفتن گو ہین لیکن یہان تو از کام جار مجرور علیحدہ ہی اور
شمردہ خط مقلوب علیحدہ اور شمردہ کا لفظ بنظر ایضاح و صراحت خطوط کے ہی باقی معنی اسکے
ہین اور اول قدم تا آخر اس شعر کے معنی بھی اچھے تھے مگر میری دانست مین یہ نقص ہو گیا کہ
شاعر تو اپنی طبیعت کو ریاض کہتا ہی اور اوسی کے واسطے قدم ٹھہرایا ہی اور شعر کو متفرع کیا ہی
شعر سابق پر کہ لاحق کے اشعار مین بھی آخر تک یہی صورت مربوط ہی پھر کیسے غیر کی گنجایش
ہو سکتی ہی جو لکھا ہی کہ جو کوئی ایک قدم مرغزار طبیعت میرے مین خرام کرے تو ایسا ہی کہ گویا اوسنے
اول قدم مین گلگشت انتہا بہشت کا کر لیا اب میرے معنی کو اور انکو تامل کیا جاے اور ربط سابق
اور لاحق پر التفات انتہی ملا قطب ہجو فلک برسم نوشتن اور زلف صبا بریدن پر معترض ہین
کہ پہلا استعارہ پامال کردہ اور دوسرا مخصوص فکر اوس ہوا پیما مرتبہ ناشناس کا ہی کہ گوش بسرین
بستہ است اور کرد از تو شتاب وام کی جگہ گرد از تو شہاب یافت اختیار کیا ہی اور اول قدم
ریاض تا آخر اس شعر مین بہشت ہشتم ارم کو قرار دیا ہی کہ جناب باری کے حکم سے ملائک اوٹھا
لیگئے اور ہشتم بہشت یہ ہوئی انتہی لکشاعر ایسا شخص نہین کہ انکے نسے وقاف کو اوسکے کلام مین
دخل ہو پہلے اپنے معنی کی تو خبر لین کیسی دم کی کسر کانون مین نکالی ہی یعنی جب معنی ٹھیک نہ سمجھہ
پائے تو استعارون پر جھکے وہ بھی ٹھیک نہین سب جانتے ہین کہ معنی اصل ہین خواہ نظم ہو خواہ نثر
بعد اوسکے بیان استعارات اور دیگر محسنات شعر اگر بنا معنی کی ڈگمگ ہی تو بیان اسکا ایسا ہی
جیسے ؏ لاجورد و طلا ست بر دیوار ٭ اور جو وہ نسخہ اختیار کیا ہی اوسی سے کیفیت کھلتی ہی
کہ خاص سیمرغ مین مبالغہ زیادہ ہی جسکو کسی نے نہین دیکھا یا شہاب کو سیمرغ بنانے مین جسکو ہمیشہ
سب دیکھتے ہین اور اس سے زیادہ قلعی اسمین کھلتی ہی کہ بہشت ہشتم ارم ہی اور خدا تعالی نے
اوٹھوالی معاذ اللہ حضرت عیسی علیہ السلام نے اوسکے حکم سے شیر بنایا اور وہ جان پاکے
اوٹھ گیا خدا تعالی نے اوسکو نیست کرکے اپنی قدرت سے پھر شیر پیدا کیا اور اتنی شرکت

انسان کی با وصف اپنے ہی حکم کے روا نہین رکھی سور ملی ارم اوسکو اوٹھوا منگا یا سنی ثانی اودھر کی اودھر لکھدی محقق کوئی ایسی بات نہین بات نہین لکھیگا حضرت جامی رح اللہ نے کیا خوب فرمایا ہی ۵ بلے سلطان معشوقان غیور ست ٭ ز شرکت ملک معشوقیش دور ست

قولہ نشست گر بوقت الخ در ہم شکند الخ چون آتش طبع الخ در پردۂ اطلس الخ دوران تجدید شراب الخ بر خاک در الخ الانتباہ تلاطم ایک دوسرے سے طپانچہ مارنا اور لوٹ پوٹ ہونا موجون کا تصادم ایک دوسرے کو دھکا دینا قلزم کے معنی اوپر گذرے طارم بفتح طا و ضم را و نیز بفتح خانہ بلند و بالاخانہ المعنی یعنی طبیعت اوسکی ایک دریا ہی مواج کہ ہر وقت متلاطم اور جوش زن رہتا ہی البتہ وقت خواب کے کچھ دب جاتا ہی اور ایسا مرد میدان سخن کا ہی کہ ایک حملہ مین سیکڑون افواج معانی مقابل کو شکست دی اور منہزم کرے اور ایسا عالی طبع کہ جسوقت آتش اوسکے طبیعت کی بھڑکے طوبی اپنے اوس مایۂ تموات سے باز آکے طالب رواج ہیزم کا ہوئے تا اس آتش مین جلون لائے اوسکی ایسی روشن جسنے پردۂ اطلس فلک مین بیاض صبح سے تا قم ٹانک دی ہی سفیدی صبح کی اوسی گریبان سے سر نکالتی ہی گویا مادہ صبح کا اوسکے لائے روشن سے ہی اور ایسا بلند فکر کہ دوران واسطے صرف اوسکی بزم سخن کے طارم فلک پر انگور تیار کرتا ہی تا اس انگور کی شراب سے اوس بزم مین دور جاری رکھے اور وہ انگور ستارے ہین طبیعت اوسکی ایسی طیب اور پاکیزہ کہ بحر محیط جو ہر شئے کا پاک کرنے والا ہی اور اوسکے ہوتے تیمم روا نہین رہتا مقابل اوسکی طبیعت کے آپ کو نجس جان کے اوسکے خاک دروازہ سے تیمم کرتا ہی اور اس خاک کو اطہرۂ اطیب جانتا ہی انخلاف نسخہ مطبوعہ مین رضوان زنی بجاے دوران کے غلط ہی کسواسطے کہ رضوان خازن جنت ہی اوسکو طارم جو آسمان ہی اور انگور ستارے لئے کیا غرض اور دوران مین لفظ دور کا مناسبت ابکے موجود

قولہ گردون نظارۂ الخ از آب سخاش الخ عرفی بہیچ خود الخ دادسخنت بدہ الخ ہان شرم مکن الخ شایستہ تو ئی الخ الانتباہ مبیح بروزن فصیح ستایش تظلم فریاد و نالہ کرنا کسی کے ظلم سے ہان کلمہ تنبیہ کا ہی المعنی یعنی دل اوسکا اس حد روشن و منور ہی کہ گردون اسکے نظارہ مین دیدہ ہورہا ہی جسکی تپلی یہ آفتاب ہی اور بغور تمام جیسے بغور دیکھنے کے وقت ایک آنکھ بند کر لیتے ہین دیکھ رہا ہی کہ اوسکے نورانیت کی ماہیت کو دریافت کرون مگر جانے کب سے دیکھ رہا ہی اور اسکی حد کو نہین پہونچتا نہ پہونچے شعر مابعد مین آب بمعنی دریا سخا سے مراد خو

کلام و سخن جو ہر جگہ اور ہر کسیکو پہونچا ہی یعنی غور تو کر کیسا دریا فیض سخن کا بہا رکھا ہی جسکے فیض سے نوک مژہ
جو فال خوشہ کے ہرگز نہین مانند سنان گندم کے جسکو ہندی مین تونگر کہتے ہین خوشے بار ہی ہے
اور خوشے نوک مژہ کے قطرات اشک ہیچو دانہ گندم کہ تاثیر کلام موثر و درد انگیز سے پیدا ہوتے ہین چنانچہ
ظاہر اکلام سوزناک گریہ آور ہوتا ہی اور مبالغہ تام گریہ کا ہی کہ سنان گندم کے ساتھہ تو ایک دانہ
ہوتا ہی اسکے فیض کلام سے ہر نوک مژہ جو مشابہ سنان گندم کے ہی خوشہ ہی اب اشعار مابعد شعر تخلص
کلام ہین یعنی اے عرفی تو اپنی مدح کیطرف رجوع ہو رہا ہی مگر ذرا ہوش بھی رکھہ ایسا نہو بہکجاے اور
کوئی بات ڈرتے جھجکتے کی سی تیرے منھہ سے نکلجاے خوب بے دھڑک ہوکے اپنی صفت کیے جا اور
اپنے سخن کے آپ فدے اسواسطے کہ حاسدون کی بیدادی سے معنی اور عبارت تیرے فریاد کرتے
کرتے مرے جاتے ہین خبردار اپنی مدح و ثنا مین ہرگز کسی سے مت شرما گو حاسد حسد کے مارے کتنا ہی تہم
کرین اور ہنسین خیال تو کر آج دنیا مین تجھسا شاعر غرا کون ہی اور کون سزاوار مدح کے ہی اے عرفی تو
وہ شخص ہی کہ تیرے دروازے کی خاک اورون کے سر کی تاج ہی یا مصرع ثانی دعا ہی کہ تیرے دروازہ
کی خاک ہو اور حاسدون کا سر ہو مردم سے مراد حاسد بقرینہ لفظ حسود کے ورنہ اور روسے کیا مطلب ہے

اختلاف نسخہ مطبوعہ مین بجاے سنان گندم کے درخت گندم لکھا ہی اگرچہ مخل معنی نہین لیکن مناسب
نوک و مژہ کے سنان ہی اور بجاے سخنت کے صنعت محض غلط اور بطرفہ یہ کہ محشی اپنی تحقیق کو کام
فرماتے ہین کہ صنع بسکون نون ہی اور یہان جسکو مخل وزن ہوتا ہی شاید مصنف نے بفتح نون کسی لغت
مین دیکھا ہو جو باندھا ہی خوب بات ہی آپ ہی لکھین آپ ہی باتین بنا بنا کے گوئندہ کو تہمت لگائین
اور دو گواہ یعنی لفظ معنی و عبارت جانب سخن سے موجود ملا قطب نے گردون بنظارہ تا آخر
اس شعر مین ضمیر کے معنی دلی بات لیکر لکھا ہی کہ ضمیر عرفی کا ایسا مخفی ہی کہ آسمان بدیدہ امعان نظر
فرماتا ہی اور اس شعر کے معنی از آب سخاش تا آخر لکھے گئے کہ تاثیرات سخاے عرفی سے ممکن کہ موے
مژہ مانند سنان گندم کے خوشہ لائے محض نظر لفظ سنان موے چشم کو اندیشہ کرکے آبیاری سخا
اپنے سے خوشہ موے مژہ مین ارادہ کیا ورنہ آب سخا تخصیص خوشہ کی موے مژہ سے فائدہ نہین
دیتی انتہی ناظرین من نے جو معنی لکھے ہین ملاحظہ فرمائین کہ برعکس قول شارح کے فائدہ ہی یا نہین
اس ذرا سی بحر تھوڑے سے اشعار مین محشی و شارحین نے کیسے غوطے کھائے ہین ہاتھ
پانون بہت مارے لیکن ساحل مراد کو نہین پہونچے اہل انصاف دیکھہ لین شعر

ژرف دریائیست عشقش اے رقیب + اندرین دریا گہر در سلانے زار + ۵۔

قصیدہ ۴۱ قولہ دگر سفیر طبیعت الخ بلے رود بجزیرہ ارمی الخ طراز دولت جاوید الخ ستودہ کہ بعنوان الخ نہ ہے ضمیر تو پاک الخ بملک مصلحت الخ حدیث بروشنی مہر الخ **الانتباہ** یہ قصیدہ بھی بحر مجتث مین ہی سفیر رسول و قاصد یکدانہ گوہر در یتیم ید اللہ لقب حضرت علی شیر خدا ستودہ ستائش کردہ شدہ مخطی بالضم وہ شخص کہ ارادہ براہ صواب کا کرے اور بقصد اوس سے خطا ہو جاے خاطی وہ جو بارادہ خود خطا کرے ساہی سہو کنندہ آمر حکم کنندہ ناہی باز دارندہ افواہ جمع فوہ بمعنی دہن مجازا شہرت **المعنی** یعنی پھر سفیر میرے طبیعت کا کہ ملک سخن کی پادشاہ ہی بساز و سامان آگاہی و ہوشیاری کہ لوازمات سفیر سے ہین عالم ملکوت کو چلا اور بیشک اسواسطے جاتا ہی کہ عالم ملکوت سے جواہر قدس کہ مراد سخن الطف و اطیب ہی خرید کے لائے تا طبیعت بطور تحفہ او رنذر حضور مین در یتیم شاہی کی گذرانی اور وہ در یتیم طراز دولت جاوید شاہزادہ سلیم ہی جسکے بازو نے صولت ید اللہی پائی ہی اور وہ شاہزادہ ایسا ستودہ صفات ہی کہ حاسد نے جو ہمیشہ نظر کمی سے محمود کو دیکھتا ہی اوسکے نامہ وصف کے عنوان مین کم سے کم کر کے جو اوسکو لکھا تو جم جاہ لکھا اور یہ بھی تصور یعنی جب اوسنے الفاظ عنوان کے اوسکی نسبت تصور کیے تو اوسکے یقین ہین اس سے کمتر کوئی لفظ نہین جا اور جب عنوان پر کہ چندان لحاظ پورے القاب کا نہین کرتے یہ لکھا تو اندر نامہ کے جانے کیا لکھا ہوگا اور ہرگاہ کہ حسود کا یہ حال ہی تو دوست کا کچھ کہنا ہی نہین اب بالتفات کہتا ہی کہ حضرت معطی برحق نے جب پاک صاف دل تجکو عطا کیا کہ جسمین خطا و سہو کو قطعاً گذر کی مجال نہین پس تو مثل فرشتون کے نہ مخطی ہی نہ ساہی بلکہ ادمی نمرہے سے ہی ورنہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان اور وہ شخص کہ قضا و قدر کے ملک مصلحت اندیشی مین جو واسطے نظم امورات عالم کے کرتے ہین تیرا ہی قبول و رد آمر و ناہی یعنی حاکم ہی جسکو امر کرے وہ امر ہی اور جسکو منع کرے وہ نہی ہی خلاف تیرے ضمیر منیر کے مقابل ذکر روشنی آفتاب کا ایسا ہی جیسے افواہی باتین کہ محتمل بصدق و کذب ہوتی ہین اور اکثر جھوٹی نکلتی ہین اور اگر کچھ سچ بھی ہو تو ایسا ع در پیمانہ آب تنک چہ چہ دروغ ❊ نسخہ مطبوعہ مین زہرہ تحفہ کی جگہ بجاے حلی لکھا ہی خواہ غلطی ہی خواہ سہو کاتب **قولہ** چہ مہر کاوش مہر الخ منم فتادہ بعد الخ تر بان زبان مسیحا الخ چو خلق و سیلے تو الخ دمیکہ آہوے خلق تو الخ زحسن عہد تو الخ **الانتباہ** الہی و گمراہی مین یاے مصدری ہی رعشہ بالکسر ایک بیماری ہی جس سے ہاتھ آدمی کے بے ارادہ کانپتے ہین رنگ کاہی رنگ زرد عنبری و ماہی مین یاے نسبت کی ہی اکراہ زبردستی کسی سے کام لینا **المعنی** پہلے تینون شعر قطعہ بند ہین یعنی آفتاب نے جو دیکھا کہ ماہتاب تیری رسلے رونق

رشک مین گھٹتا ہی ہنسا کہ عجب حمق وگمراہی مین پڑا ہی مین تو تجھسے بدرجہا نورانی ہون اور تو مجھی سے
فیض یاب میرا تو یہ حال کہ مین اسی حسد کی شرم سے سیکڑون طرح کے رنج مین پڑا ہون کہ تمام بدن کو
رعشہ عارض ہی اور چہرہ زرد کہ شدت ندامت سے یہ دونون باتین آدمیکو لاحق ہوتی ہین اور مسیحا
جیسے طبیب میرے پاس موجود جو مردہ جلاتے ہین اور مین کھڑے کھڑے حال اپنا اونپر عرض کرتا ہون تاہم
نہ رعشہ جاتا ہی نہ زردی رنگ چہرہ کی میرا تو حسد کرکے یہ حال ہوا تو کس شمار قطار مین ہی جو رشک کرکے
آپ کو گھٹا رہا ہی اگر خلق اور رائے تیری دونون ملکے آتش فروزی زمانہ مین کرین تو دھوان اوس آگ کا
کار عنبر کرے یعنی زمانہ کو معنبر کرے اور ہر چنگاری بنجاے تو لائق ہی نظر خلق و نورانیت رائے کے شعر مابعد
مین بھی صفت خلق کی ہی یعنی خلق تیرا ایک مشک اذفر تیز بو ہی کہ اگر تو اظہار اوسکا کرے تو ماہی سے
ماہ تک اوسکی بو سے ہر شی پر ہجوم عطسہ کا ہو جاے اور ضرور ہی کہ مشک تیز بو سے چھینکین آتی ہین یہانتک
کہ خون ناک سے آجاتا ہی اور تیرے وقت مین زمانہ سے ایسا حسن و جمال پایا ہی کہ لوح خواب و خیال پر
بھی صورت مکروہ کا منقوش ہونا مشکل ہی یعنی اسوقت مین کوئی شکل بد خواب مین بھی نظر نہین آتی
قولہ سود جاہ تو در تنگنائے الخ چو ظل جاہ برالخ فلک زسہم توالخ سر دعائے مسیحا الخ زفتنہائے زمین و
زمان الخ ز رفتہائے قضا الخ **الانتباہ** مرگ ناگاہ مرگ مفاجات ہندسے یہان مراد محاسب سے
صفر بالکسر نقطہ عنین بالکسر و تشدید نون مکسور نامرد کہ جماع پر قادر نہو برگ سامان سالی و ماہی اور مالی
و جاہی چارون مین یا نسبت کی ہی رفق بالکسر نرمی و مہربانی **المعنی** یعنی حاسد تیرے ایسی بری بلا اور
تنگنائے غم و الم مین پھنسا ہی کہ ہر دم مرگ مفاجات کو فراق نامہ لکھتا ہی کہ تیری جدائی کے باعث مین
اس بلا مین مبتلا ہون آ کہ طفیل تیرے دفعۃً اس سے چھوٹ جاؤن اور وہ اسمین خوش ہی کہ یہ ایسی
ہی پڑا مرتا ہے جب تو یہ ہر دم لکھتا ہی اور وہ نہین آتا مرتبہ تیرا ایسا ترقی وافزونی پر ہی کہ اگر محاسب
کے ارقام و ہندسون پر تو اوسکا سایہ ڈالے تو بیدون صفر کے ہیچگونہ فرد پنجاہ کے بنادی تین پنج و پنجاہ
کے واسطے تمثیل کی ہی غرض ہر عدد کو دہ گونہ بڑھا دینے سے ہی اسیواسطے ارقام کہا ہی اور فلک دو
رنگ کہ ایذا رسانی اسمین جبلی ہی بالفعل جو زمانہ سے یکرنگ و موافق ہو رہا ہی تیرے خوف کی وجہ سے ہے
ورنہ فلک اور یکرنگی بس یہ یکرنگی ایسی ہی جیسے نامرد کی پاکبازی بقول سعدی پیرزن توبہ اگر تو بہ کند
چکند اب جو قدرت ظلم کی پاتا نہین یکرنگ بنگیا اور رائے ممدوح تو ایسا عالی رتبہ صاحب وجلال ہی
کہ جو چیز عرش سے اوس پار پہونچتی ہی وہ تیرے آستانہ جاہ و جلال تک نہین پہونچتی مثلاً دعا حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی جسکا سر اوج عرش سے تو گذرا مگر تیرے آستانہ تک پہونچنے مین اوسنے بھی

کوتاہی کی ایسا عالی آستانہ تیرے جاہ وجلال کا ہی آئین بیان علو وتنگی کا بھی ہی اور نیز اجابت کہ
تو محتاج کسی کی دعا کا بھی نہین حتی کہ حضرت مسیح جو فلک چہارم تک پہونچے ہو مستجاب الدعوات
ایسے کہ عرش سے اوس پار دعا اونکی پہونچی اسیواسطے اشعار مابعد مین دعا واسطے موافقون
اور منافقون کے حق مین کی ہی نہ خاص اسکے یعنی تمامی فتنون زمین وآسمان سے تو تیرے
منافقون کا سامان سالی وماہی تیار ہوتا ہے اور بالکل زمیون [illegible] وقدرے
سازوبرگ مالی وجاہی تیرے موافقون کا موجود ومہیا ہے یہ قصیدہ خیر وعافیت سے ختم
ہوا لیکن میرا اور شارحین کا خلاف نہین ہوا اور ویسے تو اپنا اپنا بیان وتحریر جدا ہوتی ہے
مگر دیکھیے ایسا نہو ؎ نہ ہر بار شاطر زند بر ہدف ٭ نہ ہر سال گوہر برآرد صدف ٭٭

قصیدہ قولہ کجا بحسن شوخ الخ بعشوہ باج گرفتی الخ فتاد چشم تو بیمار الخ خمار ومستی خود الی آخرہ
نہاد چشم الخ نذر کردہ جیرے واز الخ **الانتباہ** یہ قصیدہ بھی بحر مجتث مین ہی توطیہ اسکا عشقیہ
ہمعنان برابر والاخمار بقیہ آثار نشہ کا اور باقی مستی شراب متاعش کے شین سے نرگس بدل ہے
المعنی یعنی اے محبوب مطلوب عاشقان نرگس تیرے برابر حسن وخوبی مین برابر کب ہو سکتا ہے
کسواسطے کہ تو چشم کل عالم کی ہی اور نرگس فقط چشم بوستان کی جو ایک ادنی جزو عالم کا ہی پھر
کہان تو کہان نرگس تجھ مین اوسمین کیا مناسبت اور مساوات تو نے تو بزور اپنی چشم
کرشمہ دان کے باج سارے عالم سے لیا نرگس سے تو صرف بوستان سے بھی نہ لیا گیا اگر برابر
تیرے چشم کرشمہ دان کے ہوتا تو بوستان سے آج ہی باج نہ لیتا اور اپنا مطیع نہ کرتا تیری چشم
عشوہ انگیز عجب تک کرشمہ سنج ہے یہ شرم سے سر جھکائے پشت پا کو تکتا رہا اب جیسے وہ
تیری ہی اور عشوہ انگیزی ترک کی تو میدان خالی پا کے لئے فورا سر اوپر اوٹھایا ہی اور ہر چند سر
لیکن تیرے غمزہ کے سامنے کیا روسفید ہوگا اسکے پاس رہا کیا ہی عمدہ متاع اسکی دکان عنا کی
کی خمار ومستی دو چیزین تھین وہ تیرے غمزے کے ہاتھ بیچکے نقد زر گرہ مین باندھ چکا کہ وہ
زردی ہی جو گل نرگس کے اندر رہتی ہی نرگس نے اگر بوستان کو اپنے زیر نگین کیا اور اوسپر
سکہ چلایا تو کیا کمال کیا تیری چشم مست نے تو اپنی مسند پیشگاہ بہشت مین لگائی ہے
وہان کی مسند نشین ہی کہ تمامی بوستان جہان کے اوسکے پا انداز نہین ہو سکتے کچھ جانتے
ہو کہ سب پھولونمین بوستان کو نرگس کیون مقبول ومطبوع ہی یہی صفت کہ شرمگین بہت ہی کچھ
بے جرم وخطا سر نیچے سے اوپر نہین اوٹھاتا زمین کے سوا اور کسیکو نہین دیکھتا نہ شوخ چشم نظرباز اپنی کیطرح

قولہ بعالم آمدہ خسرو الخ گہے شراب نکہے الخ مجنون لیلی باغست الخ عروس حجلہ باغست الی آخرہ
زبان طعنہ سوسن الخ زلالہ گرد بظاہر الخ بجاے خون خورشش الخ زبسکہ نیست بخود الخ برسے
طفل بنفشہ الخ چمن سایہ سنبل الخ الانتباہ خسرو سے مراد خسرو پرویز جسکے پاس ترنج زر
دست افشار تھا سادہ بے ریش واحمق بنفشہ بفتح اول وضم نون بضمتین نیز نام ایک گیاہ وواکا ہی
گل اسکا سیاہ رنگ ہوتا ہی کہ زلف وخط سے تشبیہ کرتے ہین سوسن ایک گل ہی آسمان رنگ
بضم واو مجہول و بالفتح نیز وبقول بعض بالضم فارسی و بالفتح عربی روے کسے درمیان دیدن کسی
معاملہ مین کسی کا پاس و لحاظ کرنا چشمک اشارہ بگوشہ چشم سبیل اخفا سنبل بر وزن بلبل نام گیاہ یا نام گل
خوشبو المعنی یعنی نرگس تو جہان ایسا ہی جیسا خسرو پرویز تھا دیکھو اوسکی اسکی شان مین کیا فرق ہے
اوسکے ہاتھین بھی ترنج زر رہتا تھا اسکی کف مین بھی موجود کہ وہی زردی اندر پنکھڑیون کے ہی اور
جسمین زردی کی جگہ سیاہی ہوتی ہی اوسکو شہلا کہتے ہین اور زردی والیکو عبہر مگر احمقون نے بجاے
خسرو کے نرگس نام رکھدیا چھوکری غلامون کا ہی اکثر نرگس اور لالہ قریب قریب لگاتے ہین تا دونو
کے سرخ وسفید پھول ملکے خوشنما معلوم ہون شاعر نے اسی صورت کو باندھا ہی کہ نرگس جو لالہ پر پڑا ہی
یہ مطلب ہی کہ کبھی اوسکے جام سے سرخ شراب پیکے مست ہوتا ہی اور کبھی سیاہی لالہ سے شربت بنفشہ
کھاکے علاج بیماری کا کرتا ہے اسواسطے کہ مشابہ چشم ہے ہی اور چشم کی مست و ناتوان دونون
صفتین ہین بظاہر تو اسکا حسن وجمال دیکھیے یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک لیلی معشوقہ باغ کی لیکن بحقیقت
مجنون صفت ہی کہ ہر موے سر پہ آشیانہ رکھے ہوئے ہی جیسے مجنون کے سر پہ کسی مرغ نے آشیانہ رکھا تھا
بلکہ مجنون سے زیادہ کسواسطے کہ اوسکے سارے سر پہ ایک آشیانہ تھا اسکے ہر سر مو پہ آشیانہ ہی اور آشیانہ
یہ کہ نرگس کے پھول مین زردی بال کیطرح دراز و باریک ہوتی ہی اور اوسکے سر پہ ایک ذراسی ٹٹی
اور یہ خیال مین آتا ہی کہ نرگس ایک عروس حجلہ باغ کی ہی اسی سبب سے حریر سفید کی مقنع سے گھونگھٹ
کیے بیٹھے ہی اور گھونگھٹ وہی سفید پنکھڑیون کا اس پاس ہونا حسب تغائر فرضی شعرا برگ سوسن
کو زبان سے تشبیہ دیتے ہین اور نرگس کی صفت مین شوخ چشم خیرہ چشم قدح خوار لاتے ہین کہ ایسے لوگ
طعن وتشنیع کیے جاتے ہین پس شاعر نے اس شعر مین یہ شکل نکالی ہی کہ قریب نرگس کے جو سوسن ہے
وہ زبان درازی اسکی شوخی وخیرہ چشمی پہ کر رہی ہی اور سامنے جو اوسکی زبان تالو سے کھینچ لی ہی
یہ وجہ ہے کہ جیسے یہ نظر بافگان چمن سے ہی ویسے ہی سوسن بھی سرسبز کردہ چمن کی پس بلحاظ و
پاس چمن کے اوسکی زبان کشی سے باز رہا ورنہ یہ شوخ مست بے پروا کب قصور کرتا ظاہر کہ لالہ

چمن کے سب پھولون مین رنگین ہی اور نرگس سپید جب لالہ نے دعوے اپنے حسن کا کیا تو بغیر تامل اوسکے مان لیا
اسواسطے کہ یہ بہی رنگینی اور لالہ کیسی شوخ رنگی نہین ہی یہی اسکا مان لینا ہی مگر پوشیدہ ارغوان کے ساتھ چشمک زنی
کرمشاہ چشم ہونیسے صفت بھی آئینہ ہی شمع کی کہ یہ اپنے حسن کا تو دعوی کرتا ہی مگر سیہ شعلے ور کرشمے ابر لعل لبان
بچشم رنگینی سے کیا ہوتا ہی اور یہ نرگس ہر اب سے پیدایش سے مست ہی او مست پیدا ہوا معلوم ہوتا ہی کہ رحم
مادرین بجاے خون کے غذا اسکی شراب تھی اور دیکھو ایسا مست و بیخود ہی کہ خود بھی اپنے اوپر اعتماد نہین ہی اسواسطے
مہردان اپنی لالہ کی بغل مین رکھدی ہی کہ مبادا بیہوشی مین کہین گم جاے جیسے مستونکی چیزین گم جاتی ہین اس لالہ مین
لالہ کی سیاہی نہین ہی نرگس کی مہردان ہی اور جو بنفشہ کی کلیونپر اسکے پھول جھکے ہوئے ہین گویا وہ کلیان اطفال
بنفشہ کے ہین اور پھول مثل دایہ کے اونپر پستان کھولے ہوئے شیرخواری کے واسطے پستان سے ارادہ شیر کا ہی یا عتبار سپید
رنگی نرگس کے والا گل نرگس مین چنیدان مشابہت پستان کی نہین ہی شعر ابعد مین کثرت سنبل کا بیان ہی یعنی نرگس
اگرچہ اپنے گل سے بصورت خورشید کے چمن مین عیان ہو رہا ہی لیکن چمن کا یہ حال کہ سیاہی سنبل سے کیفیت ابر و
شب کی دکھاتا ہی گویا شب مین خورشید ہین دیکھتے ہین ۲ تا ہی التخالف اس شعر مین چمن بسایہ ابر تا آخر
ملا قطب لکھتے ہین کہ سہو الفکر شاعر کا ہی کہ قرینہ تعریف نرگس مین ذکر مبالغہ تعریف سنبل کا کرتا ہی انتہی مگر شعر آیندہ
مین جو افراسیاب چمن تا آخر ہی یہ نہین کہا کہ نرگس کی صفت مین صفت چمن کی کرتا ہی یہ کیا ضرور ہی ہر قسم کا مضمون
نسبت نرگس کے باندھا ہی اوسی کے مناسب بندش اشعار کی ہی اور محشی نے اس شعر مین بحسن لیلی باغ تا آخر
لکھا کہ مجنون شدت شوق دیدار سے ہر سر مو چشم ہو گیا تھا نرگس بھی ایسے ہی ہی یہ معنی اور الفاظ شعر کے غور کیجے
جائین قوله کشتہ زہر سر مو الخ افراسیاب چمن الخ لباس خضر پوشید الخ سحر کہ دیدہ الخ کسے نہ دیدہ بعالم الخ
چو غنچہ کیسہ پر از زر کنن الخ مگر این احسان الخ الاعتبار غزاسیاب وا فراسیاب قتل سکندر وا سکندر رسے کہ دونون
ایک ہی ہین نام بادشاہ عظیم الشان توران کا کہ نہایت شجاع و بہادر تھا شعبدہ بالفتح و بائے موحدہ نیز مفتوح بازی
سبحہ و ہنر لباس خضر لباس سبز طاس بازی ایک قسم بازی کہ تھالی لکڑی پر گھماتے ہین اور شعبدہ بازی
و فریب تیز شیشہ کان مین کاف تصغیر کا ہی تقلید جا آگیبرو جی کسی کی کرنا بے دریافت حقیقت قماش بفتح جامہ
ابریشمی اور رخت و اسباب اور جوہر اور صفت جبین ستارہ مشتری الخ دروازہ لیسے مرادف لفظ ظلم
مین بہت آتے ہین نرگس کا لفظ شعر مین محض فائدہ ردیف کا دیتا ہی یا شین زائدہ اور اس صورت مین
فلک اضافت لفظ بنان کے موافق اوسی قاعدے کے جائز ہوگی کہ مدہ کے بعد نون ہی المعنی یعنی نرگس
کے جو ہر سر مو سے شعلہ ظہور کر رہا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ نرگس شمع بوستان ہی مگر عجب یہ کہ شمع بے فتیلہ
کی اور شعلہ ہر سر مو کا وہی کلٹی خود سرخ جو اسکے ریشے مین ہوتی ہی اور چمن کیا ایک بادشاہ عظیم الشان

افراسیاب وقت ہی کہ جنگ خزان کے واسطے سمند صبا پر سوار زرہ سبزہ کی پہنے نیزہ نرگس کا لیے مستعد و طیار ہی اور طرفہ تماشا یہ کہ نرگس لباس تو سبز خضر کا سا پہنے ہی اور خلاف وضع طاس بازی کرتا ہی اس سے معلوم ہوتا ہی کہ مکار و بازیگر ہی یعنی زمرۂ شعبدہ بازان و درویشان ہی مکر و فریب سے نہ خضر لباس خضر سرگہ ہاسے سبز طاس بازی وہی جو نرگس کی ڈنڈی پر پھول کھلا ہوا ہوتا ہی اور مقلد شعار بھی ہی بدین صورت کہ جب صبح کو آسمان دیدہ اپنا جو آفتاب ہی شش جہت پر کھولتے ہین کیسکو شعبدہ بازی شروع کرتا ہی یعنی آنکھ کر شمہ سنج کھولتے ہین کیسکو شعبدے دکھاتا ہی اور دیکھو تو کیسا لباس نور افشان پہنے ہی کہ تمام جہان مین ایسا لباس کسی نے دیکھا بھی نہوگا معلوم ہوتا ہی کہ شاید برجیس کی طیلسان لے کے اوتار لی کہ وہ برہنگی سے چھپ گیا ورنہ صبح کو جسوقت یہ کھلا تھا اوسی وقت وہ بھی طلوع ہوا تھا یہ رہگیا وہ غائب ہو گیا شعر بعد کا تمہید گریز مین ہی یعنی سے لے چمن اب غنچہ کیطرح کیسہ زر سے بھر لے کہ پھر کاروان نرگس کا تیرے در روانے آیا اب تیرے پاس زر ہی زر ہو جائیگا کہ مراد اس سے کثرت گل نرگس کی ہی شعر لاحق گریز اور یہ جو نرگس کی انگلیون سے کہ مراد اوسکی قلمون سے ہی گنج سیم و زر کا پیدا ہوتا ہی اسکی وجہ سوا سے چنگ زنی دامن احسان بادہ کے اور کیا ہی اوسی کے فیض احسان سے یہ گنج اسنے جمع کیا ہی سیم پنکھڑیان سپید نرگس کی زر زردی اندرون گل کی **الخلاف** نسخہ مطبوعہ مین بجاے رو یدکے دید شعر اخیر مین غلط لکھا ہی ملا قطب نے سحر کردیدہ گردون تا آخر اس شعر مین لکھا ہی کہ دیدہ گردون کواکب و آفتاب مگر پہلے کو اختیار کیا ہی تو اس خیال سے کہ شاعر صفت نرگس کی کر رہا ہی لہذا آسمان کو مقلد نرگس کا بنانا چاہیے تعقید پیدا کی ہی کہ کند فعل آسمان فاعل مقلد مضاف نرگس مضاف الیہ سب ترکیب یہ ہوئی کہ آسمان تقلید نرگس کند اور بجاے شعبدہ گان مشعبدہ بیگان مشعبد انتہی میری دانست مین دونون فساد سے خالی نہین تقلید آسمان بھی تو کچھ کسر شان نرگس کی نہین ہوئی جاتی بلکہ عین صفت ہی پھر تعقید کہ صنعت تالیف ہی کیون پیدا کرین اور اوپر کے مصرع مین جب خضر سے تشبیہ کی ہی تو بیگان کیا بلکہ شعبدہ کان ہی انسب اور اولی ہے **قولہ** خیال بحرویش الخ نگر ز قسمت غلقش الخ ز بسکہ جو ہر ملک الخ اگر نہ اب بہ بندیدالخ صبا ز حاجب اولخ اگر بصحن الخ چو عکس لالہ زند الخ بصحن باغ ز گنجینہ الخ اگر بدست کتی الخ زہے ز گوشہ دستار الخ **الانتباہ** کلاہ گوشہ بہ آسمان رسانیدن فخر و تکبر کرنا حاجب و دربان ہین اور بان دونون کے تنبیہ و زجر کے ہین اور معنی بگذار و شتاب اور آگاہ باش اور اینک گنج شایگان وہی گنج ہشتم گنجہاے خسرو پرویز سے کہ مفصل اوپر لکھے گئے بحرویش کا شین مضاف الیہ و باغ کا سن کا شین بھی ایسا ہی ہی جیسے اوپر لکھے گئے **المعنی** یعنی نرگس کے اندر جو زردی ہی یا سیاہی اسکو نہ زردی سمجھو نہ سیاہی یہ اوسکے سر کا مغز ہے کہ

ممدوح سے کچھ کجرو ہونے کے خیال نے اسکے دماغ پر سایہ ڈالا تھا بخوبی کجرو ہونے نہین پایا تھا کہ اوسنے
اسکے دماغ کو ایسا کوٹا کہ مغز دماغ کا حلق مین آپڑا ہی اور گل نرگس مین کچھ کجی ہوتی بھی ہی غرض کوئی
کجرو ممدوح سے بچ نہین سکتا جب نباتات کا یہ حال ہی صحن کے لفظ مین ایہام ہی کہ رکابی کے
معنی مین بھی ہی یعنی بہار نے جو صحن چمن مین خوان انواع اقسام گل و ثمر کا لگایا ہی بیشک اوسی کے
نعمتخانہ حلق سے لائی ہی کہ نرگس بھی صحن بوستان کو تک رہا ہی اور نہ دیدونکی طرح آنکھ اوس سے نہین
اوٹھاتا اور تکنا اوسکی صورت سے ظاہر ہی دویدش کا شین مضاف الیہ آستان کا ہی یعنی ازبسکہ حور و
ملک نے آستانہ ممدوح پر آنکھین بہت ملی ہین کہ خاک اوسکی خمیر مایہ نرگس ہو رہی ہی اگر اوس خاک
سے نرگس پیدا ہوئے تو سزاوار و لائق ہی اگر چہ نرگس کہ حیثیت خوان کی رکھتا ہی خواب مین خیال
تیری رفعت کا دیکھ پاسے اور دیکھیگا جب ہی کہ جب وہان تک پہونچیگا تو گوشہ کلاہ کا آسمان پر پہونچے
اور رکھے کہ مین بھی ایسی بلندی پر پہونچا ہون کہ جہان تیری ہرگز رسائی نہین ہی آج کل صبا نرخ سرمہ کا
ممدوح کے حاجب و دربانون سے بہت پوچھتی ہی شاید نرگس نے اوسکے خاک در کو تکا ہی کہ صبا کہ محرم
راز اوسکی ہی واسطہ خرید کا بنایا ہی تا دربانون سے خرید کے لائے اور میری آنکھون مین لگائے بعد کا
قطعہ صفت شجاعت ممدوح مین ہی یعنی ممدوح ایسا شجاع و بہادر ہی کہ مثلاً اگر شجاعت اوسکی صحن چمن
مین نازنینان چمن مثل سمن و نرگس وغیرہ کو للکارے کہ ہان دیکھتے کیا ہو خبردار ہو جاؤ تو یاسمین باوصف
سپید رنگی کے غیظ و غضب سے ایسی سرخ ہو جاے کہ عکس اوسکا لالہ کی طرح پانی مین آگ لگائے اور
شاخ بید اور نرگس دونون خنجر کمر سے کھینچ کے مستعد بجنگ ہو جائین مطلب یہ کہ حسین و نازنین
جو قابل جنگ و جدال کے نہین ہوتے اوسکی للکار سے کہ اثر شجاعت کا رکھتی ہی سپاہی جنگی اور مرد
میدان ہو جاتے ہین اور اوسکا تو کیا کہنا پہلے مصرعے مین لالہ اور یاسمین آتش زنی آب مین
شریک ہین دوسرے مین شاخ بید اور نرگس خنجر کشی مین اور فیاض کہ ایسا ہر کوئی اوسکے فیض سے
کامیاب و مالامال ہی دیکھو صحن چمن مین یہ اوسی کے گنجینہ امانت سے جو نرگس نے دوش دیدہ پر گنج
شایگان لادا ہی گنج نرگس کا وہی زردی اندرونی گل نرگس کہ بصورت دیدہ کے ہی شایگان باعتبار
فراوانی گنج اور نیز بلحاظ اسکے کہ نرگس پادشاہون تک پہونچتا ہی یا صفت اوسکو ملگیا ہی نرگس محجوب
اس سبب سے ہی کہ اوسکو گرد راہ ممدوح کے نہین ملتی اسواسطے کہ باغ مین وہ اگر ملجاے تو ضرور
دکان سرمہ فروشی کی رکھے خواہ آنکھون کو دکان بناے خواہ زردیدہ کان ایسا سمجھا جاے جیسے
کہتے ہین بسر و چشم جاہ اوسکا اسد رتبہ عالی و بلند ہے کہ اگر آسمان اوسکے گوشہ دستار پر گل

رکھنا چاہیے تو آفتاب سے گل اور فرقدان سے نرگس کہ فلک ہشتم پر ہی گل آفتاب سے بدین رعایت کہ گل آفتاب
ہوتا بھی ہی جسکو سورج مکھی کہتے ہین فرقدان سے نرگس باین معنی کہ فرقدان کو بھی مثل نرگس کے حیران و نگران
باندھا ہی جیسے یہ مصرع حضرت سعدی رح کا ع بماند ش در دو دیدہ چون فرقدین ✤ المخالف دوسرے
شعر مین بجاے نغمت کے مدحت نسخہ مطبوعہ مین غلط لکھا ہی ملا قطب پہلے شعر مین لکھتے ہین کہ خیال کرو کی
نے شاید دماغ عرفی پر سایہ ڈالا ہی کہ نرگس کے سر او دہان مین کچھ تفاوت نہین رکھا پھر تاویل یہ کی کہ
مغز سر مین ہوتا ہی اور سکے معنے مین ہی اور دماغ یا دل بدماغ عشقی انتہی حقیقت مین یہ ملا اسم باسمی ہین شعر
شاعری سے انکو کیا غرض انھین کیا جو شاعر نے نرگس کو ایک شخص فرض کیا ہی جسکا سر اور دماغ اور مغز اور
دہان سب کچھ ہوتا ہی اور اوسکی ہیئت ظاہری سے یہ سب چیزین پیدا کین ایسے ہی قطعہ مین اگرچہ پہلے
شعر مین ذکر صرف یاسمین و نرگس کا کیا ہی لیکن دوسرے شعر مین بذریعہ تشبیہ چار چیزین پیدا کی ہین لالہ
اور یاسمین اور برگ بید اور نرگس چنانچہ متامل پر پوشیدہ نہین ہی اور انھون نے اور محشی نے فقط
وہی یاسمین اور نرگس اور یہ خیال نہ کیا کہ غنچے سے ارادہ گل کا ہوتا ہی اسیواسطے چمن کا لفظ لایا ہی یعنی سب
سب اہل چمن مراد ہونگے نہ صرف یہی دونون جو مذکور ہین **قولہ** اگر بنامیہ عنفش الخ سیاست تو
جہان را الخ کنند سجدہ بروش الخ نجوم ثابت و سیارہ الخ دو چشم خویش الخ زبہر دست تو جدول
الخ اگر زلذت مے الخ الانتباہ نامیہ ایک قوت ہی حیوانات و نباتات مین کہ جسم کو عرض طول
عمق مین بڑھاتی ہی عنف بالضم سختی کرنا اور لڑنا اور تندی تسلط غلبہ کرنا و دبانا قوس قزح بضم قاف و
فتح زاے معجمہ و حاے حطی ہندی دھنک اسکو کمان رستم اور کمان شیطان بھی کہتے ہین قزح یا
ماخوذ قزحہ سے کہ بمعنی رنگ سرخ و زرد و سبز کے ہی یا قزح سے جو بمعنی بلند کے ہی یا قزح نام فرشتہ کا ہی
خرابی اور عاشقی اور بیماری اور مجروحی اور شکستگی کے اور فلان مجموع دونون لفظ مرادف فاعل نخسپید
کے نہ نرگس فلان کہ تخصیص نرگس کی منظور نہین ہی جدول بالفتح نہر فوارہ بالفتح و تشدید واو
صیغہ مبالغہ فور بمعنی جوش زدن سے لیکن تشدید تصرف فارسیون کا ہی عربی مین مستعمل نہین ہے
المعنی یعنی اگر سختی و درستی ممدوح کی قوت نامیہ کو تسلط سکھائے تو ہر کس ایسی قوت و زور رکھتا ہے
تو قوس قزح یعنی رستم کے ہاتھ کی کمان رستم کے ہاتھ مین توڑ ڈالے کمان کے کشیدن اور شکستن
ہی کا ساز و برگ رکھنا وجہ مناسبت کی یہ ہی کہ نرگس کی ڈنڈی بھی کچھ خمیدہ بشکل کمان کے ہوتی
ہی رکھا ندارہی اور اگر قوس قزح وہ مراد لین جو آسمان پر نمودار ہوتی ہی تو اور زیادہ
ف ہی بس نرگس جو کہ اس رنگ و بو سے جہان رکھتی یعنی ایسے طور و انداز کے ساتھ
مبالغہ ہی سیاست ممدوح نہ

کہ نرگس باوجود بیماری و خستگی کے خرم و جوان ہی ورنہ بیمار و خستہ مردہ و ضعیف ہوگئے ہین اور اے ممدوح تیرا وہ حکم
ناطق ہی کہ حیوانات کے سوا نباتات بھی جاری ہی یعنی تو اگر حکم دیدے کہ کوئی شخص نرگس نہ توڑے تو جملہ
سرکشان باغ گل بوٹے سرکشی کسکی نرگس کے سامنے سجدہ کو جھکین بجا لا سکے کہ وہ تیرے منظور نظر ہوا ہی
ورنہ ویسے تو سب کے سامنے یہی سر جھکائے رہتا ہی اور اگر تو باغ آسمان سے ہوس نرگس کی کرے اور طالب
ہوئے تو سب آسمان اپنے اپنے سیارے اور ثوابت تجھپر سے نثار کردین اور بظاہر صورت متحیر ستارون کی مشابہت
نرگس سے رکھتی ہی اگر روضہ جنان سے نرگس مانگے تو رضوان اپنی دونون آنکھین اپنے ناخن سے نکالکے
تیری نذر مین گذرانے اور تجھسے زیادہ اونکو عزیز نہ سمجھے اس شعر مین بھی سخاوت ممدوح کا بیان ہی یعنی نرگس
جو اپنے فوارے سے زرافشانی کر رہا ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ تیرے بحر دست سے جو زربخش و فیض رسان ہی
کوئی نہر کاٹ لایا ہی اوسکی مدد سے بجاے آب زرافشانی کرتا ہی مشابہت درخت نرگس کی فوارہ سے
پر ظاہر اور زرافشانی وہی زردی اوسکے گل جو اوس سے نمود ہو رہی ہی اب کہتا ہی کہ نرگس تیرے
مدح کی لذت سے بے خبر ہی اگر اسکا مزہ چکھا ہوتا تو آنکھ کی صورت بنکے ہرگز نہ پیدا ہوتا زبان بنکے پیدا ہوتا
قولہ ز باغ لطف تو گلہا الخ جنان ہوسلے تو الخ نعیم جود تو الخ شمائل تو نوید الخ مبازران تر الخ نظر
بہ بخت حسودت الخ دیار خلق تو بے فضلہ الخ بدون فیض تو الخ **الانتباہ** فضالہ حین مراد از باغبان
کہ شاخین زائد تراشتا ہی مبازر بضم میم و تقدیم زاے معجمہ بر راے مہملہ فضلہ بضم پس ماندہ طعام اور وہ شاخین
جو بعد ثمر کے قابل ثمر نہین رہتین انتہی **المعنی** یعنی اے ممدوح تیرے باغ لطف سے وہ گل خوشبو مفرح دل و دماغ
کھلے ہین جسکے کنارے اور درمیان سے باغبان سوسن و نرگس کو ناچیز و فضالہ سمجھکے اس باغ مین نہین
رکھتے سب بین ڈالتے ہین استخوان نرگس وہی ڈنڈی گل نرگس کی کہ بجوتل ہوتی ہی یعنی نرگس کو تیری
محبت نے ایسا سر سے پانون تک گھیر لیا ہی کہ اوسکی ہڈی مین مغز کا ٹھکانا بھی نہین چھوڑا بجاے مغز کے
تیری محبت ہی بھری ہی جود و تیرا ایسا عام کہ نعمتین اوسکی مخصوص واسطے جنس حیوان کے نہین بلکہ نباتات
بھی امید اوسکی لگائے رہتے ہین چنانچہ ایک گل نرگس ہی ہی کہ سراپا شکم ہو رہا ہی کہ بہت سی نعمتین پیٹ مین
بھر لون اور جو سراپا قلم بن رہا ہی اور قلم بھی کیسی گلفشان یہ سبب ہی کہ نورستگان چمن کو تیری شکل و شمائل
سے آگاہ کرے کہ ایسی ہی اوسکی صورت گلفشان ہی اور چونکہ ہر کوئی مشتاق تیری چشم و صورت کا رہتا
ہی مبازر تیرے بھی جہان کہین معرکہ آرا ہوتے ہین تیری چشم و چہرہ کے اشتیاق مین اونکی تیغ سے لالہ
اور سنان سے نرگس ظاہر ہوتا ہی اسطور سے کہ تیغ سے خونریزی دشمنون کی کرتے ہین اور سنان سے
اونکی آنکھین نکالتے ہین اور یہ جانبازی اونکی بالکل تیرے اشتیاق سے ہی کہ کب دشمنون سے

ہیںیٔن اور اوس چشم وچہرہ سے آنکھین نورانی کرین شعر مابعد مین عین کا لفظ مشتمل ابہام یعنی تیرے حاسد بدبخت کا بخت ایسا بوڑھا او رضعیف ہی کہ کہین نرگس کی نظر اوسپر پڑگیٔی ہی جو ابتداجوانی مین اوسکی نحوست سے اسکی پلکین سفید ہوگئین کہ انتہا درجہ پیری او رموسپیدی کا ہی اور مژہ ریشہ سفید گل نرگس کا خلق تیرا ایسا برگزیدہ اور پسندیدہ ہی جسمین فضلہ اور ناکارہ شے کا نام ونشان نہین اسی واسطے اس دیار خلق مین نرگس ہنیرم گلخن مین کام آتا ہی کہ یہ فضلہ سے خالی نہین ہی آخر قلم کیا جاتا ہی اختلاف ملا قطب نے بجاے فضلہ کے یہ فصل اختیار کیا ہی لے بے موسم قولہ بدون فیض تو الخ زدیش برسر دستار الخ زباغ مدح تو الخ سبزدکہ دہر بخدام الخ چو محفل تو ز گلہاے الخ برین چمن نظرے الخ الانتباہ دوشیزہ دختر بکر مرد نا دیدہ یکسان یکسان تا معین اصل مین یک کان تھا کاف عربی بنظر تخفیف حذف ہوا گران واس وہ شخص جو کہین جھکے بیٹھ جاوے المعنی یعنی نرگس اگرچہ بوے جامہ یوسف سے نشان دیتا ہی جس سے اورون کی آنکھین کھلتی ہین مگر بدون تیرے فیض کے خود بینا نہین ہو سکتا شعر بعد مین واو معیت کا ہی یعنی جسوقت کہ تو نے اوسکو اپنی دستار پر رکھ لیا تو معاً اس قسم کا خیال ہر کسی کو گذرا کہ اب نرگس جیب آسمان سے سر نکالیگا ایسا اسکو فخر ہوگیا اور آفتاب کیطرح مشہور ہوگا جب نرگس کی نسبت یہ خیال کیا گیا تو میری دوشیزگان خاطر جو اشعار وابیات ہین انہین سے بھی ہر ایک نے جدا جدا شوخی وبیباکی سے تیرے باغ مدح کے نرگس جھٹکے اپنے اپنے سر پر رکھ لیے کہ بطفیل مدح کے اس رتبہ کو پہونچین چنانچہ ہر بیت کے سر پر نرگس رکھا ہی اور اس سبب سے کہ نرگس یہان میرے ہر بیت کا دامن گران کر رہا ہی او رجا بیٹھا ہی اگر تیرے خادمان باغ کے پاس دیر مین پہونچے تو لائق وسزاوار ہی مین حیران اسبات مین ہون کہ تیری بزم رنگین کو تو گل چینی یعنی سفید سے ننگ وعار ہے پھر ان بہشتیون نے جو اشعار ہین اپنے دامن مین نرگس کیون بھرے ہین دامن مراد کنارہ سے جو ردیف ہی بہشتی یا منسوب بہ بہشت یعنی اشعار میرے باعتبار تازگی ورنگینی مضمون ومعانی کے گویا ساکنان بہشت سے ہین یا مراد احمق سے جیسا کہ کہا ہی البلاہت علامت الجنۃ اور بلاہت ظاہر کہ باوصف ننگ وعار بزم کے انھون نے گل سپید جمع کیے ہین ضمیر جنیش کی راجع بمجلس شعر بعد مین چمن سے مراد قصیدہ یعنی اے ممدوح تو فرا اس چمن پر نظر تو کر اور دیکھ تو کہ اسکے درمیان مین کیسے سنبل وریحان اور کنارون پر نرگس کھل رہے ہین کب ایسے کسی باغ مین ہونگے ریحان عام ہی سواے گلاب کے ہر گل اور خاص ناز بو پس سنبل مراد سطور یا مضامین مسلسل پیچیدہ سے ہی ریحان انواع اقسام معانی رنگین اختلاف نسخہ مطبوعہ مین بجاے ننگ کے تنگ تاے ساة فوقانی غلط لکھا ہی اسواسطے کہ شین کی ضمیر کا اس ننگ سے ننگ ہوتا ہی

قوله تبارک الله از ین الخ نسیم نسبت مدحت الخ زبسکه داشت الخ بزم مدح تو مهمان الخ ز فیض نسبت الخ ببین کراز چمن الخ شنند گوش ملایک الخ الاشتباه تبارک الله یه ترکیب مدح هنگام تعجب مستعمل هوتی هی معنی لفظی اسکے بزرگ و پاک هی خدا تعالی صف نعال صف آخرین مجلس جهان جوتیان اتار رکهتے هین اسواسطے که نعال جمع نعل کی هی بمعنی پاپوش المعنی پهلے شعر مین توصیفاً متعجب هوکے کهتا هی که اے ممدوح یه عجب باغ هی اور قابل تیرے نظر کرنے کے هی که سواے خدا تعالی کے اور کسیکو یه بزرگی و پاکیزگی میسر نهین چمن بے فصل و بے موسم نرگس تازه اور جوان هو رها هی یه بات بهلا کس نرگس مین هی اور کیسے چمن مین یه صفت نهو که اسکا غنچه تو تیری نسیم مدح کا شگفته کیا هوا هی اور تیرا زمانه همیشه بهار پهر یه بهی آفت خزان سے برکنار کیون نهو سے ورنه کونسا نرگس آسیب خزان سے بچا هوا هی اور جو نرگس میرے ساتهه تیری مدح مین شریک هوا یه وجه هی که نرگس شوخ چشم مست و قدح خوار مشهور هی اور ایسے لوگ گنهگار و خطاوار ٹهیرتے هین لهذا تیرے خلق و عام سے امیدوار عفو و عطا کا هوکے شهر مدح مین اپنا قافله لے آیا تا بذریعه مدح کے قصور اپنا معاف کرائے شعر لاحق مین شاعر نے نرگس کو مهمان بهی بنایا هی اور میزبان بهی مهمان یون که مقام و مسکن تو اسکا میرے چمن طبیعت مین تها وهان سے خروج کرکے تیری بزم مدح کا مهمان هوا اور اس بزم مین آکر میزبانون کی طرح بمقتضاے ادب صف نعال اختیار کی که کنایه ردیف قصیده سے هی اور اشاره یه بهی هی که اگر بمقتضاے ادب میزبانون کے مثل تیری بزم کی صف نعال مین قصیده پڑهنے کو بیٹهون تو تو روادار اسکا مت هو مجکو مهمانون کیطرح عزیز و مکرم کر بدین خیال که گو صف نعال بپاس ادب اسنے اختیار کی لیکن بنسبت مدح مجهے تاجدار والا اقتدار کی تو آخر اسکی طرف هی که فلان کی مدح مین هی پس مناسب که اسکو بهی تاجداری یعنی عزت و امتیاز حاصل هووے اور گل نرگس بصورت تاج کے هوتا بهی هی پس اب نرگس سرفراز بهی کریگا اور پشت پا سے سر اوٹهائیگا اور اے ممدوح ذرا اسکے شوق کو تو غور کر جب مجکو جانا که یه تیری مجلس رنگین کو جاتا هی تو میرے چمن طبع سے خود بخود نکلکے پیچهے پیچهے هو لیا مگر هان یه وه نرگس که جسوقت مین انکو اپنے باغ طبع سے نکالون اور فرشیون کو دون یعنی انکے سامنے پڑهون اور سنائون تو ملایک جو عرشی هین اپنے کان بجاے نرگسدان کے میرے سامنے موجود کرین که ان نرگسون کو همارے کان مین رکهه انکے نرگسدان همارے کان هین **اختلاف** نسخه مطبوعه سے ایسا معلوم هوتا هی که بجاے فرشیان کے عرشیان لکها هی اگر یهی هی تو غلط هی اسواسطے که پهلے مصرعے مین ملایک کا مذکور هو چکا قصیده تمام هوا مین حیران هون اسکو نرگس نزار کهون یا نرگس کار که مجکو نرگس صفت

گر رکھا ہی یہ وجہ ایک بنظر معائنہ معانی شارحین جو بعض اشعار کے لکھے ہین کہ الفاظ شعر تو منعہ
معانی کا رکھتے ہین اور معانی منعہ اتحاد دوسرے بخوف ملاحظہ ناظرین کاملین نسبت اپنے معانی کے
کر دیکھیے معاملہ انکے رد و قبول کا کیسا ہو جیسا کہ کہا ہی سے کسے درمنقسم اقبال و ادبار نہ بغیر از
قدرت حق نیست مختار

قصیده قوله گر بصحبت الخ باہاے ہوے عشق کنم الخ گر طاعت صنم الخ شرم دروغ الخ
تا زاغ ظلمت الخ ہمت ثمر فشان الخ ہر گوہر کہ بہ کشم الخ صد پردہ مصلحت الخ **الانتباہ** یہ قصیده بحر مضارع
مین ہی ارکان اسکے مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات ہول بالفتح ڈرانا الکن بالفتح وکاف عربی ہندی
ہکلا فلاخن بفتح اول و فتح خاے معجمہ کسواسطے کہ مخفف فلاخان کا ہی بضم خا خطا ہندی گوپھن پرداخت
کردہ اسے پیراستہ و آراستہ کو دن بالفتح پالان اسپ مجازاً کند فہم او ر احمق اور اسپ کم رفتار
صد پردہ مصلحت بفک اضافت کہ ایسی جا مین جائز ہی بلکہ کلام حضرت مولوی معنوی مین خود یہی
لفظ پردہ کا ہی ع چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد **المعنی** شاعر نے یہ قصیده اپنے فخر و افتخار مین
لکھا ہی کہ مین ہر بات مین پورا اور ہر فن مین کامل ہون مخمور ایسا اگر خیال صحبت گل و سوسن کا
کرون یعنی کوئی نظم رنگین بہار آفرین لکھون تو چمن کا ہاتھ پکڑ کے اپنے مسکن مین لاؤن تا میرے
گل و سوسن رنگین اور شگفتہ کو دیکھے کہ کیسے اوسکے گل و سوسن پر خندہ دندان نما اور زبان طعن دراز
کر رہے ہین اور اگر عشق کی راہ مین چلون یعنی مضمون عشقیہ لکھون تو ایسی ہا و ہو نالہ و فریاد سے
بھر دون کہ راہزن اس راہ کے جو شعر سلے عصر ہین سنتے ہی ڈر جائین اور ہول اونکے دل مین
پڑ جائے کہ ہرگز مجل دستبرد کی نپائین اور چور اور راہزن غل و غدر سے بھاگ ہی جاتے ہین معمولی
بات ہی اور بر تقدیر اگر خانقاہ سے نکلے و دیر مین طاعت صنم کی اختیار کرون اور تعریف و توصیف
اوسکی بجا لاؤن تو با وصف غیر مذہبی ایسا حق اوسکا ادا کرون کہ زنار برہمن کا برہمن پر طعنہ زن
ہونے کہ تجھسے سوا میرے کشاکشی کی اپنی صفت صنم کی کب ادا ہوسکے ایسے ہی شعر ما بعد مین کہتا
ہی کہ اگر حمیت وحمایت جھوٹ کی کرون تو دیکھیے کہ ہنگام مکالمہ زبان فصیح کے تعلق کو کیسا الکن
بناؤن اور لکنت مین کہ میرے سامنے ہچکیان لینے لگے الحاصل ان دونون امور سے کہ پہلا
باطل اور دوسرا دروغ ہی اظہار اپنے ملکہ اور استعداد اور قوت بیانی کا منظور ہی کہ ایسی اصل
و بے بنیاد باتون کو اسقدر ترقی و فروغ دون اور نہ باطل باطل ہی ہی اور دروغ دروغ
اور یہ ملکہ اور استعداد مجکو اپنی طبیعت روشن اور نورانی سے حاصل ہی جب دیکھتا ہون کہ

گر کوئی زاغ ظلمت کا اسکے شاخسار پر آیا تو اوسکے گرانے کے واسطے ماہ و مہر کے سنگ اپنے فلاخن
مین رکھتا ہون اور اوس سے گرا دیتا ہون جیسے ظلمت شب کی مہر و ماہ سے گرجاتی ہی عالی ہمت
ایسا ہون کہ گو ہمت میری شجر طوبیٰ تک پہونچتی اور اوس سے ثمر افشانی کرتی ہو مگر مین اپنے ارادہ
بلند کے سامنے اسکو بھی پست ترین پایہ سمجھتا ہون اور شرم سے میوہ اوسکا دامن مین نہین بھرتا اسیوجہ
سے جو گوہر معنی سخن عمدہ کہ معدن خرد سے نکالتا ہون بنا سنوار کے پھر اپنی معدن مین رکھ لیتا ہون
کسیکو دکھاتا نہین اور کسکو دکھاؤن مین بسبب علو ہمت کے کسیکو جوہر شناس ہی نہین جانتا بلکہ کوون
سے جان بچانا پڑتی ہی لہذا جو راز میرے قلم سے نکلتا ہی اوسپر مصلحتاً سیکڑون پردے خفا کے ڈالدیتا ہون
کہ مبادا اُنکو دون مغز سخن کو تو پہونچتے نہین مفت اشکال مین پڑجائین بس ان پردون دیکھکر گھبرائین اور
متوجہ ہی نہوئین مگر دانا تیز فہم زود رس ان پردون سے پردہ نشین کو ضرور قیاس کرینگے اختلاف
نسخہ مطبوعہ مین بجائے نطق یا الکن کے نطق تو الکن غلط لکھا ہی گفتگوی کی یا ایسے ہی جیسے خداے اور
ہماے کے محشی نے پہلے شعر کے معنی لکھے کہ مین طالب تماشاے حسن حقیقت کا ہون اگر خیال صحبت حسن ظاہر
کا رکھتا تو نگارستان صور محسوسہ کا جمع کرتا اور ملا قطب لکھتے ہین کہ مین دل کو مائل صحبت گل و سوسن
کا کرون ہاتھ چمن کا پکڑکے اپنے مسکن مین لاؤن یعنی چمن کے ساتھ یار فروشی رکھون اور اپنے
اوپر فریفتہ کرون دوسرے شعر مین محشی نے راہزن مراد نفس و شیطان سے لی ہی چوتھے شعر
مین محشی لکھتے ہین اے حبیب سے مین برابر تیری گفتگو کے صرف واسطے تیری خوشی خاطر کے اپنی
زبان فصیح کو الکن بناتا ہون اور یہ جھوٹ مین نے بنایا ہی تو شرم میرے جھوٹ کی کر اور بر سر لطف
آ اور یہی معنی ملا قطب کے ہین فقط تغیر چند الفاظ کا ہی خدا جانے اصل مین یہ آزوقہ کس سے کسکو پہونچا
ہی یا ملا قطب سے ملا عبدالرحیم کو یا بالعکس بہرحال ہین دونون ایک ہی سے البتہ ملا قطب نے اتنا قدم
اور بڑھایا ہی کہ معنی این بیت از لکنت ذہن آن فصیح حکایت میکند انتہی مجکو معنی سکے نیک بد سے
کچھ مطلب نہین کسواسطے کہ ایک رباعی مشہور ہی جسکا ایک مصرع یہ ہی + زاہد بہ نماز و روزہ ربطے
دارد + اور اسکے دوسرے مصرع کا قافیہ ضبطے اور چوتھے کا خبطے ہی بس یہ تو اپنا اپنا حصہ ہی تینون
نقطون سے جو جسنے پایا مگر مرد میدان بیان وہی ہی جو اول سے آخر تک مربوط کرے اور یون تو
ایک دو شعر کے معنی لکھ بھاگنا ایسا ہی جیسے حضرت سعدی رح نے فرمایا ؎ تو کے بدولت ایشان
رسی کہ نتوانی + بجز دو رکعت و آنہم بعمد پریشان قولہ کو بخت آنکہ الخ از بس ہجوم حادثہ الخ یا تندی
باکسے الخ آئینہ اصالت الخ در سر ضیکدہ الخ ہر شب نہار عکمہ الخ تا خواب عافیت الخ مجنون ہمت الخ

الانتباہ منفعل بالضم و کسر عین شرمندہ و اثر پذیرندہ بصیح و من یہ واو حالیہ ہے جوشن بالفتح حلقہ اور زرہ اور ایک قسم لباس جنگ کہ اوسمین پارچے آہنین ہوتے ہین اور بقول بعض بواو مجہول مرکب جوش اور شن کلمہ نسبت سے جوش بمعنی حلقہ پھر ایک شین کو بسبب اجتماع متجانسین کے حذف کیا ہاون مخفف ہاوون کہ لفظ رومی ہے معرب مین ضمہ واو کو فتح سے بدلا اسواسطے کہ کلام عرب مین فاعل بضم فا نہین آیا ہے ہندی ہاون کی اوکھلی ہے خواہ چوبی خواہ آہنی خواہ برنجی دوا کوٹنے یا غلہ کی
المعنی پہلا شعر شکایت بخت مین ہے یعنی پایہ ہمت اور پایہ بلاغت تو سب کچھ مجکو ہے لیکن بخت نامنفعل ایسا کہ کبھی یہ نہوا جو جسمکو میرے پاس آیا ہوا اور مجکو اس حال مین دیکھکر کہ آفتاب کی گردن مین ہاتھ ڈالے ہوئے ہون منفعل ہوا ہوا اور کچھ اثر انفعال کا میرے دیکھنے مین آیا ہو اس شعر مین خواہ بے لباسی سر کا اشارہ ہے خواہ بینوائی و فاقہ کشی کا کہ آفتاب بشکل قرص نان ہے گویا سرا مین میرا دھوپ لباس ہے یا بجاے نان کے قرص آفتاب پھر تائید اسی کے کہتا ہے کہ اس بخت نے اپنی لڑائی کے وقت ایسا ہجوم حادثون کا مجھپر ڈالا کہ سراسیمہ ہوکے مین آپ کو بھول گیا کہ کون ہون کہان ہون نہین تو کوئی جوشن جو مرا وتد بیر سے ہے پہن لیتا اور جان بچاتا حاصل یہ کہ جب بخت آدمی سے لڑتا ہے تو اوس سے کچھ بن نہین آتا اب جوان دونون شعرون سے نوعے شکایت بخت کی جو منافی ہمت ہے پائی گئی اوسکے دفع مین کہتا ہے کہ مین بھی اس رزم و حوادث کی کچھ پروا نہین کرتا بلکہ اگر غلطی سے کوئی عذر قابل سماعت کہ غرض شکایت سے ہے کسیکے سامنے میرے منہ سے نکل بھی جاے تو اوسکی تلافی مین سیکڑون لاف میرے ضرور ہے کہ دون تا پریشانی اور سراسیمگی نہ ظاہر ہوئے چنانچہ اشعار آیندہ مشعر لاف جیسا کہ کہتا ہے مین وہ شخص ہون کہ جو دانہ گوہر بحر طبیعت سے نکالکے مخزن یعنی محل تحریر مین رکھون ہر ایک آئینہ اصالت خورشید و کان کا بنے جس سے اور جسمین گوہر پیدا ہوتا ہے کہ دیکھو تمھاری اصل یہ ہے اور میری اصل یہ یعنی تم دونون جماد سے اور مین اوس سے جو اشرف المخلوقات ہے جرات والا ایسا کہ جس موقع پر کہ راہ زبان کو پیش کرین کہ اس راہ مین چلنے والیکو زیان پیش آئیگا اور ہر کوئی ایسی راہ سے ڈرتا ہے اور جس راہ مین امید سود کی ہوتی ہے اوسمین چلتا ہے مین امید کا سر دتن توڑکے اسی راہ پر خوف مین چلون بقول مشہور جہان ڈر وہین گھر غم کا ایسا شایق کہ ہر رات سیکڑون غمکدہ ہون کا طواف کرکے یعنی گھر گھر ہزارون غمکدہ ہون مین پھر کے غم جمع کرتا ہون تا اہل شیون کے حلقے مین بسامان تمام شامل ہوؤن اور اس خوف سے کہ مبادا خواب آرام اور مین کی غفلت مین ڈالدے

رزمگاہ سے جو خاص فتنہ کی جگہ ہے فتنہ کو اچھے خلعے اپنے امن و امان کے گھر مین لے آتا ہون یا قیمین سے پانون پھیلا کے نہ سوون بلند ارادہ اسقدر کہ اگر معجون ہمت کی بناؤن اور اوسمین سودہ یاقوت کی ضرورت پڑے تو یہ یاقوت جو ابنائے خورشید کہلاتے ہین کیا چیز ہین خود انکے باپ خورشید کو کوٹکے اوسمین ملاؤن بس یہ ادنی علو میری ہمت کا ہے اور جسکا ایک جز علو آفتاب کا ہوا ب اوسکے کل علو کو دیکھا جائے **اختلاف** نسخہ مطبوعہ مین در بزمگاہ عشق غلط لکھا ہے بجاے رزمگاہ بخت کے کسواسطے کہ دوسرے مصرعے مین لفظ جوشن کا موجود ہے اور شکایت بخت کی عیان محشی نے جو اس شعر مین آئینہ اصالت تا آخر مزخرفات لکھی ہے کہ خورشید خرد اور کان طبیعت یا خورشید اوستاد کامل اور کان ذکاوت ذہن تلمیذ سب بلادت ہے **قولہ** گر شاہد ہوس کند آہنگ الخ خرمن بمور بخشم الخ ہا کہ جیب دل الخ خورشید را بگو الخ ہر گہ کہ آورم الخ ہر گہ نالہ کنم الخ ساے طائران الخ ساے مہر شاد باش الخ **الانتباہ** برزن بالفتح و زاے معجمہ نیز مفتوح کوچہ ارزن بالفتح ہندی چینا یا جیرہ کمند میدل خمندلے صاحب خم کہ کمند مین ہوتا ہے **المعنی** یہ اشعار بھی مثل اشعار سابق کے لاف مین ہین یعنی شاہد ہوس کا جو سب کی دلربائی و دلبری کر رہا ہے اگر میری دلربائی کا قصد کرے تو کالا منھہ کرکے برسوائی تمام گلی کوچہ مین پھراؤن اور حد بھر فضیحت کرون دل والا ایسا ہون کہ خرمن کا خرمن مور کو بخشدون تاہم آپ کو با وصف اس کرم و عطا کے ایسی جانتا رہون کہ مین وہ ہون کہ ایک دانہ ارزن کا بھی خیال و بیان کرون اور اس خیال سے ڈرتا رہون اور اوس کرم کو بخیال بیان دانہ ارزن کے ہیچ پوچ بھی نہ سمجھون ظاہر ہے جو شخص دانہ ارزن کا بیان کریگا اوسکا کرم ہی کیا ہوگا اور جسوقت کہ در دین ظاہری ریائی سے تنگ ہوکے گریبان دل کا پھاڑ ڈالون تو اوسکی بخیہ کے واسطے رشتہ زنار کا سوزن مین ڈال کے زنار سے بخیہ کرون زنار سے مراد کفر اور کفر سے عشق حسب اصطلاح صوفیان یعنی دین ریائی چھوڑ کے عشق اختیار کرون جو مغز ایمان ہے حاصل یہ کہ مسلمان بھی ایسا پکا ہون اور مین جو کلبہ تنگ و تاریک مین پڑا ہون خورشید اوھر اودھر تمام جہان مین پھرتا ہے میرے روزن مین نہین آتا اوس سے کہدو کہ مزلی اسی مین ہے کہ چپکے ہی سے از خود اودھر چلا آئے ورنہ کیا مزہ ہوگا جب مین اپنی کمند مین اوسکو پھانسکے سے آؤن شاعر نے یہ عجب لطیف مضمون خیالیہ باندھا ہے کہ ایک زد ہر بھی اپنا جتاتا ہے اور لطف یہ کہ جب آفتاب کسی روزن مین آتا ہے تو تار شعاع کی روزن سے آفتاب تک لگی ہوئی معلوم ہوتی ہین بس یہی کمند ہے اور یہی کھینچ لانا آفتاب کا اور اس کلبہ تاریک مین سیر گلشن کی کر رہا ہون یعنی جسوقت

تیرے گل سے صورت میری آنکھون مین پھر جاتی ہی تو اشک گل رنگ دیدہ سے جاری ہوتے ہین
بس گویا گلشن کو آنکھون کی راہ سے دامن مین لاتا ہون وہی اشک دامن کے پوچھنے سے دامن کو گلشن
بناتے ہین اور جسوقت کہ شوق اوسی گل رو مین نالہ کرتا ہون تو بلبلون نوازن سے شعلہ اوٹھتا ہون
یعنی نوازنی بھول جاتی ہین شیون شروع کرتی ہین شعر لاحق مین عندلیب قدس روح القدس ہیکو شعرا
اپنا پیام آور کہتے ہین یعنی اے طائران سدرہ اوسکے ملایکان عالم بالا تم بھی دعا سے میری مدد کرو جو
ایسی صورت بن پڑے کہ خود عندلیب قدس کو اپنے گلشن سخن مین لاؤن نہ صرف کلام عطیہ اوسکا
شعر لاحق مین مہر طبیعت یعنی اے طبیعت لے اب تو خوش ہو کہ تیری آرزو پوری ہوئی اور تیری بات
بن پڑی کہ گوہر تیرا کمال کو پہونچا اب آنا وسیلہ تیرا اور چاہتا ہون کہ اسکو مخزن مین بھی داخل کرون
تا بحفاظت تمام رہے مخفی نرہے ایسا معلوم ہوتا ہی کہ شاعر نے بقصد کسی قصیدہ کے یہ توطیہ لکھا ہی پھر کسی
وجہ سے خواہ اتمام سے رہگیا خواہ ابتر ہو گیا اسواسطے کہ چار شعر اخیر کے صاف ایسے معلوم ہوتے
ہین کہ تمہید گریز و گریز مین ہون لیکن کسی شارح نے یہ بات نہین لکھی مجکو اپنے اوستاد مرحوم سے معلوم
ہوئے تھے **الخلاف** نسخہ مطبوعہ ہمت سدرہ غلط لکھا ہی طائران ہمت کی جگہ بابا عبد الرحیم نے خورشید
بکو تا آخر اس شعر مین لکھا ہی خورشید ایمان کامل کند زنار یہ وہ مثل ہی **ع** تفاوت کفر و دین تہمہ معنی
علی ہذا معانی دیگر شارحین اور خاص ملا قطب کہ بیربطی سے اشعار کو مراتب غوث کا سمجھتا ہی لیکن
عادت کی کیا شکایت جب یہ حال ہی **ع** جو بال بکھرے بلا سے بکھرے نہ بند باندھا کبھو قبا کا

قصیدہ ۴۴ قولہ نو بہار آمد کہ افشاند الخ گلفروشی بود الخ بسکہ طبع کائنات الخ
بعد ازین الخ از نہال قامت الخ مشہد بخت مرا الخ در چنین فصلے الخ گرچہ مستغنی بود الخ الا جبا
یہ قصیدہ ایک قسم بحر رمل مین ہی ارکان اسکے فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن توطیہ اسکا بہاریہ
مشہد بالفتح جاے حاضر شدن اور شہادتگاہ اور قبرستان شہیدان شورہ زمین نمناک اور خاک شور
المعنی شاعر کہتا ہی کہ خزان چمن سے گئی اور نو بہار آئی اب جیسے حسن یار سے گل افشانی ہو رہی
ہی ویسے ہی یہ بھی گل افشانی کریگی اور مانند وصل یار کے ہر خس و خار گل کھلیگا ظاہر ہی کہ ہنگام
ہجر یار عاشق کی نظر مین گل بھی خار ہوتا ہی اور زمان وصل مین ہر خس و خار گل ہی گل نظر آتا ہے
اب تک تو ہمارا دل انگار کہ گل کیطرح زخم اوسکا کھلا ہوا ہی یہی گلفروشی کرتا تھا کوئی گل سوا اسکے
نہ تھا اب بہار نے گل کو ایسا بے عزت کر دیا کہ ہر کوچہ و بازار مین مارا مارا پھرتا ہی کوئی نہین پوچھتا
اسوقت مین فیضان بہار سے طبیعت کائنات کی اسقدر یہ خرمی و تازگی سے حاملہ ہے کہ جو

پیدا ہوتا ہی گل ہی گل ہوتا ہی یہان تک کہ ہو آہ مجنون کی جو دار پر کھنچے جاتے ہین وہ دار سے گل کھلاتی ہی
گل اوسکے قطرات خون جو اوس سے ٹپکتے ہین جنکے ساتھ باد آہ کی بھی ہوتی ہی اور ایسا فیض رنگ
آمیزی بہار کا رنگ دکھا رہا ہی کہ مصور تو خامہ بیرنگ سے در و دیوار پر خاکہ تصویر گل کا بناتا ہی اور وہ
اوسمین خود بخود رنگ بھرتا چلا جاتا ہی اسواسطے کہ فیض عام رنگ آمیزی کا آخر ہر شے پر جاری ہے
ہا بیرنگ رنگین ہو رہا ہی یہ ایسا موسم رنگین اور گل خیز ہی کہ اگر نہال قامت محبوبون سے ہنگام
جنبش رفتار بجاے عشوہ گلریزی ظہور مین آئے تو روا ہی اسلیے کہ ہر شے گل ہی گل ہو رہی ہے
اور ایسا بسبب کثرت اور افراط کے گل بے وقار اور بے مقدار ہو رہا ہی کہ ہنگام نزول چمن ایک
گلبرگ پژمردہ میرے بخت افسردہ کے مشہد کو بھی نصیب نہ ہوا اگر افراط نہوتی تو اسکی اپنی قسمت
کہان جو گلبرگ پژمردہ بھی اسکو ملتے اسنے تو گل کے نام کبھی خار بھی خواب مین نہ دیکھا گویا وہ مثل
ہندی کی ہو مری بچھیا برہمن کی بعد کے دونون شعر قطعہ بند ہین یعنی یہ ایسا موسم ہی کہ فیض نوبہار
سے زمین شور مین جہان کچھ نہین جمتا بجز گیاہ خار دار کے گل جمتے ہین اگر بسبب فیض ہوا کے نوزنگاہ
عاشق سے ہنگام دیدار گل پیدا ہو تو ممکن ہی اگرچہ عاشق فیض ہر ہوا سے مستغنی و بے پروا ہی مگر یہ
تو خود بخود فیض بہار کا جاری ہی اسکو کیا کریگا نوزنگاہ سے گل کا جمتا یہی صورت معشوق ہی ہنگام
دیدار اور نیز تصور کا **اختلاف نسخہ** مطبوعہ مین بجاے دل افگار ما کے دل افگار را غلط لکھا ہے
قولہ شاید ار گلبن صفت الخ سایہ گرد موج زن الخ گر ہمی داند الخ مغز عالم را معطر کرد الخ گلشن
اقبال و دولت الخ گر صبا در رزمگاہ الخ خلق او گر تو بیا الخ جاہ او دیدہ آسمان الخ گر نسیم باغ
لطف او الخ جوہر اول طلب کرد الخ **الاشتباہ** گلخن بالضم کاف فارسی ہندی بھاڑ اور آتشگاہ
مجازاً گو بھاڑ اڈالنے کی جگہ معنی ترکیبی اسکے گل بمعنی اخگر اور خن مخفف خانہ اے آتشخانہ پردہ ... تی
ملکر بکا جالا اور جو بھا پردہ آنکھ کا شمہ بالفتح ایک بار سونگھنا اور بوے اندک المعنی ظاہر ہی کہ گلخن
مین سواے دود و آتش کے کچھ نہین ہوتا ایسی جگہ مین گل کہان مگر بالفعل فیض ہوا سے اگر ملکر کے
جالون مین کہ گلخن مین بہت ہوتی ہین ہر تار سے گل پیدا ہوئے تو شایان و سزا اور یہی آخر دود خانہ
گل ہی بھی شعر مابعد مین مبالغہ تر و تازگی گل کا ہی یعنی اسقدر رطوبت گل مین بھری ہی کہ اگر سایہ
دیوار پر ڈالے تو بیدون جنبش گل کے نسیم سے سایہ خود بخود لہرانے لگے اور ہر گاہ گل خوب جانتا
ہی کہ تاراج خزان کا میرے پیچھے لگا ہی ایکدن ضرور خزان لوٹ لیگی پھر چند درم اور دینار جو
جو اسکی مشت مین ہین اور وہ اوراق اوسکے کیون ایسا اتراتا اور ناز کرتا ہی بعد کا شعر شعر

بلکہ یہ یعنی گل جو اس حد مغز جہان کو معطر کر رہا ہے جانتے ہو کیا بات ہے یہ میرے داور کے شمیم خلق کا ایک
شمہ ظاہر کر رہا ہے اور وہ داور شاہ اکبر ہے گلشن اقبال و دولت کا کہ ازل سے اوسی کی بو نے کھلنے
خواب عدم سے گل کو چونکا دیا ہے جیسے بیہوش کے ہوش خوشبو سے درست ہو جاتے ہین رزم کا اوسکے
یہ حال کہ اگر صبا بہشت سے اوسکی رزمگاہ مین جاوے تو خون فشانی اوسکی دیکھ کے ڈر جاوے کہ گل بھی
بہشت کے سرخ سرخ مثل خمرن کے ہین ایسا نہو اونکو بھی جھاڑ ڈالے لاجرم پہلے ہی سے زنہار خواہ
گل کی بنی اور خواہش زنہار مین یہان تک لب کشائی کرے کہ منھ سے خون بہنے لگے خلق ایسا کہ اگر
گنہگارون کو حکم توبہ کا فرماوے تو توبہ کے وقت تائب کے منھ سے بتاثیر خلق پھول جھڑنے لگین عالیجاہ
اسدرجہ کہ اوسکے جاہ نے جو آسمان اور چشمہ خورشید کو دیکھا تو کہا کہ یہ آسمان ایک بلبل ہے ہمارے
باغ کا کہ ایک گل منقار مین لیے ہوئے ہے لطف اوسکا تازگی و شادابی بخش اشیا کا ہے کہ اگر نسیم اوسکے
باغ کی صحن دیر مین چلیجاوے تو پھر دیکھو رشتہ زنار سے شاخ گل کے مثل کیسے گل کھلتے ہین دل اوسکا ایسا
روشن و نورانی کہ جوہر اول نے ایک گل اوس سے طلب کیا تھا اوسنے مہر و ماہ دونون سکے
سر پر ٹھوکر مارکے بتا دیا کہ لے ایک کی جگہ دو اٹھا لے یعنی مہر و ماہ اور جوہر اول تینون اوسکے نزدیک
ایسے ناچیز و حقیر تھے کہ نہ مہر و ماہ کو ہاتھ لگایا نہ ہاتھ بتایا نہ جوہر اول کو ہاتھ سے اوٹھا کے دیا بخلاف
نسخہ مطبوعہ اور دیگر شروح مین اس شعر کا پہلا مصرع ٭ گر صبا از رزمگاہ او در آید در بہشت ٭ اس صورت پر
لکھا ہے اور مین اس طرح جانتا ہون ٭ گر صبا در رزمگاہ او در آید از بہشت ٭ اور اسی کے موافق
معنی لکھے اور اورون نے پہلی صورت کے موافق لیکن غرض میری یہ ہے کہ انصاف مند دونو کو
بغور دیکھین جو دونون سکتے ہین چنانچہ محمد شفیع نے لکھے کہ یہ بیت صفت معرکہ خونفشان ممدوح مین
ہے اگر صبا اوسکی رزمگاہ کی راہ سے بہشت مین آئے باوصف اسکے کہ بہشت محل آرام ہے جب بھی
وہان صبا سے کہ شوخی حرارت رزمگاہ ممدوح کی دیکھی ہے گل کی تمنائے پناہ مین خون ٹپکنے لگے
یعنی ہر چند گل اوسکو اپنے سایہ پناہ مین لے لیکن تسکین اوسکی نہو اور تمنا باقی رہے انتہی ملا قطب نے
بجاے بہشت چمن اختیار کیا ہے اور معنی یہ کہ اگر باد صبا اوسکی رزمگاہ مین گذر کرکے چمن مین آئی گل
صبا کے سامنے زنہار خواہی کو آئے اور نہایت خوف سے منقار زنہار خواہی کے اوس گل کے
منھ سے خون ٹپکے ضمیر شین راجع بگل بطریق اضمار قبل الذکر انتہی میری دانست مین معنی محمد شفیع کے
اچھے ہین نسخہ بجاے بہشت کے چمن ملا قطب کا اچھا ہے گو محمد شفیع بہشت مین مبالغہ زیادہ سمجھکے
پسند کرتے ہین مگر بے سروپا ہے اور معنی کچھ ادھر کچھ ادھر و کشتی کے سوار **قولہ** در گلستانیکہ الخ

عزم اوگر باغبان الخ ایکہ از اندیشہ الخ از دماغ باغ الخ گر ز راہ کوے خصمت الخ در بیا در وسے الخ گر گردد
طبع رنگ آمیز الخ در حریم روضۂ ارکان الخ در دل خصم الخ یا دشمت گر وزد الخ الا انتباہ غمازی
چغلخوری دماغ بکسر معروف و بالفتح کو فتن نیلوفر دو قسم ہوتا ہی سفید جسے قمری شمسی کنول قمری پھولا چار گل
فصول اربعہ ربیع خریف زمستان تابستان المعنی پہلے شعر مین صفت لطف کی ہی یعنی لطف جان
پرور اوسکا ایسا کہ جس گلستان مین اوسکی ہوا چلتی ہی اوس گلستان کا گل دم عیسی سے پژمردہ اور بیمار ہوتا
ہی ہر چند دم اونکا مردہ جلانیوالا اور مریضون کو شفا بخشنے والا ہی اسواسطے کہ لطف اوسکا دم عیسی
سے افضل ہی اور گل اوسکی ہوا کا خوگر پھر دم عیسی کی ہوا سے کیسے مریض اور پژمردہ نہو گویا ایسا ہے
جیسے دیس کے آدمیکو باہر ہوا موافق نہین ہوتی غرضکہ یہ کہ بمقابلہ اوسکے لطف و کرم کے دم عیسی
کا یہ حال ہی اور گل ہوا ے ناموافق سے کمھلا مرجھا بھی جاتا ہی عزم اوسکا ایسا کہ اگر باغبان زمانہ
کا سے تو کچھ دور نہین کہ گل بھی مثل آفتاب کے جو بارادہ تسخیر شرق سے غرب تک نکلتا ہی جہان مین
سیار ہو جاے آخر ایک گل سورجمکھی بھی تو ہی کیا بعید جو اوسکے عزم کے اثر سے یہ بات اوسمین پیدا ہوئے
اور اسم بامسمی بنجاے بعد کے دونون شعر قطعہ بند صفت تیزی و آبداری تیغ مین ہین پہلا شعر
بطور جملہ معترضہ صفت منادی محذوف مین ہی جو بلفظ ممدوح ہی دوسرا جواب ندا بتقدیم جزا یعنی
اے ممدوح تو وہ شخص ہی کہ تیرے عدل صلاح اندیش کے خوف سے گل بھی براہ غمازی اسرار کی کہ
وہ بو ہی اپنے دم پر روکے ہوئے ہی جیسا کہ حالت غنچگی سے ظاہر اور اگر کیجیے شگفتگی تو اس حال مین صبا
غماز ہی نہ گل اور یہان مقصود گل سے ہی پس اگر تیرے آب تیغ سے کہ بنظر کثرت آب ایک چشمہ ہی
اور سیل خون بہانا بھی اوسکا خاصہ گل کی سیرابی و آبیاری کیجاے تو شمیم اوسکی بجاے تفریح دماغ
کے دماغ سے سیلاب خون کا بہاے اور ضرور ہی کہ بوے تند و تیز سے خون دماغ سے نکل آتا ہی جیسا کہ
مشک اذفر سے اکثر دماغ باغ کا خون اد عاء گلسرخ ہین دشمن تیرا ایسا گران اور ناگوار خاطر ہر کسی کا
ہی کہ اگر نسیم جو باعث شگفتگی گل ہی اوسکی گلی کی راہ سے گلزار مین جاے ہر چند کہ خاص دشمن کے گھر ہوکے
نہین گئی ہی تاہم شگفتگی کسکی گل نسیم کی صورت سے بیزار ہو جاے اعدا تیرے ایسے روسیاہ کہ
اگر دستار پر گل رکھنے کے وقت خیال اونکی روسیاہی کا کسی کے دل مین گذرے تو اس خیال
کی شامت سے گل سرخ گل نیلوفر بنجاے نیلوفر سے یہان وہ نیلوفر مراد ہی جسکو ہندی مین سوا
بنکھی کہتے ہین جو بنفشیجی ہوتی ہی خصم لئیم تیرا اس حد ممسک اور تنگدل کہ گل جو چند درم دینار کو بھی
اوراق مین سمیٹے بیٹھا سے جزو بدن کر رہا ہی شاید اسکا عبور بھی اوس لئیم بخیل کے دل مین ہو گیا ہی

جو صفت رزپلہ بخل کی اسمین پیدا ہوگئی ہی اور اسکے اوراق کو دنیا رو درم ٹھہرانے مین یہ مناسبت
بھی ہی کہ ورق بالفتح درم اور سیم مسکوک کو بھی کہتے ہین خشم بتیرا غضب کی چیز ہی کہ اگر ہوا اوسکی
گلشن پر چلجاسے جو کہ خشم کو سخت دلی اور قساوت لازم ہی گل کہ اوس سے زیادہ کوئی نرم ونازک
نہین نہ الماس سے بڑھکے کوئی سخت اب اس ہوا قساوت انگیز کے اثر سے گل ایسا سخت و درشت
ہوجاے کہ ادنی حرکت برگ سے مثل خاطر شکستہ بلبل کے الماس کو خستہ و شکستہ کردے اور وہ نزاکت
کہ بقول ناشاع نسیم صبح جو چھوجاے رنگ ہو میلا + ایسی سختی درشتی سے بدلجاے بعد کے قطعہ
مین گر ترجمہ لو کا ہی جو اپنے مابعد منفی کو مثبت اور مثبت کو منفی کرتا ہی پس پہلے شعر مین تو نون نفی کا وجود
دوسرا مصرع اسکا جملہ معترضہ صفت منادی محذوف ممدوح اور شعر ثانی مین کجا حرف استفہام متضمن
بنفی کہ شعر پر انکار ہی یعنی اے ممدوح تو وہ شخص ہی کہ تیرے ہی نسیم فیض سے ہر گلزار مین گل خرم
و خندان ہوتا ہی اگر تیری طبیعت بہار طوبیت رنگ ملانیوالی زیب گلشن و زینت فزا گلشن کی نہوسکے
یکرنگی کو پسند کرے تو اس چار باغ اربعہ عناصر دنیا مین کہ مجموع ایک شخص واحد بمنزلہ ایک نہال
کے ہی چار گل فصول اربعہ کے باختلاف رنگ و بو ایک نہال سے کیسے پیدا ہون اور کھلین اب
کہ تیری طبیعت رنگ آمیز نیرنگ دوست بنائی گئی ہی بنظر موافقت اس نہال کو دنیا کو بھی
فصول اربعہ سے رنگ آمیز کردیا تا مخالف تیری طبع شریف کے نہو انخلاف نسخہ مطبوعہ مین
بجاے سیار بیار و بجاے از چہ میسازد از چہ می نازد غلط ہی اسواسطے کہ سیار مناسب آفتاب
کے بھی ہی اور بخیال کے واسطے نازش سے سازش اچھی محمد شفیع نے قطعہ اخیر کے معنی مین ار
ارکان عالم سفلی اور نہال سے وجود چار گل عناصر اربعہ یا فضائل اربعہ شجاعت و حکمت و
عفت و عدالت سے مراد لیکر لکھا کہ طبع تہذیب اخلاق عالم کی تیری طبع رنگین سے مہذب
ہی اور علی ہذا القیاس قطب محشی نے بھی نہال سے وجود چار گل سے کیفیات اربعہ حرارت و رطوبت
اور برودت و یبوست سے ارادہ کیا ہی کہ ایک شخص کے مزاج مین جمع ہین انتہی یہ تو صحیح
کہ عناصر اربعہ اور فضائل اربعہ اور کیفیات اربعہ سب کچھ ہین اور ایک وجود یا ایک شخص مین انکے
اجتماع کا ثبوت بھی لیکن یہ تطبیق لفظ و معنی خصوصیت انکی ممدوح کے ساتھ بھی ہونا چاہیے اور
اس بات کی گنجایش بھی نہ رہے کہ ایسا پہلے ہی تھا یا اب خود ہی ممدوح پر کیا موقوف کوئی صورت
ثبوت ادعا شاعر کی بھی ہو قولہ گر ضمیرت مایہ دار آتش الخ باد اگر مژدہ الخ مرگ در عہدت الخ در
دل تنگ شہیدان الخ تا گل افشانی کند الخ الانتباہ مژدہ بالضم و بالکسر خبر خوش اور بشارت

گل عیادت وہ گل کہ ہنگام عیادت بیمار کے پاس لیجاتے ہین تکرار بالفتح بار بار آنا اور لوٹنا کسی چیز کا
المعنی یعنی اگر ضمیر منیر تیرا مایہ آرایش بستان کا گل کو دے تو آفتاب کی طرح گل سرچشمۂ انوار ہو جاے
تیرے دل منور کی روشنی سے اگر ہوا تیرے لطف کا مژدہ لیکر جہان مین جاے اور ہر کسیکو یہ مژدہ پہونچا
تو صورت بیجان چمن کی جسکو کسی کی لطف و قہر سے کچھ سروکار ہی اس مژدہ سے ایسی شگفتہ
ہو جاے کہ غایت شگفتگی سے گل و سکی دستار سے چمن اور دونون باتین محل غرض یہ کہ اسکے حال
سے حال جاندار ونکا قیاس کیا جاے عہد تیرا ایسا راحت مہد ہے جسمین کوئی خلش اور کھٹکا نہین
بڑا کھٹکا ہر کسیکو مرگ کا ہی سو مرگ کا یہ حال کہ پہلے تو بیمارون کی جان لینے جایا کرتا تھا اب اونکی عیادت
کرنے اور خبر لینے جاتا ہی اور گل عیادت خلد سے لاتا ہی جسکے معنی ہمیشہ رہنے کے ہین تا بیمار کبھی
مرنے ہی نہ پائے ایسے بیمار اوسکو عزیز ہین اور نیز ایسی نشاط اس عہد مین جسکے اثر سے جو اسباب
ایذا و تکلیف کے تھے سب مواد تفریح و تنشیط کے ہو گئے ہین مثلاً اس عہد کے جو شہید ہین اونکے
دل تنگ مین پیکان اور سوفار کام غنچہ اور گل کا کرتے ہین پیکان غنچہ اور سوفار غنچہ بلحاظ کشادہ لبی گل
سے مشابہ ہی شعر لاحق تمہید غزل سرائی مین یعنی اب تک تو گل تیری مدح مین رہا اب چاہتا ہی کہ تیری
شاہدان بزم پر گل افشانی کرے اسواسطے یہ غزل میرے باغ طبیعت مین بار پڑھتا ہی تا بدین وسیلہ
جلیلہ گل افشان اونکا ہون چنانچہ بعد مین غزل ہی گل افشانی اور تکرار دونون کا لطف یہی کہ بعد
مین گل ہی ظاہر **الخلاف** نسخہ مطبوعہ مین آفتاب اسا کی جگہ آسمان آسا اور بجاے غنچہ و زسوفار
کے غنچہ و سوفار غلط ہی **قولہ** چون ز لطف آری الخ گز بجنت بگذری الخ جلوہ کن در روضۂ الخ
زاہد ابوسہ مراد الخ وقت گل بر سر زدن جنت از کونین عہد داد رہین الخ **الانتباہ** تابوت
صندوق مردہ حاشا کلمہ تنزیہ کا ہی بمعنی پناہ و بعید و بمعنی بکر جہت استثنا و رخالی اور یا کی خمار بالفتح
خمر فروش رحمے ایسی یا مجہول کی بعد تقدیر کن کے ہوتی ہی جیسے پہ نوبہار ست جنون خار مغیلان
مدوے المعنی یعنی اے محبوب اگر مجھ جان بلب رسیدہ کے حال پر تجکو کچھ لطف و رحم آنے اور
باقتضاے لطف گل عیادت لیکر میرے بالین پر قدم رنجہ ہو نے تو انھین کے ساتھ تھوڑے
گل واسطے آرایش تابوت کے بھی لیتا آ کہ مین اس بیماری عشق سے جان بر نہین ہونگا
صرف تیری دید کا منتظر ہون اور تو وہ نازنین نازک اندام ہی کہ اگر جنت کی طرف گذر کرے
تو بعید ہی کہ رضوان و سنبل و سوسن کو تیری راہ کا فرش کرے بلکہ حیران ہووے کہ کون سی
نازک نفیس چیز لاؤن جسکا فرش بناؤن بناچاری گل کو جو بادشاہ سب گلون کا ہے یعنی

گلاب اسی کو فرش بنائیے تا مناسب تیرے قدم نازک کے ہوئیے اور تو روضہ رضوان ہین ذرا جلوہ فرما
تو ہوا اور دیکھہ تو کہ حورین اپنے فروغ چہرہ کے گل کیسے تیرے پانوٴن پر نثار کرتی ہین سو بھی انفعال کے
ہاتھہ سے اسواسطے کہ اپنے فروغ چہرہ کو تیرے پانوٴن کے برابر نہ سمجھین گی نہ ہی شعر لاحق مشتمل بر طعن
زاہد یعنی لے زاہد جیسا تو خشک ہی ویسے ہی یہ گل و یاسمن خشک سونگھہ رہا ہی بوے شراب سے
مجکو نفرت ہی مگر یہ جان لے کہ ہر گل سے بو مراد کی مشام جان مین نہین پہونچتی فقط تفریح دماغ کی
ہو جاتی ہی آہم تو مل کے گل کو خانہ خمار سے مے آلود کر کے تر کرین تب گل کی بو سے بو مراد کی حاصل
ہوگی حاصل یہ کہ تیرا زہد ریائی کسی کام کا نہین ہی خانہ خمار خانہ مرشد کامل مے عشق گل زہد و ریاضت
شعر بعد کا متضمن بشکایت طالع یعنی لے طالع کم بخت کچھہ تو رحم کر کب تک میرے شاہد امید کے منھہ پر
خاک و خس ڈالتا رہیگا ایک دفعہ تو گل ڈالدے کہ کچھہ میری حسرت نکلے تو نے تو میرے دل کو ایسا خون
کر رکھا ہی کہ اگر سر و دستار پر گل رکھنے کے وقت میرے دل کا خیال کسی دل مین گذر جاے تو گل
سر و دستار کے مشت خون ہو جائین لے طالع مین بھی تو ایسا ویسا نہین بلکہ وہ شخص کہ اگر جنت کو نہین
ہی تو باغ حسن کا مجھے جس سے جنت کی بھی خوبی ہی اور میرے ہر نگاہ کے دامن مین سیکڑون
خروار گل کے یعنی جب نگاہ کرتا ہون گونون مضامین رنگین نازک و باریک میرے سامنے موجود
ہوتے ہین قطع نظر اسکے اس عہد کو تو خیال کر کہ حسن جیسا شخص غیور نخوت داد وقت کے
کیسے سنبل و گل زلف و چہرہ یار سے ہر طرف خوابگاہ یار پر بکھیر رہا ہی کہ ادھر منھہ کرتا ہی تب سنبل
و گل موجود ہین اور ادھر منھہ کرتا ہی تب موجود اور وہ سنبل و گل وہی زلف و رخسار کہ منھہ پھیرنے
سے ادھر ادھر ہو جاتے ہین میرا بھی تو آخر شاہد امید شاہ ہی جسکے واسطے تو نے خاک و خس چھپا
رکھا ہی کہ ہمیشہ اوسکے منھہ پر بھی ڈالتا رہتا ہی جبین سے ارادہ چہرہ کا ہی باعتبار ذکر ین وارادہ
گل اور تغایر فرضی جو اس شعر مین ہی ظاہر قابل الخلاف محمد شفیع لکھتے ہین کہ یار یہان مراد عاشق
سے ہی زلف رخسارہ معشوق باعتبار لازم بارادہ ملزوم معنی یہ کہ عہد داور مین گرم خوئی دلسوزی
کا رواج ہی حسن غیور رخسارہ اور پیشانی سے خوابگاہ عاشق پر گل افشانی کرتا ہی انتہی ملا قطب نے
بھی عاشق ہی کی خوابگاہ پر گل افشانی کی ہی اور یہ دخل بھی کہ گل کی تشبیہ پیشانی سے ٹھیک ہی
مگر زلف کی نہین ہر چند گل سے عام مرادین تا سنبل و بنفشہ کو شامل ہو کے زلف سے ربط
پیدا کرے تب بھی رنگ و بو حسنی سے خالی ہی انتہی ایسا ہی حال محشی کا ہی مین نے رحیم لے
طالع سے عہد داور ین تک چارون شعر کے معنی لکھے ہین اور مربوط کیے ہین مجکو کسی کے

دخل و تردید سے کیا ناظرین و معنی سب پر نظر کرکے آپ کسی نہ کسی کی نسبت کہدینگے نالج مجا نہین آنگہ چاہیر دیکھا
قولہ داور آنا غیست الخ گر بتابد نور الخ در سرود وصف الخ در مزاجش رہ نیابد الخ بے نزاهش الخ آنکہ
برگے از ریاض الخ تا بہ بیدار خزان الخ باد ایوان دماغ الخ **الانتباہ** مرغ آتشخوار چکور کہتے ہین یہ آگ
کھاتا ہی غوطہ بواو معروف نہ مجہول اسواسطے کہ واو اور یا مجہول عربی مین نہین ہین معمار بالکسر صیغہ مبالغہ
بہت آباد کرنے والا جو کہ بنا باعث آباد یگا ہی لہذا انقا و لا اوسکو معمار کہتے ہین و بقول بعض اسم آلہ جو
بنا محکوم بانیکا ہوتا ہی اسواسطے مجاز اً اوسپر اطلاق اسم آلہ کا کیا جاتا ہی عطر خوشبو اسکے معنی خاص و
عام ہین **المعنی** یہانسے اشعار فخریہ شروع ہین یعنی اے داور میری طبیعت کیا ایک باغ دلفروز ہی جسکو
اس سے پالا پڑے اوسکو دل فروزی حاصل ہوئی اسیواسطے گل ہردم مرغ آتشخوار کیطرح اس آتش مین
غوطے مارتا ہی تا فروغ حاصل کرے غوطے مارنا گل کے ہردم بھی جو گل ردیف مین آتا ہی مع بندش مضمون
اگر میرے خورشید ضمیر کا نور چمن پر چمکجاے تو پردہ گل مین جو راز صنع الٰہی کے مستتر ہین عینک کیطرح
سب ظاہر اور عیان کردے اسواسطے کہ میرے دل پر تو راز منکشف ہو رہے ہین پھر اسکے پرتو سے
گل کیسے نہ ظاہر کریگا اے داور ذرا غور تو کر بلبل کا کام تو نغمہ سنجی ہی مگر میری بلبل طبع نے جب سے
راگ تیری اوصاف کا شروع کیا ہی یہ گل بکھیر رہی ہی حتی کہ سارے وصف مین گل ہی گل بھر دیے
ہین جیسے ردیف مین بھرے ہین گل کے پیچھے جو آفت خشکی خزان کی لگی ہی وجہ یہ ہی کہ اوسکے میرے
آب طبیعت سے آبیاری نہین ہوئی اگر ہوتی تو پھر خشکی خزان کی ہرگز نہ ستا پاتی دیکھو جنکی آبیاری
اس آب سے ہوئی ہی اونکو خزان بھلا ستا توسکے کہ ہمیشہ بہار ہین چنانچہ اسی قصیدہ مین موجود گل
کی خوبی جو بالاتفاق سب نے تسلیم کی ہی یہ سبب ہی کہ اسنے مایہ میرے حسن طبیعت سے پایا ہی اگر اس جا
مین میرا حسن طبیعت واسطہ نہوتا تو ہرگز خوبی اسکی مسلم و متفق علیہ نہوتی بہت بہت اختلاف ہوتے
اب جو مایہ مجھسے پایا ہی تو کسکی مجال جو کچھ کہہ سکے پھر تبجائز فرضی کہتا ہی کہ جس کسی نے جوہر اول کے باغ کا ایک
پتا بھی نہ دیکھا ہوئے اوس سے کہدو عرفی کے باغ طبع مین بے تکلف چلا آئے اور گن گن کے گل
ریاض جوہر اول کے لیتا جاے دیکھو کتنے لیتا ہی کہ لیتے لیتے تھک جاے بعد کے دونون شعر دعا
تابید مین یعنی اوس زمانہ تک کہ بیداد خزان سے عالم گلشن مین بالاخانہ مرجان اساس گل کا
زمین سے ہموار ہوتا رہے حاصل یہ کہ جب تک خزان جہان مین رہے اور گل کو زیر و زبر کرنے کا رخ
دماغ و دیدہ تیرے دیدہ تیری عمر کا اپنی صفا ذاتی اور عطر نفس سے گل معمار بنے کہ عطر سے دماغ عمر
کا قوت پاسے اور رنگ سے آنکھین محفوظ ہوئین **اختلاف** نسخہ مطبوعہ مین جوہر اول بہ بیعنیہ

مثبت لکھا ہی میری دانست مین منقبی مین مبالغہ زیادہ ہی اور نیز اس قصیدہ کی سرخی مین لکھا ہی در مدح شاہزادۂ سلیم حال آنکہ اکبر بادشاہ کی مدح مین ہی جیسا کہ شاعر نے کہا ہی گلشن اقبال و دولت شاہ اکبر از ابل قصیدہ ختم ہوا ابھی مین ناظرین کی خدمت مین عرض کر چکا ہون بار بار بیفائدہ سے کیا فائدہ جیسا کہ کہا ہی ؎

گفتن کسے کو بود سخت گوش ✤ چو ہر بار گوید نگیرد گوش

قصیدہ ۴۵ قولہ چیست آن جوہر الخ شوخ آئینہ روی الخ سوزنش در حراست الخ گردنش تا بفرق الخ چون عروسان الخ چون زر قلب الخ نہ و تردباد الخ کیمیائیست الخ عزت تاج او الخ جوہر ہیکلش الخ الانتباہ یہ قصیدہ بحر خفیف مین ہی ارکان اسکے فاعلاتن مفاعلن فعلات یا فعلن توطیہ اسکا چیستان شمع مین ژولیدہ درہم برہم و پریشان حراست بکسر نگہبانی سیمابی روشن و سپید حمرا ہر شے مونث سرخ رنگ اور سال سخت سہیل بر وزن رجیل نام ستارہ ہیولا مادہ ہر شے اور ماہیت و اصل ہر چیز صور بضم اول و فتح ثانی جمع صورت المعنی شاعر نے ان شعرون مین چیستان کیسے اس چیستان کے سچے نشان لکھے ہین چنانچہ جوہر بین صفت کہ شمع آگ ہی اور آگ عناصر سے جو جوہر ہین ہی اوسکی روشنی سے روشن آسمان مولد زمین مسکن خود ظاہر کہ کرہ نار کا آسمان سے ملا ہی اور زمین پر موجود سوزن بتی شمع کی رشتہ فتیلہ کہ اوسکے اندر ہوتا ہی جس سے جلتی پگھلتی ہی پس حراست رشتہ کی اوسکے اندر ہونے اور سیاست رشتہ کی اوسکے جلانے گلانے سے عیان اور عجب یہ کہ سوزن رشتہ کی حراست کرے ورنہ سوزن کی رشتہ حراست کرتا ہی کہ اکثر بے رشتہ کے سوزن گم جاتی ہی شوخ باعتبار جنبش لو کے گویا ایک معشوق چلبلے کی شکل ہی آئینہ روئی روشندلی بھی اوسکی چھپی نہین کہ اوسکی صورت مین صورتین نظر آتی ہین تاریکی ہین کیا سوجھتا ہی ژولیدہ مو بلحاظ دود تر دامن دامن تھالی شمعدان کی جسمین چربی وغیرہ بہ بہ کے آتی ہی پس اس اعتبار سے ایک رند ہی گردن شمع کی وہ جگہ جہان فتیلہ سے جل کے ایک عمق سا ہوتا جاتا ہی پس گردن کا سر تک روشن اور صاف ہونا ہویدا اور پانون سے گردن تک ساق سیمین ہونا بھی پیدا کہ وہ بتی اوسکی ہی رقص کرنا وہی حرکت لو کی ہی ہوا سے روغن ٹپکنا گیسو سے کہ وہ دھوان اور قطرات چربی وغیرہ کے ہین مخفی نہین کہ اکثر ہوا مین لو شمع کی جھککے ملاصق بتی کے ہوجاتی ہی جس سے چربی وغیرہ بہتی ہی اس صورت سے گیسو کا خم اور روغن ٹپکنا ثابت کیا ہی اسلیے کہ تشبیہ کو ادنی ملابست کافی ہی اور جیسے شاہد دنیا ایک زر قلب ہی دیکھنے کا اُجلا باطن کا میلا ایسا ہی اوسکا حال ہی کہ بہ تمع روشن چہرہ تاریک بہ تمع روشن اوپر کی فروغ جسکے اندر سیاہ گل ہوتا ہی لالہ حمرا ہنگام روشنی و فروغ تشبیہ لالہ سے بلحاظ داغ لالہ اور اسکے گل کے بھی سے ہے

غنچہ سوسن کا بلحاظ و رہجانے سیاہ گل کے تاج لو اوسکی کہ آگ ہی جو مس و آہن کو کیمیا کی طرح سونا کردیتی
ہی یعنی سرخ عزت تاج کی روشنی و فروغ لو کی سبیل ہین مراد شیشہ و آلات سے جنہین شمع روشن کی جاتی
ہی کہ اسکے پرتو سے مثل ستارون کے ہوجاتے ہین جیسا کہ حضرت رب العزت نے اپنے نور پاک کی
صفت مین فرمایا ہی المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری ہیولی یعنی جسم اوسکا ہیولا ہر شے کا ہی
اسے مادہ جیسی صورت چاہو بنالو کہ وہ موم ہی قابل ہر صورت کے جیسے جوہر ظن و وہم کا خلاق
صور اشیا ہی الخلاف نسخہ مطبوعہ مین بجاے طلعت کے طاعت غلط لکھا ہی قولہ جامہ اش کاہ الخ
گیسوش نورباف الخ ہم زباد صبا الخ ماہتا بیست الخ بر خط استوا الخ قصب ماہتاب الخ کہ گہے
از میان الخ زندگانیش الخ دستہ بادن الخ **الانتباہ** روز و شب دونون ظرف ہین تبقدیر در
جوزا برج دو پیکر برق درخشندگی و تابندگی درفش بفتح اول پھریرہ نشان کا جو درفشیدن بمعنی لرزیدن
سے ہی اور پھریرہ بھی ہوا مین لرزتا رہتا ہی اسواسطے درفش نام رکھا خط استوا ایک خط فرضی زمین پر
ہی شرق سے غرب تک کہ جب آفتاب اسکے مجازات سے تجاوز کرتا ہی رات دن گھٹتا بڑھتا ہی تیر ماہ ساون
بہمن ماہ ماگھ شبگیر سیاہ یعنی وزدوسکے ہی **المعنی** جامہ سبز و سپید یا آلات رنگین یا بتی شمع کی کہ ہر رنگ
مین رنگ لیتے ہین تیرگی اوسکے چہرہ کی دن کی روشنی مین ایک کھلی بات ہی گیسو وہ سیاہی جو لو کے
اوپر ہوتی ہی نورباف اس لحاظ سے کہ نیچے اوسکے روشنی ہی تشبیہ حضرت مریم سے برعایت ذکر گیسو کے
ہی کہ بعد اول غسل حیض کے یہ بال اپنے سکھاتی تھین جو حضرت جبریل بشری صورت بن کے اونکے
پاس آئے چنانچہ فرمایا حضرت رب العزت نے فاتخذت من دونہم حجابا فارسلنا الیہا روحنا جب
حضرت جبریل کو دیکھکے ڈرین تو حضرت جبریل نے کہا انما انا رسول ربک لاہب لک غلاما زکیا
پھر حاملہ ہوئین حضرت عیسی سے بقدرت قادر توانا بس اوسوقت اونکے گیسوؤن سے نورباف کی تھا
اور یہی نورباف ہی ابر و چون ہلال جھکتا لو کا ادھر اودھر ہوا سے کہ ابرو کی سی خمیدگی ہوجاتی ہی
اور یہی چشمک ہی جو زرا ہوا دہ شکل جو ہوا سے لو پھٹ کے ہوجاتی ہی برق صفا درخشندگی اور تابندگی
ماہتاب فروغ اوسکی درفش کتان بتی جو فروغ سے پگھلتی ہی جیسے کتان ماہتاب سے پھٹ جاتا ہی
آفتاب سبز پیراہن یا بخیال اونھین آلات سبز کے یا رنگی ہوئی بتی کے اور عجب یہ کہ آفتاب ہر شے
کو زرد و خشک کرتا ہی یہ آفتاب خود سبز لباس ہی خط استوا بتی شمع کی آفتاب روشنی اوسکی یعنی یہ
آفتاب فلکی تو ساون اور ماگھ مین خط استوا سے تجاوز کیے ہوتا ہی یہ وہ آفتاب ہی کہ اسکی سیر ہمیشہ
خط استوا پر رہتی ہی قید تیر و بہمن کی باشعار کمی بیشی ایام کے ماہتاب اور آفتاب وہی لو اور روشنی

قصب اسکو ن شب شرف کے وقت آفتاب اور ہر سیارہ مین قوت و نور ترقی پر ہوتا ہی یعنی اوسکا ماہتاب
خود قصب سیاہ یعنی کتان سے بنا جاتا ہی پہنتا ہی اور آفتاب اوسکا ہمیشہ شرف مین وبال سے امین اور
نجست تاج خروس بھی اوسکی ارزن وہ پھول جو شمع کے گل سے جھڑتے ہین زندگانی اور دیدہ بانی
روشن ہونا اوسکا کوزدورا ہزن کے حق مین موت اور کوری ہی بخلاف اور ون کے کہ روشنی سے
تفریح پاتے ہین اور آنکھین روشنی حاصل کرتی ہین وستہ جرم شمع ہاون شمعدان سر گھسنا پگھلنا سر کا
جو جلتا ہی یعنی عجب دستہ ہی کہ جو سر اسکا ہاون مین ہی وہ نہین گھستا اوپر کا گھستا ہی الخلاف محشی نے
اس شعر کے معنی مین عزت تاج او تا آخر جو اوپر گذرا لکھا کہ لجلوہ طلعت سہیل یمانی کا کہ اشارہ شعلہ سے
ہی عزت اوسکے تاج کی بڑھاتا ہی اور یہ اس شعر مین جوہر ہیکلش یہ کہ گوہر اوسکے ہیکل کا قبول صور مختلفہ مین
جوہر قوت متخیلہ کے مشابہ ہی انتہی نہ اوسمین تصریح سہیل ہین کی نہ اسمین تشریح جوہر ہیکل کی البتہ ملا قطب نے
جوہر ہیکل کو موم لکھا ہی لیکن ملا قطب نے شرف آفتاب او اس مصرع مین امین وادی ایمن سے مراد لی
ہی اور آفتاب شعلہ شمع سے میری دانست مین خلاف مصرع اول کے ہی معنی جیسے کہ ایک امر متضاد پہلے
مصرع مین مذکور کیا ہی کہ ماہتاب اوسکا قصب پہنے ہی اور نہین پھٹتا ایسے ہی دوسرے مصرع مین کہتا
ہی کہ آفتاب اوسکا ہمیشہ بشرف ہی وبال نہین رکھتا ایسے ہی محشی نے اس شعر مین زندگانیش تا آخر
لکھا کہ صبحکو مرجانا اوسکی زندگانی ہی اسواسطے کہ جلنے اور نیست ہونے سے محفوظ رہتی ہی حال
آنکہ شبگیر جو پر کے معنے مین بھی آیا ہی اور اوسکا بھائی رہزن دوسرے مصرعے مین مقابل اوسکے
موجود الغرض ان اشعار مین یہ معنی ان حضرات کے ہین اور مین نے لکھے ناظرین غور فرمائین کہ
کسکے معنی چراغ روز ہین اور کسکے شمع شب افروز قولہ کاہے از دانہاے الخ ہم شگفتہ است الخ
شاہ تیر جہاند الخ راز دل بر زبان الخ چون بخلوت الخ منبیش روح الخ صوفیان گرد او الخ روز بہم
فشردہ الخ چون شکر شیر بان الخ چون بمیرد الخ الانتباہ دی ماہ پوس ہمن ماگھ روزن بالفتح مغز
بالضم کا سوراخ دیوار اور دریچہ موسی عمران مین اضافت ابنی ہی نخل وادی ایمن او نخل طور
وہ درخت کہ حضرت موسی کو وادی ایمن مین بجوالی طور او سپر تجلی انوار الہی کی مشاہدہ ہوئی تھی
وادی ایمن وہ جنگل جو کوہ طور سے جانب راست ہی اول معراج حضرت موسی کی اسمین ہوئی تھی
تلاش آگ چنانچہ قصہ اسکا معلوم سبوح بالضم و تشدید یا سے موحدہ بسیار پاک اور ایک نام ہے
نامون خدا تعالی سے اور نیز اشارہ سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح سے شکر مشرب شیرین
گفتار اور لڑکی خوبصورت شیرین حرکات خواہ بھگت بانجواہ اور خیرہ بیباسے معروف دستار

رنگین اور منقش چرخ ایک قسم کپڑا ریشمین کہ اطلس چرخی کہتے ہین اور دور دورہ مین قبا وغیرہ اور برقص اور گریبان
اور پیراہن المعنی دانہ اشک اور سبحہ قطرات چربی وغیرہ گردن وہی جگہ جہان فتیلہ جلنے سے کچھ عمق ہوجاتا
ہی شگفتگی اوسکی مصیبت و سوز مین کہ روشنی و فروغ ہی اور برہنگی دی و ہمہ مین پوشیدہ نہین اور یہ بات
خلاف عادت مردم شاہ تیرتی جہاز زرین شمعدان موج نور لو اوسکی سایہ کا لفظ مناسب دو وجہ
اوسکے سر پر ہوتا ہی راز دل نور و ضیا زبان سر فتیلہ کہ دل کیطرح اندر بتی کے چھپا ہوتا ہی اور یا اسی کا
روشن ہونا راز ہی استفادہ زیرک و کودن کا یہ کہ اوسکی ہدایت سے ہر چیز کھلی چھپی دیکھتے سمجھتے ہین
ورنہ کودن راز کی باتین نہین جانتا زبان ہلانا وہی روشنی کے وقت لو کا ہلنا اور روشنی ظاہر ہے کہ
در روزن سے معلوم ہوتی ہی یعنی عجب حال کہ خلوت مین زبان ہلائے اور یہ راز برملا ہو جائے روح
حضرت موسی کی اسوجہ سے کہ شمع آگ سے ہی اور آگ نور اور نور سے روح اور یہ ایک وقت مین تھا
آگ کے ہوئے ہین اور اس طلب سے تجلی انوار الہی کی مشاہدہ کی ہی صورت کی تشبیہ نخل طور سے یعنی
کہ اکثر شمع جھاڑون مین روشن کرتے ہین کہ پوری مشابہت نخل طور سے ہی جسکی ڈالی ڈالی پتہ پتہ پر
انوار تجلیات الہی جلوہ فرما تھی اور نیز شمعدان بھی بصورت نخل کے ہی اکثر مشایخین مین حلقہ ہوتا ہے
اور بیچمین شمع بدین تصور کہ نور الہی بھی مثل شمع کے لاشرقیۃ لاغربیۃ ہی رکھتے ہین اور گرد اوسکے حلقہ زن
ہوکے ذکر شغل کرتے ہین دن مین آنکھین میچ لینا شمع کا رات کو کھول دینا ایک کھلی بات ہی چہرۂ زر
تار لو مع تار ہاے شعاع زر باعتبار سرخی و زردی تار چرخ پیراہن فانوس طلسمی معمول ہی کہ بعد مرگ
تن فرسودہ بوسیدہ ہوتا ہی اوسکا اُلٹا معاملہ ہی کہ زندگی مین کاہش اور فرسودگی ہی مرنے مین آرائش
و آسودگی کاہش سر و تن پگھلنا الخلاف نسخہ مطبوعہ مین بجاے چہرۂ زرتار چہرۂ زرتار اور چرخ
پیراہن چرب پیراہن غلط لکھا ہی اور ملا عبدالرحیم نے بھی خوب کوسلے بجاے کہ فقط شکر مشرب کے
معنی لکھے یہ نہ دیکھا کہ چہرۂ زرتار کیسا اور چرب پیراہن یہ تیلیا راجہ کیسا اگر دیکھتے لکھتے بے دیکھے کیسے
لکھین قولہ دیدہ بر آسمان الخ با ہمہ حدت و حرارت الخ خرمن از سنگ الخ پیدرش مہر الخ بزبان الخ
گریہ از خوف الخ شاخ گندم الخ گریہ و خندہ الخ ہمچو انگشت الخ چہ ہرش در حریم الخ شاہ اکبر ہست الخ
الانتباہ آب دہن ہندی رال کہ دیدہ یہ کاف کدا میہری قلب بالفتح فوج و لشکر مقام قیام بادشاہ
اور دل ماہ نخشب وہ ماہ کہ حکیم ابن عطا نے کہ مقنع کرکے مشہور ہے بزور جادو اور شعبدہ سیماب
وغیرہ سے بنایا تھا کہ دو مہینے تک ہر رات ایک کونے سے کہ کوہ سیام کے نیچے تھا نکلتا تھا و روشنی
اوسکی چار فرسنگ تک پہونچتی تھی نخشب بالفتح نام شہر کہ ماوراء النہر کے ملک مین ہی اوسا وس کو نیچے

نخشب تک وہ غرسنگ مقنع بضم میم وفتح قاف وتشدید نون مفتوح وعین مہملہ نام اوسی عطا کا ہی اسکا
بیٹا حکیم تھا ابن مقنع اوسکی کنیت تھی اور جو ماہ نخشب کو ماہ مقنع بھی کہتے ہین حال آنکہ بنایا ہوا مقنع کا نہ تھا
بلکہ اوسکے بیٹے کا یہ ایسا ہی جیسے حسین بن منصور کو منصور کہتے ہین چہ بیژن بکسر موحدہ و یاے مجہول وزا ے
معجمہ وہ چاہ کہ بیژن پہلوان کو جو منیژہ دختر افراسیاب پر عاشق تھا افراسیاب نے اوسمین قید کیا تھا
المعنی دیدہ نوا اوسکی کہ سوے آسمان ہوتی ہی اس سے گمان کیا جاتا ہی ماہ کہ عاشقون سے گر قطرات
چربی وغیرہ گداخت شدہ کے آتین شمعدان جسپر یہ بہتے ہین دیدہ من برلے بیت حدت حرارت
اوسکی یہ کھلی بات ہی دامن تھالی شمعدان آب دہن چربی گداختہ کہ قریب فتیلہ سے آتی ہی کس بصورت
دہن سکے ہو جاتا ہی اور لطف یہ کہ حرارت جگر سے نزال بہتی بھی ہی زبان فتیلہ کا سیر جو جلتا ہی یعنی جلکی
تو خرمن کو دانتون سے آرد کرتی ہی وہ زبان سے اگر بقدر خرمن سنگ چکی کے ہون تو آرد کر دالتے
اسلیے کہ زبان اوسکی آگ ہی اور آگ سے پتھر بھی جلکے سرمہ ہو جاتا ہی مہر بہ نظر حرارت و روشنی
ماہ مادر بلحاظ موجودی دونون کی شب مین کہ بمنزلہ مادر و دختر کے ہین عاشق ہونا شام کا دہن
ہونا سحر کا کہ شام کو جلانے جاتی ہی سحکو بجھانے جاتی ہی اظہر من الشمس زبان سے ہنسنا گلے سے رونا
بھی خاہر زبان سر فتیلہ کا جو جلتا ہی فرق سر ہوگا جہان تک روشنی ہی گلو وہی خالی جگہ جو قریب فتیلہ
سکے ہوتی ہی دامن تھالی جسمین قطرات چربی کے بہکے آتے ہین غرض ہنسنے والی بھی ایسی اور رونے
والی بھی ایسی اور طرفہ یہ کہ دونون باہم اب وجہ رونے ہنسنے کی یہ کہ رونا تو خوف خورشید سے ہے
کہ جب اوسکو دیکھونگی مرجاؤنگی اور ہنسنا بسبب حصول عیش بزم بادشاہ کے بتاؤ کسی نے ایسی
شاخ گندم کی دیکھی ہی جسمین خوشہ زر کا لگا ہو اگر نہ دیکھی ہو وہ بزم شاہ مین جاکے ابھی دیکھ تے
شاہ گندم مری شاخ مہاہر کی جنمین شمع روشن کیجاتی ہین خوشہ زر لو اوسکی گریہ پگھلنا تی کا خندہ
روشنی اوسکی کہ دونون اوسکی عمر گھٹاتے ہین جیسے شاہ قلب سکن دشمنون کی عمر گھٹتی سے ہے
پنجہ خورشید شعاع خورشید صورت شمع کی مشابہ انگشت ہی گویا ایک انگشت پنج انگشت خورشید
سے ہی اشارہ اوسکا جنبش ہوا سے ہلنا یہان تک تہی نشان شمع کی مثل صیتیان سکے بیان
کیے شعر لاحق گریز یعنی بحقیقہ وہ آگ ہی اور جوہر آگ کا روشنی مگر حریم خاطر شاہ کی ایسی روشن
ہے کہ اسکی روشنی اوس حریم مین ایسی ہی جیسے ماہ نخشب کی روشنی کہ اصلی نہ تھی بلکہ اتنی بھی
نہین بلکہ ایسی جیسے چاہ بیژن کہ اوس تیرہ و تار یک تھا اور وہ بادشاہ اکبر ہی جسکی ترکیب بانی
بجاے عناصر نور خورشید اور سایہ خدا سے ہوئی کہ نور خورشید سے بڑھکے کوئی نور نہین اور

سایہ خدا کا خود نور ہی نور ہیں ترکیب اوسکی نور علی نور المخالف نسخہ مطبوعہ مین لیک کو ولیک
اور بجاے خوف دیدن خورشید شوق دیدن غلط لکھا ہی ملا قطب نے اس شعر مین یعنی خرمن از
سنگ تا آخر لکھا ہی کہ شاعر فکر خشک خود را دریا سیاتے بتکلف آوردہ است اور جو معنی لکھے ہین بسبب
غلطی کتاب کے خوب سمجھ مین نہین آتے مجبوری ہی انھون نے ابتدا ہی قصیدہ مین لکھا ہی کہ توطیہ
آن بو مر چیستان شمع ور دیدہ و اکثر جا بینی و گوش مضمون بریدہ انتی مگر جو شعر لکھنے کے تھے اونمین گزر
ہی دیکھنے مین آئی اور جو چیز محیز لکھا بھی وہ چیز لیز پھر ایسے طعن گوش و بینی کا ایسے شاعر پر نتیجہ ہے
سے کشندہ ہر کہ تیغے زخود بنیش ✦ کشند تیغ برروے خود بنیش قولہ مرغ جا ہش نزیر الخ بگذر اند چو الخ
عدل انورا بعدل الخ این بسنجد کسے الخ نطفہ دشمنش الخ خاطرش بحر الخ ہر کرا لطف الخ نصب را
ردے الخ سلے غبار الخ شاہ حبش الخ زان نوشتہ است الخ بلبل باغ عمر الخ تا اراوی بود الخ
وطنم آستان الخ الاشتباہ دون بالفتح وتشدید نون خم بزرگ و دراز کہ بدرون گاڑے زمین پر
کھڑا نہو سکے تار و پود بواو مجہول معروف تانا بانا معبر بالفتح ہندی گھاٹ دریا بالکسر کشتی نصب بالفتح
بالفتح قائم کرنا عزل بالفتح بیکاری و بیکار بالضم خطا محن بکسر و فتح حا جمع محنت عبدہ وفداہ مخفف انا
عبدہ وانا فداہ یعنی مین اوسکا بندہ ہون اور مین اوسپر فدا ہون ارادی منسوب بارادہ المعنی یعنی
جاہ اوسکا ایسا بلند جسکی ادنی چڑیا بدخشان سے دکن تک سارے ملک کو اپنے شہپر مین دبائے ہوئے
ہی حکم ایسا غالب اور بالا کہ اگر چاہے تو آسمان کو جو سب پر غالب ہی اور سب سے زبردست سوئی کے
ناکے مین سے ڈورے کی طرح نکالے اور معمول ہی کہ ڈورا جو ناکے مین ڈالنے کے وقت بل کرتا ہے
تو ملکے اوسکے بل نکالتے ہین ایسے ہی اوسکا حکم اسکے سب بل اور اینٹھین نکالے اور زیر حکم کرے عدل
ایسا کہ باتفعل نوشیروان بڑا عادل مشہور ہی سو فلک نادرہ سنج جسنے عدل اوسکا دیکھا بھالا ہی وہ تو اوسکے
عدل کو ہم پلہ اسکے عدل کے سمجھتا جانتا نہین اب اگر ایسا کوئی شخص نا شخص جو شراب جانتا جام
اور گاو خم کو نہین جانتا پہچانتا وہ بے تمیز کہدے کہ ہم پلہ عدل نوشیروان کا ہی تو اوسکی کیا سند
غرض یہ کہ بے تمیز بھی اگر کہیگا تو یہ کہیگا تمیز والون کے کہنے کا کیا کہنا دشمن اوسکا ہنوز صلب پدر سے
رحم مادر مین نہین آیا تھا کہ اوسکے نطفے نے تانا بانا کفن کا جوڑنا گانٹھنا شروع کیا تھا کہ قضا و قدر جو
اوسکے ہوا خواہ ہین اسے جینے کو کب چھوڑین گے پہلے ہی سے کفن تیار کر رکھون اور رحم مادر مین کفن
ساتھ لیے جاؤن چنانچہ اوجاگہ نوعے مناسبت کفن کی اوس جھلی سے جسمین بچہ لپٹا ہوتا ہی ہوسکتی
ہی خاطر فیاض اوسکی دریاے فیض کا گھاٹ ہی کہ تمامی پیاسے آرزو امید کے وہان سیراب ہوتے ہین الخ

ذات اوسکے اسرار غیب کی کھان کہ چاہے جتنا کوئی حاصل کرے لطف اوسکا ایسا کہ جو کوئی اوس سے
زندگی پاسئے اوسکے جامہ کو نوبت کی ہرگز نہ پہونچے یہ تو یہی جان ہو کہ اس سے جو کوئی زندگی پاتا ہو مرگ
سے دب سکے نکل بھاگتی ہو اور نوبت کفن کی پہونچواتی ہو لطف سے اوسکے اور اس سے کیا نسبت
مطلب یہ کہ لطف تو ایک پیاری چیز ہو اور جان بھی پیاری مگر پیارے ہونے مین لطف اوسکا جان سے
زیادہ پیارا ہو خوش نصیب اسقدر کہ مثلاً نصب جو ایک شے ہے یعنی کسی چیز پر قائم ہونا بادشاہی ہو خواہ
اور جاہ و مناصب اوس نصب کیواسطے اوسکے نصیب کا منھہ آئینہ ہو کہ اوسمین دیکھہ دیکھہ کے اپنا منھہ بناتا
سنبھالتا ہو اور عزل جو ضد نصب کی ہو اور اسکے وقت مین پہلے ہی مرچکا ہو اوسکا مدفن اوسکے دشمنون
کا نصیب کہ جیتے جی بھی اونھین سکے حصہ مین تھا اب مرکے بھی وہین ٹھکانا پایا گویا مٹی سے مٹی ملگئی
اب شاعر غیبت سے متوجہ بخطاب ہو اور تینون شعر مابعد کے مربوط یعنی اے ممدوح تو وہ شخص ہو کہ عروس
چمن کا پیراہن جو اسقدر معنبر و معطر ہو رہا ہو کہ تمام جہان کے دیدہ و دماغ کو مثل پیراہن یوسف ع
کے نور و تازگی بخشتا ہو یہ تیرے حریم حرمت کا ایک غبار ہے جو جاروب کشی سے اڑتا ہو اور اس عروس
کے پیراہن پر پڑگیا ہو اب جواب ندا مین کہتا ہو کہ شاہ چین و حبش دونون تیرے غلام ہین اور جو
تیرے آستانہ سے دور ہین اس سبب سے گرفتار اقسام محن و آلام کہ کاش مثل خدام دیگر سکے
حاضر بحضور ہوتے اور شرف خدمت سے سعادت پاتے اسی واسطے ملک چین و ختن تیرے
ملک کی نسبت عبدہ و فداہ لکھتے ہین کہ ہم تیرے بندے ہین اور تجھپر فدا ہین اسواسطے کہ ہمارے
مالک تیرے مالک سکے مملوک و غلام ہین خصوصیت چین و حبش اور ختن کی اس نظر سے ہے
کہ ان ملکون کے لوگ اکثر غلام و کنیز ہوتے ہین شعر مابعد کا دعا ختم التفات کہ یہ بھی ایک قاعدہ
مع کا ہو کہ التفات مین ندا و صفت سے شروع کرتے ہین اور دعا پر ختم کرتے ہین یعنی دشمن تیرا ایسا
آفت و بلا مین مبتلا رہے کہ بلبل اوسکے باغ عمر کا بجز شیون و نالہ کے دوسرا نغمہ ہی نجانے اسی زیرو
بم مین سہے شعر لاحق مشعر بدعا سے تابید حسب دستور قصائد یعنی سفر جسکو مشکل سفر کہا ہو جب تک
جفا اسکے ارادی ہو یعنی بمشیت ایزدی اسواسطے کہ بحقیقہ وہ کشش آب و دانہ کی ہوتی ہو جہان
قسام ازل سنے مقرر کیا ہوتا ہو اور جب تک کہ ہوا وطن کی طبعی ہوئے اے موافق مزاج اسلیے
کہ وطن ہر کسیکو خوش آتا ہو میرا وطن تیرے جاہ عالی کا آستانہ بنے اوس وقت تک کہ جان میرے
آشیانہ بدن سے سفر نہ کرے اور زندہ رہون الخلاف اس قصیدے مین قطع نظر معنی لا یعنی
محشی و شارحین کے بیاتبری و خرابی مزید سے بیان میکنے مین آئی کہ اخیر اشعار قصیدہ مین اشعار توجیہ

اور مدح اور خطاب اور غیبت اور دعا معمولی اور دعاے تابید سب او رہم برہم کی ہین شاعر نے کب
ایسا کہا ہوگا مین نے انکی ترتیب کی اور طرہ یہ کہ اخیر مین جہان سے اشعار منجملہ توطیہ کے پھر لکھے ہین حضرت
محشی نے ملا عبد الرحیم کیطرف سے جو واللہ اعلم خوب جانتے ہین لکھدیا کہ ازینجا رجوع بوصف شمع می نمند
اسکے اسی قصیدے کے اخیر مین لکھدیا ہی در سنہ ۱۲۸۰ پیرایہ اختتام پوشید حال انکہ بعد کو اور قصیدے
اور متفرقات ترکیب بند وغیرہ لکھے ہین جو متن کی سب کتابون مین اول اور درمیان قصاید مین
یہ قصائد موجود نہ کوئی وجہ علیحدہ کرنے کی لکھی چنانچہ نسخہ مطبوعہ مطبع نامی سنہ مذکور الصدر منشی نولکشور
صاحب کا میرے پاس حاضر اور بہت نسخے اس ساتھہ کے طبع شدہ ہونگے یا تو صرف قصیدے
رکھے ہونگے جیسے میرے پاس کی شرحون مین متفرقات نہین ہی یا مجموع لکھکے جب پیرایہ اختتام کا پہنا
ہوتا اب جو مین یہان پہونچا تو یہ گل کھلا کیا کیجیے مجبوری ارادہ یہ ہی کہ جو قصائد ہین انکو لکھکے ختم
کرون اسواسطے کہ مین نے تو شرح قصائد عرفی کی لکھی ہی نہ کل کلام عرفی کی بس یہی حال تو دیکھے
بار بار خدمت ناظرین مین کہتا رہتا ہون سے یک دم سر بالینم جانانہ بیا۔ قدمت بوسم
اے سرو روان باز خرامانہ بیا۔ قدمت بوسم

قصیدہ ۴۶ قولہ من کیستم آن سالک الخ درصفحۂ تصویر الخ چون حسن کشد الخ در
قامت عاشق الخ آنجا کہ وفا الخ برکتف ریاضت الخ درہندسۂ فقر و فنا الخ در کوزۂ لذت الخ
آنجا کہ ادب الخ در مرسلہ جوہر فردم الخ الانتباہ یہ قصیدہ بحر ہزج مین ہی ارکان اس کے
مفعول مفاعیل مفاعیل مسیر بصیغہ ظرف سیر کی جگہ بجنیۃ میدہ زریر ایک گیاہ ہی زرد رنگ
کہ اس سے کپڑے رنگتے ہین غدیر بفتح غین معجمہ و یاے معروف تالاب جسمین پانی باران وسیل
کا جمع ہو کتف بفتح کاف و کسر تا شانہ اور بسکون تا نیز شال ایک قسم چادر کشمیری مونئیہ دو الخطے
کو دوشالہ کہتے ہین پلاس بفتح اول ہندی ٹاٹ اور گلیم اور ہکرا و دحیلہ برو ایک قسم گرہ مخطط مرسلہ
بالضم وسین مہملہ و لام ہردو مفتوح ہندی ہار قسم زیور سے جوہر فرد جزو لا یتجزی کہ متکلمین کے
نزدیک ہرگز قابل قسمت نہین بخلاف حکما کہ انکے نزدیک قابل قسمت ہی علت بکسر عین و
تشدید لام وجہ اور سبب کسی چیز کا اور بیماری معلول وہ چیز جسکو علت اور اسباب ضروری سے
ثابت کرتے ہین المعنی یہ قصیدہ فخریہ شاعر نے موافق عقائد فرقہ صافیہ صوفیہ کے لکھا ہے
جو انسان کو ایک لطیفہ اسرار غیبی اور جامع جمیع صفات کونی و الٰہی کا کہتے ہین اور خود ساکل
اور خود مجیب ہوکے کہتا ہی جاننا چاہیے کہ مین کون ہون ایک سالک کونین مشیر ہون کہ عالم

علوی و سفلی دونون میری سیر کے تحت مین ہین چنانچہ تفصیل و توضیح اسکی اشعار لاحق سے واضح اور
وہ سالک ہون کہ میدۂ جوہر قدس سے بنا ہون روح القدس کو جو پیام آور شعرا کا ہی جوہر قدس ان سے
بنایا ہی جسمین بھوسی بھی ملی بھی ملی تھی مجکو اوسکی میدہ بیختہ سے بنایا ہی کہ بھوسی اور ردی چیز کا نام نشان
نہین بالکل مغز و خلاصہ جوہر قدس کا ہون اور وہ جوہر بے مثال ہون کہ نظیر و مثل میرا اس عالم
خواب و خیال مین ممکن نہین البتہ صفحہ تصویر مین ہو تو ہو اسواسطے کہ وہ میری ہی صورت سے بنایا
گیا ہوگا لیکن پردۂ تقدیر مین محال حضرت مقدر حقیقی نے مقدر ہی نہین کیا پھر کیسے ہوتا اور کیسے
ہوئے شعر لاحق سے تفصیل کونین سیری کی شروع ہی یعنی جسوقت کہ حسن جام صفا کا اپنی خوبی جام
صفا کا جلوہ دکھائے تو یہ جان لو کہ مین ہی اوسکے اندر رنگ شراب کی طرح رچا ہوا ہون جس سے
رنگ اوسکا دوبالا ہو رہا ہی اسلیے شراب گویا نکھار رنگ کی ہی ایسے عشق جسوقت رنگ زرد
کسی پیشانی پر نمایان کرے تو سمجھو کہ وہان بھی مین آب زر ریز بنا بیٹھا ہون اور اس رنگ کے پانی
مین اوسکو ڈبو رہا ہون بس دونون رنگ رنگتا ہون اگر کہین کوئی عاشق خمیدہ قامت کمان کی
طرح جھکا ہوا ہی تو یہ خم و شکن میرا ہی سکھایا ہوا ہی اور جو غمزہ معشوق کا کسی جگہ ناوک انداز ہے تو وہ
ناوک بھی میرا ہی چھوڑا ہوا ہی وہان اوس حال سے ہون یہان اس شان سے جن موقعون پر وفا
خون کی پیاسی ہو کہ اوسکی ادا مین جان پر آنے مین چشمہ خون کا ہون آئے اور اپنی پیاس
بجھائے اور جس موقعے پر صفا غسل کرے یعنی صفا اور صفائی کرنا چاہے تو اوسکے واسطے آب
غدیر ہون مجھسے پاک صاف ہو جائے الغرض وفا کی جان اور سرچشمہ آب روان صفا کے واسطے ہون
جو لوگ محنت کوشش ریاضت کیش مرد میدان مشقت کے ہین خواہ فقراء خواہ کاسب اون کے
کنندے کا کفیل ہون کہ سفر اور حضر کسی وقت مین علیحدہ نہین ہوتا اور ہر طرح کی مدد دیتا ہی اور جو زلیخا
نفس مردان خصال آرام دوست ہین اونکے دوش کا برد حریر الحاصل درشتی کے موقع پر درشتی
ہون اور نرمی کی جگہ نرمی فقر و فنا کے حساب مین صفر الوف کا ہون یعنی اور تو اکائی دہائی
عدد درجہ سیکڑے تک تین درجے کو پہونچتے ہین مگر مین الوف کا الوف کا صفر ہون کہ ہزار سے
عدد درجہ عدد تک مین ہی ہون اسواسطے کہ عربی مین لاکھ کرور وغیرہ جہان تک عقود عدد کے
ہین سب پر الف ہی کا اطلاق کیا جاتا ہی اور عز و علا کے کمیت کا ابھی طیر جس سے یہ کمیت سیر
دیتا و اب ہی غرض یہ کہ فقر و فنا مین جب کسی کا درجہ بڑھتا ہی مجھسے بڑھتا ہی اور عز و علا مین جو
کوئی تازگی پاتا ہی مجھی سے پاتا ہی جو لوگ دردی کش تلخی عیش لذت شکن ہین اونکے کونے مین چشمہ

زہر کا ہون اور جو کودک منش مزہ ڈھونڈھنے والے لذت کے طالب ہین اونکے کاسہ مین جرعہ شیر کا ہون
یعنی حرارت اور حلاوت بھی مین ہی ہون لذت طلبون کو کودک منش اسواسطے کہا کہ عاقل بالغ
لذت دوست نہین ہوتے یہ کام تن پروردون کا ہی جس جگہ اہل ادب ادب کی گفتگو کرین اوسکا
سننے والا مین ہی ہون چونکہ ان دو چیزون کے بسبب ناقدری کے دیکھنے سننے والے نہین ہین اگر ہین
تو وہ مین ہی ہون جوہر فرد کہ خود فرد و لاثانی ہی کوئی جزو اوسکا نہین ہوسکتا اوسکے مرتبہ مین بھی در
یکتا ہون کہ مجھسا دوسرا نہین نہ میرا سا فضل و کمال دوسرے کو مل سکتا ہی اسواسطے کہ قابل قسمت ہی
نہین اور جو یہ علت معلول کہ مراد آفرینش و مخلوق سے ہی ایسین بھی مین ہی کثرت والا ہون یعنی بنظر
وحدت کے جوہر فروشی بھی بڑھکے ہون اور بنظر کثرت کے کثیر سب مین بٹا ہوا بخلاف نسخہ
مطبوعہ مین بجاے آب زیر آرد زیر غلط لکھا ہی قولہ پاے طلبم الخ چون سجدہ بت الخ خفاشم و خورشید
الخ عشقم کہ بر الخ در خانہ مجنون الخ با ناطقہ گلریزم الخ در دل قویم گرچہ از کلک بنان الخ در کند شمشیر الخ
الانتباہ قصیر کوتاہ اور کوتاہی کرنیوالا گرم جلد و شتاب صنم تنقحبین بت اور بلحاظ خوبصورتی معشوق
اظہار غالب کرنا اور ظاہر کرنا سیف سے اشارہ طرف سیف اسفرنگی اور ظہیر سے طرف ظہیر فاریابی
کے ہی کہ دونون بڑے شاعر گذرے ہین المعنی یعنی جو طالب مقصود کہ اپنی راہ مروش مین پوری پوری
سعی کر رہا ہی مین اوسکی پاؤن ہون کہ سعی کامل کرتا ہون اور جو ادب والا بمقتضاے کشش کام دنیا مین
کوتاہ دست ہی مین اوسکا ہاتھ ہون دونون کی سعی و کوتاہی مجھی سے ہی اگر سجدۂ بت کی گرم بازاری
ہو تو مین پیشانی کا جلانیوالا ہون یعنی شوق دلانیوالا یہ سوز ایسا ہی جیسے تشنہ اور کشتہ وغیرہ جو بہت
شوقمند کے معنی مین آتے ہین اور عشاق کو معشوق کے ہاتھ سے مارے جانے کا عاشق اور
شائق کرنے والا بھی مین ہی ہون حتی کہ اگر اوسکی تیغ کند ہو جاے تو بیہودہ ہی اوسکے سامنے مرجاے
یعنی دونون کی تشویش مجھی سے ہی اگر بظاہر خفاش کیطرح نور خورشید سے آنکھ چھپاے ہوئے
ہون لیکن معنی مین خورشید میرے پردون مین گھسا چھپا ہی کہ وہ نور حق ہی اور دو زاغ کے مانند بد آواز
ہون مگر بلبل میری ہی شاخ سے پیدا ہو ہو کے اڑتی ہین الغرض صورت کا برا ہون معنی کا اچھا
ہون عشق بھی مین ہی ہون جسکا آسودہ دل ہونا ہرگز نہین اور حسن بھی مین ہون جسکو عاشقون سے
گریز نہین خانہ مجنون کا کہ جسکی خرابی آبادی ہی غبار ہون اور حجلہ لیلی کا کہ بہشت سرشت ہی عبیر ہون دونون
دونون کی آرائش و پیرائش مناسب ہر ایک کے ساتھ قوت ناطقہ کے ساتھ گلریز قوت سامعہ کے
لیے گلچین قوت واہمہ کے حق مین نابالغ قوت عاقلہ کے واسطے پیر ہون مناسبات ہر ایک کے

ہر ایک کے ساتھ ظاہر وا ہمہ اور نابالغ کی یہ مناسبت کہ لڑکے بھی خیال خام باندھتے ہیں وا ہمہ
کو بھی یہی حال ہی ظاہر اگرچہ آثار و علامات ضعیف کے ہین لیکن ہمت و جرات سے دل قوی ہی اور
نہ لکھنے مین ہرچند تقصیر ہون مگر شو ایا ت و حسنات دین سے مالا مال و غنی خوش تحریر روشن قلم ایسا
کہ اگر لوح پر فلک انگلیون سے کچھ لکھون تو یہ لوح ایسی روشن ہو جائے کہ لوح و ماہ مین رشک و حسرت کے
خراش پیدا ہو جائے اور خراش گھٹنا ماہ کا کہ صورت خراش کی ظاہر کرتا ہی حسن تقریر اس درجہ کہ تیغ زبان
سے قلم عطارد منشی فلک کی بنا ؤن یعنی میری تقریر سے اپنی تحریر درست کر لے بحالت کندی شمشیر زبان
کے قافی سیف اسفر نگی کا ہون تیزی کا ٹھکانا نہین اور ہنگام پردہ اندیشہ کے ظہیر جیسے شاعر کی ہمت
کا شکست دینے والا اور ظہور اندیشہ کا تو کچھ کہنا ہی نہین اختلاف نسخہ مطبوعہ مین بجاے خستم کہ زخون
چشم غلط لکھا ہی ملا قطب لکھتے ہین اگر سجدہ ہیت کا گرم و مروج ہو مین ناصیہ سوز ہون اے سرگرم سجدہ
یعنی اتنے سجدے زمین پر کرون کہ پیشانی جلنے لگے یا وا ہمہ نابالغ یعنی اوسکے پاس نہین جاتا جدا
ہون لوح خراشندہ ماہ سے یہ مراد کہ لکھی کہ جو قلم انگشت سے رقم کرتا ہون ماہ سے تختہ بنا تا ہون
خامہ تراشندہ تیر کے یہ معنی کہ برش تیغ زبان سے ذات عطارد سے قلم بنا تا ہون انتہی مین نے
بھی معنی لکھے ہین اور یہ بھی لکھدیے دیکھیے ناظرین کے سامنے مربوط و مناسب سابق و لاحق کسکے
ٹھہرین لیکن ؎ بیدل نیم ہنوز ببینم چہ میشود * **قولہ** در اوج سخن بہر الخ طبعم بغضب الخ گر جوہر
تو دل الخ برتافت عنان الخ بر تارک ارباب الخ در آب وہوا سے الخ تو فیق کہ صورت الخ
الانتباہ اعشی بفتح الف و شین معجمہ نام ایک شاعر عظیم الشان عرب کا اور نیز شب کور اور ایسے
ہی جریر برک کلاہ ہم لے کلاہ برکم و برک بفتحتین و کاف عربی ایک قسم قماش شتر کے اون کا بنا ہوا
کہ اوسکے کپڑے بناتے ہین حصیر بر وزن فقیر چٹائی خرما کی صریر آواز قلم وقت تحریر اور آواز دہن کا
کھولنے بند کرنے کے اور آواز تیغ المعنی اوپر کا شعر مع تین شعر بعد کے قطعہ بند ہی یعنی طبیعت
میری اوج سخن مین نہایت بلند پرواز ہو رہی تھی اور چڑھتی ہی چلی جاتی تھی اوسکے آثار اور
گھٹاؤ کے واسطے مین نے یہ نغمہ گایا کہ مین اعشی اور جریر ہون یہ سن کے طبیعت میری غضب مین
آ کے بولی نہ معلوم کیا گناہ مجھسے سرزد ہوا جسکی سزا مین قضا نے سزاوار اسیری تیرے دام کا
مجھکو سمجھا اور اسیر کیا اے احمق نا سمجھ اول تو تو اپنی ہی اصل کو غور کر کے نہین شرماتا کہ تو کون
ہی کہان اعشی و جریر کہان تھا اور اگر یہ سوجھ بوجھ تجھکو نہین تو میری اصل سے تو ذرا شرما کہ مین
ابر سیر ہون جس سے تمام جہان سرسبز و سیراب ہی پھر اعشی و جریر سے مجھکو کیا نسبت ہرچند کہ تو

میری پستی پایہ پر نظر کرکے کہتا ہی لیکن وہ تو میرے پایہ پست کے بھی ہم پایہ نہین ہو سکتی سخن رخش مقلوب
ہی میم مضاف الیہ سخن اے رخش سخنم القصہ طبیعت نے باگ میرے رخش سخن کی پھیر دی اور مین بھی
اس راہ سے لوٹ پڑا کہ فی الحقیقہ یہ راہ میری سیرگاہ نہین ہی اب کہتا ہی کہ مین ارباب فنا کے
سر کا تاج ہون جو کاملین مرتبہ فنا فی اللہ کو پہونچے ہوئے ہین اور اصحاب صفا کے بوریا کا نشان یعنی
اصحاب صفا تو بوریا سمیٹ کے چلے گئے مگر مین قائم مقام اور یادگار اونکا رہگیا ہون خلد کے چمن کی
آب ہوا میرے ہی سبب سے مفرح اور سرور آور ہی بلکہ خود سرور ہی اوسکا ہون اور دروازہ
فردوس کی بست وکشادگی آواز یعنی اوسکے ساتھہ ہی لگا ہوا اگر کسیکی توفیق رفیق ہوئے کہ وہ بت
صورت کا توڑ کے معنی کیطرف رجوع کرے تو توفیق کے ہاتھہ کی قوت مین ہی ہون ؛ اور اگر تحقیق طالب
معنی کی ہوئے تو جوش ضمیر ہون یعنی معنی میرے دل سے اوبل رہے ہین جتنے چاہے لے تنے حاصل کرے
اختلاف نسخہ مطبوعہ مین ترک کلاہم بجائے برک کلاہم کے لکھا ہی ظاہر اترک بکاف عربی لغت مین
کلاہ اور گوشہ کلاہ اور خود اپنے کے معنی لکھے ہین اور خود کے معنی مین بکاف فارسی نیز اور تینون ان
معنی سے یہان کوئی معنی چسپان نہین سوائے برک کے کہ مناسب فقرا کے ہی جیسا کہ حضرت سعدی
نے کہا ہی ؎ حاجت بکلاہ برکی داشتنت نیست ؛ اسی شعر کے اسی شعر کے دوسرے مصرعے
مین صفحہ بجائے صفہ کے غلط لکھا ہی **قولہ** میگویم واندیشہ الخ سر برزدہ ام الخ دربار کہ سلطنتم الخ ہنگام
رقم سنجی الخ آن چشمہ قریم الخ عرفی بکجا میروی الخ ز آشوب صریت الخ الانتباہ ظریف
زیرک ودانا خوش طبع سر برزدن ظاہر ہونا محبرہ بالکسر وبالفتح دوات وقلمدان نائے حلقوم و
گلو **المعنی** چونکہ پہلے شعر کا مضمون قابل خندہ کے تھا لہذا تدارک اوسکا یون کیا کہ مین ظریفون
سے ہرگز نہین ڈرتا اور برملا کہتا ہون کہ مین زہرہ رامشگر بھی ہون اور بدر منیر بھی ہون حسن مین
مین نے اور ماہ کنعان نے ایک ہی گریبان سے سر نکالا ہی وہ معشوق تماشا طلب آئینہ گیر کہ مراد
حضرت یوسف سے ہی مین ہی تھا تماشا طلبی اونکی وہ ہی جو مصر مین ہجوم مخلوق کا اونکے دیکھنے کو
ہوا تھا اور آئینہ گیری وہ کہ ایک روز آئینہ مین اپنی صورت دیکھکے خیال کیا تھا کہ اگر کوئی مجکو
بیچے تو بے قیمت ہون اس سبب سے کہ حسن وجمال مین بے مثال ہون کہ جسکے عوض مین خفا بجا ہو
اور ذلت وخواری زندان وغیرہ کی اوٹھائی اور قیمت وہ پائی جو فرمائی خدائے عز وجل نے
وشروہ بثمن بخس دراہم معدودہ اگر بسبب علو مدارج وسمو درجات مجکو اپنی نارسائی سے میری
بارگاہ سلطنت مین گذر نہین ہی تو پیشانی ماہ کو دیکھہ یہ جو داغ اوسکی پیشانی پر معلوم ہوتا ہی میرے

پایہ تخت کا نشان ہی مین وہ شخص ہون کہ جبسی قاضی فلک جسوقت کہ احکام کواکب فلک پر جاری کرنے
اور لکھنے کا قصد دل مین لاتا ہی تو میرے منشی کے سامنے قلمدان رکھدیتا ہی خود جرات لکھنے کی اوسکے
سامنے نہین کرتا نہ کہین اور یہ کیا مین ایسا چشمہ قرب کا ہون کہ جبریل با آنہمہ قربت اگرچہ لب تشنگی اپنی
وحی مین پاتے ہین تو مجھسے سیراب ہوتے ہین اور اطمینان کرلیتے ہین یہ ایسا ہی جیسے بادشاہ کسیکو کچھ حکم
دے اور وہ اچھی طرح سمجھہ نہ پاسے اور خوف وادب سے پوچھہ بھی نہ سکے تو اور مقربان درگاہ سے تحقیق
کرکے ٹھیک کرلیتا ہی شعر مابعد مین تبغائر اعتباری کہتا ہی کہ اے عرفی تو کہان جاتا ہی اور کس راہ مین
چل رہا ہی اور مجکو بھی لیے جاتا ہی بہت سا اس راہ مین مت دوڑے میری باگ بھی اس راہ سے
پھیر دے یہ رستہ حید کی ایسی ویسی نہین بڑی خطرناک ہی تیرے قلم کی آوازنے دل کونین کا پریشان
کردیا کہ جو کچھ ہون مین ہی ہون اب تیرے قلم کا گلا ایسا دبا ونگا کہ پھر اس سے آواز نہ نکل سکے
اختلاف نسخہ مطبوعہ مین عنان دار ازین بجاے عنان داز ان کے ٹھیک نہین لکھا ہی —
قصیدہ ۴۷ قولہ چون گرد باد آہ الخ چون دل بجاے خویش در عہد من زد ہر الخ ملے
طور وعدۂ تو الخ ذوق غم تو الخ از وعدۂ تو شوق الخ بخشد ہزار کشتہ الخ گیرد مہر دو دست الخ
لعل حیات بخش الخ زاعجاز حسن تست الخ ہم خود بگو ر و الخ الانتباہ یہ قصیدہ بحر مضارع
مین ہی ارکان اسکے مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن اور تشبیب عشقیہ گرد باد بالکسر ہندی بگولہ
علم کشیدن بلند ہونا رحیق شراب خالص اور صاف متہم متہمت کردہ شدہ لطیفہ نکوئی اور چیز نیک
و نازک کنایہ سخن سے **المعنی** یعنی جسوقت کہ بگولہ کی گرہ کھلجانے سے خاک اٹھتی ہی غرض یہ کہ
جسوقت مین آہ جان کاہ دل دردناک سے نکالون تو زمانہ بیرحم بھی ہیبت درد سے مکدر اور
غم آلود جاسے دل میرا جو سیماب کی طرح بے چین وبے قرار ہی اور ٹھہرتا نہین سوا اسے
اسکے اور کیا ہی کہ ہیبت درد سے طائر آرام کا اسکے آشیانے سے رم کرگیا میرے وقت مین
خوشدلی وخوشحالی زمانے سے مٹ جاے اور بعبث اسکا طالب مت ہو اوسکے شیشے مین
سوا میرے وجود غم آلود کے اور شراب ہی کہان ہی بس اسی شراب سے دیگا پھر خوشدلی
کیسی بعد اظہار اپنی کیفیت کے معشوق کیطرف منادی ومخاطب ہوکے کہتا ہی کہ اے محبوب تو
وہ شخص ہی کہ تیرے وعدے کا طور فراموشی وفا اور غمزے کا طرز ہم آغوشی جفا ہی یعنی وعدہ تو
بے وفا اور غمزہ باجفا ذوق تیرے غمزے کا ایسا لذیذ پر مزہ کہ شاہد طرب کی الجھی زلف کو
سلجھاتا ہی اور اوسکی شانہ کشی وآرائش کرتا ہی شوق تیرے لب شیرین کا یہان تک شیرین کہ

تشنہ الم کا سر توڑتا ہی یاس نہین پھٹکنے دیتا تیرے وعدے سے شوق تشویش مین مبتلا ہی کہ دیکھیے وفا کرتا ہی یا نہین گویا وعدہ خود تشویش ہی اور عشوہ سے فتنہ بیچارہ آشوب سے متہم کہ آشوب فتنہ نے اوٹھا رکھی ہین اور بتحقیق اوٹھتے ہین اس عشوہ سے چشم ظالم نے تیری ہزارون کشتہ خستہ کرڈالے اور لب تیرے ایسے بیرحم کہ لطیفہ دہن سے نہین نکالتے جو یہ کشتہ خستہ زندہ اور چنگے ہوجائین لعل لب لطیفہ سخن عدم دہن غمزہ تیرا ایسا سفاک وخونریز کہ جس جگہ خنجر ستم کا کھینچے اجل غریب دونون ہاتھ سے سر پکڑکے بیٹھ جاے کہ سب تو اسنے مار ڈالے اب مین کیا کرونگی کسکام کی رہی کہین مجکو بھی نہ مارے لب تیرے ایسے جان بخش کہ جس مقام پر یہ اپنی اعجاز نمائی کرین حضرت عیسی کو خجالت کے مارے مجال دم مارنے کی نہوے اور خجالت اسبات کی کہ میرے زندہ کیے ہوئے تو لمحہ دو لمحہ زندہ رہتے ہین اور یہ تو حیات ابدی پاتے چلے جاتے ہین مین حیران ہون کہ لب تو تیرے آتشین ہین کلک قضا نے اس آگ پر خط ریحان سبزے کا کیسے لکھا اور قلم اوسکی جل کیون نگئی لیکن کچھ حیرانی کی بات نہین ہی معجزے اور کرامت تو خلاف عادت ہی ہوتے ہین یہ بھی تیرے حسن کا اعجاز ہی کہ آگ پر سبزہ جمایا جاے بعد کے شعر مین میرا یہ قیاس ہی کہ یہ جواب ندا کا ہی پچھلے ساتون شعر بتقدیر ندا اور صفت منادی محذوف مین بطور جملہ معترضہ یعنی مین کچھ نہین کہتا لے تجھی سے پوچھتا ہون تو ہی انصاف کرکے بتا آیا یہ بیوفائی ہی یا نہین کہ مجکو تو تو محروم رکھے آنکھ اوٹھاکے بھی نہ دیکھے اور اغیار اسقدر محترم اور سر چڑھے ہوئین **اختلاف** نسخہ مطبوعہ مین بجاے وجود م رحیق غم کے وجود جان غم غلط لکھا ہی **قولہ** محرم بزم وصل الخ دست افگنی بدوش الخ من جان دہم براے تو الخ با دوستان گیتی الخ خواہم شدن الخ سلطان دین الخ آن واہب النعم الخ اول بآب چشمہ الخ عزم طواف کعبہ الخ اندوزد از عبادت الخ **الانتباہ** رغم بالفتح خاک آلودہ ہونا مکروہ سمجھنا خوار ہونا مجازاً بر خلاف کام کرنا لاجرم ناگزیر و بالضرور اسواسطے کہ لا نافیہ ہے اور جرم بفتحتین علاج و گزیر حکم بفتحتین بیانجی و حاکم و منیر نیک و بد نجف نام شہر جسمین مزار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہی واہب النعم بخشندہ نعمتہا **المعنی** پہلا شعر مع ایک شعر سابق اور دو لاحق کے چارون الزامیہ ہین واسطے عرض استغاثہ کے یعنی لے تا انصاف ذرا سوچ تو ایسا ہی چاہیے کہ تیرے بزم وصل مین غیر تو محرم اور دخیل ہون اور میری امید کا پرندہ بھی اوسکے آس پاس پر نہ مار سکے یہی انصاف ہی کہ میرے ہاتھ سے تو اوس زلف پرخم کو چھوڑالے چھونے نہ دے مکروہ جانے مگر رقیب کے کندھے پر نازسے ہاتھ رکھے اوسکو مکروہ نہ سمجھے کیسی الٹی بات کررہا ہی کہ تیرے واسطے تو میری جان نکل رہی ہی اور تو معجزہ مسیح کا اپنے لبون سے رقیب کے کام مین لا رہا ہی شعر مابعد تمہید گریز و تمہید یعنی تب

تو جو ہوا سو ہوا اگر بعد اسکے بھی تیرا یہی حال رہا کہ دوستون سے دشمنی اور دشمنون سے دوستی تو ضرور درگاہ عدل
مین فریادی ہونگا اور بادشاہ سلیم الطبع عادل کو حاکم کرونگا جو سلطان دین اور بدیگر صفات موصوف حضرت
علی کرم اللہ وجہہ ہین اور ایسے سلطان دین فیاض نعمت لٹانیوالے کہ خود حرص نے جسکی حد نہین کتنا
ہی مانگا لیکن اونکی خورش الہامی سے سوا نعمہ نعم کے اور کوئی بات ہی نہ سنی لا کبھی منھ سے نکلی ہی نہین
داؤد نطق کہنے مین صفت شیوا زبانی کی بھی ہی اور یہ بھی کہ جیسے بڑے سخی بہت سا بار بار مانگنے سے تنگ
ہو کے سختی سے جواب دیتے ہین اور یہان تو حرص سائل ہی خاک اونکے دروازے کی ایسی مکرم و محترم ہے
کہ اگر جبریل سا مقرب و معزز اوسکی قسم کھانا چاہے تو پہلے آب کوثر سے وضو کرکے منھ کو پاک صاف
کرے جیسے تلاوت قرآن مجید کے واسطے وضو ضرور ہی گلی اونکی ایسی عالی رتبہ کہ اگر اسکا طواف چھوڑکے
کوئی قصد طواف کعبہ کا کرے تو ایسا ہی جیسے پانی سے نکلکے تیمم کا ارادہ کیا جو شخص کہ یزدان پرست ہی اور
ہے اونکا دشمن کیسی ہی عبادت کرے مگر مقبول نہین بلکہ اوس عبادت کا اجر روز جزا مین وہ پائے گا
جو برہمن پرستش صنم سے پائیگا کہ اوسکے حق مین وبال و نکال ہوجائیگی اہل تشیع مین ذریعہ نجات
عبادت نہین صرف تولا اور تبرا **الخلاف** نسخہ مطبوعہ مین علی و ولی بعطف عد ہے تو بجاسے او
غلط ہی اسواسطے کہ عطف بے معنی ہی اور او خلاف غیبت مشتمل التفات محشی نے نعم کے معنی النعمہا لکھی
لکھے غیر مناسب محل **قولہ** از قدر خواستم الخ اورا سپہر کوسے الخ مشاطہ و لا تیش الخ سلے طوف یار گل الخ
در باغ فطرت تو الخ مست غرور الخ ہرگز زمین رزم تو الخ آن کینہ پرور یکہ الخ با تیغ روزگار کمند الخ
الانتباہ تمیز بدو یاے تحتانی جدا کرنا کبھی ایک یا حذف کرتے ہین کبھی ہمزہ سے بدلتے ہین جیساکہ
یہان ہی بری پاک و بیزار و بے گناہ مشاطہ بالفتح و تشدید شین وہ عورت جو عورتون کو آراستہ
کرتی ہی بالضم خطا اور دلالہ تخفیف نیز مگر بہت کم ولایت تقرب بندۂ نیک کا خدا تعالے سے
المعنی پہلا شعر دوسرے شعر سے مربوط ہی یعنی ہین نے جو علو و سمو اونکی قدر و شان کا دیکھا تو قصد کیا
کہ اونکو فلک کہون قضا نے معلوم کرکے مجکو معاتب کیا کہ تو بڑا بے تمیز ہے تجکو مطلق بہرہ امتیاز مدح
و ذم سے نہین تو نے فلک کو بظاہر منیع و رفیع دیکھ لیا اور اسکے معنی سے نہ خبر ہوا کہ یہ مصدر ستم
ہی اور وہ ذات والا صفات منبع کرم پھر اوسے اس سے فرق زمین آسمان کا ہی یا نہین اگر
مشاطہ اونکے ولایت کی زیب و آرایش صنم کی کرے تو صنم کہ خود سنگ بے جان ہی لیاقت
جاندار ہونے کی بھی نہین رکھتا اوس سے معجزہ عیسوی ظاہر ہونے لگے اور بے جانون کا
جان بخش ہو جاسے یا یہ تھا کہ لیاقت جانداری کی نہ تھی بعد سکے دونون شعر قطعہ بند ہین اور التفات

شروع چنانچہ کہتا ہی اے ممدوح تم وہ ہو کہ تمہاری بارگاہ با آیت شرف ہی یعنی شرف اسکا کعبہ کے
شرف سے مقدم ہی بس یہی حال طواف کا او مراتب تمہارے ہمسایہ قدم تمہاری فطرت سے مسیحا ایک
نسیم ہین کہ ایسے ایسے اوسمین ہزارون ہر وقت موجود اور تمہاری حشمت کے مقابل سلیمان ایک خادم
تشبیہ حضرت مسیح کی نسیم سے باعتبار ہمیشہ پھرتے رہنے کے ہی اور حضرت سلیمان کی بلحاظ اسکے کہ وہ ایک
خادم ایک بھٹیارہ کے کنبے بھی رہین چنانچہ قصہ اسکا معلوم و مشہور لطف آپ کا کہ تفریح و تنشیط بخش عالم
ہی ایسے کہین دعوی کیا کہ مین باغ ارم ہون جو کہ خلد بھی بہشت ہی اور ارم بھی بہشت کہلاتا ہی بسبب
مشارکت اسمی حوران خلد کی مست غرور ہو گئین کہ گو ہم ارم مین نہین لیکن بہشت ہونے کی تو شرکت ہی
بسبب ارم کو اوسکے دعوے سے تفوق و تفاخر ہوا تو ہمکو بھی اور ایسی مست غرور ہوئین کہ کسی طرف
آنکھ اوٹھا کے نہین دیکھتین کما جاء فی القرآن فیہن قاصرات الطرف شجاعت آپ کی ایسی کہ کبھی
زمین رزمگاہ کی خون دشمنون سے خشک ہی نہین ہوئی خنجر آپ کا ایک ابر دریا بار ہی کہ ابر کی طرح
ہوا پر نم پر نم پہونچاے جاتا ہی شعر لاحق بھی دونون مربوط کہ جو کینہ ور الا تمہارے بغض سے دم مارے یا جو
خون گرفتہ موت کا دبوچا تمہارے کینہ کا جھنڈا اوٹھاے گویا وہ زمانہ سے لڑنا چاہتا ہی اور خدا کے میدان
قہر مین قدم رکھتا ہی حاصل یہ کہ خدا اور خدا کی خدائی سب اوسکے دشمن ہو جائین **الخلاف** ملا
اس شعر کے یعنی مست و غرور تا آخر دو معنی لکھے ایک یہ کہ تمہارا باغ لطف کا کہ دعوی ساتھ روضہ
بہشت کے رکھتا ہی اور سب کو یقین ہی کہ غلبہ فوقیت کا اسکو ہوگا عروسین خلد کی مست غرور ہوئین
اور تمہارے باغ لطف پہ نازان ہین دوسرے یہ کہ بسبب دعوی باغ لطف تمہارے کے جو بہشت جیسے
رکھتا ہی خلد عروسان بہشت کی آنکھ مین کچھ معتد بہ ہوا اور نہایت غرور مین مست ہوئین کہ ہماری متاع
بھی اچھی ہی اتنی لیکن محشی کے معنی ابلغ ہین کہ اومین تیسرے درجہ کا مبالغہ ہی اور میرے معنی کے
موافق یہ نہ خیال کیا جاے کہ مین اپنی معنی کے موافقت سے اچھے بتاتا ہون نہین بلکہ ع متاع نیک
ہر دکان کہ باشد **قولہ** ہر شام کہ نہ از الخ چون سرکشی بحکم الخ خفظ تو گر ستون شاہ منم کہ در دل الخ تا کرتا
خوان الخ ہر جا غنیمت کردہ الخ عرفی شکایت تو الخ تا خامہ خیال الخ خصمت کہ ہست صورت الخ
الا انتباہ خاور بفتح واو مشرق اور مغرب نیز اصلین خاوررتھا اور خار ماہ چار دہ کہ مشرق سے نکلتا ہی
بنظر تخفیف پہلے راے مہملہ حذف کی گئی بقم بالفتح و تشدید قاف فارسی مین تخفیف ہندی مجیٹھ کہ رنگ
سرخ حاصل کرتے ہین خیم بکسر اول و فتح یاے تحتانی جمع خیمہ تحویل سونپنا حوالہ کرنا نگونسار مین سار
بمعنی سر کے ہے **المعنی** پہلے دونون شعر قطعہ بند ہین یعنی ہر روز شام کو جو سپہر جفا رقم اثر آفتاب

سے سرخ رنگ بصورت رنگ بقم کے ہوجاتا ہی جسکو لوگ شفق کہتے ہین یہ شفق نہین ہی اسنے آپکے حکم
سے سرکشی کا کچھ خیال کیا تھا کہ آپ نے سنان اپنی اسکو دکھائی اوسکی ہیبت سے کسی کے پیٹ مین
پانی ہوجاتا ہی اسکے پیٹ مین خون ہوگیا ہی اور گو اس مین محل شفق کو کنارہ آسمان جانتے ہین
بحقیقة ہی شکم اوسکا اسواسطے کہ نصف آسمان نیچے ہی اور شکم وسط جسم مین ہی اور جیسا کہ چار پہر آفتاب
اوپر رہتا ہی ویسا ہی بعد شام کے چار پہر اودھر رہتا ہی بس وسط ہوا شعر مابعد تمہید اظہار مقصود او
اشعار ملحقہ اوسکے اوس سے مربوط یعنی آپ کی حفاظت ستون خیمہ افلاک کی ہو رہی ہی اوس سے
یہ بچا ہوا ہی ورنہ ایسی آندھی حوادث تند و تیز زمانے مین چل رہی ہی جسکے صدمہ سے یہ نیلگون خیم
گر ہی پڑے اب کہتا ہی کہ اے شاہ انجمن حوادث کا فریادی مین ہون کہ درد و غم و غصہ بیا بہ میرے
اوپر ایسے چلے آتے ہین جیسے کوئی بادشاہ کسی پر چڑھائی کرتا ہی اور اوسکا علم نمود ہوتی ہی پے در پے
کے پے زمانے نے خاص مجکو انواع نعیم غم سے پالا ہی راحت و خوشی کے مزے اورون نے چکھے
ہین میرا ایسا نصیب کہان اس ظلم کو ذرا خیال کیجیے کہ جہان جہان جو جو غم ہین اون سب کا تحویلدار
مجکو بنایا ہی شاید اب جو کسیکو غم دیگا تو مجکو رقعہ لکھیگا شعر بعد تبغائز فرضی ختم کلام مین ہی یعنی اے عرفی
یہ شکایت تیری آخر نہایت پذیر تو ہی نہین آتی مدت عمر کا دکھ کہان اور کیسے رو سکیگا افسانہ دراز و
شب کوتاہ آو اس قصے کو دعا پر ختم کرین اور وہ یہ کہ جب تک قلم خیال جو نقاش معنی ہی مدح آپ کی
صفحہ ہستی پر لکھتی رہے دشمن روسیاہ آپ کا کہ صورت عصیان ہی جو کوئی دیکھتا ہی سزاوار عذاب و
عقاب کے جانتا ہی ہمیشہ قلم کیطرح نزار و گریان اور بیقرار و نگونسار رہے قصیدہ ختم ہوا شاعر نے
جیسے اپنے ممدوح کی شان مین دعا لکھی ہی مین بھی اپنی کتاب کے حق مین لکھون کہ ہنگام ملاحظہ
ناظرین شایقین سے دل دوستان را بہ و نور بادا * و ز و طعنہ دشمنان دور بادا *—

قصیدہ ۴۸ قولہ آن طوبیم کہ برگ و الخ آن روضہ ام کہ تا شجرش الخ از پاے تا
بہ سر ہمہ الخ آن خستہ ام کہ در الخ آن ہدہدم کہ در چمن الخ آن تیغ آب دادہ الخ آن شعلہ دو ستانخ
الانتباہ یہ قصیدہ بھی بحر مضارع مین ہی جاو پرندکو رہوئی تذرو بذال معجمہ خروس صحرائی کہ نہایت
خوبصورت ہوتا ہی بدال مہملہ جو چکور کے معنی مین ہی غلط ہی لغت مین نہین ملا **معنی** شاعر کہتا ہی کہ مین وہ طوبی
بہشت زار عشق کا ہون کہ میرے برگ و بار داغ جگر ہین اور زاغ و تذرو میری شاخون کے سب بند داگ کے ہین واسطے
نہ یہ طوبی جو ایک درخت بہشتی میوہ دہ سایہ ور مشہور ہی جسکے طالب اہل خشک اور عابد بیشق ہین طوبی آنکو اسواسطے کہا کہ طوبی
سب درختون مین سایہ اور میوہ دہ ونونکی رو سے زیادہ تر آرام بخش اور لذت دہ ہے اور عاشق بھی کرب و تکلیف

عشق کو ہر لذت و آرام سے بڑھکے جانتے ہین زاغ و تندرو اگرچہ علیحدہ کرکے کہے ہین لیکن بمناسبت صورت وہی داغ و داغ مراد ہین کہ ایک دفعہ اونکو برگ و بار بنایا ہی اور پھر زاغ و تندرو اور وہ باغ ہون کہ جب تک شجر اسکا ہی اگر آب خون دل سے باغبان اسکی آبیاری نہ کرے تو خشک ہوجاے باغ داغہا سے دل شجر وجود جسمانی باغبان عشق یعنی یہ وجود میرا خونخواریون عشق کا پلا ہوا ہی اور پلتا ہی اور پانو سے سر تک بالکل ایک زخم ہون اور زخم بھی وہ کہ خواب عافیت جسکے بستر الماس پر ہی جسکا ایک ریزہ جانبر نہین ہونے دیتا اب قیاس کرو اس زخم کی بہبودی کو اس عافیت سے اور وہ بیمار ہون جسکی بحالت صفرا اور جوش خون فصاد اوسکی جگر ہی اور شعلہ نشتر حالانکہ صفرا اور جوش خون مین مبردات کا استعمال کرتے ہین اور وہ چمن لالہ زار عشق کا ہون کہ جسکے سر پر تاج شعلہ طور کا ہی ۔ اسے تشبیہ بنظر اسکے کہ وہ ایک جانور ہے زرتاجدار مثل پیغامبر حضرت سلیمان کا ہی شعلہ طور کو تاج اس سبب کہا کہ وہ شعلہ تجلی انوار الٰہی کا تھا اور آدمی کے سر مین بھی ایک لطیفہ ہے لطائف ستہ سے کہ اوسکے کشود سے واصل بحق ہوتا ہی بس مین وہ ہدہد ہون کہ میرے سر کا تاج ہی عشق لالہ زار باعتبار خونریزی عاشقان اور وہ تیغ بجھی ہوئی زہر ملامت کی ہون کہ پانون سے سر تک جو نشان زخم کے ہین وہی میرے جوہر ہین یعنی ملامت کے زخمونکو عمدگی سمجھتا ہون جیسا کہ جامی رح نے فرمایا ؎ ملامت شحنہ بازار عشق ست ٭ ملامت صیقل زنگار عشق ست ٭ اور وہ ہیزم خشک شعلہ دوست ہون کہ میری خاکستر عود و عنبر کی پیشانی صندل ہی یعنی عود و عنبر اپنی پیشانی پر صندل کیطرح اس راکھ کو لگاتے ہین جیسے برہمن یا دیگر ہنود پوجا کا چڑھایا ہوا صندل یا اگیاری کی راکھ ماتھے پر لگاتے ہین غرض یہ وہ راکھ ہی کہ عود و عنبر کے ناصیہ کی صندل ہی اور عود و عبیر فاتحہ بزرگون اور عمل خوانی وغیرہ کے وقت جلائی بھی جاتی ہین اختلاف نسخہ مطبوعہ مین بجاے تا شجرش نیست کے ہر شجرش باغبان لکھا ہی اور محمد شفیع نے ہر شجر از باغبان اختیار کیا ہی انتہی ہر شجر تو ظاہرا ٹھیک معلوم نہین ہوتا اسواسطے کہ سواے ایک شجر وجود کے اور شجر کہان سے آئیگا جو ہر شجر کہا جاے اور روضہ کہ باغ کو کہتے ہین اسکی وجہ مین نے اوپر لکھدی ہی تا نہ کہا سے کہ روضہ مقتضی اشجار کا ہی اور ہر شجر کی قید بے فائدہ ہی شجر نہ کہنے سے ایک لفظ رعایت روضہ کا جاتا ہی اور بیانی توضیح شاعر کا دینا ایک معمولی بات ہی الماس نشتر بجاے بستر کے شاید غلطی کاتب کی ہو ایسے ہی معنی جو بعض اشعار کے بطور ترجمہ محشی و دیگر شارحین والاطباء اور محمد شفیع نے لکھے ہین میری دانست مین ناحق خود شہدی اس خطبہ کے ہوئے یہ کام تو اونکا اطفال مکتب بھی سرانجام کرسکتے تھے **قولہ** انگشتم کرد الخ آن بحر جو ہیرے الخ آنکہ ام کرد مطہر الخ آن عالم کش از زہر الخ آن رہ نورد دوادی الخ کوتہ کنم عبارت الخ ؎ **الا تمیاء قمار** خانہ گھنڈ سار اور دکان حلوائی مصور بالفتح واو مشدد مصورت کردہ شدہ معبر بالفتح ہندی گلاب

شعلہ موج صفت بحر برنہ زندلے درہم برہم نہ کند لفظ برشتملبر ایہام المعنی اور مین وہ کشتی ہون جسکو دریاے آتشین شعلہ موج درہم برہم نہین کرسکتا اور جہان آشوبگاہ طوفان موج کا ہی وہین لنگر سکا گھاٹ ہی ظاہر کہ عشق خود آگ ہی بلکہ آگ کی آگ اور جو محل خطرناک ہین وہی خاص اسکے مقام اور وہ دریا جوہری طلب تشنہ دوست ہون کہ برق اوسکی موج ہی اور آبلہ سینہ کا گوہر موج اور گوہر دونون مین اعتبار جنسیت کا ہی یعنی گوہر معانی کا ایک دریا ہون اور جوہری اور طالب گوہر کا خواہان کہ آئے اور ان گوہرون کو جانچے پرکھے اور جہان تک چاہے لے مگر ذرا مشکل ہی اور وہ کشتہ ناز معشوق کا ہون کہ مہروہان زخم مین دکانین کی دکانین لبالب شکر کی بھری ہوئی ہین ایسے شیرین اور پر حلاوت یہ زخم ہین سوا اسکے شکر زخم کے حق مین مضر بھی ہے سو میرے زخمون مین دکانین رکھی ہوئی ہین اور مین ایک عالم ہون اور درحقیقت انسان کو عالم صغیر کہتے بھی ہین اسواسطے کہ نظائر عالم کبیر کے سب اسمین موجود ہین چنانچہ اس جگہ سر بمنزلہ عرش کے ہے تا فوق تحت الثری اور اشیا مضامین و معانی متنوعہ بس کہتا ہی کہ اس عالم مین تو جملہ اشیا اپنے اپنے صورت نوعیہ کے ساتھ ظاہر ہین خواہ حیوانات خواہ نباتات خواہ جمادات سب کے لیے خارج مین جسم اور صورت نوعی ہی مگر مین وہ عالم ہون کہ مجھمین بھی جملہ اشیا اس عالم کی سی بھری ہین کہ وہ ہر قسم وہر نوع کے مضامین و معانی نسبت ہر شے کے ہین اور ایسے بھرے ہین کہ بھرے پانون تک لیکن بسبب لطافت و شرافت کے خارج مین انکا کوئی جسم و صورت نہین یہ ایسے ہین جیسے جسم مین جان یا نفس ناطقہ یہ شعر اور بعد کا شعر دونون تمہید گریز ہین اور وہ رونده وادی بیت مقدس کا ہون جسکے ہمسر صدا شہپر جبریل کی ہی یعنی جہانکو جبریل جاتے ہین وہین مین بھی جاتا ہون بیت مقدس خواہ روضہ ممدوح کا خواہ عالم قدس خواہ کلام پاکیزہ اسواسطے کہ شعرا حضرت جبریل کو اپنا پیام آور کہتے ہین گویا میرا کلام خاص فیض جبریل سے ہی اور مین اوسمین کا متبع شعر بالعد گریز و حصر یعنی اب کہان تک عبارت بڑھائے جاؤ کہ مین یہ ہون اور وہ ہون معانی کو نہ بڑھاؤن جو میرا قصد ہی یعنی بیع اوصاف کہون کہ مین وہ بلبل ہون جو نغمہ زن باغ حیدر ہی اس قصیدے مین بھی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ مدح لکھنے سے رہگئی یا کسی سبب سے ابتر ہوگئی **اختلاف** نسخہ مطبوعہ مین بجاے شہپر جبریل عطسہ جبریل لکھا ہی اور محشی نے معنی لکھے کہ وہ سالک راہ خدا کا ہون کہ صدا ے جبریل میری رہنما ہی عطسہ کا لفظ ہی چھوڑ دیا کہ عطسہ جبریل کیا ہے اور محمد شفیع و ملا قطب نے اس شعر سے گریز کی کچھ معنے نہین لکھے اس شعر کے معنی آن عالمم کہ تا زیر تا آخر ملا قطب لکھتے ہین کہ مین وہ عالم ہون کہ تمامی اشیا مجھ مین سوا ے صورت نوعی کے مرتسم درہ ہین یعنی معانی مجھ مین موجود اور محمد شفیع یہ کہ برخلاف عالم کون کے تمامی اشیا مجھ مین بدون صورت

نوعی موجود اور مصداق اسکا ورود تجلیات نامتناہی ہی کہ ایک مانند دوسرے کے ہرگز نہین وارد ہوتی ہین نامتناہی لازم نہ آئے محشی لکھے ہین صورت نوعیہ وہ کہ شے بسبب اوسکے اپنے اغیار سے جو شریک جنسیت مین ہین ممتاز ہوا اور یہ کمال ذکاوت ذہن اور رسائی علم کی ہی کہ بے صورت نوعیہ اشیا مین تمیز کرے کہ یہ فلان چیز ہی اور وہ فلان چیز انتہی واعجباہ یہ تیرہ شعر مین انمین بھی کوئی لکھے اور کوئی نہ لکھے گو قابل لکھنے کے تھے اور پھر بھی یہ کیفیت الحق سے بخوبی گر بیارائی دروغے + نیایدزان چراغ دل فروغے۔

قصیدہ ۴۹ قولہ تا بازم از وصال الخ آن دست را اگر الخ آن جنبہاے فتنہ کر الخ آن چشمہاے زہر الخ چون من ستم خرے الخ در دم بکشود ے کہ الخ از بوے تلخ سوخت الخ در بزم ما نبے الخ اے دل کلاہ الخ اے دل پیالہ الخ **الانتباہ** یہ قصیدہ بھی بحر مضارع مین ہی اور تو طیہ بشکایت کے ذکر کا مہر گیا بکسر اول وکاف فارسی مکسور مہر وم گیا کہ عربی مین بیروج کہتے ہین اور مشہور ہی کہ جو کوئی بیخ اسکی جو بصورت انسان ہوتی ہی اپنے پاس رکھے تمام مخلوق اوسپر مہربان رہتی ہی و بقول بعض سوربخ بھی شعبہ بالضم وہ نغمہ کہ دوسرے نغمے سے نکالا جاے اور یہ چوبیس ہین کہ ایک ایک مقام دو از دہ مقام موسیقی سے دو دو نکلتے ہین قبا کردن چاک کرنا **المعنی** شاعر کہتا ہی کہ پہلے جو کچھ ہوا سو ہوا اب پھر جب سے مجکو زمانہ تفرقہ پرداز نے وصال یار سے مہجور و محروم کیا ہی مین کیا بیان کرون جو کچھ اس ظالم نے میرے زمانہ شوق کے ساتھ کیا کیا وہ شوق وصال مین نالان اور طپان رہا مگر اسنے ایک بات پر بھی نظر نہ کی دیکھو یہ قدرت خدا کی کہ اوس ہاتھ کو جو بسبب بیغمی دوام وصل کے حجاب وصل کا نہین اوٹھاتا تھا کہ آخر وصل تو ہر وقت ہی جب چاہین گے اوٹھالینگے بند کشاے قباے ہجر کا بنایا ہی اور جو اجناس فتنہ کی کہ شہر غم سے خریدین اور میرے پاس قحط متاع کا دیکھا کہ کوئی متاع ہی نہین رکھتا سو میرے اوپر بڑی بہای کر کے وہ مجکو عطا کین اور جو چشمے زہر کے کہ باغ فتنہ مین روان تھے سب میری مہر گیا کی بیخ مین صرف کیے اور مہر گیا کو زہر کیسا کر دیا تا مین کسی کو عزیز ہوؤن سب کی نظر مین زہر ہو جاؤن اور یا ایسے مجکو بد قسمت ٹھہرا کے فروخت کر ڈالا لیکن یہ بڑی خطا اس سے ہوئی کہ باوصف و ہمتی اس غلطی پر اسکے مجکو بھی افسوس آتا ہی اب محبسا خریدار ظلم و ستم کا اسکو کہان ملیگا مین ہی تھا کہ اسکی بازار کی طرف مائل و راغب رہا اور خریدار ایسے دردون کا ہوا کہ جس ملک مین اثر میرے درد کا رواہی ہوا تو وہان اسنے بیمار کی دوا مرگ ہی کی خوب جانتا ہی اسنے کبھی مجکو جام عیش سے مسرور و محظوظ نہ کیا جب بجاے شراب میرے پیالے مین ڈالا تو زہر ہی ڈالا اور ایسا زہر تلخ و تیز جسکی بو سونگھتے ہی دماغ امید و یاس دونون کا جلگیا کچھ بھی نہ رہا اور جو شیشے اور آوازے رنج و ملال کے کہ اسکو یاد تھے جلہ میری بزم مین بجا

نغمہ سرائی سے ادا کیے اب کہتا ہی کہ اے دل جب حال زمانہ کا یہ ہی اور یہ جان چکا کہ تیرے جامۂ امید کو اسنے
پھاڑ ڈالا پھر اب کیا رہا کلاہ کج کر اور یاس ہی کا تکیہ لگا کے سنبھل بیٹھ اور اسکو آتش غیرت سے جلا کہ یہ
بھی تو یاد کرے آخر تو تیرے پیالے مین اسنے زہر ہجر کا گھولا ہی تو آنکھین میچ کے پی جا اور خوب مستی کر
تا اسکی بھی آنکھین کھلین **الخلاف** مثنی کے معنی سے معلوم ہوتا ہی کہ بجاے سر بازار سر آزار اختیار کیا ہی
اور محمد شفیع نے قبا کردہ کے معنی لکھے قبا ے خود ساختہ انتہی دونون لغو ہین پہلا اس سبب سے کہ شاعر تو بنا
ہی دکھ رہا ہی یہ کیا آزار کیسکو پہونچائیگا دوسرا بدین وجہ کہ شاید قبا کردن بمعنی چاک کردن کے نہین جانے
قوله آن دست راکہ ز الخ آن مست براکہ بوسہ الخ ہر وعدۂ جفا الخ ہر ناوکے کہ ز الخ درج امید الخ
عرفی بحیرتیم الخ آخر نہ در حمایت الخ بارا اگر ز جملہ اعداے الخ فرزانہ خانخانان الخ در سہر کجا مبارزانی آخرہ
الانتہاء پاے مزد مزدوری جو کسی کے پانون کی محنت مین دین ایسے ہی دست مزد ہاتھہ کی محنت کا
بدلا حمایت بکسر نگہبانی فرزانہ بالفتح حکیم اور دانشمند منسوب بفرزان بمعنی دانش و حکمت **المعنی** بعد
اظہار بہت سی شکایت کرتا ہی غضب ہی جو ہاتھہ اپنی صورت آستین کو نہین دکھاتا تھا کہ ایک امر لابدی
ہی اوس ہاتھہ کو دستگیری دعا کا بنا دیا اب وہ بار بار دامن دعا کا پکڑتا ہی کہ میرے واسطے کوشش کر
اور جو مست بے پروا کہ کبھی ہاتھہ وصل کا نہین چومتا تھا اوسکو پا مزد میر صبا کا کر دیا کہ منتظر پیام آوری
رہتا ہی بڑی مہربانی مجھپر یہ کی کہ جو جو وعدے جفا کے کو من سے کیے تھے وہ میرے ساتھہ وفا کیے
کہان کو من کی جفا اور کہان مین غریب تن تنہا خیال تو کر و شہیدان دشت کربلا پر کیسے ظلم ہوے تھے
ہین جنکو آج تک لوگ روتے پیٹتے ہین وہی ناوک اور وہی زخم اب اسنے میرے سینے کا نشانہ بنایا ہی
مین تو عاجز ہو گیا حیران ہون نہ درج امید مین گوہر ہا نہ گنج دعا مین ناچار حسب اقتضاے وقت
دست دل جیب رضا مین ڈالتا ہون جو کچھ ہو سو ہو شعر بعد تمہید گریز تبغا تر فرضی کہتا ہی کہ اے عرفی
بڑے حیرت کی بات ہی کہ کوئی گناہ میری نسبت ثابت نہین پھر زمانہ نے مجھکو ایسا کیون کر رکھا ہی جیسے
کوئی تلوار لیے کسیکو گھیرے ہوتا ہی کہ کسی طرف جانے نہین دیتا آخر مین بھی تو ایک داور کی پناہ حمایت
مین ہون پھر ایسا ظلم صریح مجھپر کیون کیا جو کہ نوع ضعف حمایت مین پیدا ہوتا تھا لہذا تیدارک اسکے
کہتا ہی کہ شاید اسنے مجھکو داور کے دشمنون سے سمجھا ہی اور یہ ظلم بطریق سزا کے کرتا ہی اسواسطے انکے
دشمنون کو تو یہ صحیح سلام چھوڑتا ہی نہین اور وہ داور خانخانان ہی کہ جنکی فر دولت نے ہما کو ایسا خجلت
نصیب بنایا کہ کسی کو منھہ ہی نہین دکھاتا اور جہان اوسکے مبارز عدل نے کمر باندھی زمانے نے کمر جاو تنہ
سے تلوار کھول لی کہ مبادا وہ مجھکو تلوار باندھے دیکھہ پاسے جانے کیا حال کرے **التحلل** عن یلا تقلب سنے

میرے عیشا مین میرے کو یعنی میرے بدن سے یکہ بہت سی مزخرفات لکھی ہین میری دانست مین عجب نہین جو میرے صاحب قل میرا ۔ خور رادر میر آتش سکے یعنی اواد دغدغہ قاصدون کے ہوس سلسلہ زہر ایچ و پیچ پیچ **قولہ** در آرزو سایہ الخ ہم روزنامہ دار الخ ہم چہرۂ مسا الخ سلسلے عدل پرور یکہ الخ ور روزگار الخ در آفتاب لطف تو الخ با التفات عام تو الخ میخواست تحفہ الخ گلزار وصل شاہد الخ شکل محبت تو الخ با زد عام جاہ تو الخ برہان دہر سوز الخ **الاشتباہ** روزنامہ وہ کاغذ کہ جسمین حساب یا احوال روزمرہ کسی کا درج کیا جاوے مسا وقت شام صباح وقت صبح ہر دو بفتح اول آجال جمع اجل لے وقت موت برید بالفتح قاصد اور نامہ بر چالاک اور تیز رو و نیز سواران ڈاک چوکی کہ ساخت لے ہر کہ ساخت از رہ کے معنی اور برگزیدے چہ پایہ ثنا سلے بچہ درجہ و بچہ حد ملا بمعنی پر خلا بالفتح خالی اور جائے خالی حکما کے نزدیک خلا محل ہے جہان کچھ نہین ہے وہان ہوا بھری یہ سب جگہ ملا ثابت کرتے ہین **المعنی** پہلے شعر مین رفعت ممدوح کی صفت ہے یعنی رفعت اوسکی ایسی بلند ایوان ہے جسکے سایہ تمنا مین بنا بلند آسمان کی کی ہے تا اوسکے سایہ سے مشرف رہے اوسکے نصیب اور حادث کے نصیب کا جو روزنامچہ نویس ہے اوسنے اوسکے نصیب کا تو ہمیشہ رجا اور حاسد کا خوف کے ساتھ لکھا ہے کہ ہمیشہ خوف اور بیم مین رہتا ہے اور یہ بھی کہ اوسکے مسا اور صباح دونون کا چہرہ زمانہ نے صباح و مسا سے آلودہ کیا یعنی اوسکی شام تو ایسی کی ہے جیسے صبح اور دشمن کی صبح ایسی جیسے شام ترتیب لف و نشر مرتب اور عسرت کے دن کو شب اور خوشی کی شب کو دن سے تاویل کرتے ہین آیندہ سے شروع ہے التفات اور دونون شعر باہم مربوط ہیں یعنی اے ممدوح تو ایسا عدل پرور ہے کہ موافق حکم تیرے عتاب کے زمانہ نے فنا کے واسطے ڈاک آجال کی بٹھا رکھی ہے کہ جسپر میر الگذر ہوئے فوراً فنا حاضر ہوئے تیرے زمانہ مین جسنے گھر بنایا زمانہ نے بنا اوسکی الٹو کے سایہ مین ڈالی تا بہت جلد ویران ہو جاے لطف تیرا جسکے آفتاب سے زر بر بالا نشین رنگ حنا کا ہوتا ہے بخلاف اس آفتاب کے کہ جو چیز کو زرد کرتا ہے آفتاب در اصل بمعنی دھوپ سکے ہے جو ہر شے زرد کرتی ہے اور مجازاً یہ معنی جرم آفتاب جسکی حرارت سے منہ سرخ ہو جاتا ہے بس دونون باتین آفتاب مین ثابت ہین التفات عام تیرا ایسا جسکی بدولت گرد کسا و کو جو غیر مرجج و نار وا کرنے والی اشیاء کی ہے زمانہ نے آرایش متاع صفا کا کر رکھا ہے اسواسطے کہ اسکو اوسنے نظر التفات سے دیکھا ہے یہ کاسد و نارواج کیسے ہو سکتی ہے یہ تو صفا کی صفا ہے ہمت تیری اسدرجہ کہ زمانہ مدت سے چاہتا تھا کہ کوئی تحفہ اور پیشکش حسب دستور تابع متبوع کے تیرے نذر مین گذرانون آخر بہت سعی جسکے

خلا کو تجویز کیا جب تیری ہمت عالی پر نظر کی تو شرما کے خاموش ہو رہا ہر چند کہ کوئی فرد بشر کسی لیاقت کا ایسا نہیں جو تمنا غلط کی نہ رکھتا ہو کہ نہیں ایسی ویسی ہی جگہ تین ملجاء سے اگر منبود بصر تمانہ خوبی بود خود شکری را انجا کرو بے عمر تیری یعنی وجود عزیز تیرا ایک شاہد عدیم المثال ہی جیسے اسکے گلزار وصل سے زمانہ شاد کام ہوا ہی حاصل یہ کہ تجکو پایا ہے کسقدر شناگر اور شکر گزار اپنے بخت کا ہی اور زمانہ کی شکر گزاری بھی کہ اہل زمانہ شکر گزار ہون اور اسلیے ممدوح جوکہ تجکو بیان سے غیبت ہی اور بیانسکے زمانہ بھی اور زمانہ تیری شکل دیکھکے دام محبت مین اسیر ہوگیا ہی لیکن تو اسنے بظاہر کسی کو دیکھا لیکن نہان اسلیے کہ آئینون مین بھی شکل ہوتی ہی نہزار ہا آئینہ کی جھانک پھرا گو بڑے بڑے حسین و شکیل نظر آئے مگر نہ تیری سی کوئی شکل آئی نہ اسکی آنکھ سے تیری محبت جاتی ہی ماحصل کے دونون شعر مین کس خوبی سے ملا بھی ثابت کیا اور خلا بھی یعنی جسوقت کہ زمانہ نے ازدحام و ہجوم تیرے جاہ کا دیکھا کہ زمین سے اوس پار لامکان تک سب بھرا ہوا ہی کوئی جگہ خالی نہین تو ملا کی تاکید کی کہ نہین نہین جو خلا بتلاتے ہین غلط ہی ملا ہی اور جسوقت کہ برہان دہر سوز تیرے عتاب ثبوت خلا مین گذرے تو خلا کو مان لیا کہ بیشک خلا ہی اس عتاب دہر سوز سے باقی ہی کون بچیگا جو ملا مانا جاسے **الاختلاف** نسخہ مطبوعہ مین متاع صفا کی جگہ وعا مایہ ثنا کے بجاے پایہ اور ازلس نظر با تنہا کے جگہ انتہا جناب توجہ نگذشت کا بھی گذشت غلط لکھا ہی محمد شفیع اور ملا قطب دونون نے لکھا ہی اجال را برید صبا کرد اسی معنی مین کہ اجل مردم آزار تھی بموجب حکم عتاب تیرے عدل کے راہ بجا فنا کے ہوئے اور یہی مفہوم عبارت ملا قطب کا ہی انتہی اگر مبالغہ ممکنات سے ممکن ہو تو ممتنعات کیطرف کیون جاسے اجل تو فنا پذیر نہین ہوتی مردم آزاری اوسکی موجود خواہی نخواہی کا ادعا یہ کیا کم ہی کہ جسپر تیرا عتاب ہوا اور فنا اور زمانہ تینون اوسکے ہلاک کے درپے ہوجاتے ہین اور اگر کھٹا کھاری کا کوئی ایک ہی جہاد کرے تو مجبوری ہی **قولہ** صیت افاضت تو الخ امرت بہ مصلحت قدمے الخ فرزانہ داور الخ اور دور دوسے بندگی ما الخ شوخی کہ ما وجود الخ در مصر حسن اور الخ عمر سے کرشمہ اش الخ آمیز شے چو شیر الخ ہم روزگار داغ گفتم چنان مکن الخ چون گفتمش الخ چون فتنہا سے الخ گفتم بقاسے دوستیت الخ ہر فتنہ کہ باز نمودم الخ ہر مطلبے کہ الخ القصہ تمام شد اور الخ عرفی دعا سے الخ تا در زمانہ الخ آوازہ دیار الخ **الانتباہ** صیت بالکسر آوازہ دو عاسے خیر افاضت فیض بخشی رسے بکسر مین غلام اور عبد اور بفتح تیز رو آمدن کیطرف متوجہ اور رجوع ہونا ہونا و خید ابا بالکسر انکار المعنی یعنی صبا جو تمام جہان مین چلتی پھرتی

زمانہ کی تعیین ہوئی ہی کہ اوسکا آوازہ اور ذکر خیر جہان مین پھیلائے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہی کہ کسی
شہر کو تیرے صیت افاضت سے خالی پایا جب تو زمانہ نے اوسکے منھ مین خاک و خاشاک ڈالدیا ہی
چنانچہ ظاہر حکم تیرا کہ اوسکا کوئی مانع اور سنگ راہ نہین بر تقدیر اگر مصلحتاً کسی سنگ پر اوسنے قدم
رکھا اور رکا تو ادھر تو یہ رکا اودھر زمانہ نے گھبرا کے پگڑی سر سے اوتار قضا کی گلی مین ڈال کے
کشاکشی مچادی کہ تیرا کیون رکا معلوم اب کیا آفت آئیگی قضا سے مراد گروش فلکی اور کشاکش
زمانہ کی کہ کبھی رات ہی کبھی دن کبھی صبح کبھی شام خود عیان ہی یہان تک خاص مدح تھی اب بیان کی
کیفیت کا چنانچہ بعد ندا کہ جس سے توجہ منظور ہی کہتا ہی کہ لے دانا اور دانا ذرا میری طرف کان لگا اور تحفہ
لطف ایک دم میری بات سن تا یہ غلام بیان کرے کہ زمانہ نے میرے ساتھ کیا کیا اول تو یہ کہ
مجکو بندہ ایک دلبر کا کرکے کہ وہ ابو الفتح ہی یعنی درم خریدہ غلام بلا کا بنا دیا جسکو ترک غلام کہتے ہین اور
وہ دلبر ایسا شوخ و شنگ جسکے بیم فرقت سے خود زمانہ اپنی جان کی خیریت مانگتا رہا اور ایسا
کہ اوسکے مصر حسن کے خریدار اوس گوہر کو جو زمانہ نے صدف کنعان سے چمکایا تھا مفت بھی لینے
یہ دونون شعر اوس دلبر کی صفت مین تھے اب پھر بیان کیفیت یعنی اس زمانہ نے یہ کیا کہ
تو اوسکے کرشمے کو میرے دل کی شکست پر تعین رکھا لیکن پھر اسی حال مین جفا شروع کی اور وہ
یہ کہ باہم میرے اوسکے خوب آمیزش شیر و شکر کی سی پیدا کرکے ایک حیلہ سے مجکو اوس سے جدا کیا
اب جو مین اوس جدائی کے رنج و الم بیان کرو تو ہر چند یہ ظالم بیرحم بانی اس مصیبت کا ہی
تاہم اوسکو سن کے داغ ہو جائے ایسی دردانگیز وہ باتین ہین جب مین نے اس سے کہا کہ ایسا تنگ
مجکو مت کر ورنہ شکایت تیری ممدوح سے کرون گا تو ہنسا اور اور لشکر فتنہ کو میری جنگ کے واسطے
دونا کردیا پھر جو مین نے کہا کہ شکوہ تیرا اور یعنی ممدوح سے کرون گا تو ڈرا اور خوشامد سے کہنے لگا
کہ اچھا اب ایسا نہین کرونگا جب مین نے اوسکو اس حال مین پایا تو جو جو بلا و فتنہ میرے ساتھ
سابق عمل مین لایا تھا اوسکے سامنے گنے اور شمار کیے کہ یہ برائیان تو نے میرے ساتھ کین پایا
تب شرمایا اور قول قرار وفا کا کیا کہ آیندہ بیوفائی نہین کرون گا مین نے کہا کہ مجکو تیری دوستی
کے بقا کا یقین نہین ہی تو دغا باز ہی تو اپنے تیرے عدل کو اس لقا کے دوستی کا ضامن دیا اب
یہ حال اسکا ہی کہ مین جس فتنے کی نسبت کہتا ہون کہ یہ بات میرے ساتھ مت کر اوسیوقت
صدا نعم کی منھ سے نکالتا ہی اور مان لیتا ہی اور جو مطلب پیش کرتا ہون کہ یہ پورا کرو دست
اوسکی دوستی کا سامان کرتا ہی اور بنیاد ساز و برگ جمع کرنے کی ڈالتا ہی القصہ مدح

ایسا غالب و زبردست ہو کہ زمانہ خود با سرکشی اوس سے ایسا ڈرتا ہی کہ جب کہ اوسکا نام زمانہ
نے سنا ہی سیکڑون قسم کے عجز صلح و صفا کے واسطے میرے سامنے کرتا ہی اور سرکشی و خود رائی سب ترک کیا
اب تیغا زرفرخی کہتا ہی کہ اے عرفی دیکھا تو نے میرے داور کا نام سنتے ہی زمانہ کیسا ڈر گیا اور
کیسی تیری حاجت روائی تو بھی اوسکے حق مین دعا کر چنانچہ کہتا ہی کہ جب تک خاک نشین
ملک نا امید ہی اسکے دنیا مین یہ فریاد و واویلا مچائین کہ زمانہ نے ہمپر یہ ظلم کیا وہ ظلم کیا
تب تک تیری مرادون کے ملک مین یہ شور رہے کہ یہ دیکھو زمانہ نے ہزارون قصر اوسکی مراد
کے بیاد اوٹھائے وہ اوٹھائے الخلاف نسخہ مطبوعہ مین در مصرعہ تو بجائے اوسکے غلط لکھا ہی
شاعر نے اس قصیدے مین بہت سا رونا زمانہ کا رو دیا آخر اپنے داور کے عدل کو ضامن ٹھیکے
چہ ابیات مذکورہ لکھے ہین اور زمانہ سے مین بھی ڈرتا ہون لہذا انصاف مندون کے انصاف
کی ضمانت مین چھوڑ کے کہتا ہون سے سپردم بتو مایہ خویش را ✽ تو دانی حساب کم و بیش را

قصیدہ ۱۵ قولہ تبارک اللہ ازان الخ اگر مساحت الخ درین ہوس کہ رو دالخ نہندہ
کسیکہ الخ سبکرو یکہ چنان الخ اگر مثل الخ وگر کنند بوے نسبت الخ زمانہ گفت زہے الخ ستارہ گفت
کرا چنانکہ الخ تر و عروسی افکار الخ منش معارج الخ حساب طول امل الخ الانتباہ قصیدہ
نعت کا بحر مجتث مین ہی ارکان اسکے مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلات اقر تو طیہ صفت براق ہی
کرنگ بروزن تفنگ بکاف فارسی اسپ سرخ رنگ ساحت بفتح حا کشادگی اور فضا سے
اور مکان اور ناحیت در عنان زدن کسی کی اردلی مین چلنا شاطر کبسر طا پیک اور دلا ور اور
چالاک اور سپاہی اردلی سلاطین و امرا شلنگ بفتحتین و کاف فارسی کودنا اور جست کرنا تنگ
تو اڑ جیسے سے زین کستے ہین اضداد جمع ضد شرنگ بفتحتین و کاف فارسی حنظل کہ نہایت تلخ
ہوتا ہی النگ بضم اول و فتح لام و کاف فارسی سبزہ زار یہ ترکی ہی اور بفتحتین دیوار مو رچال
قلعہ گیری المعنی شاعر تعجب کرتا ہی کہ ابتدا سے عجب آسمان شتاب گھوڑا جسکی نعل نے جو
بصورت آئینہ کے صاف و شفاف ہی کبھی زنگ و رنگ کی نہ دیکھی ظاہر کہ زنگ تبھی پر جب آتی ہی
کہ وہ شے مدتون غیر مستعمل پڑی رہے اسکو تو آسمان تیزی و شوخی سے آسمان کیطرح کسی وقت
قرار و سکون ہی نہین اور دم بھر مین ہزارون برس کی راہ لپیٹ جانے والا مثل آسمان کے
اسکی نعل کا آئینہ زنگ و رنگ کی سی دیکھتا اور اگر اوس میدان کی فراخی بین جو اس گھوڑے کا
جولان گاہ ہی اتفاقاً غم جیسی چیز کا گذر ہو جائے جسکا خاصہ تنگی ہی تو تنگی اسکی کشادگی سے بدل جائے

پھر جس دل مین کیسے ہی ہجوم کے ساتھ گذر کرے وہ دل ہرگز تنگ نہوئے بلکہ کشادہ ہوئے ورنہ دے
ایسی شی ہی جسمین ایک ذرہ غم کی سمائی نہین فوراً تنگ ہوجاتا ہی اور ہرگاہ کہ غم سے ازالہ تنگی کا ہوجائے
تو پھر تنگ کس سے ہوئے کچھ جانتے ہو کہ شاطر سپہر کا رات دن مشق کو دچھاندکی کیون کرتا ہی اسکو یہ
ہوس ہوئی ہی کہ بھلا زیادہ نہین ایکدم تو مین بھی اوسکی چلو مین چل دیکھون مگر مشق کرتے کرتے مدت
ہوئی اور آپ کو اب تک شایستہ اس امر خطیر کا نہین پایا چہندگی اوسکی ایسی کہ اگر وقت چہندگی
کے فرط فرطی اور افراط تیزی سے جوہر اوسکے تن کا جامہ رنگ سے نکلجاسے اور رنگ عرض کیطرح
رہجاسے تو سزاوار و لایق ہی جیسے گل سے بو نکلجاتی ہی سکرو ایسا کہ جسوقت زخمہ تار پر چلتا ہو اور
حال مین زخمہ کی چال پر یہ چلے تو کیا ممکن کہ نغمہ کی آواز بڑھکے آہنگ ہوجاسے ویسا ہی رہے
جیسا ہو اسکی چلت پھرت سے اصلا فرق نہ پڑے اور تیز رفتار یہان تک کہ مثلاً اگر ساحت صدرم
کو طے کرے تو ایک قدم مین طبیعت شہد سے طبیعت حنظل کو پہونچے اگر حرف ز طبع شہد کے سر پر
لایا جاوے اور اگر طبع شکر تک پر لائین تو بالعکس معنی لین الحاصل ہر شے کی طبیعت کا ساحت بسیط
میدان قیامت تک ہی کہ مٹھی مٹھی اور کڑوی کڑوی رہیگی یہ اتنی بڑی مسافت کو جسکا علم عند اللہ
ہی جیسا کہ قیامت کی نسبت فرمایا قال انما علمها عند ربی ایکدم مین طے کرے اگر کوئی بھول چوک
کے نسبت درنگ کی اوسکی طرف کرے تو فی الفور نسبت کرنے کے ساتھ ہی شتاب فہم ہوجائے
اور لفظ درنگ کو چھوڑکے شتاب کہنے لگے ذرا بھی تو لفظ درنگ کا اوسکی نسبت ٹھہرنے اور درنگ
نہ کرنے پائے غرض کسی کی بھول چوک سے بھی نسبت درنگ کی اوسکی طرف نہین ہوسکتی زمانے
نے اوسکی شان و شوکت اور سیر و گردش دیکھکے کہا کہ یہ گھوڑا تو آسمان ہی اور جب اوسکے سینہ
کے نیچے تنگ رنگین دیکھا تو کہا کہ یہ قوس قزح ہی بس آسمان اور قوس قزح دونون موجود ہین
ستارون جب نقش اوسکے سم کا سبزہ زار پر دیکھا تو یہ کہا کہ یہ سبزہ زار سپہر ہی اور یہ نقش چشمہ مہر
یعنی مہر و سپہر دونون اوسکے قدمون سے لگے ہین خرد نے اوسکو عرائس افکار کہا لیکن پھر کے
منکر ہوگئی مارے ڈر کے اس سبب سے کہ گو عرائس افکار عرش سے اوس پار پہونچتی ہین
مگر اسکے ہم رفتار تو نہین ہوسکتین لہذا اس نام سے اوسکو ننگ و عار سمجھی القصہ سب اپنی
اپنی بولی بول رہے تھے میرے دل مین بھی آیا کہ مین بھی کچھ کہون سو مین نے معارج افکار
افکار کہا اور مین بھی شرمندہ ہوا اسواسطے کہ وہ اپنی ذات مین یکتا و یکرنگ ہی ایسی رنگ رنگ
باتون سے راضی نہین ہوتا طول امل حرص دنیا جسکی انتہا نہین اسکا حساب اوسکے میدان کی

فضا مین ویسا ہی جیسے میدان ابد کا اور شمار فرسنگ کا اسواسطے کہ تعریف ابد کی لا انتہا رلی ہے
بپھر شمار فرسنگ کا تا کجا **الخلاف** نسخہ مطبوعہ مین ازین آسمان بجاے ازان اور در عنان کی
جگہ ہمشان اور جامہ رنگ اس ٹھکانے تنگ اور بطیع شہد اور نطیع شرنگ دونون بیاسے موحدہ
اور آسمان قوس قزح بدون عطف غلط لکھا ہے تامل کرنے سے انکی قباحتین پوشیدہ نہ رہینگی
قولہ منم کشتہ ام الخ بزیر سایۂ طوبی الخ بچار بالش تسلیم الخ صنم بجیب نہ تا الخ بکعبہ نغمہ ناقوس الخ
دگر سرود احد الخ برنگ و بوئیم الخ نہ در مذاق من الخ ز ذوق لب نہ گزم الخ ہجوم دعوی من الخ
بلے چگونہ بود الخ **الانتباہ** نیرنگ بیاے معروف مکر و فریب اور سحر اور شعبدہ اور عجائبات
آب معروف اور فیض اور رونق اور خوبی اور عزت رنگ لون اور مال اور زر اور نفع اور جان
اور خوبی اور خوشی اور تندرستی چار بالش مسند ارژنگ کتاب صور اور اشکال اور نگار خانۂ مانی
اور نام نقاش نظیر مانی اور تیز نام مانی ننگ شرم آژنگ بالمد شکن چہرہ ہندی جھری **المعنی**
پہلا شعر مطلع ثانی یہان سے گھوڑے کی صفت چھوڑکے اپنی کیفیت کا بیان کرتا ہے یعنی مین وہ
ہون کہ بوجہ مدعاے رنگ نیرنگ کا دھوکے بیرنگ ہو گیا ہون اور آب و رنگ ظاہر سے معرا اور
مشتاق نہ اسکا آرزومند دونون سے آزاد بخلاف اہل دنیا کہ آلودہ رنگ در رنگ نیرنگ اور
مستفید آب و رنگ کے ہین بس بوسیلہ جلیلہ اس بیرنگی کے ایسا آرام و آسایش مین ہون کہ گویا
سایۂ طوبی مین سوتا ہون اور وہ سایہ طوبی بھی کہ نہ شتاب کی جلو مین ہون نہ درنگ کی اردلی
مین یعنی نہ یہ کہ مدعا کی تلاش مین دوڑا دوڑا پھرون نہ یہ کہ اوسکے انتظار اشد الموت مین بیٹھا رہون
بلکہ چار بالش تسلیم پر تکیہ لگائے بادشاہ بنا بفراغ تمام بیٹھا ہون اور خوب سمجھ لیا کہ بیش از بخت اور
پیش از وقت ممکن نہین لہذا نہ کسی سے بامید صلح تبسم و خندان نہ کسی پر بارادہ جنگ کنایہ اور
طعنہ کنان صنم میری جیب مین نہین جو دروازۂ اسلام سے اوٹھا پڑے نہ ردا میرے دوش پر کہ
شہر فرنگ سے نکلجاؤن غرضکہ شعار کفر و اسلام دونون سے مبرا ہون صنم بجیب یہ بلحاظ کہ بعض
عیسائی تصویر حضرت مریم اور حضرت عیسی کی یا صورت صلیب کی زر و جواہر سے بنوا کے گلے مین ڈالے
رہتے ہین کہ قریب بجیب ہوتی ہے فرنگ سے مراد کفر اور ردا پوشی رسم عرب کی ہے فرنگ مین مطلق نہین
پہنتے میرا مذہب صلح کل ہے اور بتائید اسی صلح کل کے کہتا ہے کہ بر تقدیر اگر نغمہ ناقوس سے حالت و
وجد مین آجاؤن اور حال یہ کہ اوسوقت کعبہ مین ہوؤن تو برعایت اسلام کے کیسا ہی جوش و
ولولہ ہو ہرگز بت کی پرستش نہ کرون ہر چند ارژنگ کہ باعتبار تصویرات کے بتخانہ ہے خود قضا ہے

کیون نہو جاے تا مخالف اسلامیون کا نہ بنون کعبہ اور نغمہ ناقوس ور ارژنگ کا قضا ہو جانا یہ
سب واسطے تاکید اپنے قول کے ایزاد کیے ہین ورنہ کعبہ مین ناقوس کہان اور جب ارژنگ قضا ہو جائیگا
تو اوسکے سجدہ نہ کرنے کی کسکو مجال ہوگی پھر کفر و اسلام کا جھگڑا ہی کیا رہیگا ایسے ہی اگر ذکر صمد کا
میرے دل مین جوش زن ہوئے اور ہوؤن مین دیر مین گویہ جوش میرے سینہ مین اسقدر بھر جاے
کہ سینے کو تنگ کر دے تاہم بپاس دیر گلو سے سینہ مین سانس گھوٹتے رہون اور دم نہ لینے دون
اور خلاف بت پرستون کا نہوؤن غرض جیسی ہوا دیکھون ویسی ہی پشت کرون مخالفت
کسی کی نہ اختیار کرون صلح کل رکھون اور جو کہ آلودہ رنگ و بو کا نہین ہون اسواسطے نہ نام
کی گلفروشی سے غرض ہی نہ ننگ کی شکستہ رنگی سے نام کی گلفروشی یہ کہ نام مثل بوے گل کے ہر طرف
پھیلتا ہی ننگ کا شکستہ رنگ ہونا پیش آ جانا کسی امر باعث شرم و عار کا میرے نزدیک جیسے عافیت
ویسے ہی محنت نہ عافیت کے نوش سے میرا مذاق لذت پاتا ہی نہ محنت کے نیش سے میرے
جبین پر چین ہوتی ہی دونون حال مین محظوظ و مسرور رہون یہ بھی نہین ہی کہ اگر محبوبیت سے
شہد مین غوطہ دین تو اوسکی حلاوت سے ایسا متلذذ ہوؤن کہ ہونٹ کاٹون نہ کہ اگر تلخی حنظل
مین ڈوب جاؤن تو تھوتھو کرون یعنی محبت و عداوت میرے نزدیک دونون مساوی اور
یکسان ہین اور وجہ یہ تساوی اضداد کا مجکو دعوی ہی کہ شہد و شرنگ کو یکسان جانتا ہون اور دعوے
بھی بہجوم نوا بنوہ بیا اشارہ اسبات کا ہی کہ دل میرا صاف شفاف ایک آئینہ بے زنگ ہے جسمین
صورت رنج و راحت کی من جانب اللہ نظر آتی ہی نہ دوست و دشمن سے پھر کیسے تساوی اضداد
کی نہو اور جبکہ آئینہ بے زنگ ہی وہ حوالہ غیر کے کر کے مصدر خوشی و ناخوشی کے ہوتے ہین اور اس سے
غافل **ع** از عداوان خلاف دشمن و دوست ✤ کہ دل ہر دو در تصرف اوست ✤ شعر
بعد کا گریز یعنی میرا آئینہ جو بے زنگ ہی تو کیا بعید کیسے بے زنگ نہو جسکی صیقل ایسے شاہ با فرہنگ
کی راے سے کی ہی **اختلاف** نسخہ مطبوعہ مین بجاے کنایتم نہ بجنگ نکایتم اور آژنگ کی جگہ
ارژنگ اور نہ ریزم آب صیغہ منفی کو مثبت غلط لکھا ہی اور اور کئی جگہ غلطی نقاط کی ہی اور یہ نسخہ
ستم کہ شیشہ ام از بوج مدعا بے رنگ ✤ بجاے ✤ منم کہ شستہ ام از بوج مدعا بیرنگ ✤ ایسا ہی
جیسے والی الابل کیف خلقت **قولہ** محمد عربی آنکہ آورند الخ شعر کہ صیقل الخ کہ بردہ شاہ
الخ مطر فشان شود الخ ایا شعر کہ بدل گرمی الخ بکوہ جاہ تو جو بد الخ اگر دہی بصفت الخ بعون
عینک بطلے الخ **الانتباہ** صیقل بفعل اور فاعل اور آلہ تینون معنی کے واسطے ہی پہلے صیقل کرنا

اور صیقلگر اور مصقلہ مطر بفتحتین باران ابا بچہ تند اول گرمی مد وکلنگ بضم کاف وفتح لام پرند
مشابہ بسارس اعمی خلقی کور مادرزاد المعنی یعنی وہ شاہ باو رہنگ محمد عربی ہین جنکے خراجگزار
بادشاہ ان اقالیم کے ہین ذکر اقالیم سے مراد سارا جہان ہی اور تعدد بطور رشتے نمونہ از خروارے
اور یہ محمد ایسے شاہ عالم پناہ ہین جنکی صیقل یا صیقلگر یا مصقلہ برائے ہدایت آئر اسنے کدورت زنگ کفر
کی آئینہ دلون سے صاف کرکے نور اسلام سے ایسے مجلا ومصفا کردیے ہین کہ شاہد ایمان جو بسبب سیاہی
کفر کے لعبتان فرنگ سے متنفر وبیزار تھا اب اونکو ایسا معزز وباوقار سمجھتا ہی کہ اونکی زلف
کی سیاہی واسطے سرمہ بنانے اور روشن کرنے اوردون کی آنکھون کے لیجاتا ہی اور اونکی آنکھین
لگا لگاکے روشن کرتا ہی لطف آپ کا ایسا کہ اگر باران اوسکا پہاڑ پر پڑے تو باوجود سختی وسنگدلی
بسبب نرمی وملائمیت اثر لطف سکے پہاڑ پانی ہوکے بہ نکلے ور صفحہ سنگ مین سماجاوے تا فیض
اوس سے جاری ہوئے چنانچہ پتھر سے چشمے جاری ہونا حضرت موسی علیہ السلام کے وقت مین
آیہ کریمہ فضلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا اور روییے حجر نون وغیرہ سے
ثابت ومتحقق اس شعر مین تغائرا اعتباری ہی شعر بعد کا مع شعر لاحقہ قطعہ بند ہی یعنی اے ممدوح
تم ایسے بادشاہ عالم پناہ ہو کہ تمہاری حمایت کی مدد سے شاہین کے انڈونپر کلنگ بچے نکالنیکو
بیٹھی ہی نہ شاہین اوسنے ڈرتی ہی نہ اسبات سے کہ یہ بچے آخر میرے ہی دشمن ہونگے نہ شاہین
کو قدرت کہ اوس سے انڈے چھین لے ورنہ مرغ انڈون کے واسطے جان مارتا ہی ایسا معلوم
ہوتا ہی کہ زمانہ اوسکی جستجو مین ہی کہ آپ کے کوہ بلند ومرتفع جاہ سے کوئی نسبت توکسی طور سے
بہم پہونچاوئن لہذا نور وسایہ کا کہ مراد روز وشب سے ہی لباس پہنکے پلنگ بنا ہی کہ اس ذریعہ سے
توکوہی کہلاونگا اور نسبت کوہ جاہ سے پاونگا اگر اختیار نظم امور کا اپنے ضمیر منیر کے حوالہ کرو تو طبیعت
زنگ مین صفت روشنگری کی پیدا ہوجاے اسواسطے کہ جب دل آپ کا روشن ہی جس شے
کیطرف متوجہ ہوگا اوسکو بھی روشن کردیگا جیسے آفتاب جس چیز پر پڑتا ہی اوسکو ہمرنگ اپنا بناتا
ہی لیکن دل آپ کا آفتاب سے بڑھکے ہی کہ وہ بظاہر ہمرنگ بناتا ہی قلب ماہیت نہین کرسکتا یہ
تو قلب ماہیت کرکے ناچیز کو ایسا چیز کرے کہ اوس سے اور ناچیز چیز ہوجائین برائے آپ کی
ایسی روشن کہ اگر اندھا مادرزاد اوسکی عینک لگائے تو بغیر بے صورت آہنگ کی مشاہدہ
کرے جو بینا لوگون کو نہین سوجھتی اور ظاہر ہی کہ بے سوجھتی شے عینک سے سوجھتی ہے
اسی واسطے شاعر نے عینک کہا ہی اختلاف نسخہ مطبوعہ مین کوہ جاہ کی جگہ کوہ سے جاہ

غلط لکھا ہی کوسے جاہ اور پلنگ سے کیا نسبت محمد شفیع کی شرح مین پہلا شعر خوب لگ گیا جس سے
ضعف ان اسباب کا مٹ گیا کہ آیا یہ قصیدہ نعت مین ہی یا منقبت یا مدح مین اگرچہ توطیہ مین صفت
براق کی معلوم ہوتی تھی لیکن صراحت نہ تھی اور کاتب سرخی نسخہ مطبوعہ کا اور مغلطہ مین پڑ گیا
تھا جو لکھا ہی در منقبت جناب امیر علیہ السلام قولہ نگاشتند بجاے بموتر الخ محیط عالم جاہ تو دار الخ
نہ ہے مجال تو حفظت الخ اگر نہ طبع تو محمل الخ دل سیاہ عدوے الخ بدون رونہ عناصر الخ فروغ
شعلہ الخ بزودتر بکف آرم الخ ؛ **لا انتباہ** زورق بالفتح کشتی خرد عصیر شیرۂ انگور وغیرہ مجازاً
شراب انگوری ارحام بالفتح جمع رحم خرچنگ بالفتح بعربی سرطان اور بفارسی پنجپایہ اور بہندی
کنکھیجہ نیرنگ یہان بمعنی خاکہ تصویر کے ہی جو کوئلہ سے پہلے بنا لیتے ہین اور بمعنی عجائبات نیز نمونہ نمودا
کا مبدل نمودہ کا **المعنی** پہلا شعر دوسرے سے مربوط ہی شاعر کہتا ہی کہ جسوقت قضا و قدر نے
آپ کے جہان جاہ کا خاکہ بنایا تو بطور نمونہ کے صورت دہر کی بھی بنا دی تا مخلوق دیکھے اور آپ
کے جاہ کو قیاس کرے چنانچہ یہ جو مشہور ہو رہا ہی لولاک لما خلقت الافلاک سب اسی کو نہایت
درجہ رتبہ عالیہ آپ کا جانتے ہین مگر نہین یہ تو ایک نمونہ رتبہ عالی کا ہی بحقیقت رتبہ تو آپ کا اور
کچھ ہی اور وہ یہ کہ اگر عالم جاہ آپ کا شکوہ عالی پر محیط ہو تو دائرہ شکوہ الٰہی کا تنگ ہو یعنی مقبوح
و ممنوع نہ ٹھہرے جیسا کہ حضرت نظامی رح نے فرمایا ہے بالاے او کاینز د آرا استست ⁂ ہم
آرایش ایزدی بخواستست ⁂ حفظ آپ کی ایسی کہ اگر بحر مین خیمہ برپا کرے اے عمل در آمد
تو بڑی مشکل بات ہی اور محال در محال کہ سنگ زورق حباب کی توڑ ڈالے کیا مجال اوسکی
ہی طبیعت آپ کی ایسی عالی اور رسا کہ اگر محمل طراز یعنی رونق و زیب بخش ہو دح عقل کی نہو
تو ہرگز اوسکے ہودج مین نہ بیٹھتی اسی کی تقویت سے بیٹھی اسواسطے کہ عقل ایسی چیز ہی کہ ذرا
سے تغیر مین تغیر ہو جاتی ہی ہر چند علم اوسکے ساتھ ہو لہذا علم کو اسکا اعتبار و وثوق نہ تھا
لاحق کے دونون شعر قطعہ بند ہین یعنی دشمن روسیاہ آپ کا ایسا سیاہ دل ہی کہ اگر اسکی سیہ دلی
پر نظر کرکے کہین کہ دل اسکا ہیئت و رنگ مین سپہر سے نسبت رکھتا ہی تو اس نسبت زبانی
سے سپہر ایسے پیچ و تاب کھائے اور اسقدر سمٹ کے تنگ ہو جائے کہ عناصر مثل عصیر کے
ذبے کے باہر نکل جائین قہر آپ کا وہ کہ اگر چمک اوسکے شعلے کی ابحار سبعہ پر پڑے جو مجموع سمندر
کہلاتا ہی تو پانی اوسکا آگ ہو جائے اور چونکہ تمام چشمے جہان کے سمندر سے سلسلہ رکھتے ہین اونکی
بھی یہی کیفیت ہو لہذا سب چشمون مین خرچنگ کی جگہ سمندر جو آگ مین پیدا ہوتا ہے ظاہر

ہوئے اب کہتا ہی کہ دل مین یہ بات گذرتی ہی کہ جلدی عنان ایسے معنی کی پکڑون اور ایسا سخن لکھون
جسکی ہیبت اعدا کے منھ کو زرد کرے اور ہوش اڑا دے کہ اللہ اکبر ایسی ہیبت و شوکت آپ کی
تھی بس آگے کوئی شعر اس قصیدے کا نسخہ مطبوعہ مین نہین ہی ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہ قصیدہ ناتمام
خواہ شاعر کے وقت مین ناتمام رہگیا ہو خواہ کاتبین و محرفین کی ابتری ہو حسن انتظامی مطلع کی
کہ دیکھتا ہی چلا آتا ہون اسواسطے کہ شعر اخیر کا اور اشعار کو چاہتا ہی نہ کہین اسمین تخلص شاعر کا آیا
نہ دعا سے تائید حسب قواعد قصائد گو دعا امر ضروری نہین کہ بعض قصائد مین شاعر نے نہین بھی
لکھی ہی اب حسن انتظامی مطلع کی سنیے جہان بڑے بڑے مصحح اور محقق ہین الخلاف بجاے
زورق حباب سکے زورقے در آب بنا لکھا ہی اور بجاے ابجار کے ارحام یہ دو غلطیان تو ایسے
اٹھارہ شعرون مین ہین اور اوپر سے جو لکھتا چلا آتا ہون اونکا حساب نہین اور عجب یہ کہ محشی و
شارح دونون نے انھین غلط لفظون پر معنی لکھے اور شارح بھی محمد شفیع جنکو سینہ بسینہ اور
گوش بگوش پر ناز ہی البتہ در آب کی جگہ حباب تو لکھا ہی مگر ارحام مین شریک نعوذ باللہ کہان مہر
آن حضرت کا اور کہان ارحام شاعر پر ایسا تنگ ہوگیا تھا جو سب باتین چھوڑ کے نعت کے
موقع پر اس لچر سخیف لفظ ارحام کو اختیار کرتا ہرگز اوسکا قول نہین ایجاد کو تحریف کر ڈالا ہی مین
تو نہ کسی شارح کی مانون نہ محشی کی ایسا یہ لفظ مجکو مکروہ نامعقول بحث اس محل پر معلوم ہوتا ہی
اسی واسطے بار بار ہر قصیدے اختتام پر ناظرین منصفین کو متنبہ کرتا چلا آتا ہون اور اب بھی
کہتا ہون ع بیا از در باغ و بنگر تمام

قصیدہ ۵۱ قولہ شکست رنگ شباب الخ بحیرتم کہ چہ دارد الخ خراب کردہ جہلے الخ
اگر در آئینہ بینی الخ زمانہ مہر تو تا بوت الخ ہزار مغلطہ داری الخ یہ شعر صحیح یون ہی ع ہزار مغلطہ
داری در آستین پنہان * کلاہ گوشۂ دانش بعرش فرسائی * شکستہ اند و دو الخ مگو کہ جوہر
الماسم الخ سپہر سفینہ عنقا بود الخ تلخی غم اگر الخ الانتباہ یہ قصیدہ بھی بحر مضارع مین ہی شکیبا
مین الف فاعل کا ہی ویل بالفتح نام ایک جنگل دوزخ کا منقول ہی کہ دوزخ مین جنگل اور پہاڑ اور
دریا اور کنوئین آتشین سب کچھ ہین اصل مین یہ لفظ وائے تھا بمعنی اندوہ الف حذف کرکے
لام عوض کا آخر مین زیادہ کیا کہ اصل کلمہ ہوگیا اور بمعنی شور و فغان بمصیبت و سختی اور عذاب
و ہلاک مغلطہ بفتح میم و طاے حطی وہ جگہ جہان غلطی اور فہمون مین پڑے بمعنی بسیار مصون بوزن
بروزن مقول اور جو ہمزہ درمیان صاد و واو کے پڑھلتے ہین لکھے یا تلفظ مین غلطی ہے

اسواسطے کہ یہ کلمہ معتل عین ہی نہ مہموز عین المعنی یعنی اے عرفی بہار تیرے شباب کی خزان ہوئی اور
شیب نے باغ وجود مین اپنا عمل ودخل شروع کیا اور تیری رعنائی خودنمائی بدستور چلی جاتی ہی
بھلا جوانی تو دیوانی کہلاتی ہی یہ وقت تو وقوف وہوش کا ہی سوکچھ نہین بلکہ وہ کیفیت ہی جسکے ساتھ
پیدا ہوا تھا لے محض بے شعوری مین حیران ہون کہ اس مرض کی دوا کہ ہی تو تو عین نادانی اور جا نتا
ہی آپ کو کمال دانا کس سے کراؤن اور کون تجکو اس درد سے چھوڑ اے اسکی دور تو لقمان حکیم بھی نہین
جانتے غور تو کر کیسا تجکو تیری جہالت نے خراب کیا ہی اور پھر بھی تو اوسی کا مطیع و دانش سے ایسا نفرت
ہو بیٹھا گویا تھی ہی نہین بس دیکھہ تو کیسا عظیم درد ہو گیا ہی اور خبر نہین آفرین ہی تیری اس شکیبائی پر یہ
ورنہ ادنی درد کی علاج ڈھونڈھتے پھرتے ہین اور جب تک کہ دفع نہو جاے صبر نہین لیتے دیکھہ تو زشتی
اعمال سے کیسی زشت روئی تجکو نصیب ہوئی ہی مگر یہ جب سوجھے گی جو آئینہ دل مین دیدہ بصیرت
کھولکے دیکھیگا نہ یہ آئینہ اور یہ آنکھین اور جب یہ زشت روئی تجکو نظر آئی تو غیرت کھا کے یہ
کنوئین معمولی کیا ہین ویل کا کنوان قابل اپنے ڈوب مرنے کے تجویز کریگا جسمین دوزخی ڈالے
جائینگے اے غافل تو کس خیال مین ہی ذرا ہوش مین آ یہ زمانہ جسپر نازان ہی اور جسکو اپنا بتاتا ہی اور
کہتا ہی ہمارا زمانہ یہ تیرے تابوت کا سامان کر رہا ہی اور تو عیش وناز مسند پر بیٹھا ہی قدم اوس سے
نہین اوتارتا کوئی دم جلتے ہین کہ ایک دن بزور کھینچ کے خاک مین ڈالدیگا ذرا غور تو کر کہ
ہزارون غلط کاریان اور بیہودگیان تو آستین مین بھرے چھپاے بیٹھا ہی اور باوجود اسکے اپنی
دانش کا ایسا فخر کہ کلاہ گوشہ عرش تک پہونچاتا ہی دیکھہ ایک تو بھی کہ مردان خدا شکستہ حال ہوتے
ہین اور درست اون شکست کی بھی شکست ہی ہین جانتے ہین اے شکست پہ شکست اختیار
کرتے ہین تیرا یہ حال کہ باوصف تندرستی کے خوب موسیائی بڑھاتے جاتا ہی کہ شکست پاس نہ آنے
پاے اے نادان کب شکست سے بچیگا اور کب تک آپ کو الماس کی طرح سخت اور محفوظ سنگ
شکست سے سمجھیگا تو تو الماس نہین ہی نہ کچھ سخت تو ایک شیشہ نرم وملائم ہی ذرا ٹھیس سے ٹوٹنے والا
اور زمانہ جیسا زبردست تیرے واسطے سنگ بکف پھر یہ تیری غلط فہمی ہی یا نہین یہ سمجھ کہ سب
غالب اور زبردست ہی جو چاہے سو کرے کسیکا کچھ قابو اسپر نہین چلتا ایک دن ایسا ہوگا کہ یہ بھی
بیضہ عنقا ہو جائیگا بس مین حیران ہون کہ تو کس بھروسے بھولا ہی جو اپنی ہستی کا دعوی بیہودہ
کر رہا ہی ہان اگر تلخی غم دوست سے اپنے کام ودہان کو آشنا کریگا تو البتہ مین گمان کرونگا کہ
تو ان بیجان دنیا سے نسبت بڑھکے آرام وآسایش مین ہی اصل آسایش یہی تلخی ہی انجام

نسخهٔ مطبوعه مین بر موی میانی بیای عربی بجای بای فارسی اور مصرعون مین همزه اور نه از بیمان بجای
به از پیمان غلط لکھا ہی اور بموجب قول حضرت سعدی رح وقت هم برآید زچندین صدف
ز صد چوبه آید یکی بر هدف ؛ اس شعر کو هم از مغلطة تا آخر حاشیے پر خوب لکھ دیا ہی کہ بعض نسخے مین بجاے
دار و داروی و بجاے زنهار پنهان اور بجاے بعشق بجاے بعرش فرساے کہ اس سے سب اشعار مربوط
ہو گئے مگر نہ معلوم متن مین اسکو کیون نہ قائم کیا مین نے اس شعر مین الی آخره پر اکتفا نہ کرکے پورا
لکھ دیا ہی ملا قطب کی شرح مین ویسا ہی لکھا ہی جیسا نسخهٔ مطبوعه کے متن مین ہی اور اسی سبب سے
اونکے معنی تیر طبیر ہین یعنی لکھتے ہین کہ عشق اپنی آستین مین ہزارون فریب رکھتا ہی ہرگز کلاہ گوشهٔ
دانش کا اوسکو مت دکھا اور عقل کو قرین عشق کا مت کر عشق عقل کو کھو دیگا اور بیربطی کے لیے یہ بات
بنائی کہ یہ بیت برعایت حفظ عقل کے ہی اگر عشق اوس سے بہتر ہی انتہی **قوله** سپید موے شدے الخ
ہمه بشت مجو الخ بکودکی شده الخ مبصران ہمه تن الخ از ان حساب تو الخ بزیر جامه نهان کرد الخ چگونه
شاہد عصمت الخ **الانتباه** قرار در کی مین کاف تعظیم کا ہی تفاوت اس لفظ مین تینون حرکتین
کی جائز ہین مگر ضمه افصح ہی دوری میان دو چیز برص تحقیقین ہندی کوڑھ جس سے سفید یا سیاه داغ
بدن پر پڑ جاتے ہین **المعنی** اب شاعر دین خیال کہ کوئی کہے کہ یہ شعر شاعری کب اچھی ہی جسمین
آپ مصروف ہو رہا ہی کہتا ہی کہ اے عروس طبیعت تیرا شباب بھی شیب سے بدل گیا اور تیرے چوٹے
مو سفید ہوتے ہین ویسے کیا تھوڑا اور روز ہون جو میرے طالع کے واسطے یہ فتنے اور خرابیان
جنی جاتی ہی اور وہ فتنے یہی شعر و سخن ہین جسکے خرمگیر دنیا مین بھی دین مین بھی اور یہ جو تو طالع بہشت
کی ہی بالکل اسی کے مت ہو اے احمق قرب دوست کا بڑی چیز ہی جسکے سامنے بہشت ناچیز سے
ناچیز اگر سودا تجکو چکا ہی تو لازم ہی کہ خوب قدم بڑھا کے رکھ اور طالب قرب دوست کے ہو اور
وجه ترک قرب اور طلب بہشت کی یہ کہ تیرے بال کودکی و بیشعوری مین سفید ہوئے اور تو حد سے
زیاده بے خرد تو لڑکون اور احمقون کی طرح ہمیشه لذت دوست آرام طلب ہی ہی تو نے اچھے
برے کو نہین سمجھا اسواسطے اب جب تجکو ہوس ہوتی ہی بہشت کی ہوتی ہی اور جو مبصر ہین اچھی
بری کھری کھوٹی کے پرکھنے والے کیسے حریم وصال مین ہمه تن چشم ہو کے مشاہدهٔ جمال خداوندی
مین مستغرق ہین اور تو سر سے پانوٴن تک من و سلوی کے واسطے دست و شکم بن رہی ہی تیرے
حساب کا جو میزان مستوفی نہین ملتا اور ہر وقت فرق نکلتا ہی یہ سبب ہی کہ تو نے سرو نہین کیا
سایه کی پیمایش مین مشغول ہی جو تجاوز سے خالی نہین الغرض یہ تیری ساری خودنمائی خرابی

اسی وجہ سے ہی کہ اصلکی طرف مطلق رجوع نہین تونے تو لوگون کے دکھانیکو اوپر لباس اچھا پہن لیا
اور اندر اسکے کوڑھ کو چھپایا ہے کیا یہ نہین کہا ہی ؎ چہ قدر آورد بندۂ حور وبیس + کہ دارد
بیس پردہ اندام بیس + اور جو اہل بصارت ہین اونکے سامنے تو برہنہ ہی سارے تیرے عیب
اونپر کھلے ہین بتا تو شاہد عصمت کا تجھسے کیسے نہ بچے اور کیسے نہ پرہیز کرے تجکو اپنی ننگ ناموس
کی تو کچھ پروا ہی نہین پھر دوسرا کیا چیز شاہد عصمت بھی جانتا ہی ؎ کہ گروہ بے آبروئی بسے
چہ غم دارد از آبروے کسے **قولہ** چہ عذرہاے موجہ الخ تمام عرصۂ محشر الخ سبک عنان شو الخ
جنون ز سیر بنہ و دست الخ عصا بکف نہ و تکبیر الخ دو شیوہ داری الخ سخن دراز شد الخ گرت
ہواست الخ الانتباہ موجہ بضم میم و جیم مشدد مفتوح خوب و پسندیدہ از سر نہادن دور کرنا
مسلم یقین اور تسلیم کیا ہوا شیدا آشفتہ اور دیوانہ تکبیر فتح وہ کہ غازی بعد قتل کافر کے پڑھتے
ہین ترہات بضم اول و رائے مہملہ مشدد و باتین بیہودہ لہو آمیز المعنی شاعر کہتا ہی اب بتا تو مجھے
مین ہی تجھسے مخاصمہ کرتا ہون کون کون سے عذر پسندیدہ گناہون کے قابل قبول تیرے پاس
ہین اور کب کب تو شامت اعمال کے رنج و ملال سے تلخکام ہوئی مین نے تو تجکو ہمیشہ قند چباتے
اور شیرین دہن ہی دیکھا اگر تجکو یقین نہو تو لعاب دہن کو چکھ دیکھ تو تلخ ہی یا شیرین اور اگر یہی
حال تیرا ہی اور ایسی ہی قندخائی ہی تو ایک شکر فروش بن کے میدان حشر مین حاضر ہوگی جسکے
سبب سے تمام عرصۂ قیامت کو مکھیان گھیر لینگی کہ تجپر بھی بھنکینگی اور تمام محشری بھی تجھسے متنفر اور دور
دور بھاگین گے گویا فحوی لاساس کا بنجاے گی غرض ایراد قند و شکر او مگس وغیرہ سے ضمناً
اشارہ اپنی شیرین کلامی کا بھی ہی بس بہتر یہ ہی کہ سبک عنان ہو اور جلدی آپکو ملک علم مین
پہونچا اور موافق علم کے عمل کر اور جو انگشت جہل کی کاٹتی اور افسوس کرتی ہی اس سے کچھ فائدہ
نہین حاصل افسوس تدارک اوسکا ہی جو مین نے تجکو بتایا اور بتاتا ہون اور جو بھلی چنگی ہو کے دیوانی
بن رہی ہی یہ عذر تو قابل تسلیم ہرگز نہین اسواسطے کہ بحقیقت تو دیوانی نہین ہی کیسی اسنے
کامون مین سیانی ہی بس اس دیوانگی مصنوعی کو سر سے نکال اور عقل کے ہاتھ مین ہاتھ دیکے
بدستگیری عقل میرے پاس آ جب مین تجھسے کہون کہ ہان اب عصا ہاتھ مین لے اور نفس کافر اور
شیطان بدکیش پر غزا کر او مظفر او منصور ہو کے اپنی راہ لے اور جو تو کہے کہ مجھسے تو یہ ہو نہین سکتا
مجھمین ایسی توانائی نہین ہی جیسے دنیادار دین کے معاملے مین کہتے ہین کیا کہین یہ ہم نہین سکتا
حالانکہ سب کچھ کر سکتے ہین اسکو ہمت سننے کی نہین وہ خوب جانتی ہی کہ تو سب کچھ کر سکتی ہے

ناتوان نہین ہی بلکہ توانا ہی تجھین دو باتین خوب ہین اور یہی تجکو یاد ہین ایک تو ترہات فروشی لے
بیہودہ گوئی کہ وہ شعر و شاعری ہی دوسرے عمر ضائع کرنا اسی ترہات مین اور تو کچھ نہین جانتی
بس تجھے تو عرفی اچھا ہی دیکھہ تو کیسی نصیحت اور معانی کی باتین کر رہا ہی جو کار آمد ہین نہ تیری طرح
کہ زمین آسمان کے قلاوے ملاتی ہی اب کہتا ہی کہ اے عرفی سخن میرا طول طویل بہت ہو گیا کہانتک
یہ کہانی تجھے کہے جاؤن اگر میری بات سنتا اور یقین کرتا ہی تو لے مین کہے دیتا ہون کہ تو خود را
ہی اب تو خرابی خود رائی کو قیاس کر قرآن شریف مین تو ان اللہ لا یحب کل مختال فخور آیا ہی اور
اگر بعد اطلاع اس خود رائی کے یہ شوق تجکو پیدا ہوئے کہ پھر کیسا ہونا چاہیے تو بالفعل جس حال
مین تو ہی اس حال کو غور کرکے دیکھہ میری نظر مین تو تجکو اُلٹا چلنا آتا ہی کہ تیری اُلٹی چال ہی
بس اسی کو اُلٹ دے یہی سیدھی راہ اور صراط مستقیم ہی جسکی نسبت فرمایا ہی صراط الذین انعمت علیہم
خاتمہ الحمد للہ رب العالمین کہ کتاب میری آیت انعام و احسان پر تمام ہوئی یعنی انعمت علیہم لہٰذا
امید کہ طالبین اور شائقین کی تلاش معانی مین راہ صواب اور صراط مستقیم کی رہنما ہوسکے اور
حاسدین خردہ چین غیر المغضوب علیہم الضالین سے محفوظ و مستثنیٰ رہین آمین آمین یا مالک یوم الدین

؎ یارب صل وسلم دائما ابدا　علی نبیک خیر الخلق کلہم
وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

	تاریخ تصنیف شرح ہذا	
	یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا ۱۳ ۳ ھ	
	بسم اللہ الرحمن الرحیم	

جناب مولوی عبد المجید خان صاحب مصنف شرح ہذا کی مدح مین جو تحریر کیا جاے نسبت فضل و
کمال اونکے تھوڑا ہی مین نے بھی کہین کہین سے کچھہ دیکھا تو اوسکی شرح ایسی پائی جیسا کہ حق تھا
شرح کا واللہ سبحانہ اعلم بالصواب ۵

العبد

الدین محمد ... ابو البرکات

تقریظ طبعزاد مولوی محمد معز اللہ خان عزیز شارح صاحب شرح ہذا

جب قصائد کی نہ اپنے شرح تھی
بھر دیے گوش ہوش کے دامن
کھولیجا سے ہاتھون ہاتھ شمال
کھولے بند قبا و پیراہن
ہان سویدا ے دل سپند بنے
نذر گذرانین عاشقان سخن
تن میری سہ منیر فلک
جیسے دولہا کی ہو بغلمین دلہن
نظم اس نثر نے جو پائی ہے
جیسے گھل گئے ہون قند و لبن
غنچے نکتون کے کھلکھلائے ہین
تھی جو صورت نہان ہوئی علن
وہ ہمایون ہما ہے یہ جسکے
شکیہ جس شکر کا پرویزن
بے حسابی و بے شماری کی
بسامعہ باصرہ کا ہے یہ سخن
لکھے ایک ایک لفظ نے کے معنی
کہین کھولا کہین نہ کھولا دہن
بارا مارا پھرا سخن میرا
اور زبانین تھین صورت سوسن
عاقبت الغیاث ہی کہتا
ہین مرے واسطے یہ پیرہن
جو جامہ ہے شاخ تہدرہ کا
شام غربت ہنگی صبح وطن

روح عرفی پکاری آ احسن
کان مین کان گوہر معنی
اسکی شہرت کو شرق غرب دکن
کیسے خندان شگفتہ ابرو ہین
اپنی مجمر سنبھالے چرخ کہن
کشتیان بحر کے دُر و مرجانکی
شرح جیسے کہ ماہ کا خرمن
ہین عروسان حجلۂ افکار
ایسی لائے کہانسے نظم ہرن
بر صفا چہرۂ معانی کو
تخل مفہوم سبز و بار افگن
دیکھے عنقا اگر نہ دیکھا ہے
سر پہ روح القدس ہی سایہ فگن
میری طوطی طبع ناطق کی
نظم ہر دین پہ طعن و چشمک زن
کیسی کیسی دماغ سوزی کی
کر دیا اس کتاب کو مخزن
جو کڑی وہ بھری کہ جسکو دیکھ
مدتون میش شارحین زمن
سروسان سر اٹھائے دیکھو ہین
پھرا وسطے ہی پانون میرا چمن
گلشن قدس کا جو ہو طائر
کب ہو ہم بال زاغ اہرمن
یعنی یہ شرح بے نظیر جدید

بارک اللہ درّ معنی سے
ہوئی مغز سخن کی سر مخزن
شاہدان معانی و مضمون
اور کشادہ جبین نہ چین نہ شکن
رشتۂ جان برائے شیرازہ
لاے بحر نثار بحر عدن
لیے آغوش مین لیے اوسکو
جلوہ گر صورت عروس عدن
ربط بخشا وہ لفظ و معنی مین
ہے یہ نسخہ اک آئینہ روشن
بوئے گل کی طرح معانی کی
اسکے معنی مین اوسکا ہے مسکن
ہے یہ وہ تنگ شکر معنی
آئینہ دار ہے ہی سب فطن
اسکا ہم چشم دیدہ ہے نہ شنید
جب تو شارح نے پایا مغز سخن
نکتہ چھوڑا کہین کہین لکھا
جو کڑی بھولجا ے اپنی ہرن
شعر فہمی مین لاف تھا جن کو
اونچی اونچی نہ کیسے ہوئے گردن
کہ یہ لفظ و عبارت و معنی
وسکے خوش ہوئے کب ہیا گلشن
ہان مگر شکر حق کہ اب اوسکی
ہوگی اوسکی شہرت و جولن

اسی رنگین محل مین بیٹھے گا
طاقدیس اور خسرو پدین
کیون پھڑکتی ہی آج چشم ہرن
کسکی لائی ہے بوے پیراہن
کیسی حیران ہی چشم نرگس کی
کبک ہی سرو پر جو قہقہہ زن
کسکی توصیف کسکی تحسین مین
کیون ہی گلشن شرار پیراہن
للہ الحمد غنچۂ خاطر
دیکھو ٹوٹے ہین میرے بند کفن
دل مین گذرا لکھون کوئی تقریظ
کیا کافی نہین ہی مشفق مین
لب ولہجہ سے میرے اور لسکے
موجز و مختصر کی سے قدغن
چھوڑ اب نغمہ توڑ زخمہ کو
کیسا سمجھایا مجھکو مین اور عن

ڈالے انداز و ناز کی چلمن
اب پڑھون ایک حسب حال غزل
کسکی چتون سے لڑگئی چتون
ماہ و خورشید رات دن کس کے
نہین مژگان کی چھوڑتی چلمن
رنگ لائی ہی کسکی رنگینی
ہمہ تن رنگئی زبان سوسن
اس غزل سے جو میرا مطلب ہے
غنچگی سے ہوا گل گلشن
روح عرفی کی سنکے یہ تقریر
کہین شاباش دوست اور دشمن
نظم کر بس اسی زبان کو مری
فرق ہے جیسے ناطق والکن
بس اوسی کی ہے یہ زبان بندی
کہہ ترانہ سے یہ کہ ہو تن زن
لے دعا مانگ شرح و شارح کی

شرح اور متن فی المثل جیسے
لوٹ ہو جاے جسکو سنکے سخن
کیون ہوا پر ہے آج باد صبا
کھوے ہین شوق دید مین تن
کسکی موزونی دکھیا ئی ہے
شرم سے گل کی جھک گئی گردن
داغ سینہ ہوا ہی کیون ہر گل
سب سمجھ جائینگے نوکی کودن
پھولی تنین نہین سماتی ہون
دلکش و دلپذیر و مستحسن
کی ندا مجکو لے معاذ اللہ
غیر کا ہے کہان یہ کام و دہن
مت بڑھا اب صداع و درد سر
کر جھکتی ہی جس سے نظم پرن
کافی ہی بند روح عرفی کی
عجز و الحاح سے کلامی ذو المنن

شرح ہو اور ہو بغل دل کی | شارح اور حسن آفرین زمن

تاریخ طبع از ابلغ البلغا جناب حافظ غلام علی خانصاحب حافظ رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی

عبد المجید خان نے یہ وہ شرح ہی لکھی | عرفی کی ساری شعر جو ہین جو لاجواب ہے
کیونکر نہ لاجواب ہو یہ شرح لاجواب | شارح بھی اسکا کیا فضیلت مآب ہے
منصف مزاج دیکھکے اسکو کہین گے یہ | ویسی ہی شرح بھی ہی یہ جیسی کتاب ہے
اونکے دو حصانی مین حد درجہ ہی چپک | اونکے دُر سخن مین بڑی آب و تاب ہے
عرفی بھی بےنظیر تھے یہ بھی ہین لاجواب | نے اونکا تھا جواب نہ انکا جواب ہے

لیکن جناب خالق اکبر کے فیض سے
منشی نولکشور کہ جنکی جہان مین آج
اوس ذی کرم کی ذات سے اب فی زمننا
اوسکے عطا و جود و سخا و نوال سے
سی آئی ای سے اُسکا ہی رتبہ بڑھا ہوا
تعریف اوسکی لکھہ سکون مین کیا مری مجال
اوسکے نہو جو مطبع ذی شان مین چھپی
مین بھی ہون اوسکا ایک پرانا نیازمند
المختصر یہ شرح مکمل جو چھپ چکی
اوسدم دل حزین نے مرے مجھسے یون کہا
تاریخ اسکے چھپنے کی ہان کوئی کر رقم
اسکے سوا جہان مین بہر بقا ہے نام
حافظ نے تب یہ مصرع تاریخ لکھدیا

چھاپا ہی اسکو اونے جو عالی جناب ہے
بخشش بہت بڑی ہی سخا بیحساب ہے
سچ تو یہ ہی کہ جہل کی مٹی خراب ہے
سب جانتے ہین ایک جہان کامیاب ہے
یہ کچھ بہت بُرا نہین اوسکا خطاب ہے
مدحت کچھ اوسکی کر سکون کیا میری تاب ہے
ایسی جہان مین کون تیاؤ کتاب ہے
مجھپر بھی اوسکا لطف و کرم بیحساب ہے
جزو جزو یون مثل مہ و آفتاب ہے
اب فکر سال طبع بھی لازم شتاب ہے
اک یہ بھی کار خیر ہے کار ثواب ہے
یہ بھی مورخون کا اک اچھا حساب ہے
واللہ سچ بھی ہی یہ بسا انتخاب ہے

تاریخ طبع از جناب منشی احمد حسین خان احمد خلف اوسط حافظ غلام علیخانصاحب ممدوح الصدر

یہ وہ شرح فضل خدا سے چھپی
کہ شارح ہی اسکا بڑا مولوی
خدا اسکو مقبول عالم کرے
باقبال وحشمت بصد خرمی

نہ دیکھی ہی ایسی نہ ایسی سنی
فقولوا فقد فاز فوزاً عظیم
بجاہ النبی و آل النبی
غرض جب یہ تیار چھپکر ہوئی

مضامین کیون اسکے اعلیٰ نہون
ہی یہ شرح مصداق این یہ کی
رہے اہل مطبع بھی یارب بہ امن
تو احمد نے تاریخ کی فکر کی

لکھا پھر یہ مصراع تاریخ طبع
کہ یہ شرح ہے خوب و عمدہ چھپی

خاتمۃ الطبع مع تاریخات طبع شرح ہذا از مولنا محمد حامد علیخان حامد خلف اکبر حافظ غلام علی خان صاحب رئیس شاہ آباد ضلع ہردوئی افسر مصحح مطبع ہذا تلمیذ حضرت امیر الشعرا امیر مینائی مدظلہم

لا اُبالی حمد بیحد بیجا اوس سخن آفرین حقیقی کو سزاوار ہین کہ جسنے مطلع کونین کی ساتھہ رباعی اربع عناصر

کی ہمسترادگی مصرع کن فیکون تضمین فرمائی اور انسان ضعیف البنیان کو بمصداق انا خلقنا الانسان من نطفۃ امشاج نبتلیہ فجعلناہ سمیعاً بصیراً بخلعت ولقد کرمنا بنی آدم مخلع فرما کے شش جہت کی اس کے نور سے رونق بڑھائی سبحانہ ما اعظم شانہ وحدہ لا شریک لہ اور جواہر نعت لاتحد و لاتحصی اوس ناظم عدیم المثال پر نثار ہین کہ جسنے اپنی ذات بابرکات کو بمضمون ارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبیون قطعہ نبوت کا مقطع بنایا اور بمضمون لیکون للعلمین نذیرا اپنی نور ہدایت سے زمین و آسمان کو منور فرما کے نابلدان جادہ جاہلیت و سرگشتگان بادیہ ضلالت وجہالت کو تعلیم علم حقانی راہ راست دکھلائی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ النجبا واصحابہ العظما وسلم اما بعد نابلد جادہ سخن شناسی مصدر خطیات خفی وجلی ابو الناظم المدعو بہ محمد حامد علی حامد شاہ آبادی عفا عنہ الہادی خلف اکبر حافظ غلام علی خان مدظلہ العالی موشگافان مشکلات معانی وگرہ کشایان نکات سخندانی کی خدمات برکات مین مژدہ رسا اور عرض پیرا ہی کہ کتاب بہتر سرمایۂ دانشوری نیکو متاع دینی و دنیوی مشہور معروف جہان الموسوم بہ قصائد عرفی کہ تصنیف لطیف علامۂ فہام پیشوائے سخنوران عالی مقام فخر المتقدمین شرف المتاخرین حسان عجم موجد جادہ طرازی جناب مولنا سید محمد جمال الدین عرفی شیرازی اغرقہ اللہ فی بحار افضالہ واعلہ اللہ فی اعلی علیین الی یوم الدین سے ہی اور اوسکی فارسیت اور قابلیت اظہر من الشمس وابین من الامس ہی اور یوان تو بڑے بڑے شارحین مدققین ومحققین نے اس کتاب لاجواب کی شرحین بہ دو شد لکھین خصوصاً ملا عبد الرحیم ومحمد شفیع وملا قطب الدین وغیرہ رحمہم اللہ نے تو سیدان شرح مین خوب ہی گھوڑے دوڑا اے اور ہر قصیدہ کے معنے بہ صد خوبی تحریر فرمائے ہین لیکن حال مین زبدۃ الشارحین عمدۃ الراسخین محقق بے بدل اوستاد ضرب المثل عذب اللسان جناب مولوی محمد عبد المجید خان سلمہ اللہ نے یہ وہ شرح نوک قلم نزہت رقم فرمائی کہ آج تک ایسی دیکھنے اور سننے مین نہین آئی شرح ہی یا مخزن معانی یا گنجینہ اسرار نہانی جس شعر کے معنی بیان فرمائے ہین کیفیتین دکھلائی ہین رنگ جمائے ہین جن جن شرحون پر ایراد کی ہی واللہ وہ بیچی ہی انکی طبیعت بحر زخار ہی انکا ہر فقرہ آبدار ہی انکی عبارت عام فہم خاص پسند ہی ہر ہر لفظ ہر ہر نقطہ سود مند فی الحقیقت یہ بہت بڑے اوستاد ہین انکی طبیعت مین جو ہر خداداد ہین ہم نہین کہتے کہ انکی شرح کوئی انوکھی ہی مگر ہان اتنا ضرور کہین گے کہ سب شرحون سے ورا اور جو لکھی ہی بندش الفاظ خوبی مضمون رنگینی عبارت پاکیزگی ولطافت معنی انکی سب سے جدا ہی یہ خاص الخاص انکا حصہ ہی ہماری تحریر پر نہ جائیے انکی شرح

کو سب شرحون سے ملائیے اور نظر انصاف سے ملاحظہ فرمائیے اوسوقت خود ہماری صدق مقالی اور راست گوئی ظاہر ہوجائیگی ناظرین انصاف دوست کو حق حق بات پسند آئیگی الغرض جب انھون نے یہ اپنی شرح عام مطبوع خاص پسند ہنرپرور عدل گستر قدردان ذیشان رفیع القدر سموّ المکان سر دفتر منشیان روزگار نامور نامدار فیض بخش فیض رسان معروف و مشہور امصار و دیار عالی جناب معلی القاب ملک التجار منشی نول کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای دام اقبالہم و عم فیضانہم مالک مطبع اودھ اخبار کی حضور پرنور مین بھجوائی اور اوسکے چھپنے کی درخواست فرمائی حضور ممدوح تو ایک قدردان ہر دم نفع رسانی خلائق مد نظر رفاہ عام کی فکر بشتر یہ مجرد ملاحظہ شرح ہذا سنجیدہ کارپردازان مطبع کو حکم محکم فرمایا کہ فوراً اس گوہر گرانمایہ اور متاع جمیلہ کو زیور طبع پہنا کر بمصداق خیر الناس من ینفع الناس بندگان خدا پر نثار کرو حکم کی دیر تھی کہ منصرم باکمال سخنور عدیم المثال برگزیدہ جناب ایزد لایزال منشی بھگوان دیال صاحب سلمہ المتعال کی جنبش مطبع ہذا کی حسن کوشش فراوان اور مساعی جمیلہ دیگر کارپردازان سے یہ شرح شاخ مطبع اودھ اخبار واقع کانپور صانہ اللہ عن شر الدہور ماہ جون سنہ ۱۸۹۰ع مین پہلی مرتبہ حلیۂ طبع سے آراستہ ہو کر نضارت افزاے نظارگیان مشتاقان ہوئی الحمد للہ علی ذلک اللہم اغفر لکاتبہ ولمصححہ ولناظرہ ولقارئہ

چند قطعہ تاریخ طبع بطریق روا روی قلم برداشتہ راقم نے حوالۂ قلم کیے بطور یادگار ہدیۂ ناظرین کیے جاتے ہین ؎

قطعات تاریخ طبع کتاب ہذا

قصیدے وہ کہ عرفی کے معنے کھلے
کہ اب شرح بہتر ہوئی طبع یہ
لکھا مین نے حامد یہ مصراع طبع
عجب شرح بہتر ہوئی طبع یہ

ایضاً

حضرت مولوی عبد مجید عالی
اونکی یہ شرح کسطرح ہو محبوب جہان
جیسے مطلب ہین قصیدے کے وہ اونھون نے لکھے
بخدا ایسے ہی مطلب تو ہین مطلوب جہان
حسن معنی مین ہے یوسف کیطرح سب کو عزیز

اور اس شرح کا شارح بھی ہے یعقوب جہان
چھپ کے جب ہوئی تاریخ کی حامد مجھے فکر
کہ مورخ کی خوشی بھی ہے مطلوب جہان
الغرض ہاتف غیبی سے کیا مین نے سوال
اُسنے فرمایا کہ لکھدیجیے۔ مرغوب جہان

ایضاً

نظم عرفی کی یہ وہ شرح چھپی ای حامد
جسکے شارح کو ہر اک علم کا علم کہیے
نثر مین اسکی نمرہ نثر ظہوری کا ہے
بندش نظم مین فردوسی کا دم کہیے

اوسکے مطبع مین چھپی جو وہی جام جم ہے
اور شجاعت مین جسے تہمتن و رستم کہیے
منصرم مطبع کا وہ شخص ہے عالی فطرت
چرخ دانش کا جسے نیر اعظم کہیے
دونون عالم مین ہے ان دونون کا سعد و منظم
انکی تعریف مین جو کچھ ہے بہت کم کہیے
وقت چھپنے کے یکایک مجھے آیا یہ خیال
اسکی تاریخ بھی ایک کوئی اے مدم کہیے
الغرض مین نے بھی کیا خوب ہی تاریخ لکھی
شرح و شارح کی صفت جس سے منظم کہیے

یعنی یہ شرح ہو اوس شارح اعلی کی جسے
بادشاہ سخن و قبلۂ عالم نے لکھی ہے

ایضاً

شارح شرح نے وہ شرح لکھی ہے کہ اہل
اہل معنی کو جسے دیکھکے غش آئے ہین
مطلب بیت کا کس لطف سے تحریر کیا
معنی ہر شعر کے کس خوبی سے فرمائے ہین
عام فہم اسکے سب الفاظ ہین اور خالی
لفظ مغلق کوئی اسمین وہ نہین لکھتے ہین
حضرت منشی نول کشور سی-آئی-ای
جنکے اوصاف کتابون مین بہت لکھے ہین
اودھ اخبار کے مطبع کے یہی ہین مالک
ایسے مطبع بھی کسیکو نہین ہاتھ آئے ہین
ہین سوا اسکے کئی اور بھی مطبع انکے
فائدے جنسے زمانے نے بہت پائے ہین
آپنے حکم یہ فرمایا کہ یہ شرح چھپے
کہ یہ مطبع ہے تو اسی واسطے بنوائے ہین
حکم کے ساتھ ہی چھپنے لگے ہوئے سب ماہر
منتظم اسکے ہوئے وہ کہ جو خوش رائے ہین
صاحب فہم و ذکا منشی بھگوان دیال
منصرم ایسے کسینے بھی کہین پائے ہین
قابلیت و دیانت مین نہین انکا نظیر
منشی صاحب کو یہ تقدیر سے ہاتھ آئے ہین
مجھے ناچیز کو صحت ہوئی اسکی تفویض
کہ مصحح بھی اسی واسطے یان آئے ہین
مین نے تصحیح کی جو کچھ کہ لیاقت تھی مجھے
سب پہ ذوق اسکے بہت خوب سے بلوائے ہین
الغرض چھپکے مکمل ہوئی جسدم یہ شرح
دھیان کیا کیا مجھے تاریخ کے تب آئے ہین
للہ الحمد دم فکر ہزا سے تاریخ
ہاتف غیب نے الفاظ وہ فرمائے ہین
جنمین تاریخ نکلتی ہی بصد خوبی و لطف
اور مری طبع رسا کو بہت یہ بھائے ہین
لفظ ہی مصرع تاریخ مین زائد ہی مگر
جسکو موزونی مصرع کے لیے لائے ہین
شرح عرفی کے قصیدونکی چھپی ہے کیا خوب
سن ہجری یہ اسی مصرع مین بس آئے ہین

سنہ ۱۳۰۷ھ

تاریخ طبع از مورخ کامل جناب منشی بھگوان دیال صاحب عاقل الخیبط مطبع ہذا

شائع شد از قصائد عرفی عجیب شرح
ذوق طلب لطالب و بار خاطر است
عاقل ز فرط شوق بقرطاس دل نوشت
تاریخ طبع او-چہ عجب شرح نادر است

۱۳۰۷ھ

تاریخ طبع از سخنور ذوی وقار منشی مدنموہن لال صاحب سرشار

چون شرح مقاصد قصائد اکنون
شائع گردید بہر اہل ادراک
تحریر نمود سال طبعش سرشار
اردو شرح قصائد عرفی پاک

۱۳۰۷ھ

تاریخ طبع از منشی خدا بخش صاحب خادم

جسنے اس شرح کو دیکھا یہ کہا اے خادم
کیا ہی اچھی لکھی سب شرح قصائد عرفی
فکر تاریخ جو کی مین نے تو ہاتف نے کہا
لکھدو [illegible] اردو چھپی اب شرح قصائد عرفی

تمت

[illegible] — حق تصنیف اس شرح اردو قصائد عرفی کا اسکے شارح مولوی
[illegible] المجید خان نے برضا و رغبت خود بلا جبر و اکراہ مطبع اودھ اخبار کو [illegible]